UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232138

UNIVERSAL
LIBRARY

انوار العارفين

محمد حسين

مضمون	صفحہ
ذکر امام محمد جواد تقی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۳۷
ذکر امام علی ہادی نقی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۳۸
ذکر امام حسن عسکری رضی اللہ تعالے عنہ	۱۴۰
ذکر امام محمد مہدی رضی اللہ تعالے عنہ	۱۴۱
باب سوم در ذکر اصحاب صفہ علیہم الرضوان	۱۴۵
ذکر خواجہ اویس قرنی رح	۱۴۷
ذکر امام اعظم رح	۱۴۸
ذکر امام شافعی رح	۱۵۰
ذکر امام احمد حنبل رح	۱۵۲
ذکر چار پیر	۱۵۴
ذکر رابعہ بصری رح	۱۶۰
باب چہارم در ذکر بزرگان خانوادہ ہائے گوناگون	۱۶۱
ذکر خواجہ عبد الواحد بن زید رح	〃
ذکر خواجہ حبیب عجمی رح	۱۶۲
ذکر فضیل بن عیاض رح	۱۶۳
ذکر ابو اسحاق خواجہ داؤد بن نصیر الطائی رح	۱۶۶
ذکر حضرت ابراہیم ادہم رح	۱۶۸
ذکر حضرت معروف کرخی رح	۱۷۳
ذکر حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رح	۱۷۵
ذکر حضرت شقیق بلخی رح	۱۷۷
ذکر خواجہ حاتم بن اسم رح	۱۷۹
ذکر احمد بن خضرویہ رح	۱۸۰
ذکر حضرت بایزید بسطامی رح	۱۸۱
ذکر حضرت ہبیرۃ البصری رح	۱۸۳
ذکر حضرت سری السقطی رح	۱۸۴

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت ابو الحسن احمد نوری رح	۱۸۶
ذکر حضرت خواجہ علوی ممشاد دینوری رح	۱۸۸
ذکر حضرت خواجہ جنید بغدادی رح	۱۹۰
اختلاف اقوال در تعیین ممشاد دینوری رح	۱۹۳
ذکر حضرت محمد رویم رح	۱۹۵
ذکر حضرت ابو علی الروذباری رح	۱۹۶
ذکر حضرت محمد جریری	۱۹۷
ذکر حضرت ابو اسحق شامی رح	۱۹۸
ذکر حضرت ابو عبید اللہ بن خفیف رح	۲۰۳
ذکر شیخ ابو الحسین بن محمد الاکار رح	۲۰۸
ذکر شیخ ابو اسحق ابراہیم بن شہریار رح	۲۰۹
ذکر حضرت ابو علی کاتب رح	۲۱۰
ذکر ابو بکر الشوسی و ذکر محمد طبرانی رح	۲۱۱
ذکر شیخ ابو العباس القصاب الاملی رح	۲۱۲
ذکر ابو یعقوب الشوسی رح	۲۱۳
ذکر ابو یعقوب نہرجوری رح	۲۱۴
ذکر ابو العباس سفاوندی رح	۲۱۵
ذکر شیخ عمو رح	۲۱۶
ذکر حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رح	۲۱۷
ذکر حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رح	۲۱۹
ذکر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رح	۲۲۴
ذکر شیخ ابو القاسم گرگانی رح	۲۲۶
ذکر ابو اسمعیل بن ابی منصور محمد انصاری رح	۲۳۰
ذکر خواجہ یحیی بن عمار شیبانی رح	۲۳۱
ذکر شیخ عبد اللہ طائی	۲۳۲

مضمون	صفحہ
ذکر خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح	۲۳۳
ذکر حضرت شیخ ابو علی فارمدی رح	۲۳۵
ذکر ابو حفص حداد رح	۲۳۷
ذکر شیخ ابو الفضل بن الحسن السرخسی رح	۲۳۸
ذکر شیخ ابو نصر سراج رح	〃
ذکر شیخ لقمان سرخسی رح	۲۴۰
ذکر شیخ ابو سعید ابو الخیر رح	〃
ذکر شیخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رح	۲۴۲
ذکر خواجہ احمد بن مودود چشتی رح	۲۴۸
ذکر شیخ ابو بکر بن عبد اللہ الطوسی رح	۲۴۹
ذکر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی الطوسی رح	۲۵۰
ذکر شیخ احمد غزالی رح	〃
ذکر حاجی شریف زندنی رح	۲۵۱
ذکر خواجہ یوسف ہمدانی رح	۲۵۳
ذکر خواجہ احمد یسوی رح	۲۵۴
ذکر خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح	۲۵۵
ذکر خواجہ عارف ریوگری رح	۲۵۶
ذکر خواجہ محمود انجیر فغنوی رح	۲۵۷
ذکر خواجہ علی رامیتنی رح	۲۵۸
ذکر خواجہ بابا سماسی رح	۲۵۹
ذکر شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رح	〃
ذکر عطار رح	۲۶۰
ذکر شیخ روزبہان کبیر مصری رح	〃
ذکر شیخ اسمٰعیل قصری رح	۲۶۱
ذکر خواجہ حضرت عثمان ہارونی رح	〃

مضمون	صفحہ
ذکر شیخ عبد العزیز تمیمی رح	۲۶۶
ذکر عبد الواحد بن عبد العزیز رح	〃
ذکر شیخ ابو الفرج طرطوسی رح	〃
ذکر شیخ ابو الحسن ہکاری رح	〃
ذکر حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۷
ذکر شیخ حماد دباس رح	۲۶۹
ذکر شیخ نجم الدین کبرٰی رح	۲۷۱
ذکر شیخ شہاب الدین سہروردی رح	۲۷۵
ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح	۲۷۶
ذکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۲۸۵
ذکر سید میر کلال رح	۲۹۱
ذکر حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رح	۲۹۲
ذکر شیخ الاسلام ابو محمد زکریا الملتانی رح	۲۹۷
ذکر حضرت شیخ علی احمد صابر رح	۲۹۹
ذکر حضرت سلطان نظام الدین اولیاء	۳۰۳
ذکر شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رح	۳۰۵
ذکر حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح	۳۰۹
ذکر شیخ سراج الدین عثمان رح	۳۱۲
ذکر شیخ صدر الدین حکیم رح	۳۱۳
ذکر شیخ کمال الدین رح	〃
ذکر سید محمد گیسو دراز رح	۳۱۴
ذکر شیخ علاء الدین لاہوری رح	۳۱۵
ذکر شیخ فتح اللہ اودہی رح	〃
ذکر شیخ سراج الدین رح	۳۱۶

مضمون	صفحہ
ذکر شیخ نور الدین رح	۳۱۷
ذکر شیخ محمد عیسے رح	〃
ذکر شیخ علیم الدین رح	۳۱۸
ذکر سید شمس الدین طاہر رح	〃
ذکر شیخ حسام الدین بانکپوری رح	〃
ذکر شیخ بہاء الدین جونپوری رح	۳۱۹
ذکر شیخ محمود راجن رح	〃
ذکر شیخ جمال الدین حسن رح	۳۲۰
ذکر شیخ حسن محمد رح	〃
ذکر شیخ محمد رح	۳۲۱
ذکر شیخ شیخے رح	〃
ذکر راجے حامد شہ رح	۳۲۲
ذکر شیخ حسن طاہر رح	〃
ذکر حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رح	〃
ذکر خواجہ علاء الدین عطار رح	۳۲۴
ذکر خواجہ محمد پارسا رح	〃
ذکر خواجہ علاء الدین عجدوانی رح	۳۲۶
ذکر حضرت جلال الدین پانی پتی رح	〃
ذکر شیخ شبلے رح	۳۲۸
ذکر شیخ بہرام چشتے رح	۳۲۹
ذکر حضرت مولانا یعقوب چرخی رح	〃
ذکر شیخ احمد عبدالحق ابدال رح	۳۳۱
ذکر شیخ جمال گوجر رح	۳۳۷
ذکر خواجہ عبید اللہ احرار رح	۳۳۹
ذکر حضرت مخدوم شیخ عارف رح	۳۴۱

مضمون	صفحہ
ذکر مولانا محمد زاہد رح	۳۴۲
ذکر حضرت شیخ محمد ابن شیخ عارف رح	۳۴۴
ذکر مولانا درویش محمد رح	۳۴۶
ذکر خواجہ میرک گنبد سبزی رح	۳۴۸
ذکر خواجہ محمد صابر رح	〃
ذکر مولانا شیر محمد رح	〃
ذکر شیخ صلوتے رح	〃
ذکر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح	۳۴۹
ذکر حضرت مولانا خواجگی امکنگی	۳۵۸
ذکر حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد والد حضرت مجدد رح	۳۶۱
ذکر حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رح	۳۶۲
ذکر شیخ جلال الدین تھانیسری رح	۳۶۳
ذکر حضرت خواجہ محمد باقے بالله رح	۳۶۶
ذکر خواجہ محمد عبداللہ مشہور بخواجہ کلاں رح	۳۷۱
ذکر خواجہ عبدالحق ابن خواجہ کلاں رح	۳۷۲
ذکر خواجہ محمد یحیے رح	۳۷۳
ذکر میر عبداللہ حراری رح	〃
ذکر حضرت میر ابوالعلی اکبرآبادی رح	〃
ذکر حضرت شیخ الشائخ بندگی نظام رح	۳۷۶
ذکر حضرت شیخ احمد سہرندی مجدد الف ثانی	۳۷۹
ذکر حضرت شیخ ابوسعید نبیرہ شیخ عبدالقدوس	۳۹۰
ذکر حضرت خواجہ محمد معصوم رح	۳۹۱
ذکر شیخ محمد صادق گنگوہی رح	۳۹۴
ذکر حضرت شیخ داؤد بن شیخ محمد صادق	۴۰۳

مضمون	صفحہ
ذکر محمد نقشبند رح	۴۰۵
ذکر شیخ سیف الدین رح	۴۰۸
ذکر محمد زبیر رح	۴۰۹
ذکر حافظ محمد محسن	〃
ذکر حضرت سید نور محمد بدایونی رح	۴۱۰
ذکر حضرت سید ابو المعالی انبہٹوی	۴۱۱
ذکر حضرت میران شاہ بہیک رح	۴۱۳
ذکر سید محمد سالم ترمذی	۴۲۰
ذکر حضرت میرزا جان جانان مظہر شہید	۴۲۲
ذکر شاہ قطب الدین رح	۴۲۵
ذکر سید علیم اللہ فاضل جالندری رح	۴۲۶
ذکر شاہ محمد معیم رح	〃
ذکر سید محمد اعظم رح	۴۲۸
ذکر شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح	۴۲۹
ذکر شیخ نظام الدین کاکوری رح	۴۳۰
ذکر مولانا فخر الدین اورنگ آبادی رح	۴۳۱
ذکر حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رح	۴۳۲
ذکر شیخ محب اللہ الہ آبادی رح	۴۳۵
ذکر شیخ عیسے رح	۴۴۰
ذکر شیخ محمدی اکبر آبادی رح	〃
ذکر شاہ عضد الدین رح	۴۴۲
ذکر شیخ عبد الہادی رح	۴۴۸
ذکر شیخ عبد البارسی رح	۴۵۰
ذکر شاہ رحمن بخش رح	۴۵۱
ذکر حضرت حاجی عبد الرحیم رح	〃

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت میانجی نور محمد جھنجھانوی رح	۴۵۲
ذکر حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی	۴۵۳
ذکر حضرت حافظ ضامن تھانوی رح	۴۵۴
ذکر خواجہ نور محمد رح	〃
ذکر خواجہ سلیمان رح	۴۵۶
ذکر سید صدر الدین راجو رح	۴۵۷
ذکر شیخ سارنگ رح	〃
ذکر شیخ مینا رح	۴۵۸
ذکر شیخ سعد الدین بدھن خیرآبادی	〃
ذکر میر عبد الواحد بلگرامی رح	۴۵۹
ذکر میر عبد الجلیل رح	۴۶۰
ذکر سید اویس رح	۴۶۱
ذکر سید محمد ترمذی رح	〃
ذکر شیخ محمد فضل الہ آبادی رح	۴۶۳
ذکر سید احمد کالپوی رح	〃
ذکر شیخ محمد یحییٰ رح	۴۶۴
ذکر شیخ محمد فاخر رح	۴۶۵
ذکر شاہ برکت اللہ صاحب البرکات رح	〃
ذکر شاہ آل محمد رح	۴۶۶
ذکر شاہ حمزہ رح	۴۶۷
ذکر اچھے صاحب رح	۴۶۹
ذکر شہری صاحب رح	۴۷۱
ذکر سید دوست محمد رح	〃
ذکر شاہ محمد فرہاد رح	۴۷۲
ذکر حاجی سید عطا حسین عظیم آبادی رح	۴۷۴

مضمون	صفحہ
ذکر حضرت شاہ محمد حسین رح	۴۷۵
ذکر حضرت شاہ عبد الصمد یعنی شاہ غلام علی	۴۷۹
ذکر حافظ کالنگار خان صاحب	۴۸۱
ذکر حضرت مولوی سید امانت علی امروہی	۴۸۲
ذکر مولوی محمد انوار الحق و دیگر صاحبزادگان مولوی سید امانت علیصاحب	۴۸۵
ذکر خلفاء مولانا سید امانت علیصاحب	۴۸۶
ذکر حافظ سید عبد الغنی رح	۴۸۸
ذکر محمد حسن ولد مولوی رحمت علی مرادآبادی	"
ذکر مولانا احمد حسن مرادآبادی رح	"
ذکر مولوی عبد العزیز امروہی رح	۴۸۹
ذکر سردار صاحب بہادر علیشاہ رح	"
ذکر سید معین الدین رح	"
ذکر حاجی غلام علی شاہ رح	۴۹۰
ذکر احمد علی شاہ رح	۴۹۱
ذکر مولوی امام الدین رح	"
ذکر مولوی عبد الحی رح	"
ذکر حاجی عبد اللہ شاہ رح	۴۹۲
ذکر شاہ صابر بخش رح	۴۹۴
ذکر فرزندان اخوند فقیر صاحب رح	"
ذکر حضرت شاہ درگاہی رامپوری رح	۴۹۶
ذکر حضرت شاہ ابو سعید دہلوی رح	۴۹۷
ذکر شاہ احمد سعید مہاجر رح	۴۹۹
ذکر حضرت محمد ظہور الحسن مرادآبادی	۵۰۰
ذکر حافظ محمد مسعود رح	"

مضمون	صفحہ
ذکر شاہ حاجی عبد اللہ شاہ رح	۵۰۱
ذکر شاہ حسام الدین رح	۵۰۲
ذکر ملا اخوند امام الدین رح	۵۰۳
ذکر خلیفہ قادر بخش رح	"
ذکر عبد الرحیم شاہ رح	۵۰۴
ذکر فقیر شاہ رح	"
ذکر حافظ علی حسین شاہ رح	۵۰۵
ذکر حضرت مولانا شاہ عبد الغنی مہاجر	"
ذکر مولوی محمد حسن نانوتوی	۵۰۶
ذکر مولوی تسنا مرادآبادی	۵۰۷
ذکر حضرت مولوی عبد الرشید مہاجر	۵۰۸
ذکر مولوی ارشاد حسین رامپوری	۵۰۹
ذکر نعیم شاہ	۵۱۱
ذکر معظم خان	"
ذکر مولوی جمال الدین	۵۱۲
ذکر مولانا نیاز احمد بریلوی	"
ذکر شاہ علے محمد	۵۱۳
ذکر بہوری میان	۵۱۴
ذکر اخوند یار محمد	"
ذکر حاجی سعادت علی	"
ذکر محمد عبد الصمد مشہور رستمخان رح	۵۱۵
ذکر خلیل احمد خان	۵۱۷
ذکر حضرت سید احمد صاحب غازی رح	۵۱۸
ذکر شاہ بغدادی رح	۵۲۴
ذکر مولوی امجد علے	۵۲۳

مضمون	صفحہ
ذکر حکیم نورالدین اکبرآبادی رح	۵۲۳
نقلے چند از درویشان بمغیز	۵۲۵
ذکر طریقۂ خلیفہ	۵۲۷
ذکر طریقۂ رسول شاہ رح	۵۲۸
باب پنجم پیشوای شطاریہ رح	〃
ذکر سلسلۂ محمدیہ بخاریہ	۵۳۰
سلسلۂ زاہدیہ	۵۳۲
سلسلۂ صفویہ	〃
سلسلۂ عیدروس	۵۳۳
سلسلۂ قلندریہ	۵۳۴
سلسلۂ مداریہ	۵۳۶
ذکر آن بزرگان کہ در مرادآباد مدفونند	〃
ذکر محمود بن عالم رح	〃
ذکر شیخ علاءالدین رح	۵۴۰
ذکر شاہ محمد کمل رح	〃
ذکر شاہ قطب رح	۵۴۲

مضمون	صفحہ
ذکر شاہ جمال رح	۵۴۲
ذکر شاہ بلاقے رح	۵۴۴
ذکر شیخ شہباز رح	۵۴۵
ذکر حضرت شاہ غلام محمد رح	۵۴۶
ذکر شاہ غلام بولن رح	۵۴۷
ذکر شاہ محمد حسین رح	〃
ذکر شاہ چپ رح	۵۴۸
ذکر شاہ لطف اللہ رح	〃
ذکر سلطان قطب الدین رح	۵۵۰
ذکر شاہ منیر مجذوب رح	〃
ذکر خلیفہ نظر محمد رح	〃
ذکر خواجہ مصطفے رح	۵۵۱
ذکر سید غلام قلندر رح	〃
ذکر سماع	〃
دوازدہ حدیث بر جواز سماع	۵۶۷
اقوال دیگر در بارۂ سماع	۵۶۴

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد و محمد بیعد نثار بارگاه عظمت پناه آفریدگاریست که ندای انی جاعل فی الارض خلیفة در جماعت ملائکه در داده دست و جواهر معارف صفات در گنجینه سینه نوع انسان ودیعت نهاده او کمند فکر از نارسائی بام ادراک کنه ذاتش پر پیچ و تاب بهت و کشتی فهم در دریای بیکنار صفاتش غرقه گرداب اضطراب رواحل عقول بشری را بر سواحل دریای جلالتش گذری نیست و قوافل ادراک ملکی را در مراحل بادیه عظمتش از خود خبری نی تشنه کامان ساحل سفرت کشتی شکسته امواج بحر جلال او بیند و رهروان منزل طریقت گم گشته بادیه شوق جمال او جل جلاله و عم نواله و صلوات نامعدود و تحیات نامعده و شایسته مذر پیشگاه وجود فائض الجود و مقتدای جماعت انبیا پیشوای طائفه اصفیا حضرت رسالت پناه شهنشاه نخستگاه لی مع الله که ذات بابرکات مصدر حسناتش بسم معده دیوان ظهورست و تجلی افزای کتابخانه نور اولین نقطه دائره مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان تفسیر آیه والی مدایه کل یوم هو فی شان رباعی چون خود ست احد جلوه کثرت نجاب ✦ میمی شد و کشاد از بهر خطاب ✦ احمد شد و کن گفت و عیان شد کثرت ✦ این ست حقیقت محمد دایب ✦

وورود و سلام بر جملهٔ صحابهٔ کرام خصوصاً خلفا حنفاء عنی خیر البشر بعد الانبیا بالتحقیق ناصر الدین المبین امیر
المؤمنین ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه و اشرف الناس بشرف توفیق العمل بالسنة والکتاب
رئیس المجاهدین عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه و رئیس الخلق ببذل الاموال فی سبیل الله القوی
المستعان امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه و افضل العالم بعد الولایة الکبری و امانة
الاسرار العلی اسد الله الغالب یعسوب الدین امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و بر باقیات
عشره مبشره و تابعین و تبع تابعین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین **اما بعد** میگوید فقیر
حقیر کثیر التقصیر **محمد حسین** کمترین مسترشدان قدوة السالکین زبدة العارفین مولای و مرشدی
حضرت مولوی سید امانت علی حسینی چشتی صابری قدوسی حنفی که چون ذکر صفات اکابر موروث
انواع حسنات است و مذاکرهٔ حالات بزرگان سبب گوناگون برکات و سالکان این طریق مسعود
و این روش محمود کوشش آرزومندان میباشند که بر کیفیت سلاسل مروجه و خانوادهای مختلفه و
افکار و اسرار عارفین و ادراد و اذکار سالکین اطلاع یافته در عالم شوق ریاضات و عبادات
به پیروی آنها خویشتن را بسر منزل مقصود رسانند و نفوس خود را متحلی بحلیهٔ اخلاق جمیله و محامد
جلیله گردانند فالتا از انکه آثار و اخبار مقصودهٔ خانوادهای چشتیه و قادریه و نقشبندیه در کتب
متقدمین و متاخرین متفرق مذکور است ناگزیر طالبان را در التقاط و مطالعهٔ اش از جاهای متعدده
و مقامات مختلفه انزجار خاطر رو میدهد و حافظه را به نگهداشت این آرزو مقاصد و شواری ها
پیش میآید بنابرین کمترین بخاطر همچو رسیده که اگر مجلدی مشتمل بر حالات و مطالب ضروریه
ترتیب یابد و مشتاقان را از انتشار نظر و وقت تفحص مستغنی گردانیده بجمعیت خاطر رساند بود که
اجری جزیل بچارهٔ کار این گنهگار رسیده آبی بگلوی تمنای این تشنه کام نجات چکاند و قطره بر
روی آرزوی این از خویش رفته بادیه ناکامی فشاند حمدا لله که درین روزها بامداد ارواح طیبه
حضرات بزرگان سلاسل متبرکه خامه بدست آشنا شده و ناخن همت گره کشا بصد جستجو و تکاپو
کتب کثیرهٔ این فن شریف مثل کشف المحجوب علی بن عثمان هلابی رح و تذکرة الاولیا شیخ فرید الدین عطار

رحمة الله ونفحات مولانا جامی رح ورشحات علی بن حسین واعظ هر دو خواجه احرار رح ومکتوبات قطب
عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی اسمعیل بن صفی الحنفی رح ومقاصد العارفین شاه عضد الدین امروهی
چشتی رح وزبدة المقامات ونسمات القدس خواجه محمد هاشم مرید خواجه نعمان خلیفه شیخ احمد مجدد
الف ثانی رح ومراتب الاسرار عبد الرحمن علوی الچشتی رح وسیر العارفین جانی فضل الله دهلوی رح و
اقتباس الانوار مولوی محمد اکرم برادر مرید شیخ سوندهاوی خلیفه شیخ داود گنگوهی رح واخبار
الاخیار ورسالهٔ احوال ائمهٔ اهلبیت ومدارج النبوة شیخ عبد الحق محدث دهلوی رح وقول جمیل مولانا
شاه ولی الله محدث دهلوی رح ورسالهٔ کشف الاسرار در مقالات شیخ ابراهیم مراد آبادی الیف محمود
بن عالم مریدوی رح وتذکرهٔ حاجی رفیع الدین خان فاروقی مراد آبادی رح ومنابل میر عبد الواحد
بلگرامی رح ورسالهٔ مقامات مظهریه شاه غلام علی رح ومکتوبات مرزا مظهر جانجانان رح ورسالهٔ
مولوی عبد الغنی سلمه الله ولد شاه ابو سعید صاحب رحمة الله علیه ورسالهٔ مولوی محمد مظهر سلمه الله
تعالی ولد شاه احمد سعید صاحب رحمة الله علیه فراهم آوردم ومقاصد ضروریه ومطالب لابدیه از تالیفات
مفصله اقتطاع کردم ونیز بعضے از مسائل متفق علیه صوفیه از صراط المستقیم سید احمد صاحب رح
برچیدم ودرج این اوراق گردانیدم هرچند اصل مقصود راقم ذکر مقاصد اوراد واذکار واشغال
وافکار ومعاملات سلاسل ثلثه مذکوره بالا بود فاما از نیکه در کتب مشرحه صدر حالات مشائخ سلاسل
دیگر هم مثل خانواده کازرونیه وسهروردیه وفردوسیه واویسیه ونوریه وخضریه وشطاریه بخاریه
وانصاریه وعیدروسیه وقلندریه وغیرهم مرقوم یافتم نه پسندیدم که غض بصر ازان نموده آید ناگزیر
پاره ازان هم افزودم وهم ذکر بزرگانیکه در شهر مراد آباد مدفون اند ضمیمهٔ آن ساختم وبیان حالات بزرگان
که آنها را دیده یا احوال آنها از ثقات شنیده ام ننوشته نگذاشتم واز خانواده های طوسیان وزاهدیان
وطیفوریان که ذکر آنها درین کتب مجتمعه ندیدم از تتبع وتفحص پهلو ندزدیده خامه را از شرح حال آنها بر کنار
کشیدم ونام این کتاب بامید ظهور برکات وقبول توقع بحضرت فائض الانوار بمناسبت اسم متبرک مرشد
زادهٔ خود مولوی انوار الحق سلمه الله تعالی **انوار العارفین** نهادم از پیشگاه رب العلی امید

آنمادرم که سیراین اوراق ارباب شوق را الذتی فرماید ان بخشد و صحاب ذوق را از مطالعه کتب
مستغرق برای حصول مقصود مستغنی گرداند ماین نامه سیاه را بتصدق ارواح طیبه عافیت دارین
عطا فرموده خاتمه بخیر سازد و خاطر را از هوا جس نفسانی و خواهشهای دنیاوی بپردازد بمحمد
و آله الامجاد چون آغاز این تالیف بسال یکهزار و دو صد شصتا و شش هجری در عهد دولت سایه
مرحمت یزدانی ظل رأفت سبحانی عدل گستر رعیت پرور جان جسم جاه و جلال جوان بخت و جوان
دولت جوان سال جناب نواب محمد کلب علیخان بهادر مسند آرای حکومت رایت
مصطفی آباد و عرف را مسور حفظه الله عن المفاسد و لشرور مرید خاص و ارادتمند با اخلاص عارف معارف
طریق خدا شناسی کاشف اسرار حقیقت آشنای پیکر دان تفرید و تجرید حضرت مولانا عبد الرشید صاحب
قدس الله سره العزیز صورت انجام پذیرفته و شاهد این آرزو از کتم عدم بر منصه قرطاس جلوه ظهور گرفته
واجب آمد که بنده از ملخص کیفیت ابتدای این ریاست تعالی زیب صفحه بیان نموده آیندگان
دانند و شنوندگان بشناسند که ظهور همچو افادات عالیه حسنات تابعه از اثر نیت حق طویت چنین حاکم
مروج اسلام بهت و خلائق مراعی معرفت و حق شناسی به ساقیگری این مروج دین مبین و رجام
تا آنا اشرع فی المقصود و المرام مخفی نماند که جناب نواب علی محمد خان بهادر غفر الله له ابو الاباء این شهر یار
ریاست مدار اند که مدته العمر بکمال سطوت و شوکت جمی غفیر از افغانان شجاعت آثار در عایای ملک
کثیر مسخر و مطیع خویش فرموده بوضع اوانظم مملکت و فضل و شجاعت میداد ند که در جنب هیبت و
سروانگی آن معلی جناب سرکشان عهد باز و نمی کشادند همت فراوان داشتند و علم جلادت در چار سوی
افراشتند باغیان در عهد دولت آن سرور در جبال و صحاری آواره گشته رخت بی خانمانی بر دوش
برداشتند مخالفان بد فرجام بکار فرمای تیغ زمرد فام آن فریدون حشام جام اجل بکام کشیدند
چون پایه حیات نواب موصوف للالقاب پرشد و جناب اجل عبد الصمد خان بهادر و جناب افیض المنتسبان جاوید
بین فرزندان آن غفران مآب بقضیه اتفاقیه که شرحش در کتابهای تاریخ مرقوم است بهر کابی احمد شاه
درانی بهگرای کابل و قندهار شد سر اجابت نکرده بلوند بنا بر ان سر داران قوم با لشکر ان عقید تمند

غاشیهٔ اطاعت جناب نواب سعد الله خان بهادر ولد ثالث آن غفران مآب بر دوش کشیده باستمال
امر شریفش آن والا مرتبه را بر صدر ریاست نشاندند و حلقهٔ بگوش فرمانش گشتند آن والا مرتبه متصف
بصفات جلیلهٔ شجاعت و همت و دانش بوده کارهای ریاست بوجه احسن سرانجام داد و سالی چند
مسند آرا ماند پس ازان که جناب نواب عبد الصمد خان بهادر و جناب نواب فیض الصمد خان بهادر از ولایت
کابل باز گشتند بمعسکر اقبال نزول فرمودند و بانقسام مهامات ملکی و میان اخلاف نواب غفران مآب
واقعه جناب نواب سعد الصمد خان بهادر مدتی باکامرانی زیسته در عین عنفوان شباب بحکم قضا داعی اجل را
لبیک گفت و جناب نواب فیض الصمد خان بهادر بر مسند ارشد و کرامت مرجع اعیان دولت شده و سادهٔ
فرمان فرمائی را بمجلوس خود آرایه رونق افزودند که اهل لشکر و همه فاغنه یکسر دست بسته کمر طوع و انقیاد
ایشان بر میان جان بستند و گردنکشان وقت بدام تسخیر و فرمان پذیری آشفته خیال سر تابی از
سر بدر کردند پیرایهٔ حال این مهین غمخوار الوجود بکمال ورع و تقوی آراسته بوده و قامت حالش بحلیت
شریعت نبوی پیراسته طرح بنای شهر مصطفی آباد عرف رامپور ریخته ذات فائض البرکات همان بنیاد است
که در حیات خود معمورش فرموده علماء فقراء متقیان را در آن جا داده و بساط امن و عافیت را چنانچه
نمایان بخشیدند هرگاه آن مغفرت و ستگاه راه دل از سیر این دار فانی برگرفت و عنان کمیت عزیمت بسوی
دار البقا بر گردانیدند خلف اکبر ایشان جناب نواب محمد علیخان بهادر قدم بمسند ریاست گذاشته آنمایه
سطوت و رعب در افغانان انداختند که تخم عداوت ایشان در دلها کاشته شد بالآخر همان تخم سر
بنمو کشیده این بار آورد که از دست کسان شربت فنا چشیدند و برادر کوچک ایشان جناب نواب غلام محمد
خان بهادر که پایهٔ سروری در فطرت داشتند بنهایت جگر داری و شجاعت بر صدر ریاست جاگزیدند افغانان
برتری پایهٔ دانش آن عالیمرتبه در پایهٔ انصاف سنجیده گرد ایشان جمع گردیدند چون جناب نواب غلام محمد خان
بهادر را شوق زیارت حرمین شریفین بدانسو کشید جناب نواب احمد علیخان بهادر خلف نواب محمد علیخان بهادر
مقتول بر منصب ریاست جاگر فتند و اکثر اوقات بسیر و شکار بسر برده و دیعت حیات سپردند چون پسری که
مرکز دائرهٔ ریاست باشد نگذاشتند بعد سنوح قضیهٔ ارتحال شان جناب نواب محمد سعید خان بهادر خلف ارشد

جناب نواب غلام محمد خان بهادر حاجی حرمین شریفین و سادہ آرای دولتکدہ ریاست و جلال و نورافزای
بیت الشرف اقبال لازوال گشتہ بسبب کمال زکاوت طبع و اصابت رای حسن انتظام ریاست را بجائی
رسانیدند کہ این شہر در امن و عافیت ضرب المثل اقالیم و ممالک گشت بشاطگی دست انتظام آنحضرت
ممدوح الاوصاف عروس ریاست ہفت کمال شدہ جلوہ آرای بزم رونق و زیب گردیدند شوکت
حکومت از کہنگی بنوی رسید در سال کمیاب رود و صد و ہفتاد و یک ہجری کہ این خاکدان از وجود سراپا جود او
خالی گشت جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر خلف اکبر مسند حکومت را بجلوس خود سربلند گردانیدند لیکہ ذات
ایشان مجمع صفات کریمہ و اخلاق عمیمہ بود از حسن اخلاق و تسخیر قلوب برایا و رعجوبی ملازم و رعایا پرداخت
حال رفقا فخر آبای کرام و اجداد عظام گشتند الحق اگر پای این رئیس ما وقار در میان نمیبود و در ہنگامہ
شوب غدر و بر ہمی نوع انگلشیہ بخباثت نفوس بد معاشان و بد اعمالی کوتہ اندیشان شہر و اہالی شہر
ہمہ یکسر بر باد و تباہ میشد ہیہات ہیہات رای رزینش در حفظ این خطہ فردوس نشان ہمانا کار اعجاز نمود و عقود
جملہ مہمات را بناخن فکر صائب خود از ہم کشود ہنوز از سالہای عمر ایشان نامہ مدت نگذشتہ بود کہ حوران
جنان بشوق این متین فرشتان آغوش کشادند از در فردوس صلای تعال تعال در دادند در سال کہ ہزار و صد
و ہشتاد و یک ہجری بسم اللہ کشش دہ زیر خاک آرمیدند پای استراحت بخوابگاہ عدم دراز کشید آنگاہ عروس دولت
جوانی از سر گرفت و شاہد ریاست نقاب از رخسار برگرفت گیتی آب رفتہ بجو باز آمد و عالمی را نشاط تازہ
دمساز آمد جملہ عروس اقبال بدامادی جلوس نو گل بستان بختیاری نہال باغ کامگاری مروج احکام شرع
متین احمد حامی دین مبین محمد جناب معلی القاب **نواب محمد کلب علیخان بہادر** ولیعہد خلف
اکبر دارشد حضرت ممدوح بصفات مزین گردید و صدای تہنیت رفاہ فلاح عامہ خلق در گنبد گردون
پیچید شاخ آرزوی عالمیان بار آور و نہال مراد جہانیان برومند گشت تا زگیہا جان تازہ یافت
افسردگی از دلہا بیرون شتافت ہنرمندان کہ از کساد بازار قدر سنجی پژمردہ دل بودند گل گل شگفتند
دار باب کمال از اطراف عالم صیت سراپا نویدمرتبہ دانی این رئیس اعظم شنیدہ بوسہ بر لب سریر دولت
زدند و سازاطراف ملازمی دلخواہ بدست رسید و شرر خار اکناف از خوش لعجائی دستیاب گردید

این نیز سپهر ریاست و کامگاری باد و مراتب شوکت و بختیاری بانور دیده دنی و فیروزی عین الاعیان کمنت و سپهر وزی فرزند نیک اختر مرشد زاده کامگار محمد مشتاق علیخان بهادر مخشبه گوهر
بر اوج اقبال لایزال تابان باد از انجاکه مدحت این چشمهٔ فیض بیایان حاتم و وران مجال خامه
و زبان عطارد رتحمان نیست لهذا آن به که رجوع بهاصل مطلب نمایم و دست بتحریر مقاصد کشایم باید دانست
که این کتاب مشتمل ست بر پنج باب **باب اول** در بیان کلمهٔ نفی و اثبات و خطرات و شد و مد و فکر مفهوم
اسم ذات و بیان اثر نسبت و ولایت و نبوت و سلوک خواجه نقشبند قدس الله سره العزیز و عاشق و
مؤیدات عشق و آثار آن و توحید مطلق و مقید و قرب نفل و فرض و تجلی و عرضداشت حضرت مجدد
و مثال و تمثیل و تناسخ و بروز و حدیث ان الله خلق آدم علی صورته و روح و نفس و دل و سرخ
شیخ دوره گردد و قبول متصوفه صاحب هیبت و اقسام صوفیه و فرق مقام و حال و تلوین و اقسام الهام
و تصوف و لیس مرقع و شرط مرقع و سند خرقه و خانواده ها و اسامی رجال الله قطاب و غوث و ابدال و اخیار و نقبا و نجبا و عمد و مکتومان و مفردان **باب دوم** در بیان ذکر سرور کائنات و سید موجودات
صلی الله تعالی علیه و آله و صحبه و خلفای راشدین و ائمهٔ اهل بیت مطهرین و دوازده امام **باب سوم** در بیان
اسامی اصحاب صفه و اویس قرنی و ائمهٔ اربعه و چهار پیر و رابعه بصری **باب چهارم** در بیان ذکر بزرگان
خانواده های مذکور و سلاسل آن تا حضرت سوای پنج خانواده که ذکر آنها در باب پنجم خواهد آمد **باب**
پنجم در بیان بزرگان سلسلهٔ خانواده شطاریه و چشتیه بخاریه و عیدروسیه و قلندریه و مداریه آن دیار
که در مراد آباد مدفون اند و ذکر سماع چونکه این همه از نوشتن انشا عار است لهذا عبارات کتابهای
مذکور بعینه یا خلاصه از انها برداشته گماشته ام و عرض نجدت و اتقان این فن آنست که در ین کتاب اگر
خطای و غلطی رفته باشد در صحت و اصلاح آن دریغ نفرمایند بلکه کوشش نمایند و انوسته دارند تا نجانان
و مدعیان همچو سر سر قشر و حفظ و نگهبانی خود دارند که شعر و حق آنان از زبان مولوی محمد
که ذکر شریفش خواهد آمد بیاد م آمد شعر و اماندم زاهل کار و همچه پنج فرع + کم معتقد ند ادبیار شرع +
باب اول بیان ست که کلمهٔ لا از زانوی چپ کشد و بزانوی راست رساند بالله و کلمهٔ الا از زانوی

رسانند کشند و بر دوش سخت رساند و مدور از آنقدر کند که ضربات ثلثه در یکدم در آیند و بکلمه الا الله ضرب
چهارم بر دوش زند بالشد ضرب اول اشارتست برنفی خطرهٔ شیطانی که همواره میان شیطان و نفس
مقابله است و مقام شیطان طرف چپ است و ضرب دوم اشارتست برنفی خطرهٔ نفسانی و ضرب سوم اشارتست
برنفی خطرهٔ ملکی که در دوش راست محل فرشتهٔ کاتب خیر است و ضرب چهارم اشارتست بر اثبات ذات پاک حق
سبحانه و شد عبارتست از تغلیظ شدید و مد عبارتست از تمدید الف لفظ الله و تحت عبارتست از آنکه همزهٔ لفظ را
از زیر ناف کشد تا فوق و فوق عبارتست که در دماغ رساند و التزام ذکر با اوضاع و ضربات برای
تحقق معنی است چون رفع سابه در رشحهٔ سهو کوی محمد اسمعیل که با سر ضیای جناب سعید کلام اشراق را
بزبان فارسی درآورده کتابی پرداخت موسوم بصراط المستقیم ساخته مقدمه کتاب کور مینویسند رحمة الله
علیها باید دانست که ثمره و غایت و طریقت و اساس حقیقت و معرفت تحصیل محبت حضرت حق است چنانچه
مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا تصریحیست ازان وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ
تلویحی ست بآن ایضا باید دانست که سبب عادی برای تحصیل محبت حضرت حق ذکر و فکر ست الفظ مبارک
الله که تجلی حضرت بیچون ست در نشاء الفاظ چون خلق و زبان و کام و گوش و اکرا اضمحلالی و خمولی می بخشد
خواه بذکر مجرد همین لفظ اکتفا نماید حاصل شده باشد خواه بضمیم نفی یا صفات دیگر طالب ازان اتقان تصور مفهوم
این لفظ میگردد و آن تجلی حضرت حضرت در نشاء علم که الطف و اعلای تجلیات و اقرب آنها ست
بحضرت ذات چون این تجلی یعنی مفهوم این لفظ که بسیط محض و مجرد بحت ست در ذهن او استقراری میگیرد و بحیثیتی
که بصر بصیرت او دائم التوجه بجانب همان مفهوم شده و تمام قوت درا که او مثل چشم آن مقصور بنظر
علی ذلک المفهوم گردد و التفاتی بسوی ما سوای آن از صمیم قلب سر بر نزند اگر احیانا خطرهٔ ما سوا ئے
در ذهن خطوری کند بر آنچه مثل امور اتفاقیه باشد نه از صمیم قلب این بسی بفکر ست نزد یکان قوم بالجمله چون
غالب بادراک و همت خود درین مفهوم استغراق قوی حاصل میکند و آن تجلی پیوند جان او میگردد و کالف
اجزای سالک که روح الهی ست در خود ساخته و با او امتزاجی بهر سانیده او را اهل خود میکند و روح
الهی که از عالم پاکست وَقُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي در شان اوست و بسبب محبوبیت باین شیئی خاک

اهل خود را نسیان کرده و آینهٔ ادراک از زنگ خورده بود چون بنور این تجلی روحی استقبال کرد دید
و عکس کمالات حق در خود دید که اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اشارتی هست بآن و وطن
فراموش کردهٔ خود را باز یاد نمود قضای وصول اهل خود میکند انتهی و از اینجا هست که مولانای
رومی میفرمایند **ابیات** از صفت و ز نام چه زاید خیال + وان خیالش هست دلال وصال + دیدهٔ
دلال بی وصال هیچ + تا نباشد جاده نبود غول هیچ + هیچ نامی بی حقیقت دیده + یا نگاف و لام
کل گلچیده + اسم خواندی رو مسمی را بجو + مه ببالا و ان نه اندر آب جو + گر ز نام و حرف خواهی گذری
پاک کن خود را ز خود بین کمتری + و قال ذو النون المصری رضی اللہ عنہ کَمْ تَجْعَلُ مَعْبُوْدَاتِ عَیْنٍ
صَاغَتْهَا صُوْرَتُهٗ لَا تُخْلِیْ مَا تَصَوَّرَتْهُ مِنْهُ و در شرحات هست و هم از کلمات قدسیه حضرت خواجه عبد الخالق
غجدوانی است قدس اللہ سرّہ هوش دو دم آن هست که هر نفسی که از درون برآید باید که از سر حضور
و آگاهی باشد و غفلت بآن راه نیابد حضرت مولانا سعد الدین کاشغری فرموده اند که هوش دو دم
یعنی انتقال از نفسی بنفسی میباید که از سر غفلت نباشد و از سر حضور باشد و هر نفسیکه میزند از حق سبحانه
خالی و غافل نباشد و حضرت خواجه سید اللہ احرار فرموده اند که در هر طریقه رعایت و حفظ نفس اهم
داشته اند یعنی باید که جمیع انفاس بر نیت حضور و آگاهی مصروف گردد و اگر کسی محافظت نفس نمیکند
میگویند فلان کس نفس کم کرده یعنی طریق ورزش کم کرده است حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند رحمه اللہ
که بنای کار در این راه بر نفس میباید کرد و نفس را نگذارد که ضائع گردد در خروج و دخول نفس حفظ
مابین النفسین سعی نماید فائدهٔ حفظ مابین النفسین که گفته شد مخصوص عارفان کامل است که بغفلت فرو نروند
و بر نیاید **رباعی** ای مانده ز بحر علم بر ساحل عین + در بحر فرغ است و بر ساحل شین + بردار صفت نقطه موج
کونین + آگاه ز بحر باش بین النقطتین + راقم گوید که مضمون این فائده که ذکرش بالا گذشت حضرت
مولانا نور الدین عبد الرحمن الجامی قدس سرہ هم در اواخر شرح رباعیات آورده اند شیخ ابو النجیب
الکبری قدس اللہ سرہ در رسالهٔ فواتح الجمال میفرمایند که ذکری که جاری شد بر نفوس صوانات
انفاس ضروریه انسان ست زیرا که در آمدن و فرو رفتن نفس حرف را اشارت بنفیست و بیست

حق سبحانه گفته میشود اگر خواهند و اگر نخواهند همین حرف هاست که در اسم مبارک الله الف و لام از
برای تعیین است و تشدید لام از برای مبالغه دران تعریف پس میباید که طالب همت مند در نسبت
آگاهی بحق سبحانه بدین وجه باشد که در وقت تلفظ باین حرف شریف هویت ذات حق سبحانه و تعالی
ملحوظ وی شود و در خروج و دخول نفس واقف بود که در نسبت حضوری مع الله فتوری واقع
نشود تا بر سد بآنجا که بی تکلف نگاهداشت او این نسبت همیشه حاضر دل او بود و بتکلف نتواند که این
نسبت بالا و دل او در کند ربا عی ها غیب هویت آمد ای حرف شناس + و انفاس تر ابود بران حرف
احساس + میباش ازان حرف و رهید و بر اس + حرفی گفتم شگرف اگر داری پاس + پوشیده نماند که غیب
هویت که حضرت محمدی و این رباعی گفته اند بهر طلاح اهل تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانه بهتبار
لا تعین بعینه بشرط اطلاق حقیقی که مقید نیست باطلاق نیز و ممکن نیست که در ین علمی و ادراکی هرگز بوی
متعلق گردد و ازین حیثیت مجهول مطلق است حاشیه ازینجا ظاهر میشود که انچه اهل معقول گفته اند
که توجه بمجهول متعلق نمیشود مانند علم محال اشتباه است و حق این است که توجه متعلق میشود اگرچه علم
متعلق نمی شود چنانچه بوجدان معلوم است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس سره در بعضی از کلمات قدسیه
خود نوشته اند که مقصود از ذکر آن است که دل همیشه آگاه بحق سبحانه باشد بوصف و محبت تعظیم اگر در
صحبت ارباب همت این آگاهی حاصل شود خلاصه ذکر حاصل شد مغز روح ذکر نسبت که اول آگاه بحق
سبحانه باشد اگر در صحبت این آگاهی حاصل نشد طریق آن است که ذکر گفته شود و حضرت ایشان در بعضی
از کلمات قدسیه خود نوشته اند که وقوف قلبی عبارت از آگاهی دل است بحق سبحانه
بر انوجه که دل را هیچ چیزی غیر از حق سبحانه نباشد و در جای دیگر فرموده اند که حین ذکر ارتباط و آگاهی
بندکور شرط است و این آگاهی را شهود و وصول و وجود و وقوف قلبی میگویند و مراد آن است که
ذاکر از دل واقف بود یعنی دو اشنائی ذکر متوجه باین نقطه صنوبری اشکل شود و او را مشغول و گویا بذکر
گرداند و نگذارد که از ذکر و مفهوم ذکر غافل و ذاهل گردد و حضرت خواجه بها الدین نقشبند هر دو
معنی را لازم میشمرند زیرا که خلاصه انچه مقصود است از ذکر در وقوف قلبی است ۵ مانند

مرغی باش تا آن بر بنفشهٔ دل بپیان + کز بنفشهٔ دل آید بت مستی و وصل و قهقهه

بیان اثر نسبت پیر طریقت و تحقیق آن

ای طالب شد بشرط عدالت و تقوی باشد و مرتکب گناه کبیره نباشد و بر صغیره اصرار ننماید و همه وقت یافته شخصی باشد و زیاده ازین شد افضل مرشد در کتب سلوک مفصل مرقوم است باید دانست که اکثر طالب بیچاره بظاهر صورت غلطی خورده به نقصان نسبت باطن پی نبرد و آن نسبت بیشتر از فساد عقائد مکدر گردد و یا بقصور و تقصیر در بعض احکام شریعت و طریقت اندران کدورت افتد و صاحب نسبت بر نقصان آن مطلع باشد یا نباشد این نسبت همچو نجذلان و هلاکت و بعد است پس طالب را باید که ازچنین صورت فریبی بخورد و آن نسبت که از آنحضرت صلی الله علیه وسلم در سینهٔ فقرا متوارث است و پاک از نقص مذکور خاصهٔ آن در وجود است دارا و قویه در اتباع قول و فعل آنحضرت صلی الله علیه وسلم که هرگز خلاف آن نخواهم کرد اگرچه از غلبهٔ بشریت چیزی قصور اندران افتد اما از صمیم دل تا حکام آن پذیرا گردد و حرص بر سنت و فعل باشد تا منتهای نفس سلوک بعد تمام طی گردد این نسبت طالب را کشان کشان بمراتب قرب و عرفان میرساند راقم این اثر نسبت شیخ خود بیان میکند اگر از صحبت شخصی اینچنین آثار پدیدار آید و در نماز چیزی کیفیت و دلبستگی و شغولی پیدا آید هرگز از فیض نسبت آن رو نگرداند و اگر بعض فعل ایشان در نظر تو خلاف شرع نماید بر قصهٔ موسی علیه السلام و خضر علیه السلام حمل نموده بداند که در نظر من خلاف می نماید و ایشان هرچه کنند بالهام کنند ایشان ابن الوقت اند و بدانکه اگر در نماز حضور نباشد از ملاحظه و مراقبه حضور و قرب بیخبر است و در اندرون وی از جوش بحر قرب حضور سبب بی بهره است و هر قدر که نماز فقیر لی حضور است همان قدر در فقر آن قصور است بعضی دوستانند که بسبب خلاف امر و نهی احکام شرعیه قضاءً از مرتبهٔ خود فرو نیفتند آری دریای فراوان از آلودگی گرد و غبار ناپاک و تیره نگردد اما آن فعل ایشان تقلید را نشاید این فیض و عطاء بحر رحمت فهرست ایشان شناساند و بعض دیگر اندایشان غواص دریای وحدت و شناور بحر حقیقت اند یک آن از حضوری دو ساعت فرصت دو دوری را نشایند جای و قدرت بطاعت ظاهر نیابند هرچند که

در احکام و تکلیف شرعیه کامل و ناقص هر دو محکوم و مکلف اند لیکن ایشان از مقام عروج بورود و
منزل نزول اختیاری نمیدانند ایشان ناهمانند و هم این الوقت اند و بعض کاملان منه و مقربان
هوشیار اند ایشان واقف اسرار شریعت و طریقت اند و دو اناء آگاه سلامتی و هلاکت بحسب
حقیقت اند چونکه هنبای معانی و حقائق اند و شهباز صحرای معرفت و عرفان اند و پرواز بر مقام
عروج و هبوط در منزل نزول میدانند ایشان صاحب ارشاد و اهل صحو و اهل تمکین اند قول و
فعل ایشان قابل تقلید و لائق تقریر و تحریر است و در این زمان ایشان نایاب اند و هم این الوقت
و ابو الوقت اند باید که جویای جمیع مراتب مذکوره در هر شیخی نباشد و گرنه از تعلیم ما فیض علم طلب
باز ماند و در حبست و جوی غفلت ما به عمر خود را بر باد دهد و باید دانست که آنحضرت را صلی الله علیه وسلم
از غلبه ذوق قرب در نماز در رکعت باقی ماند گفت ذو الیدین رضی الله عنه یا رسول الله أنسیت
أم قصرت الصلوة فقال لم أنس ولم تقصر بعد دریافت فقدم فصلی ما ترک ثم سلم این امر
از ناداب آنحضرت است صلی الله علیه وسلم که در کیفیت عروج قرب و حضور به نزول التفات نماند و شبی
در سجده نماز تهجد چندان دیر کشیدند که عائشه رضی الله عنها چنان دانستند که روح حضرت از تن پرواز
کرد صلی الله علیه وسلم و روزی در جلسه بین السجدتین چنان نشستند که صحابه چنان دانستند که حضرت
صلی الله علیه وسلم سجده ثانی فراموش کردند این عروج و نزول در مقام قرب و حضور باختیار
آنحضرت است صلی الله علیه وسلم و ظاهر است که عروج و نزول آنحضرت صلی الله علیه وسلم امر اضطراری
است و ظاهر است که آنحضرت مقتدا و ابو الوقت و این الوقت اند صلی الله علیه وسلم چنانچه تمنا گفته

ے دو سه دین تهی محو جمال احد کی ✤ کچه دخل نهاوان کبهی نسیا نکو سهلا ✤ و باید دانست صحابه را
ملکوت و جبروت و مقام عروج قرب و حضور منکشف میشد و واردات فنا فی الشیخ و فنا فی الله و بقا
بالله و سکر و صحو و غیره در رود و جمیع لیکن در زمانه ایشان آن لفظ مصطلح نبود ند لهذا در اقوال ایشان
انها مستعمل نیست رضی الله عنهم اجمعین در مکتوب هشتم یحیی میبیست ولی بر وزن فعیل است مبالغه است
از فاعل طاعت ولی چو سهو بود و در وی معصیت اندر نیاید در دانود که فعیل بمعنی مفعول بود و

پس پیالی بود بر وی احسان حق عز و جل و آن محفوظ بودن او ست از زلات معصیت و پیغامبر
معصوم اند و معصوم را از ارتکاب گناه نبود لیکن آما محفوظ را از ارتکاب گناه بود بر سبیل ندرت و لیکن
او را بدان گناه هرار نبود و گفته اند که او را تقصیر نبود در حق حق و تاخیر نبود بقیام بحق
بحق خلق و مطیع بود نه بخوف عقاب و نه باسید حسن ثواب نه بیند و نداند مر نفس خویش را قدری
و قیمتی و بدانی که خداوند تعالی را اولیاء اند که ایشان را بدوستی و ولایت مخصوص گردانیده
ست و والیان ملکی اند که به بندگی برگزیده ست ایشان را و نشانهٔ اظهار فعل خود گردانیده
ست و مر ایشان را والیان عالم گردانیده تا از آسمان باران برکات اقدام ایشان آید ایضاً
ای برادر جای نومیدی نیست که میفرماید لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تا بدانی که امواج بحار رحمت
او الوان معاصی و اقذار مناهی عاصیان را از وجود ایشان پاک گرداند و بطهارت مغفرت و نعمت
رویت را قابل کند اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا **بیان در ولایت و نبوت**

مسئلهٔ پنجم کتاب مقاصد العارفین جامع علوم محققین مفسر دقائق مدققین شاه عضد الدین در بیان
نبوت و ولایت ست انشاء الله ذکر شریفش خواهد آمد نبی انسانی را گویند که فرمان ایجاد ش شامل
امدادش متضمن ارقام هدایت احکام و اعلام ارشاد و انجام و مشتمل بر قوانین صلاح و قواعد فلاح باشد
بوجهی که نه نیاز ازان منصوب نمودن فائده و نه نائب را درخوان خدمت مائده بلکه خود او ست
فائده که خلق مظلم بنورش روشن و منهی میگردد و کنوز دفائن بدستش منتشر و مسرحین و انچه
که گمراهان طریق وادیدگان نعم حقیقت گویند که خدا را در ایجاد فائده اظهار خویش حاصل ست و
انبیا بکمال ریاست و اصل مسخ معنی فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة خیال خام بخاطر خسته پی تحقیق گم کرده
اند و حب آفادی را در حبیت ان اعرف بحب حیاتی نهیده و نبی اگر با کتاب و شریعت تازه بود
رسولش گویند و بعضی از انبیا چنانند که کتاب نبی مقدم بر ایشان تبکرار نازل شده و بعض علمایان
دین از اطلاق اسم رسول بر انها ساکت شده اند و حال انکه نزدیک اصحاب تحقیق رسول اند چه
تکرار و نزول بحقیقت تجدید ست بنسبت ایشان اگرچه تکرار ست بنسبت انبیاء سابقین و رسول اگر

مامور بجهاد باشد اولوالعزم بود و اولوالعزم اگر محیط اعظم باشد آنرا خاتم گویند و محیط کسی است که حقیقتش محیط
بجمع حقائق باشد و بالای مرتبهٔ او هیچ مرتبهٔ علمی نباشد و خاتم نبوت یکی بیش نیست و آن خاصهٔ وجود
مقدس محمدی ست صلی الله علیه وسلم و اولوالعزم نزدیک بعضی پنج اند و نزدیک بعضی شش
و زمانهٔ نبوت از آدم صفی تا حضرت محمد رسول الله ست علیهما السلام و مدت مابین که گذشته شش
هزار سال بود و در زمانهٔ نبوتش بمرور هزار سال شهسواری کامل پیدا شود که در علم و فضل و قدرت
و قبول فضل و اهلی و اکمل ترین خلائق باشد و تا مدت نبوت کامل پسین فضل اولین بود و از انبیاء
علیهم السلام کسی که اول مبعوث شده آدم صفی ست علیه السلام و بر سر هزار دوم نوح علیه السلام و بر
سوم ابراهیم خلیل علیه السلام و بر چهارم داود علیه السلام و بر پنجم موسی علیه السلام و بر ششم عیسی علیه
السلام و بر هفتم محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم و غیر آدم و داود همه اولوالعزم اند و بقولی غیر داود
و بر قول تمامی اتفاق ست در علما و نبی در اظهار دعوت و ابلاغ پیغام مختار نیست مجبور ست و هر نبی صاحب
اشراق خاطر بود و در کشف غیب بقدر طاقت خویش یکی از دیگری فضیلت دارد و در علم و قدرت و
نبوت دو روی دارد روی بحق و روی بخلق یعنی نبی دو توجه دارد توجه بخدای تعالی که بدان
سبب استفاضه کند از حق و توجه به بندگان که بدان واسطه افاضه کند بخلق و کمال اول ولایت ست
و کمال دوم نبوت و نهایت ولایت بدایت نبوت ست و مطلق ولایت افضل ست از مطلق نبوت چه
ولایت قرب بحق ست و نبوت قرب بخلق و اگر انصاف کنی به نبی پس نبوت اولی ست از ولایت زیرا که
ختم کمال او دوران نبوت ست نه به تنها و ولایت چنانچه کمال آدمی در بلوغ ست اگرچه انتهای طفولیت ابتدای
بلوغ ست و چون بولی نسبت کنی هم ولایت افضل بود از نبوت از جهت آنکه کمالش و محض ولایت
حاصل ست بلکه نبوت به نسبتش موجب زوال ولایت ست و ولی کامل مبعوث به ابلاغ نیست هرچند
که در ابلاغ احکام باشد و اما آنچه که محققان گویند که در دیدهٔ بینا هر ذره از ذرات کائنات پیغامبر است
از حضرت غیب مراد ازان نه اینست که بود که مبعث هر شئی با بلاغ و اظهار طریقت ست که سالک آن طریق
بینایی پیدا کند حکما گویند نبی رئیس قوم ست در فضل و عقل بهتر از ان قوم در حسنات اخلاق و فضائل

ترین در تهذیب غیر و منزه و پاک از اوناس عیوب و معرا از لوث شبهات و شکوک صاحب قوت و
قدرت مؤید بتائیدات غیبی ابلاغش اظهار کمال است چون خلقت انسانی بر نور و ظلمت مشتمل است
و ظلمت غالب بر نور لابد که بهر زمانه انسانی پیدا شود و که نورش غالب شد بر ظلمت تا قوم ظلمانی هم
بنورش منور شود و آن انسان انوار فشان اگر خود رو دست نبی بود و اگر پس رو شبه ولی است و معراو
ازین خود روی و پیروی و تحصیل کمال است نه در تکمیل انام **ذکر خاصهٔ نبوت** بدان که نبی
آفتاب است و نبوت ضیاء آن و دعوت خلائق حرکت او و قلوب آدمیان ذرات زمین که در ظلمات
کفر مبتلا افتاده اند و حرکت آن آفتاب دائم بر ان ذرات است هر که او را دید منور شد و هر که در پرده
ماند مظلم گشت و هر که آن را ندیده رانده شد و دعوت مطلق را مقداری است طویل که در هر کلی عبارت
از وی بود و ابتدا را و اول است و انتها را و ابد و این دهر را بنسبت اختلاف اعداد انبیا و رسل صدور
لاحق شدند و آن باعتبار انبیائیکه مبعوث بود و ندانات باشند و بسبب عداد رسلی که اختلاف ادیان
از ایشان پدید آمده ساعات و باعتبار آنانکه بر سر هر هزار سنین نبوت اند ایام سبعه و خاص ذات بابرکات
رسالت پناه محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم که جامع کمالات همگنین انبیا و اولیا است دعوتش محیط دعوت
جمله انبیا ما قبل و هدایت اولیا و ما بعد است سلطان الدهر باشد و از انجاکه او صلی الله علیه وسلم حیات النبی است
دورهٔ این آفتاب تا ابد باقی باشد و هر کوکبی که درین میدان درخشد مستفید تاب او است و
از انجاکه آفتاب حاکم ماهتاب است در احداث نور و روشنی ماهتاب دائم بسبب مقابله آفتاب منقسم بدو قسم
کما عرفت لاچار اشارت اعجاز بانشارت لبشق قمر رفته که دلیل اول کمال محمدی است صلی الله علیه وسلم معجزات
انبیا دلائل کمالات و صحت انبیا باشند رکن نبوت چه ذات نبوت بالذات امری مستقر و ثابت است
غیر محتاج اظهار معجزه اما اظهار معجزه در عوام احتیاج باعجاز دارد تا صورت پرستان بمعنی بعجز تصدیق معنی
نبی کنند و اخلاق حسنه از کمالات نبوت اند زیرا که دعوت نبی بخلق از ابلاغ و اظهار حسنات است و معجزهٔ
هر نبی بر حسب اقتضای امت او است چنانچه در قوم پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فصاحت و بلاغت کلام بود
آنحضرت بفرقان فصیح و بلیغ آمده و نه پنداری که معجزات انبیا محض باراده ایشان است بلکه مشیت حق تعالی

مقدم است بران چه حق سبحانه و تعالی بدانچه کفار کمال و شهنشاهی نقصان شان نمود و در انچه اختیار و شهنشاهی عجز شان افزوده تا از کفر بگذرند و در راه راست در آیند و جمله انبیاء معصوم اند از کبائر عمداً قبل از نبوت و از کبائر بلا عمد و از صغائر بعمد بعد از نبوت و بعضے گفته اند که از کبائر مطلق معصوم اند هم قبل نبوت و هم بعد و از صغائر مطلق معصوم اند بعد آن و نبی هر چند که مقرب خدا است اما هیچ حکمی از احکام شرع بتشهی او را معاف نمیشود و بالاضطرار در اداء آن احکام مختار و حقیقت نبوت مانع صدور افعالی که ظاهر بشریت تقاضا کند آنها را و نیست و نه ازان افعال بر ذات نبوت حجابی و سناکه حکمت است از احکام نبوت و بعضی گفته اند که سناکه سنت رسول است صلی الله علیه وسلم زیرا که آنحضرت صلی الله علیه وسلم التکاح و سنت فرموده و هیچ راوی آنرا بر دیگر انبیاء رقم نموده و حالانکه معنی خبر خبر از معنی آخر دارد چه نبوت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم جامع نبوت جمله انبیاء است علیهم السلام و در اصول دین همه را اتفاق است و اختلاف فروع هر دین با فروع دین دیگر مانع این قول نیست فافهم والله اعلم بالصواب **و اما خاتمه الایت** بدانکه ولایت دو قسم است عامه که عود بعالم کیف بعد او لازم شد ناصاحب ولایت متوجه بخلق شود و بسوق احکام و نصب حدود و ابلاغ پیامش متفرع گردد و منقسم بمخصوص بانبیاء است علیهم السلام و دوم منقطعه که متضمن آن لزوم نباشد تا بر صاحب آن ابلاغ واجب باید و آن ولایت اولیاء است رضوان الله تعالی علیهم اجمعین و هر یکی از قسمین بر قسمین است مقیده و مطلق پس مقیده عامه موجب تخصیص طریق ادیان و اوضاع احکام است و عامه مطلقه باعث ظهور دقائق اصول و حقائق فروع آن و این احکام است و منقطعه مقیده علت استنباط طرق عروج و اقامت حدود است بوجهیکه ابطال باطل و اثبات حق صادر آید و منقطعه مطلقه سبب بروز دقائق اسرار عالم و عالمیان و هر یکے را ازین اقسام اربعه خاتمی است که لوازم او بعد او منقطع شود و انچه از خاتم سرزد و شود و کلیی باشد که انچه از غیر ش صادر گردد و بعد او بروی او بود و خاتم هر قسم در کار خود مختار نیست و خاتم ولایت عامه مقیده خاص ذات مقدس محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم است و او فرموده الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی و حضرت صلی الله علیه وسلم جامع هر چهار قسم بود و خاتم ولایت عامه مطلقه علی مرتضی است کرم الله وجهه و لهذا او را شان او

وارد شده که انا مدینة العلم و علی بابها و نیز وارد شده انا میزان الحکمة و علی لسانها و گمان نبری که
چون عائده مطلقه ختم بر علی یافت شرکت او کرم الله وجهه با رسول صلی الله علیه وسلم در نبوت
ثابت شد و باذعان این گمان در وادی ضلالت و نقصان نیفتی چه انچه پیغمبر خدا آورد شریعت است
شریعت و طریقت و حقیقت و سابق گذشته که شریعت باب طریقت است و طریقت باب حقیقت و
نیز بشنو که حقیقت در طریقت است و طریقت در شریعت و هر که شریعت را دید و بران ماند مومن است
و انکه طی کرد بطریقت رسید و دران ماند زاهد است و کسی که پیشتر رفت و دران ماند عارف کامل
و ولی واصل است و انچه عائده را لازم است آوردن این کمالات ثلثه پیغمبر خاص شد شریعت جامع
بمقیده داد بر رسول صلی الله علیه وسلم ختم شد و طریقت و حقیقت بمطلقه عائده داد بعلی مرتضی انتقال
نمود و بر وی کرم الله وجهه ختم یافت یعنی انچه علوم طریقت و حقیقت بر دل رسول صلی الله علیه وسلم نزول
کرد و بزبان معجز بیان آنحضرت در ضمن شریعت مجمله با هر خاص و عام پیام شده بود و بزبان علی تفصیل یافت
پس علی مرتضی بمنزله لسان مصطفی است و لهذا در شان او وارد شده که من کنت مولاه فعلی مولاه
یعنی هر بنده مومن که آزادی خود خواهد بمن از قید بندگی و نفسانیت و هستی پس آزادی او بدست
علی خواهد شد و چون علی را با نبی جزویتی ثابت است در باطن لاجرا او صلی الله علیه وسلم در شان او
کرم الله وجهه فرمود و تحمک لحمی و دمک دمی و نیز فرمود که نسبت علی با من چون نسبت هارون است بموسی
علیهما السلام و نیز گمان نکنی که ختم ولایت چون بر علی شد دیگر اصحاب را ولایت نبود و بدین گمان فاسد
از حق مهر انشوی چه شمع باطن محمد صلی الله علیه وسلم بر مرایا ی قلوب صحابه رضوان الله تعالی علیهم ابر پرتو
نزده و هیچ کمی از ایشان از تجلیات انوار الهی منور نبوده و لهذا در شان ایشان وارد است که اصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم پس ثابت شده که از رسول صلی الله علیه وسلم ولایت منقطعه بقلوب
صحابه انتقال کرده و از صحابه بقلوب تابعین و لیکن از علی مرتضی سلاسل انتقال ولایت تا آخر
زمانه معرفت باقی است و از صدیق اکبر یک سلسله جاری شد و بعضی از صحابه هر دو قسم منقطعه را
جامع بودند و بعضی یک قسم را و بعضی را بقوت حاصل بود و بعضی را بضعف و ازینجاست فضیلت بعضی

بر بعضی و آنها که جامع هر دو قسم بودند خواص مقربان آنحضرت بودند بعضی گفته که خواص رسول عشره مبشره بودند و بعضی زیاده گفتند و تحقیق آن است که عدد خواص معلوم نیست و از خواص صحابه آنها را که مناسبت بار رسول در ولایت عامه حاصل بود خص الخواص بود و قابل خلافت دینی صلی الله علیه وسلم خود دانستند و خلفا را رضوان الله تعالی علیهم اجمعین مناسبت در هر دو قسم عامه حاصل بود و امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی الله عنه مناسبت مطلقه غالب بود و لهذا او را صاحب تحقیق گویند و جمال او با کمال اصل و یک سلسله ذوی بار شده و اگر این قسم بدو انتقال کردی مخاطب بظهر العجائب شدی و اینمعنی موجب نقصان ولایت نیست در کمال اگرچه با نبی ریاست عام است چه بیشتر انبیا بودند که قوم بر ایشان نگردیده و نام ایشان را خاص بسیار با مقربان خود هم نگفته و از سر اوقات و منهم من لم نقصص علیک اخفا و اشتباه کرده و چون جمال با کمال در کمال او رضی الله عنه غالب بود لاجرم شیوه اخلاص قبول نمود و از غایت تحقیق فرمود که لا تعجز عن درک الادراک و از اینجاست که در وی رضی الله عنه و آنها که در سلسله ولی اند استغراق غالب است اتباع او را فتح باب از این باب است اهل سلسله ذوی گویند که فضیلت منتهی بکمال انقطاع است و آن در وی رضی الله عنه ثابت چه کمونیش در ذات الهی بود و تقدس و تعالی و از اینجاست که پیغمبر صلی الله علیه وسلم در شان او فرموده من اراد ان یری میتا یمشی علی الارض فلینظر الی ابن ابی قحافة و در امیر المومنین عمر فاروق رضی الله عنه مناسبت مقیده غالب بود و لهذا خطاب عدل و صاحب انصاف و فاروق بدو منقوض شده و هم در شان وی رضی الله عنه وارد لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب الحدیث و از اینجاست که جلال در وی غالب بود چه تمیز حق و ابطال باطل که موجب آن غیرت کامل بود معلل بجمال جلال باشد و بیشتر بلاد که در عهد او رضی الله عنه فتح شد مردم اهل آنها ایمان آوردند سبب او هم غیرت آن جلال بود و باعث قوت اسلام که بسبب وی امیر المومنین و بارج آورد و نیز آن غیرت است و از اینجاست که اسرار الهی از زبانش بعوام عالم نرسیده و امیر المومنین عثمان بن عفان رضی الله عنه مناسبت هر دو قسم برابر و معتدل بود و لهذا او رضی الله عنه مخاطب بخطاب ذوی النورین آمد چه نور ولایت باطلاق که سبب انکشاف عالم باطن است و نور ولایت بتقیید که کشف عالم ظاهر است

بوجه اعتدال دران امیرالمومنین جمع بوده اند ازینجا است که صرف همت وی بجمع آیات قرآن مجید آمده و
نه پنداری که جمع قرآن که از دو نوع آمد محض بنسخ آیات بود چه اسرار الوهیت و اصول حقیقت که عرفا
لذت ازان حاصل میکنند و اسرار عبودیت و احکام شریعت که علما را بدان حظی کامل در نسخ آن است
المومنین بوجهی اجتماع یافته که طالب هر مراد در نسخش محل مراد یابد هم در ضمن آیات و هم در ضمن سور
و هم در مجموعه قرآن چنانچه بتمیز بر ارباب تفصص و اجتهاد مستفرغ مبرهن و پیدا شده و وجوه خطابی
المنورین بسیار نوشته اند شرح هر یک درینجا خلاف اقتضای موقع است و چون امیرالمومنین مجمع البحرین
بر وجه اعتدال بود وصفت حلم و حیا در وی رضی الله عنه غالب آمد چه غلبه جمال و جلال که تفرد و تغلب
بر ظاهر است چون بدو راه نیافت لاجار حلم و حیا لباس خود کرد و گریز از هیچ یکی شعار او نگردید گویند
که حلم و صول باشیاء موجودات باشد مناسب مراتب هر یک یعنی تواضع هر چیز در مرتبه هر چیز هم بسبب ادراک
و هم بجهت تسلیم و حیا یکسو بودنست از تنامی مناسب و فضل خلفاء اربعه و عشره مبشره مشاهیر بوادی صحابه بسبب
قوه این مناسبت است بجناب رسول صلی الله علیه وسلم و خاتم منقطعه مطلقه باتفاق بیشترین صوفیه شیخ
محی الدین عربی است و ازینجا است که اکثر اسرار و حقائق از وی ظاهر شده و طریقی جاری نشده فلان در حیا
منکر او بوده و بعد ممات هم خالی از طعن نماند نقل است که بزرگی رسول صلی الله علیه وسلم را بخواب دید و
از حقیقت وجود سوال کرد که ما حقیقة الوجود یا رسول الله در جواب فرمود که حقیقة الوجود ما قال الشیخ
الاکبر ابن العربی شیخ اکبر او را قدس سره در عالم غیب گویند و در شهادت نیز این لقب شهرت گرفته دگر اهل طریق
باطن اکبر را با کفر مسخ کنند و خاتم ولایت مقید و امام محمد مهدی است انتهی در نفحات القدس است که مقام
شیخ کریمی که از اصحاب مولانا سعد الدین کاشغری است روزی بتقریب خفی و جهر فرمودند جمعی که اخفا را از
جهر افضل گفته اند از قبیل افضلیت ولایت است بر نبوت که در قول بعضی کبرا آمده که الولایة افضل من النبوة
زیرا که جهر را با فائده خلق مناسبت بیشتر است و خفی را بقرب حق چنانچه در ولایت و نبوت گفته اند که
ولایت رو بحق است و نبوت رو بخلق انتهی حضرت قطب العاشقین شیخ عبد القدوس قدس سره در مکتوبی مینویسد
که الولایة افضل من النبوة اینجا رمزی است ورای علم و عقل و مع ذلک هر چه ایشان یابند در متابعت انبیا

بلند و هر چه بلند رو ند سر کمال شان زیر قدم کمال انبیا بود از کمال و جمال خود در کمال و جمال انبیا حیران باشند و خود را اعتقاد خود و طفل و طفیل انبیا دانند و فضل کلی انبیا راست یعنی بکمال و جمال شان مُدن ایشان نرسد اگرچه ولی است و مقرب خدا است جز آنکه عکس از نور شان و از پرتو حضور شان بکسی رسد و آن کس مقرب و ولی گردد و العلماء ورثة الانبیاء این میراث است تا غلط نخوری ولی را افضل از نبی در اعتقاد نبری که آنگاه در بادیهٔ ضلالت افتی و گمراه ابد گردی **ایضاً** در مکتوبی می فرمایند حضرت شیخ جمال الدین هانسوی بحضرت شیخ فرید الدین گنجشکر نبشتند که فقر زور آورده است طاقت ماندن نیست جواب نبشتند که ولایت را استمالت دهند و معنی این سخن از شیخ نصیر الدین محمود منقول است که استمالت ولایت درویش آنست که دل را از التفات بغیر حق پاک دارد و نقش غیر بر صفحهٔ دل ندارد پس ای فرزند چون دل با خدای قرار گیرد هیچ اضطراب نماند انتهی و باید دانست ولی مشتق است از ولایت که بمعنی قرب است و آن بر دو قسمست اول ولایت عامه مشترک است میان همهٔ مسلمانان و دوم ولایت خاصه مخصوص است بواصلان از ارباب سلوک که هی عبارة عن فناء العبد فی الحق و بقاءه به قالوا فی حدّ الفناء فی فیه و الباقی به و فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله چه سالک الی الله وقتی منتهی شود که با وجود بدیهٔ وجود را بالقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی الله آنگاه متحقق شود که بنده را بعد از فنای مطلق وجودی و ذاتی مظهر از لوث حدثان ارزانی دارد تا بدان در عالم اتصاف باوصاف الهی تخلقوا باخلاق الله تر سد کند ولی آن بود که فانی بود از حال خود و باقی بمشاهدهٔ حق سبحانه ممکن نباشد مراد را که از خود خبر دهد و باجز خدا ندیده باشد **بیان سلوک خواجه نقشبند** و تهید کتاب نفحات القدس است بدانکه عرفاء و علماء را اتفاق است بر آنکه از صلحاء است هر کرا ملت بر عزیمت و غایت اتباع سنت است علی مصدرها الصلوة و التحیة و هی عظم و اکمل و اوفق و اوثق تابعان است و اگر باین غایت نبعیت سنن ظاهریه بحضرت خاتمیه از معاملات باطنیه آن خیر البریه صلی الله علیه وسلم که مشاهدات تجلیات ذاتیه و صفاتیه است آن تابع را نیز بهره فراوان بخشند دارث اکمل و از پس عظیم و عالی است و مصداق نور علی نور و خبر حفظت من

رسول ابد دعائین الحدیث نشان جامعیت بکمال او تیز دانکه در اخبار صادقه و آثار صحیحه آمده است
که هرچند روزگار بقیامت نزدیکتر شود و از زمانه خواجه عالم صلی الله علیه وسلم دورتر مردمان از
عمل بعزیمت و سنت برخصت و بدعت بیشتر رغبت نمایند این دوا لاگوهر بتقلیل گیرد و خرمهره برخصت
بکثرت پذیرد آن سعادتمندی که در وقتی چنین چنگ در دامن عزیمت و سنت سید المرسلین صلی الله
علیه وسلم زند ناچار آن عامل بتفوق گیرد بران نیلبختی که او در زمانه که بدعت دران زمانه بدین افتاد
شیوع نرسیده و باشد عامل باسنت و عزیمت بوده و خبر طوبی للغربا برو من تمسک بسنتی عند فساد امتی
فله اجر مائة شهید مصداق حال او آید اکنون منتسبت حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند بشنو آن غوث روزگار
از بدایت تا نهایت کار با وجود قرب قیامت عمل بر عزیمت و نهایت اتباع سنت نموده اند که از ابتدای
سلوک پیر روحانیت ایشان خواجه عبد الخالق قدس الله سرهما ایشانرا تاکید امر نموده بودند که چنگ
در حبل المتین سنت و عزیمت زنی و از رخصتها و بدعتها دور باشی خواجه بزرگ چه بحکم این بشارت و چه از
دیگر اشارات غیبی و الهام لاریبی چنین کرده و تا آخر حیات بران بوده و هر روز در دقائق متابعت
مصطفی و اتباع عزیمت و اولی در همه امور افزوده خواجه فرمودند طریقه ما عروه وثقی است هر که از
طریقه ما برگردد از خطر دین دارد و از نهایت التزام عزیمت با وجود کثرت جذبات بر قص و سماع که
ناگزیر سالکان بیقرار است نه در بدایت و نه در توسط و نه در نهایت توجه نموده اند که آن از امور
رخصت بود کذلک بذکر جهر که آن نیز داخل تجویزات است توجه نفرموده اند و همچنین شطحیات که آن نیز
در راه عزیمت است از حضرت خواجه بزرگ بظهور نرسیده و حال آنکه متقدمین مشائخ کبار در بدایت
و توسط بهر کدام ازین امور یا بیکی ازان توجه نمود و مثل حضرت شیخ المشائخ سلطان المحققین و مجتهد
العارفین طاوس العلماء جنید بغدادی که از ردسا صوفیه بوده اند و کامل در اتباع سنت سنیه در بدایت
و توسط بر قص و سماع میل نموده اند و در آخر کار آنرا ترک داده و جهر ترک فقدان اخوان را فرموده اند
و گاه گاه زبان بشطحی کشوده اند و همچنین قدوه اولیاء المتقدمین غوث الانام ابو یزید البسطامی قدس سره
بوده اند این بزرگوار علیمقدار نیز در بدایت و توسط از ذکر جهر خالی نبوده اند و از ابتدا تا انتها از شطح

بیرون بکلام ایشان است که لوائی ارفع من لوائی محمد و نیز ایشان فرموده اند که خدایرا بندگان اند که اگر بهشت را با همه زینت بر ایشان عرضه کنند ایشان از بهشت چنان فریاد کنند که دوزخیان از دوزخ و نیز فرموده اند در ولایتی باشید که در وی امر معروف و نهی منکر نباشد که این هر دو در ولایت خلق است و در حضرت وحدت این و آن نیست و امثال این کلمات سکرمایت از این هر دو بزرگ بظهور رسیده هم در ابتدا و هم در توسط و انتها چون احوال و اقوال این دو بزرگوار سلوکشان دوگواه عدل بر احوال حضرت خواجه بزرگ قدس سره که عنقریب بطریق اجمال مذکور گردد بظهور پیوست که آن خواجه عالی مرتبت چه در بدایت و چه در توسط و نهایت بر خصتها عمل نموده اند کما مر با آنکه قیاس بدیگر بزرگان از عهد پیغامبر صلی الله علیه وسلم و در تر و بآخر زمان نزدیکتر بود اگر بمثل آن بزرگان را نیز معامله از بدایت تا نهایت اینچنین بودی هم حضرت خواجه بوجه آنکه در شدت فساد آخر زمانی باین اطوار ربانی امتیاز یافته اند ایشان را بدیگران فضل بودی انتهی لاسیما که حضرت خواجه بزرگ طریقه خود را بالقوت تصرف در زمانی پسین جریان داده شنیده ایم از ینجا است که چون از مولانا جلال الدین خالدی پرسیدند که سلوک خواجه بهاء الدین از متاخرین بطریقه کدام کس مناسبت دارد آنجناب با وجود معاصرت فرمودند سخن از متقدمان گوئید چه هرگاه ایشان را بمرین دو بزرگ مذکور نخوی بین تحقیق فضلی پدیدار آید بدو گمان بطریق اولی باشد و اینچه حضرت خواجه محمد الباقی در منقبت خواجه فرموده از * ابوالوقت دو عالم قطب شاه * بهاء الدین که دین ازوی آباد * زسنت در جنید افگنده آشوب * بجذبه بایزید آسمان روب * شاهد این مطلب بسی عجب تر آنکه خواجه بزرگ آن جذبات لطیفه را با مریدان بسلوک جنیدیه با مزید آن جمع آورده بود زیرا که غلبه صحویت سلوک ایشان نوران سکر و شطح غلبات جذبات را فرو نشانده بود و کثرت جذبات غلبات ایشان کندی صحویت علم را برشد آن کندی که شیخ الاسلام انصاری در حق جنید اشارت بآن نموده آنجا که فرموده در جنید زیرکی تندی بایستی که علی بن حضرت شیخ بزرگوار ما فرموده اند ایشان را هم جذبه بود بطریق کمال از وراثت ابو یزید رسیده و از سر و سلطه آن نسبت دینت دیگر گرفته بحضرت خواجه آمده و هم حضرت خواجه را جذبه دیگر خاصة از مقتضی سهند و ملیه

ایشان در حق ایشان بظهور پیوسته از غلبات این جذبات کثیر بوده و که خواجه محمد الحکیم الترمذی فرموده که
مجذوبی از بخارا ظهور کند و حضرت خواجه صغیر موده اند که مراد ازان مجذوب ما یم پس با وجود این جذبات
کثیرهٔ تمکین ایشان را که از پرتو تمکین سید المرسلین بود دریافته آن دو بیت را در حق ایشان صادق
دان آن اتباع نبوی را ایشان را از غایت این تمکین شناس گویند حضرت خواجه بزرگ با آن همه جذبات
وغلبات و فنا و تهلک بحفظ الله سبحانه و کرمه در دقائق سنت سید الابرار صلی الله علیه وسلم میکوشیدند
گویم هر چند همان تحقیق مذکور است آویزی هست دانق لیکن تائید آن هم از خواجه بزرگ دارم و آن این است
که فرموده حرام باد صحبتهای حق سبحانه بر بهاء الدین اگر اول بهاء الدین و آخر بویزید نباشد کما قال العارف
الجامی فی منقبته ○ اول او آخر هر نهی + و ما خواه دست تمنا تهی + حضرت شیخ بزرگوار ما یعنی شیخ احمد مجدد
قدس سره بتقریب بیان آن معرفت که عارف را کار بحالت افتد که شهود و مشاهده و تجلی و ظهور را آنجا بار نیست
و نگه در راه ماند فرموده اند که اینجا حقیت و حقیقت آنکلام حضرت خواجه بزرگ هویدا گردد که فرمودند هر چه
دیده و شنیده شد آنهه شده آنهه غیر است بحقیقت کلمهٔ لا تلقی آن باید کرد از این کلام خواجه بزرگ حقیقت
آن کلام ایشان که فرموده اند حرام باد صحبتهای حق الخ باید دریافت که بایزید با آنهه بزرگی در قید
شهود و مشاهد افتاده بود و از تنگنای سبحانی قدم برون نهاد پس هر گاه که سیکه اول و آخر چون
بایزید می شاید یعنی نصیبهٔ اکمل از احوال مخصوصهٔ سید الانبیا علیه السلام او را خاصه رسیده باشد معذلک
در آخر زمان آن طور حال را با کمال اتباع آن رسول متعال منبسط گردانیده باشد اگر عارفی عالمی
در حق او گوید ○ نوبت ثانی بجا راز دند + چه عجب بود و نیز از مقولهٔ جدید حضرت پیر بزرگوار و جهٔ دیگر
در بیان آن دو بیت بخاطر او فتاده که هم این وجهات مذکور را مؤید میتواند شد و آن این است که حضرت
ایشان ما در مکتوبی نگارش فرموده اند که کمالات نبوت عبارت از قرب الهی است بی شائبهٔ ظلیت که
عروجش روحی است و نزولش روحانی و آن بالاصالة مخصوص انبیاست علیهم الصلوات والتسلیمات
و بالتبعیه و الوراثه بهره ازان کمل تابعان ایشانرا است رضی الله تعالی عنهم و راهیکه موصل است کمل را بکمالات
نبوت و دولت راهی است مربوط بطی کمالات منصبهٔ مقام و آن مبسوط بحصول تجلیات ظلیه بمعارف که مناسب

قرب ولایت اند بعد ازطی این کمالات وحصول این تجلیات قدم در اقتباس کمالات نبوت نهاده می آید
و در یمقام وصول حاصل است والتفات بظلیت فنب وراه دیگر است که بی توسط حصول کمالات ولایات
وحصول بکمالات نبوت میسر گردد و راه دوم شاه راه است و موصل واقرب بوصول و هر که بکمالات اقتباس
نبوت رفته است الا ماشاء الله تعالی باین راه رفته است از انبیاء کرام علیهم السلام واز صحابه عظام ایشان
رضی الله تعالی عنهم راه اول دور و دراز است و متعسر الوصول و متعذر بحصول و راه دوم اقرب و اوضح و
اوثق و اوفق اما بعد انبیا علیهم السلام و کبار صحابه رضی الله عنهم درین میان از کمل اقل قلیل ازین راه
بآن ولایت رسیده اند بعد از وصول باین راه دوم هر چند کمالات مفصله مقام ولایت کبری بحصول پیوسته
اما زبده و خلاصه آن باحسن وجه بسیر گشته بل بقرآن بدست این اصل آمده علوم سکریه و ظهور ظلیه ارباب
ولایت را حاصل است دون مرتبه این اصل است و سلوک باین راه ثانی محض موهبت پروردگار است
که کسب و عمل را دران کمتر بار است بخلاف راه اول که مباری و مقدمات آن بکسب و اکتساب حصول
آنها بیشتر مربوط بریاضت و مجاهده انتهی ما اخذت من کلامه الشریف اختصارا پس بحکم این تحقیق حضرت
ایشان میتواند که خواجه بزرگ قدس سره ازین راه ثانی درآورده باشد و شاهد بر این مدعا این دو قول
خواجه بزرگست که فرمودند طریق ما اقرب طرق است و نیز فرمودند ما فضلیانیم که ما را از راه فضل درآورده
اند اول تا آخر همین فضل حق مشاهده کرده ایم و ایضا انکه آنحضرت خواجه خلیفه خود خواجه علاء الدین
عطار را فرمودند که از ولایت درگذر و خواجه علاء الدین بجهت ایشان از ولایت درگذشته اند چنانکه
در مقامات ایشان مسطور است مخفی نماند که اقسام ولایت را اکابر بر سه قسم گفته اند ولایت صغری و ولایت
کبری و ولایت علیا بعد از طی اقسام ثلثه ولایت مرتبه اقتباس بکمالات خاصه نبوت است که آنجا ولایت بحت
نماند و اشاره خواجه بزرگ بخواجه علاء الدین بتحقیق این مرتبه است پس هرگاه بتحقیق سابق خواجه بزرگ
از بدایت بآن راه اقتباس که ولایت بآن منتهی شود برده باشند درست آمد آن قول ایشان که اولاد
بهاء الدین رحمه الله تجاوز نکنید پس چون معامله چنین بود واز سکه ثانی که مراد بآن کمالات نبوت است ایشان را
بهره مخصوص از خاص علی طریق الاقتباس رسیده باشد چرا نتوان گفت ع جز دل بی نقش نه نقشبند عجایب

بی نقشی نیز درین مصرع ایمائی بنماید آن مرتبه که از شائبهٔ ظلیت مبراست و بصفت بیرنگی مستثنی فهم مرد فهیم و حضرت خواجه بزرگ ما من حیث الولایة بر قدم سید الانبیا صلی الله علیه وسلم شهند برده اکمل از آن گفتم که تواند بود که دیگری از سالکان نیز محمدی المشرب باشند اما بکمال آن ولایت نرسیده باشند اینجا عبارت بنهاد در تمهید کتاب مذکور است و در رسالهٔ مقامات مظهری فرمودند تعظیم جمیع اولیا الله و محبت عامهٔ مشائخ لازم است و در حق پیر خود اگر از راه نفع و استفاده عقیده فضلیت نماید از فرط محبت مستبعد نمیشاید و در حق حضرت مجدد که طریقه نو بیان نموده اند و مقامات کمالات طریقه خود بسیار تحریر فرموده و نزد اصحاب آن طریقه بآن مقامات رسیده و از الوف هم زیاده شده اند و دران مقامات هیچ شبهه نیست که اقرار هزاران علماء عقلا بتواتر رسیده عقیدهٔ تساوی با اولیا یا فضلیت ایشان بران اکابر نباید نمود که آن کبراء دین از مشائخ ایشان اند رحمة الله تعالی علیهم چون این کتاب از مقالات حضرات نقشبندیه زیب و زینت خواهد یافت لهذا بنظر زیبی دیگر تحریر برخی از مقالات پر کمالات حضرات نقشبندیه پرداخت که مولوی محمد اسمعیل شهید در مقدمهٔ کتاب صراط المستقیم نگاشته اند باید دانست که ثمرهٔ شریعت و طریقت و اساس حقیقت و معرفت تحصیل محبت حضرت حق است این مسئله اگرچه مجمع علیه صوفیه کرام است بلکه متفق علیه طوائف انام لیکن اینجا نکته لطیف است بس باریک که اکثر اهل زمان ازان در غفلت و نسیان اند و آن تمیز است درمیان حب نفسانی که ملقب بعشق است و حب ایمانی که مشهور بحب عقلی است چه اول از واردات مبادی سلوک است و ثانی از کمالات انبیاء کرام و مقامات اولیاء عظام اکثر عوام صوفیه اول را بجای ثانی نهاده و مشارالیه باشارات شرعیه پنداشته و در تطبیق سیر انبیاء و اولیا باحوال اهل عشق و مواجید تشویشات بیجا صل بکار میرند و حال آنکه سیر این بزرگواران هیچگونه بوارد ات این سالکان مطابقت پذیر نیست تفصیل این اجمال آن که مراد از عشق قلقی و شورشی است که در باطن انسان بسبب فقد مقصود پیدا می آید و در تمام قوای باطنیه سرایت میکند و غایتش وجدان آن مفقود و وصال آن محبوب است موقع اول این قلب است که محل جمیع کیفیات نفسانیه اوست و ثانیا سائر قوای باطنیه و غایتش اضمحلال و انخفاض و فنای طالب است در وجدان مطلوب باز چون این غایت مترتب میشود و شورش آن قلق و اضطراب

فرومی نشیند کیفیتی که مسمی بعشق است زائل میگردد و دلهب آن منطفی میشود و مراد از حب عقلی بعد از
داعیهٔ طلب چیزی است که طالب بر فوائد منافع او و احتیاج خود بسوی او مطلع شده و این داعیه بمقاسات
مشاق طریق طلب او را بروی سهل گردانیده و باین سبب کمر همت در طلب او بسته و هر حیله که در کیسهٔ فکر خود
میدانست بر طلب او باخته و از سر و سامان خود در گذشته اضطراراً لا اضطراراً و موقع اول این عقل است که
خزانهٔ معلومات است و ثانیاً در سائر قوای باطنیه همین داعیه سرایت میکند مثل سرایت آب از اصل شجره
در برگ و ثمر او پس در عقل چه افکار و انظار است که برای تحصیل او درست میکند و در قلب چه عزائم و تهیات
که در طلب او می انگیزد و در جوارح چه مشقت و ترک مالوفات است که در سلوک طریق آن بر خود می پسندد
چنانکه نتیجهٔ حب اول فنا علم است یعنی غیبت و عدم شعور با سوای محبوب حتی که بنفس خود و همچنین ثمرهٔ حب
ثانی فنا همت است یعنی هر چه میگوید و میدانند از محبوب میگوید و هر چه می شنود و از آن میشنود و آید دولت که از عمدهٔ مهمات
حب ایمانی استحکام عزیمت قلبیه است بر اتباع شریعت و کمال وفور رغبت بر موافقت سنت و شدت
نفرت از ملابست بدعت و قوت اعتصام بحبل الله المتین یعنی اقتدای ظاهر و باطن بکتاب مبین و سنت
رسول امین و کرهت را بر رضا جوئی حضرت حق چیست بستن و اعتقاد و تعظیم او و تعظیم شعائر او لا سیما شرع که
از اعظم اشعائر است درست کردن ثانی که مقصود از این کلام کثرت عبادات شرعیه است یا بهتر سانیدن و سوس که
عوام الناس او را متقوی ملقب مینمایند بلکه مقصود از ان اطمئنان قلب بر عقائد شرعیه و جوشش و ون محبت و رغبت
و تعظیم از صمیم قلب بنسبت او امر دینیه و عدم مبالات بموافقت و مخالفت خلق در رضا جوئی خالق الخصمه
صاحب این حب را بجز طلب رضای مولی و القیاد او کاری نیست آری انچه باید فهمید که حب ایمانی ثمرات
بس عجیبه و نتیج بس غریبه است که تخم آن عنایت یزدانی و اجتبای رحمانی است و عنایت حضرت حق
و اجتبای جواد مطلق را حدی و پایانی نیست فوز و داغ غلامیت کرد پایهٔ خسرو بلند + صدر ولایت شود بندهٔ
که سلطان خرید + فائده ندانی که در میان راه ولایت و راه نبوت تباین است حتی که سالکان راه ولایت
هرگز بمقامات راه نبوت فائز نشوند یا طالبان راه نبوت مور و حالات ولایت نگردند یا ارباب حب عشقی
عاطل از حب ایمانی باشند و اصحاب حب ایمانی غافل از حالات عشقیه بمانند حاشا و کلا انتهی و هم صاحب کتاب کور مینویسد

چنانکه عشقی بعد وجدان محبوب زائل میگردد ولهب آن منطفی میشود همچنان حب ایمانی بوصال محبوب رو
به ازدیاد مینهد واز یک هزار میشود و سستی میگیرد که هرگز آن وسعت وقوت در هجر متصور نیست چه اول مبنی بر نقص
بود و شروط بهجر دافات الشرطفات المشروط را تمم گوید عشقی که بعد از وجدان محبوب زائل میگردد و آن
عشق برخوردار نیست چنانچه مجدد گیسو دراز در بیان آفت ابتدا و انتهای عشق چیزی فرموده اند
و در ذکر افشیان باید جست که خواهد آمد وصاحب بدة المقامات از حضرت مجدد نقل میکند و دلی از والد
بزرگوار خود که فرمود بقول جمهور محققین که منازل الوصول لا ینقطع ابدالابدین و در مکتوب ۲۸۵ میفرمایند والوصول
مراتب لا یمکن قطعها ابدالابدین و هم در فصل چهارم مقصد سوم کتاب مذکور عرضداشت حضرت مجدد که
بخدمت شیخ خود میرساند می آرد و آن این است عجائب کاروبار است بعد را اقرب نا میده اند و غایت فراق
را وصل گفته اند شعر کیف الوصول الی سعاد دونها + قلل الجبال و دونهن حتوف + کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم متواصل الحزن و دائم الفکر و آنرا در فرموده ما اوذی نبی مثل ما اوذیت مصرع قصة العشق
لا تفصام لها + ایضا سبحانه تعالی از برکت علیه از تلوین بتمکین مشرف گردانید حاصل کار جز
حیرت و پریشانی بدست نیامد با وجود علم و معرفت جز از دیاد جهل و نکرت نیست مصرع عجب است
که من واصل و سرگردانم + انتهی تفصیل این اجمال عنقریب در عرائض افشیان خواهد آمد و حضرت قطب عالم
در مکتوبی میفرمایند نبشته بود مصرع قلندر آنکه فوق الوصل جوید و وهره گر پرت پیچ بسی هاره
میت + چه معنی دارد مقرر باد غیر من ازین سخن هیچ نمی دانم در آتش حیرت افتاده بودم این کوه را اجلال
و عظمت کبریا و حسنش و جمال باکمال او دانستم که الکبریاء ردائی والعظمة ازاری هستراد و هم بدو گفتم حجابه
ذاته نموده وصل و فصل را بر بود کبریائی همه مراورا سزد ۵ نیست کس را از حقیقت آگهی + جمله می میزند
با دست تهی + گر پرت الخ شعر بیقراری عشق شورانگیز + شر و شوری فگند در عالم + کراه گر نیست و
جای فرار نه طاعت داد راد و تقوی و زهد را حجاب گفتند وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون
حیات و ممات را و جان و تن را و نفس و دل را و عقل و فکر و ذکر را حجاب گفتند العلم حجاب الاعظم خوشنیده
و مکاشفه و مشاهده را حجاب میخوان و عین الیقین و حق الیقین را حجاب میدان صدیق اکبر شب تمام شب

در ذوق و شوق و در کمال وصول الا المال تعلق بجمال الله میکرد و چون وقت صبح میدمید از بی صبحی وقت
آهی میزد و بوی از جگر سوخته او ظاهر میشد اینهمه از دوری و دست راز حضوری اوست ازینجا فریاد میکرد
الا الایمان یا رسول الله یعنی بیهات بیهات مگر مصطفی صلی الله علیه وسلم هم ازینجا نالید مالیت ربّ محمد لم یطهر
محمدا و امحمد حجاب هست پس اینجا چه جای فتح باب ست شعر اینجه دریائی هست قعرش ناپدید ✦ دین چه
در گاهیست تفتیش نا کلید ✦ الفراق حجاب والوصال حجاب انفصال و اتصال خیال مشنو هست بیچاره
قلندر چرا نالد وصال بالاتر جوید که در عین وصال بانفصال میپوید آنکه او واصل ست حیران ست سعدی
علیه الرحمة راست ع عجب این ست که من واصل سرگردانم ✦ جز خضار رویی نیست دگرنه در بیابان ندارد
لفقد الجرقبل ان تفقد کلمات ربی شعر نه حسنش آخری دارد نه سعدی السخن پایان ✦ بسیر آشنا مستغنی
و دریا همچنان باقی ✦ بحر محیط هرگز آخر نیارد هر چند باران رحمت باران هست طالب او همیشه در تشنگی طالب او
منتهی کلامه الشریف مکتوب طوالت دارد و این مختصر گنجایش ندارد و نساج رحمه الله غالا غیب شنید
که ای نساج با در طلب قناعت کن ترا بایافت چکار دهم صاحب نسمات القدس در ابتداء تمهید مکتوب
می آرد از کلام صاحب عوارف و بعضی عرفا رحمهم الله تعالی چنان مفهوم میگردد که بعضی از کمل اولیا را
باحوال بلند نوازند و حال آنکه ایشان را تکثیر عمل بر طبق عزیمت داد ولی کمتر داده و با نهایت و بعضی آخر
عکس آن بود و برخی را عمل کثیر نبخشند و احوال عظیم نیز عطا دهند اما خوارق عادات از ایشان کمتر بظهور
رسد و بعضی را قدرت ظهور آن خوارق که متعلق بود بکونیات و اخبار از مغیبات داده اند اما قوت
تصرف اکمال ناقصان در ایشان کمتر نهاده اند و بعضی برعکس آنند و برخی جامع این جمع آن و هذا قلیل
بیان عشق در خبر ست العشق نار تحرق ما سوی الله حضرت قطب العالم شیخ ما شیخ عبد القدوس
قدس الله سره میفرمایند عاشق بیچاره در مشاهده دوست در ذوق وصال مستغرق ست و در حالت
فراق در سوز حال مستغرق ست و با خود نیست بهر دو حال او را با دوست باخته اند و این عالم عشق است
نه عالم سلوک عالم عشق دیگر ست و عالم سلوک دیگر در سلوک السیر الی الله و در عشق الاحراق فی الله
طائفه اند که از اسباب گذشته و یقین دانسته که دوست قادری ست بی تعلق زمان و مکان و بی اسبابی هر چه خواهد در حرم

آرد و بعد مدتی بسیار این طایفه اهل عبادت و اهل آخرت اند صاحب ولایت و صاحب کرامت شوند و لحظه و لحظه از
مشرق و مغرب شنوند و کرامات بر خلق نمایند اولئک هم الابرار هر چند در یقین دین همه جهان انبیا بی
جمال دوست و بحر عرف یقین بمنزور پوست اند و هنوز چنین در شکم مادر اند با شراق نور حق نرسیده و در کشف
کون مانده باز طایفه دیگر اند که در کشف خود میشوند و در صرف یقین بوند همیشه در مشاهدهٔ حق تعالی با شنه
مستور بوند با دوست در حضور بوند نور علی نور این نور بهشت و این حضور تا کدام بر بین نور و حضور بوند اگر
به سعادت پابوس مرشدی صاحب این کار نجت یاور می کند اولئک هم المقربون آمی برادر در مشرب
عبادت و ذکر همان لذت مناجات و ذوق تقربات و مشوبات و علو درجات بهشت این نعمت را نعمت
خشک نامند و سمک بی نمک خوانند و مشرب مقربان در محو خود می و فنای ماسوای الله بهشت
می صرف و صحت کسی نوش کرد که دنیا و عقبی فراموش کرد ایضا میفرمایند مردان حق در مقام قدرت و
کشف حق جای رسند که در لحظه هزار عالم پیرند و بر عرش شوند و گرد و هزار عالم گردند چرا که در توحید قدم مشاهده
بهشت و آنجا نه اعتبار زمان و مکان بهشت اهل زمان مکان اوراد در مکان و زمان خود یابند و او با دوست بی زمان
و بی مکان است و درین مقام چندان ترقیست که ملک مقرب دران در حیرت بود و دمی باحق بقرار و آرام نبود و
در ابتدای حال او را خبر نبود و در کمال با خبر بود از خود با دوست بود و با همه بهمه بود ازل و ابد در دیدهٔ وقت
وی یکی بود غیر حق نماند اینجا معلوم شود که محققان چه گفتند النهایة هو الرجوع الی البدایة کسی کز دوق جانان
گشت مدهوش همه عالم شده او را فراموش قول صاحب العوارف النهایة الرجوع عن الله الی الله هو جمع
الجمع فی عین الجمع وهو الاسلام فافهم والله اعلم ایضا میفرمایند عزیزمن در واقعه نبود مدار طایفه در طلب حق
در میدان وحدت بهمت تا خند طایفه جانبازی دیگر در طلب حق چنانکه بوحدت حق زندو بهپ ولت در میدان
سعادت در جولان آورند و مطلوب مطلق و مقصود برحق رسیدند که حق سبحانه را بر سه مرتبه یافتند بمرتبهٔ ذات
و بمرتبهٔ صفات و بمرتبهٔ فعل شناختند در مرتبهٔ ذات غیر ذات روا ندارند و هم و صفت را در عین ذات عین ذات
دانند در همان ذات دانند و جز ذات چیزی ندانند و خدا را می حدانی الذات و الصفات خوانند و ذات پاک
حق سبحانه را و مطلق دانند کان الله و لم یکن الاشیاء معه و الآن کما کان و کما کان الآن فالله و لا سواه

ولا موجود فی الوجود الا الله قل هو الله احد و در مرتبهٔ صفات هم وصفت را غیر ذات نگویند و نامند بر ذات بخویشتن
چه در محض موجود غیر تواند بود نه تواند نمود و عین ذات نگویند چه سیلان صفات است کما لا ذات عین ذات تواند گفت و نه تمیز ان
رفت که در شبهات عینیت نیجا بلند و ذات یا تعطیل صفات لازم آید یا تعطیل فعل و قدرت کاملهٔ لا یزال آید و بانکار ما اثبانه واجب فیسا دی عظیم
کشاید متعرله نیجا غلط کردند که هم و صفت را عین ذات گفتند و خدایرا عالم بالذات و قادر بالذات خواندند و عالم العلم و قادر القدرة
نه شمردند و نه دانستند که این مرتبه صفات است و مرتبهٔ صفات چنین نیست و چنین نخوانند و امام منصور ماتریدی رضی الله عنه صفات
عین ذات گوید و ازان نفی غیر چو بدیهه آنکه مراد از تعطیل صفات است یا تعدد ذات و هر دو باطل است کنون
محققان در مرتبهٔ فعل ایجاد عالم گویند و مرجعین وحدت وجودی که اند حدانی الذات و الصفات است کثرت موجودات را چنین
چه کمالات ذات در مقام قدرت چنین تقاضا کرد که ما عین موجودات شدیم و در حق خود دلیل بر وجود ازلی بر کمالات او زدیم
کردیم با آنکه خارج امتناع محض است و دخیل ممنوع مطلق و هو الآن کما کان و کما کان الآن سبحان الذی لم یتغیر ذاته
و لا صفاته و لا افعاله بحدوث الاکوان فحق القول و نحن الله الهادی عن بعیده و اینطائفه مقربان حضرت صمدیت اند که حق سبحانه را
در جمله مراتب موجود بحقیقت دانند و وجود عالم را در جمله مراتب موجود بمجاز خوانند چه وجود بتحقیق مر خدایتعالی راست
و مر غیر او را اطلاق وجود بمجاز کرده اند بقرینهٔ حس و عقل و در شرائع برحسب عقل است و ذلک حقیقة فی حقیقة و قرآن
برین ناطق است یتنزل الامر بینهن اسی بین مجاری السموات والارض فمن انکر تخالق فی الحس لتعقل فهو فی ضلال مبین بتحقیق
مردان تحقیق غیر خدایرا معدوم مطلق موجود نخوانند که وجود حقیقی همان وجود است واحد الوجود و واجب الوجود و چه سبقت ازلی باعتبار
تصور عقل و قسم راست یکی وجود آن محض وجود است و آنرا واجب الوجود خوانند و واحد الوجود دوم عدم محض عدم است و آن را
ممتنع الوجود خوانند و فاما ممکن خوانند و ممتنع و ناممکن خود هیچ نیست لاجرم بالقطع والتحقیق جز وجود هیچ نیست و همان وجود حق است و بوجود
مطلق و ذلک مدة الوجود فاعرف و اغتنم فاغتنم حضرت شیخ ما شیخ جلال الدین تبانیسری قدس الله سره میفرمایند بدانکه
طالبان حق بر سه قسم اند عباد و زهاد و ابرار و عشاق شطاریان هر یکی طلبی دارد و راه بدیگر عباد و سالهای بسیار در زهد و
عبادت و عشاق باندک توجهی از بدایت منزل سوم اند اما عشاق شطاریان راه دشت پرهیزند و از ریاضت بگریزند و کشف کرامات را بهیچ نخرند
آله العابدین و محبوب العارفین صلی الله علیهم اجمعین بزیدهم و کمل کرامتهم عشاق بر سیانل تقدم اند و
از سیانل سیر فی الله شوند و مقید بچیزی نگردند و بریده از همه بلبنا زلبشند نه آنکه ایشان از عبادت از هد و تقوی و ریاضت

خبر از کشف و سیر ندارند بلکه جان کنند و خون خورند و کم شوند و پیش مرگ بمیرند و بحق نرسند اینجا اکثر مدعیان سلوک
و جهال صوفیه خطا کرده اند و گمراه گشته اند و الیها ذهبوا من ذلک روی عن السلف رضوان الله علیهم اجمعین انما حرموا الوصول
لتضییعهم الاصول و الاصول عبارة الشریعة و الطریقة و الحقیقة و ایشان گفته اند تلاوة القرآن و الاشتغال بالعلوم الشرعیة امور جسته
و اکر شان طالبان آن را بنسبت زواید و نوافل گفته اند که کار طالب حق بعد از ادای فرائض و سنن از مواظبت
بشغل باطنست نه بکثرت نوافل و اعمال جوارح که آن طریق عباد و زهاد است مذهب طایفه شطار توجه الی الله و الاعراض
عما سوی الله بهت و در شان الله و لا سواه و راه نیستی و پستی و برانداختن هستی وجود است قطعه در ره بادی
عدم میزند * کیست درین راه قدم میزند * هر که درین ره مجرد رست * بر سر کونین علم میزند * و صاحب صراط المستقیم در
بیان مؤیدات حب عشقی مینویسد از عمده مؤیدات حب عشقی ریاضت است یعنی تقلیل طعام و کلام و مصاحبت با انام و جمع
حیوانی را باین امور رقتی و لطافتی حاصل میشود و از جمله مؤیدات آن استماع الحان خوش و اشعار عشق آمیز و از جمله مؤیدات
آن اجتناب از امور یکه باعث حدت و کثافتی در روح طبعی باشد مثل کثرت منام و مداومت بر اغذیه کثیفه و امثال آنها و در هدایت
ثالثه کتابیکه در بیان آثار حب عشقی مینویسد از جمله آثار آن نیست که این حب بالذات اقتضاء تخریب حجاب بشریت مصدوم
روح الهی جل خود میکند و بس مطابقت هیچ قانونی خواه قانون شرع باشد خواه قانون ادب اعتبار رضای کسی و رضا محبوب باشد
خواه رضا غیر آن نه التزام متابعت کسی خواه متابعت خود و محبوب باشد خواه غیر آن زانی که مقصود ازین کلام آن است که ارباب عشق
و مواجید بتقید بقیود شرعیه متادب بآداب فیه و طالب رضای حق و ملتزم متابعت مصطفی صلی الله علیه وسلم نمیباشند جانشان و کلا
بلکه مقصود آن است که این حب بالذات مقتضی این امور نیست بلکه محض اضمحلال حاجب این حال و مشاهده جمال حضرت ذوالجلال
میخواهد و بس بهر طریقیکه بدست آید خصوصیت بهیچ طریقه را در اقتضاء آن دخلی نیست مثلا اگر صاحب این حال را ظن حصول مقصود
خود در استماع مزامیر عشق مجازی و شنیدن رخ و تخلیه اوقات از اذکار و طاعات و امثال آنها از امور ممنوع شرعیه بهر سد
البته از صمیم قلب او میلانی بسوی این امور نموده خواهد گرفت اگرچه آن صاحب حال از راه تدین و تشرع از ظهور
آثار این دواعی ناشی آید بلکه در ابتدای امر آن جهد کند آیا نمی بینی که در عشق مجازی عاشق را مشاهده جمال معشوق و قرب
و وصال او مطلوب میباشد اگرچه آن معشوق از قرب این عاشق متنادی و از آمد و رفت در مجلس خود ممانعت
میکند و از قرب جوار بلکه از محله و دیار خود اخراج مینماید چنانکه نوبت بستم و شتم و لکد کوب میرسد و آن عشاق بیچاره

از دیدار او باز آمد رفت عاشق و مجلس معشوقان خود هست بردار نمیشوند بلکه مقتول شدن از دست معشوقان خود
و تحمل غضب آنها نمودن جان در کوی آنها باختن را کمال فخر و علو همت میشمارند با جمله مقصود از نگارم
انما نت عشق نیست حاشا و کلا بلکه اشارتیست بسوی فرقی که میان حب عشقی و حب عقلی هست انتهی کلام مولانا
و مولانا جلال الدین رومی رحمه الله میفرمایند ✿ ملت عشق از همه دینها جدا هست ✦ عاشقان را مذهب و ملت خدا هست ✦
لعل اگر در سنگ خارا بود پاک نیست ✦ عاشق اندر دریای غم غمناک نیست ✦ آتشی از عشق در جان برفروز ✦
سر بسر فکر و عبارت را بسوز ✦ عاشقان را هر نفس سوزیدنی هست ✦ بر درد ویران خراج و عشر نیست ✦
نور سرمستان قلاوزی مجو ✦ جامه چاکان را چه فرمایی رفو ✦ انتهی چه خوش گفته اند ✿ کمال سر محبت ببین
نه نقص گناه ✦ که هر که بی هنر افتد نظر بعیب کند ✿ منزل عشقش مکانی دیگر هست ✦ مرد این ره را نشانی دیگر هست
چونکه این کتاب از ذکر عاشقان چشتیه که نسبت اینطریقه چشتیه عشقیه هست پر ذوق و شوق خواهد گردید امید هست
اقتدار که شبهه از بیان کمال عشاقان کتاب هذا را لاشور انگیز نباشد **بیان توحید مطلق و مقید** دیگر حضرت
قطب العالم میفرمایند ای برادر مقصود کل توحید مطلق هست خواه نبی بود خواه ولی بود که آن سر حضرت در سر قرآن
بدان خوش هست و مطلوب یا لشان همان هست و هو حق و لقوة المتین و ان توحید همه روی هست هیچ پشت نه
و همه حق هست هیچ فیر نه وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ خبر از این سر هست و آن توحید که
مؤمنان عام دارند و خدا تعالی را ایمان بالغیب آورند و مقید بثواب و عقاب آن جهان گشته اند این را
توحید مقید خوانند و زبان توحید مطلق و اند بی این توحید آن توحید دست ندهد هرگز بدان راه
نیابد که لا توحید بدون الایمان اینجا گفته اند که در این راه که رود و ایمان رود و این بادیه خونخوار که قطع
کند ایمان قطع کند و هین و دولت که رسد ایمان ✿ هر که در راه محمد رو نیافت ✦ تا ابد گردی از این گمراه نیافت
بیان قرب نفل و فرض دیگر حضرت قطب العالم میفرمایند چون عاشق در عشق و محبت بصفات
محبوب موصوف گردد و تخلق باخلاق الصمد روی نماید بی یصر و بی ینطق نشان دهد در کمال این مقام ام انا نیت زنده
باقی نماند الحق و بس جهانی برآرد و این مقام را قرب نفل گویند که ذات بر جا هست و صفات دوست زیادت بر ذات تجلی
نما هست و این مقابله در غلبه حال افتد بر بیمقال اگر کشته گردد شهید بود در راه بود و از اولیا مستهلک باشد این

صوفی حق را بجوید بیابد اگرچه اهل است اما هنوز در بدایت است ✽ هر که کشته گشت ازان حال هندوش گوید
شهید گشت مسلمان نمیرد و چون در سر آید استغفار لانم آید سلطان عارفان اینجا گفت الهی این قلت
یوما سبحانی ما اعظم شانی فاتا الیوم مجوسی فاقطع زناری و ما قال الا الله محمد رسول الله و چون عشق و محبت
از مقام صفات در گذرد و چنان ترقی نماید که بجمال ذات رسد که آنرا اقرب فرض خوانند و تجلی ذات دانند این
صوفی را از اولیاء مقرب گویند که خود را بحق باید و همه تسلیم حق شود و آنجا هیچ آفت نباشد در مقام محب
از خود و هیچ عبارت نیارد و بلکه اشارت ندارد و وجود و دست نبود فهو لیس الا هو و ما رمیت اذ رمیت
ولکن الله در می جلوه این مقام است ید الله فوق ایدیهم سران دولت است اینجا کمال آنکس بود
و صحت حال بکمال بود و شطحیات بر وگذر نیارد و با خلق بصحت عقل بر و تکلموا الناس علی قدر عقولهم جهلان
ادب بود و احکامات شرائع بر خلق بر قدر خلق رساند و صلاح داند این کند و ما ارسلنا من رسول
الا لیطاع باذن الله جلیه کمال اوست فالله ولا سواه و جمال اوست درین مقام همه قول و فعل او
حق بود و همان شرع بود و این مقام بکمال و انبیاست بیان تجلی ذاتیه حضرت قطب العالم سیفرماید
چون بنده در صفات خود در لقا و دست از خود و جهان مستغرق و محو شود که هیچ اضافت بخود و جهان
نکند و هیچ شعور خودی اصلا نبود نه آنکه بنده تا هیچ عشق بود و نه آنکه بنده خدا شود و لیکن در کمال صفا خود
جائی رسد که از همه خودی خودی بر خیزد و هیچ دوئی با وی نماند لقا رو دست باید و بر قدر صفای دل انوار
توحید کشف شود و تجلی حق بر وی تابد و حجاب کیفیت و مثلیت در میان نبود پس و پیش نماند یکروی شود
ع همچو نرگس تمام دیده شود ✽ تا بهر دین دوست دیده شود ✽ ع همه تن چشم شود چون نرگس ✽ دوئی
جز حق را ثابت نکند و خود را غیر و غیب نداند و حق چیزیکی نیست دیگر بداند الا الحق یعنی جز من حق نبود و نه
و نه باشد تجلی حق بر هر یکی از انبیاء و اولیاء و همه نیاد آخرت در رسولان عام در آخرت بر قدر وی شود
ع مهدی حجاب نیست مرآتیه صاف دار ✽ و مرآتیه بر قصه اول چیزی که عکس آن ظهور باید جمال صفات
بود و این سر عظیم است پس اینجا باید که جز الله و لا سوا و هیچ متعال در میان نباشد قلب مومن بین اصبعین من اصابع الرحمن
باید که صحن دل خود را بجاروب کلمه لا الله الا الله روبا هد و لا سوا و ما تشاءون الا ان یشاء الله پاک و صفی کند متعال در مکه دل آید هیبت

و آینه کمال لم یزل لایزال است چون از نقوش عالم اشتباک صوری است هنجا باید عروس کون از پرده مکونیت و مهر اسرار و هو معکم
اینما کنتم جلوه کند بر تو تا بی که در آئینه ذات اگر دعوی متحد شخص و نحو و کند و نفی غیریت انعکاس کند رباعی انا الحق من حق
العرب مطلب المحسن عرفی الله تعالی اما تا چشم کرست ۵ بنظار تقایش بود حسین ۵ گهی بقا بلا چشمش همیشه مشهود است
اما بنا لم بانکه باید شناخت ازدی و رباید گذشت تا حقیقت کار بسته بکشاید و گرنه بهه ماوبه حیوان بهه جماد در کتب
بهار و هم حضرت یحیی منیر لیست بدانکه تجلی عبارت از ظهور ذات و صفات الوهیت است جل جلاله و روح را نیز تجلی باشد
و بسیار روندگان بمقام مغرور شده و اند و پنداشته اند که تجلی حق یافته اگر شیخ صاحب تصرف نباشد از این ره خلاصی
و شمار بود کهنون بدانکه فرقست میان تجلی ربانی و تجلی روحانی چون آئینه دل از کدورات وجود ماسوی الله صفا الله پذیرد
و مشرق آفتاب جمال حضرت گردد و جام جهان نما مجلی ذات و صفات او شود و لیکن نه هر کرا این سعادت مشاهده نماید زیرا که
صاحب دلی باشد که چون آئینه دل از صفات بشریت صافی کند بعضی صفات روحانی بر دل وی تجلی کند پس گاه بود که ذات
روح که خلیفه حق است در تجلی آید بخلاف خود دعوی انا الحق کردن گیرد و گاه بود که جمله موجودات را پیش تخت خلافت روح
در سجود بینند غلط افتد و اند که مگر حضرت حق است قیاس بر نیجدیت که اذا تجلی الله لشیء خضع له کل شیء و از همین غلطها
بسیار رفته که تجلی روحانی را بسمت حدوث دارد و آنرا قوت افنا نباشد و از تجلی روحانی غرور و پندار پدید آید و در طالب نقصان
پدید آید و از تجلی حق سبحانه این جمله بر خیزد و هستی نیستی بدل شود و در طالب غرور و پندار و تشنگی زیادت گردد و بحقیقت بدانکه
انسان آئینه ذات و صفات باریتعالی است بهر صفت که حضرت حق خواهد تجلی کند اما معنی تجلی بدانکه تجلی و استتار
و لفظست میان طائفه متعارف تجلی بحق در لغت کشاده گشتن باشد و استتار پوشیده گشتن باشد و
مراد این طائفه از تجلی کشاده گشتن حق است و مراد از استتار پوشیده گشتن حق است و اینجا ذات حق بنحوانست
که تلون و تغیر بر ذات او روا نیست این چنان است که بر کسی مسئله روشن گردد و گویند که مسئله کشاده گشت
مسئله کشاده نگردد و لیکن خاطر او کشاده گردد تا مسئله اندر یابد علم او را کشاده شدن مسئله خوانند و جهل
او را پوشیده شدن مسئله خوانند چون سر او بجوئیدن مشغول گردد و از دیدار غیب پوشیده گردد این را
استتار خوانند باز چون همه از حق بیند باز از حق بیند نه از خویشتن و از آن خویشتن بشریت از پیش برخاست و غیب
دید این را تجلی خوانند و نیز حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی در جواب سوال مینویسند مسطور بر نظر در

صنع کردن است که او را صانع است این دانستن او را دیدن بود و دیدن صانع در صنع چنانست حضرت شیخ العالم رضی
عبادلحق و سوده اند یعنی دیدن بچشم یقین که آن مکاشفه و مشاهده است نه مجرد دانستن از اخبار غیب چنانکه
دیدن آئینه دانستن بود که آنچه روی است هنوز ندیده است بلکه دانسته است بعلم یقین و دیده بچشم یقین اما هم که هنوز
آنچه حقیقت است فهم نکرده اگر چیزی میتوانی شنید نشنود حقیقت آئینه نه آهن است بلکه آن آنست که می بینی
دوران بعلم یقین آنچه از پس تو آن است میدانی و بچشم یقین می بینی پس این دانستن دیدن بود و نه دانستن بود مجرد
و آن پرتو مصنوع بود حقیقش صانع رأیت ربی فی احسن صورة حقیقت بود و مجاز نباشد بل مثلی و بل کیفی بود که
همان آئینه دهان بیننده و هر چه بیننده بود معاینه بود همان دانستن بود و همان دیدن و دیدن جزاین نبود خواه
عیان آنچه اینجا بود یقین گویند که حجاب میان است و آنچه آنجا بود عیان نامند که ارتفاع حجاب از میان است فرق
همین بیش نیست یا فرقی که میان ایشان است شتان ما بینهما و گزنه حقیقت هر یک نقطه بیش نیست و دیدن شنیدن
آنجا صورت نبندد تا گویند فردا وقت دیدن حجاب عزت و کبریای باشد و گزنه هرگز دیدن ممکن نبود و عقاد است
که دیدار خدای در بهشت مؤمنان را بار تفاع حجاب شبهه بود و در حدیث سترون ربکم یوم القیمة کما ترون القمر
لیلة البدر هنوز فهم کرده اند که آنجا زبان لنجا گنگ گشت پس تو ان کرد همان باید که داده اند انصیب بصیب یعنی
فردا بحسب رسی وقت رؤیت حجابها بردارند چشمهای ظاهر ترا در رؤیت سپارند نگاه خدای عالم بجهت
بی زمان و بمکان بچشم ظاهر ظاهر بینی چون خدا تعالی ظاهر شود و آن همه جزای ظهور داشته مستور مضمحل گردد
بهشت در نشان نبود کون مکان از میان رود و حجاب عزت عیان شود و جز رای در عالم بقا بی نشان
در نشان شود خدای جهان بی شبهه بیگمان دیده شود الحمد لله الذی صدقنا وعده اقرار زبان
شود مهذا هر کس خدا تعالی را بقدر خود بیند نه بکنه ذات و حقیقت حق که آن راه مسدود است انبیا بقدر
خود بینند و اولیا بقدر خود و مؤمنان بقدر خود و این سری عظیم است هر چند بینند تجلی بینند نه چیزی خارج
تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا ایضا و تجلی نه عبارت از ظهور چیزی از غارج است بلکه ظهور حق تعالی هر بنده
در سر وجود وی بقدر صفای وی است و هم اینجا است که بعضی دائم در مشاهده اند بعضی گاه گاه بر قدر صفای
وقت هر یکی فان سر الوجود هو لیس الا هو فاعرف فانه وثیق و تجلی حق در مقام ظهور مرتبه شهود و نمود وجود است

از نیجا گوید شود هزار عالم همه تجلی دست و ظهور او ست مظاهر خود و بعضی تجلی نیز در مرتبه کشف انوار حاسر ربانی است و
مشاهده جمال سبحانی عیاناً و جلاءً فالتجلی فی الظاهر لظهور و الکشف و المشاهدة فی الحقیقة ظهور الله تعالی للعبد علی قدر صفاء
و لذا غایة لها ایضاً و شبهه بود حدیث رأیت ربی لیس بینی و بینه حجاب الا حجاب من یاقوتة بیضاء فی روضة
خضراء چه معنی دارد و مقرر باد بمصطفی صلی الله علیه وسلم خدا را بعین الیقین و مشاهده کمال جمالی و جلال مرتبه قلبی
و در مقدمه قالیس سید که قاب می شود بمعنی تجلی است فهو بیض مؤلفة فیه و قالب وی و صفحات ابدی بران
تشارت میکرد و بسبقت رأیت ربی الحدیث چرا که خدا تعالی خارج نیست بنده خدا را در خود بیند بر قدر صفای
و کمال قلب و قالب خود که وَفِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُونَ تا اگر حجاب عبودیت که حجاب کبریاء عزت خداوندی
نبود عدم صرف و محض امتناع بود فلا عبد و لا ربوبیة پس بنده از خود محو شود که اضافت بخود تواند و شود خودی
او را نبود و نه آنکه بنده ناچیز محض بود و نه آنکه بنده خدا شود و لیکن در جای رسد که از وی خودی برخیزد
و وی فنا پذیرد ایضاً عزیز من بنده بصفات خداوند موصوف شود و باقی ابد گردد و بصفات خدا
جز خدا موصوف نشود لاجرم خداوند بصفات خود موصوف بود و بنده در میان نبود یعنی بنده با خداوند
یگانه بود بی حلول و اتحاد دوئی در میان نبود خدا در وقت دیدار نور خدا القدرت خدا دیده شود
بی کیف بی مکان بی جهت بی زمان بی شک بی شبهه پاک و مبرا از مثال جلد شان بنده در میان نبود
و از غیر نشان نبود جز خدا عیان نبود هو بشد هو گنت له سمعاً و بصراً فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش شاهد این شهود است
و ذلک معنی التجلی فاعرف و گشاده تر آن است که روز دیدار دوی چشم بنده منور بنور کبریاء گردد و آنرا
نضارت خوانند وُجُوهٌ یَومَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلَی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ تا شایسته دیدار پروردگار شود و عزیز من
جایی که سگی را بار است و سنگی را دیدار است ما را تا امیدی چکار است و معتزله را منکر از دیدار است
یعنی سنگ و قوت دیدار خداوند بصفت خداوند بصیر علیم و سمیع حی و قیوم موصوف گشت و از
عالم صورت در گذشت و بعالم حقیقت پیوست حتی رأسی ربه موصلا کنایت بدان دارد و الله اعلم
گذرات بصیرة الیه و یری ربه فالانسان اعرمی ان تیرقی منه الیه و هی منه الیه و الشک فیه انما نزفی
علی صاحبه ایضاً اینچه بزرگان گفته اند و دیگران را وعده کرد فرو نبود تا یک ما را نقد هم اینجا بود

معنی او نیست انچه انجا وعده برویت بود اینجا بچشم یقین مشاهده این منفور احققان مشاهده خواننده مخصوص نیست
دانند یعنی انچه موعود است در مشاهدشان منفود است هرچند در صفا بلند رود و در مشاهده و قرب حق
شود صفا حجاب بود چنانکه داند که بی حجاب است و نه چنان است بلکه صفا حجاب است نه ارتفاع حجاب
ایضاً بنده خدا را دید و دانست با وی شریک نیست و آن دیدن همان دانستن است بود که در کشف کون
از صفا و حجاب ارتفاع حجاب رویت نمود نه آنکه بحقیقت ارتفاع حجاب رویت بود پس دانست که خدا را دید
و خود در آخرت نیز حجاب عظمت و کبریا در میان بود و گزند رویت مجرد جمال سبحان نبود که ازان عدم صرف
لازم آید فلا عبد و لا رویة کما ذهب الیه المعتزلة و خاطر خورد و مند است که مانع رویت حجاب فانی و کون فانی
است ارتفاع آن در وقت رویت رب مطلوب بود نه آنکه مانع رویت حجاب باقی است که کمال آن معنی
در جنت بود و آن حجاب عزت و کبریای حق تعالی است که بفنا و آن فنا و تعطیل ربوبیت و عبودیت
لازم آید و ذلک لا یجوز فقط **بیان تجلی ذاتی** مولوی محمد اسمعیل شهید در فصل چهارم باب آخر کتاب
مذکور مینویسد بعد ذکر کلمه نفی و اثبات و ملاحظه معنی و مراقبات باز سیر تجلی ذاتی دائمی است و معنی تجلی
ذاتی ظاهر است یعنی تجلی که منشاء آن نفس ذات است و غرض از دائمی آنست که تجلی مستقر و ثابت مانند آسمان
و زمین و مستقر از ثبوت تجلی موصوف اگرچه تفاوت بسیار است لیکن از دائمی امری دیگر بجز معنی ظاهر مراد نیست و ازین
تجلی است ظهور کمالات انبیاء و مرسلین و اولی العزم پس این سیر را سه درجه است اول بلحاظ اینکه منشا کمالات انبیاء است
یعنی ظهور علوم و هدایت بوجهیکه غلط را دران بوجه ما راه نبود و اینمعنی در انبیا علی الدوام متحقق میبود چه که در حالت
خواب هم چه وجود و اجود و ایشان منبع فیوض هدایت میباشد و منافع ایشان بخلائق میرسد گو که ایشان آگاهی
نبود پس وجود ایشان نیز لابد چیزی است که از روشنی آن فوائد حاصل است گو چراغ را خبر نباشد پس انبیا
و ائمه کار دیگر دارند لهذا فیوض ایشان تعلق بتجلی ذاتی دائمی دارد بخلاف ملائکه که دوام در کاری
مستغرق نمیباشند بلکه بر وقت رسیدن حکم و فرمان کاری بجا می آرند و باز معطل و منتظر و مستعد میباشند
لهذا مشاهد کمالات ملائکه تجلی ذاتی دائمی نمی بود و انوار تجلیات کمالات متابعت پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم
درین حاصل میشود و مصور و فیض این سیر عنصر خاک است بدو سبب اول آنکه استقرار و ثبات

خاصیت خاکست لهذا انسان سایر این سیر در آنکه در تجلی موصوف یعنی ظهور است چه او بحیثی تواند گفت که عالم مرتجلی فانی دائمی است و ظهور عالم ظاهر است و از ظهور عالم ظهور آن تجلی باید فهمید عنصر خاک هم در انسان ظاهر است و از ظهور فیض این سیر در عنصر خاک تواضع فروتنی است در انسان و مقصد از این تواضع فروتنی است در پیش مالک خود و عدم کشی از قبول فرمان او و درجه دوم از سیر تجلی موصوف بلحاظ منشائیت کمالات رسالت است خصائص رسل را فهمیده انتقال بمنشا آن کند و حضرت ذات را از جهت منشائیت آن مراقبه نماید امتیاز رسالت از نبوت بظهور و سلطنت است در بیان حق و خلق ناصح و واعظ بودن و کوشش بلیغ در بیان حجج و دلائل و اقامت معجزات و مناظره و مخاصمه و مقابله مرسل را لازم است بخلاف انبیا و قول رسول و حق مرسل الیه مقبول است که لازمه منصب رسالت است و درجه سوم مراقبه است بلحاظ منشائیت کمالات اولوالعزم و امتیاز او اولوالعزم از سایر رسل بهمت قویه است در باب هلاک کفره و صلاح مومنین پس اهلاک کفار همت قویه صاحب العزم از رسل نیز دخلی دارد و منصور تالیه شانی است عظیم که مختص بجناب خاتم الانبیا است صلی الله علیه وسلم و ظهور آن کما ینبغی روز بروز شد بالجمله امتیاز رسل از انبیا و امتیاز اولوالعزم از رسل بخصائص آنها بنابر مراقبه این سیر و حصول آثار آن ضروریست و قال الله تعالی لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ و تفسیر زیادتی رویت است بموجب روایات صحیحه و سر و فیض دو درجه اخیره بهائیت و وحدانی انسانی است و عنصر لطیفه در ورود این سیر خصوصیت ندارد و بیشش این است که منتهای کمالات رسل و اولوالعزم نشان جامعیت حضرت ذات است و صلاح عموم اجزای ناس تمام اجزای انسانی بهائیت و وحدانی مقصود اصلی اهل این کمالات است لهذا امور و فیض این دو درجه بهائیت و وحدانی میباشد باز مراقبه حضرت ذات است باعتبار ظهور حقیقت کعبه و آن مسجودیت حضرت ذات است مر خلائق را و این معنی پر هویدا است و اثر مناسب این مراقبه در سایر این سیر معظم بدون است بحقانیت و اهل حق او را تعظیم بسیار کنند و موجب رضا و خوشنودی او تعالی شانه دانند و از همین است که بلحاظ بعض از اصحاب گذشته بود که جناب رسالت مآب را سجده باید کرد و حضرت آدم علیه السلام خود مسجود تمام ملائکه گشتند و قبله آنها شدند و حضرت یوسف علیه السلام را معظمان ایشان که ابوین و برادران بزرگ بودند سجده کردند باز مراقبه

حضرت وحدت بیچونی او خواجه محمد هاشم احوال جزو کل شیخ احمد مجدد و حال فرزندان و خلفای
ایشان و پیر ایشان خواجه محمد الباقی و حال والد حضرت مجدد و شیخ عبد الاحد و پیر ایشان شیخ عبد القدوس بیان
خلافت و مثال یافتن شیخ عبد الاحد از شیخ رکن الدین که وی پسر ثانی و خلیفه اولی شیخ عبد القدوس اند
در کتاب بدء المقامات مینویسند رحمة الله علیهم انشاء الله تعالی ذکر حضرات ایشان نابجان حضرت مجدد تا این زمان
در این کتاب خواهد آمد لهذا الاهم اقتا مو کرا از کتاب مذکور دو سه عرضداشت حضرت مجدد رکه بخدمت شیخ خود میفرستاند
اولا در کتاب هذا درآرد تا که طلاب طریقه محمدیه بمطالعه اش نسبت خود را تجدید و تازه نمایند و بدین
کتاب شوق افزایند و آن اینست بخدمت خواجه محمد الباقی عرضداشت اند مدتی است که احوال خدمه عتبه عالیه
اطلاع ندارد و نگرانست میداند که شایان دولت حضور نیست مصرعه این بس که رسد زود و زود بانگ جرسی
عجایب کاروبارست نهایت بعد را قرب نامیده اند و غایت فراق را وصل گفته اند گویا فی الحقیقه در عین این
اشتیاق و بعد قرب وصال کرده اند شعر کیف الوصول الی سعاد و دونها ✦ قلل الجبال و دونهن حتوف ✦ پس حسن
ابدی فکر دائمی لاجرم دامن گیر آمد مرد از نیز آخر الامر باراده مرید مراد شد و محبوب بامحبت محب بیابد گشت
آنسرور و دین علیه من الصلوات اکملها و من التحیات افضلها با وجود مقام مرادیت و محبوبیت از مجلی آمد و از مرید
گشت لاجرم از حال او خبر دادند کان رسول الله صلی الله علیه وسلم متواصل الحزن دائم الفکر لیس له و فرموده علیه الصلوة
والسلام ما اوذی نبی مثل ما اوذیت مجان بار محبت توانند کشید محبوبا بر تحمل این بار شیوه است انقیصه پایانی ندارد
ع قصه عشق را نه صدر است نه انجام پیدا چون حضرت حق سبحانه و تعالی از برکت توجهات علیه از رقیت احوال محرر
ساخت و از تلوین بتمکین مشرف گردانید حاصل کار جز حیرت و پریشانی بدست نیامد و وصل جز هجر و از
قرب جز بعد حاصل نشد و از معرفت جز نکرت و از علم جز جهل نیفزود لاجرم در عرضداشتها توقف و تعهد
عجب نیست که حالا بحق الیقینی مشرف ساخته اند که دران موطن علم و عین حجاب یکدیگر نمیتوانند و فنا و بقا
دران جمع اند در عین حیرت ولی نشانی علم و شعور است و نفس غیبت حضور است با وجود علم و معرفت
جز از دریا و جهل و نکرت نیست ع عجب این است که من واصل و سرگردانم ✦ الله تعالی بمحض عنایت بنهایت
گردانیدن معارج کمالات ترقیات ارزانی داشته است فوق مقام ولایت مقام شهادت است و نسبت

عرضداشتهای حضرت مجدد

ولایت بشهادت نسبت بتجلی صوری بتجلی ذاتی است بل بعد مابینهما اکثر من بعد مابین التعلیمین وفوق مقام
شهادت مقام صدیقیت است وتفاوتیکه میان این دو مقام است اجل من ان یعبر عنه بعبارة واعظم من
ان یشار الیه باشارة وفوق آن مقامی نیست الا النبوة علی الهها الصلوة والتسلیمات ونشاید که میان صدیقیت
ونبوت مقامی بوده باشد بلکه محالی است وانحکم محالیت او بکشف صریح معلوم گشته وانچه بعضی اهل الله درمیان
میان این دو مقام ثابت کرده اند وبقرب نامیده اند آن نیز مشرف شناخته اند وبر حقیقت آن دو مقام
اطلاع داده اند بعد از تتبع بسیار وتوجه بسیار واما بیان طور که بعضی اکابر فرموده اند ظاهر شد آخر الامر حقیقت را
معلوم فرمودند آری حصول آن مقام بعد حصول مقام صدیقیت است در وقت عروج اما واسطه بودن محل اتمام
آن مقام پس عالی است در منازل عروج فوق آن مقامی معلوم نیست ونهایت وجود وبروزات جعل علا در آن مقام
ظاهر میشود وما نیجا وجود هم در راه میماند وفوق آن عروج واقع میشود وابو المکارم رکن الدین شیخ علاء الدوله
بعضی مصنفات خود سیفرمایند وفوق عالم الوجود وعالم الملک الودود مقام صدیقیت از مقامات ثبات است
که روبعالم دارد وپایان تر از آن مقام مقام نبوت است که فی الحقیقه بالاتر است وکمال صحو وبقاست مقام قرب ولایت
برزخیت این دو مقام ندارد وکه رویش بتنزیه هر دست وتمام عروجست شتابان ما بینهما در پس آینه طی صفحه
داشته اند + هرچه ستاد از ازل گفت بگو میگویم + منتهی اکثر بندگان احمد بزرده عرض میرساند وحسب الامر الشریف
گستاخی مینماید جوان ریشانی را معروضمیدارد که در آشنا راه آنقدر تجلی اسم الظاهر تجلی گشت که در چشم ما تجلی ناظر
علحده ظاهر گشت علی الخصوص در کسوت نسا بلکه در اجزای آنها جدا جدا وآنقدر منقاد وهیطانه گشتیم که بهر خشم ایم در
تقیا ومضطر بودیم بطوریکه در این کسوت بوده وهیچ جانبو خصوصیات لطافت وحسنات عجائب که در این لباس هیبود از
هیچ منظری ظاهر نمیشد پیش الیشان تمام گداخته آب شده میرفتم وهمچنین در هر طعامی شرابی وکسوتی جدا جدا
متجلی شد لطافتی وحسنی که در طعام نه بدید پر تکلف بود ودر ماورای آن نبود در آب شیرین تا آب غیر شیرین همین تفاوت
بود بلکه در هر لذیذ وشیرین یک خصوصیت کمال علی تفاوت الدرجات جدا جدا بود خصوصیات این تجلی تجربتا البوس متوانند
رسانید لهذا در اثنای این تجلیات تهرزوی رفیق اعلی دشتم وما بینهما هما کهن ستوه پیشتم المنقلب بود هم
چاره نبود ودرین اثنا معلوم شد که این تجلی بآن نسبت تنزیهی جنگ ندارد وباطن همچنان گرفتار آن نسبت است

بظاهر جلا ملتفت نیست وظاهر آنکه ازان نسبت خالی نبود وبا این تجلی مشرف نشده اند همچنان مانیم که باطن صاف از زنگ بصیر مثلا نیست واز جمله مقاصد ظهورات محرس است وظاهر که متوجه کثرت وتعینیت بود با این تجلی مستکشف شده است بلعدان چیده این تجلیات رو بخفا آورند وهمان نسبت حیرت دنا دانی بحال خود ماند ومصداق تلک التجلیات کان لم یکن شیئا مذکور الهی در نسمات است نسمه از کلمات مولانا محمد قاضی است که حیرت بر دو گونه است حیرت اهل استدلال که مذموم است زیرا که آن از تقاضای حجج وادله است وبنظر بر تعاقب نعماء نیست وحیرت مشاهدان جمال وجلال که محمود است وآن از توالی تجلیات جلال وبقاء جمال است که سالک نزد همان تجلیات لانهایات مبهوت گردد وادراک او در معنی بر مرتبه متحیر شود وهیچ عبارت نیابد که از مقاصد تعبیر کند

مسئله در صمد آمده است که حضرت حق سبحانه تعالی از مثل منزه است لیس کمثله شیء امامشان جائز داشته اند در مثل تجویز نمود ولله المثل الاعلی ارباب سلوک وصحاب کشوف را تسلی بمثال میدهند وآرام بخیال مینشنند چون بمثال چون امینماند وجوب بصفت بر کمال جلوه گر میسازند چه اگر سالک مثال را عین ذی مثال انگارد وصفت را عین ذی صفت از نیجاست که صفت احاطه حق تعالی در شامی مینماید ومثال آن احاطه را در عالم مشاهده مینماید خیال میکند که مشهود حقیقت احاطه حق تعالی است وچنین نیست بلکه احاطه او تعالی چون چگونه است ومنزه است از انکه در مشهود آید کشوف صادقی ودر

مسئله محال عقلی ومثل حضرت قطب العالم در مکتوبات خود میفرمایند مقرر شده است که باطن ظاهر بحس وعقل نیست وهمان مبلغ علم شان است وقید دو جهان در حس وعقل ما سوی الاشیاء زنا بیته گویند ولاشک فیه فان ثبوت الاشیاء لیس الا فی مرتبة الحس والعقل وآن مرتبه فعل است وایجاد هر که ثبوت اشیاء را در مرتبه نگارد حق سبحانه تعالی را در دو مرتبه شریعت بگذارد ودر دین ندارد ودیگر نور بر جبین ندارد هیبت این اه کاری مشکلست + صد جهان این هم چون اوست + ودر مرتبه وجود قائل گردیده اند وبقدم وحدت مائل گردیده اند آنرا در کسی هم همان دین است که علم شان بران بیش است اعاذنا الله من مرتبة حس وعقل بلند رفته اند ودر علم یقین خود حق سبحانه تعالی ندیده اند ویک وجود که همان وجود حق تعالی است قائل گشته اند ولاشک فیه فانه فی مرتبة الذات غیر متعین ومرتبه ذات که هستی مطلق است وجود محض غیر حق را وجود نیست عدم صرف ومحض امتناع است لیس معه الا هو هو الله الواحد القهار ودر مرتبه فعل حق سبحانه تعالی ایجاد عالم است

المسئله مختلفة فیها واختلاف العلماء رحمة اگرچه یکی اورا فهم وعلم قصور است نه ازدین بر انفرادست بلکه درین بر حضور است نصرت درین انگاه بود که در خلاف دین اجماع اهل دین بود وایضا در مکتوب نود وششم ست جواب سوال توجیه کلیت واجب الوجود

هیچ وجهی نیست لاشرعاً ولا عقلاً علامکہ وجود بر قسمت یکی واجب الوجود آن ذات حقیقی است دوم ممتنع الوجود و آن
شریک باری تعالی است کہ وجود او بہیچ وجہ ممکن نیست سوم ممکن الوجود و آنچہ ہر موجود ہست و اما محال کہ بنظر
حس عقل محالست ممتنع لنفسہ ہست کاجتماع الضدین و اجتماع النقیضین غیر ممکن لذاتہ کہ محال عقلی است در شرع
وقوع تکلیف آن جائز نیست حسن شہری آنرا در عقل جائز دارد و محال نپندارد پس محال عقلی باتفاق و اجماع آن بود کہ
الوہیت باشد و آنرا محال ذاتی دانند و قوع آن قدرت حقیقی جائز ندارند و لہذا تعالی لا یوصف بہ محال کہ بنظر خلاف حکمت
حق محال است ممتنع الغیر ہست چنانکہ دخول انبیاء در دوزخ و دخول کافران در بہشت غیر ممکن مردان محققان و خواصلہ اہل ظاہر
نمیگنجد چہ تو انکہ در آنجا ایمان اعتقادی بود ہزار سعادت بود و غیر ممکن عارفان گویند در مرتبہ ذات حق غیر حق را وجود نیست
عدم صرف و محض امتناع است و در مرتبہ فعل حقیقی ایجاد عالم ہست ہو اللہ الخالق البارئ المصور بقدرت بالغہ و حکمت کاملہ او ہر چہ
غیر حقیقی نیست ہست نماید تعلق بخود نمیکشاید آنچہ ان آنچنان امر و نہی و ثواب و عقاب پیش می آید و دوئی نیست
رہ در حضرت تو ہمہ عالم توئی وحدت تو ہمہ اہل ظاہر را آنجا خبر نبود و معنای سبحانی ما اعظم شانی نیابد غیر ممکن مردان آیت فتمثل لہا بشرا سویا
بدیدہ انصاف نظر کن اگر توانی و دیدن و گوش ہوش بشنو اگر توانی شنیدن بشنو کہ صورت بشر را در مرتبہ ذات ملکی
ہیچ گذر نہ دہیچ اثر نہ و در مرتبہ فعل او را وجود ملک قدرتی مادہ مدبر گونہ شدن کہ خواہد شود بی تعلق بہا بقدرت حق و
جلی و علانیہ بشوار دانی یفعل اللہ ما یشاء مسیوانی حسن شہری اینجا فعل را ما دانست گفت کہ چرا فعل را ما دانستی گفت تکوین ہمان
مکونست و مکون ہمان تکوین بچہ راہ و نمایند و ہزار میکنیا ینہ خلقکم و ما تعملون شنوا دست و نیز راہ و تو دانی کہ بشنو
ناست و ظہور ما فقط در سخت و سمت و قطع عقبا بکار آید ہر صورت زندہ بات ملک نورست و صورت بشر از ملک و ظلمت
و ظلمت را با نور چہ ظہور یغشی اللیل النہار در کسوت بشری کہ حقیر ست حقیقت ملکی را آور دند کہ خطیر ست و ہو اللہ فی
السموت و فی الارض ہمہ ازان نمیرست و نظیر تا دیدہ کرست و جمال کہ وارد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم در صورت
بشری ہمان حقیقت ملکی میدید حکم میکرد و نزل بہ الروح الامین و باعتبار صورت گفت جاءہ الرجال و اخبر انہ
ملک اگر ملک نباشد وحی ثابت نشود و اگر رجل نبود خود ملک در دین کمین گنجد و لو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و
ہذا من مجایب الالوہیۃ الملک الرجل سبحان من تحیر فی تمثیل یکی ہزاعم دیگر نیست و اگر نہ ناسخ لا نہم آمدی ما ظلمناکم و
لکن کانوا انفسہم یظلمون و بہ بری نمہ عقل و حس محال پنداشتہ و قدرت حق در حد جواز می آورد و نعم السموت بغیر عمد

ترکو نہا نیا گویند ہر چہ معقل آنرا محال پندارند شاید ممکن باشد عقل گوید شش جہت حد ست ترا ہی پس نیست و عشق
گوید ہست ترا ہی فتد امن بار ہا و ہنتی تحقیق تمثل جبریل بصورت دحیہ مدارج النبوۃ ست و نزد اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت
دحیہ آنست کہ صورت علمیہ از دحیہ در ذہن جبریل علیہ السلام بسبب قوت کاملہ و ارادات و شائقہ کہ دارد فائض شود و خود بران صورت
علمیہ بصفاتیکہ ہمواست بنمود خود را بصورت دحیہ نمودہ آنصورت علمیہ بلباس آن صفات موجود گردانید و جبریل بمقام خود ثابت و کامل است
بذات و صفات کمالی کہ دارد و دحیہ در جای خود ست بصورت کہ دشت و ہنصورت حاصل تمثل عین جبریل ست زیرا کہ جبریل حقیقتی
دیگر ما ورائے غیر او ست ندیدہ کہ ہمان ذات و صفات جبریل ست کہ بہ صورتے برآمد و متمثل گشتہ چنانکہ اہل توحید در ظہور حق سبحانہ و
تمثل وی بصور عالم میگویند و بہمین طریق تمثل روحانیات بصور جسمانیات و تمثل حق بصور و تشبہ و تمثل بعضی کمل اولیا بصورت
مستعدہ فی العالم میگویند گاہی در غیر صورت دحیہ نیز می آمد چنانکہ در حدیث جبریل و بیان اسلام و ایمان جہان آمدہ مسلمہ
تناسخ و بیرون بدانکہ کفار بران رفتہ اند چون روح از بدن انتقال نماید در رحم زنیکہ ہمان چہار ماہ داشتہ باشند دل نمودہ
وجود جدید موافق استعداد اہل عالم گرفتہ ظاہر میشود و ہندوان این را آواگون میگویند و بیانش آنکہ چون انسان بمیرد و اعمال آن
قبیح از خلق باز روح او در اصناف رذائل ناقص می آرد خلق میکند و روح بعضی را در اصناف و قالب غیر انسان ظاہر
میکند و اگر اعمال آن حسن ست بر عکس آن میشود خلع بدن لبس بدن آنکہ کالمی روح خود را در لباس دیگری مرد و خواہ
آن بدن انسان باشد خواہ حیوان دیگر شجر بلیکہ آن بدن صحیح و سالم باشد می اندازد و حلول میکند و ہندو این را کایا کلپ بنامند
طریقش آنست کہ روح خود را از سر انگشت پای خود کشیدہ بدماغ برد و از بدن بگیرد نفوذ میکنند مانند سلب ضد از ضد
بیرون آمدن مانند کہ رحانیت کمل در بدن این بار یافت و کالمی تصرف و تفاعل اعمال او گردد چنانکہ ذات آنرا بصورت نبش
بر شجر عیسیٰ علی کرد و بلسان حال فرمود انی انا اللہ الخ چون پیری غالب شود و بر آدمی گم شود مردم وصف مردہ سناب
رشحات نقل میکنند ہمگاہ حضرت خواجہ عبد الاحرار قصبہ جارض شدی کہ راز خانہ بیرون می آمدند و باز در ولی آمدند
ہر بار کہ خانہ می آمدند بطریق خلع لبس صورت دیگر ظاہر می آمدند اگر فرصتے دادہ بار در آمدند ہر بار بصورت دیگر بر می آمدند
یعنی خلع صورت و لبس صورت این سخن در مسئلہ تمثل و نسخ گردید مولانا شاہ عبد العزیز در جواب سوال حاجی ولی اللہ خان
مراد آبادی مینویسند و تحقیق رسالہ ست مسمی باسرار الرواجیہ مسئلہ بر زخ تناسخ اگر از کتابی منقول بود در ست ست
و گر نہ کہ در میان تناسخ و بود زخ فرق عظیم ست بلکہ ذہب صوفیہ این نوع تصرف در روح می یابد و در اصل از خواص حقیقت

اتصالی تعلقی تقدس ست و چون نسبت او شتابی با مخلوقات نزد ایشان ظاهر بمظاهر و تجسیت و مخلوقات نیز این نوع تصرف ثابت
سیکند آری معهذا این نوع تصرف در بعضی از مخلوقات که ملائکه و جنیان شایعه عادی مطرد ست و در بعضی دیگر مخلوقات که
ارواح بنی آدم مفارق عادت و در قصص اولیا این باب چیزی بسیار منقول ست و خود حضرت شیخ اکبر از بنی آدم کافی
روایت کرده اند و شارکت ارواح بنی آدم با ارواح جنیان مثل شیخ سند و غیره و این امر موجب نقصانی و قدحی نمیشود چه
شارکت در تمثل و تشکل با کمال مخالفه فیما بین ملائکه و شیاطین ثابت ست و از اولیا هم بسیار منقول خانچه قصه چهل غزل سید
علی همدانی از نفحات و غیرها ازان باب ست و اصلا موجب قدح و نقصان ملائکه و اولیا نمیگردد اگر شیاطین را انسبت قهضا نشا
و تصدیر مشابهت با ملائکه و اولیا حاصل شود چه باک که نیکان و بدان از هر جنس با هم در امور بسیار شریک میباشند مثل مشهور
که انچه آدم میکند بوزینه هم فرق نیست که شیاطین مثل شیخ سند و غیره این تصرف را برای اغوای بنی آدم و بقصد تالی
و طلب عبادت و نذور و قربان برای خود میکنند و ارواح مقدسه برای القاء علمی یا احداث کیفیتی محموده در ارواح قابل
این عمل نمیاینده و بنیتر مدار فرق در میان ایشان مقصود و عزائم و نیات ملکه صالحه و خبیثه میباشد و در صورت عمل شهداء
و کافران در استعمال سلاح اجرا سیف و سنان و قواعد شناسی و ست یکسان میباشد و تفاوت نیکه فیما بین الفریقین ست
از راه حسن نیت و خبثیت است نه بس و شباهت افعال ارواح مقدسه با عمل شیخ سند و غیره از شیاطین تشبیه یک عمل بعمل دیگر
چندان نزد صوفیه مستبعد نیست بلکه برای تفهیم این تمثیل در ارواح ایشان جایگاه کوست حتی در حق حضرت مقدسه
ربوبیت چه جای ارواح دیگر و تائیه شیخ ابن فارض مصری رحمه الله علیه قصست ۵ بمنهو عنه تمنیک فی الصور غیرها
علی فنها فی مشاهیت جنت ۵ و مولانا رومی در مثنوی همین معنی را در فارسی میفرماید که ۵ چون پری غالب شود بر
آدمی ۵ گم شود آن مرد صنف مدمی ۵ چون پری این دم قانون نبود ۵ کرد گار آن پری خود چون بود و کذا
آنمقام آنست که نسبتی که روح را با بدن هست از قبیل میت میباشد میتواند که روح میگیرد الکه ۵ مع اقرب باطلاق این سه
با این روح بهم رسد قائم روح حکم روح الروح پیدا کند و هر قدر وسعت و اطلاق زیاده تر شود این تصرف زیاده تر
بروز نماید حتی که حقیقة الحقائق که روح جمیع ارواحست انچنانی اتم و اوفر متحقق باشد و از انجناب بر هر روح این نوع
تصرف فائض میتواند شد آری استعداد قابل شرط ست انیست انچه بر قواعد تصوف منطبق میتواند شد اما علماء
ظاهر انرا تسلیم نمیکنند بر تلبیسات شیاطین حمل میکنند دلیل علماء ظاهر در این دعوی آن ست که گر این نوع تصرف از

ارواح طیبه اولیا یا ملائکه یا حضرت حق و همچنین حالا نکه بالقطع الیقین این تصرف از شیاطین ارواح خبیثه و قهستانلیس عظیم لازم آید و شبهات قوی روی دهد و جاجله را ممکن شود که بر قبور و حی مقدسه او در خود و اعانا نند و اقوال و افعال آنها جای انکار نشود و اقسام اهل حق لازم آید و قصصی که از اولیا در کتاب منقول است چنانچه در نفحات در ذکر اصل الدین کرمانی است و همچنین در فتوحات شیخ اکبر پس آنچه قصص اولیا را احیا است که بر روح زنده دیگر تصرف کرده اند و همچنین جایی شبهه نیست که در حالت حیات اگر شخصی دعا بر قبر روحی انسان و اموات نماید قولی و فعلی از وصادر شود و بآن مرده رجوع کرده عمل شبهه میتوانکر و بخلاف اگر وجیکه در برزخ اند یا ملائکه یا حضرت حق جل و علا اهل شرب تصوف که تجویز بر ارواح اولیا مطلقا خواه مرده خواه مرده مینمایند از این لیل چنین جواب میگویند که شبهات و تلبیس چون سریع الارتفاع باشد و قریب الزوال انسان باکی نیست و این تلبیس شبهات آن از همین قبیل است که بادنی رجوع بدلائل کتاب و سنت و احکام شرعیه مرتفع میشود و اقوال و افعال انکس را باید که بر معیار شریعت محک نمایند اگر مطابق آن باشد بر روح پاکست و اگر بخلاف آن باشد بر روح خبیث است زیرا میگویند که این نوع تلبیس شبهات و مرجعات ابلیسی هتف ملائکه و وحی الهی و تمثی شیطانی و الهام ملکی و رسوخ شیطانی و تمثل بشری که از ملائکه از جن و شیاطین میشود نیز و قعست انچه از طریق رفع این تلبیس شبهات در اینجا بگاریده رفع میشود و در اینجا هم جاری خواهد داند اما دلائل و براهین کتاب بالجمله طریق اسلم همین است همکنا از بقاعده تصوف بگار نیاید نمود و توجه را که محل شبهات است مسلم نباید داشت که دلیل بران این قسم نقل بر وقوع قائم و بر زمکن کن مجمع علیه صوفیه است و امی این نوع صور بسیار دارد که در کتب تصوف مشروحست اما از شواهد این جمله در کتب حدیث قصه زید بن خارجه است که ابو بکر بن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت و قاضی ابو بکر بن خلاد و دیگر محدثین حایت کرده اند که بعد از موت و قبل از نفخ روح او با بدن متعلق شده آوازی کرد مضمونش آنکه محمد رسول الله النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعده کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال التعالی علی لسانه صدق صدق ثم قال ابو بکر خلیفة رسول الله الصدیق الامین الذی کان ضعیفا فی جسده قویا فی امر الله کان ذلک فی الکتاب الاول ثم قال التعالی علی لسانه صدق صدق الی آخر قصته الطویله و از قصه معلوم میشود که در اینجا بر روح روح شده بود یکی از انها روح زید بن خارجه بعد که با بدن خود متعلق شده تکلم میکرد و دوم روحی دیگر بود که بعد از هر کلام او را تصدیق میکرد و هم بزبان او پس نزاع فیه ثابت شده در کتب حدیث قصه دیگر نیز همین پیروی است که الفاظ آن بیاد نیست شیخ ادحد الدین حامد الکرمانی قدس الله سره وی مرشد شیخ نجم الدین

سبحانی میگفت وروی بمن شیخ قطب الدین ابهری می کرد شیخ ابو الجنیب سهروردی قدس الله الهم بسیار بزرگ بوده است و بصحبت شیخ
نجم الدین العربی رسیده و شیخ در کتاب فتوحات بعضی رسائل او گزارده حکایت کرده است و در باب تلمذ من از فتوحات میگوید که الله تعالی
مرا بهمدان گفته که در خدمت شیخ خود کردم سفر نمودم و در عارفی شهره بود و زحمت شکم داشت چون بجائی رسیدیم
که دوستی مارستانی بود عزم آن کردم که اجازه گیرم که دارویی بستانم که نافع باشد چون بمطراب رسیدم اجازت داد و در خدمت رسیدم
که شخصی را دیدم نشسته و طاسی پیش او نهاده و پیش شمعی افروخته و من او را نمی شناختم و من او را نمیشناختم چون در میان
مارستان خود را دیدم بر خاست و پیش آمد و دست مرا گرفت و گفت حاجت تو چیست حال شیخ را با وی بگفتم فی الحال داروی حاضر کرد و بمن داد
و با من بیرون آمد تا هم راه من آید و ترسید که شیخ آزرده شود و بیرون آید و شود و من گمان برد و دم که باز گشت پیش شیخ
آمدم و دارو آوردم و آن کرامت او را عظیم شمردم که او را نشناخته بودم شیخ تبسم کرد و گفت انفرزند چون اضطراب تو دیدم بر تو
شفقت آمد لاجرم ترا اجابت دادم چون بجایگاه رسیدیم ترسیدم که او را نشناسی که امیر المومنین است بر التفات ننماید و شرمنده شوی
از اهل خود و خجل شدم بعظمت روی برآمدم و مدتی می نشستم چون تو آمدی ترا گرامی داشتم و کرم او چنین دیدم شیخ شهاب الدین
در سن سه شیخ او صدر الدین را بمنزل خود گذاشت قول صاحب نفحات شیخ شهاب الدین خلف بزرگ است حسین کرد میگوید
بود که او را شیخ با بعضی از آن بود و شبها که میگویند وی را شهود حقیقت تو صل بمظاهر صورت میکرد و جمال مطلق را در صور
مقیدات مشاهده میفرمود چنانکه گذشت و جمال باکمال حق سبحانه دو اعتبار دارد یکی اطلاق که آن حقیقت جمال ذاتی
است من حیث هی هی و عارف این جمال مطلق را در فنای احدیت سبحانه مشاهده نماید و یکی دیگر مقید و آن از
حکم سریان حاصل آید در مظاهر جسمانیه یا روحانیه یعنی عارف اگر حسن بیند چنین بیند جمال الجمال حق داند سریان بمراتب کونیه
و غیر عارف را که چنین نظر نباشد باید که بجریان تنگ نیاید و بحیرت در نماند و بمعنی حدیث ان الله خلق آدم علی
صورته حضرت قطب العالم میفرماید مقرر باد قمری باغ احدیت بر شاخ راغ صمدیت بر نغم آلاء الوهیت بزبان
فصیح وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی آغاز کرد ان الله خلق آدم علی صورته عالم
غیب را بصور سپرد و صورت را در غیب برد و ظاهر و باطن را که ظهور رش بطون و بطونش ظهور است در ظهور کشید و
حقیقت را بمجاز نمود و مجاز را بحقیقت باز کشود الکنون بدانکه علماء شریعت تاویل حدیث بدان میکنند که
آدم صفی در صورت عیسی است مرضای را که هیچ صناع بدان نمیرسد و این توجیه کمال دست امام غزالی میفرماید

علی صورته اسی علی صفته واین نمیگوید علی حکم ذاته امام غزالی از صورت آدم علیه السلام خبر نداشت حق میدید که خود را اسمیع بصیر مرید متکلم خبیر علیم حکیم قدیر مختار و مانند آن یافته تا ضد آنرا در خود هم بدان کمال بشناخته اینجا بزرگی گفت ما الفرق بینی وبینه الا بصفة الوجود یعنی در القیامیة الوجود والقیام امای وجوده انه وقیامنا به والا فلیس الا هو فلا هو الا هو واین فقیر بی تمیز صورت آدم خبر از ذات حق میدید بدینکه اش محض غیب وجودش لاریب است وعوالش مظهر شهادت و غیب است کذلک حکم لآدم علیه السلام فانه بهر امید وصفت آدم که فرد انسان است ومراد از این انسان است که از هویات کلیات است وآن حقیقت ذات اوست وهمچو آن ناطق وآن محض غیب وجودش لاریب است واین نیز مظهر خود شهادت و غیب است وآن چهار عالم است چنانچه حق تعالی را چهار عالم است عالم شهادت حق آنجهان است وعالم شهادت او جسیم مرکب از نفس وبمقابله عقول ملکوت عقل و دل انسان است وبمقابله عالم امر که ورای عرش و فرش است روح آدم است وآن جبروت و دیگر لاهوت مقام سر خفی و اخفی است وصفات کمالات او را بهیصفات وانک لعلی خلق عظیم از بجا رسیدن شود که حکم آدم چون حکم حق تعالی است وصورت این هر دو مثال است اما جوارح صورت است بلکه صورت شهود است وعالم شهود پس شهود است نه صورت وجود است کما ان العالم للحق تعالی آیة علی کل شیء شهید والعیاذ بالله عما لا یلیق به حدیث از نجا است من عرف نفسه فقد عرف ربه عزیز من اینی راه گاه دریابند که از صورت و معنی برون تابند مسئله روح عزیز من روح را شرح حرام است بعضی روح را قدیم گفته واین را بنظم صحیح نسبته اند اما ما همه گفته اند کار روح نه چون کار مخلوقات دیگر است شرح روح همین بسند است که او امر پروردگار است فرزند و قدیم بدان معنی میگویند کل الروح امر من امر الله تعالی و کار او بالحقیقة امر نیست بلکه روح نبود کار او باجق بود پس ازلی بود و پایان نیارد پس ابدی بود و دیگر مسئله روح بیفزایند مسئله روح از متشابهات است و کیفیت و کمیت شرح آن در شرع وارد نشده سکوت است قیاسی نیست عقاد بحران راسخ دارند و سخن مرد انرا در سر شمارند کسیکه روح را قدیم گفت نه بدانمعنی که روح ذات پاک حق سبحانه است و نه بنده است بلکه بدانمعنی که روح نه ربست بانی و قدسی است و سر ربست سبحانی زمان و مکان را بر وی گذر نیست و اهل زمان و مکان را بر وی خبر نیست قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین رمز این سر است و سکوت شرع اینجا هم بر سر است که شرح او هم شرح حق است بیت آنچه در توحید مطلق آمد است آنچه در نور محقق آمد است ۱۲ چه شیخ ابو حنیفه رحمه الله گوید و سمعه و بالله که باشد هوشدار آنکه انا الحق و سبحانی گفت نه بدانمعنی که مدعی الوهیت است بلکه بدان معنی که سبحانی

۱۲ یعنی چنانکه عالم بهیئت صورت ذات حق و صفات او را شامل است همچنان انسان کامل که عالم جمیع صورت ظهور ذات و صفات حق است مراتب ظهور و تفاصیل است

و نور ربانی سوی نفس و گرانی وقت آید یعنی تجربه یموتون فی انا الله رب العلمین و شد من انی فقد رای الحق
آنکه مجرد روح است و مجرد روح الحق این هیچ حرم نیست و مجرد رویت و مشاهده با این وضع نیست ۵ مقام روح بر من حرمت آمد
نشان روی گفتن غیرت آمده ایضا مسئله دیگر سوال کرد مجاهد گفت که بالای عرش هفتاد حجاب از نور و ظلمت است و میگویند
بالا عرش چیزی نیست حجاب سقر باد بالا عرش گفت و ورای عرش استواء عرش تجلی و عرش ملکی عالم جبروت و امر عرش است و هو
الموجود بالقوة یعنی صلاحیت دارد که وجود یابد و مخلوق شناسد روح المخلوق از نیجا گوید که تعدد حق از عالم امر بعالم خلق می آید
و در تصرف میشود و معوض میگردد و معذب مثاب میشود اگر نه او در عالم قدس کمال از عالم کون برتر است والا بطلع علیه احدا الا
پس عالم امر در کمال قرب حق قسمت سبحانی پذیرد کیفیت مشیت بر میگیرد و له الخلق والامر و آن هفتاد حجاب کی از نور و ظلمت است
از عالم امر در عالم خلق بالا عرش است تجلیات انوار ربانی است ظلمت از فنا جبری آید یعنی در تدلیس و رستی خود در ان انوار فانی
و باقی میگردد فی الفنا فی الصمد و البقا بالصمد و فنا در فنا و بقا در بقا و لا نهایه و عبارت هفتاد و شمارت از کثرت تجلیات انوار ربانی
است نه تعین چیزیست و تعین هم میتوانکرد اگر چه تعین نیست یعنی که چون هفتاد بار تجلی ذاتی کمال خود شناسد و صفا بکمال است
تا خود در سید خدا یتعالی بسید است فلا خبر منه بالحقیقه لا حد فلیس فی الکرسی شی مما تحت الکون و لا الانوار الربانیه و لا العرش و ما
الا تجلیات الحجابیه من النور و الظلمه بحسب اقتضاء الوقت البسیط ان علی طالب الحق و ذلک الحجاب کشفی لا حجاب ستری
فاعرف بیان حقیقت نفس انسان و دل و روح شرح آداب المریدین شیخ شرف الدین یحیی منیری مینویسد بدانکه
نفس مشترکستیان بسیاری از ان آنست که نفس اسمی است مر معنی جامع قوت غضب و شهوت را و در آدمی این استعمال
غالب است میان اهل تصوف پس نشان از ذکر نفس اصلی خواهند که جامع است مر جمله صفات مذمومه را از آدمی پس گویند چاره نیست
از مجاهده نفس چنانکه چاره نیست از مرگ در کشف المحجوب است بدانکه نفس اندروی لغت وجود و شی باشد و حقیقت ذات اندر بر ان
عادات و عبارات امر مان مختلف است معانی بسیار بر خلاف یکدیگر استعمال کنند بمعانی متضاده بتر دیک گروهی نفس یعنی و جست و دیگر
گروهی یعنی مرت و در نزدیک گروهی یعنی جسد نزدیک گروهی یعنی خوان اما محققان این طایفه امروز این لفظ جمله بهیچ چیز نباشد
و اندر حقیقت آن موافق اند که منبع شر است و قائد سوء اما گروهی گویند ذاتی است موضوع اندر قالب چنانکه
روح و گروهی گویند صفتی است مر قالب را چنانکه حیات و متفق اند که اظهار اخلاق دنی بوی باشد و اعمال
مذموم باسبب آن است و این بود و قسم است یکی معاصی و دیگر اخلاق دنی چون کبر و حسد و بخل

ششم وصف دانچه مانند آن در شرح و تفصیل است پس بر انست مر این صفات را از خود دفع تواند کرد و
نفس و روح هر دو لطائف اند اند مقالب اما یکی محل شهوت و یکی محل خیر و ما جمله صفت نامو صوفی با
آبدان قائم بود چه صفت بخود قائم نباشد و معرفت آن صفت جز بشناخت جمله قالب معلوم نگردد
طریق شناختن آن جان او صاف انسانیت است و هر آن در آمد حقیقت انسانیت مردمان سخن
گفته اند تا این سه چه چیز است چه چیز را احتراز است و علم این بر همه طلاب فریضه است
از انچه هر که بخود جاهل بود بغیر جاهل تر بود و چون بنده مکلف باشد بمعرفت خود و دیرا باید تا بصحت صدق
خود قدم خداوند را بشناسد و بقضا رخود بقا رحق را معلوم کند و نفس کتاب این ناطق است و
خداوند عز و جل مر کفار را بجهل خود صفت کرد و گفت مَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ای جهل نفسه ریکی گفته است از شانخ مَنْ جَهِلَ نَفْسَهٗ بالغین اجهل و رسول
فرمود صلے الله علیه وسلم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ای مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بالفناء فقد عرف
رَبَّهٗ بالبقاء و یقال من عرف نفسه بالذل فقد عرف ربه بالعز و یقال من عرف نفسه بالعبودیة فقد
عرف ربه باز بوبیته پس هر که خود را نشناسد از معرفت کل محجوب شود و مراد از این جمله انجا معرفت
انسانیت است و اختلاف مردمان اندرین از اهل قبله گروهی گویند انسان جز روح نیست این
جسد جوشن و پیکل آن است و موضع و ماوای آن باشد تا از ظل طبائع محفوظ باشد و حس و
عقل صفت آن و این باطل است از انچه چون جان از این بنیت جدا میشود دیرا انسان نخوانند و این
نام از ان مرده بر نخیزد و دیگر انکه اگر علت انسانیت روح بودی بایستی که هر جاندار بحکم انسانیت
بودی و گروهی گویند که این سه جانع بر روح و جسد است بیکجای و چون یکی از دو گیری مفارق
بود سه ساقط بود و این نیز باطل است بقول خدای عز و جل که گفت هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ
حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مذکور آمد خاک آدم را بجان انسان خواند و بسنونه
جان بقالب آدم نه پیوسته بود و گروهی گویند که انسان جزوی است تجزی و محل آن دل است
که قاعده همه اوصاف آدمی آن است و این همه محال است که اگر یکی را بکشند و دل از وی بیرون

کند هم مسمی انسانیت از وی نیفتد و چنین اند جان بالتفاق اند قالب آدم دل نبود و گروهی از
مدعیان متصوفه را اندرین معنی غلط افتاده است گویند که انسان عبارت از آکل و شارب و
محل تغیر است و آن سر الهی است و این جسد تلبیس آنست و آن روح است اندر تمزاج طبع و اتحاد
جسد و روح گویم جمله عقلاء مجانین و کفار و فساق و جهال را اسم انسانیت است و اندر انسان بسیم
معنی نیست ازین هر دو جمله یعنی تغیر آکل و شارب اند و در قالب و وجود شخص را هیچ معنی نیست که
آن را انسان خوانند و از بعد عدمش نیز خداوند عزوجل بها را که اندر او مرکب گردانیده است
انسان خوانده است بدون معانی که آن در بعضی آدمیان نیست قوله عزوجل وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا
آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ پس بقول خداوند تعالی که اصدق الصادقین است
از خاک این صورت مخصوص یا همه تعبیه انسان است چنانکه گروهی گفتند از اهل سنت که انسان
همین است که صورتش بدین صفت دانسته شد معهود است که موت از وی این جسم را بنفی نکند
یا صورت معهود و آلت موسوم بظاهر و باطن و مراد از صورت معهود تندرست و بیمار بود
و آلت موسوم ممیزون و عاقل و بالتفاق هر چه صحیح تر بود کامل تر باشد اندر خلقت پس
بدانکه ترکیب انسان آنکه کامل تر بود نزد یک محققان از سه معنی باشد یکی روح
و دیگر نفس و سوم جسد و هر دو لفظ را ازین صفتی بود که بدان قائم بود روح را عقل
و نفس را هوا و جسد را حس و مر هر سه را نمونه است از کل عالم و عالم نام دو جهان است
و از هر دو جهان در انسان نشان است نشان این جهان آب و خاک و باد و آتش در ترکیب
وی از بلغم و خون و صفرا و سودا انتهی حضرت شیخ عبد القدوس میفرماید چون دلش و طالب حق
در آمد و کار بجایی رساند که از غیر حق بکلی انقطاع گیرد مستغرق و محو شود بحدی که تمامی رسمکه را
از دل عابد را محیط بود بیکبار ذره از نور پاک حق سبحانه و تعالی و تقدس بود دلش پرستنده آن

نور است که ذره از ذرات عالم نیست که آن کیهان نیست و از آنجا بود وجود عالم از آن نور است
و فنا عالم بدان نور است چون خلیل الله علیه السلام بدین نور رسید گفت انی وجهت وجهی
للذی فطر السموت والارض حنیفا و آن نور حقیقت عالم و حقیقت بنی آدم است مصطفی صلی
الله علیه وسلم در مقام صفا اینجا فرمود من عرف نفسه فقد عرف ربه در حق
خود خاص فرمود و من رآنی فقد رأی الحق انا الحق منصور سبحانی ملیفور ازین نور است و بدین
حضور است عزیز من پن فقر تمام شود غیر بکلے برخیزد و در رویش در میان نماند اگرچه صورت بشری
در میان بود اعتبار ندارد و بیان دل بدانکه دل نه مجرد پرکاله گوشت است که بهایم دل دارد
پرکاله گوشت دارد دل انسان دارد و عارف و مومن و ولی و نبی دارد دل مخاطب است که خدا را باد
خطاب است نه باگل و دل متکلم است و دل عارف است دل نور است ربانی و قعبیه در قالب انسانی
مرد آن بود که بمیدان دل رسد القلب بحر لا ساحل له اگر صد سال حرف بر زبان گذرکند هیچ از دل خبر نکند
و در دل ملکوت در آید و با ملک همنشین آید بلکه از ملک و فلک برتر رود و بلکه از مقام روح بلند شود و بنور اسم
و از الله نور السموت والارض خبر دهد و درین ولایت مردمانی رسد که انا الحق و سبحانی
و من رندمهدا العبد عبد و الرب رب عبودیت و منش نگذارد و ایضا بیان روح آنکه گفت عشق
خدای جوهر جان آمد و عشق ما جوهر وجود او را عرض آمد چه معنی دارد و لایح با در روح ما را از تعریف
بیچون وجود آمد و نور عشق جوهر جان ما شد یعنی اصل و حقیقت جان ما عشق خداوند است که شوق و ذوق
خداوند پیوند است پروانه در شمع ازان می افتد که جان او از نور شمع وجود یافته و آن آتش در وی
نشانه لاجرم جان ما در عشق سوخت و دیده از غیر محبوب دوخت و عشق ما که از پرتو عشق
اوست جوهر وجود او را در مرتبه عرض ظهور او ست پس عشق ما او را عرض و عشق او جان ما را
جوهر بود این جوهر و عرض نه بمعنی مصطلح بود یعنی عشق ما از تجلیات و اسرار و انوار او ست که
اشارت بعرض دارد و عشق او در جان ما حقیقت جان ما که اشارت بجوهر جان ما ست بیت عشق او
در جان ما جانان ست + جان ما را عشق او سلطان ماست + مسئله تصور شیخ در مقابله

مظہری از مرشد خود جانان منقول است قدس سرہ خواب کرم خان مرید خواجہ محمد معصوم بخواب پیر خود
گذشتند کہ محبت شما بر محبت خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم غالب است و موجب انفعال میشود
بہ جواب گفتا شنیدند کہ محبت پیر من محبت خدا و رسول است و سبب جذب کمالات الہیہ کردہ باطن
پیر ثابت است مشہود ۵ چون دیدۂ عقل آمد اصول ۵ مسجود تو پیرستش امل ۵ در فصل اول مقصد دوم
رشحات علی بن حسین واعظ نیز لیسند رشحہ ہم در معنی آیت وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ حضرت
خواجہ احرار میفرمودند کہ کینونت مع الصادقین راہ دوستی است کینونت بحسب صورت آن است کہ
مجالست را با اہل صدق لانم وقت خود گیرد تا بسبب دوام صحبت ایشان باطن وی از انوار
صفات و اخلاق ایشان منور شود و کینونتی بحسب معنی آن است کہ از ہر گذر باطن طریق رابطہ
او رزد نسبت بطائفہ کہ استحقاق واسطگی داشتہ باشد و در صحبت حصر نکند در اینچہ ہمیشہ بچشم ناظر
باشد بلکہ چنان سازد کہ صحبت داعی شود از صورت بمعنی عبور کند تا ہمیشہ رابطہ در نظر باشد چون
اینمعنی را بر سبیل دوام رعایت کند سر دی را با سر ایشان مناسبتی و اتحادی حاصل شود
و بدینوسیلہ اینچہ مقصود اصلی است حاصل حقیقت دی شود حضرت مجدد الف ثانی در مکتوب سی ام
جلد ثانی مکتوبات خود میفرمایند در رزش نسبت رابطہ را فوشتہ بودند کہ بجدی سہیلا یافتہ است
کہ در صلوات آنرا مسجود خود میداند می بیند و اگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد و بحمد اطوار ابدیت
مستغنای طلابست از ہزاران یکی را اگر مدہند صاحب این معاملہ مستعد تام المناسبت تحمل کہ باندک
صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ
چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور این قسم دولت سعادتمندان را میسر است تا در جمیع احوال
صاحب رابطہ را وسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۂ بدبخت
کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ ہا از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را بر ہم زنند صورت
اطوار را عدم نیست اگر خود چیز فوق نرفتہ باشد یکی متابعت صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام
دوم محبت و اخلاص است بشیخ باثبوت این دو چیز نگذرند ہزاران ظلمات طاری شود پاک خواہد شد

او را ضائع نخواهند گذاشت اگر یکی ازین دو چیز نقصان پیدا کرد خرابی در خرابی است اگرچه بحضور حبیب باشد که آن همه راج است که عاقبت خرابی دارد و در نسمات القدس مولانا خواجگی کاشانی فرمود فیض مقدس بواسطه وجود پیر میگردد و فیض اقدس آنکه بیواسطه پیر سید و مرید صادق است که جمال پیر را مرآت جمال معشوق حقیقی داند در حضور غیب پیر نظر بران آئینه بردوزد تا آنکه جز جمال پیر در آئینه دل هیچ در نظرش نیاید آنگاه بتوسل آن متوجه جمال بیچون گردد و عرشانیه مولانا شاه ولی الله محدث دهلوی در قول جمیل خود می فرمایند در فصل اشغال نقشبندیه قالوا طرق الوصول الی الله ثلثة احدها الذکر و ثانیها المراقبة و ثالثها الرابطة بشیخه شرطها ان یکون الشیخ قوی التوجه دائم الیاد و هشت فاذا صحبه خلی نفسه عن کل شیء الا محبته و ینتظر لما الفیض منه و یفیض علیه او بفضهما و ینظر بین عینی الشیخ فاذا افاض شیئا فلیتلقه بجمامع قلبه و لیواظب علیه و اذا غاب الشیخ عنه یتخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة و التعظیم فتفید صورته ما تفید صحبته مترجم مولوی خرم علی رحمه الله تعالی میگویند مولانا نے فرمایا حق یہ ہی کہ سب اموں سے یہہ راہ یاده قریب ہو و کونوا مع الصادقین یعنی سچوں کی ساتھہ رہو سو اسمیں ایکطرح کا اشارہ ہے رابطہ مرشد کا و نیز مترجم میگوید مولانا نے فرمایا مرشد کی شرط یہہ ہی کہ داخل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی بتجلیات ذاتیہ ہو جسکے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو موجب اس حدیث صحیح کے کہ ہم الذین اذا رؤوا ذکر الله یعنی اولیاء الله وہ ہین جن کے دیکھنے سے خدا تعالی یاد پڑے بموجب اس حدیث کے ہم جلساء الله اور بمقتضای احادیث معتمد کے ہم قوم لا یشقی جلیسهم صاحب نسمات القدس از حاجی عبد العزیز می آرد کہ ادب نسبت در رابطه که خود را در خدمت پیر حضور کند نه آنکه پیر را از خود حاضر سازد راقم گوید تعلیم طریق ثالث از کتاب صراط المستقیم در ذکر شیخ محمد صادق گنگوہی خواہم آورد منجمله حضرت مولانا شاه عبد العزیز زیر این آیه سوره مزمل مے نویسند و اذکر اسم ربک یعنی و یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام خواه اسم ذات خواه در ضمن تهلیل که نفی و اثبات است خواه باجس نفس خواه بی حبس نفس خواه بعدد برنج و یا بی برنج راقم گوید در اصطلاح صوفیه رحمة الله تعالی علیهم در محل مذکور برنج تصور

شیخ را گویند حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی در مکتوب سیزدہ ای برادر سر دل اہل دل
دانند اکوران روزگار کہ مقیم منزل حس و عقل ایم از خیمنی چہ خبر داریم بدانکہ دل مجرد پرکاہ گوشت
است کہ بہائم ہم دارند دل انسان و مومن عارف و ولی و نبی دارد و دل مخاطب است کہ خدایا با دل
خطاب است نہ با گل و دل متکلم است و دل عارف است و دل نوری است ربانی و تعبیہ در قالب انسانی
چون مرید صادق بکشف و مشاہدہ دل رسد کہ آنہا عالم قدس است و دانای آن عالم ملکوت است
دل خویش را مراقب با دل شیخ دارد و از دل شیخ بدل او نسبت معرفت ربانی و ہمراہ سبحانی رسد
چنانکہ کسی پیش استاد بحضور تحصیل علم کند در ہمقام مریدان صادق بدل از دل شیخ تحصیل علم کنند
و سوال از دل بود و تحصیل از دل بدل بود کہ دل شیخ نور ربانی است بمکاشفہ و مشاہدہ متوجہ نور سبحانی است
از حضرت سبحان فیض رحمان بدل شیخ میرسد و از دل شیخ بدل مریدان برحسب تابیفشر
از ربطی کہ میان دل شیخ و دل ایشان است فیضان بود و ابتدای این کار استحکام ارادت است
ہر چند پیوند ارادت مستحکم اعتقاداً و عملاً توجہ دل او بدل شیخ محکم چون مرید را توجہ ظاہر باطن
بظاہر باطن شیخ بود حسب حرکات و سکنات مرید در صحبت شیخ بفرمان شیخ بود ہمہ خواست وی بخواست
شیخ بود و خواست شیخ بخواست حق است الفنا فی الشیخ حاصل آید و از ہمہ قوی الفنا فی اللہ
روی نماید وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ جلوہ گری ہنگام است مرید را این دولت سعادت
ہر چند کہ حاصل شود خواہ بعلم خواہ بحسبان خواہ بحضور ہمان سعادتی است کہ بحق رساند
و ولی و عارف گرداند العلماء ورثۃ الانبیاء دولت این سعادت است ای برادر این ظاہر است
کہ ہر کسی دل خود را متوجہ بطرفی میدارد اگر دنیا است ہمان دنیا پیش وی است و اگر عقبی است
ہمان عقبی اگر مولی است ہمان مولی فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ سر این دولت است مریدان کمال
ارادت با شیخ چنان حاضر میباشند و مراقب کہ حضور و غیب در یک طور مے آید و پردہ
ہستے نماند اینجا مرید اگر ہزار کروہ از شیخ بظاہر غائب باشد پیش شیخ باشد زندگانی با ادب
کنند چنانکہ بحضور و الحمد للہ علی ذلک زبدۃ العلماء المحررین و العمدۃ المفتیین قدوۃ الفقہاء

المتاخرین سالک مسلوک نقشبندیه واقف اسرار طریقه مجددیه که نام نامی ایشان ازین جمع ظاهر است
عرف آمده تاج محمد بر سر عالم بود مولد و موطن وی قصبه نگینه است از مدت چند سال تا حال در شهر
مراد آباد مسکن میدارند نسبت ایشان متعدد است طالب را سروری می بخشد سلمه الله تعالی
و شاگرد و مرید و خلیفه مولانا محمد اسحق اند رحمة الله تعالی علیه میباشند سمعت وقت قرائة
قول الجمیل وغیره من الاستاذ الفاضل و المرشد الکامل محمد اسحق شهر طالب غفر لهما لی و له بیان
تصور الشیخ علی سبیل التحقیق که بر پنج وجه است اول طالب را باید که اوصاف حمیده شیخ در تصور و تخیل
خود آرد و ملاحظه صورت بر خیط لقیه محبت و تعظیم نماید تا عمل بر اوصاف جمیله او آسان میسر شود
دوم قبلگه روبروی شیخ خود بنشیند در دل خود محبت آن مرتکز نماید حتی که درجه محو حاصل گردد
بعد منتظر شود بسوی چیزیکه از طرف او فیضان گردد اگر سر دیدنی است چشمهای خود را واکرده
در میان هر دو چشم شیخ خود را نظر نماید تا که جلد متاثر گردد و قبول اثر بزودی حاصل آید اگر
دیدنی است چشمهای خود را بند نماید و ملاحظه نماید بسوی دل خویش پس مرید را باید خواه
غیبی باشد یا ذکی هر فیضیکه از طرف شیخ بر دل او تاثیر نماید بکوشش تمام آنرا بنجا طر دارد و در دل
خود یاد گیرد اصلا بچپ و راست خیال نه نماید پس انیز تبه و قتیکه مرید را حاصل شود باید که در غیب
شیخ نیز خیال صورت او را با وصاف حمیده و اثرها می مرتکز مطمح نظر خود دارد و روبروی
چشمهای خود خیال مذکور بوصف محبت و تعظیم شیخ دارد فیضانی و کیفیتی که روبروی شیخ حاصل
شده بود در غیب نیز حاصل خواهد شد اقم گوید لانا در جواب سوال پنجاه و هفتم مسائل اثبات
وجوازاین مسئله فرموده اند مفسر تفسیر فتح العزیز شاه عبد العزیز قدس سره زیر این آیت سوره بقره
فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا ست یعنی پس مگردانید برای خدا همسر مینویسند چهارم پرستان گویند
چون مرد بزرگی که بسبب کمال یافت و مجاهدات مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت
عند الله شده باشد از جهان میگذرد روح او را قوتی عظیم و سعتی بس فهیم بهم میرسد هر که صورت
او را بر زخ ساز و یا مکان نشست و برخاست او یا بر گور او بسجود و تذلل تمام نماید روح او بسبب وسعت

واطلاق بران مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید راقم گوید این وضع بر زعم شیخ از مشائخ صوفیه رحمة الله تعالی علیهم قولا و فعلا و تعلیما جائز و ثابت نیست و آن صورت بالا نزد ایشان و مفسر موصوف که تعلیم آن میفرمایند جائز و ثابت است امام غزالی رحمة الله تعالی علیه در احیاء العلوم در باب حضور القلب فی الصلوة نوشته و احضرنی قلبک النبی صلی الله تعالی علیه وسلم و شخصه الکریم و قل السلام علیک ایها النبی و ابن حجر مکی در شرح عباب در بیان سنن تشهد نگاشته و خوطب صلی الله تعالی علیه وسلم کانه اشارة الی انه تعالی یکشف عن امته بحیث کالحاضر معهم لیشهد لهم بافضل اعمالهم و لیکون تذکرة حضوره سببا لمزید الخشوع و الحضور و قدوة العلماء و الاولیاء شیخ شهاب الدین در عوارف در باب صلوة اهل قرب گفته و نسلم علی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم و نتخیله بین عینی قلبه محمد باقر مرید خواجه محمد معصوم در کنز الهدایة مینویسند من مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی

سوال سیزدهم حبس دم در ذکر بدعت است یا نه اگر بدعت حسنه گویند پس بطور حضرت ایشان در هیچ بدعت حسن نیست پس اینعمل از بدعت چگونه برآید **جواب** ذکر نفی صدور ادات حسنه و مستحسنه است اما حبس دم دران بدعت وقتی باشد و ثابت شود که اینعمل در صدر اول نبود و آن ممنوع است و نیز اینطریقه حبس را حضرت خضر بحضرت خواجه عبد الخالق غجدوانی تعلیم کرده اند و عمل ایشان را حکم ببدعت نمی توانند کرد و در ملفوظات حضرت مانقول است که فرمودند در سلسلهٔ نقشبندیه و کبرویه ذکر معین از حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم رسیده است از حضرت صدیق اکبر و حضرت علی رضی الله تعالی عنهما الی یومنا هذا در وسائط فقوری فرقه یکی از حاضران سوال کرد که آنکه میگویند که در سلسلهٔ نقشبندیه طریقهٔ رابطه از صدیق اکبر و طریقهٔ ذکر از علی مرتضی رسیده چون است فرمودند ذکری که در این سلسله است که آنرا وقوف عددی خوانند بطریقه محمودیه مثل صبر و ضم محمد رسول الله بادی از صدیق اکبر معین رسیده و طریق صحبت نیز از ایشان رسیده چرا که ایشان در سفر و حضر بآن سرور صلی الله تعالی علیه وسلم میبودند و از راه صحبت فیض میگرفتند و هم در کتاب مذکور من مکتوبات حضرت مجدد مینویسد ذکر تنها بیرابطه و بی فنا فی الشیخ موصل نیست و ذکر بی چند

از اسباب وصول است لیکن غالبا مشروط بر ابطه محبت و فنا در شیخ است آری این رابطه تنها بارعایت
آداب صحبت و توجه و التفات شیخ بی التزام کرسی موصل است مکتوب ۱۹۲ حضرت مجدد در آداب
پیشرفت طالب را باید که روی دل خود را از جمیع جهات گردانیده متوجه پیر خود سازد و با وجود پیر
بی اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند و هر چه از پیر
صادر شود و آنرا صواب داند اگرچه بظاهر صواب ننماید و هر چه میکند از الهام میکند با وجود این
اگرچه در بعضی صور در الهامش صواب نیابد چه خطای الهامی در رنگ خطای اجتهادی است و فقیر را
از عمل او اعتراض نمود و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندهد اگرچه آن اعتراض
مقارن حبه خردله باشد زیرا که اعتراض غیر از حرمان نتیجه نیست و بی سعادت ترین خلائق عیب
بین این طائفه علیه است و تفصیل این خلاصه در مکتوب مذکور است **بیان طائفه**
دلکرده متصوفه حضرت قطب العالم میفرمایند مردان از سه طائفه اند طائفه از جهت
خود با خدای تعالی در جنگ اند ایشان اهل شهوات اند و از شامت حب دنیا اکثر این طائفه
بی ایمان روند و طائفه از جهت خدا با خلق خدا در جنگ اند ایشان مومن پاک اند چون در صراط
مستقیم شده بایمان سلامت روند و در فردوس اعلی شوند و طائفه اند که از جهت
خدای تعالی با خود در جنگ اند ایشان اصح طائفه اند طائفه ابرار ان اند از دنیا روی گردانیده
روی بآخرت آورده اند و بخدای تعالی مشغول گشته اند اَلزَّاهِدُونَ فِي الدُّنْيَا وَ
الرَّاغِبُونَ فِي الْآخِرَةِ وَ اَبْدَانُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ قُلُوبُهُمْ فِي الْآخِرَةِ در شان ایشان است و طائفه
اخیار ان اند که ایشان را متصوفه خوانند و اهل دل و اند ایشان در فضا و قلبی سیر نموده
بخلق با خلاق الصمد و کارانه و طائفه اهل الله اند ایشان از ماسوی الله گذشته بحضرت حق
پیوسته و واصل حق گشته ایشان را صوفیه خوانند و مقربان حق و اند متصوفه مقلوب حق و اند و
عالم اشیا نیند ایشان را اینجا چه ایشا نند جز خدا تعالی دیگری نداند فرشته با عالم در حس و ایشان گشتن نداند
صاحب کشف المحجوب مینویسند جمله متصوفه دوازده گروه اند و گروه اند از ان در دوزخ اند و دوازده گروه

قبول و برخی بازین دو گروه ملتی و طریقی نیکوست اندر مجاهدات و آداب لطیف اندر مشاهدات
و هر چند که اندر مقامات و مجاهدات و ریاضات ایشان مختلف اند اندر اصول و فروع شرع و توحید
موافق اند ابو نزید گفت رحمة الله علیه الاختلاف رحمة الا فی تجرید التوحید و موافق انکه نیز خبر مشهور است
و بحقیقت تصوف میان اخیار مشائخ متفق است از روی حقیقت و مقسوم است از روی مجاز روی
اما متقدمان از گروه اول ازان محاسبیان اند تولی بابی عبد الله الحارث بن اسد المحاسبی کنند
رحمة الله علیه وی باتفاق همه اولیا و اهل زمانه خود مقبول النفس و مقبول القول بود و عالم بعلوم
اصول و فروع و حقائق و سخن وی اند توحید و تجرید بود و بصحبت سالمیت ظاهری و باطنی و
مادرهٔ مذهب وی آنست که رضا را از جمله مقامات نگوید و گوید که آن از جملهٔ احوال است و بخلاف
ابتدا وی کرد آنگاه اهل خراسان این قول گرفتند و عراقیان گفتند که رضا از جمله مقامات است و این
نهایت توکل است امروز میان این دو فرقه اختلاف مانده است گروه دوم قصاریانند
تولی بابی صالح بن حمدون بن احمد بن عمارة القصار کنند رحمة الله علیه وی از علماء بزرگ بود
و سادات این طریقت و طریق وی اظهار و نشر ملامت بود اندر فنون معاملات وی را کلام عالیست
و از نوادر حکایات وی یکی آنست که گوید نوح نام عیاری بود در جمله عیاران نیشاپور و در حکم وی نزد
پیر آنجا پیر با نوح جوانمردی چه چیز است گفت جوانمردی من میخواهی یا از آن خود گفتم هر دو بگوئید
گفت جوانمردی من آنست که من قبا بیرون کنم و مرقع بپوشم و معاملت آن بورزم تا صوفی
نشوم و از شر خلق اندران جامه از معصیت بپرهیزم و جوانمردی تو آنکه مرقع برون کنی تا تو بخلق و
خلق بتو فتنه نگردند پس جوانمردی من حفظ شریعت بود و بر اظهار و ازان تو بر حفظ حقیقت بود و هر دو
و این هر سه سنت تو است و همه تقاضای هم گروه سوم طنفوریانند و طریق وی غلبه و سکر بود و غلبه شوق
عزوجل و سکره دهشتی از جنس کسبی آدمی نباشد و تقلید بدان محال که اقتدا جز بمستقیم درست نیاید
و بانگره وی معاودانند که تکلف ما و سکر و غلبه بسیار گفت صلی الله علیه وسلم اگر نه آن بودی که
شما گفتید اگر نه شیطان را نمی گذاشتید تا حق بر دیر ایدان بهر بیاندکه من تشبه بقوم فهو منهم و اندکه دون را گرد وی

ریاکار و این شمک مریست بر انکه سکر عبارتست از غلبهٔ محبت حق عزوجل و صحو عبارتست از حصول
مراد و اهل معانی را اندر تعبیر سخن بسیارست اگر دعوی این بران فضل خهند و گروهی آخر ابرین مزیت دهند
آنانکه سکر را افضل نهند بر صحو آن ابو یزیدست و متابعان وی که گویند صحو تمکین اعتدال صفت لوهیت
صوت گیرد و آن حجاب معظم بود از حق عزوجل و سکر بزوال آفت و نقص صفات بشریت روی بتدبیر
و اختیار دارد و فنا، تصرف اندر خود و بقا، صفات و توانی که اندر وی موجود است بخلاف جنس وی
و این املع و اتم و اکمل آن حال بود چنانکه داود علیه السلام اندر حال صحو بود فعلی از وی بوجود آمد که
قضای نفس او را بدو اضافت کرد و گفت قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ و پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم اندر حال سکر بود
فعل خود را بخود اضافت کرد و گفت وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ الفتان ما بین عبده
و ربه و آنکه بخود قائم بود و بصفات خود ثابت گفتند تو کردی بوجه کرامت و آنکه بحق قائم
بود و از صفات خود فانی گفتند ما کردیم آنچه دیدم پس اضافت فعل بنده بحق نیکوتر از اضافت فعل
حق به بنده که چون فعل حق به بنده مضاف بود بنده بخود قائم بود چون فعل بنده بحق مضاف بود
بحق قائم بود که چون بنده بخود قائم بود چنان بود که داود علیه السلام را بمنظر بجای آمد که نمیبایست
یعنی زن اوریا دید آنچه دید و چون بنده بحق قائم بود چنان بود که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم بمنظر افتاد
هم از آن جنس یعنی زن زید بن حارثه از آنچه آن منظور محل محبوب بود و این منظور محل سکر گروه چهارم
جنیدیانند قولی یا ابو القاسم جنید بن محمد کندی رحمة الله علیه طریق وی مبنی بر صحوست و مشهورترین مذهب
وی هست و مشایخ جمله جنیدی مذهب بوده اند و متابعان وی گویند که سکر حال آفات متانت
تشویش احوال و نقاب صحت و گم کردن بشریت خویش و چون قاعدهٔ همه معانی طالب شد یا از روی فنا
وی یا از روی بقا معنوی یا از روی محو آن یا از روی اثباتش چون صحیح الحال نباشد فایدهٔ تحقیق حاصل نشود
از آنچه دل اهل حق مجرد میباید بکل مشبهات و دنیائی هرگز از بند شیطان آزاد نباشد و از آفت آن
بر کنار نباشد و ماندن خلق اندر چیزها بدین حق بدانست که چیزها را چنانکه هست نمی بیند و اگر ببیند
بر هندی می دیدار دوست بر دوگونه باشد یکی آنکه نظر اندر شی بچشم بقا و آن نگرد و دیگر بچشم فنا، آن نگرد

اگر بچشم بقا در آن نگرد کل موجودات را اندر جنب بقاء خود فانی یابد اگر بچشم فنا نگرد کل موجودات
را اندر جنب بقاء حق فانی یابد که بخود باقی نه بیند اندر حال بقا رشان این هر دو صفت مراد از موجودات
عرائض فرماید و ازان بود که پیغمبر صلی الله علیه وسلم اندر حال دعا گفت که اللهم ارنا الاشیاء کما هی
مرا آنچه هر چه پدید آمده و است یعنی قول خدای عزوجل که فاعتبروا یا اولی الابصار تا بینید عبرتها
گیرید پس انجمله چرا اندر احوال صحو درست نیاید و مر ایشان سکر را ازین معنی هیچ آگاهی نیست چنانکه
موسی علیه السلام اندر حال سکر بود طاقت اظهار یک تجلی نداشت و از هوش بشد حتی موسی صعقا
و رسول صلی الله علیه وسلم اندر حال صحو بود از انکه تا بقاب قوسین بحق بود و هزار نشان بدید
و بیدار تر بود و الله اعلم گروه پنجم نور یانند تولی بابو الحسن احمد بن محمد نوری کند رحمة الله علیه
و ایشان اندر تصوف مذهبی پسندیده هست و قاعده مذهبش تفضیل تصوف باشد بر نقر و معاملاتش
موافق جنید بغدادی و در طریقت مجتهد صاحب مذهب بود و صحبت بی ایثار حرام داند و گوید صحبت
با درویشان فریضه هست و عزلت نا ستوده و ایثار صاحب بر صاحب فریضه چنانچه ده درویش
در بادیه فرو شدند و با ایشان یک قرص آب بود بر یکدیگر ایثار میکردند تا همه از دنیا بتشنگی نشدند
انشاء الله تعالی ذکر ابو الحسن رحمة الله علیه درین کتاب بتفصیل مذکور خواهد شد گروه ششم سهلیانند تولی ابو سهل
بن عبد الله التستری رحمة الله علیه کنند و وی از متقدمان اهل تصوف بود و کبار ایشان در جمله اندر وقت خود سلطان
وقت بود و اهل حل و عقد بود اندر ریاضت و مجاهده بر ایشان ظاهر بسیار بود و اندر ادراک مکاشفات آن عقل عاجز شود و طریقت
وی اجتهاد و مجاهده نفس و ریاضت هست و پرهیز کردن مردمان از وی مجاهدات و ریاضات طریق سهلیان
بود و مراقبه باطن طریق جنیدیان ایشان ریاضت و مجاهده جمله تلف کردن نفس بود تا کسی نفس را نشناخت
ریاضت و مجاهده بر ایشان سود ندارد و حقیقت نفس و سنی الهوا در کتاب کشف المحجوب بتفصیل مذکور است
گروه هفتم حکیمیانند تولی بابی عبد الله بن محمد بن علی الحکیم الترمذی کنند رضی الله تعالی عنه وی یکی از ائمه
وقت بود اندر جمله علوم ظاهری و باطنی و بر اتصانیف بسیار دارد قاعده و سنن طریقش بر آداب بود و اندر کشف مذهب
وی آنست که ولی را نرسد که خود را از خلق برگزیده داند و در معاملت با ایشان کشاده و اندین سخن وی اندر است

گروه ششم خاز یانند قولی بابو سعید ابو الخیر رحمة الله علیه پیرا اندرین طریقت تصانیف نظم است و
اندر تحریر و انقطاع شانی عظیم دشت و ابتداء عبارت از حال فنا و بقا او کرده طریق خود و اجملا اندرین عبارت
مضمر گردانید بدانکه فنا و بقا بزبان علم یعنی دیگر بود و بزبان حال یعنی دیگر و مشائخ را اندر خینی رموزیست
لطیف وی گوید که صاحب مذهب الفناء فناء العبد عن رؤیة العبودیة و البقاء بقاء العبد بشاهدة الالهیة
فنا و فنا بنده باشد از رؤیت بندگی و بقا بقا بنده باشد بشاهد الهی یعنی اندر کرمار دیدن بندگی آفت بود
و بنده بحقیقت بندگی آنگاه رسد که او را بکردار خود بیمار نباشد و از دیدن فعل خود فانی گردد بدیدن خداوند
باقی تا نسبت فعل وی جمله بحق باشد بدرکه اینچه بنده مقرون بود از نهال بنده و جمله ناقص بود و اینچه از مقتضای
موصول بود و بکمال بود پس چون بنده از مقتضیات خود فانی شود بجمال الهیت حق باقی شود ابو یعقوب نهرجوری
گوید صحة العبودیة فی الفناء و البقاء صحت بندگی کردن اندر فنا و بقاست از انچه تا بنده از کل نصیب خود
برانکند شایسته خدمت باخلاص نگردد پس ترا از نصیب آدمیت فنا بود و خلاص اندر عبودیت بقا
و حقیقت اجمالا آن بود که فنا مر بنده را از رؤیت جلال حق بود و کشف عظمت وی بر دل و تحقیق حقیقت
این اجمال از کشف المحجوب یابد جمله گروه نهم حنیفیانند قولی بابو عبد الله محمد بن خفیف الشیرازی کنند
رحمة الله تعالی علیه وی از کبراء و سادات اینطائفه و عزیز آن قوم بود و عالم بعلوم ظاهر و باطن
و مر را تصانیف بسیار است معروف و مشهور است اندر فنون علم طریقت و طراز مذهب وی اندر تصوف
غیبت و حضور است و عبارت ازان کند صاحب کشف المحجوب که میفرماید و من بمقدار امکان آنرا بیان کنم
انشاء الله تعالی الکلام فی الغیبة و الحضور این عبارتهائیست که طرز و شان چون عکس بود اندرین یعنی مقصود
آنگاه مستفاد نماید مستعمل است و متداول اندر میان ارباب اللسان و اهل معنی پس مراد از حضور حضور دل بود
بدلالت یقین تا حکم غیبی او را چون حکم یعنی گردد و مراد از غیبت غیبت دل بود از دون حق تا حمد یکه از خود
غائب شود از غیبت خود غائب شود تا بغیبت خود از خود بخود نظاره نکند و بلا این اعراض بود از حکم رسوم
چنانکه از احرام هی معصوم شد پس غیبت از خود حضور بود بحق و حضور بحق غیبت بود از خود چنانکه هر که از خود
غائب بود بحق حاضر بود هر که بحق حاضر بود از خود غائب بود پس سالک را خداوند است چون جذبتی از جذبات حق

جمع ولی مرد مل طالب استقرار گرداند غیبت دل نیز نیکی حق چون حضور گشت و شرکت و قسمت برخاست اضافت
بخود منقطع گردد چون ولی را جز او مالک نباشد اگر غائب ارد و یا حاضر اندر تصرف او باشد اندر حکم نظر بعین جمع
جمله برابر روشن اجابت است اما چون فرق افتد مشائخ را رحمهم الله تعالی اندرین سخن بسیار گردی حضور را مقدم
دارند بر غیبت و گردی غیبت را بر حضور چنانکه اندر صحو و سکر بیان کردیم اما صحو و سکر بر بقای اوصاف
نشان کند و غیبت و حضور بر فنای اوصاف پس این عزالدین بود اندر تحقیق تا نگه غیبت را مقدم دارند
بر حضور آن از عطاست حسین بن منصور ابو بکر شبلی و ابو حمزه بغدادی و سنون محب و جماعتی از عراقیان گویند
که حجاب اعظم اندر راه حق توئی و چون توئی تو از تو غائب شو و آفات مثبتات هستی تو اندر تو فانی شود قاعده
روزگار گذشت مقامات مریدان جمله حجاب شد و احوال طالبان جمله آفت گاه گوئی است اسرار ندارند شد مثبتات
اندر همت خار شد و چشم از خود و از غیر خود فرو دوخته شد اوصاف بشریت اندر مستقر خود بشعله قرب سوخته شد
و صفات این چنان بود که خدای عزوجل اندر حال غیبت تو مر ترا از نخست آدم علیه السلام بیرون آورد
و کلام عزیز خود را ترا بشنوانید و بجماعت توحید و لباس شاهدت مخصوص گردانید و تا از خود غائب بودی
بحق حاضر بودی بحجاب چون بصفات خود حاضر شدی از قرب غائب شدی پس ملک تو اندر تو حضور تست
و غیبت سخن قول خدای عزوجل وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ باز
حارث محاسبی و جنید و سهل بن عبد الله و ابو جعفر حفص حداد و محمد ون قصار و محمد جریر طبری و صاحب
مذهب محمد بن خفیف رحمهم الله تعالی با جماعه دیگر برآنند که حضور را مقدم بر غیبت دارند از بهر آنچه همه حالها اندر حضور
بسته است و غیبت انحور را بی شاید بحضور حق چون پیش گاه آمد راه آفت گردد پس هر که از خود غائب بود الا حال
حاضر بود فائده غیبت حضور است و غیبت بحضور خوش باید که تارک غفلت باشد چون مقصود
ازین غیبت حضور بلشد و چون مقصود موجود شد علت ساقط شد پس اندر غیبت وحشت حجاب باشد و اندر حضور راحت
کشف اندر همه حال کشف چون حجاب باشد و هر فرق آنی مشائخ را لطیفه است عالی و از روی ظاهر قالی اخبارات
هم نزدیک نماید که چه حضور بحق و چه غیبت از خود که مراد از غیبت حضور است و نه که از خود غائب است بحق حاضر است
و نه که حاضر است غائب است چنانکه حق ایوب علیه السلام اندر حال رعد و بلا نه بخود بود بلکه اندر آن حال از خود

غائب بود لاجرم حشمتی عین آنجزع را از صبر صیانکرد و چون بگفت مسّنی الضّرّ خداوند گفت انّا وجدناه صابرا در انجکم بین اندرین قصه عیان است انبکا تامل کن تا بدانی و از جنید می آید رحمة الله علیه که گفت روزگاری چنان بود که از اهل آسمان و زمین بر حیرت من میگریستند باز چنان شد که من بر حیرت ایشان میگریستم اکنون باز چنان است که نه از ایشان خبر دارم و نه از خود این اشارتی نیکوست بحضور انیست معنی غیبت و حضور که مختصر بیاوردم تا همه مسلک خفیفیان بدانی اگر وه دهم سیاریه تا تولی یا برائی سیاری کنند رحمة الله علیه وی امامی مرو بود و اندر همه علوم عالم و صاحب ابو بکر اسطی بود و امروز اندر نساک و مردان صحاب وی طبقه بسیارند هیچ مذهب اندر تصوف بر حال خود نمانده است الا مذهب وی تا اهل مرو رسائل لطیف است و سخن ایشان میان یکدیگر بناهه بوده است و سن یعنی ازان مهابدیده ام بر و سخت خوش است و عبارات ایشان بنا بر جمع و تفرقه باشد و این لفظیست مشترک میان جمله اهل علوم و هر گروه به صفت خود مر این لفظ را کار بندند مر تفهیم عبارت خود را امامرا و هر یک این چیز دیگر است چنانکه ازین پیدا شد انا از جمع و تفریق مزدوج و افتراق عداد میخواهند و نحویان اتفاق اسامی لغوی و افتراق معانی آن و فقها جمع قیاس و تفرقه نص و اجمع نص و تفرقه قیاس و اصولیان جمع صفات ذات و تفرقه صفات نفس امامراد اینطائفه بدین این جمله بود و بدانکه جمع بر دو گونه باشد یکی جمع سلامت دیگر جمع تکسیر جمع سلامت آن بود که حق تعالی اندر غلبهٔ حال و قوت وجد و قلق شوق در بنده پدیدار آرد و حق تعالی حافظ بنده باشد و امر خود بر ظاهر وی میراند و دیرا بر گذاردن آن نگاه میدارد و دیرا بجاهی می آراید چنانکه سهیل بن عبد الله و ابو حفص حداد و ابو العباس سیاری مروزی امام هر صاحب مذهب بود و ابو یزید بسطامی و ابو بکر شبلی و ابو الحسن حصری و جماعتی از کبار مشایخ پیوسته مغلوب بودندی تا وقت نماز اندر رسیدی آگاه بحال خود باز آمدندی و چون نماز بگزاردندی باز مغلوب گشتندی از انچه تا در محل تفرقه باشی تو تو باشی امر میگذاری چون ترا جذب کنند وی با مر خود اولی تر که بر تو گمارد از دهر و دهنی را یکی تا نشان بندگی از تو بر نخیزد و دیگر انکه تا بحکم وعده قیام کند که من هرگز شریعت محمد علیه السلام را منسوخ نخواهم گردانید و جمع تکسیر آن بود که بنده اندر حکم دایم هوش خود گم

چون حکم مجانین باشد پس کیے ازین معذور باشد و یکی مشکور پس روزگار مشکور قوی تر از معذور
باشد و جمهور محققان تصوف گفته اند نضر بهم وجوهم و مجاری عبارات در موزشان مراد بلفظ
تفرقه کاسبت ایجمع مواهب یعنی مجاهده و مشاهده پس انچه بنده از راه مجاهدات بدان راه یابد
جمله تفرقه باشد و انچه تصرف عنایت و هدایت حق بود به بنده جمع بود و غرض بنده اندران بود که از
آفت فعل خود رسته گردد و فعال خود را اندر فعال حق مستغرق یابد بدانکه جمع مقامی مخصوص نیست حالی
سفر دنه که جمع جمع همت است اندر معنی مطلوب خود و اختلاف مشائخ اندرین بسیار است و عبارات در
واین اجمال است و تفصیلش از کتاب کرر باید جست و در فحوات همت بدانکه مراتب طبقات مردم
بر سه قسم است **قسم اول** مرتبه وصلان و آن طبقه علیا است **قسم دوم** مرتبه سالکان طریق
کمال آن طبقه وسطی است **قسم سوم** مرتبه مقیمان اهل نقصان و آن طبقه سفلی است
وصلان مقربان و سابقان اند و اهل وصول بعد انبیا علیهم السلام و طائفه اند **اول** شایخ صوفیه
که بواسطه کمال متابعت رسول صلی الله تعالی علیه وسلم مرتبه وصول یافته اند و بدعوت خلق مأذون
و مأمور شده اند **دوم** طائفه آن جماعتی اند که بعد از وصول بدرجه کمال حواله تکمیل و جمع خلق
بایشان نرفت و غرق بحر جمع گشتند و در شکم ماهی فنا چنان ناچیز و مستهلک شدند که از ایشان
هرگز خبری و اثری بساحل تفرقه و ناحیت بقا نرسید و در سلک زمره سکان قباب غیرت و قطان
دیار حیرت انخراط یافتند و لجه کمال وصول ولایت تکمیل دیگران بایشان مفوض نگشته و اهل
سلوک نیز بر دو قسم اند **اول** طالبان مقصد علی و مریدان وجه لله یُرِیدُونَ وَجْهَ اللهِ طالبان
بهشت و مریدان آخرت وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ **و اما** طالبان حق دو طائفه اند متصوفه
و ملامتیه متصوفه اجماعت اند که از بعض صفات نفوس خلاص یافته اند و بعضی از احوال و اوصاف
صوفیان متصف گشته و مستطلع نهایات احوال ایشان شده و لیکن هنوز با ذیال بقایای صفات
نفوس شبیت مانده باشند و بدان سبب از وصول غایات و نهایات اهل قرب و صوفیه تخلف گشته
و اما ملامتیه که مدعایت یعنی اخلاص و صدق غایت جهد دارند و در اخفای طاعات از نظر خلق

مبالغه واجب دانند اکنون باز گردم بطرف آن گروه که نا متصل اند یکی حلولیان که بحلول دست از
متسوب اند و سالیان و مشبهه بدیشان متعلق اند دیگر حلاجیان اند که ترک شریعت گفته اند و الحاد
گرفته و مردود گشته و اباحتیان و فارسیان بدیشان متعلق اند و گروهی از خشویان که
مجسمهٔ اهل خراسان اند و متکلم بکلام متناقض اند در اصول توحید که اهل طریقت نشناسند و خود را
ولی خوانند و گویند که اولیا فاضلتر اند از انبیا و آن ضلالت است و شبهه که تولا بدیشان طریق کنند و
حلول نزول حق بمعنی انتقال روا دارند و بجواز تجزیه گویند بر ذات خدای عزوجل ندانند اندر همه
اوقات و احوال باتفاق جملهٔ مشائخ این طریقت انبیا فاضلتر اند از اولیا و از آنچه نهایت ولایت
نبوت باشد جملهٔ انبیا ولی باشند و نهایا متمکنا نند اندر نفی صفات بشریت و اولیا عاریت اند اندران
زیرا که این گروه را حالی است طاری و آن گروه را مقام است و آنچه این گروه را مقام است آن گروه
را حجاب است و هیچکس از علماء اهل سنت و محققان این طریقت اندین خلاف نکنند **الفرق**
بین المقام و الحال بدانکه این دو لفظ مستعمل و متداول اند اندر علوم بیان محققان
مقام بضم میم قامت و جای اقامت و مقام بفتح میم قیام باشد تو جای قیام در اصطلاح ایشان
جای اقامت بنده باشد اندر راه حق و حق گزاردن و رعایت کردن وی مر آن مقام را تا کمال آن را
ادراک کند چندانکه صورت بندد بر آدمی در وا نباشد که از مقام خود اندر گذرد و بی آنکه حق آن
بگذارد و حال معنی باشد که از حق بدل پوشند و بی آنکه از خود آنرا بکسب دفع توان کرد چون بیاید
و با تکلیف جلب توانکرد و چون برود پس مقام عبارت بود از راه طالب قدمگاه وی اندر محل
اجتهاد و درجهٔ وی بمقدار کوشش او اندر حضرت حق عزوجل و حال عبارت بود از فضل خداوند
و لطف وی بدل بنده بی تعلق مجاهدات او وی بدان از آنچه مقام از جملهٔ اعمال بود و حال از جملهٔ
افعال و مقام از جملهٔ مکاسب بود و حال از جملهٔ مواهب پس صاحب مقام مجاهدهٔ خود قائم بود و صاحب
حال از خود فانی بود قیام وی بجایی بود که حقیقتی اندر وی آفریند و مشائخ رحمهم الله تعالی اینجا مختلف اند
گروهی دوام حال را روا دارند و گروهی روا ندارند و حد کشف المحجوب است که آنچه از کسب و سعی و تمنا

مقامات گویند و بچه از مواهب و نماگرد و آنرا احوالات و نهند بیان تلوین و تمکین چون از اوصاف
بسط و قبض آمیخته در رو میاید در رویش و زنده گریه بیشتر بود ان ارد و در مقام تلوین است حکم بسط یابد
فان الحال یغلب علیه و یحوله فی حوالیها و لهذا سمی السیر فی الاحوال تلوینا و در تمکین شوق بانی لذت پدید آید مستولی بود
مراقبه استغراق و دوان در پی پیاپی شود مستولی باو استغراق در مراقبه بر مقامهای دیگر موجب غیبت شود و چندانکه از کون و مکان
و غیر ق راشته گرداند چون قدم در تمکین حال است ناچیز حرارت بود و چون در مقام تلوین تمکین حال کشاید
مصطفی صلی الله تعالی علیه وسلم در بین ارت در حجت سیر است و میگفت یا بلال ارحنی بالصلوة یا ما را بر سان بگو
لهذا اکابر اما چون او صلی الله علیه وسلم کمال مقام تمکین بود کمال عصمت و شت از تلوین احوال هیچ از خود
نمیدانست فان الحال محول لیس و لا یحوله فهو الغالب فی کل حال لا الیه یغلب علیه حال فطوبی لمن لم یحل من
الاحوال الا بانیة ملیا کان او تمکینیا بیان الهام هرگاه که بر حضرت رسالت پناه صلی الله تعالی علیه وسلم نسبت
ربوبیت غالب آمدی صفت عبودیت مرطلق گشتی دران ساعت هر چه گفتی از وحی خفی و الهام بودی
مولوی محمد اسمعیل شهید رحمة الله تعالی علیه در رساله اقسام الهام مینویسند آیت و حدیث بر آن
دلیل مے آرند باید دانست که تبعا یر علیه السلام را در معاملات روحانی و کمالات انسانی نسبت
عمر نامی اعتبار میباشد که از حضرت رب الارباب قابل خطاب اند و حامل کتاب باشارت غیبی
مامور اند و مرتبه ولایت را آنچه شعبه بهت اول معاملات ساده قه مثل الهام و تعلیم و تفهیم غیبی و حکمت
وغیره پس باید دانست که اقسام الهام بهت همین الهام که بانبیا و الهذا ثابت بهت آنرا وحی میگویند
و اگر بغیر ایشان ثابت میشود او را حدیث میگویند و گاهی در کتاب الله مطلق الهام را خواه بانبیا و الهذا
ثابت بهت خواه باولیا و لهذا وحی مینامند و این مطلق الهام گاهی در صورت کلام از پرده غیب بر
گوش دل میگیرد و فی سورة المائدة وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ
بِرَسُوْلِیْ و یاد کن آن را که وحی کردم من بسوے حواریین که ایمان آرید بمن
برسول من و اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی الی آخره قلنا یذا القرنین
الی آخره و فی المشکوة فی باب مناقب عمر رضی الله تعالی عنه قال النبی صلی الله تعالی علیه وسلم

قد كان في من قبلكم من الامم محدثون فان يك في امتي احد فانه عمر بر آينه تحقيق بود در ان چه بود
پيش شما از پيغمبران محدثان يعني الهام كرده ميشدند بصورت كلام پس اگر باشد در امت من كسي
پس بررسي كه آن يك عمر خواهد شد وگاهي همين الهام بواسطه ملك مي شود نه في سورة مريم
واذكر في الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها مكانا
شرقيا فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا اليها روحنا
فتمثل لها بشرا سويا الى آخره في سورة آل عمران واذ قالت الملائكة
يا مريم الى آخره ايضا واذ قالت الملئكة يا مريم ان الله
يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيها
في الدنيا والاخرة ومن المقربين وگاهي همين الهام باين طريق ادا ميشود
كه خود بخود از دل صاحب الهام كلامي جوش ميزند و آنرا بر زبان ميراند في الحقيقة الكلام حالي است
كه بر زبان او جاري گشته نه كلام نفساني اين قسم الهام كه بانبياء الله ميشود اورا نفث في الروع
گويند في المشكوة في باب التوكل والصبر كما قال النبي عليه السلام ان روح القدس نفث في روعي
يعني بتحقيق خبر داد كه جبرئيل دميد كرد در روان من واگر بنسبت اولياء الله ميشود اورا انطق سكينه ميگويند
چنانكه صحابه ذكر فرموده اند كنا نعد ان السكينة تنطق على لسان عمر وعليه نبود يم كه دروغ شنوانيم
اينكه سكينه نطق ميكند بر زبان عمر دل او واز جمله اقسام الهام خوابست كه كسي از متقين في الجمله
در حالت منام براموري از امور غيبيه مطلع ميفرمايند كما في المشكوة في باب الرؤيا قال النبي
عليه السلام لم يبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة يبشرها
الرجل المسلم او ترى له دگر واز عمده كمالات ولايت تعليم غيبي ست وقال لهم نبيهم ان
الله قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى يكون له الملك
علينا ونحن احق بالملك منه ولم يؤت سعة من المال
الى آخره وظاهر ست كه طالوت نبي نبود في سورة الكهف فوجدا عبدا

مِنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا مراد از عبد درین مقام
حضرت خضر اند ایشان براصح اقوال از جملهٔ انبیا نیستند دارای کمالات مذکوره تفهیم
غیب بست وسمے آن القاء برکت بست در فکر و نظر که قوت نظریه را کشان کشان
برراه ریست آرد و بحق شخص رساند فی سورة الانبیاء فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا
حُكْمًا وَّعِلْمًا پس نهانیدیم حق دران حکم سلیمان را و هریک را دادیم استعداد فیصله و علم و
ظاهر بست که حضرت سلیمان درین زمان که هفت ساله بودند بمنصب نبوت فائز نشده بودند کما فی
المشکوٰة فی باب القصاص قال علی رضی الله تعالیٰ عنه والذی فلق الحبة وبرء النسمة ما عندنا الا ما فی القرآن
الا فهما یعطی رجل فی کتابه وفیه فی باب العمل عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال بعثنی رسول الله صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم الی الیمن قاضیا قلت یا رسول الله ترسلنی وانا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فقال ان الله
سیهدی قلبک ویثبت لسانک وقال علی فما شککت فی قضاء بعد فی المشکوٰة فی باب العمل فی القضاء من
التورة لعهد ستة انه لیس قاض یقضی بالحق الا کان عن یمینه ملک من شماله ملک یسدده ویوفقه فالحق
ما دام علی الحق فاذا ترک الحق عرج وترکه واز انجمله حکمت بست فی سورة لقمان وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ
الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وادیم لقمان را حکمت گفتیم انکه شکر کن خدا مر ما و فی المشکوٰة فی باب مناقب
علی رضی الله تعالیٰ عنه قال علیه السلام فی حق علی انا دار الحکمة وعلی بابها من خانه حکمت لم و علی دروازه او و فیه
دعا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لابن عباس اللهم علمه الحکمة ای الله بیاموزان او را حکمت واز جمله ترین مقامات ولایت
عبودیت بست فی سورة الکهف فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا فی سورة
الدهر اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا
كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا
و مراد از عباد الله درین مقام حضرت مرتضی و حضرت زهرا و ابا مین شهیدین علیهم
السلام اند **بیان تصوف** فرمود صلے الله علیه وسلم من سمع صوتا فتصوف فان لم یر من علی دعائهم کتب عند الله من المنافقین گفته اند صوفی آنرا خوانند که جامهٔ صوف دارد گفته

که تو بی حجاب بعضی دارند و گفته اند که این اسم از صفا مشتق است پس اهل کمال ایشانرا صوفی خوانند و طالبان ایشان را متصوف و تصوف از تفعل بود و تفعل اقتضاء تکلف کند و تصوف اهل آن بر قسمت صوفی آن بود که از خود فانی بود و بحق باقی و متصوف آنکه بمجاهده این جا رسد طالب خود را بر معاملات ایشان درست همیکند و متصوف آنکه از برای نیاد جاه و مال خود را مانند ایشان همیکند پس صوفی صاحب اصول بود و متصوف صاحب فضول و آنرا که وصل بهت از مراد بی مراد و از مقصود بمقصود و آنرا که نصیب اصلی آمد بر جوال طریقت ساکن شد و آنرا که نصیب فضول آمد از جمله باز ماند ذوالنون مصری رحمة الله تعالی علیه گوید صوفی آن بود که چون بگوید بیان و نطقش حقایق حال او بود یعنی چیزی نگوید که وی آن نباشد و چون خاموش باشد معاملتش معبّر حال وی باشد یعنی گفتارش همه بر اصل صحیح باشد و کردارش تجرید صرف بود و چون بگوید قولش هم حق بود و چون خاموش باشد فعلش همه فقر بود و ابوالحسن نوری گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف ترک کل مناالنفس این بر دو گونه است یکی رسم و دیگر حقیقت و تعلق این بحقیقت مشاهده بود اگر وی تارک حظ است ترک حظ هم حظی بود و اگر حظ تارک وی باشد این فنا رحظ بود پس ترک حظ فعل بنده وفا رحظ فعل خداوند و فعل بنده رسم و مجاز بود فعل حق حقیقت و ابن عطا گوید التصوف حقیقة لا رسم له چون تصوف از خلق اعراض کردن بود و لامحاله مراو را رسم نبود محمد بن احمد مقری گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف استقامة الاحوال مع الحق یعنی گردش احوال مر صوفی را از حال نگرداند و خضری گوید صوفی آن بود که هستی و بر انیستی بود و نیستی وی را هستی نه یعنی حال بشریت او بکلی ساقط شود که یافت امد را هرگز تا یافت نباشد و نایافت او را هرگز یافت نه

بیان معاملات ابوحفص حداد گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف کلها آداب بکل وقت ادب و بکل حال ادب بکل مقام ادب فمن لزم الآداب بلغ الوقات بلغ مبلغ الرجال و من ضیع الآداب فهو بعید من حیث یظن القرب و مردود من حیث یظن القبول قول ابوالحسن نوری رحمة الله تعالی علیه لیس التصوف رسوما و لا علوما و لکنه اخلاق تا معاملات آن با خود درست کنی

حاصل نگردد و فرق میان رسوم و اخلاق آن بود که رسوم فعلی بود بتکلف و اسباب چنانکه ظاهر بخلاف
باطن بود یعنی از معنی خالی و اخلاق فعلی بود محمود بی تکلف و اسباب ظاهر موافق باطن از دعوی خالی و
رعنائی گوید التصوف حسن الخلق و ابوالحسن بوشنجی گوید رحمة الله تعالی علیه التصوف الیوم رسم
بلا حقیقة کان حقیقة بلا رسم لصلح الوقت و هذا رسمی بی حقیقت چنانکه پیش ازین حقیقت بود نا رسمی یعنی در وقت صحابه رضوان الله
تعالی علیهم اجمعین این رسم نبود و معنی آن در هر کس میبود منکران اگر رسم مجرد را انکار کنند باک نیست و اگر
عین معانی را انکار کنند انکار کل شریعت پیغمبر باشد **بیان لبس مرقع** بدانکه شعار متصوفه لبس
مرقع است و لبس مرقعات سنت است از انجا که رسول گفت صلی الله تعالی علیه وسلم علیکم بلبس الصوف
حتی تجدوا حلاوة الایمان فی قلوبکم و نیز یکی گوید از اصحاب کان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم
یلبس الصوف و یرکب الحمار و نیز رسول صلی الله تعالی علیه وسلم گفت مر عایشه را رضی الله تعالی عنها الا صوفی
الثوب حتی ترقعیه و از عمر خطاب رضی الله تعالی عنه روایت آنکه در وی مرقع دیدست سی رقعه بر ان گذاشته
و هم ازوی رضی الله تعالی عنه می آید که گفت بهترین جامها آن بود که موافقت آن بسیکتر بود و امیر
المومنین علی مرتضی رضی الله تعالی عنه پیراهنی دیدست که آستین آن با نگشت برابر بود و نیز رسول را
صلی الله تعالی علیه وسلم فرمان آمد از خدای عزوجل بتقصیر جامه چنانکه فرمود و ثیابک فطهر ای
تقصیر و حسن بصری گوید رحمة الله تعالی علیه بنقا و یا بدوی را دیدم که همه را جامهای پشمین بود
و صدیق اکبر اندر حال تجرید جامه صوف پوشیده و هم حسن بصری گوید سلمان را دیدم رضی الله
تعالی عنهما گلیمی مرقع پوشیده و عمر بن خطاب علی و عبدالله بن عباس رضی الله تعالی عنهم اویس را با جامه
پشمین دیدند رقعها بران گذاشته و حسن بصری و مالک دینار و سفیان ثوری رحمهم الله تعالی جمله
صاحب مرقع بودند و امام اعظم رحمة الله تعالی علیه در ابتدا صوف پوشیده و داود طائی رحمة الله تعالی علیه لبس
صوف پوشید و وی یکی از محققان متصوف بود و ابراهیم ادهم مرقع صوف پوشید رحمة الله تعالی علیه **بیان**
شرط مرقع اما شرائط مرقعات آنست که از برای خفت و فراغت سازد و چون اصلی باشد هر کجا که پاره شود
رقعه بران گذارد و مشائخ را اندرین دو قول است گروهی گویند که دوخت مرقع را ترتیب نگاه دارد آن

شرط نیست باید که از اینجا که سوزن سر برآرد و برکشد و اندرین تکلف نکنند و گروهی گویند که دوخت مرقع را
ترتیب درستی شرط است نگاه داشتن و تصریب کردن تکلف اندر رستی آن از معاملات فقر است و
صحت معاملت دلیل صحت اصل شد صاحب کتاب گوید من علی بن عثمان الجلابی ام از شیخ الشائخ ابو
القاسم گرگانی رحمه الله تعالی بطوس پرسیدم که درویش اکثرین چه چیز باید تا رسم فقر را سزاوار گردد گفت همه
چیز باید که کم از ان نشاید یکی باید که پاره راست برتواند دوخت و دیگر سخن راست برتواند شنید و دیگر پای
راست برزمین تواند زد و گروهی از درویشان باین حاضر بودند هر کسی اندرین سخن تصرف میکرد چون نوبت
بمن رسید گفتم پاره راست آن بود که بفقر دوزند نه بزینت چون قبعه بفقر دوزی اگر نه راست دوزی راست
آید و سخن راست آن باشد که بحال شنوند نه بحیلت و بحق و جد اندران تصرف کنند نه بهزل و بزندگانی مرا را
فهم کنند نه بعقل و پای راست آن باشد که بوجد برزمین نهند نه بلهو و رسم سید مخدوم علی گفت صاحب علی
جزاه الله خیر پس مرا و از مرقع پوشیدن مرنیطائفه را خفت مؤنت دنیا و صدق فقر بخداوند تعالی بوده
و باز گروهی اند هست و نیست لباس تکلف نکردند اگر خداوند شان عبائی داد بپوشیدند و اگر قبائی داد بپوشیدند
اگر برهنه و گرسنه بودند و در هیچ یک آن نبود از دین که علی بن عثمان الجلابی ام هیچ طریق را پسندیده ام

بیان خرقه خلافت و سند آن

بدانکه در باب خرقه خلافت جمیع ارباب تصوف متفق اند صاحب کشف المحجوب
میفرماید اما پوشیدن مرقع مردگرده را راست آید یکی منقطعان و نیازاران دیگر شتاقان مولی را اندر
عادت مشائخ رضی الله تعالی عنهم چنان رفته است که چون مریدی بحکم ترک تعلق رد بدیشان کند مردی را
بسه سال اندر صحبت خود نگاه دارند اگر بحکم آن معنی قیام کند فبها والا گویند که طریقت مرا این را قبول نمیکند
یکسال بخدمت خلق و دیگر سال بخدمت حق و سوم گر مراعات دل خود و خدمت خلق آنگاه تواند کرد
که خود را اندر درجهٔ خادمان نهد و همه خلق را اندر درجهٔ مخدومان یعنی بی تمیز همه را از خود بهتر داند و خدمت
همه بر خود واجب دارد نه چنانکه خدمت میکند و خود را اندران خدمت بر مخدومان خود فضل می نهند و این
خسرانی ظاهر بود خدمت حق آنگاه تواند کرد که همه حظهای خود را از دنیا و عقبی منقطع کند و مطلق مر حق را
پرستش کند اگر برای چیزی یا بپرستد خود سامی پرستد نه وی را و مراعات دل آنگاه تواند کرد

که همش مجتمع شده و هموم از دل برخاسته اندر حضرت پس دل را از مواقع غفلت نگاه میدارد و
چون این شرط اندر مرید حاصل شد پوشیدن مرقع تحقیق دون تقلید او را مسلم شود اما آن پوشانند
که مریدان را مرقع پوشانند باید که مستقیم الحال شده و از جمله فراز و نشیب طریقت گذشته باشد
و باید که مشرف باشد بر حال آن مرید و دو سند خرقه در مرآة الاسرار هست مصنف کتاب
فصوص الآداب خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی قدس سره همین گلیم سیاه که حضرت مرتضی را
پوشانیده بود آنرا همسند خرقه اهل گرفته و میگوید که حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سره از اخبار
صحیح نقل کرده است که خرقه اهل همین عبا بود که از آنحضرت بعلی مرتضی رسید و از علی کرم الله وجهه تا
بمشائخ ما دست بدست رسیده است و نیز مینویسد که این معنی حقیقت خرقه است که حضرات ائمه اطهار
و اشراف پوشند نه خرقه گردانیده است پس رسول الله صلی الله علیه وسلم حقائق هر از نبوت و ولایت
در خرقه رویت نهاد آنگاه آن خرقه را بعلی مرتضی پوشانید و هم محمد باقر مذکور در کنز الهدایه مینویسد
در ملفوظات حضرت مقدس الله تعالی سره منقول است که فرمودند که در سلسله چشتیه و سهروردیه
خرقه هستن از حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم پنداشته میکنند حضرت سلطان المشائخ در راحت القلوب و
صاحب سیر الاولیا را نخواجگان چشت روایت کرده اند که رسول صلی الله تعالی علیه وسلم در شب معراج خرقه از
حضرت عزت یافته بود و چون از معراج بازگشت صحابه را طلبید گفت که من خرقه یافته ام و مرا فرمان است
که از ابیکی بدهم بعد و پیغمبر علیه السلام رو بسوی ابو بکر رضی الله تعالی عنه فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه
کنی گفت من صدق ورزم و طاعت کنم بعد و بعمر رضی الله تعالی عنه فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت
عدل کنم و انصاف نگاهدارم بعد و بعثمان رضی الله تعالی عنه فرمود اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت من انفاق
کنم و شجاعت ورزم بعد و علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه را پرسید اگر این خرقه بتو بدهم چه کنی گفت من پرده پوشی
کنم و عیب بندگان خدای عزوجل را بپوشم پس پیغمبر علیه السلام آن خرقه را بعلی کرم الله تعالی وجهه داد و فرمود
مرا فرمان خدای عزوجل چنین بود هر که این جواب گوید خرقه باو دهی و هم مینویسند آن خرقه
بموجب فرمان الهی که پیغمبر علیه السلام بحضرت علی مرتضی عطا فرموده بود آن گلیم سیاه بود از حضرت علی

کرم الله وجهه منتقل شده واسطه بواسطه بپیران چشت رسید از اینجا خرقه چشتی نام یافت آخر از احضرت امیر المؤمنین
محمود همراه خود بقصبه هرود صاحب نفحات از امام مجد الدین بغدادی نقل میکند که خرقه خلافت از علی مرتضی
بدو کس رسید یکی بحسن بصری دویم بخواجه کمیل بن زیاد صاحب لطایف اشرفی و تذکرة الاولیا و مولف
اوراد غوثیه و فواید الفواد وغیره و اکثر مشایخ کبار از هر سلسله برین متفق اند که خرقه خلافت علی مرتضی
بچهار کس رسید که ایشان را چهار خلیفه و چهار پسر گویند و در سیر الاقطاب ذکر کرده که علی مرتضی شش خلیفه داشت
حضرت امام حسن و حسین و کمیل بن زیاد و حسن بصری و اویس قرنی و قیل ابو المقدم شریح بن هانی بن یزید
الحارث رضی الله عنهم کمیل بن زیاد از صحبت امام حسن نیز تربیت و فیض یافته است و خواجه حسن بصری
نیز با امام حسن صحبت داشت و از کمیل بن زیاد نیز فیض صحبت یافت و خواجه حسن بصری بسبب نظر
قبول اسد الله الغالب مقتدای مشایخ گردید که اکثر سلاسل ازوی بحضرت علی مرتضی کرم الله وجهه می پیوندند
رضی الله تعالی عنهم اجمعین **ذکر چهارده خانواده** اصل و دیگر خانواده ها مجمل نوشته می آید **اول خانواده**
زیدیان زیدیان منسوب اند بخواجه عبد الواحد بن زید که وی مرید و خلیفه خواجه حسن بصری بود و از کمیل
ابن زیاد نیز تربیت و خرقه خلافت یافته بود بعده بر مسند ارشاد نشست پنج کس انساب خود را بعبد الله نبی عوف میرسانند
او شد نداز غایت اخلاص خود را زیدیان گویا نیدند چون وقت خواجه آخر رسید خرقه خواجه حسن بصری بخواجه
فضیل ابن عیاض داد و خرقه خواجه کمیل زیاد را با بو یعقوب السوسی عطا فرمود و هر دو سلسله از ان مجمع
جاری گشتند **دوم خانواده عیاضیان** می پیوندند بخواجه فضیل بن عیاض وی مرید
و خلیفه خواجه عبد الواحد زید بود و از اکثر مشایخ وقت فیض ربوده و در تربیت مریدان شانی
عظیم داشت هر که بخدمت او ارادت آورد خود را منسوب باو کرد **سوم خانواده ادهمیان**
منسوب گشتند بخواجه ابراهیم بن ادهم و ایشان خرقه خلافت از سه بزرگ رسیده اول سبب ترک او خضر
علیه السلام شد و مدتها با خضر صحبت داشت و از دست وی خرقه پوشید بعده بخدمت فضیل رسید ازوی
نیز تربیت و خرقه خلافت یافت بعد ازان سیر سلوک بخدمت امام محمد باقر تمام نمود و خلافت یافت
و عالمی ازوی هدایت یافت هر که در حلقه ارادت او در آمد منسوب بدو گشت یک شجره او ادهمیان بواسطه

امام محمد باقر بحضرت امام حسین بن علی منتهی میشود رضی الله عنهم **چهارم خانواده سپیریان**
سپیریان منسوب اند بخواجه سپیرة البصری وی مرید و خلیفه خواجه حذیفه مرعشی بود وی مرید و خلیفه
خواجه ابراهیم ادهم الی آخره خواجه سپیره بعد از قبول عظیم بود در ارشاد مریدان هر که بخدمت وی ارادت
آورد و خود را سپیری گوید **پنجم خانواده چشتیان** می پیوندند بخواجه ممشاد علو دینوری قدس سره
مرید و خلیفه خواجه سپیرة البصری وی مرید و خلیفه خواجه حذیفه مرعشی وی مرید و خلیفه خواجه ابراهیم ادهم است
هر نعمتی و لطافتی که ابراهیم ادهم را از خدمت حضرت علیه السلام و امام باقر و فضیل عیاض رسیده بود رضی الله
عنهم در آخر حیات همه را بخواجه حذیفه ایثار فرمود از وی تا حال امانت بطریق سلک صحیح و درین فرقه
معمول است **الغرض** مبدای چشتیان از خواجه ابو اسحاق است وی از ملک شام به نیت ارادت
در بغداد بخدمت خواجه علو دینوری رسید خطیر پیر پیغام داری گفت ابو اسحاق شامی خواجه فرمود از امروز
شما را چشتی خوانند شما خواجه چشت هستید پس ابو اسحاق را مرید کرد و تربیت فرمود بعد ازان فرزند خلافت
داده در چشت فرستاد و مرید شد ازوی خواجه ابو احمد چشتی واز و خواجه محمد چشتی واز و خواجه یوسف چشتی
واز و خواجه مودود چشتی این پنج تن در چشت بودند همچنان از خلفای ایشان پنج تن در هند هستند خواجه
معین الدین چشتی و خواجه قطب الدین چشتی و خواجه فرید الدین چشتی و خواجه نظام الدین چشتی و خواجه
نصیر الدین چشتی شجره هر کدام این عشر مبشر برسد و او را چشتی خوانند زیدیان و عیاضیان و ادهمیان و
سپیریان همیشه در بیابان خلوت داشتند بعد سه چهار روز با میوه و گیاه جنگلی افطار میکردند و در شهر
و قریه نمیرفتند و هیچ جاندار را نمیکشتند مسافر و تنها میبودند و زن و خانه و جامه نمیگرفتند و نمیپوشیدند
جامه افتاده را باخرقه پیوستند و شب و روز با وضو و نماز با حضور دل و همیشه بسیار دل میبودند
و ذکر جلی بسیار میگفتند و از کسی سوال نمیکردند هر چه از غیب مطلق میرسید خرج میکردند و اکثر طعام ایشان
میخوردند و چشتیان در شهر و قریه مسکن داشتند و با هر فرقه بتواضع پیش می آمدند و در تربیت
شان بزرگ داشتند و هر همه صاحب یافت و سماع و ذوق بودند و عرس پیران میکردند و فقرا را
بر اغنیا جایز میدانند سجستان منسوب بطرف سجستان که معرب سیستان است و زندن بر کنار است

بخارا و ماردن قریه ایست بر نصف فرسنگ از سمرقند و چشت شهریست کوچک در دره کوه واقع است و در نزهت
و طراوت اکنون اورا شاخلان میگویند و در عرش شهری است از توابع شام میرسید علاء الدین
چشتی ازین مقام خبر داده است ۵ گر زهند وستان شدیم چه باک ۵ سبزه گلشن خراب ایم ۵
ششم خانواده عجمیان می پیوندند بخواجه حبیب عجمی و خواجه مذکور مرید و خلیفه عظیم الشان
خواجه حسن بصری بود در مقامات ترکی تجرید و در استقامت عادت غایری نداشت سر حلقه اکثر مشایخ بود
هر که بوی ارادت آورد از جمیع نسبها برآمد چون در ماوراء النهر ساخت عجمیان اکثر بدیهها سکونت داشتند
و منفور میبودند و فتوح قبول نمیکردند و جایرا بمقدار ستر عورت گاه میداشتند و بعد از هفتم روز یک
خرما و مسکه خرما افطار می نمودند و چوش و طیور را بایشان الفت میگرفتند **هفتم خانواده**
طیفوریان می پیوندند بسلطان العارفین بایزید بسطامی که نام وی طیفور است و در مذکره قوال و ریا
می نویسد که او صد و سیزده مشایخ را دریافته و مدت دوازده سال خدمت حضرت امام جعفر صادق
کرده و ازان حضرت خلافت یافته و میر سید شریف جرجانی در تصنیف شحات علی بن حسین واعظ مینویسد
بنقل صحیح ثابت شده است که ولادت شیخ ابو یزید بعد وفات حضرت امام است و تربیت حضرت وی را
بحسب معنی و روحانیت بوده است نه بحسب ظاهر بهر دو صورت هر دو حال مقبول است و در لطایف اشرفی
مذکور است که از حبیب عجمی نیز خرقه خلافت یافته است حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر میگوید که تبرد هیچ
عالم از بایزید پری نیم و بایزید در میان نه یعنی آنچه بایزید است در حق محو است شیخ مسعود و شیخ محمود
و شیخ ابراهیم و شیخ احمد هر چهار کس بشرف ارادت او مشرف شدند از قلعه صدق نسبت آباد بعداد
محو ساخته خود را منسوب بوی ساختند **هشتم خانواده مکرخیان** می پیوندند بخواجه معروف
کرخی وی از قدماء مشایخ است کنیت وی ابو محفوظ و نام پدر وی فیروز است صاحب نفحات میگوید که
شیخ معروف را در نسبت واقع است یکی به داؤد طائی دوم به حبیب عجمی و دیگر به حسن بصری رحمة الله
علیهم و دیگر نسبت ارادت بحضرت امام علی رضا است و ایشان را باسلسله آباء اجداد خود الی آخر نسبت
و در مرآت الاسرار منقول است که پدر خواجه معروف علی نام داشته که مولاء حضرت امام علی رضا بود

وگویند وی بدست حضرت مسلمان شده ومعروف سالها در بان حجره خاص حضرت امام بود از سبب
خدمت باخلاص بجائی رسید که بشرف خلافت حضرت امام فایز گشت وبموجب اجازتش وکیخ
که موضعی است از بغداد بر مسند ارشاد مریدان متمکن گشت وحق تعالی اورا مقتدای وقت ومپیشوای
مشایخ گرداینید که سلسله مشایخ هفت خانواده بسبب وسیله او بحضرت امام علی رضا رسیده
بحضرت علی کرم الله وجهه منتهی میشود وچنانچه نوشته آید وبراوینی خواجه داؤد طائی که مرید وخلیفه خواجه حبیب عجمی
بود او نیز خرقه خلافت بخواجه معروف کرخی داده است وجمیع مشایخ وقت طریق خواجه معروف میپویند
او در تربیت مریدان نفسی کیمیا داشت وهر کس بخدمتش آمد بسبب متابعت پیر خود را منسوب بوضع
کرخ میساخت وآنچنان اکثر اوقات بترک تجرید در خلوت باشند وتلاوت قرآن وذکر بسیار کنند واز خوف
الهی بسیار میگریند وخود را از همه کهتر میدانند **دهم خانواده سقطیان** می پیوندند بخواجه
سری سقطی او مرید وخلیفه خواجه معروف کرخی بود در معاملات ترک وتجرید وریاضت ومجاهده وعلم
فنا تظری نداشت بعد از سیر سلوک در ارشاد مشغول گشت اول کس از اصناف ملوک در حلقه ارادت
او در آمد ند واز غایت اخلاص خود را منسوب بنسبت او گردانیدند سقطیان صایم الدهر وقایم اللیل بوده
وفتوح کسی قبول نمیکردند بعد از سه روز از خلوت بیرون میشدند وقت شام از ده خانه دریوزه
کرده با یاران افطار مینمودند **دهم خانواده جنیدیان** می پیوندند بسید الطایفه خواجه
جنید بغدادی او مرید وخلیفه خواجه سری سقطی است روزی سری سقطی را ابرزکی پرسید که از کیم
مرید کامل میشود گفت آری چنانچه از ما جنید **الغرض** کمالات او را از ینجا قیاس باید نمود او
بالاتفاق مقتدا ومپیشوای مشایخ بود اکثر شاه بازان ورسلک ومنسلک گشته نسبت باواجداد وشهر
محو ساخته از کمال عشق خود را منسوب بدو کردند وحدیث نبوی **انکنج فی قومه النبی فی امته** گویا
مخصوص درشان او وارد شده بود الغرض جنیدیان بر قدم توکل میرقصند ودر ریاضت و
مجاهده بسیار می کوشیدند وهر چه از غیب بی سبب خلق میرسید بدان افطار می نمودند **یازدهم**
خانواده کازرونیان میپیوندند بخواجه ابو اسحاق کازرونی خواجه مذکور امیر کازرون بود

وی مرید و خلیفهٔ ابو عبد الله خفیف بود و او مرید خواجه محمد رویم او مرید سید الطائفه خواجه جنید بغدادی
الی آخره خواجه ابو عبد الله از ابو اسحاق فرمود که هم ترا دنیا دادم و هم دین تو علم را بجهل نوازد ذکر خواجه
ابو اسحاق در اکثر کتب مسطور است کار زنان در میان خلق با حق مشغول باشند و اسماء اعظم دعای
ثابت القدرت بسیار خواند **دوازدهم خانوادهٔ طوسیان** میپیوندند بشیخ علاء الدین
طوسی او از اکابر طوس بود و شیخ نجم الدین کبری از اکابر فردوس میان یکدیگر اخوت دینی بود و باهم متفق شده
بخدمت شیخ ابو نجیب سهروردی رسیده گفتند که عمر بسر بد خاما کار بر نیاید شیخ فرمود ما هم باین داغ
مبتلائیم تا اکنون دست ارادت بیکی از دوستان خدائی نزدیم کشود این راه ممکن نیست هر سه کس باتفاق
بخدمت حضرت شیخ وجیه الدین ابو حفص بن عمر بن عمویه رسیدند شیخ بزرگوار شیخ علاء الدین را و شیخ
ابو نجیب را مرید و تربیت فرموده و خرقهٔ خلافت داده رخصت کرد که هر دو کس شما بأوای و مسکن
خود نارفته خلق خدا را ارشاد بکنید و شیخ نجم الدین کبری را بحال خود گذاشت شیخ ابو نجیب کردنا تربیت نمایدشان
بسهرورد رفتند شیخ علاء الدین بر طوس رفته بر مسند ارشاد نشست و جمیع مردم اقتدا بوی کردند
هر که بحلقهٔ ارادت او در آمد خود را منسوب بدو کرد طوسیان و فردوسیان هر دو یک دسته داشتند
و سماع میکردند و مزامیر می شنیدند و رقص و تواجد ذکر جلی در میان ایشان بسیار بود و از هر جلگه
چیزی میرسیدی خورند و چون چیز نمیکردند و هر چه در مجلس ایشان می آمد مومن و کافر فقیر و غنی را بر ابر قسمت
میکردند مجاهده و ریاضت بسیار داشتند سلسلهٔ طوسیان بدشش واسطه منتهی میشود بخواجه جنید
بغدادی الی آخره **سیزدهم خانوادهٔ سهروردیان** میپیوندند بشیخ ضیاء الدین ابو نجیب
عبد القاهر بن عبد الله محمد سهروردی که قریه الیت قری بغداد و او مرید و خلیفه شیخ وجیه الدین
ابو حفص بود و شیخ مذکور بچهار واسطه بسید الطائفه خواجه جنید می پیوندد و شیخ ابو نجیب خرقهٔ خلافت
از شیخ احمد الغزالی نیز داشت و شیخ احمد مذکور به پنج واسطه بسید الطائفه جنید میرسد و او مقبول
شیخ ابو نجیب پیش از ارادت ده سال ریاضت کرده بود و بعد از ارادت و خلافت مدت شش
سال ریاضت شاقه کشیده و درین مدت خواب نکرد مردی عظیم القدر و نفسی بابرکت داشت که

بخدمت وی پیوست از عرش تا فرش پیش چشم وی مخفی نمیماند و چندین مشایخ که در سلک او منسلک گشتند در خانواده او یگر کم باشند و از کمال اخلاص همه مریدان او خود را منسوب میساختند بنابر خانواده مذکور شهرت یافت **چهاردهم خانواده فردوسیان** میپیوندند بشیخ نجم الدین کبری او از اکابر فردوس بود به اشارت شیخ وجیه الدین ابو حفص ارادت بخدمت شیخ ابو نجیب سهروردی آورد و از وی خرقهٔ خلافت یافت شیخ فرموده که شما مشایخ فردوس شبیلان خانوادهٔ فردوسیان پیدا شدند و در نفحات مینویسد که شیخ عمار یاسر اعظم اصحاب شیخ ابو نجیب سهروردی بود شیخ نجم الدین کبری از وی تربیت یافته نوزعلی بود گشت و سلسله شیخ ابو نجیب بشش واسطه بسید الطایفه جنید بغدادی میپیوندد الغرض فردوسیان و سهرورویان و طوسیان و کازرونیان این چهار خانواده میرسند بخانواده جنیدیان و جنیدیان میرسند به سقطیان و سقطیان میرسند بسری سقطی و جملهٔ مشایخ این هفت خانواده میپیوندند بخدمت حضرت علی رضی الله عنه و وی از پدر خود امام موسی کاظم رضی الله عنه و وی از پدر خود امام جعفر صادق رضی الله عنه و وی از پدر خود امام محمد باقر و وی از پدر خود امام زین العابدین و وی از پدر خود امام حسین بن علی کرم الله وجهه علیهم السلام الی آخره در معدن المعانی سلسله فردوسیان بدین طریق ذکر نموده است که نوشته شد صاحب مرآة گوید یک شجره سهروردیان در سلسله حضرت شیخ بهاؤ الدین زکریا دیگر دیدیم بعد نام امام حسین نام امام حسن و باز نام علی مرتضی نوشته بود رضی الله عنهم ظاهر ایک خرقه از امام حسن شنیدیم امام حسین رسیده است ازان جهت واسطه می آرند و یک شجرهٔ قادریه نیز بواسطه حسن مثنی با امام حسن میرسد در نفحات است که شیخ نجم الدین کبری خرقه از جانب خواجه کمیل زیاد نیز رسیده است بدین طریق که شیخ نجم الدین کبری بصحبت شیخ اسمعیل قصری رسیده است و خرقه اصل از دست وی پوشیده است و وی از دست شیخ مانکیل وی از شیخ محمد داؤد المعروف بخادم الفقرا و وی از ابو العباس بن ادریس و وی از ابو القاسم بن رمضان و وی از ابو یعقوب طبری و وی از ابو عبد الله عثمان المکی و وی از ابو یعقوب نهرجوری و وی از یعقوب السوسی و وی از عبد الواحد و وی از کمیل زیاد

که خلیفه محرم اسرار علی مرتضی بود کرم الله وجهه شیخ نجم الدین کبری را نشانی داشته بود میگویند هفتاد مرید همچون
خود داشت بعضی فردوسی میگویند بعضی حوذ را کبرویه میگویند هر دو گل از یک شاخ اند از انجمله کبار
ذکر حضرت نجم الدین کبری و اسمعیل قصری و ابو یعقوب نهرجوری و ابو یعقوب السوسی در کتب
مذکور یافتم درین کتاب نوشته می آید تمام شد بیان چهارده خانواده اصل و دیگر چهل خانواده
فرع ازین چهارده اتخراج شده اند از انجمله احوال دوازده خانواده که مشهور اند ذکر کرده می آید
انجمله چهل پانچهارده می بیوندند **اول خانواده قادریه غوثیه** مبدای این سلسله از
حضرت غوث الاعظم میر سید محی الدین عبد القادر جیلی قدس سره مرید و خلیفه شیخ ابو سعید
المخزومی بود و وی از شیخ ابو الحسن علی القرشی تا حضرت جنید الی اخره رحمة الله علیهم
غوث الاعظم را یک خرقه از حضرت امام حسن الرضا بطریق سلسله احداد خود نیز رسیده است
بالفعل در خانواده قادریه همین سلک رامی نویسند **دوم خانواده یسویه** منشا این
سلسله از حضرت خواجه احمد یسوی پیر ترکستانست وی مرید و خلیفه خواجه یوسف همدانی است وی
از خواجه ابو علی الفارمدی وی از خواجه ابو القاسم گرکانی وی از ابو عثمان المغربی وی از خواجه
ابو علی کاتب وی از ابو علی رودباری وی از حضرت جنید بغدادی قدس سره الی اخره انشاء الله
ذکر ایشان درین کتاب نوشته می آید خواجه احمد بارشاد پیر خود در ترکستان بر مسند ارشاد نشست
سوم خانواده نقشبندیه مظهر این سلسله از حضرت خواجه بهاؤ الدین نقشبند و
تابعان او دست خواجه بزرگ مرید و خلیفه امیر سید علی کلال است وی از محمد باباسماسی وی از علی رامیتنی
وی از خواجه محمود انجیر فغنوی وی از عارف ریوگری وی از عبد الخالق غجدوانی وی از یوسف همدانی
وی از خواجه ابو علی الفارمدی وی از خواجه ابو القاسم گرکانی صاحب شحات گوید شیخ ابو القاسم را تمتاز
در علم باطن بدو جانب است یکی بواسطه شیخ ابو عثمان المغربی بجنید البغدادی میرسد چنانچه بالا
گذشت و باز شیخ ابو الحسن خرقانی و وی را الشیخ ابو یزید بسطامی و وی را ولادت شیخ ابو الحسن بصری و وفات
شیخ العجم یزید است بعدتی و تربیت شیخ ابو یزید وی را بحسب باطن و روحانیت بوده است نه بظاهر صورت

ونسبت ارادت ابویزید بحضرت امام جعفر صادق است رضی الله عنه و بنقل صحیح ثابت شده است که ولادت
شیخ ابویزید نیز بعد از وفات حضرت امام است و تربیت حضرت وی را بحسب معنی و روحانیت بوده
است نه بحسب ظاهر و صلوت و حضرت امام رضی الله عنه بقول شیخ ابوطالب کی و نسبت استکی و ابوالحسن خرقانی
الی آخره و دوم بقاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق است که پدر مادر امام است و از فقهاء سبعه بوده است
و بی نظیر در علم ظاهر و باطن و وی را نسبت ارادت باطن بسلمان فارسی است و وی را بعد انتساب نسبت
باطن بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم به ابی بکر صدیق تیز بوده و مشایخ طریقت سلسله نسب اهل
البیت را رضی الله تعالی عنهم اجمعین از جهت نفاست و عزت و شرف که دارد سلسلة الذهب نام
کرده اند **الغرض** خواجه بهاؤالدین را در آراستگی ظاهر و باطن شانی عظیم القدر بوده و در تربیت
مریدان نفسی گرمی داشت بانگ نفحات کنان عالم سفلی را بعالم علوی میرسانید اکثر اولیا کمل
ازان خاندان برزگ پدید آمدند و حضرت بهاؤالدین نقشبند را تربیت باطن از روحانیت خواجه
عبدالخالق غجدوانی نیز بود و این را باعی حضرت شیخ عبدالله یلبانی قدس سره وی و دام خواندی
و آن اینست ر **باعی** تا حق بدو چشم سر نه بنیم هردم ❊ از پای طلب نه نشینم هردم ❊ گویند خدا
بچشم سر نتوان دید ❊ آن ایشان نه ما چنینم هردم ❊ صاحب اقتباس از خواجه عبدالله الرزاق
که فرزند خواجه عبدالله حواریست و نقل مینماید که اکثر بزرگان این سلسله بکسب روزی حاصل میکردند و
بنابران خواجه بزرگ بحکم متابعت پیران بکسب قالین بافی مشغول بوده است و در حاشیه شجره مزار
مظهر جان جانان مینویسد که لقب شریف نقشبندان است که از آبای کرام شان قالین بافی بوده
و ازان نقشبندی می نمودند **شعر** زلیخا کسی چون او بلوح ارجمندان ❊ نزد نقشی بدیع از نقشبندان
و بعضی گویند که نقشبند لقب امیر کلال است و مرجع آن شد که امیر سید کلال بود رحمة الله علیه از انکه متوجه خدمت
بهاؤالدین رحمة الله علیه ظروف گلی منقش گردیدند و بعضی گویند که چون بابا سماسی تربیت او را حوالت
سید امیر کلال کرده بود فرمود که نقش بهاؤالدین بر بندد و بعضی بر آنند هر طالبی که بخدمت وی میرسید
از فیض نظرش نقش معنوی بر دل وی بسته میشد که ازان سبب بمطلوب می پیوست و بعضی

می آرند که مریدان خود را نقش اسم الله نوشته میدادکه بر دل صنوبری بصور نمایند تا موصوف بصفت
القلوب بیت الله گردند **چهارم خانوادهٔ نوریه** منشاء خانواده نوریه از شیخ ابوالحسن نوری
است نام وی احمد بن محمد بود و معروف است بابن البغوری پدر وی از بغور است که شهری بود میان
هرات و مرو منشاء و مولد وی بغداد بود و ارادت و خرقه خلافت از خدمت خواجه سری سقطی داشت از اقران
جنید است و محمد علی قصاب ذوالنون مصر را دیده بود و طریق ارشاد قبولیتی تمام داشت قدس سره
پنجم خانوادهٔ خضرویه مبدای این سلسله از حضرت خواجه احمد خضرویه است وی مرید و خلیفه
خواجه حاتم الاصم بود وی از شقیق البلخی و وی از خواجه ابراهیم ادهم و وی از امام محمد باقر و وی از
امام زین العابدین و وی از امام حسین شهید بن علی مرتضی کرم الله وجهه از ابوحفص پرسیدند از بیاض
کرا بزرگ دیدی گفت از احمد بزرگ تر و بهمت تر هیچکس را ندیدم و حیلی عظیم القدر بود پیش اهل بصیرت
حال قوی داشت در تربیت مریدان قدس سره **ششم خانوادهٔ شطاریه عشقیه**
منشاء این سلسله در هند از حضرت شیخ عبدالله شطاریست وی مرید خلیفه شیخ محمد عارف بود و وی مرید
و خلیفه شیخ محمد العشقی الخرقانی بود و وی از شیخ خداقلی ماوراالنهری و وی از شیخ ابوالحسن الخرقانی و وی
از شیخ ابی المظفر مولانا ترک الطوسی و وی از شیخ بایزید العشقی و وی از شیخ محمد المغربی و وی از سلطان
العارفین خواجه بایزید البسطامی و وی از امام جعفر صادق بن امام محمد باقر آلی آخره اول کسی که این سلسله
در ملک هندوستان آمد شیخ عبدالله شطار بود بحکم پیر خود در هر شهری که میرسید نقاره می نواخت اگر کسی طالب
خدا باشد بیاید من بخدا رسانم در دیار جونپور اکثر مردم بوی ارادت یافتند و در برگ بود و نفس بایمان داشت و
تلقین او را اثر کمال بود چنانچه درین ملک اکثر سلسله او را آن جاریست **هفتم خانوادهٔ حسینیه بخاریه**
که بواسطه سادات میرسد در لطایف اشرفی مذکور است که منشاء جمیع فرقه صوفیه و منشاء همه سلاسل طائفه
علیه حضرت علی بن ابی طالب کرم الله وجهه است بتخصیص سلسله سادات و دودمان سعادت ایشان از اشرف
الشهداء امیرالمومنین حسین ارادت و خلافت و علوم الهی و حقایق نامتناهی از حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه
اخذ نمودند و او از پدر خود امام زین العابدین رسیده از وی بامام محمد باقر رسید و از وی بامام جعفر صادق

وازوی بامام موسی کاظم وازوی بامام علی رضا وازوی بامام محمد تقی وازوی بامام علی نقی وازوی
بسید علی اشقر وازوی بسید عبدالله وازوی بسید احمد وازوی بسید محمود بخاری وازوی بسید جعفر
بخاری وازوی بسید علی ابی المؤید البخاری وازوی بسید جلال اعظم بخاری وازوی بسید احمد کبیر الحق بخاری
وازوی بسید المتاخرین ومرشد العالمین حضرت سید جلال مخدوم جهانیان بخاری رسید قدس سره وهم در
لطائف اشرفی مینویسد که منشاء این سلسلهٔ سادات بخاریه منشاء نسبت مقامات عالیه وی شده آن مقدار
حقایق ومعارف وخوارق عادات که ازوی صادر شد هیچ یکی از سلاطین فرمتاخرین ظاهر نشد مظهر العجایب
ومصدر الغرایب بود در ربع مسکون هیچ درویشی نمانده که بملازمت وی مشرف نشده ویرا خلافت
واجازت از صد وچهل وچند مشایخ اهل ارشاد رسیده بود فاما تربیت وارشاد تمام از شیخ رکن الدین
ابوالفتح سهروردی واز شیخ نصیر الدین محمود چشتی یافته ودر خاندان وی تا حال همچنین وسلسله
جاری اند سهروردی وچشتی سیوم خانواده سادات که بالا گذشت الغرض کمالات او اظهر
من الشمس است ودر وقت خود غوث وقطب الارشاد او بود قدس سره بعد ازوی مقامات مذکور مع
خلافت متعدده ازوی بمیر سید اشرف جهانگیر سمنانی رسید رحمة الله علیه **هشتم خانوادهٔ زاهدیه**
منشاء این سلسله از خواجه بدر الدین زاهد است وی مرید وخلیفهٔ خواجه فخر الدین زاهد بود ووی از خواجه
شهاب الدین زاهد ووی از خواجه صدر الدین سمرقندی ووی از خواجه عبد السلام ووی از خواجه عبد الکریم
ووی از خواجه قطب الدین عبد المجید ووی از خواجه ابو اسحاق کازرونی ووی از حضرت خواجه حسین بازیار
هروی ووی از حضرت خواجه ابو محمد رویم که اعظم خلیفه سید الطائفه جنید بود قدس سره وسلسلهٔ مذکور
در بلاد بسیار شایع است وقبولیت عظیم دارد ودر شهر جونپور نیز سلسله زاهدیه است وبعضی مردم
آن دیار دران سلسله هم مرید میشوند **نهم خانوادهٔ انصاریه** منشاء این سلسله بحضرت شیخ الاسلام
خواجه عبد الله انصاری است پیر هرات قدس سره وی مرید وخلیفهٔ خواجه ابو الحسن خرقانی بود وخواجه را تربیت باطنی
از معدن عنایت خواجهٔ بایزید بسطامی است ظاهر ارادت وخلافت از شیخ ابو العباس قصاب داشت وی از شیخ
محمد بن عبد الله طبری وی از شیخ ابو محمد جریری که صاحب کرامات عظیم وقبله وقت وغوث زمان خود بود

از اعظم خلفاء سید الطایفه خواجه جنید است که بعد از جنید ویرا بجای جنید بر مسند ارشاد نشاندند و این سلسله تا مدتی قدری در خراسان محصور می بود تا بهرات شهری عظیم آمد و حضرت خواجه عبد الله بسیار حاجات و مهمات آن دیار است شیخ الاسلام و غوث و قطب وقت قدس سره **و هم خانواده صفویه** منشاء این سلسله از شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی است وی مرید و خلیفه و داماد شیخ زاهد ابراهیم گیلانی بود و وی از میر سید جمال الدین تبریزی و وی از شیخ شهاب الدین ابهری و وی از شیخ رکن الدین سنجاسی و وی از شیخ قطب الدین الابهری و وی از اعظم خلفاء شیخ ابو نجیب السهروردی است قدس سره الی آخره منتهی میشود بسید الطایفه خواجه جنید البغدادی این سلسله بسیار شایع است در ملک عراق و خراسان در زمان شیخ صفی الدین آن قدر مردم بوی تمسک یافتند و فیض مند گشتند که از دیگر مشایخ کم شنیده میشود و در ارشاد مریدان قبولیتی تمام و نفسی گیرا داشت قدس سره **یازدهم خانواده عیدروسیه** منشاء این سلسله از میر سید عبد الله الکلی العیدروس است الملقب بعیدروسی وی مرید و خلیفه شیخ ابو بکر بود و وی از شیخ عبد الرحمن و وی از شیخ مولی و وی از شیخ علی و وی از شیخ علوی و وی از شیخ محمد بن علی المقدم و وی از حضرت شیخ ابو مدین مغربی و وی بچند واسطه بسید الطایفه خواجه جنید بغدادی میرسد الی آخره و سید عبد الله عیدروس از خانواده سهروردیه خرقه خلافت داشت و سلسله نسب او بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه منتهی میشود مردی بابرکت عدیم المثل بود کلمات حقایق و خوارق عادات عالی از وی بظهور می آمد سلسله او در دیار عرب و عدن و گجرات احمد آباد بسیار منتشر است جامع علوم صوری و معنوی شیخ علم الله انتهی و قدوه ارباب طریقت شیخ بهاء الدین محمد خراسانی درین سلسله بودند **و یازدهم خانواده قلندریه** چند فرقه اند از هر سلسله که خود را منسوب بمشرب قلندریه گردانیدند چنانچه محمد قلندر و مریدان وی و گروهی کثیر این مشرب عظیم القدر داشتند این بیت از وست **بیت** مازد ریائم و دریا هم زماست ❊ این سخن داند کسی کو آشناست ❊ دیگر شاه حمید قلندر و شاه حسین بلخی و مریدان ایشان و شیخ شمس الدین تبریزی و مولانا روم و اصحاب وی و دیگر اهل الله مثل شیخ فخر الدین عراقی و خواجه اسحاق مغربی و خواجه حافظ شیرازی علی القیاس بسیار از شاه بازان هر خانواده قلندر مشرب بودند و امروز الا ان اکثر درین

مشرب می باشند وہمیشہ در آرستگی باطن میکوشند چنانچہ **نفحات** آوردہ کہ بخدمت مولوی روم جماعتی التماس امامت کردند خدمت شیخ صدرالدین قونوی نیز دران جماعت بود مولوی گفت ما را دم ابدالیم ہر جا کہ میرسیم می نشینیم ومی خوریم امامت را اہل تصوف وتمکین لایق اند اشارت بخدمت شیخ صدرالدین کرد تا امام شد ودر لطایف اشرفی می فرماید کہ از سر حلقہ پیران چشت خواجہ ابو احمد ابدال گرفتہ تا این زمان اکثر خواجہ گان چشت ما ابدال بودند وکرامات وخوارق عادات عالی از ایشان بوجود می آمد واکثر از ایشان بر مشرب قلندریہ بودند چنانچہ خلفاء حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر وحضرت شیخ علاء والدین علی احمد صابر وحضرت شمس الدین ترک ومیر سید محمود گیسو دراز نظامیہ وشیخ احمد عبد الحق ردولوی صابری **سیزدہم خانوادہ مداریہ** منشاء این خاندان از حضرت بدیع الدین مدار است ودر رسالہ ایمان محمودی کہ تصنیف شیخ محمود مرید حضرت بدیع الدین مدار است می آرد مدار ابن ابو اسحاق شامی در ملت موسے علیہ السلام واز فرزندان ہارون علیہ السلام شاگرد حذیفہ شامی بود وتوریت وزبور وانجیل را درس میگفت وویرا مدار ازان گویند کہ مدار وقت بود وویرا تکمیل وارشاد واز روح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حاصل گشتہ وبعضی نسبت ارادت ویرا بسوے طیفور شامی لاحق میکنند واین راست نمی آید چرا کہ در زمان طیفور شامی وبدیع الدین مدار تفاوت بسیار است مگر تربیت از روح در میان آمدہ باشد بہر حال بدیع الدین مدار از مشایخ کبار بود واین خانوادہ بمداریہ کہ از وی ظہور یافتہ اند آنرا مداریہ اولیہ نیز گویند رحمۃ اللہ علیہ تمام شد ذکر خانوادہ مذکور بطریق اجمال **نقل تمام اسامی رجال اللہ اقطاب وغوث وغیرہ وصاحب ہذا الطبقات** از کتب معتبر منیوسید کہ از وقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تا این زمان ہمہ وقت در سلک سلاسل مذکور بودند وتا ظہور حضرت عیسے وحضرت امام محمد مہدی خواہند بود بلکہ شیخ علاء الدولہ سمنانی در کتاب خانوادہ عروۃ الوثقی نوشتہ است کہ از زمان آدم علیہ السلام گرفتہ تا وقت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم رجال اللہ بر ای محافظت عالم ہمیشہ بودند وتا ظہور عیسی علیہ السلام وامام محمد مہدی خواہند بود قوام عالم از ایشان است ونیز می آرد کہ در زمان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

قطب ابدال عصامه قرنی بود و عم اویس قرنی ازین سبب آنحضرت گاه گاه فرمودی که از طرف یمن
می آید از انکه قطب ابدال مظهر تجلی صفت الرحمن است چنانچه حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم مظهر جامع
تجلی ذات الوهیت است چون قطب مذکور وفات کرد ابن عطامه احمد عربی از وهبی بوده میان مکه و یمن
بجای او قطب ابدال شد و بلال حبشی و حذیفه یمانی هردو آن وقت از جمله هفت ابدال بودند علی هذا القیاس یکے
میرد دیگری از خلق برآورده بجای وی نصب میکنند و هم وی گوید که ایشان مانند می باشند
در صفات بشری یعنی میخورند و می آشامند و بول و غائط میکنند و بیمار میشوند و دارو میکنند و زن
میخواهند و فرزندان و اسباب و اموال و املاک دارند و دردم با ایشان حسد می برند و منکر شوند و ایذا رسانند
حق تعالی جمال حال ایشان از نظر مردم مستور دارد آنچنانکه می تحت قبابی لا یعرفهم غیری و بر این شاهد
است در اقتباس الانوار است که حذیفه یمانی پیغام شان بدان حضرت نبوی می رسانید و آنحضرت
نیز با ایشان سلام می رسانید و ایشان نزد او جمع میشدند و علم کتاب بی سنت از و اخذ میکردند و با او
او نماز میگذاردند اما غیر از حذیفه رضی الله عنه کسی دیگر ایشان را نمیدید و فی کتاب کشف المحجوب است که خداوند
سبحانه و تعالی برهان نبوی را باقی گرداند است و اولیا را سبب اظهار آن کرده تا پیوسته آیات حق
و حجت صدق محمد صلی الله علیه وسلم ظاهر شده باشد و مر ایشان را اولیاء می عالم گردانند تا مخبر حدیث و میراث
اند و راه متابعت نفس را در نوشته از آسمان باران برکات اقدام ایشان آید و از زمین نباتات بصفات
احوال ایشان روید و بر کافران مسلمانان نصرت بهت ایشان یابند و هم در مکتوب هشتم یحیی میرزا گفت
که ایشان چهار هزار اند که مکتومان اند و مر یکدیگر را نشناسند و حال حال خود را ندانند و اند کل احوال از
خود و از خلق مستور باشد و هم در مکتوب دهم در نفحات گوید اخبار بدین وارد است و سخن اولیا بدین ناطق
و مر اخود اند بدین معنی خبر عیان گشته است و در لطایف اشرفی آورده که اکثر مکتومان ظاهر را ایشان غیر
آشنا میباشند غیر از موحدان اهل باطن ایشان را نشناسند و هم در مکتوب است اما آنچه کاهل حل و عقد از بندگان
درگاه حق اند سیصد اند که مر ایشان را اخیار خوانند و چهل دیگر اند که ایشان را ابدال خوانند و هفت کس
دیگر اند که ایشان را ابرار خوانند و پنج دیگر که مر ایشان را نجبا خوانند و چهار دیگر اند که ایشان را اوتاد خوانند

وسه دیگر اند که ایشانرا اقطاب خوانند و یکی دیگر که مر ویرا قطب خوانند و این جمله یکدیگر را بشناسند و اندر امور باذن
یکدیگر محتاج باشند و بدین نیز اخبار مروی و ناطق است اهل حقیقت بر صحت این مجتمع اند صاحب کتاب فتح حات
مکیه یعنی الله عنه در فصل سی و یکم از باب صد و نود و هشتم از ان رجال هفتگانه را ابدال گفته است و در انجا ذکر
کرده که حق تعالی سبحانه زمین را هفت اقلیم گردانیده و هفت تن از بندگان خود برگزیده و ایشانرا ابدال
نام نهاده و وجود هر اقلیمی را بیکی از ان هفت تن نگاه میدارد و گفته است که من در حرم مکه با ایشان جمع شده
ام و بر ایشان سلام گفتم و ایشان بر من سلام گفتند و با ایشان سخن گفتم فَمَا رَأَيْتُ فِيمَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ
سَمْتًا مِنْهُمْ وَ لَا أَكْثَرَ مُشْتَغِلًا مِنْهُمْ بِاللَّهِ و فرموده است که مثل ایشان نیز ندیدم مگر یک کس
قونیه شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سره گفته است قومی از اولیاء الله عزوجل باشند که ایشانرا
شایخ طریقت و کبرای حقیقت اویسیان نامند و ایشانرا در ظاهر به پیری احتیاج نبود زیرا که ایشان را
حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم در حجر عنایت خود پرورش میدهند بی واسطه غیری چنانکه اویس را
رضی الله عنه و این عظیم مقامی بود و بس عالی تا کرا اینجا رسانند و این دولت بکه روی نماید ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ همچنین بعضی از اولیاء الله که متابعان انحضرت اند
صلی الله علیه وسلم بعضی از طالبان را تربیت بجسمی عنایت کرده اند بی انکه او را در ظاهر پیری باشد و
این جماعت نیز داخل اویسیانند و بسیاری از مشایخ طریقت را در اول سلوک توجه باین مقام بوده است
چنانکه شیخ بزرگوار شیخ ابوالقاسم گرکانی طوسی در اکر سلسله مشایخ حضرت ابوالجناب شیخ نجم الدین الکبری
با ایشان میرسیدند و واز طبقه شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی اند قدس الله تعالی ارواحهم ابتدا
ذکر این بوده که علی الدوام گفتی اویس اویس صاحب رساله خانوادهٔ میگوید که در کتاب فصل الخطاب
احوال رجال الراز فتوحات مکی نقل کرده است که همه دوازده صنف اند موافق ائمه اثنا عشر در حدیث
الائمة من بعدی اثنا عشر خلیفتی هر صنفی از یک امام ائمه فیض میگیرد چنانچه حضرت سید محمد مکی عین ترجمه کلام
صاحب فتوحات مکی از شیخ داود قیصری قدس سره در بحر المعانی نقل کرده و بر ترتیب تفصیل داده
و تشخیص خود است و گفته که همه رجال الله وقتاً ملاقات کرده ام و از هر یکی نعمتها یافته ام و مقامات

همه را مشاهده کرده ام اول اقطاب دوم غوث سوم امامان چهارم اوتاد پنجم ابدال ششم اخیار
هفتم ابرار هشتم نقبا نهم نجبا دهم عمده یازدهم مکتومان دوازدهم مفردان پس باید دانست
که قطب عالم در هر زمان یکی میباشد و وجود جمیع موجودات سفلی و علوی بوجود قطب عالم قایم است
و دوازده اقطاب دیگر اند ذکر آنها پیشتر بجای خود کرده آید و باید دانست که قطب عالم را فیض از حق
تعالی بواسطه میرسد و قطب عالم را قطب اکبر و قطب ارشاد و قطب الاقطاب و قطب دایره نیز گویند که
قیام موجودات سفلی و علوی از برکت وجود اوست و در اقتباس است که علامت قطب ارشاد آنست که
نوری تمکین که رنگ سبز دارد و گاه گاه نور سرخ در میان او مینماید و بی جهت از همه اطراف دایم می بیند
و چشم کشاده و چشم بسته همه برابر بیند و بحقیقت آن نور خاصهٔ مصطفی است که بوی می رساند
و این قطب مدار را دو وزیر میباشند که ایشان را اصحاب فتوحات کبری امامان می نامند یکی بدست راست
میباشد و دوم بدست چپ بدست راست عبد الملک است و بدست چپ عبد الرب است و زیرین
که نامش عبد الملک است ارواح قطب مدار فیض میگیرد و بر اهل علوی افاضه مینماید و وزیر یسار که نامش عبد الرب
است ارواح قطب مدار فیض میگیرد و بر اهل سفلی افاضه مینماید و چون قطب مدار از دنیا انتقال کند وزیر یمنی
رود و وزیر یمین عبد الملک قایم مقامش گردد آنگه قطب مدار عبد الله می باشد یعنی در آسمان و زمین او را
عبد الله گویند اگرچه نام وی دیگر باشد علی هذا القیاس جمیع رجال الله را در باطن بنام دیگر میخوانند باسم ربی
آن شخص مخاطب میکنند وزیر یسار عبد الرب را بجای عبد الملک سازند و ابدالی از بدلا که بر قلب اسرافیل است
او را بجای عبد الرب سازند پس عبد الملک قطب مدار شود و عبد الرب عبد الملک گردد و ابدال ندبور و محل
عبد الرب رسد همچنین تا روز قیامت باقی اند فاما الاقطاب منهم علی قلوب الانبیاء علیهم السلام پس در وازده قطب
اند که بر قلب بعضی انبیا هستند قطب اول بر قلب نوح علیه السلام و ردا و صدف نبی است دوم بر قلب ابراهیم
و ردا و سوره اخلاص سوم بر قلب موسی و ردا و سوره اذا جاء نصر الله چهارم بر قلب عیسی و ردا و سوره فتح پنجم
بر قلب داود و ردا و سوره اذا زلزلت الارض ششم بر قلب سلیمان و ردا و سوره واقعه هفتم بر قلب ایوب و ردا و
سوره بقر هشتم بر قلب الیاس و ردا و سوره کهف نهم بر قلب لوط و ردا و سوره نحل دهم بر قلب هود و ردا و

سوره انعام یازدهم بر قلب صالح و رداو سوره طه دوازدهم بر قلب شیث و سداو سوره ملک است
جمله اقطاب مذکوره دوازده و قطب ایشان حضرت عیسی علیه السلام و مهدی علیهم السلام از ایشان خارج اند بلکه
ایشان مکتومان اند از قسم مفردان و قطب مدار بر قلب محمد علیه الصلوة والسلام می باشد و سکونت میدارد
در شهر بحلان و اقطاب دوازده گانه همه محکوم قطب مدار اند و هفت قطب در هفت اقلیم اند و پنج اقطاب در
ولایت یمن میباشند و ایشان را اقطاب ولایت گویند و اقطاب اقالیم را قطب اقلیم گویند و فیض قطب عالم
بر اقطاب اقالیم وارد است و فیض اقطاب اقالیم بر اقطاب ولایت وارد است و فیض اقطاب ولایت
بر سایر اولیاء وارد است بهمین منوال فیوض بر میدارند تا قیامت میر سید
محمد جعفر مکی در بحر المعانی مینویسد چون ولی ترقی کند قطب ولایت گردد و قطب ولایت قطب اقلیم
شود و چون قطب اقلیم ترقی کند بعبد الرب که وزیر بسیار قطب ابدال شاه است رسد و این قطب اقلیم ابدال است
قطب اسرافیل علیه السلام را قطب ابدال گویند بعده بمرتبه سوم محل قطب ابدال شاه کرد یعنی قطب عالم بسیار کاه
که قطب عالم را حیات وافر باشد و در سلوک بود و ترقی کند بمقام فردانیت رسد و همانجا مینویسد که
حضرت شیخ نصیر الدین محمود چشتی و چراغ دهلوی مدت بست و شش سال و سه ماه و دو روز در مرتبه
قطب مدار می بودند و بشرط تحمل این مرتبه داده شده بودند چون تحمل را بسر بردند بعد از مدت مذکور در مقام
فردانیت نزول فرمودند دران مرتبه اسم مبارکش اقطاب عبد الرب مینویسند چون در مقام فردانیت
بعالم بقا رحلت کردند وزیر دست یمین ایشان شیخ نجم الدین دمشقی که عبد الملک نام داشته بجای
ایشان قطب مدار شدند و قطب مدار از عرش تا فرش و ما تحتی متصرف باشد و چون ترقی کرده بمقام
فردانیت رسد تصرفات محو شود چرا که فردانیت مقام انبساط و موالات است پس او را مدار نباشد
مراد و همه مراد حق گردد و لطایف اشرفی از صاحب فتوحات مکی نقل میکند که حضرت رسالت پناه پیش
از نبوت در افراد بوده و خضر علیه السلام نیز در افراد است از بحر المعانی گوش دار که مراتب اقطاب
و قطب مدار چیست اقطاب ایشان اند که اگر ولی را از ولایت معزول کنند و دیگری را بجای او نصب
نتواند و ایضاً مرتبه قطب مدار که قطب عالم است اگر او خواهد که اقطاب را از مقام قطبیت معزول

کند تواند دانست دعا قطب الاقطاب و غوث دیگری نیز بمرتبه قطب و بقول حضرت شیخ علاء الدوله سمنانی
قطب ارشاد را ولایت شمسی است که بر تمام عالم تابد و قطب ابدال را ولایت قمری است که بهر اقلیم
تصرف میکند الغرض قطب ابدال رئیس جمیع ابدال میباشد از بهجت بهر جا تصرف نماید و در مدارج النبوت است
از حضایص امت محمد صلے الله علیه وسلم وجود اقطاب و نجبا و ابدال است و ایشان بحدیث مرفوع
از انس رضی الله عنه آمده که ابدال چهل مرد و زن اند چون بمیرد یکی از ان بدل آرد خدا تعالی در بدل وی مرد
و زنی دیگر را و تسمیه ابدال هم از بهجت است و بعضے مشائخ عظام گفته که بجهت آنکه تبدیل کرده اند صفات ذمیمه را
بصفات حمیده و مسلخ شده از صفات بشریت مورد ایت کرده است این را خلاد در کرامات الاولیا و طبرانی
در اوسط باین لفظ که خالی نمی باشد زمین از چهل مرد مانند خلیل الرحمن علیه الصلوٰة والسلام که بایشان
قایم است زمین و ببرکت ایشان آب داده میشوند مردم و باین عدی در کامل آورده که بست و دو کس از چهل تن
بشام میباشند و شرده بعراق و چون از الهی بیاید مقبوض شوند قایم شود قیامت و بخبیر مروزی است از احمد
و ترمذی و ابو نعیم در حلیه از ابن عمر مرفوعاً آورده که فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که اخیار امت من پانصد
کس است و ابدال چهل اند نه پانصد کم میشوند نه چهل ایشان در تمامه روی زمین میباشند و بهم در حلیه از ابن
مسعود رضی الله عنه آورده که فرمود آنحضرت صلے الله علیه وسلم چهل مرد اند از امت من که دلهای ایشان
برابر دل ابراهیم است دفع میکند خدا تعالی ببرکت ایشان بلا را از خلق گفته میشود و ایشان را ابدال و ایشان
در نیافته اند این درجه را بروزه و صدقه پرسید ابن مسعود بچه چیز یافته اند ایشان این درجه را فرمود بسخا
و خیر خواهی مسلمانان یعنی و نماز و روزه شریک اند با مسلمانان اما صفت خاص ایشان که بآن دریافته اند
این درجه را این دو صفت است و طول بودن ایشان مانند خلیل الرحمن بودن ایشان تا آخر و صفتی از صفات کمال
که احق صفات باشد شریک باوی علیه السلام و این است معنی آنچه قوم میگویند که هر ولی بر قدم نبی است
نه مثل در جمیع صفات حاشا و کلا است از خواجه معروف کرخی که هر که گوید هر روز اللهم ارحم امة محمد یا رب
او را خدا تعالی از ابدال و در حلیه هر روز ده بار گفته باین لفظ اللهم اصلح امة محمد اللهم فرج عن امة محمد
اللهم ارحم امة محمد و بعض روایات امده است که تعیین ابدال آنست که زاهده نمیشود مر ایشانرا اولاد و ایشان

لعنت نمی کنند چیزی از زید ابن هارون آمده که ابدال اهل عالم اند و امام احمد گفته ابدال اگر اصحاب حدیث نباشند
پس چه کسان باشند و در تاریخ بغداد خطیب از کتابی آورده است که گفت نقبا سیصد اند و نجبا هفتاد
و بدلا چهل و اخیار هفت و عمد چهار و غوث یکی مسکن نقبا در مغرب است و مسکن نجبا مصر و مسکن ابدال شام و
اخیار سیاح اند در زمین و عمد در گوشه های زمین اند و مسکن غوث مکه مبارک است و چون عارض میگردد
امر عامه دعا میکنند و ابتهال مینمایند در برآمدن آن حاجت بعد ازان نجبا بعد ازان ابدال بعد ازان اخیار
بعد ازان عمد اگر مستجاب شد دعای ایشان نبها، گرنه ابتهال میکند غوث و اجابت کرده میشود دعای
غوث پیش از اتمام شدن و در فصل الخطاب خواجه محمد پارسا مینویسد که بقول صاحب فتوحات مکی
اقطاب را نهایت نیست بر هر صنف قطبی میباشد چنانچه قطب زهاد و قطب عباد و قطب عرفا و قطب متوکلان
چنانچه در نفحات حضرت احمد جام قدس سره را قطب اولیا نوشته است و در تمام ربع مسکون یکصد تن
میباشد که اورا قطب ولایت گویند و قطب جهان و قطب جهانگیر عالم نیز نامند که جمیع اقسام ولایت انبوی
قوام و اردو علی هذا القیاس بر هر مقامی قطبی باشد برای محافظت آن مقام و نیز میفرمایند که برای محافظت هر قریه
از قریات عالم یکی ولی الله میباشد که قطب آن قریه است خواه در آن قریه مومنان باشند خواه کافران الغرض
اگر مومنان اند در تحت تجلی اسم هادی پرورش میبابند و اگر کافران اند در تحت اسم مذل هر دو صفت یک
ذات اند من فهم فهم و میر محمد حیدر کی میفرمایند که مشاهدان حضرت الهی از چشم خلایق مستور اند خواص اهل حال
و الفان کامل ایشان را نداند و نه بینند از ایشان گروهی هفت کس اند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
نشان میدهند بدلا امتی سبعة بدین هفت ابدال و در هفت اقلیم اند بدلی در اقلیمی میباشد و فریاد رسی
عاجزان اقلیم خود میکنند و چون یکی از ایشان را موت آید یکی را از صوفی بجای او نصب کنند بدلا سبعة
و در مشارب هفت نبی علیه السلام اند یکی ازان عبد الحی در اقلیم اول بر قلب ابراهیم علیه السلام است بعلیم
در اقلیم دوم بر قلب موسی علیه السلام و عبد المرید در اقلیم سوم بر قلب هارون علیه السلام و عبد القادر
در اقلیم چهارم بر قلب ادریس علیه السلام و عبد القاهر در اقلیم پنجم بر قلب یوسف علیه السلام و عبد السمیع
در اقلیم ششم بر قلب عیسی علیه السلام و عبد البصیر در اقلیم هفتم بر قلب آدم علیه السلام و این هفتم ابدال حضرت

خضر علیه السلام است و وظیفه ایشان مدد و معونتی است و هم میفرمایند که هر یکی ابدال بمعارف اسرار
الهی عارف اند و مانند کواکب سبعه السیر تعالی کور ایشان بمتابعت داود است و دو ابدال از هفت مذکور عبد القادر
و عبد القاهر در ولایتی و یا بر قومی که قهر است و یا مهر است ایشان بقهر و مهر نام زد میشوند چرا که مقهوری
آن ولایت و آن قوم بواسطه اقدام ایشان میباشد و سیصد و نیاه و هفت ابدال در کوه ساکن اند و خورد
ایشان اشلم و خاشت و ملخ بیابان و با معرفت کمال مقید اند سیری و طیری ندارند چنانچه در حدیث صحیح از
عبد الله بن مسعود رضی الله عنه مرویست حدیث ان لله تعالی ثمانیة نفس قلوبهم علی قلب آدم علیه السلام و له
اربعون قلوبهم علی قلب موسی علیه السلام و له سبعة قلوبهم علی قلب ابراهیم علیه السلام و له خمسة قلوبهم علی قلب
جبرئیل علیه السلام و له اربعة قلوبهم علی قلب میکائیل علیه السلام و لواحد قلبه علی قلب اسرافیل علیه السلام
چون یکی از ایشان فوت میشود بجای او از چهار و بجای چهارم از پنج و بجای پنجم از هفت و بجای هفتم از چهل و
بجای چهلم از سیصد و بجای سیصدم از زهاد صوفی سیرت را نصب میکنند و این جمله بدلا بترتیب مذکور فیض از قطب
ابدال میگیرند که دل او بر دل اسرافیل است و هم میرسد که گوید بدلا چهار صد و چهار اند سیصد و شصت و چهار را
ذکر کردیم و چهل دیگر اند کما قال علیه السلام بدلا امتی اربعون رجلا اثنا عشر بالشام و ثمانیة عشر و من بالعراق صاحب
نسمات القدس می آرد که هیچ از اولیا من حیث الولایة و الاستعداد زیر قدم نبی از انبیا اند علیهم السلام یعنی
مبدا تعین آن ولی همان اسم است از اسماء الهیه که مبدا تعین آن نبی است لیکن مبدا تعین انبیا علیهم السلام
کلیات اسماء اند و مبدا تعین اولیائی که زیر اقدام ایشان اند مجموع الهی جزئیات آن اسماء حدیث صحیح در حق
سیصد تن از رجال الغیب آمده که چندتن از ایشان بر قلب ابراهیم علیه السلام باشند و چندتن بر قلب موسی
علی نبینا و علیه الصلوات و السلام در لطایف اشرفی مینویسد که آنحضرت صلوات الله علیه جمیع عالم را دو منتصف
فرض کرده اند نصفی شرقی و نصفی غربی از عراق نصف شرقی خواسته اند چنانچه خراسان و هندستان و ترکستان
و سایر بلاد شرقی در عراق داخل است و از شام نصف غربی و بلاد مصر و مغرب و غیره همه داخل شام است
پس فیض او چهل تن مذکور بر تمام عالم ناشی است و صاحب کشف المحجوب و اکثر مشایخ همین چهل بدلا مذکور
را چهل ابرار قرار داده اند بهر دو حال مقبول است میر سید محمد جعفر مکی در بحر المعانی مینویسد که چهار اوتاد و اثنا

که چهار رکن عالم سلکی باشند یکی عبدالودود و را در مغرب دوم عبدالرحمن را در مشرق سوم عبدالرحیم را در جنوب چهارم
عبدالقدوس را در شمال ملاقات کرده ام یکی را بجای دیگری بعد فوت او میرسانند چهار رکن عالم بوجود این
چهار اوتاد معمور است و امیر سید محمد گیسو دراز در ملفوظ جوامع الکلم میفرماید که ابدال برای تصفیه دل عنقریب
باشیر آش کرده میخورانند اگر که در میان خویش در آرند او را بدهند و این را اشری ظاهر گویند و میان ایشان
بودن چند دره چیزی لطیف بطریق آب برنگ سفید و سرخ و زرد و سیاه منظر و خوش بودار میباشد و از
خوردن آن در کلام حلاوتی و دل را نور حق حاصل میشود که از احدی و اندازی نیست از ایشان پرسیده شد
که این چیست و از کجا است گفتند در بنی اسرائیل در حق سفت مشت میباشد این بار آن در خشت و این آب
شیره اوست و صاحب بحر المعانی میگوید که نقبا سیصد اند اسامی کل نقبا علی است و نجبا هفتاد اند اسامی کل نجبا
حسن است و اخیار هفت اند اسامی ایشان حسین است و عمده چهار اند اسامی ایشان محمد است و یکی غوث نام او عبد الله
است و بعد از غوث غوث عمده و بعد از عمده اخیار و بعد از اخیار نجبا و بعد از نجبا نقبا و بعد از نقبا یکی از خلق الله در
بجای رسالت و نیابت در بحر المعانی مسکن نقبا زمین مغرب است و سکونت نجبا در مصر است و اخیار مسکنی و قراری ندارند
و عمده در زوایای ارض میباشند و مسکن غوث مکه است و این راست نمی آید که مجاورت کعبه غوث را لازم و شرط
نیست چنانچه در نفحات آورده که یک شخص است که او را غوث و قطب نامند ولیکن مقتدا این طایفه صاحب فتوحات
مکی در اکثر تصنیفات خود میفرماید که غوث جدا و قطب الاقطاب جدا است میر سید اشرف در لطایف اشرفی میفرماید
که اگر وجود غوث و وجود قطب الاقطاب در عالم نباشد تمام عالم زیر و زبر کرد و اما چون غوث ترقی کند
افراد شود و چون قطب الاقطاب هم ترقی کند افراد گردد و چون افراد ترقی کند قطب وحدت شود و قطب وحدت
قطب حقیقی نیز گویند یعنی بمقام معشوقی رسد در لطایف اشرفی است ای محبوب گوش دار که مقام افراد نوشته می آید
اما المفردون فمنهم من یهو علی قلب علی کرم الله وجهه و یهو علی قلب محمد علیه الصلوة والسلام ای محبوب افراد
کامل و غیر کامل افضل اند بر قطب الاقطاب اما افراد کامل مظاهر و چه تفرد روح کلی علی اند و غیر کامل
مظاهر و جه تعلق روح علی اند کرم الله وجهه و در تفرد و تعلق فرق بسیار است عمر قطب مدار اکثری
سال و ۳ چهار ماه باشد و بعضی را ۳ سال و ۳ ماه و هشت روز و بعضی را شصت سال و ۳ ماه و دو روز

وبعضی را بست وپنج سال وبعضی را بست ودو سال ویازده ماه وبست روز وبعضی را نوزده سال وپنج ماه
ودو روز وازسی وسه سال وچهار ماه زیاده نباشد واز نوزده سال وپنج ماه ودو روز نقصان نبود
اگر در عمر باندکور تقدیر میرسد رحلت میکنند وانکه در سلوک بعمر مذکور ترقی میکند در مقام افراد میرسد
وعمر افراد پنجاه وپنج سال است نه زیاده نه نقصان اگر در عمر مذکور تقدیر میرسد رحلت میکند وانکه بعمر مذکور
در سلوک ترقی میکند بقطب حقیقی میرسد وعمر قطب حقیقی بست وسه سال وده روز است اینمقام
مقام معشوقیست یعنی قطب وحدت ومرتبه معشوق الست که هرچه معشوق گوید حضرت حق ان کند ای عزیز
قطب مدار متصرف وافراد متحقق از عرش تا ثری است وقطب مدار همیشه در تجلی صفات است افراد همیشه
در تجلی ذات است وقطب مدار خاص است وافراد اخص است وبعضی اولیا در تجلی افعال وبعضی در تجلی
اسماء وبعضی در تجلی آثار اند وبعضی در مقام صحو وبعضی در مقام سکر وبعضی در هر دو باشند اولیا این
مقامات اکثر اند اما اهل فردانیت بیرون ازین مقامات تجلی دارند وفردانیت بی مکانست ای محبوب
مالیخه افراد انقدر نیست بسیار اند واز چشم مردم ظاهر مستور اند مگر انکه قطب مدار وبعضی اوقطاب اولیا
داشته وبتعین هر گاه که افراد کامل که مظاهر وجه تفرد علی مرتضی اند در سلوک ترقی کند بر قلب سید انبیا وسلی
علیه وسلم نیز در سلوک ترقی کند بقطب حقیقی که مقام معشوقست یعنی قطب وحدت رسد ای محبوب
در نهایت این مقام از کل اولیا دو کس رسیدند حضرت شیخ عبد القادر جیلانی وحضرت شیخ نظام الدین
اولیا رحمة الله علیهما ای محبوب فردانیت مقام لاهوت است ولاهوت در اصل لاهو الا هو است تا زیاده
از قانون عرب است که چون کلامی مخالف عقل بیند چیزی حذف کنند وچیزی زیاده نهند تا مردم
محروم از حقیقت نباشند پس لا منع است یعنی افراد را تجلی صفاتی نیست وهو اسم ذات است یعنی الا هو
مگر تجلی ذات پس اهل فردانیت را دوام مقام لاهوتست یعنی تجلی ذات ولاهوت خود یعنی فردانیت
مقام نیست که خارج از شش گانه ولایت واین لفظ مقام که اضافه میکنند مراد مقام نیست باسنا بجهاز
مقام گویند که مقام لاهوت است اما مقام ندارد وانچه که صاحب بحر المعانی بیان نموده واز علم الیقین
عین الیقین نیست بلکه مشاهده حقیقت الیقین است وسفلی این مقام جبروتست یعنی مقام جبروکسر خلائق

و باین مقام قطب عالم متصرف است از عرش تا ثری کبیر و کسر در حدود است و قطب عالم را فیض از عرش است
که تعلق بعزیت و نفسیت دارد و این مقام را جبر و کسر ازان گویند که کرامات و معجزات اولیا و انبیا
ازین عالمست ورای عالم جبر و کسر مقام فردانیت است یعنی لاهوت و در عالم فردانیت جبر و کسر کفر است
اما فرد او قادر اند بر عالم جبروت اگر بر جبر و کسر مشغول شوند از فردانیت که تجلی ذاتی است بر افتند بسبب
که از فرد او مستور باشند چرا که مقام فردانیت مقام لاهوت است صاحب کتاب عروه و فصل الخطاب
حضرت الیاس و خضر از رجال الله گفته انتهی قطب افراد را از استهلاک شهودات ذاتیه چندان توجهی
بدعوت ارشاد نمی باشد کما فی کتب القوم در مکتوب صدو بست و چهار شیخ ناشیخ عبد القدوس
گنگوهی قدس سره مسطور بود سوال قدری خراش این مضمون در دل بود عرض کرده آمد که
در مکتوب پانزدهم حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سره می آرد که در علیه الاولیا از حضرت رسالت پناه
صلے الله علیه وسلم منقول است که در عصری چهل کس باشند که دل ایشان چون دل موسی علیه السلام
بود و هفت کس باشند که دل ایشان چون دل ابراهیم علیه السلام بود تا آخر حدیث تا آنجا که میگوید
یک کس باشد که دل او چون اسرافیل علیه السلام بود پس ازین حدیث ظاهر اود و چیز مفهم میشود یکی آنکه
دل را اسرافیل را دوم فوقیت او بر پیغامبران و بار دیگر مکتوب بحضرت قطب عالم دستگیر مصرح
میشود که فرشته دل ندارد لاجرم در سرا پرده خاص گذر ندارد فحاوجه التوفیق بلطف تمام بیان فرمایند
جواب مقرر باد فضلی جزئی که باعتبار عالم تقدیس و طهارت است تقاضا بر فضلے کلی نمیکند زیرا که در
اعتقاد است که پیغامبران بر جمله ملایک فضل دارند و فضل اولیا مقرب نیز بر عوام ملایک است و ازین
ازان ست که ملایک دل ندارند و در سرا پرده خاص گذر ندارند آنکه دل دارد خلیفه رحمان است
و همنشین سبحانست و هم مجلسان الله تعالی یوم القیامة و این روایت در معدن الغرائب شرح شاشی
تصنیف جدی صفی الملة والدین رد و لوی رحمه الله صریح است در بحث فی تحقیق جنس الانسان حاصل
روایت آنست که سوال کرده اند در حد انسان که حیوان ناطق است ملک و جن در می آید جواب داده
که مراد از نطق نطق جنانی است فیخرج الملک والجن لعدم الجنان لهما و درین هیچ شک نیست که هر چه دارد دانی

هر که دل ندارد هیچ ندارد اگرچه ملک است هر فلک بیت دل مغز حقیقت است و تن پوست به بین
دل شیوهٔ روح صورت دوست به بین ❊ هر که روح قدسی دارد او دل دارد که دل نور اوست و
تن جان او و این روح خود انسان را نیست لاجرم ملک را این شان نیست فضل دیگر است که حق تعالی او را
فضل دهد اگرچه ملک نور است نه دیر این حضور است و چون اسرافیل علیه السلام در میان ملایک مقرب بود
و فضل تمام داشت فضل انکس را در حضرت حق تنظیر آورد کذا بر ای تفهیم یعنی چون در حدیث ذکر مفاضلهٔ
اولیا بدل های انبیا افتاده در مقابلهٔ دل آن ولی با اسرافیل نیز ذکر دل افتاد و نیز ذکر دل اینجا چنان
تواند بود که میگویند دل قرآن سوره یس است و دل یس سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ است
برای بیان مجرد فضل است نه برای بیان تحقق او این چنین لفظها در جهان بسیار برای اعتبار است
نه برای ثبوت و تحقق ملک جز عقل نیست و ملک بر این فلک نیست و اگر دل صوری مراد دارند که
بی روح ربانی و بی حضور نور سبحانی است خود بهایم و جانور نیز دارد و هیچ اعتبار و کار ندارد و در
حضرت خداوند هیچ بار ندارد و آن دل نیست دل آنست که عرش رحمان است و آن دل انسان است
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ گواه آنست بیت محراب جهان جمال رخسارهٔ ماست ❊ سلطان
جهان در دل بیچارهٔ ماست ❊ سبحات سبحات اینچه اسرار است و این چه انوار هر چند جبرئیل فضل
دارد بروی در اعتقاد ظاهر امادر اسرار دل گه زند دارد و از سر دل ولی خبر مدارد در ملکوت طیران
او و آشیان او و ولی در امکان طیران دارد و با سبحان یگانه و خبر سبحان از و خبر ندارد اُولٰٓئِکَ
کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ هر که این طلب و این عرفان ندارد او در خسران عظیم و در هجران جسیم است
کَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ این عرفان و این اسرار این شرب
این بیچاره است و دولت نصیب آن شهسوار است وانجائی کانجوم بهمین اخبار است بیت من که در زمرهٔ
عشاق سر بندی علم ❊ طبل نهان چه زنم طشت من از بام افتاد ❊ فضل انبیا بر ملک و اعتقاد معتزله
و همچنین روایت صریح است که ملایک دل ندارند ایضا در مکتوب صد و بست و پنجم حضرت شیخ ما قدس سره
است ای برادر ایمان صفت دل است و تصدیق دل ایمان است هر که دل دارد ایمان دارد

و هر کرا ایمان دارد در جنت مدد و خدا را بیند که دیدار و جنت بنعمت ایمان است چه مومن را نعیم جنت و نعیم رویت بخود اگرچه ملک است و فلک است خواه مقرب و خواه مجرد ملک را ایمان ایمان مطبوع است و هر چه دارد در مرتبهٔ طبع دارد و هیچ اعتبار ندارد و با حضرت حق هیچ کار ندارد و مجرد نور است یا نار و با خود او را حضور است و کار همیشه در کار مومن ساخته و برای کار مومن خاسته است اِسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اگرچه در جنت بود در خدمت مومن بود و برای مومن بود و مومن برای خدا و خدا برای مومن فَسْتَانَ مَا بَیْنَهُمَا و چون ملک را در جمیع امور خود همان طبع بود و ایمان او در مرتبهٔ طبع بود دل ندارد و ایمان ندارد که مرجع را تقلب که لا ایمان لمن لا دین له و من لا ایمان لا راز قرآن بشنو اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ هیچ کار و بار و اسرار با هیچ ورد و کار ندارد هر چند پرورد گار آفرید گار دارد مولانا عبد الله رحمة الله علیه شنیده ام و نیز روایت دیده ام که هر که در جنت بود از ملک و حور و غلمان همه را رویت بود و نیز روایت دیده ام که کافر یکبار در دوزخ خدایا بیند و بار محجوب ابد گردد چون کافر ایمان ندارد و دل ندارد خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ از بار خدا نه بیند و در جنت نه نشیند خبر مومن در جنت بود و نعمت جنت و نعمت رویت همان مومن را بود و هر چه غیر مومن را بود بر طریق وضوح بود نه نعمت را هیچ فتوح بود کافران عیان و خسران سوی نماید و مومن را در جنت شادی و وجدان و روح و ریحان کشاید و ملک در چاکری مومن در جنت در آید هر چند وضوح با باز وجدان و ریحان مفتوح نشاید و نیز خسران بود که جنت جای آن بود اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ کار جای رساند کز ظلمات وجود گونی چنان بلند پرد که بنور وجود سبحانی گشته که او را بیند حق را بیند و با حق هم نشیند مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ منجوان بود و کانگی میان ایشان روا مدان و کسانی که مصطفی صلی الله علیه وسلم را بصورت مجید دیدند و بمعنی نمیدیدند شکایت از حال ایشان این است وَتَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ آنانکه مصطفی صلی الله علیه وسلم را همان بشر دیدند و همان بشر گفتند فَقَالُوْا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا چون درویش درمیان نباشد

وازکون درگذر وخدا ماند جل جلالہ خوش گفت عطار بیت مصطفی راحق ہمان وحق ہمین ✤ مصطفے
نور رب العالمین ✤ وہرچہ نبی است اصالۃ ولی است تبعا واین ظاہر است کہ ولی نور نبی است
قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر لا کابشر کالیاقوت بین الحجر انتہی حدیث
انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری ملک نیاگذ ندارد کہ دل ندارد وہرچند مقرب ومرسل است باخود است
ودرخود باز ماندہ است وامامنا الا لہ مقام ملک کونی است سبحانی منیت مومن سبحانی است کونی
نیست ہرچند درکون است باسبحان درعون است وکان بالمؤمنین رحیما
فضل ظاہری ملک را درمذہب ظاہر است ودران ہیچ قیلی نیست توسری مبین سرمیدان ومیخوان
وسرمیجوئی وسری بوی امی برادر ہرچند انبیا را فضل است اولیا را سر است یکی بردیگری عاجز
اگر حجب مینجوای از قرون شنو قال انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی
مالم تحط بہ خبرا موسی علیہ السلام وقتی درماندہ بود ہیچ حیلہ نجات خود نمیدانست ناگاہ
ولی صاحب سر وصاحب روزگار ہم در وقت از اقصاء مدینہ رسید وگفت ان الملا یاتمرون بک
لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین سبحان اللہ این چہ بشر است واین سر
ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور حال مینماید
وکمالی میکشاید کہ خرج حق تعالی ہیچکس نمی ماند وخبر ولی ونبی ہرگز این سر نداند وخبر این حرف نخواند
بیت رازی درون پردہ زرندان مست پرس ✤ کین حال نیست صوفی عالی مقام را
دم درکش تا دم درکشیم واگر نہ لشکر مردان دریک دم عرشہ عرش برہم زنند ناچار بچارہ دم میکشند
ومینوشند وہیچ نشنوند ومی نوشند ہرچند بخود شنوند ودر بازار نمیفروشند مردان
دریا نوش اند وآنروغ نزنند کہ اروغ بدعت است بحج الحال بحج المقال ودر عقد عقل وحس با اہلان سخن
گویند وفلاح خلایق جویند وانما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ودر کار دارند وباخود خار خار دارند
دکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الحزن ودائم الفکر کہ چون بحر عمیق است وساحل
ترنیست خبر خون خواری درپیش نہ اگرچہ در ملکوت است در تعین کونی کہ مرتبہ نانی از ناسوت

وملکوت است واز غالب قلب نه انکه دل منحصر بکونست دل عرش رحمان است بلک فراخ تر ازانست
که لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن والقلب مرآة الرب درکون کجا
گنجد و ملک بچاره باوی چه سنجد درگذر تا درگذریم واگرنه تا کجا درگذریم حرف رندان جز رندان
نخوانند و زبان مرغان جز مرغان ندانند سلیمان وقت باید تا و اسرار بگشاید سخن مردان میرود نه قصه
مخنثان اهل ظاهر و علم ظاهر را بدین حرف گذر نیست العلم حجاب الله الاعظم معتفو و درگذر تا بعلم
رسی و نور الله شوی واگرنه حیوانی بعضی روایات و فضل انبیا بر ملایک توقف و در فضل ملایک بر
مومنان اختلاف مع انه خلاف الاجماع پس در عقاید دینیه در علم ظاهر چنانکه در کتب متداوله معتمد
علیها و در عقیده حافظیه است اعتقاد ظاهر هم بران دار و در کار شو و در اسرار شو و محرم کردگار

باب دوم ذکر حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی الله علیه وسلم

از مدارج النبوت بدانکه احوال و اوصاف آنحضرت صلی الله علیه وسلم دو قسم اند یکی انکه در احادیث وارد اند
دوم انکه مکاشفان اسرار حقیقت بدیده بصیرت دریافته اند بعضی از قسم دوم بیان نموده میشود
بدانکه انبیا مخلوق اند از اسماء الهیه حق و اولیا از اسماء صفات و بقیه کائنات از صفات فعلیه و سید
رسل صلی الله علیه وسلم مخلوق است از ذات حق و ظهور حق و روی بالذات است چون اقتضا
ظهور در اسماء و صفات بیشتر و ظاهرتر است هر مظهری و هر اسمی اظهار کرد آنچه مقتضای معنی وی بود
از جلال و جمال باقی ماند کنه ذات از بطون و کمون پس حقایق آن اسماء و صفات ندا کردند
که بارالها اگرچه ما اظهار کردیم این کمال را و جمال جلال و جمال را که بیرون از حد حصر و احصاست
ولیکن این همه قطره ایست از بحر وحدت و دانه ایست از افتاب ذات بهمات بهمات اجتماع
ما کجا و حقیقت ذات کجا اشارت رفت که من پیدا کنم و بیرون آرم از ذات خود حقیقتی را که جامع
جمیع کمالات اسماء و صفات و شئونات ذات باشد و اظهار کنم ظهوریرا که عین بطون است
متصور بصورت بدیعه کجا مع باشد انشار بدیع شمائل و ممتاز باشد در حد خود بکنه کمال که لا یدرک
ولا یوصف و نسبت شما باوی نسبت صفات باشد با ذات تا کامل گردد بدان بنای پر علای من

پس شگافتم از احمد اسم او را و تسمیه کردم محمد و احمد و محمود گردانیدم او را عابد و معبود پس انبیاء و اولیا
مظهر اسماء و صفات اند و محمد صلی الله علیه وسلم مظهر ذات گشت و حقیقت وی مصدر جمیع موجودات است
و بعد از تنزل وی از حضرت احدیت بمقام واحدیت ظاهر شد بجلای اسماء و صفات پس عاشق شد بر وی
حضرت کمالیت مثل تعشق اسم بمسمّی و صفت بموصوف و هر معنی او معانی آن کمالات اشارت
میکند بحقیقت خود مکرر سوی وی و دلالت میکند بهویت خویش مگر بروی پس اگر متحقق شود یکی از ان
کمالات مشار الیها معطوف خواهد بود و تابع خواهد گشت مر او را و حقیقت و صفت نوریت منحصر است
در وی و نور از اسماء اوست و اگرچه انبیا و اولیا همه متصف اند باین صفت و متحقق اند بدان ولیکن
وی صلعم حقیقت این صفت است و فرق است میان حقیقت شئی و کسی که متحقق است بدان
و همه اشیاء مظاهر این نور و مجلای آن ظهور اند و قول وی صلعم انا من الله والمؤمنون منی من نوری و فی روایة
انا من الله والمؤمنون منی اشارت بانست و تخصیص بمؤمنین اتفاقی و بموافقت مقام است و چون
تنزل کرد بوجود کونی پیدا کرده شد بوساطت وی عقول و نفوس و لوح و قلم و عرش و کرسی و افلاک
و کواکب و ارکان و معادن و نباتات و حیوانات و انسان که نسخه جامعه حقایق کونیه است و منتظم
گشت بوی کارخانه وجود تبرتیبی که واقع است در کلام عرفا و محکما و گفته اند که ترتیب وجودات مثل
ترتیب وجود اعداد است از واحد که اثنین موجود نمیشود مگر بوجود واحد و ثلاثه موجود نمیشود مگر بوجود
اثنین و اربعه مگر بوجود ثلثه و هلم جرا پس موجود نمیشود هیچ عددی مگر باعتبار وجود ما قبل وی در مرتبه و همه
موجود اند از واحد و واحد عدد نیست زیرا که هر عدد که ضرب کرده شود در عددی بیرون می آید عدد
ازان و اگر ضرب کرده شود بجمیع اعداد در واحد بیرون نمی آید ازان چیزی و در بیان قابلیت وی صلی الله
علیه وسلم که محمد بمجموع عالم است زیرا که روح وی عقل اول است و عالم همه مخلوق ازوست پس
قابلیت وی تنها بچون قوابل سایر موجودات باشد و وی مستفیض اول و مفیض ثانی است فیض
قدس و فاق اول بوی متوجه است و ازوی بقیه مخلوق بر قدر قوابل ایشان پس وی کل موجودات است
و مراد است کل شئی و هو الکل و الله کل الکل و جنید گفته لبسة شاذ است

هر در سوی خدا مگر و محمد و نیست راه در آمد در درگاه حق مگر از دروی شیخ میگوید پس گم شو در وی
و الا حق کن نفس خود را بوی بچو محق قطره بدریا و بابن الحق بحر محمدی اشارت است درین قول حضرتنا
مگر و قف الانبیا علی ساحله و در مکتوبی حضرت مجدد مینویسد در آخرت چون خدای عزوجل را بینند
بجمال محمد را در یابند در مکتوب سی و ششم حضرت قطب عالم شیخ ما شیخ عبد القدوس اسمعیل صفی
الحنفی گنگوهی قدس سره است جواب مشکل دیگر عزیز من اول ما خلق الله نوری از مقام محض غیب بود
و اینجا جز عشق را سبقت نباشد پس آنجا معنی این حدیث آن باشد که اول ما ظهر الله به فی غیب الغیب
عشقه و عشق حق عشق محمد است علیه السلام که دایره ازل و ابد گرفته است و هو بکل شیء
محیط و اول ما خلق الله روحی از مقام روح اضافی است که اشارت الیه نفخت فیه من روحی است
و اینجا جز روح محمد را سبقت نباشد پس اینجا معنی آن باشد که اول ما ظهر وجوده فی عالم الامر روحه
و همچنین در مقام عقل و در هر مرتبه از مراتب وجود محمد را سبقت بود و از غیر خود و مگر و خلقت تن مبارک
او که اول آدم است و آخر محمد تا اول محمد باشد و آخر محمد و سر دران این است که نقطه اول همان
آخر هست هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بکل شیء علیم
اینجا علم عین وجود است وجود عین علم و دیگر بیانکه عبارت مختلف است در هر وقتی ملایم ان گفته اند
و مراد یکی است عشق همان و روح همان عقل همان چنانکه آب در مظاهر مختلف نامی دیگر یابد بر حسب ان
مظهر و حقیقت او یکی است جنید گفته لون الماء لون اناءه انتهی و ازینجا نظیر آنحضرت صلی الله علیه وسلم
باعتبار حقیقت وی حضرت صلی الله علیه وسلم محال و ممتنع بذاته است چنانچه در مقاصد العارفین
حضرت شاه عضد الدین میفرمایند که رسول اولوالعزم اگر محیط اعظم باشد آنرا خاتم گویند و محیط کسی است
که حقیقتش محیط جمله حقایق باشد و بالا مرتبه او هیچ مرتبه اعلی نباشد و خاتم نبوت یکی بیش نیست و آن
خاص وجود مقدس محمدی است صلی الله علیه وسلم انتهی و در کتابی است اول پرتو نور احدیت نور محمد
صلی الله وسلم پدید آورد چنانکه گفت انا من نور الله و المومنون منی انتهی شعر قصیده حضرت علی کرم الله وجهه
چه زیبا است ؎ خلقت مبرا من کل عیب ؎ کانک قد خلقت کما تشاء و مدارج النبوت است

بدانکه اول مخلوقات و واسطهٔ صدور کائنات و واسطهٔ خلق عالم و آدم نور محمد است صلی الله علیه وسلم چنانکه
در حدیث صحیح وارد شده که اوّل ما خلق الله نوری و سایر مکونات علوی و سفلی از آن نور و از آن جوهر
پاک پیدا شده از ارواح و عرش و قلم و انس و جن و سایر مخلوقات و در کیفیت صدور این کثرت
از آن وحدت و بروز و ظهور مخلوقات از آن جوهر عبارات و تعبیرات غریب آورده اند و حدیث
اوّل ما خلق الله العقل نزد محققین و محدثین بصحت نرسیده و حدیث اوّل ما خلق الله القلم نیز گفته اند که مراد
بعد العرش و الماء است که واقع شده است و کان عرشه علی الماء و در بعضی احادیث بتصریح بدان
واقع شده است و آمده است که خلق ماء پیشتر از عرش است و آمده است که چون خلق کرد و شد
قلم گفت بوی پروردگار تعالی بنویس گفت قلم چه نویسم گفت بنویس ما کان و ما یکون الی الابد
پس معلوم شد که پیش از خلق قلم کائنی بوده است و گفته اند که آن عرش و کرسی و ارواح و غیره است
و خلق نور روی صلی الله علیه وسلم از آن سابق است و بدین وجه تواند که مراد از ما کان صفات و احوال
آن بوده باشد که اول دوران عالم ثابت است و از ما یکون آنچه در آخر ظاهر گردد و در دنیا و نبوت آنحضرت
ثابت بود دوران عالم و در فضل آنحضرت آمده است حدیث سلمان که جبرئیل فرود آمد نزد آنحضرت و مژده
یا محمد پروردگار تو میگوید که اگر من ابراهیم را خلیل گرفتم ترا حبیب گرفتم و پیدا نکردم هیچ آفریده را گرامی تر
بر خود از تو پیدا نکردم دنیا و اهل دنیا را مگر برای آنکه بشناسانم ایشان را کرامت ترا و منزلت و مرتبت
ترا نزد من و اگر تو نمی بودی پیدا نکردم دنیا را پس بنا ده شد نور محمدی در پیشانی آدم و در رودانیدم
وی و میدرخشید از جبین وی پس ازان سرایت کرد در تمام اعضا و تعلیم کرد حق تعالی به بهترین
این نور آدم را اسمای جمیع مخلوقات و امر کرد ملایکه را بسجود وی و چون آدم بهشت و آوردند
پس تزویج کرد حضرت عزت آدم را با حوا و خطبه خواند به کلام اقدس خود
خود بدانکه عادت الهی بران جاری بود که حضرت حوا در هر ولادت پسر دختر توام میزاید الا شیث تنها بوجود
آمد تا نور نبوی مشترک نباشد و چون آدم وفات یافت شیث را وصیت کرد که تنها این نور را مگر در پسر
طاهرات و شیث نیز وصیت کرد پسر خود را که انوش نام داشت باین و همیشه جاری بود این وصیت و نقل

گردد می شد این نور از قرنی بقرنی تا رسانید حق تعالی این نور را بعبد المطلب و از وی عبد الله و پاک گردانید
و تعالی این نسب شریف را از سفاح جاهلیت بدانکه استقرار نطفهٔ زکیهٔ محمدیه در صدف رحم آمنه در ایام
حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعه بود و ازین جهت امام احمد حنبل رحمة الله علیه لیلة الجمعه را
فاضلتر از لیلة القدر داشته و در آخبار آمده که درین شب در ملک و ملکوت ندا در دادند که عالم را با نوار
قدس منور سازند و در جمیع طبقات سمٰوات و بقاع ارض بشارت دادند که نور محمدی امشب در رحم امنه
قرار یافت و آنحضرت شش ماه تمام نه بیش نه کم در شکم مادر بودند بدانکه جمهور اهل سیر و تواریخ بر انند که تولد آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در عام الفیل بود بعد از چهل روز یا پنجاه و پنج روز و این قول اصح اقوال است و مشهور انست
که در دوازدهم ربیع الاول بود چون سال مبارک آنحضرت بچهل رسید آفتاب نبوت از مطلع عنایت طلوع نمود
و چون وقت ظهور نبوت نزدیک سید محبوب گردانیده شد بسوی وی صلی الله علیه وسلم خلوت گزیدن
گیری از خلق پس بخلوت می نشست که در کوه حرا که آنرا جبل نور گویند و آنرا بجاده بجبل کعبه نیز میگویند
و عبادت میکرد و متوجه بجانب عزت و مستغرق می نشست و اختلاف کرده اند علما که عبادت وی
دران خلوت بفکر بود یا بذکر مختار آنست که بذکر بود قلبی و لسانی و عمل میکرد بشریعت ابراهیم علیه السلام
یا هر چه ثابت میشد نزد وی یعنی از شرایع انبیا یا باستحسان عقل و می برد با خود از خانه توشه را و چون تمام
میشد نزد وی آمد از جبل و مدتی میداشت توشه چند روز و مشغول میشد و در روایتی هر سال یکبار از مکه بدین
آمدی و یک ماه در غار حرا بخلوت نشستی و چون ایام وحی نزدیک سید انام را کشاده کرد در خلوت و
عبادت تا ناگهان در آمد بروی حق در غار و گفت و حی و نازل شد قرآن مجید و در کتاب کاشف الاستار
سید شاه حمزه مار بروی است که اهل سیر و صحابه متفق اند که در غار حرا همین دو شغل یکی مسمی بآورد و برد و دیگر
مسمی بسلطان الاذکار مشغولی آنحضرت بود صلی الله علیه وسلم لهذا الشغل هر ایه هر دو شغل موسوم شده اند
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جعلت اصبعیک فی اذنیک سمعت غریر الکوثر رواه الدار قطنی من جامع الصغیر
جلال الدین السیوطی انتهی و در شمائل است که خواجه عبد الله اجرا از کوثر شهود احدیت و کثرت مراد داشته اند
انتهی و در کجکول شیخ عبد الکریم عرف افوه فقیر قدس سره از رساله مولانا شاه میر می آرند که در کتب مطول

که هیچ پیغمبر را در این شغل وحی نیامده است و این اشاره صریح است بسلطان الاذکار انتهی بدانکه این شغل غیر حبس نفس است
ماهر دو سوراخ گوش را از انگشت بند کنند و این مراقبه را شغل صداو مراقبه وحی ذات نیز گویند و صدای آنرا صوت
سرمدی و آواز وحی می نامند و شغل اور دیگر را حبس نفس است و تحقیق آن از سفینهٔ صوفیان و تعلیمش از
درویشان باید جست این مختصر گنجایش آن ندارد و هم در کتاب مکتوبات کور بالاست که حبس نفس خواجه خضر علیه السلام
مرشیخ عبد الخالق غجدوانی را ارشاد کرده اند و در قول الجمیل است قالوا الحبس النفس خاصیة عجیبة فی تسخیر البلاد
و تسخیر الغریمة و تحبیب العشق و قطع احادیث النفس یتدرج فی النفس لیلا یثقل علیها و المراد بالحبس غیر الفرط
خفیة و بین ما یامر به الجوکیة کون باین و مصنف قدس سره فرماید ریاعی حاشا که اکابر بره جوگیه روند
اثبات مقامات ریاضیه کنند ٭ حبس نفس و حضر نفس دارد فرق ٭ حبس نفس است انچه نشانش دهند
دهم و مدارج است که خیال نکنند که ظهور نبوت دور و دور وحی اشر مجاهدات و ریاضات و عبادات بود زیرا که نبوت محض موهبت
و عنایت است و کسب و عمل را در ان مدخلی نیست شعر تبارک الله ما وحی بمکتسب ٭ ولا لمجتلی علیه
غیب بمتهم ٭ نعم ولایت نسبتی و معنی است که کسب و ریاضت را در ان مدخل و تاثیری هست که کوشش در
بعضی عوالم و مشاهده بعضی روحانیات و الهام بعضی معانی حاصل گردد اما نبوت قرب خاص و نسبتی
مخصوص است که وحی را آسانی که حامل آن روح القدس است و آورد جبرئیل امین گویند بحق اصطفا و اجتباء
الهی حاصل میگردد و چون آمد او را فرشته بوحی گفت مژده باد ترا ای محمد که من جبرئیل ام خدا او را بتو فرستاده
و تو رسول خدائی مر این امت بر جن و انس و دعوت کن بقول لا اله الا الله و گفت بخوان یا محمد آنحضرت فرمود
من خواننده نیستم و خواندن ندانم یعنی امیم که نخواند و نتوشتن بنا موخته ام پس در گرفت جبرئیل مرا و بفشرد مرا
چنانکه طاقت من یاوی تو لفظ حدیث متحمل هر دو معنی است و ظاهر در معنی اول است و همین تصریح کرده اند
شراح پس بگذاشت جبرئیل آنحضرت را بخوان گفت من خواننده نیم باز دوم بار بگرفت مرا
و بفشرد و خلکد بطاقت رسیدم پس بگذاشت و گفت بخوان گفتم من خواننده نیم سوم بار بگرفت مرا و بفشرد
اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربك الاکرم الذی
علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم و در روایتی آمده که فرمود جبرئیل عم یا محمد استعاذه کن از شر شیطان فرمود

آنحضرت استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم و گفت بسم اللہ الرحمن الرحیم پستر گفت اقرأ باسم ربک
الذی خلق الخ یعنی تو بحول و قوت خود منگر تا بائید و تقویت ما کہ پروردگار و معلم تو ایم بہ بین و این
در بر گرفتن و بفشردن تصرفی بود از جبرئیل علیہ السلام در روح و شریف آنحضرت باد خال انوار ملکوت
تا مہیا بقبول وحی خالی از شغل بما سوای آن گردد راقم گوید صوفیہ رحمہم اللہ تا حال آن سنت جاری میدانند
کہ القاء حقیقت باطن در سینہ مرید میباید و ای بر منکران این سنت و نیز اشارت است بثقل این
قول کہ القا کردہ میشود بروی چنانکہ آمدہ است اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا
و اشارت است بانکہ از قبیل تخیل و وسواس نیست چہ تخیل و وسواس را تاثیر و تصرف در جسم نمیباشد
و تکرار را برای تاکید و تقریر و مبالغہ است کذا قیل و در اینجا سخن است در قول آنحضرت کہ فرمود ما انا
بقاری کہ خواندن امی کلامی را بہ تعلیم و تلقین غیر چہ بعید دارد با وجود آن فصاحت و بلاغت کہ حضرت
داشت و امیت کہ منافات دارد بکتابت خواندن از روی مکتوب طرفہ این مگر از دہشت و ہیبت آن مقام
بوده باشد اما شارح حدیث حمل بر امیت کردہ اند و در روایتی آمدہ است کہ چون جبرئیل گفت اقرأ
یا محمد آن سرور فرمود چہ خوانم کہ ہرگز نخوانده ام پس جبرئیل تا نماز حریر بہشت کہ بدو یاقوت منسوج
بود بیرون آورد و گفت بخوان فرمود من خواندہ نیستم و درین نامہ خود چیزی نوشتہ نمی بینم پس
جبرئیل او را بخود ضم کرد و بفشرد و ای آخر این معنی مناسب است بامیت بعد ازان جبرئیل پای بر زمین زد
و چشمہ آب پیدا آمد پس وضو ساخت و باین فعل آنحضرت را تعلیم وضو کرد پس آنحضرت نیز وضو کرد
پس جبرئیل پیش رفت و دو رکعت نماز بگذارد و آنحضرت بوی مقتدی شد و گویند از اینجا است کہ الآن
آن سنت در میان مشایخ جاریست کہ مرید را بوقت تلقین وضو کردن دو رکعت نماز خواندن فرمایند پستر
جبرئیل بر آسمان رجوع کرد و آنحضرت نیز در حالی کہ نمیگذرد بحجر و مدر و شجر مگر آنکہ میگوید السلام علیک یا رسول اللہ
پس آنحضرت باز گشت و حال آنکہ ارزید قلب شریف وی و بر خدیجہ در آمد و گفت زملونی زملونی پس پوشانیدند
او را تا ساکن شد بدن مبارک او و کلام در یختند بروی آب سرد تا رفت از وی ترس و بحال خود آمد و فرمود
بخدیجہ حال خود را کہ ترسیدم من بر نفس خود تا در باره نفس خود گفت خدیجہ اندوہ مخور و شاد باش کہ خدا تعالی

ترا در بلیه نگذارد و بدرستی که تو صله رحم بجا می آری و بار عیال میکشی و مهمانداری میکنی و جای میدهی بر
بوکسب میکنی و خرج دیگری و خوش خلقی و نیک خوئی میکنی با خلق پس تسلی داد خدیجه رضی الله عنها آنحضرت را پس بر
خدیجه آنحضرت را پسر عموی ورقه بن نوفل پس گفت خدیجه ای ابن عم من بشنو از برادرزاده خود که چه میگوید که این ورقه
هم از عبد الله بود و والد شریف آنحضرت پس گفت ورقه چه بینی یا محمد پس فرمود آنحضرت آنچه میدید پس گفت
ورقه این ناموس است که بر موسی نازل می شد بشارت باد ترا ای محمد که رسول خدائی گواهی میدهم که تو آن پیغمبر
که عیسی بشارت داد که رسولی بعد از من مبعوث خواهد شد که نامش احمد است و زود باشد که مامور شوی
بجهاد و قتال با کفار گفت ورقه اگر یافتم من روز تو یاری دهم ترا یاری دادنی قوی پس پیر نشد که ورقه وفات
یافت و در روضة الاحباب چنین آورده که دیدم من در بعضت کتب بزرگ جاهای منبر است زیرا که وی ایمان
آورد بمن مراد از نقیب ورقه است و قس القس الشمشیر بصاری و شمس الشیاز آگوید در دین و علم و قصه
بردن خدیجه آنحضرت را نزد ورقه و پرسیدن کیفیت حال اشارت است که مشاورت و استفسار در وقت
حیرت و اشتباه از علما و اهل بصایر لازم است تا راه بمقصود نمایند و اینجا نکته صعبه و طالبان کمالات
طریقت در عرض معاملات و وقایع خود بمشایخ تا کشف کنند حقیقت حال چنانچه متعارف و معهود است میان
این قوم کذا ذکر بعض علماء الصوفیه و آمده است که آنحضرت بعد از دخول غار هر پیش از آن آوازها می شنید که از
هر جانب می آمد یا محمد و یا رسول الله و میدید سنگ و درخت را می دید و هفت سال روشنائی میدید و با آن شاد میبود و خواه مراد روشنائی
محسوس باشد یا نور علم و تقدیر از هر سنگ و گیاه سلام میشنید مدانکه علما وحی را مراتب عدیده ذکر کرده اند اول رویاء
صالحه عن عائشة رضی الله عنها که اول ما بدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی الرؤیا الصالحة ایضا و کان لا یری
رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثانی الهام چنانچه بوده که القا میکرد در دل جبریل در قلب شریف وی عند نزول ملائکه
آنحضرت او را چنانچه فرمود که روح القدس دمید در روع من یعنی القا کرد در دل من ثالثا آنکه متمثل میگردید جبریل آنحضرت را بصورت مردی را که
آواز می آمد مثل صلصلة الجرس یعنی آواز درائی که مفهوم نمیشود از آن کلمات و معانی مگر آنحضرت را خاص آن
چنان بود که می دیدند گاهی فرشته را بصورت اصلی او ساوس آنچه وحی کرد الله تعالی بر وی در حال که قوی سموات بود
و وحی کرده شد بر وی صلوات خمس و جز آن سائر کلام که حضرت رب العزة جل جلاله بی واسطه ملک چنانکه

تکلم کرد موسی را علیه السلام تا من کلام کردن حق سبحانه با وی آشکارا بی حجاب و ظاهر آنست که وحی فوق سماوات این
قبیل است و صاحب مواهب گفته که مذهب کسی است که گوید پیغمبر حق تعالی را در شب معراج و الله اعلم این مسئله اختلافی است
و گاهی دیدار آنحضرت پروردگار خود را بمنام و تکلم کردن با وی چنانکه آمده است که دید حق تعالی را در احسن صورت پنهاد
هر دو دست خود را بر هر دو کتف من یافتم بر دو آنامل او را در سینه و بر سید از من فیم یختصم الملا الاعلی الحدیث بطوله
و ایضاً وحی مطلق وحی نیز آمده که چون نزول میکرد بروی وحی کرب میکشید بحیثیتی که عرق از وی
تابان او مانند رنگ خاکستر و فرو می افتاد سر مبارک بر وی و اصحاب را نیز سرما می نگرون می افتاد و چون کشاده می شد
بر میداشت سر را و محققان گفته اند که افاضه را مناسبت شرط است پس کاملیت پیغمبر آنحضرت علیه السلام میکرد و او را از خود
میربود و بعالم خود میبرد و گاهی بشریت آنحضرت بر جبرئیل غالب می آمد و او را بصورت البشر میساخت و این صورت
وعده بشارت می بود و اول در صورت دحیه بن خلیفه و در مکتوب شیخ ما حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی است
که مصطفی صلی الله علیه وسلم ابتدا حال در غار حرا میرفت و مشغول می گشت تا جبرئیل علیه السلام می آمد و او را
می شپاسید و میگذاشت تا پخته روزگار و صاحب وحی گشت تا می آرند که بعضی اوقات مصطفی صلی الله علیه وسلم
در وقت نزول وحی بیخود می افتاد و در ایضاً در مکتوب است با آنکه سرور انبیا را از همه تحقیق ابتدا است دوست بلند
او را به ذروة و هو بالافق الاعلی کمند است در حال یکه سه حال داشت و بر این قول این سه کمال داشت
یکی را بر دیگر قوة می نهاد و هر چند در نزول هر یکی قطع و کمال میکشاد و آن سه حال اول وحی جلی است و متلو آن را
قرآن و کلام سبحان گفت هیچ قوت بقوت وی نمیرد دوم حال وحی خفی غیر متلو است و آن را کلام قدسی حکایت
عن الله تعالی گفت هر چند از خود هیچ نگفت در قوت دون وحی جلی صفت و سوم حال حدیث است و آن کلام
اوست و هیچ نسبت نه در کلام اوست همیشه با حق تعالی انتظام اوست وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علام
اوست سبحان الله این چه کمال است و این چه جمال عطا میفرماید مصطفی را حق بدان حق یقین

ذکر حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه

مصطفی بدور رب العالمین مردان تحقیق بحق رسانند و حق دانند ولادت وی بعد از دو سال و چهار ماه واقعه فیل بود و عمر شصت و پنج یا سه سال و ایام
خلافت دو سال و شش ماه و بقولی چهار یا دو ماه و بست و پنج روز بود و در مدارج النبوت اختلاف کرده اند که او را کی ایمان

اورد بر سول خدا و تصدیق کرد او را یکیست جهت بر استدلال بر آن بر طلاق اسم علم بر وی چنانست که چون آمد آنحضرت صلی
علیه وسلم از جزا و خبر داد او را از آنچه نزول وحی بر او آورد و تصدیق کرد او را بدلال آنکه در جمیع آن متابع نمود و بعد از وی اول کسی
ابو بکر صدیق است و بر این است ابن عباس و حسان بثابت و بسیار هست ابی بکر در نخعی و غیر هم از تابعین و
جماعه از صحابه و تابعین و غیر ایشان از علماء الفقاد و در قصه حدیبیه نقل است از عمر رضی الله عنه که رفتم نزد رسول و گفتم
یا رسول الله نه تو ما را وعده کردی که زود باشد که بمکه رویم و طواف کنیم بجا آریم مر مود آری کردم و لیکن نگفتم که امسال
ای عمر تو خواهی رسید و طواف خواهی کرد گفت عمر پس همچنان خشمین و اندوهگین از پیش آنحضرت
بر خاستم و بنزد ابو بکر صدیق رفتم همان حکایت که بعرض حضرت رسانیده بودم با و نیز گفتم و همان جواب که آنحضرت
گفته بود از ابو بکر نیز شنیدم و این حکایت دلیل است بر کمال علم و نور صدق و یقین صدیق اکبر و مطابقت او رو
بحدیث اصحابی کالنجوم فی صدری شیئا الا وقد صببته فی صدر ابی بکر رضی الله عنه و در روایتی انکه صدیق بعمر گفت
ای مرد بر تو دست در رکاب من زدی هیچ اعتراض مکن که وی فرستاده خداست و هر چه کند بوحی کند و مصاحبت دران
باشد و خدا نامرا و است و این قول عمر بر سبیل استکشاف و استفسار بود نه بر سبیل شک انکار حاشا و باد جود این
می گفت وی رضی الله عنه عمری است که از وسوسه شیطان و کید نفس کم دران روز در خاطر من گذشته بود
استغفار میکنم و با عمال صالحه از صوم و صلوات و اعتاق و تصدقات توسل میجویم تا کفارت آن جرم
من گردد و در مکتوب شیخ ما حضرت شیخ عبد القدوس رحمة الله علیه است آری در اعتقاد است که غیر صحابه
اگر چه در مرتبه رفیعه رسد صاحب ولایت و تصرف گردد بمرتبه صحابه کرام رضی الله عنهم نرسد که فضل صحبت فضل کلی است
و آن فضل خبری و فضل جزئی با فضل کلی برابر نمود ارینجا است که صدیق اکبر رضی الله عنه را بر جمله اولیا با عالم
فضل آمد از اینجا انتها فضل صحبت یافت و بدانکه صببته فی صدری الا وقد صببته فی صدر ابی بکر
شنا ایضا در مکتوبی میفرماید مقربان بنشسته بودند که گاه گاهی بنده خود را غریق صورت حضرت میگیرد
می بیند ای برادر این دولت مفتاح کنوز تجلیات احدیت و افواج صمدیت است و درین مقام صدیق اکبر
چنان بلند رفت که دست هیچ ولی از ابتدای عالم تا انتها اگر دامن اعلی او نگاشت که صورت او بصورت
محمد صلی الله علیه وسلم در صحرای دل پدید گشت که شئ و قوس فی قلبه اشارت بدان است تو گفت محمد خلیلا

الا محمد ابا بکر خلیفه بیان آنست که وی از صورت خود در گذشته بود و بصورت پیر خود خود را نموده بود یا پیر خود
یکی گشته بود محمد صلی الله علیه وسلم در قاب قوسین او ادنی و ادبادی بیک صورت یکی منی آمد فکفی خلته الله
محمد صلی الله علیه وسلم و ابو بکر هو لا ابو هو هو قلکنت اتخذ خلیلا فی الشیخ و البقاء ایضا در مکتوبی میفرماید
آن مرید عاشق جمال شیخ گردد و یک ساعت و یک لحظه حجاب از وی بر خود روا ندارد و جان جهان در زیر قدم
شیخ نثار آرد و همیشه مشتاق جمال شیخ بود و کمال سعادت مرید از این اشتیاق است اینجا صدیق اکبر
رضی الله عنه قدم بکمال رسانید و در غار یار غار شد و گفت من خدای تعالی را در جان محمد صلی الله
علیه وسلم دیدم سبحان الله قدر پیران مریدان چه دانند که گفته اند هر که ایشان را بشناخت خدا را یافت
و هر که خدای تعالی را یافت ایشان را شناخت صاحب مرآت الاسرار از سیر الاولیای آورده که عمر رضی الله عنه
بعد از وفات ابو بکر رضی الله عنه زن وی را عقد نکاح خود آورد و از وی پرسید از مشغولیهای صدیق اکبر
او گفت من اینقدر میدانم که بیشتر شب مشغول بحق بودی و چون وقت سحر شدی نفس بر آوردی
و از سینه مبارکش بوی حلگر سوخته آمدی عمر رضی الله عنه گفت من دیگر همه متابعت وی توانم کرد لیکن بوی
حلگر سوخته نه کجا آرم پس زنش را طلاق داد و گفت من از بهر پرسیدن احوال صدیق اکبر را در نکاح
آورده بودم مقصود دیگر بود و الحق و هم حضرت قطب عالم قول جنید رحمة الله می آرند معرفت بر دو نوع
است اول معرفت تعریف یعنی از مصنوع بصانع رفتن و این عامه خلق را باشد دوم معرفت تعریف یعنی
از صانع بمصنوع دیده ور شدن اینجا صدیق اکبر جز او عرفت الله بالله و عرفت الاشیاء بالله ایضا
میفرماید که تجلی حق بر هر یکی از انبیاء و اولیا در دنیا و آخرت و بر مومنان عام در آخرت بر قدر روشنی
که تعالی الله للخلق عامة و لابی بکر خاصة در کشف المحجوب است امیر المومنین ابو بکر عبد الله بن ابو قحافه عثمان الصدیق
رضی الله عنه و سیر اکرامات مشهور است و ادلایل ظاهر اند در معاملات و حقایق و اند ر باب التصوف
طرفی از روزگار او گفته آمده است و مشایخ و پیر امقدم از ارباب مشاهده داشته اند مرقلت دواتش
را و عمر را رضی الله عنه مقدم از ارباب مجاهده نهند مرصلابت و معاملتش را و اند ر اخبار صحاح مسطور
و اند ر میان اهل علم مشهور که وی شب نماز کردی قران مزم خواندی و چون عمر رضی الله عنه

نماز کردی قرآن بلند خواندی رسول صلی الله علیه وسلم از ابوبکر رضی الله عنه پرسید که چرا نرم خوانی گفت تا مسمع
من آنچه میدانم که از من غائب نیست و نزدیک سمیع وی نرم خواندن و بلند خواندن هر دو یکیست و از
عمر رضی الله عنه پرسید گفت اُمَرِّقُ الشَّیْطَانَ ای النَّائِمِ و اطرد بشیطان یعنی همی اسکینم خفتگان را و میرانم ابلیس را
این نشان از مجاهدت داد و آن نشان از مشاهدت و مقام مجاهدت اندر جنب مقام مشاهدت
چون قطره بود اندر بحری و ازان بود که پیغمبر صلی الله علیه وسلم بدو گفت یا عمر هَلْ اَنْتَ اِلَّا حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ
ابی بکر پس چون عمر حسنه بود از حسنات ابوبکر که عز اسلام بدو بود نظر کن تا عالمیان چگونه باشند و از
می آرند که گفت دَارُنَا فَانِیَةٌ وَاَحْوَالُنَا عَارِیَةٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَةٌ وَکُلُّنَا موجودة سرای ما گذرنده
است و احوال ما از دی عاریت و نفسهای ما بشمار و کاهل ما ظاهر پس عمارت سرای فانی از جهل باشد
و اعتماد بر حال عاریتی از بلهی و دل بر انفاس معدود نهادن از غفلت و کاهل را دین خواندن از خمق کیست
عاریتی بود باز خواهند و آنچه گذرنده بود نماند و آنچه اندر عدد آید بر سر و کاهل را خود دار دنیست و هم
ازوی می آرند که گفت اندر مناجاتش اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَزَهِّدْنِیْ فِیْهَا نخست گفت
کرد نیا بر من فراخ گردان و آنگاه مرا از آفت ان نگاه دار و اندر نخست این رغبت یعنی نخست دنیا
بده تا شکر آن بکنم آنگاه توفیق آن ده تا از برای تو دست ازان بدارم تا هم در جه شکر و انفاق یافته
باشم و هم مقام صبر و تا اندر او مضطر نباشم که فقر را اختیار باشد و زهری ازوی روایت کرد که چون
او را بخلافت بیعت کردند بر منبر شد و میان خطبه خواند وَاللّٰهِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَةِ یَوْمًا وَلَا لَیْلَةً
قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْهَا رَاغِبًا وَلَا سَاَلْتُهَا اللّٰهَ قَطُّ فِیْ سِرٍّ وَلَا عَلَانِیَةٍ وَلٰکِنِّیْ اُشْفِقُ مِنْهَا یعنی
نجدا که من بر امارت حریص نیستم و نبودم هرگز روزی و شبی و ارادت آن بر دل نگذشت و مرا رغبت نبود
و از خدای تعالی نخواستم بسر و علانیه و مرا اندران راحت نیست پس اقتدا این طایفه مجرد
و تمکین و حرص بر فقر و تمنی و ترک ریاست بدو ستد و امام اهل این طریقت ویست خاص رضی الله عنه
وفات یافت جمادی الآخر سال سیزدهم از هجرت **ذکر حضرت عمر رضی الله عنه** و لادتش
سیزدهم سال بعد از واقعه فیل بود و عمر شریف پنجاه و شش و خلافتش ده سال و چند ماه بود و یکبار

النبوت است چون عمر بخانهٔ خواهر رود اما در رسید آواز قرأت ایشان بگوش وی رسید و الشان سورهٔ طه
میخواندند و آنرا در صحیفه نوشته بودند عمر گفت این صحیفه چیست بمن بدهید خواهرش گفت تو نجاست و شرک
داری و این کتابی است که در وصف وی آمده است لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ پس غسل کرد و از
اول سورهٔ طه خواند پس عمر متحیر شد گفت چه نیکو کلامیست این کلام و خداوندی که صفت او این است
سزاوار آنست که پرستش غیر او را أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ
آنگاه گفت پیغمبر کجاست تا نزد وی روم پس تردد آنحضرت آمد شمشیر حمایل کرده یاران از ترس در نکشودند
آنحضرت فرمود تا در را بکشایند پس سید عالم صلی الله علیه وسلم پیش آمد و هر دو بازوی عمر را بگرفت و گفت ای عمر اگر بصلح آمده دست از تو بازدارم و اگر بجنگ آمده دمار از روزگار تو
برآرم چون عمر این سخن از حضرت بشنید از پشت بند بر بندش بلرزید و شمشیر از دستش بیفتاد و سر در پیش
افگند و گفت اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله انتهی و در کشف المحجوب است و نیز
سرهنگ اهل احسان و امام اهل تحقیق و اندر بحر محبت غریق ابو حفص عمر بن خطاب رضی الله عنه و بیرا کرامات
مشهور است و مخصوص بوده بفراست و صلابت و بیرا لطایف است اندرین طریقت و پیغمبر صلی الله
علیه وسلم گفت اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ حق بزبان عمر سخن گوید و نیز گفت قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ
فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي فَهُوَ عُمَرُ یعنی اندر امتان پیشین محدثان بودند و درین امت اگر باشد آن عمر است و بیرا اندرین
طریقت رموز لطیف بسیار است بیش ازین که درین کتاب جمایرا احصا توان کرد اما او وصیتی کرد گفت
اَلْعُمْرَةُ رَاحَةٌ مَنْ جَلَسَ اِسْتَرَاحَ زندگانی راحت بود از همنشینان بد و عزلت برو گونه باشد یکی اعراض از خلق
و دیگر انقطاع از ایشان و اعراض کردن از خلق گر ایشان مکان خالی بود و تبرا کردن از صحبت اجناس نظر از هر سه
بجز دیدن عبودیت و اعمال خود و خلاص جستن خود را از محافظت رعونات و ایمن گردانیدن خلق را از بدی
خود اما انقطاع از خلق بدل بود و صفت دل را نباید هیچ تعلق باشد چون کسی بدل منقطع نشود دلش
تنها ساید و چون بدل منقطع بود از خلق و بیرا هیچ خبر نباشد از مخلوقات اگر این کس اندر میان خلق باشد از
خلق وحید بود و همتش از ایشان فرد بود و مقام بس عالی و بعید بود و راست رَدَّ و درین صفت عمر بود

کرا از راحت عزلت نشان داد و وی بظاهر اندر میان خلق با مامت و خلافت مشغول بود و بباطن محو بود
بعزلت و راحت تمکین دلیل ظاهر است که هرگز و نیامد و دستان حق را مصطفا نگردد و احوال آن صحبتیانه
چنانکه عمر گفت دار استیست علی البلوی بلا بلوی محال سرای که اساس آن بر بلا و بلوی بود محال باشد
که هرگز از بلا خالی باشد و عمر رضی الله عنه از خواص اصحاب رسول صلی الله علیه وسلم است و اندر حضرت حق تعالی بهمه
اوقاتش مقبول بود تا حدی که جبرئیل علیه السلام اندر ابتدای عهد اسلام عمر را دید و رسول را گفت یا محمد شیطان
اهل السماء الیوم بالاسلام عمر پس اقتدای این طایفه بلبس مرقعه و صلابت اندرین بوده است از بهر آنکه وی اندر جمع
انواع مریم خلق را امام است و در مکتوب ۱۲۱ حضرت شیخ ما شیخ عبد القدوس است لایح باد بیت
پیر ره کبریت احمر آمد است ✣ سینهٔ او بحر اخضر آمد است ✣ غیر من در کار شغل باطن بودن بالاخطر
و واسطه لیلاً و نهاراً تا چه پیش آید ولایت شیخ حاضر است هیچ باک نیست اذ لا ابالی عمر بن خطاب گفت
رضی الله عنه میگوید مرید ان قدر پیران از اینجا دانند که سالها صحابه کرام پیش از صحبت پیغمبر علیه السلام
پیش بت در بت پرستی بودند ناگاه بی آگاه از دولت بخت صحبت و ولایت نبوت حبیب الله صلی الله علیه وسلم
پدید آمد تا هر یکی شور در سر طرف بر آورد یکی گفت والله لا اعبد ربا لم اره و یکی گفت عرفت ربی
و یکی گفت رأی قلبی ربی و یکی گفت و کنا نری الله فی ذالک المکان و یکی گفت تعالوا نؤمن بالله ساعة و یکی
گفت ما الایمان یا رسول الله و مصطفی صلی الله علیه وسلم میگوید من تر انی فقد رأی الحق خود تو در جهنت
و بر کدام صاحب نعمت این آفتاب طلوع کند و بچنین اولیا کسی انا الحق و کسی سبحانی گفت ایضا
در مکتوب ۸۳ است چندانکه جمال شیخ مرید صادق را آئینهٔ جمال حق بود ناگاه مرید صادق شیخ پرست بود
کرا بجا گویند که مرید پیر پرست باز خدا پرست که پیر پرست در مشاهدهٔ حق بود راقم گوید تفصیل این سخن
بقول مولوی محمد اسمعیل در بیان تجلی ذاتی گذشت پس درین مقام وقتی حضرت عمر را حضرت رسول
صلی الله علیه وسلم پرسید یا عمر تو را از جان دوست میداری عمر صادق بود از سر صدق از مقام
خود جواب داد یا رسول الله ترا از جان دوست نمیدارم که جان از همه عزیز است رسول صلی الله علیه وسلم
فرمود یا عمر تا تو مرا از جان دوست نداری ایمان نداری که تا جان نبازی و خود را از میان نیندازی

دست تو بدامن کبریا و ایمان نرسد کا ایمان با خود پرستی نبود و بحقیقت خدا پرست ظاهر در مشاهده خود با خود
بود پس خود پرست بود نه خدا پرست پس پیر پرستی که در حقیقت خدا پرستی است از خود پرستی بود و دران
ایمان درستی بود که خدا پرستی و پیر پرستی است نه پیر پرستی خدا پرستی است عمر صادق عاشق
فائق بود در حال از خود خاست و با پیر پرستی ساخت و گفت یا رسول الله الکنون قبل از جان دوست
میدارم یک جان چه باشد صد جان فدای راه تو آرم راقم گوید که ازینجاست که مردم تبرک میکردند
میوه اول مدینه آنحضرت صلی الله علیه وسلم و یکی از اصحاب از فرط محبت فرو برد خون آنحضرت را در شکم
و نخواست که بر زمین بریزد و روز احد بکید جراحت آنحضرت را مالک بن سنان پدر ابو سعید خدری گفته
بینداز خون را از دهن گفت لا والله هرگز نریزم خون آنحضرت را بر خاک پس فرو برد آنرا و فرمود
آنحضرت صلی الله علیه وسلم مر عبد الله بن الزبیر را و قتی که فرو برد خون وی را آتش تو را نیارامی و در روایات
آمده است ام ایمن دبرکه مادر وی بول آنحضرت را خورده بود پس خنده کرد آنحضرت و او نگردد بقبل تو
و نهی نکرد از خوردن آن ام ایمن را و ازینجاست که چون امر کرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم بلال را که اذان کند
گفت هر که سمیع و مطیع است امر خدای را باید که نگذارد نماز دیگر بگزارد بطوریکه قریظه بعضی صحابه نماز عصر را بظهر
قضا کردند و با هم گفتند باید که آنچه ما را بپیغمبر امر کرده است بجا آریم بعضی قضا نکردند پس آنحضرت
هر دو طایفه را مسلم و مقرر داشت و هیچ کدام را زجر نکردند اشعث بن قیس وزر بن رسواد بن زرارة الخزرجی قدمی
چند پیشتر از صف ایستاده بود آنحضرت چوب بر سینه زرنج او زد و فرمود راست شو یا سواد گفت
یا رسول الله از ضرب چوب تو الم بمن رسید قصاص من ده حضرت سینه برهنه ساخت آن سعادتمند
سر بر سینه آن سرور نهاده تقبیل سر فراز شد حضرت پرسید جواب داد که درین مقام از قتل ایمن شوم خواستم
که در آخر حیات مساس بدن مبارک کرده باشم و ازینجا است ورزش طریق ثالث و وصول الی الله که آن
فقط ربط القلب بشیخ خود است و خواجه اویس قرنی از کمال ورزش همین طریقه در زمره مشایخ اولیا
بوده اند میان عاشقان رسول الله مخصوص گردید الحاصل حضرت عمر یکم محرم و سال بیست و سوم از هجرت وفات
ذکر حضرت عثمان رضی الله عنه ایام حیات وی هشتاد و دو سال بود

مدت خلافت یازده سال و یازده ماه و شش روز بود در کشف المحجوب است کوه گنج حیا و عبدالله وفا
و متعلق بدرگاه رضا و متجلی بر طریق مصطفی صلی الله علیه وسلم عثمان بن عفان رضی الله عنه کبیر افضال
و حمید است و عبدالله بن رباح و ابو قتاده رضی الله عنهما روایت آورده اند که روز حرب الدار ما نزد عثمان
بودیم چون بر در وی غوغا شده مجتمع شدند غلامان او سلاح بر داشتند عثمان گفت هر که سلاح
بر گیرد از مال من آزاد است و ما از ترس خود بیرون آمدیم حسن بن علی رضی الله عنهما را در راه پیش آمد
با وی باز گشتیم و نزد عثمان اندر آمدیم تا ما را نیم حسن بن علی کرم الله وجهه با بچه کار آمده چون اندر آمد و سلام
گفت و در پیش او بنشست تعرب کرد و گفت یا امیر المومنین من بیرون آمدم تو با سلمان شمشیر نتوانم
کشید و تو را نیز حق مرا فرمان ده تا بلای این قوم را از تو دفع کنم عثمان گفت یا ابن اخی ارجع و
اجلس فی بیتک حتی یاتی الله بامره فلا حاجة لنا فی اهراق الدماء و این علامت سلامت است اندر حال
حرب و جدال اندر درجه خلت چنانکه نمرود آتش بر فروخت و ابراهیم را صلوات الله علیه اندر پا منجنیق نهاد
جبرئیل آمد و گفت الک من حاجة گفت اما الیک فلا لکن حاجتی ندارم گفت پس از خداوند بخواه گفت
حسبی من سؤالی علمه بحالی مرا آن بس که او میداند که من چه میبینم و او بر من داناتر از من است و داند
که حال من اندر چه پیش است پس عثمان بجای خلیل بود و منجنیق بلوا و غوغا بجای آتش و نمرود و گماشتگان جبرئیل ابراهیم را
علیه السلام اندر بلا خلاف و عثمان را اندر بلا بلا خلاف بجهات راسخ بیان کرده ایم اندر این معنی بیش
ازین طرفی گفته ایم پس اقتدا این طایفه بذل مال و جان و تسلیم مواخلاص اندر عبادت وی است
و وی بحقیقت امام حق است اندر حقیقت و شریعت و طریقت و وی اندر دو سنی ظاهر بهشت انتهی
در سال سی و نهم از هجرت و یقتح مدخون گشتند رضی الله عنه ذکر حضرت علی کرم الله وجهه
در مدارج النبوت است بعضی گفته اند که اول ایمان آورد علی بن ابی طالب در کنار تربیت آنحضرت بود
چنانچه وی کرم الله وجهه گفته است سبقتکم الی الاسلام طرا ۞ صبیا ما بلغت اوان حلمی ۞ عمر شریف وی در ان زمان نه سال
بود چنانکه حکایت کرده است طبری و ابو عمر و بن عبد البر گفته است کز ان کسانی که رفته اند بانکه علی اول
من اسلم است سلمان و ابو ذر و خباب و مقداد و جابر و ابو سعید خدری و زید بن ارقم و همین است قول اکثر

وفتاده وغیرهم وگفته است شیخ ابن الصلاح کراوع واحوط آنست کرگفته شود کرازرجال آخرار ابوبکر است
والله میان آل محمد علی وازنساء خدیجه وازموالی زید بن حارثه وازعبید بلال رضی الله عنهم والله اعلم وابن
عبد البر اذعا کرده است اتفاق برآنکه اول من اسلم علی است ولیکن خود بهتر داشت اسلام را از خوف
ابیطالب مولد آن عاقبت محمود ومرفانه کعبه بدوی نمود والقاب امیر المومنین وامام المسلمین وتقی واسد الله
وغیرآن بود وکنیت وی ابوالحسن وابوالتراب است شیخ عبد الحق در احوال دوازده امام رسالهٔ تصنیف
کرده است دران منقول است که علی در زمان اسلام پانزده سال بود این قول از حسن بصری وغیره
مروی است که علی در تمام مشاهد آثار مشهور است وپیغمبر خدا در بسیاری از موالی او امد بسا او داده آنرا
مستجب گوید غیر علی کسی نبود که گوید پرسید مرا از هر چه خواهید من جواب گویم علماء گفته اند قسم از اول بعلی
داده ند وترمذی در کتاب خود از سر یحه صحابی یا زید بن ارقم شیعی کرده وی این حدیث است شک دارد
که کدام ازین دو صحابی از رسول الله علیه السلام روایت کرده که آنحضرت فرمود مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ
فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ وترمذی گفته که این حدیث حسن است وشک در خصوص صحابی که کدام یکی است قدح در
صحت حدیث ندارد زیرا که صحابه پیغمبر همه عدل اند از هر کدام که روایت کنند صحیح است واز رسول الله
صلی الله علیه وسلم آمده فرموده است اَلْعَلِیُّ مِنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّی عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ فرمود
علی از من است ومن از علی وادا نکند هیچ یکی حقوق مرا مگر من یا علی روایت کرده این حدیث را ترمذی
ونسائی وابن ماجه وترمذی گفته که هذا حدیث حسن ودر بعضی نسخ حدیث حسن صحیح روایت کرده اند
از ابن عمر رضی الله عنهما که گفته برادری داد رسول خدا صلی الله علیه وسلم میان اصحاب خود یعنی
همدیگر را برادر گردانیدند پس علی آمد اشک از چشمش روان وگفت یا رسول الله برادر گردانیدی
صحابه خود را بیکدیگر الا مرا که با هیچ یکی برادر نگردانیدی فرمود پیغمبر صلی الله علیه وسلم تو برادر منی
در دنیا وآخرت روایت کرد این حدیث را ترمذی وگفت حدیث حسن وحضرت صلی الله علیه وسلم
خبر داده بود که ترا خواهند کشت وازوی رضی الله عنه آثار بسیار نقل کرده اند که در اعلم آن
سال وماه وشبی که در آن کشته شد داده بودند کشنده وی ابن ملجم بود بشمشیر زهر دار آخر شب

جمعه که نوزدهم رمضان سنه اربعین هجری بود و عمر شریف وی شصت و سه سال بود در رحبه
از ابن ابی الدنیا آمده است که بعضی از مردم گفته اند که روزی هارون رشید از کوفه بعزم شکار بناحیه
غریین برآمده بود آهوان پناه بناحیه غریین برده یکسو شدند سگان شکاری از آنجا باز گشتند و
چون غنیها را بآن آهوان سرداده در رشید را از حقیقت حال خبر کردند رشید پیری را از پیران غریین طلبید
واز کیفیت حال این واقعه پرسید پیر گفت ما را از پدران ما چنین رسیده است که این موضع قبر علی است رضی الله عنه
پس رشید این خبر را ثابت و مقرر داشت و هر سال بزیارت می آمد تا از دنیا برفت و صحیح ترین اقوال آنست که قبر
وی رضی الله عنه در موضعی است که الآن زیارتش کنند و تبرک بدان خواهند و در این باب اخبار و آثار بسیار است
الغرض موضع قبرش از نظر اغیار پنهان است امام نووی رحمة الله علیه در ذکر علی رضی الله عنه گفته است
احادیث که علی از رسول الله علیه السلام روایت کرده است پانصد و هشتاد و شش حدیث است بست
حدیث از آن متفق علیه است میان بخاری و مسلم و نه حدیث منفرد است بدان بخاری بپانزده
مخصوص است بمسلم در آداب المریدین است که پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرموده است آنت منی بمنزلة
هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی یعنی تو از من بمنزله هارون هستی از موسی مگر آنکه بعد من پیغمبر
نیست فضائلست که چون پیغمبر علیه السلام یاران را با یکدیگر برادری داد اول که مذکور شد پس گفت یا علی تو
برادر منی نه کس برادر تو باشم در دنیا و آخرة گفت راضی ام یا رسول الله در کشف المحجوب است برادر مصطفی
و غریق بحر بلا ابوالحسن علی کرم الله وجهه او را اندر طریقت شانی عظیم و در حق رفیع است و در صدق عبارت
از اصول حقایق حظی تمام داشت تا حدی که جنید گفت رحمة الله علیه شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضی یعنی شیخ
ما در اصول راندر بلا کشیدن علی مرتضی است و امام ما اندر علم و معاملات این طریقت علی است می آرند
یکی نزد وی آمد و گفت یا امیر المومنین مرا وصیتی کن و دیگر گفت لا تجعل اکثر شغلک الخ تو همه یعنی شغل زن و
فرزند را مهم تر این اشغال خود نکردانی که اگر ایشان از دوستان خدایند خدا دوستان خود را ضایع نکند
و اگر دشمنان خدایند وه دشمنان وی چرا داری و تعلق این مسئله بانقطاع دل بود چنانکه موسی صلوات
الله علیه دختر شعیب را در حالتی بر چو تمام تر و صعب تر بگذاشت و بخداوند تسلیم کرد و ابراهیم صلوات الله علیه

واسمعیل را بر داشت و بوادی غیر ذی زرع برد و بخدای تسلیم کرد و ما بیشتر از اکثر شغل خود را ساخته و بهمه دل اندر حق بسته ایم است این سخن مشکل علی گفت کرم الله وجهه مر سایل را که از وی پرسیده بود که پاکیزه ترین کسب چیست گفت فنا القلب بالله و هر دل که بخدای تعالی نوگرا باشد نیز فنا و بیاورد و ویش کند و بسوی آن شادی نیارد و حقیقت این بفقر و صفوت باز گردد و پس اهل طریقت اقتدا کنند بدو و اندر مطابق عبارات و موافق اشارات و تجرید از معلوم دنیا و آخرت و انظاره اندر تقدیر حق و تطالیف کلامه وی بیشتر از انست که بعبارت اندر آید و در اقتباس الانوار است حضرت قدوة الابرار خواجه عبد الله هراوی در رساله اشغال مینویسد که حضرت رسالت پناه مامور بود که اسرار وحدانیت و توحید که در مقام قاب قوسین و ادنی بواسطه جبرئیل از حضرت حق سبحانه اخذ فرموده بصدیق طلب بکسی نگوید و الان سنت درین فرقه معهود است و حکام شریعت بنوت که بواسطه جبرئیل امین عالم میگرفت بخاص و عام نمیرسانید طالب کشنده یا تکند روزی آنحضرت معلوم شد که هر کس از ما احوال احکام شرایع می پرسد و از اسرار باطن سوال نمی نماید شاید این راز همراه ما در پرده خواهد رفت انقاعا بحکم اذا اراد الله شیئا هیأ اسبابه همان زمان بخاطر اسد الغالب علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه گذشت که بموجب فرمان الهی احکام شرایع از آنحضرت اخذ نمود و متابعت ظاهر بجا آورد و ما از احوال و از باطن خبر ندارم تا متابعت باطن نیز بجا آورده می شد پس از کمال صدق و اخلاص بخدمت حضرت رسالت پناه رسیده سوال کرد و آنحضرت بغایت شگفته شد فرمود که مرا فرمان چنین بود که بی طلب این راز بکسی نگوئی الحمد لله تعالی تراهدایت این اسرار کرد قال علیه السلام یقول انت منی بمنزلة ای مثل فی الولایة التی هی معاینة الحق در قول الجمیل مولانا شاه ولی الله است فصل فی اشغال المشایخ الچشتیة و هم اصحاب العالم الطریقة خواجه معین الدین حسن الچشتی و چشت قریة شهور خراسان منه و عنهم قالوا جاء علی الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله دلنی علی اقرب الطریق الی الله افضلها عند الله و اسهلها للعباد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیک بلا زمة الذکر فی الخلوة فقال علی کرم الله وجهه کیف اذکر یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم غمض عینک و اسمع منی ثلث مرات فقال النبی صلی الله علیه وسلم قال لا اله الا الله ثلث مرات و علی یسمع ثم قال علی کرم الله وجهه لا اله الا الله ثلث مرات

والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن البصری وکذا عنی وصل الینا وہذا الحدیث اتما وجدناہ
عند ہؤلاء المشائخ وعلی قوانین اہل الحدیث فیہ بحث طویل بر راقم میگوید مولانا این حدیث را برای استفادہ طالبان
وتیقن آوردن بر تعلیم علم باطن کہ از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعلی مرتضی از علی کرم اللہ وجہہ بخواجہ
حسن بصری رحمہ اللہ تا مشائخ ما در جہ بدرجہ رسیدہ است مینویسند نہ با نکار اگر انکار بودی درین رسالہ
ایراد ان نمودندی وبحث طویل برین وجہ میفرمایند کہ حدیث وطور محدثین غریب ومنقطع است زیرا
کہ ملاقات حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ با علی مرتضی از روئی تاریخ ثابت نیست ومترجم قول جمیل مولوی مرحوم
مرحوم میگویند فی الواقع از کتب اسماء الرجال اتصال این روایت مشکل است لیکن با ولیا چشت رضی اللہ عنہم
حسن ظن بران مقتضی است کہ از پایہ اعتبار بشبہہ انقطاع ساقط نکنند کہ نزد امام اعظم ابو حنیفہ وامام
مالک بشرط عدالت روات حدیث مرسل ہم حجت است مولانا فخر الدین در رسالہ فخر الحسن گوید فصل اول
قال محمد امین بن السعادات ابن الاثیر فی اسماء الرجال لجامع الاصول الحسن البصری ہو ابو سعید بن ابی
الحسن یسار البصری من سبی میسان مولی زید ابن ثابت ولد لسنتین بقیتا من خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ بالمدینۃ
الشریفۃ وقال الحسین بن عبد اللہ الطیبی فی اسماء الرجال ولد الحسن البصری لسنتین بقیتا من خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ
وقال الکرمانی فی شرح البخاری الحسن بن ابی الحسن الانصاری وامہ اسمہا خیرۃ مولاۃ لام سلمۃ ولد الحسن لاربع خلون من
عمر فی المدینۃ الشریفۃ فصل ثانی ان الحسن قدم من المدینۃ الشریفۃ زادہا اللہ شرفا وتعظیما الی البصرۃ بعد ما بلغ
اربع عشرۃ سنۃ لانہ قال صاحب جامع الاصول فی اسماء الرجال لجامعہ انہ قدم البصرۃ بعد مقتل عثمان
ورای عثمان رضی اللہ عنہ وقال الطیبی فی اسماء الرجال قدم البصرۃ بعد مقتل عثمان ورای عثمان رضی اللہ عنہ
وذکر جمال الدین المزی فی تہذیب الکمال انہ حضر یوم الدار ولہ اربع عشرۃ سنۃ ترجمۃ ابن ہرو فصل وذکر ابن سعد
خواہد آمد ترجمہ فصل چہارم وراین فصل رسالہ مذکور فموت قیام علی مرتضی بعد خلافت مدینہ چہار ماہ است
از اقوال مختلف چنانچہ حسین ابن محمد ابن الحسن الدیار بکری در کتاب الخمیس از جامع المختصر نقل کردہ کہ علی مرتضی
بعد مبایعت چہار ماہ بمدینہ قایم ماندہ راہی عراق شدند ہمچنین از تاریخ القضای رحمہ اللہ ثابت است
غرض کہ اقامت خواجہ حسن بصری در مدینہ منور وروز شہادت عثمان رضی اللہ عنہ بعمر چہاردہ سالگی معلوم شد

مراد
ابن سعد
فصل عثمان

واقامت خلیفة الوقت علی المرتضی بعد بیعت مردمان بمقام موصوف چهار ماه مفهوم شد وحسن سماع قبل البلوغ
نزد یک بخاری و مسلم و جمهور محدثین چنانکه فهمیده میشود از عبارات شان معتبر است پس چگونه وقت ثبوت
این مقدمات باوجود نقل من الثقات گفته شود که حسن بصری ندیده است علی مرتضی را و نه صحبت یافته باوی کما
الوجه و نه شنیده است از او و شان بدلیل ظنونیت چنانکه بعض گفته اند و جلال الدین سیوطی رحمه الله تعالی
در رساله تحاف الفرق گفته است که از معلومات است که حسن بصری بسن تمیز هفت سالگی رسیده بود که امام نماز
کرده شد و کان یخمر الجاعة و نماز میخواند پس عثمان رضی الله عنه تا وقتی که عثمان قتل شد رضی الله عنه بود و علی مرتضی
در آنوقت بمدینه و روانه نشد از مدینه بکوفه مگر بعد شهادت عثمان رضی الله عنه پس چگونه انکار سماع از علی مرتضی به
نسبت حسن بصری مسلم شود و حال انکه حسن بصری مجتمع می شد بعلی مرتضی هر روز در مسجد به نماز پنج وقتی از بعد
تمیز تا سن چهارده سالگی و علاوه ازین علی مرتضی برای زیارت امهات المومنین که منجمله آن ام سلمه است میرفت
و می بود حسن بصری و مادر وی در خانه ام سلمه و باب ثالث رساله مذکور است قال الامام الحافظ القاضی
ابو بکر محمد بلفظه گفت بتحقیق ملاقات کرد حسن بصری از علی مرتضی بحالت شعور خود لکن لا نعلم سماعه و بیان کرد
حافظ جلال الدین سیوطی در رساله اتحاف الفرق باین طور گفت حافظ زین الدین العراقی در شرح ترمذی وقتی
کلام کردن بر این حدیث قال علی بن المدینی دید حسن بصری علی را در مدینه و هو علام قال ابو زرعه بود حسن بصری
که بیعت نمود از علی بن ابیطالب بعمر چهارده سالگی و دید علی را در مدینه بعد ازان رفت حسن بصری بجانب کوفه
و بصره و ملاقات نکرد حسن بصری از حضرت علی بعد ازان و قال حسن بصری دیدم زبیر را که بیعت کرد از علی انتهی
و قال الذهبی فی التهذیب دید حسن بصری عثمان و علی و طلحه را انتهی و قال الشیخ العلامة برهان المحدثین جلال الدین
عبد الرحمن السیوطی در رساله اتحاف الفرق گفت ابن حجر واقع شد در مسند ابی یعلی که حدیث کرد او را جویبر
ابن اشرس گفت جویبر به که خبر داد مرا عقبه بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت الحسن یقول سمعت علیا
یقول قال رسول الله ترجمه گفت عقبه که شنیدم حسن بصری را که میگفت شنیدم علی مرتضی را
که میگفت که فرمود رسول صلی الله علیه وسلم حدیث مثل امتی مثل المطر قال محمد بن الحسن ابن البصری شیخ شیعه
هذا نص صریح فی سماع الحسن من علی کرم الله وجهه و رجاله ثقات ترجمه گفت محمد که شیخ اند یکی از شیوخ من این حدیث

ظاهر است در باب رشید الحسن بصری از علی مرتضی و در روی این حدیث ثقه اند تمام شد کلام سیوطی فقط ثبوت
این اجمال بدلایل قوی شرعی در رساله مذکور مشرح و مفصل مرقوم است صدر رحمت خدا بر حال مولانا باد و نیز
در قول جیل در اشغال طریقه مجدد یه است یعلم ان الله تعالی خلق فی الانسان ستة لطائف هی مستمرة باعتبار قلبه
و باعتبار آخر روحا و حالا غیر ذلک و هو الذی اختار سید نا محمد و صورنی صورة فرسم دایرة و قال هی القلب ثم
دایرة اخری فی مثل الدایرة فقال هی الروح الی ان رسم الدایرة الساد سة و قال هی انا و سمعته یقول بعضه
فی البعض و یستدل علی ذالک بالحدیث الدایرة علی السنة الصوفیة ان فی جسد ابن آدم قلبا و فی القلب روحا
آخره و لم احفظ لفظه و فرمود که حدیث مذکور را ترد ابل حدیث هیچ اصل ثابت نیست راقم گوید در رساله ابن بحر
نمیری دیدیم که این حدیث باین لفظ آمده است ان فی جسد ابن آدم مضغة و فی المضغة قلب و فی القلب روح
و فی الفواد نمیر و فی الضمیر سر و فی السر انا راقم گوید بدانکه قوله و هکذا حتی وصل الینا الی آخره و قوله سمعته قوله و یستدل
علی ذلک بالحدیث الدایرة علی السنة الصوفیة نزد این طائفه صوفیه مثل این چنین اقوال در باب احادیث علم باطن
دلیل و سند اند چرا که علم و عقل و عمل و عقاید و صدق و تقوی موجب اتصال سلسله و حفظ ایشان نظر است
پس چگونه قول ایشان را بشرط ثبوت نزد یک اعتبار ساقط گردانند اگرچه بعضی از اطلاقات جسمانی و صوری ثابت نیست
چنانچه بایزید را با امام جعفر صادق و ابو الحسن خرقانی را بایزید بسطامی رحمة الله علیهم اطلاقات ظاهر ثابت نیست
مگر اطلاقات روحی ثابت است و انتساب بسبب روحانیت نیز بالاتفاق ثابت و اخلاف طائفه حق اند چنین نسبت
روحانیت را جایز و اصل و سند حق دانند چنانچه سلسله بنام ایشان جاریست و مشاهده کرامات و الهام
ایشان و دیگر اولیاء دین حق است در مکتوب [۱۰۱] شیخ ما شیخ عبد القدوس است اولیاء اصفیاء کمالی و جمالی
اند که عاقبت بدانند و همان باشد که ایشان دانند فالبته کرامة الاولیاء من الهامهم حق است اگر در ظاهر شرع نگاهدارد
ادب را قطع نگویند و با انبیاء علیهم السلام مساوات نجویند اولیا بحبتها، علم رسیده اند از علم خود بعلم حق تعالی
یافته اند فتلاشی علمهم فی علم الله تعالی پس علم ایشان همان علم حق سبحانه تعالی بود و لا خلاف فیه الا الاعلام
فیه مع رعایة ادب الشرع در عوارف می آرد دعا اوله و آخره آخره و اوله یا سمیع یا علیم یا کریم یا رحیم
و یا ناصر و یا معین و برقانه تبیانا و برهانا در حصول اهل ظاهر سخن مردان چگونه کنجد هر چند خلاف نماید در

اعتقاد آن خلاف لب نگشاید که در خلاف آن حرمان عظیم می نماید و در عواقب می آرد من اقتدی بصاحب اهتدی
من انکر هم مثل و اقتدی بنبی در کتاب صراط المستقیم است در صفوت شصت و هشت کتاب مذکور باید دید و آن این است
پوشیده نخواهد ماند که صدیق من در چه مقلد انبیای باشد و من در چه محقق در شرایع پس اگر صدیق زکی القلب است
رضاو کراهیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصه نبویه جبلی خود در یابد می نماید مثلا بشهادت قلب خود می داند
که فلان فعل مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیده خاصه حق است یا باطل پس
احکام این امور مذکوره او را بدو وجه معلوم میشود یکی بشهادت قلب خود خصوصا و دیگر بسبب ایمان او در کلیات
شرع عموما و علم کلیه وجه اول حاصل شده تحقیقی است و ثانی تقلیدی پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت
او را شاگرد انبیا هم توان گفت و هم دستادِ انبیا هم و نیز طریق اخذ آن هم شعبه ایست از شعب وحی که از
در عرف شرع تفث فی الروع تعبیر می فرماید و بعضی اهل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند پس فرق و بین
این کرام و انبیاء عظام علیهم الصلوة و السلام باقامت مظان و اشباح حکم و مبعوثیت الی الامم است
و بس و نسبت ایشان با نبیا مثل نسبت اخوان صفا را با خوان کبار یا نسبت ابنا کبار با بای خود است
گر فیما بین ایشان من وجه علاقه نبوت است و من وجه علاقه اخوت و ایشان احق الناس بخلافة الانبیا می
باشند گو کرسی ظاهری نصیب ایشان نشود گو اجلاء اهل ملت ریاست ایشانرا مسلم ندارند و همین معنی با ملت
و دوستی تعبیر میکنند و علم ایشانرا که بعینه علم انبیا است لیکن بوحی ظاهری متلقی نشده به حکمت میدانند
و عنایتی و ولایتی مخصوصه که در بارهٔ انبیا مصروف شده و ایشانرا بسبب همان عنایت مخصوصه انبیا یکی
در امثال خود حاصل گردیده که الله یصطفی من الملئکة رسلا و من الناس و انعم حبته نا من المصطفین الاخیار
پیدا است بهمین اجتباء و اصطفاهای حق و رضای ایشان مندرج شده و اتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیده
و سخط حق با سخط ایشان تلازمی و تلامفی پیدا کرده نمونه از ان عنایت و ولایت و پرتوه از ان عظمت و عزت
نصیب این حکمای بابنین و وراث انبیاء و مرسلین هم میشود که آنرا در عرف قوم بوجاهت تعبیر می نمایند و این
صدیقیت محمود جهة بکائی عقل را که از لوازم آن حکمت و وجاهت است حضرت مولانا شاه ولی الله تعبیر
بوجود و تعبیری نزدیکتر نیز یافته است که قرب الوجود و هی مخص و جبلی بحکمت که کسب و اکتساب و جهد در

وتجدد وراء آن راه نیست اگر ظهور آثار آن نور جلی نزدیک مصادفت مؤیدات واسباب آن تدریجا متحقق میگردد
انتهی آنچه گوید از عبارت بالا معلوم شد که انبیا علیهم السلام مساوات نخواسته اند و از عبارت مسطور من وجه پا انبیا علیهم السلام
مساوات لازم می آید و مسئله عقاید بر آن است که نبوت بر کسب و اکتساب نیست محض وهبی است و از این عبارت مذکور
قرب الوجود نیز وهبی مفهوم میگردد و جواب سوال هم در آن عبارت است فهم من فهم و جای تردد در عبارت
اخوان صفا و کبار و اخوت و بنوت است و این عبارت که رضای حق و در رضای ایشان مندرج شده
و اتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیده از تصنیفات دیگر ایشان خلاف بنماید و قول تابعان ایشان بیان

کلیم و خرقه صاحب نفحات از امام مجد الدین بغدادی نقل میکند که خرقه علی بدو کس رسیده یکی بحسن بصری
دوم بخواجه کمیل زیاد و امیر سید محمد کرمانی و صاحب سیر الاولیا که از ملفوظات سلطان المشایخ است نقل میکند
که او با وصاف بذل و عطا و رزم و وغا و فقر و صفا میان صحابه کرام ممتاز شد و بقوت و شوکت از حضرت
عزت بخطاب اسد الله الغالب مخاطب گشت و بکثرت علم از جمله صحابه رضوان الله علیهم بقول حضرت رسالت پناه
انا مدینة العلم و علی بابها مخصوص گشت و لهذا قال عمر بن الخطاب لولا علی لهلک عمر و بخلعت خرقه فقر که از حضرت
عزت بحضرت رسالت پناه در شب معراج رسیده بود میان خلفا بر ابو بکر مشرف داشت لاجرم تا روز
قیامت مسند سنیه البابس خرقه مشایخ قدس الله اسرارهم از و ماند و میر حماد الدین محدث در تحفه الاحباب
صحیح مسلم و ترمذی و مصابیح روایت میکند که این آیه کریمه در شان علی و فاطمه و آل وی بخانه ام سلمه بر رسول الله
نازل شده بود آیه **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ**
تَطْهِيرًا از ام سلمه نقل میکنند که آن وقت علی مرتضی نزد آنحضرت بود پس آن سرور فاطمه و حسن و حسین
را طلبید و علی را بر ابر و فاطمه را عقب و حسن و حسین بابر هر دو ران نشانده و کلیمی خیبری که از اعباگویند رنگ سیاه
و بروایت صدیقه سفید بخطهای سیاه بود پس آنحضرت آن عبا را بر سر خود و علی و فاطمه و حسن و حسین
پوشانید و آیت مذکوره مکرر خواند و مصنف کتاب فصوص الآداب خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی
قدس سره همین کلیم سیاه که آنحضرت مرعلی مرتضی را پوشانید از سنه خرقه اصل گرفته است و میگوید که
حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سره از اخبار صحیح نقل کرده است که خرقه اصل همین عبا بود که از آنحضرت

صلی و تقی رسیده و از علی کرم الله وجهه تا مشایخ ما دست بدست رسیده است و نیز خبر داده که انعنی حقیقت خرقه
است که حق تعالی این خرقه را واسطه طهارت و تشریف پوشنده خرقه گردانیده است پس رسول صلعم خزاین اسرار
نبوت و ولایت را در خرقه ودیعت نهاد و آنگاه آن خرقه را بامیرالمومنین علی پوشانید و باو فرمود که علم را در صورت
لباس خرقه گردانید و باین تشریف مشرف و بسعادت انت منی بمنزلة هارون منی الا انه لا نبی بعدی در اعتبار
آمد شواهد النبوت است که چون علی مرتضی بابن در رکاب می نهاد و شروع بتلاوت قرآن میکرد و چون پای در
رکاب میرسید بروایتی هر بالای و رکب راست می ایستاد و ختم قرآن تمام میکرد و شیخ ابن عربی در فتوحات مکیه
ذکر کرده که قاری بلسان وحی حق بوده باشد و وی میان لی در مکتوب شیخ ما شیخ عبد القدوس است
قال علی رضی الله عنه لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنی یقین من در مشاهده رب جائی رسیده است که معاینه و رویت
جان باشد که مشاهد و یقین است و این را دیدار سر گویند ایضا حضرت علی کرم الله وجهه در نماز خبر خود نداشتی
ایضا در همین معنی میفرماید و حضرت علی مرتضی میگوید والله ما قلعت بابا خیبر بقوة جسمانیة بل بقوة ربانیة
و نیچ حضور نیچ کمال است و این چه جمال است و قوله انا مغنی الارواح و قوله و انا باعث من فی القبور و قوله الوا لم
یسبقوکم الی الارض السابعة السفلی و الهبط الی الیم ثم قرأ هو الاول و الاخر رواه الترمذی و حسنه تاریخ نسب یکم
رمضان سنه اربعین بهجری جان بشاهده حق تسلیم کرد و مدت خلافت چهار سال و نه ماه بود و ذکر حضرت
امام حسن علیه السلام آن جگر بند مصطفی و ریحان دل مرتضی و قرة العین زهرا آن صاحب الجود
و السخا امام ابو محمد مجتبی رضی الله عنه بن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه وی امام دوم است از ائمه اهل بیت
ولادتش روز سه شنبه پانزدهم رمضان سال سیوم از هجرت در مدینه واقع شده و بکنف حمایت حضرت
رسالت پناه پرورش یافت و اکثر اوقات آنحضرت از کمال مهربانی خود مرکب میشد و وی و برادرش حسین را
راکب میساخت و میفرمود که نزد پروردگار ما بهترین خلایق ایشانند و دوستی ایشان باعث نجات است
و دشمنی ایشان جز گمراهی و ضلالت بار نیارد و چون علی مرتضی کرم الله وجهه شربت شهادت چشید
مغز دیگر در رمضان سال چهلم هجری امیرالمومنین حسن رضی الله عنه بجای پدر بزرگوار خود بر مسند خلافت نشست
چهل هزار مرد بادی بیعت نمودند و بامر خلافت مشغول گشت تا مدت شش ماه چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم

و سود داد بود که خلافت امیر بعد از ثلثین ستة ان من الهجرة بود و در سال و شش ماه خلافت او
خلافت متمکن بود و شش ماه که از عمر او بسی سال باقی مانده بود امیر المومنین حسن تمام کرده امر حکومت را بامیر معاویه
تسلیم کرد و خود در مدینه گوشه گرفت و بشغل ورثة الحق مشغول گشت صاحب کشف المحجوب گوید رضی
الله عنه امام حسن بوعده ای دراز کار خریفه شده آن ناقص العقل والدین امام را مسموم ساخت بتاریخ سنه
و هشتم جمادی الاخر سنه خمسین هجری جان بجانان تسلیم کرد ایام حیاتش بپنج و هفت سال بود قبه بقیع و شش دختر
و پسر گذاشت در کشف المحجوب است که قدریان چون غلبه کردند و مذهب اعتزال اندر جهان پراگنده کردند
حسن بصری رحمة الله علیه بحسن بن علی کرم الله وجهه نامه نوشت بسم الله الرحمن الرحیم معنی آن این بود
که سلام خدا بر تو باد ای پسر پیغمبر خدا و روشنائی چشم او و رحمت خدا و برکات او بر شما باد که شما جملگی
نبی هاشم چون کشتیهای روان اندر دریاهای ژرف و ستارگان تابنده در تاریکیها و علامات هدایت
و امان دنیید هر که متابع شما بود نجات یابد چون متابعان کشتی نوح که بدان نجات یافتند
و قوچه گوئی با پسر پیغمبر اندر حیرت ما اندر قدر و اختلاف ما اندر استطاعت تا ما بدانیم که رشد و نیکی اندر چیست
و شما ذریة پیغمبرید و هرگز منقطع نخواهد گشت علم شما بتعلیم خدایست و او نگاه دارد و حافظ شماست شما را
آن بر خلق و السلام چون نامه بدو رسید وی جواب نوشت بسم الله الرحمن الرحیم معنی آن این بود
که آنچه نوشته بودی از حیرت خود و از انکه میگوئی اندر قدر چیست آنچه رای من بران مستقیم است آنست
که هر که بقدر و جبر و شر و خیر ایمان از خدائی نیارد کافر است و هر که معاصی بدو حواله کند فاجر یعنی انکار تقدیر
مذهب قدریه بود و حواله معاصی بخدای مذهب جبریه پس بنده مختار است اندر کسب خود و بمقدار استطاعت اوست
خدای عزوجل و دین میان جبر و قدر است قول صاحب کشف المحجوب است که مرا و من این نامه بعینه از یک
کلمه بگفتم تا جمله بیاورم که فصیح و نیکو بود و این جمله بدان بیاوردم که دیگر رضی الله عنهم علم عقاید و حواله
بدرجه بوده است که اشارت حسن بصری با متابعتش اندر علم بوده ذکر حضرت امام حسین
علیه السلام وی امام سیوم است از ائمه اهل بیت ولادت ایشان روز پنجشنبه پنجم شعبان سال
چهارم از هجرت در مدینه واقع شد سعید نامه خواجه ابو عبد الله الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم

از شهان اولیا بود و قبلهٔ اهل بلا و قتیل کربلا و اهل این قصه بزرگستی حال وی متفق اند تا حق ظاهر بود مر حق را
متابع بود چون مفقود شد نشیمن کرد تا جان عزیز فدای خداوند کرد و دیار مدینه رسول صلی الله علیه وسلم
اندرو می نشانها بود که او میدان مخصوص بود چنانچه عمر رضی الله عنه روایت کرد که روزی تر دیک پیغمبر اندر آدم
صلی الله علیه وسلم سر او دیدم که حسین را بر پشت خود نشانده بود و رشته در دهان خود گرفته و یک سر رشته را
بدست حسین داده تا حسین مر او را می راند و وی میرفت بزانو تا چون آن بدیدم گفتم نعم الجمل جملک یا ابا عبد الله
پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم نعم الراکب هو یا عمر و نیز اکلام لطیف است اندر طریقت حق در رموز بسیار و
معاملات نیکو دار در روایت می آرند که گفت اشفق الاخوان علیک فی دینک شفیق عزیز مر برادران تو بر تو
در دین تست از انچه نجات مرد اندر متابعت دین بود و هلاکش اندر مخالفت آن پس مرد خردمند آن
بود که بفرمان مشفقان باشد و شفقت آن بر خود بداند و جز بمتابعت آن نرود و بر او در آن بود که تهمت
نماید و در شفقت نه نبد ایضا و اندر حکایات یافتم که روزی مردی بزرگ تر دیک وی آمد و گفت یا پسر رسول
خدا در ویشم و اطفال دارم مرا از تو قوت امشب می باید حسین گفت بنشین که مرا رزقی در راه است
تا بیارند کسی بیامد و پنج حقه زر بیاورد از نزدیک معاویه اندر هر حقه هزار دینار بود و گفت که معاویه
عذر میخواهد و میگوید این مقدار اندر وجه کهتران خرج کن تا بر اثر این تمامتر نیکوتر داشته آید حسین رضی الله عنه
اشارت بدان درویش کرد تا آن حقه بدو دادند و ازوی عذر خواست که از بس دیر بماندی و این بس
قلیل عطا بود که یافتی و اگر دانستی که این مقدار است ترا انتظار نفرمودمی و مرا معذور دار که از اهل
بلائیم و از همه اصحابی دنیا باز مانده ایم و مرادهای خود گم کرده و زندگی بمراد دیگران بسر برده
مناقب وی مشهور است از انکه بر هیچکس از امت پوشیده نیست رضوان الله تعالی علیه و در رساله مذکور
است از مصعب بن عبد الله منقول که حسین ابن علی بست و پنج حج گذارد و پیاده نیز گویند و علی بن حسین
را گفتند چه شد پدرت را که او لاوکمتر آورد و او فرمود این قدر که آورد هم عجب است و وی رضی الله عنه در روز
و شب هزار رکعت نماز میکرد و او را وقت کجا بود که با زنان صحبت دارد و در اقتباس است و هم در وعظ
یکی از شاگردان شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه شنید که میگفت از عایشه رضی الله عنها آورده اند

که رسول علیه السلام با جبرئیل بود حسین بن علی رضی الله عنه بر ایشان در آمد جبرئیل پرسید که این کیست رسول
گفت که پسر من است و دیر باز تا او را بخود نشاند جبرئیل گفت زود باشد که وی را بکشند رسول علیه السلام
پرسید وی را که کشد جبرئیل گفت که جماعت از امت تو اگر خواهی ترا بگویم که وی را در کدام زمین خواهند کشت پس
جبرئیل علیه السلام اشارت بجانب کربلا کرد و قدری خاک سرخ برگرفت و بر رسول علیه السلام نمود و گفت
که این خاک مقتل وی است و واعظ برزبانی شاه صاحب میگفت که از شنیدن این ماجرا اشک چهره مبارک
آنحضرت روان شد و میگفت که شاه صاحب میگفتند در گریه پیغمبر بیت عظیم نبی صبری پیغمبر جبرئیل
الله علیه وسلم وآن سر این است قتل پسر و خراب شدن گردهی از امت و آزنوشتن قصه کربلا سبب کتاب
چون قلم شق میگردد لهذا بیان آن بزبان قلم تو الستظم و تاریخ دهم محرم سنه شصت و یک هجری
شهید شد مدت حیاتش پنجاه و شش سال و بقولی هفت و شصت یا دو روز بود و ذکر حضرت
امام زین العابدین سید مظلوم و امام مرحوم زین عباد و شمع اوتاد اسم شریفش علی و کنیت
وی ابو محمد و ابو القاسم و ابو الحسن و بعضی گویند ابو الحسین است و ابو بکر نیز گفته اند و القاب او زین العابدین
و سید العابدین و زکی و امین است وی در زمان شهادت علی مرتضی و رسالت بود و در واقع کربلا بیست
و سه سال و وی مشهور است بکشف حقایق و نشر دقایق در کشف المحجوب است که از وی پرسیدند
که سعید ترین دنیا و آخرت کیست گفت من اذا رضی لم یجاوز رضاه علی الباطل و اذا سخط لم یخرجه سخطه عن
الحق یعنی که بر باطل راضی نبود و چون راضی بود و خشمش از حق بیرون نیارد چون بخشم آید و این از اوصاف
کمال مستقیمان بود از انچه رضا دادن بباطل باطل بود و دست بداشتن از حق اندر حال خشم هم باطل و
مومن مبطل نباشد و نیز می آرند که چون امام حسین بن امیر المومنین را با قربا و وی رضی الله عنه اندر کربلا
کشتند بخروی کسی نماند که بر عورات قیم بودی و او نیز بیمار بود امیر المومنین حسین او را علی اصغر خوانند
چون مر ایشان را بر شتران برنهند بدمشق اندر آورند پیش یزید بن معاویه اخزاه الله تعالی و من آنجا
باک گفت کیف رأیتم صنع الله بأهل بیت الرحمة قال رأینا من قومنا بشرة قوم موسی من آل فرعون
یذبحون أبناءهم و یستحیون نساءهم فلا ندری حسبا حنا من مساءنا هذا من حقیقة بلاء نا یعنی با بد اشتا چگونه

یا علی و یا اهل بیت رحمه گفت با مداد ما از جائی قوم خود چون با مداد قوم مرسی از بادیه غربت خود
ایشان را کشتند و زنان ایشان را برده کردند نامه با مداد ان می نشاسیم و نه شبانگاه ان حقیقت بلای
ماست و بامر خدا و ندر اشکر گوئیم بر نعمتهای وی و بر کنیم بر بلاهاش در رساله شیخ عبد الحق است
تابعی معروف زین العابدین از اکابر سادات اهل بیت و از بزرگان تابعین و مشهور ایشان است
زهری گوید ندیدم من هیچ قرشی را فاضل تر از علی بن حسین و همچنین روایت کرده شده است از جماعتی
که سعید بن مسیب از ایشانست و سعید بن مسیب گوید مرا چنین رسیده است که علی بن حسین در نماز
نزدیک شدی از ان وقت که از دنیا برفت و گفته اند که و زین العابدین هم ازان گویند که عبادت بسیار
میکرد زهری هرگاه علی بن حسین را یاد کردی بگریستی و گفتی زین العابدین را روایت کرده اند که علی بن حسین چون
وضو کردی رنگ روی او گردیدی و زرد شدی الهیبت و مراز ان پرسیدی که این هیبت چون وضو
رنگ روی او گردد و این چنین شده است ایشان گفتی نمیدانند که در حضرت کرا خواهم که بایستم و ازین جهت
چنین شدی از گفت که علی بن حسین بحج برآمد چون احرام بربست و بر پشت راحله خود سوار گشت دیگا یک
رنگ روی وی زرد شد و لرزه بر اندام وی افتاد و نتوانست که تلبیه گوید گفتند چرا تلبیه نگوئی گفت از ترس آنکه
تلبیه گویم و مرا گویند لا لبیک گفتند ناچار تلبیه باید گفت که سنت است چون تلبیه گفت بیهوش گشت و از
پشت راحله بر زمین افتاد و تا در راه بود همین حال داشت و همین حال حج کرد و مروی است زین العابدین رضی الله
عنه که هیچ مسلمان گمان بد ندارد که او را نشناسد و فضل وی بر اندازه چون وضو کردی رنگش زرد شدی و چون
بنماز بایستادی از زه اش گرفتی و میفرمودی رضی الله عنه که گروهی بپرستند خدا را از جهت ترس عقاب
این چه پرستش بندگانست و گروهی امید داری ثواب این بهر پرستش پرستش سوداگرانست و مرتبه
دیگر یکدای شکر نعمت این پرستش آزادان است و وی رضی الله عنه خوش نداشتی که کسی
او را بداند او را در کار طهارت و چون وی رضی الله عنه از دنیا برفت پشتش را دیدند که شوخ بسته
و سخت شده بود زهری گوید مرا چنین رسیده که این از بسیار پرستش زان بسته سخت شده بود که در شب
بنمازهای بسیار چنان بودی که تا توان بودی نماز میکشیدی و میگفت بمن رسیده است که صدقه نهانی

فیض پروردگار تعالی را بنشاندند وی رضی الله عنه چون بمسکین صدقه میداد اول دستش میبوسید پس
صدقه بدستش می نهاد و وی سخت کوشش ناک بود در عبادت مولی پسرش محمد باقر بادی گفت یا پدر تا چند
این همه رنج کشی گفت دوستی می خواهم پروردگار خود تا شاید مرا بخود نزدیک بخشد طاؤس یمانی رضی الله عنه گوید
شبی در حجر اسمعیل بودم بناگاه علی بن حسین در آمد با خود گفتم مردیست صالح از اهل بیت صاحب خویش
دعائی مغتنم است دلپسندی نشستم نماز کرد و بسجده رفت و رخسارهای خود را بر خاک مالید و دستها را
بجانب آسمان برداشت شنیدم میگوید عبیدک ببابک فقیرک ببابک مسکینک ببابک سائلک ببابک
بنده کمینه تو مسکین تو خوانده تو در خانه تست طاؤس گوید این کلمات را یاد گرفتم و در هیچ سختی بآن کلمات
دعا نکردم مگر آنکه کشاد کار خود را در آن یافتم و مناقب و محاسن وی رضی الله عنه بسیار است امام نووی نقل
از بعضی علما میکند که گفت چون علی بن حسین از دنیا برفت رضی الله عنها بعد از رفتن وی از دنیا معلوم کردند
که صد خانه دار را بمدینه پنهانی قوت میداد و محمد باقر نیست که تولد او در سنه ثمان و ثلاثین است و زین العابدین
رضی الله عنه حدیث بسیار روایت میکرد و در روایه ثقه بود و مامون و عالی رتبه و رفیع القدر اجماع کرده اند
و بمزرگی او در هر چیز و حماد بن زید گفته فاضلترین اولاد ماشم که من دریافته ام علی بن حسین بود وی رضی الله عنه
سخت متقی و کثیر العباده با مردم نیکی کردی پنهانی در حالت فقر و فنا و در سفر نسب خود را پنهان داشتی از وی
پرسیدند که چرا چنین کنی گفت مکروه پندارم که از مردم به نسب رسول خدا صلعم چیزی بگیرم و بدین نسب آن را
ازخوندم و حق انرا ادا نکنم و میگویند که چون هشام بن عبد الملک بن مروان سالی بحج آمد خانه کعبه را طواف کرد و
خواست که حجر الاسود را ببوسد از زحمت خلق را نیافت انگاه بر منبر شد و خطبه کرد و اندرین میان امیر المومنین
زین العابدین علی بن حسین رضی الله عنه با مسجد اندر آمد و ابتدا بطواف کرد چون نزدیک حجر الاسود رسید مردم
برای تعظیم او حجر را خالی کردند هشام را بهیبت رسید مردی از اهل شام با هشام گفت آن چوان خوب روی کیست
چون او بیاید مردمان حجر را خالی کردند گفت من او را نشناسم و مراد او این بود تا اهل شام او را نشناسند
و به تعلل نکنند و فرزدق آنجا حاضر بود گفت من او را می شناسم گفتند یا ابا فراس ما را خبر ده که سخنه هیب
جوانی دیدیم فرزدق گفت گوش دارید تا حال و صف و نسب وی بگویم فرزدق قصیده در منقبت او

بر خواند و مولانای جامی در سلسلة الذهب آنرا ترجمه کرده است که مشروحش در معنی این ابیات مذکور و نظم
عکس است اینکه گوید بلطا ؛ نظم هو قسیس وحقیقه دینا ؛ عرم وحل وبیت دورکن وحطیم ؛ نادوان ومقام ابراهیم
روه سکی وصفا حجر عرفات ؛ طیبه وکوفه کربلا وفرات ؛ هریک آمد بتجدید او عارف ؛ بر علو مقام او واقف
قرة العین سید الشهداست ؛ زهره شاخ دوحه زهراست ؛ میوه باغ احمد مختار ؛ لاله راغ حیدر کرار
چون کند جامی در میان تعریف ؛ رود از فخر بر زبان قریش ؛ که بدین سرور ستود و شیم ؛ نهایت رسید فضل کرم
ذره غرقست مثل او ؛ عال دولت است مثل او ؛ از چنین جزو دولت ظاهر ؛ هم عرب هم عجم بود قاصر
جد او را بسند یقین ؛ خاتم الانبیاست نقش نگین ؛ لایح از روی او فروغ هدی ؛ فایح از خوی او شمیم وفا
مهبط وحی مصدر رحمت ؛ از چنان مصدری شود مشتق ؛ طلعتش آفتاب برج وفا فروز ؛ روشنائی فزای مظلم سوز
از خیالات پسندیده ؛ که کشاید بروی کس دیده ؛ خلق را از غیرت دیده خوابانند ؛ گر رهبت نگاه تواند ؛ نیست بی سبقت تبسم او
خلق را طاقت تکلم او ؛ در عرب در عجم بود مشهور ؛ گوندانش مقفل ومغفور ؛ همه عالم گرفت پرتو حوز
گر ضریری ندید از آن عجز ؛ شد بلند آفتاب بر افلاک ؛ بوم گرزان نیافت بهره چو باک ؛ بر کلوسیزان و بیکاران
دست او ابر بهمت باران ؛ فیض آن ابر بهر همه عالم ؛ گر بهر نمی نگردد کم ؛ هست زان معشر ابتدیین
که گشتند زاوج علیین ؛ حب ایشان دلیل صدق وفا ؛ بغض ایشان نشان کفر ونفاق ؛ قدر ایشان پایه علو وجلال
بعد ایشان سایه غول وضلال ؛ گر شمار ندا هل تقوی را ؛ طالبان رضای مولی را ؛ اندران قوم مقتدا باشند
واعظان خیل پیشوا باشند ؛ گر بهر سد آسمان بانفرض ؛ سایلی من خیاط اهل الارض ؛ نیز بان کواکب وانجم
هیچ نقطی نیابد الا هم ؛ هم عیوت الندی اذا ذهبوا ؛ هم کیوت الثری اذا ذهبوا ؛ ذکر شان سایق است اندر فوق
بر همه خلق بعد ذکر الله ؛ سر بر نامه را رواج افزای ؛ نام ایشان است بعد نام خدای ؛ ختم این نظم و نشر را الحق
باشد از یمن نام شان رونق ؛ بسشام فرزوق را بر تندان فرستاد امام دوازده هزار درهم بر فرزدق فرستاد
فرزدق نگرفت و گفت مدحت من تقرب الهی خدا بود بعطا امام فرمود ما اهلبیت ایم چون چیزی بخشیم باز
نستانیم پس فرزدق قبول کرد و اولاد ایشان را رزق سبحانه تعالی در شرق و غرب منتشر گردانید
چنانکه هیچ شهری از وجود ایشان خالی نباشد و از یزید پلید و اخلافش یک تن نگذاشت که خانه آبادان کند

و مراعی افروزد و وفات وی رضی الله عنه بمدینه بود سنه اربع و تسعین و این سنه را سنة الفقها گویند
و مدت عمرش پنجاه و هفت سال بود و امامتش سی و چهار سال و در پهلوی امام حسن مدفون گشته

ذکر امام محمد باقر رضی الله عنه در رساله شیخ عبدالحق است ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی
بن ابی طالب کرم الله وجهه القرشی الهاشمی المدنی المعروف بباقر رضی الله عنه باقر مشتق است از بقر یعنی شکافتن
گویا علم را شکافت و اصلش را شناخت و نهایتش را دانست و نیز بقر یعنی وسعت و فراخی گویند وی علم را
بغایت وسیع بود و مجال فراخ داشت وی تابعی بزرگ است و امام فایق که اجماع است بر بزرگی
وی معدود است از فقهای مدینه و ائمه ایشان حدیث را از عابر و انس و جماعتی از کبار تابعین
مثل ابن المسیب و ابن الحنفیه و پدر مش زین العابدین رضی الله عنهم اجمعین مروایت کرده اند بخاری و مسلم
از احادیث وی در صحیحین خود رحمة الله علیها مصعب بن زهری گفته که وفات الباقر بمدینه است سنه
اربع عشر و مائه و نزد یحیی در سنه ثمانیه عشر و مائه و نزد مدائنی سبع عشر و مائه و عمرش پنجاه و شش سال بود
ولادتش سیوم صفر و بقولی غرهٔ رجب سنه سبع و ثمانین هجری در مدینه بود و از کلام وی مشهور آمد
در وصول او خالص دین خدا باز داشت او را از هر چه ماسوای او تست نگذاشت اهل تقوی آسان ترین اهل دنیا
اند از روی مؤنت و بسیار ترین اهل دنیا اند از روی معونت اگر فراموش کنی حق را یادت دهند و اگر یاد
کنی یاریت دهند و نیز از کلام وی است سلام الانبیا تحیة الکلام آن جنگ سلیمان بدزبانی ایشان است و نیز فرمود
نگاهدار خود را از کسل و ملالت که این دو صفت کلید هر بدی است در کشف المحجوب است که کنیت
وی ابو عبدالله بود و به اکرامات مشهور بود و گویند وقتی ملکی قصد هلاک وی کرد و کس خود فرستاد
ببود چون نزد وی آمد از وی عذر خواست و هدیه داد و نیکوئی گرداند گفتند انتها الملک قصد هلاک
وی داشتی اکنون ترا بادی دیگر گون دیدیم حال چه بود گفت چون وی نزدیک من آمد دو شیر
دیدم یکی بر راست وی و یکی بر چپ وی و مرا میگفتند اگر تو بد و قصد کنی ما ترا هلاک کنیم و آیت آرند که وی
گفت لذا تفسیر قول خدای عزوجل لکفر بالطاغوت و نؤمن بالله
فقال من شغلک عن مطالعة الحق فهو طاغوتک یعنی باز دارنده تو از مطالعه حق طاغوت تست نگر تا چه

چیز محجوبی بدان حجاب از وی باز نماند و ترک آن حجاب بگوی تا بکشف اندر رسی و محجوب بممنوع بناشی و هم
ازانست از خواص وی یکی روایت کند که چون وی از اوراد فارغ گشتی باواز بلند بر گرفتی بمناجات باری تعالی
چون مرگ و گور یاد کنم چگونه دل را بدنیا شاد کنم و چون نامه را یاد کنم چگونه با چیز از دنیا قرار کنم چون ملک الموت را
یاد کنم چگونه از دنیا بهره گیرم پس از تو خواهم از آنچه ترا دانم و از تو جویم از آنچه ترا بینم خواهم راحتی ده اندر حال مرگ
بی عذاب و عیش اندر حال حساب بی عقاب این جمله میگفتی و میگریستی تا شبی دیر اگفتم ای سیدی و
سیدِ آبائی چند گریی و چند خروشی گفت ای دوست یعقوب را یک یوسف گم شد چندان
بگریست که نابینا شد و چشمها سفید کرد و من ترا ده کس را پدر خود یعنی حسین و قتیلان کربلا گم کرده ام
کم از آن باری نیاشم که اندر فراق ایشان چشمها سفید کنم و این مناجات بعربی بسمت فصیح است و ذکر
امام جعفر صادق رضی الله عنه در رساله شیخ عبد الحق است ابو عبد الله ابو محمد جعفر بن محمد
الصادق ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و را صادق بدان لقب کردند که در گفتار
خود صادق بود چنانچه پدری او صدیق رضی است و این لقب صدیق از پیش بهتر بن فرزندان
آدم است صلی الله علیه وسلم و او از جبرئیل شنیده و جبرئیل از پیش خدا آورده و مادر جعفر را ام فروه
عبد الله ام فروة بنت قاسم بن محمد بن صدیق اکبر است رضی عنهم قاسم بن محمد یکی از فقهای سبعه
و تابعین است جعفر رضی الله عنه روایت کرده از پدر خود و پدر مادر خود و نافع و عطاء و محمد بن المنکدر و زهری
و غیره رضی الله عنهم و روایت کرده از وی امامان مشهور مثل یحیی بن سعید الانصاری و ابو حنیفه و ابن
جریج و مالک و محمد بن اسحاق و بسیاری موسی بن جعفر و سفیان ثوری و سفیان بن عیینه و شعبه
و یحیی بن سعید و دیگر از بزرگان رضی الله عنهم و اتفاق کرده اند است بر امامت و جلالت و سیادت
وی و ولادت وی در مدینه است سنه ثمانین و عمر شریفش ثمان و ستین بخاری در تاریخ خود می آرد
ولادت وی هفتم ربیع الاول سنه ثلث و ثمانین و وفات وی در مدینه بماه شوال و بقولی پانزدهم رجب
سنه ثمان و اربعین و مائة و ایام امامت وی سی و چهار سال بود مر او را رضی الله عنه کلام نفیس است
در علوم توحید و غیر این الفا شیخ عبد الحق از تابع امام عالم عارف ابو محمد عبد الله بن اسعد بن علی

یافعی رحمة الله علیه میگوید نسل جعفر صادق رضی از پنج تن باقی ماند اسمعیل بن جعفر و موسی بن جعفر و اسحق بن جعفر و محمد بن جعفر و علی بن جعفر و یکی از اولاد او عبد الله بن جعفر افطح است و عبد الله و اسمعیل از یک پدر و مادر اند و عبد الله پسر او بعد وی بهفتاد روز وفات یافت و اسمعیل در حیات وی رضی مرد در کشف المحجوب است سیف سنت و حبال طریقت و معبر اهل معرفت و مزین ارباب صفوت جعفر بن محمد صادق رضی الله عنهم عالم حال و نیکو سیرت و آراسته ظاهر و باطن بوده و پیرا اشارت نیکو است اندر جمله علوم و مشهور است بدقت کلام و قوت معانی اندر میان مشایخ رضی الله عنه و پیرا کتب معروف است اندر میان طریقت از وی روایت می آرند که گفت من عرف الله اعرض عما سواه یعنی عارف معرض بود از غیر و منقطع از اسباب از انچه معرفت وی عین نکرت غیر بود و نکرت جزوی از معرفت وی باشد و معرفت جزوی نکرت وی پس عارف از خلق گسسته باشد و به پیوسته غیر را اندر دلش مقدار آن نباشد که باو التفات کند و با وجود ایشان چندان حظ نه که اندر خاطر ذکر ایشان را عقد کند و هم از وی روایت می آرند که گفت لا یصح العباد الا بالتوبة یعنی توبه حق العبادة قال الله تعالی التائبون العابدون یعنی عبادت خیزد به از توبه باید خداوند سبحانه مقدم کرد توبه را بر عبادت زیرا که توبه بدایت مقامات است و عبودیت نهایت آن و چون خداوند سبحانه ذکر عاصیان یاد کرد توبه فرمود و گفت توبوا الی الله جمیعا باز گردید بسوی خدا همه فرمان برداری و چون رسول را علیه السلام یاد کرد بعبودیت یاد کرد و گفت فاوحی الی عبده فاوحی پس وحی کرد بسوی بنده محمد انچه وحی کرد و هم در کشف المحجوب است و اندر حکایت یافتم که داود طائی رحمة الله علیه نزدیک وی آمد و گفت یا ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم مرا پندی ده که دلم سیاه شده است گفت یا ابا سلمان تو را پند زمانه ترا باید من چه حاجت باشد گفت ای فرزند پیغمبر شما را بهمه خلایق فضل است و پند دادن تو مر همه را واجب است گفت یا ابا سلمان من ازان میترسم که بقیامت جد من صلی الله علیه وسلم اندر من آویزد که چرا حق متابعت من نگذاردی و این کار نسبت مجو و بمعاملت قوی نسبت و اگر بمعاملت خو بست در حضرت حق تعالی داود طائی در گریستن آمد گفت بار خدایا انگه طینت او چون از آب بود و ترکیب طبیعت وی از اصل و برمان و مجتهد سنت رسول الله است و مادرش قبول است وی میرین حال است

داود که باشد که او معاملت خود معیوب شمرد و هم از روی می‌آمد که روزی نشسته بود با موالی خود و مرا پیشتر میگفت
بیائید تا با یکدیگر بیعت کنیم و عهد گیریم هر که از میان ما راستکاری باید در قیامت همه را شفاعت کند گفتند یا ابن
رسول الله مر ا بشفاعت ما چه حاجت که جدّ تو شفیع همه خلایق است وی گفت که من با این افعال خود شرم دارم
که بقیامت بر روی جدّ خود نگرم صلی الله علیه وسلم و این جمله روئیت عیوب نفس است و این صفت از اوصاف
کمال است و جمله متمکنان حضرت خداوند بر این بوده اند انبیا و اولیا و رسل که رسول گفت علیه الصلوٰة والسلام
یوشک ان عبد و خود خیر جواهد و را نعیبهای نفس بینا گرداند اذا اراد الله بعبد خیرا بصّره بعیوب نفسه هر که
خدا وی تواضع و عبودیت سر فرود آرد و خداوند تعالی کاروی در دنیا و آخرت برآرد و اگر مناقب جملة المطیبین
رضی الله عنهم بر شمرم این کتاب حمل آن نکند و این مقدار کفایت بود مر هدایت قومی را که عقل ایشان را لباس
ادراک باشد از مریدان و منکران این طریقت و در رساله مذکور است که جعفر رضی الله عنه میگفت هر که را
حادثه پیش آید پس پنج بار بگوید ربّنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار و مدد خداوند او را از اندوه و بدهد او را آنچه خواهد بعده و بخواند
ان فی خلق السموات والارض تا آنجا فما لهم من ناصرین و هر که بخواند
ربّنا انّک من تدخل النار فقد اخزیته الآیه و از سفیان ثوری می آرند رحمة الله علیه که گفت گفتم مر ابی عبد الله جعفر بن محمد صادق
رضی الله عنهما که وصیت کن مر ا بوصیتی که یاد گیرم آن وصیت را از تو امیدوارم که خدای عزوجل نفع دهد مرا
بدان وصیت پس گفت مر ا یا سفیان هر که دروغ گوست او را مروت نبود و هر که حاسد است راحت نیابد
و هر که بد خلق است مهتری نکند و ملوک را با کس برادری نبود گفتم زیادت کن بر این چیزی گفت یا سفیان
از محارم خدائی تعالی بپرهیز تا عابد شوی و بقسمت خدا عزوجل رضی باش تا توانگر شوی و حق همسایگی نگه دار
تا مسلمان شوی و با فاسق صحبت مدار که بر تو غالب آید در فسق و در کارهای خود مشاورت کن با آنکه
طاعت حق را نیکو کند گفتم زیادت کن بر این چیزی گفت یا سفیان هر که عزت طلبد بی خویشان و هیبت
خواهد بی سلطنت گو بر آید از خواری معصیت بسوی عزت طاعت گفتم زیادت کن گفت یا سفیان هر که با
مصاحب بد صحبت دارد هرگز سلامت نماند و کسی که در جای بد در آید متهم گردد و هر که مالک زبان خود نگردد
پشیمان شود و نیز حکایت کنند از جعفر رضی الله عنه که گفت هر معرفتی که مقارن بود او را دوام مراقبه از خدای

عزوجل وخوف تسلیط ان معرفته نکرت است هرچه که مقارن نباشد اورا دوام مرافقت آن محبت قریب نفس است
واستدراج وگفت شیخ ابوعبدالرحمن رحمة الله علیه علم این طبقهٔ مشایخ صوفیه رحمهم الله علم است که مخصوص
بدان قرن اول وثانی وثالث از اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین تا جعفر صادق رضی الله عنه وبعد از
جعفر صادق هرکه برگزید از ایشان صحبت فقر از جمیع اقران خود از اهل بیت برسر آمد پس گفت شیخ ابوعبدالرحمن
که تجنید وحکایت کنند که گفت صاحب ماوردین کار آنکه اشارت کرد با حوال که در گرفته است اورا دلها او ایما کرد
بحقایق آن وتاویل نمود آن را بعد از پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم علی بن ابی طالب است رضی الله عنه

ذکر امام موسی کاظم رضی الله عنه ولادت وی روز یکشنبه نهم صفر سنه ثمان وعشرین ومائة

در رساله شیخ عبدالحق است که از ائمهٔ اهل بیت ابوابراهیم وقیل ابوالحسن موسی کاظم بن جعفر صادق ابوعبدالله
رضی الله عنهما بود وی رضی الله عنه صالح وعابد وجواد وحلیم وکبیر القدر وخوانده می شد اورا العبد
صالح از جهة صلاح وعبادت واجتهاد وگفته اند که هر روز سجده میرفت بعد از سفید شدن افتاب تا وقت
زوال سخی بود وکریم مامون از پدر خود هارون رشید روایت کرده که گفت مر پسران خود را ورموسی
بن جعفر رضی الله عنهم این امام همه آدمیانست ومحبت خداست بر خلق وی وخلیفهٔ اوست بر بندگان
وی من امام جماعتم در ظاهر بحکم غلبه وقهر وبدرستی وبراستی وبخداسوگندای پسران من هرآنیه وی سزا
وارتر است بجانشینی رسول صلی الله علیه وسلم از من واز تمامت خلق وبخداسوگند اگر توانی بهم من نزاع کنی
بمن در امر سلطنت می ستانم از تو انچه چشم بران دوخته زیرا که ملک نازانیده است وگفت رشید اسپ
من این دولت علم پیغمبر است این موسی بن جعفر بن محمد است رضی الله عنهم اگر علم درست طلبی از نزد وی طلب
مامون گفت ازان باز درخت محبت ایشان در دلم نشست ومر اورا رضی الله عنه اخبار مشهور ونوادر
بسیار است ومنقول است از جعفر صادق رضی الله عنه که بفرزندان خود اشارت میکرد که این فرزند
من اند واین یعنی موسی کاظم بهتر ایشان است وفرمود وی دُرّیست از دُرّهای حق تعالی که پیرون
می آرد ازوی غوث این امت ولوز این امت را بهترین مولودی وبهترین پیدا شونده ووفات کاظم
رضی الله عنه پنجم ماه رجب سنه ثلث وثمانین ومائة دایام امامت سی وپنج سال بود وعمرش پنجاه وپنج وتولد

چهار سال بود و قبرش در بغداد مشهور است و جای حبس وی نیز همه را نجاست و بود وی رضی الله عنه
بزرگ فضیلت فراخ بخشش ترسان دل خود را نجدا بربسته و گفته اند که کسان وی میگفتند عجب از ان کسی که
بیاید و در امرهٔ موسی بن جعفر رضی الله عنهما دیگر شکایت از فقر و قلت کند و وی رضی الله عنه سیاه فام بود و از آن
است اسم شریفش موسی و القابی وی از غایت علم فرو بردن خشم کاظم میخواندند و صابر و صالح و این نمط ذکر امام
علی رضا رضی الله عنه کنیت وی ابو الحسن و ابو محمد الفاضل سخا و رضا من و صابر و مرتضی در رسالهٔ شیخ عبد الحق
گوید از ائمهٔ اهل بیت امام هشتم ابو الحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی است رضی الله عنهم معروف
بر رضا ولادت وی رضی الله عنه بمدینه بود روز پنجشنبه یازدهم ربیع الاول سنهٔ ثلث و خمسین و مائه و بعد از
وفات امام جعفر صادق پنج سال و بقولی روز جمعه بود یازدهم شهر رجب سنهٔ ثمان و اربعین و مائه و بقولی سنهٔ خمسین و مائه
و مدت عمر شریفش چل و نه سال و شش ماه از آن جمله بست و نه سال و دو ماه و صحبت پدر شش گذرانیده
و بعد از پدر در ایام امامت بست سال و چهار ماه که از عمر شریفش باقی مانده بود بامر ولایت
قیام نمود و مادر رضا ام ولد است و از اشراف عجم و بهترین زنان بود و در نقل دین و تکلم نام داشت وفات
می کنند از امام رضا رضی الله عنه که گفت چون به پسر خود علی حامله شدم هرگز در خود گرانی حمل نیافتم و در خواب دیدم
تسبیح و تهلیل و تحمید که از درون شکم او میآمد پس مشاهدهٔ این حال مرا ترس و هول می آورد چون بیدار میشدم
چیزی نمی شنیدم و چون او را بر میداشتم دست بر زمین نهاده و سر بسوی آسمان برداشته بیرون آمد و بهمان
حال بنشاند گویا سخن میکند و در روایت است از موسی کاظم رضی الله عنه که گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم
در خواب دیدم و علی کرم الله وجهه با وی بود پس گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم علی پسر تو می بیند بنور
خدا عز و جل و گویا میگردد بحکمت وی سیصد و شصت و اجتهاد صواب کند و بر خطا نرود و بداند و چیزی از و
نادانسته نماند پر کرده شده است وی بحکمت و علم در میان خواب این دو کلمه نیز آمده که ایمانه و
سلطان الله و العصا قوته الله سیصد یعنی دستار علما محل ظهور سلطنت الهی است عزا سمه و عصای ایشان
مظهر قوت وی لقبای و از موسی کاظم می آرند رضی الله عنه که گفت علی پسر من کلان ترین اولاد من و عالم ترین
ترین و مطیع ترین ایشان است سخن او سخن من است و امر او امر من هر که او را طاعت کند راه راست یابد و از رضا رضی الله عنه

ا یه می آرند که گفت هرگز از بنی اسرائیل بعبادت می در آمد متعبدی گشت تا ده سال سکونت نمیورزید و در دوا
ست از ابو الصلت عبد السلام بن صالح بن سلیمان هروی که گفت با علی بن موسی الرضا بودم در وقتی که
علت کرد از نیشاپور داد سوار بود بر اشتر سفید و احمد ابن الحرب و یحیی بن یحیی و اسحق بن راهویه و چندی از اهل
علم رحمهم الله چسپیده بودند بلجام اشتر وی گفتند حدیث کن ما را که شنیده از پدر خود و پدر تو شنیده ای
از پدران خود و ایشان رضی الله عنهم از رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس برون آورد رضا رضی الله عنه
سر خود را از عماریه پس ولیت کرد با سنادی که آبائی کرام خود داشت از رسول خدا صلعم که گفت شنیدم
از جبرئیل علیه السلام گفت شنیدم از خدا عز و جل که میگوید انی انا الله لا الهه الا انا فاعبدونی و من
جاء منکم بشهادة ان لا اله الا الله باخلاص دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی یعنی بدستیکه منم خدائیست
بجز من پس عبادت کنید مرا و هر که از شما با خلاص این شهادت آورد که هیچ معبود نیست بجز خدا در آمد در حصن من و هر که در آمد در حصن من
ایمن شد از عذاب من و در روایت دیگر آمده وی رضی الله عنه همچنین گفت که شهادت این کلمه را شروطهاست و من یکی از شروط
این کلمام بعضی گفته اند از شروط این کلمه اقرار کردن است بآنکه وی رضی الله عنه امام است نصب من الله
و هم مروی است که شیخ امام عارف ولی ابو عبد الله محمد بن علی الحکیم الترمذی رحمة الله علیه در بیان قول وی
صلی الله علیه وسلم که مضمونش این است نمیدانم که مدت بقای من در میان شما چند است پس اقتدا کنید
بآن دو کس که بعد از من باشند ابو بکر و عمر رضی الله عنهما اخرجه الامام ابو نعیم الترمذی مرفوعا
است که ابو بکر و عمر همچو مشابه اند آن تحقیق لازم است طاعت ایشان بر خلق زیرا که وعدهای ایشان مر سیدنا
عز و جل دگشته است در قبضه وی عز و علا و ایشانرا است ثبات پس چون نطق کنند بحق نطق کنند چون حکم
کنند بعدل حکم کنند و در کتاب الانساب امام عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمة الله علیه در ترجمه هروی سه آرد
ابو الصلت عبد السلام بن صالح بن سلیمان الهروی مولی عبد الرحمن بن سمرة رضی الله عنه دریافته است
حماد بن زید را و مالک بن انس را و سفیان بن عیینه و غیرایشان از ائمه الدین و بوده است صاحب قناعت و زهد و ابو الصلت
رد میکرد بر اهل اهواء و مذاهب باطله از جهمیه و قدریه و معروف بود بتشیع احمد بن حنبل
هروی گوید با وی مناظره کردم ندیدم در وی غلو و افراط و دیدم او را که تقدیم میکرد ابو بکر و عمر را بر همه

یاد نمیکرد اصحاب پیغمبر را صلی الله علیه وسلم مگر بنیکی و میگفت این است مذهب من که میان من و خدا است
و یحیی بن معین میگوید که ابو الصلت ثقه است و صدوق است الا آنست که تشیع میکند و وفات
ابو الصلت در شوال سنه ستة و ثلثین و مائتین است و در تاریخ امام یافعی مذکور است که وفات
رضا رضی الله عنه پنجم ذی حجه و بعضی گویند سیزدهم ذی القعده سنه ثلث و مائتین بمدینه طوس اتفاق افتاد
بروی مامون وقت کرد او را بپهلوی قبر پدرش هارون رشید و سبب وفات وی رضی الله عنه آن بود که انگور خورده
بود و بسیار خورد و بعضی گویند نه بلکه زهرش دادند گفت شیخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمة الله علیه شنیدم
از منصور عبد الله اصفهانی که گفت شنیدم از قاسم بن عبد الله رح ببصره که گفت شنیدم حسین بن نضر را
رحمة الله علیه که گفت پرسیدم از رضا بن موسی الرضا رضی الله عنهما از فتوت پس گفت فتوت سخن و فتوت
فتوت طعام مصنوع است و نائل مبذول و بشر مقبول و عفاف معروف و ادای مکفوف
و از کلام رضا است رضی الله عنه هر که از ما نیکی کند او را دو چند ثواب دهد و هر که بد کند او را دو چند عذاب
هر که نافرمانی طاعت نکند خدا را عزوجل از ما نیست و تو ای مخاطب چون طاعت کنی خدا را از ما ئی که اهل بیت
پیغمبریم صلی الله علیه وسلم مردی بر رضا رضی الله عنه گفت بخدا سوگند تو بهترین آدمیانی فرمود ای
فلان سوگند مخور بهتر از من است هر که پرهیزگار تر است و طاعت کننده تر است مر خدایرا عزوجل
بخدا سوگند این آیت منسوخ نشود ان اکرمکم عند الله اتقاکم
و نیز مروی بر رضا گفت رضی الله عنه بر روی زمین بقعه نیست شریفتر از توجه بدران فرمود که تقوی
شریفتر ساخت پدران ما را و بود رضا سیاه فام مانند پدرش کاظم رضی الله عنه و در انساب
رضا علی بن موسی رضی الله عنهما از اهل علم و فضل بود با وجود شرف نسب و خلل در ولایت او از
راویان اوست و وفات رضا رضی الله عنه در قریه سنا باد طوس که امروز مشهد مقدس گویند
از رستاق نوقان و دفن وی در رواق حمید بن قحطبه طائی در قبه که در وی هارون رشید مدفون است
از جانب قبله و آن روز جمعه بست و یکم رمضان و بقولی آخر صفر بود سنه ثلاث و مائتین و بقولی سنه
ثمان و مائتین و اولاد رضا رضی الله عنه موسی و محمد تقی و فاطمه بود موسی هیچ عقب نگذاشت

وعقب از اعلاء او نقی است ذکر امام محمد جواد تقی رضی الله عنه در رساله شیخ عبد الحق است در بیان
اهل بیت ابو جعفر محمد جواد بن علی رضا است او را ابو جعفر ثانی گویند و در کنیت و نام با امام محمد باقر موافق
بود و لقب وی جواد و تقی است و قبر او بغداد است با قبر جد بشش موسی کاظم زیر یک قبه او را مامون دختر
خود را ام الفضل بزنی داد و وی و دختر مامون را بمدینه آورد و مامون در هر سال هزار هزار درهم بسوی
وی روانه میساخت و او را تعظیم میکرد و وفات یافت جواد محمد بن علی رضا رضی الله عنهما در سنه عشرین
و مائتین و عمر او بست و پنج سال بود و نماز کرد بروی الواثق ابو جعفر هارون بن معتصم محمد بن هارون رشید
و مادر جواد جاریه بود نامش خیزران و در مرآت الاسرار است که نام مادرش سبیکه و یا سکینه است و لادتش
شب جمعه یازدهم یا هفدهم رمضان سنه خمس و تسعین و مائه در مدینه واقع شده و در زمان خلافت پدر خود نه سال
عمر داشت و مدت امامت نه ده سال بود و در رساله مذکور است که روایت کرد جواد محمد بن رضا
رضی الله عنهما با استناد که از پدران خود دارد تا امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی الله عنهم که گفت فرستاد مرا
پیغمبر خدا بمن پس وصیت کرد مرا و گفت یا علی نا خائب من استخار و نادم من استشار هر که استخاره کند هرگز
زیان کار نشود و هر که کار بمشورت کند هرگز پشیمان نگردد و یا علی لازم گیر هر خود را رفتن در آخر شب زیرا که
بچیده میشود زمین در شب که در روز آنچنان بچیده نشود و یا علی کاری که کنی در بامداد کن که حق تعالی برکت
داده است امت مرا در بامداد و مادمیفرماید هر که برادری یافت در دین خدای عزوجل خانه یافت در بهشت
و اعقاب از اولاد ابو جعفر ثانی محمد جواد از دو مرد است علی هادی بن محمد جواد و موسی بن محمد جواد اما موسی
از وی نسل نماند و لیکن بسیار نماند و اولاد وی در جانب ری و قم و نواحی آن موجود اند و اولاد جواد علی هادی
و موسی اند که مذکور شدند دیگر حسن و حکیمه و بریهه و امامه و فاطمه رضی الله عنهم اجمعین ذکر امام علی هادی
نقی رضی الله عنه در رساله شیخ عبد الحق است که از ائمه اهل بیت ابو الحسن علی هادی بن محمد جواد
رضی الله عنهم که معروف است بعسکری و لقب او نقی و زکی است مادر او ام الولد است نامش سمانه
بقول اوحدی مادر او ام الفضل بنت مامون است ولادت وی رضی الله عنه در ماه رجب سنه اربع عشر و مائتین
و بعضی گویند در روز عرفه و مولد او در مدینه بود و وفات در سر من رای روز دوشنبه اواخر جمادی الآخر

و بقولی دوم رجب سنه اربع و خمسین و مائتین دفن کرده شد و سرایش که بسیار آبود در شارع یعنی شاهراه
ابی احمد رشیدی و چون نهایت رحمت ایزد تعالی متوکل علی الله جعفر بن المعتصم بسیار شد متوکل او را از بغداد
ببغداد آورد و او را نجا بسر من رای فرستاد و باقامت در آن مقرر گردانید پس وی فی الحقیقه بسر من رای آمد
و مدت بست سال و نه ماه در آنجا اقامت کرد و در زمان المعتز بالله وفات یافت المعتز بالله وی ابو عبد الله بن
متوکل است و مبایعت کرده شد او را روز شنبه ششم از محرم سنه اثنین و خمسین و مائتین خلع و عزل کردند وی
خود شش پس از نه سال و شش ماه و بست و دو روز و عسکری نسبت بعسکر سر من رای گویند که آن شهریست
که بنا کرد او را معتصم در وقتی که لشکر او انبوه شد و شهر بغداد بروی تنگ آمد و مردم از اقامت او در وی متأذی
شدند پس درین موضع شهری بنا کرد و خود با لشکرش بآنجا انتقال نمود و عمارات خوب در آنجا ساخت و او را
سر من رای نام نهاد و او را سامرّه و سامرّا نیز گویند از جهت نزول عسکر معتصم در وی و این واقعه در سنه
احدی و عشرین و مائتین بود و معتصم بالله وی ابو اسحق محمد بن رشید است و مادر او ماردہ مولده کوفیه
است چون با یوان مذکور شد معتصم بحکم دلالت جهه بخلافت نشست هشت سال و هشت ماه و هشت روز اسم خلافت
بر و بود و در سنه احدی و عشرین و مائتین بسر من رای انتقال کرد و در ربیع الآخر سنه سبع و عشرین و مائتین
بسر من رای وا در گذشت خلیفه متمم خواند مذاز فرزندان عباس رضی الله عنه هشتم بود از خلفای بنی عباس و مولد
او در سنه ثمان و سبعین و مائه بود و خلافت او هشت سال و هشت ماه و هشت روز و فتوح مشهوره وی
هشت بود و هشت هزار غلام داشت و عمر چهل و هشت سال بود غرضکه مدد هشت در خلیفه بسیار جمع شده بود و اهل
بغداد از بی ادبی غلامان او بفریاد آمدند و پراگنده خواستند شد سر من رای بنا کرد و بآن موضع با لشکر
خود انتقال کرد و ابو الفتح همدانی رحمة الله علیه گفته که سر من رای بضم سین و فتح آن نام شهری مشهور است
بعراق این چنین نقل کرد امام نووی رحمة الله علیه و در انساب گفته که چنین آورده اند که متوکل در اول خلافتش
بیمار شد و نذر کرد اگر به شوم و نانیر کثیره تصدق کنم چون به شد نزد هادی علی بن محمد جواد رضی الله عنهما کس
فرستاد و فتوای خواست که چه مقدار دنانیر تصدق کند تا از عهده برآید گفت وی رضی الله عنه هشتاد و هشت
دینار تصدق کند و از عهده برآید قومی ازین معنی تعجب کردند و بروی تعصب نمودند و متوکل گفتند که بسر

آنروی بامیرالمومنین که این از کجا قصیده ٔ بای رضی الله عنه رسول را بتوکل باز فرستاد که با امیرالمومنین بگو که من
این را از انجا گفته ام که حق سبحانه گفته است لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
الایه پروردگار تعالی میفرماید و خطاب بپیغمبر و صحابه صلی الله علیه وسلم و رضی الله عنهم میکند که شما را نصرت دادم
در جاهای کثیره و بجا اهل بیت ما روایت کرده اند رضی الله عنهم که مواطن و مواقع و سرایا و غزوات هشتاد و سه
موطن بود حق کذا در حنین هشتاد و سیوم موطن بود از این مواطن هر چند زیاده کند امیرالمومنین در کار خیر سومند تر
بود در دنیا و آخرت و بود ما دی ابوالحسن علی بن جلود رضی الله عنهما متعبد فقیه امام و از وی تر و متوکل تر نبود
کردند و گفتند که وی در منزل سلاح نگاه میدارد در وهمش انداختند که وی طلب خلافت میکند پس کس فرستاد
تا یکایک بروی در منزلش در آمد او را دید تنها در خانه بروی مردم بسته و جامه ٔ مویینه پوشیده و پشمینه بر سجاده
و مستقبل قبله نشسته و هیچ بساطی در میان وی و میان زمین جز ریگ و سنگریزه نیفگنده با یات قرآن ورد و عادت
و وصیه ترنم میکند بر همین صفت او را برداشتند و نزد متوکل آوردند چون وی را بدید تعظیم کرد و در پهلوی خود
نشاند و گفت از شعر بخوان که خوش آید او را فرمود من شعر کمتر روایت کنم گفت ناچار تا شعری نباید خواند پس چند
بیت برخواند مشتمل بر مذهب حال جباران که ایشان را جاهای بلند عقله ما کنه و که تغیر نموده و از دست آن ریخته آنجا اقامت کرده اند
فرود آمدند و بصید خواری در زیر زمین برند آواز برآید که آن تختها چه شد و آن تاجها کجا رفت و آن طعامها گوارنده
رو مائی تر و تازه که پرده ها پیش آن میکشیدند کجا است از قبر جواب آید که آنها همه فانی شد و بباد رفت و آن
رو ما را کرم خورد و خاک شد حاضران همه بگریستند و گمان بردند که مباد اجل ساعت بادی بر سر ایشان و متوکل
بگریه در آمد و گفت یا ابا الحسن هیچ وامی بر خود داری فرمود دارم چهار هزار دینار پس متوکل بدفع چهار هزار
دینار بوی حکم کرد و او را معزز و مکرم بمنزلش باز گردانید و نسل از اولاد علی هادی و را ابو محمد حسن بن علی هادی
گویند او را عسکری ثانی گویند و در سر من رای عبد الله جعفر بن علی هادی باقی ماند و ما برادر ایشان ابو جعفر محمد
بن علی هادی بجانب حجاز اراده نهضت خود و همدر عالم حیات برادرش حسن عسکری سفر کرده بود چون بقریه
که بالاتر از موصل است بهفت فرسنگی رسید هم در سواد آن وفات یافت و قبر شریفش نیز همانجاست
و بیرونی مسجدی بنا یافت و در آن است که در کتابت با علی مرتضی و علی رضا موافق بود و بنا بران او را علی هادی

ابوالحسن ثالث گویند و القاب شریفش نقی و هادی و عسکری و ناصح و متوکل و فتاح و مرتضی است امام ابوالحسن علی نقی در سنهٔ ثلاث و خمسین و مائتین در مدینه متولد شد و در سنهٔ اربع و خمسین و مائتین در سامرا بخانهٔ پدر خود امام محمد تقی رضی الله عنه شش سال بود **ذکر امام حسن عسکری رضی الله عنه** در رسالهٔ شیخ عبدالحق است که از ائمهٔ اهل بیت ابو محمد حسن بن علی عسکری است رضی الله عنهم مادر او ام الولد بود نامش سوسن بسمانه و ولادت وی رضی الله عنه روز دوشنبه دهم ربیع الاول سنهٔ احدی و ثلثین و مائتین در مدینه واقع شد و وفات وی در ربیع الاول سنهٔ ستین و مائتین روز جمعه ششم ماه مذکور یا هشتم ماه مذکور و بعضی خبر آن گویند از سنهٔ مذکوره شهر سرمن رای دفن کرده شد در پهلوی پدرش در این بلده و اقامت او در پدرش در همین بلده بود و بعضی گویند که مشهد علی هادی در قم است و این قول صحیح نیست صحیح آنست که در قم مشهد فاطمه بنت موسی بن جعفر بن محمد است رضی الله عنهم و منقول است از رضا علی بن موسی رضی الله عنهما که گفت هر که زیارت کند قبر فاطمه بنت موسی را او را بهشت روزی شود و حسن عسکری رضی الله عنه نزد امامیه الله ابوالقاسم محمد منتظر صاحب سرداب است و مدت بقای حسن عسکری بعد از پدرش علی الهادی رضی الله عنهما شش سال است و نگذاشت حسن عسکری رضی الله عنه ولدی را نه ظاهر و نه باطن غیر از ابوالقاسم محمد و سیرت او است که کنیت وی با امام حسن بن علی بن ابیطالب موافق بود و نقش زکی و عسکری و خالص و سراج است وی روز جمعه هشتم ربیع الاول یا آخر سنهٔ ستین و مائتین در زمان سلطنت معتمد خلیفه بنی عباس بغیر دوسه یعنی نقل فرموده و مدت عمر شریفش بست و نه سال و بقولی بست و هشت سال و ایام امامتش هفت سال و یک پسر داشت که امام محمد مهدی باشد **ذکر امام محمد مهدی رضی الله عنه** در رسالهٔ شیخ عبدالحق است ابوالقاسم محمد منتظر که مسمی است بقائم نزد امامیه مولدش رضی الله عنه شب جمعه نصف شعبان سنهٔ خمس و خمسین و مائتین مادر او ام ولد است که او را نرجس میگفتند و او در وقت وفات پدرش شش سال و پنج سال بود و امام باقی در تاریخش ذکر کرده که سنهٔ خمس و ستین و مائتین وفات یافت محمد بن حسن عسکری ابوالقاسم که او را امامیه حجت و قائم و مهدی و منتظر و صاحب الزمان لقب کنند و وی نزد ایشان خاتم دوازده امام است و زعم ایشان آن است که وی در سرمن رای در سرداب درآمد و مادرش میدید که می درآید با او و دیگر بیرون نیامد و این در سنهٔ خمس و ستین و مائتین بود بعضی گویند در سنهٔ ست و ستین و مائتین و این قول

صحیح تر است و وی بر عمه ایشان تا این زمان پنهانست و چون ابی عبد الله جعفر بن ابو الحسن علی هادی انگاه
کرد که پسرش ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه فرزندی نگذاشت و دعوی کرد که برادرش حسن عسکری رضی الله عنه وفات
بوی داده او را دروغ دعوی کذاب نام کردند و وی معروف است باین لقب و این جعفر بن علی هادی پسری بود
علی بن جعفر و این علی را سه پسر بود عبد الله و جعفر و اسمعیل و از ایشان نسل باقیست و ابو محمد حسن عسکری و الد ابو
محمد رضی الله عنهما معلوم است نزد خواص اصحاب ثقات اهل بیش و روایت کرده اند که حلیمه بنت ابی جعفر محمد
جواد رضی الله عنه که عمه ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه باشد حسن عسکری را دوست میداشت و دعا میکرد
و تضرع مینمود که او را پسری بوجود آمده به بیند و ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه چار پدر را بر گزیده بود
که نرجس میگفتند چون شب نصف شعبان خرسین و مائتین عمه وی حلیمه نزد ابو محمد حسن عسکری آمد و او را
دعا کرد حسن عسکری التماس نمود که یا عمه یکی امشب نزد ما باش که کاری در پیش است حلیمه با التماس حسن عسکری شب
در خانه ایشان بایستاد چون وقت فجر در رسید نرجس بدرد زه مضطرب شد حلیمه بر نرجس آمد مولودی
دید بوجود آمده مختون مفروغ منه یعنی ختنه کرده شده و فارغ از ختنه و کار شست و شو که مولود را کنند
مولود را بر حسن عسکری آورد وی بگرفت و دست بر پشتش و چشمانش فرود آورد و زبان خود را در
دهنش در آورد و در گوش راست او اذان و در گوش چپ اقامت گفت و گفت یا عمه بیار او را پیش پدرش
پس حلیمه او را بیاورش سپرد حلیمه میگوید بعد ازان پیش ابو محمد حسن عسکری رضی الله عنه آمدم مولود را پیش وی
دیدم در جامه های زرد دار انوری و عظمتی دیدم که دل من تمام گرفتار او شد گفتم سیدی بچه علمی داری
بکمال این مولود مبارک که آن علم را بر من اتفاقی گفت یا عمه این مولود منتظر ما است که ما را بدان بشارت داده
بودند حلیمه گفت پس من بر زمین افتادم و شکر آنرا بسجده در رفتم و دیگر نزد ابو حسن عسکری آمد و رفت میکردم
روزی نزد وی آمدم مولود را دیدم پیر سیدم ای مولای من ان سید و منتظر ما چه شد فرمود او را سپردیم
بانکس که مادر موسی علیه السلام موسی را بوی سپرده بود و روایت کرده شده است از ابو الحسن رضی الله عنه
که از وی پرسیدند که چه چیز است نام قایم شما فرمود ما را حکم کرده اند که پیش از ولادت وی نام وی نبریم
پس شیعه امامیه بر انند که ابو القاسم محمد بن حسن عسکری رضی الله عنهما امام قایم اوست و عمر او نزدیک وفات پدرش

رضی الله عنه پنج ساله بود و درین عمر او را حق تعالی حکمت و فصل خطاب داد و گردانید او را آیتی برای اهل عالم چنانچه یحیی و عیسی را علیهما السلام در حالت صباوت کتاب داد و نبوت داد او را عمر دراز بخشید چنانچه خضر علیه السلام را بخشید و هم شیعامامیه گویند که قایم مهدی مشهدوی و در سر من رای است و اولاد جعفر بن علی الهادی بن محمد جواد بن علی رضا را بنو الرضا گویند و اینها جماعه کثیر از دام ایشان جعفر ام ولد بود و قبر او در سرای بدرش است سنه سبعین و مایتین و وی چهل و پنج ساله از عالم رفت سنه اصدی و سبعین و مایتین و جمله اولاد این جعفر بغیر منتشر و بعضی منقرض شدند و بس بودند و گفته اند که این جعفر پیش از موت خود از ان دعوی که برادرش او را امام گردانیده بود باز گشت و تائب شد و علی بن جعفر صادق رضی الله عنه نیز با برادرش محمد بن جعفر صادق علکه ظهور کرده بود پشیمانی نهایت کرد و بدین امامت رجوع نمود و شیخ علاء الدوله احمد بن محمد سمنانی قدس الله روحه ذکر ابدال و اقطاب میکوید که بتحقیق رسید مرتبه قطبیت محمد بن حسن عسکری رضی الله عنه و علی آبائه الکرام ائمه اهل البیت الطهاره و وی در وقتی که متحقق شد داخل زمره ابدال بود پس ترقی کرد درجه درجه و طبقه طبقه تا آنکه بسی افراد گذشت و قطب زمان علی بن حسین بغدادی بود چون وی درگذشت و در شونیزیه دفن کرده شد محمد بن حسن عسکری بروی نماز گذارد و بجای وی بنشست و تا نوزده سال در مرتبه قطبیت باقی ماند پس حق تعالی او را بروح و ریحان از ین عالم درگذانید و عثمان بن یعقوب جوینی خراسانی را در ان مقام بیاورد و نماز کرده و جمیع اصحابی بر محمد بن حسن عسکری دفن کردند او را در مدینه رسول صلی الله علیه وسلم و چون جوینی وفات یافت احمد کوچک از اولاد عبد الرحمن بن عوف بجای وی نشست وی در عجم تربیت یافته بود و بر جوینی نماز کرد و قبرهای این مذکورین پست است پیکسته بزرمین و بنائی ندارد و غیر ایشان انها را نشناسند و ایشان هر سال زیارت آنها بکنند و یک تن از اقطاب و اوتاد که قریه ایست در کوه مابین بسطام و دامغان پیش از ظهور نبوت ان سرور صلی الله علیه وسلم دفن کرده اند و این جماعه مامورانند بمتابعت انبیا علیهم الصلوة والسلام و تمسک بشرایع ایشان و اقرار بکلمتین شهادت و ایشانرا ابدالان در آدمیان که ایشان ان بدلا را بشناسند و لیکن بدلا ایشانرا نشناسند و بلال رضی الله عنه در زمانه پیغمبر صلی الله علیه وسلم از جمله ابدال سبعه بود چنانچه در آسمان دو قطب اند قطب جنوبی و قطب شمالی و نزدیک ترین کوکبها بقطب جنوبی سهیل است

وقطب شمالی جذبهٔ حق تعالی در زمین نیز دو قطب ساخته و هر یکی را مرتبه تعیین نموده و پس مرتبه قطب ارشاد مرتبه
سهیل است که بیرنگ ترین کواکب است از روی عرم و منفعت و نفع و قلب وی بر قلب محمد صلی الله علیه وسلم
چنانچه قلب قطب ابدال از اقطاب بر قلب اسرافیل است علیه السلام و مرتبه قطب ابدال مرتبه جدی است مخفی
نماند از چشم اکثر مردمان و قطب مدار کسی چون عصر ما زمان ما را بوجود عزیزی مشرف گردانیده است عماد الدین
عبد الوهاب پارسی است و مادر سین تربه ایست از قریه های قزوین قریب بابهر حق تعالی او را بر تخت مرتبه
قطبیت بعد وفات عبد الله شامی قدس الله تعالی روحه در ربیع الآخر سنه ست عشره وسبعمائة منشا ند و عروج نمود
و شش بود پس حق تعالی عمر و بیرا زگردانید و وجود شریف او را میان خلایق و حوادث سدی ساخت
و این قطب نهم است از اقطاب از زمان حضرت صلی الله علیه وسلم تا زمان ما تا اینجا کلام شیخ علاء الدوله
سمنانی است رحمه الله و مراد از نهم یعنی کلام و راز تر از این کلام است والله اعلم و بعضی از کبار
عرفا رحمهم الله گفته اند بسا باشد که القا کند شیطان بر اولیا می اصل صحیح را که صحت او شکی ندارد و چون
بداند شیطان پیدا میسازد در نفس آدمی را از این اصل معانی مهلکه که قدرتش بر آن نرسد چنانکه القا
کرد اهل بدع و هوا را خصوصاً شیعه را علی الخصوص امامیه ایشان را اصول صحیحه را که در آنها شک ندارند پس تر
عارض شد بر ایشان تلبیسانی که تفقه کرد در روی نفوس ایشان فقهی نفسانی و استنباط کرد نفوس ایشان
ازان شبهات امور را که شیطان از آن گمراهی بیاموزد چه شیاطین جن را قوتهای که در نفوس انسانی باشد
نباشد چنانچه اول از راه محبت اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین بر ایشان در آمد و این اصل صحیح است و روشن تر
و بلند ترین چیزهای است که بدان تقرب بخدا جویند عزوجل ولیکن از حد اعتدال تجاوز کردند تا آنکه بغض صحابه
و سب ایشان و انکار فضایل ایشان رضی الله عنهم کشید با آنکه محبت ایشان نیز از بلند ترین موجبات محبت
الهی است عزوجل خیال کردند که اهل بیت سزاوار تر بعلایق تر بودند از ایشان باین مناصب دنیاویه پس خود
گمراه شدند و دیگران را نیز گمراه کردند چنانکه شیطان در ان مسایلی که ایشان دارند شاگرد ایشان شد ببین
که غلو در دین تا کجا ایشان را رسانید و از حد برآورد و قضیه بر عکس شد و در رساله مذکور است که سید
علی بن حسین رض از سید الشهداء حسین بن علی از امیر المومنین علی رض می آرند که گفت گفت رسول صلعم

ایمه بعد از من دوازده تن باشند اول ایشان تو ئی ای علی و آخر ایشان مهدی که فتح کند حق تعالی بدست
وی مشارق ارض و مغارب آن را و در حدیث ابی عبد الله جعفر صادق رض و من آبائه امیر المومنین علیه
می آرند که گفت گفت رسول صلعم دوازده تن اند از اهل بیت من که داده است حق تعالی ایشان را فهم و حکمت
و پیدا کرده است ایشان را از طینت من پس وای بر منکران ایشان بعد از من و از و کریم رحمة الله علیه یاد
وی از سید الشهداء حسین بن علی رضی الله عنهما می آرند که گفت از ما دوازده تن مهدی ایشانست اول علی بن ابی طالب
و آخر ایشان مهدی قایم بحق زنده میگرداند حق سبحانه بوی زمین را بعد از موتش و ظاهر میگرداند بوی
دین حق را بر همه دینها اگرچه ناخوش آید مشرکان را و از ابی عبد الله جعفر صادق رضی الله عنه می آرند که گفت
از ما دوازده مهدیست شش از انها گذشته و شش دیگر باقی مانده میکند الله تعالی در ششم انچه دوست
دارد و روایت کرده شده است از جعفر صادق رضی الله عنه که از وی حدیث کتاب الله و عترتی سوال کردند
که عترت کیست فرمود من و حسن و حسین و ائمه تا مهدی جدائی نکنند ایشان از کتاب خدا و جدائی نکند کتاب از ایشان
تا وقتی که در آیند بر رسول خدا بر حوض و منقول است از امام رضا رضی الله عنه که گفت اگر خوش داری که بخدا ملاقی
شوی بحالی که بر تو هیچ گناهی نباشد زیارت کن حسین رضی الله عنه را و اگر خواهی که بیرون آئی از گناهان
چون از شکمهای مادران خود بیرون آمدی زیارت کن حسین را و اگر خوش داری که ترا ثواب بسیار باشد که آن را
که با حسین اهل بیت وی شهید گشتند و مثل ایشان بر روی زمین یکی نبود پس بگو هر گاه ایشان را یاد آری
یَا لَیْتَنِی کُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِیمًا ای کاش می بودم من در ان روز با ایشان
پس رستگاری می یافتم رستگاری عظیم و تحقیق فرود آمد بر حسین چهار هزار فرشته از برای نصرت او و او را
داده نشد مر ایشان را بنصرت پس این چهار هزار فرشته بر سر قبر او بند بر پریشان موی غبار الوده تا روز
کما یستند قایم رضی الله عنه پس با وی باشند و نصرت دهند و هم از امام رضا رض روایتست که فرمود
هر که بار بر بندد بقصد زیارت من مستجاب شود دعای او و آمرزیده شود گناهان او و هر که مراد و بقصد
کند گویا زیارت رسول خدا صلی الله علیه وسلم کند و بنویسد او را خدای تعالی ثواب هزار حج مبرور و هزار
عمره مقبول و من پیدا ان من روز قیامت شفیع او باشند و این بقعه روضه ایست از ریاض جنت

و جای آمد و شد فرشتگان همیشه فوجی از ملایکه نزول میکنند از آسمان و فوجی دیگر صعود تا آنکه نفخ کرده شود صور
و روایت میکنند از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم که گفت نزدیک باشد که دفن کرده شود گوشت پاره از من
در زمین خراسان زیارت نکنند او را پس اندوهگین و درمانده گردد مگر آنکه کشادی دهد او را حق تعالی و بیامرزد گناهکاری مگر آنکه
بیامرزد حق سبحانه بانش او مثال این اخبار و آثار در حد زیارت اهل بیت اطهار بسیار نقل کرده اند و ترتیب آداب زیارت
تربت مبارک چنان است که خلایق آنجا طلب شفا نمایند و شفا یابند و از بعضی وظایف که از ارزم آورده اند که بعلت صرع
گرفتار شده بود پس نزد روضه وی و عاکرد حق سبحانه او را شفا بخشید پس عاجز آنجا بنا کرد که قریب ده هزار دینار
بر وی خرج شد و در مرثیه وی رضی الله عنه گفته اند ؎ قبر بطوس یوی آقام ایاکم ؎ هیهات لیس یزار من لا یزار ؎ قبر تضمنه
انوار ه بجلو العمی ؎ تبصره قد یدفع الاسقام ؎ قبر ان اخل الوند و ربیعه ؎ رحلوا و محطت عنهم آثام ؎ از دادهم
موجوده احیانها ؎ ان عن عیون غیبت احیانم ؎ و از بعضی کبار اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین روایت
کرده عای خود میگفت اللهم انی فوضت فلانهم بهم و انا امام زین العابدین رضی الله عنه آمده گفت تیز
ترین احوال که بنده بغضب الهی عز اسمه نزدیک باشد وقتی است که غضب میکند و هم از کلام امام زین العابدین
است که العافیة ملک خفی و هم از کلام اوست قنوطک اعظم من ذنبک نا امیدی تو از خدا بجهت گناه عظیم تر است
از گناه تو و از روایت اوست رضی الله عنه که گفت میگوید خداوند سبحانه که چون عصیان کند مرا از خلایق من
کسی که می شناسد مرا بر کنارم بروی از خلق خود کسی را که نمی شناسد مرا و او از کلام اوست رضی الله عنه یکی از اهل عراق
دوست دارید ما را دوستی اسلام و دوست داشتن شما ما را عار نباشد بر سایند بشیعه ما که ما سود نخواهیم کرد
تر و خدا شما را و بدوستی و راستی که دوستی ما یافته نمیشود مگر بورع این روایات از رساله شیخ عبد المحمود
دهلوی چیدیم و از طرف خود چیزی زیادت نکردیم **باب سوم در ذکر اصحاب** و کشف المحجوب است
بدانکه امت مجمع اند بر آنکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم را گروهی بوده اند از اصحاب که اندر مسجد وی ملازم بوده اند و مهیا
مر عبادت او دست کلی از دنیا بداشته و از کسب اعراض کرده و خدای عز و جل از برای ایشان پیغمبر صلی الله
علیه وسلم خطاب کرد که لا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة و العشی یریدون وجهه الآیه و ما ظاهر شد
بفضائل ایشان ناطق است و پیغمبر صلی الله علیه وسلم را اندر فضایل ایشان اعتماد بسیار است که جماعتی

طرفی از ذکر ایشان در معجم مه کتاب باغنة ایم و ابن عباس رضی الله عنه روایت کند از پیغمبر صلی الله علیه وسلم وقف رسول الله علیه السلام علی اصحاب الصفة فرای فقرهم و جهدهم و طیب قلوبهم فقال صلعم ابشروا اصحاب الصفة فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیه راضیا بما فیه فانه من رفقائی فی الجنة ترجمه این خبر آنست که چون پیغمبر صلی الله علیه وسلم بر ایشان بگذشت و درویشانرا بدید بایستاد و بخوردی دل ایشانرا از اندر فقر و محاهدت بدید گفت بشارة باد شمارا و انانکه پس شما باشند بصفت شما و اندر فقر خود راضی باشند ایشان نیز رفیقان من اند در بهشت یکی از ایشان منادی حضرت جبار و برگزیدهٔ محمد مختار بلال بن رباح رضی الله عنه دیگر دوست خداوند داور و محرم اسرار پیغمبر ابو عبد الله سلمان الفارسی رضی الله عنه و دیگر سرهنگ مهاجر و انصار و متوجه رضای خداوند جبار ابو عبیدة بن عامر بن عبد الله بن الجراح رضی الله عنه و دیگر گزیدهٔ اصحاب زینت اصحاب ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی الله عنه و دیگر سالک کنج علم و خزینه علم ابو مسعود عبد الله ابن مسعود الهذلی رضی الله عنه و دیگر تمسک درگاه حرمت و پاکی عبد و آفت عتبة بن مسعود برادر عبد الله رضی الله عنه و دیگر سالک طریق عزلت و معرض از عصیان و زلت مقداد بن الاسود رضی الله عنه و دیگر داعی مقاد تقوی و راضی بلاد بلوی خباب بن الارت رضی الله عنه و دیگر در درج سعادت و بحر قناعت عتبة بن غزوان رضی الله عنه و دیگر برادر فاروق و معرض از کونین و مخلوق زید بن الخطاب رضی الله عنه و دیگر خداوند مجاهدات اندر طلب آیات بلوکبة مولا پیغمبر صلعم و دیگر عزیز تایب از کل خلق بحق ابو المرتد کناز بن الحصین العدوی رضی الله عنه و دیگر عامر طریق تواضع سپرده محجه تقاطع سالم مولی حذیفه الیمانی رضی الله عنه و دیگر قاصد درگاه رضا و طالب لقا اندر فنا صهیب بن سنان رومی رضی الله عنه و دیگر خائف از عقوبت و تارب از طریق مخالفت عکاشه بن المحصن رضی الله عنه و دیگر زین مهاجر و انصار رسید نبی و قارسعود بن ربیع القاری رضی الله عنهما و دیگر اندر زهد مانند عیسی و اندر شوق بدرجه موسی ابو ذر جندب بن جنادة الغفاری رضی الله عنه و دیگر حافظ انفاس پیغمبر صلی الله علیه وسلم و مراجیز ات یار دیرخوز عبد الله بن عمر رضی الله عنهما و دیگر اندر استقامت مقیم و اندر متابعت مستقیم صفوان بن بیضا رضی الله عنه و دیگر صاحب همت و طالی از تهمت ابو الدرداء و یزید بن عامر رضی الله عنه و دیگر متعلق درگاه رجا و گزیدهٔ رسول پادشاه اولیا به بن عبد الله المنذر رضی الله عنه

و دیگر کیمیای بحر شرف و مرد ترتوشی را صدف عبد الرحمن بن عبد الجنی رضی الله عنه و ذکر جملهٔ ایشان را یاد کنم کتاب دراز
گردد و شیخ عبد الرحمن محمد بن حسین السلمی رضی الله عنه که نقال طریقت کلام مشایخ بوده دست تألیف جمع کرده و مراتب اهل
صفه را مفرداً مناقب و فضایل و اسامی و کنای ایشان بیان آورده است اما مسلم بن اثاثه بن عباد را
از جملهٔ ایشان گفته و من میل او را دوست ندارم که ابتدای کلام المومنین عایشه رضی الله عنها وی کرده
اما ابو هریره و ثوبان و معاذ بن الحارث و سائب بن خلاد و ثابت بن دولیعه و ابو عیسی عبد الرحیم بن
و سالم بن عمیر بن ثابت و ابو الیسر کعب بن عمر رضی الله عنه و وهب بن سیاف و عبد الله بن انیس و حجاج بن عمر
و الاسلمی از جملهٔ اند یک درجه بودند و بحقیقت قرن صحابه خیر قرون بود و اندر هر درجه که بودند از هر وقتی بهتر بودند
و فاضلتر بر همه خلق بودند از بهر آنکه خدا تعالی مر ایشان را صحبت پیغمبر صلی الله علیه وسلم اندانی داشته بود و
اسرار ایشان از جمله عیوب نگاهداشته چنانکه پیغمبر صلعم گفت خَیْرُ الْقُرُونِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَهُمْ الحدیث و خدا تعالی
گفت وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِینَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِینَ
اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ذکر خواجه اویس قرنی در کشف المحجوب است آفتاب امت و شمس
دین و ملت اویس قرنی رضی الله عنه از کبار مشایخ اهل تصوف بود و اندر عهد رسول صلی الله علیه وسلم بود
اما ممنوع گشت از دیدار پیغمبر صلی الله علیه وسلم بدو چیز یکی غلبه حال و دیگر حق والده و پیغمبر بصحابه گفت مرویست
از قرن اویس نام و از اتباعست بچند مقدار گوسفندان ربیعه و مضر شفاعت خواهد بود اندر امت من و روی
بعمر و علی کرد رضی الله عنهما و گفت شما او را بینید مرویست پست و میانه بالا و مرد شعرانی است و بر پهلوی چپ
او مقدار درم سفیدی است بقدر پیسه است و بر کف دست چپ همچنان و دیگر بعدد گوسفندان ربیعه و مضر شفاعت
باشد اندر امت من چون به بینیدش سلام از من بدو رسانید و بگویید تا امت مرا دعا کند چون عمر رضی الله عنه
وفات پیغمبر علیه الصلوٰة بمکه آمد و علی رضی الله عنه بادی بود اندر میان خطبه گفت یا اهل یمن قومی از اهل یمن بر
خاستند گفت از قرن کسی هست اندر میان شما گفتند علی قوی را بدو فرستاد تا عمر رضی الله عنه
خبر از اویس بپرسید گفتند دیوانه ایست اویس نام کاندر بادیها بیاید با کس صحبت نکند و آنچه مردمان
خورند او نخورد و غم و شادی ندارد چون مردمان بخندند او بگرید و چون بگریند او بخندد گفت مرا میخواهم

گفتند وی بحراست نزدیک شتران ما امیرالمومنین علی رضی الله عنه بنزدیک وی شدند و دیرا یافتند اندر نماز نشسته
فارغ شد و با ایشان سلام گفت و نشان کف دست و پهلو با ایشان نمود تا ایشان را معلوم شد و از وی
دعا خواستند و سلام پیغمبر را صلی الله علیه وسلم بدو رسانیدند و بدعا امت وصیت کرد و زمانی پیش وی بنشستند
گفت رنج کشیدید اکنون باز گردید تا قیامت نزدیک است انگاه مرا آنجا دیداری بود که مرآنرا باز گشتن نبود
که من اکنون بساختن برگ راه قیامت مشغولم و چون اهل قرن باز گشتند و دیرا عرقی دجاجی پدید آمد
از آنجا برفت و بکوفه آمد و هرم بن جبان روزی دیرا دید نشانی که امیرالمومنین عمر در علی گفته بود در او بشناخت
و راه پیش آن هیچ کس او را ندید تا بوقت فتنهٔ حروب علی رضی الله عنه انگاه بیامد و بر موافقت علی با معاویه رضی الله عنه
بیکر قتاد از صفین بقصد هم شوال در سنه سی و هفت یا سی و هجری شهادت یافت عاش و عیادات شهید
رضی الله عنه و آزادی روایت آرند که گفت السلامة فی الوحدة سلامت اندر تنهایی بود از آنچه دل کسی نشاید بود
از اندیشه غیر درست باشد و نیز هرم بن جبان رض از بزرگان طریقت بود و با صحابه کرام صحبت کرده بود و قصد کرد
که علی را رض زیارت کند چون بقرن شداد رسید او را آنجا نیافت بکبا باز آمد و باز خبرش بکوفه یافت بکوفه رفت آنجا هم
نیافت مدتی در آنجا بود و خواست که از آنجا بصوامعه دیر راه دیر یافت بر کنار ره و فرات که طهارت میکرد مرقعه پوشیده
و نیاز خشن چون از کنار ره رود دیر آمد هرم بن جبان پیش آمد و او را سلام کرد او پس گفت علیکم السلام
یا هرم بن جبان هرم گفت مرا بچه شناختی که من هرمم گفت عزت روحی بر وی بر دیگ زمانی بنشستند و مرا دیدند
باز گردانیدند هرم گفت بیشتر با من سخن از امیر المومنین گفت یعنی عمر رضی الله عنه و وصیت کرد مرا از عمر و عمر را از پیغمبر
صلی الله علیه وسلم کرد وی گفت انما الاعمال بالنیات و لکل امرئ ما نوی فمن کانت هجرته الی الله و رسوله فهجرته الی الله و رسوله
و من کانت هجرته الی دنیا یصیبها او الی امرأة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه انگاه مرا گفت علیک بقلبک تو با دل
نگاه دار شتب دل از اندیشه غیر ذکر امام اعظم در تذکرة الاولیا و کشف المحجوب است امام امامان ابو حنیفه
نعمان بن ثابت التراز رحمة الله علیه وی را اندر مجاهده و عبادت قدمی درست بود و اندر وصول این طریقت
شانی عظیم داشت و اندیشه از حال قصد عزلت کرده و از جمله خلق تبرا کرده خواست که از میان خلق بیرون
شود که دل بدو آراسته و جاه خلق پاکیزه گردانیده بود و مهذب بحق را ایستاده و روی از خلق بگردانیدن صوفی

پرسید تا شبی بخواب دید که استخوان پیغمبر را صلی الله علیه وسلم از لحد او گرد میکرد و بعضی را از بعضی اختیار میکرد
از هیبت آن از خواب بیدار شد و از یکی از اصحاب محمد بن سیرین تعبیرش پرسید او گفت تو اندر علم پیغمبر و خط سنت
وی بدرجتی بزرگ رسی چنانکه اندران متصرف شوی و صحیح را از سقیم جدا کنی و دیگر بار دیده پیغمبر صلی الله علیه وسلم را
بخواب دید که او را گفت یا ابا حنیفه تراهیبت نرسد که دین سنت من نگه داشته اند قصد غرلت مکن و وی استاد بسیار کس بود
از مشایخ چون ابراهیم نخعی و فضیل عیاض و داود طائی و بشر حافی و غیر ایشان و اندر میان علما مشهور است
که در زمان ابو جعفر المنصور تدبیر کردند که ابو حنیفه و سفیان ثوری و مسعر بن کدام و شریک را از ایشان قاضی گردانند
کس فرستاد تا جمله را حاضر گردانید امام گفت دو چیز یکی از شما بفراستی چیزی بگویم گفتند صواب آید گفت من بحیلتی
این قضا را از خود دفع کنم چنانچه تصدان مشهور است و مسعر خود را دیوانه ساز د و سفیان از راه بگریزد و شریک
قاضی شود پس سفیان در راه بگریخت و مسعر خود را دیوانه ساخت و شریک قاضی شد و ابو حنیفه بحیلتی نجات یافتن
حکایت دلیل قوت صحت و سلامت است و این نشان کمال حال وی است بر دو معنی یکی صدق فراستش اندر
هر یکی و دیگر سپردن راه صحت و سلامت و خلق را از خود دور کردن و بجاه ایشان مغرور ناگشتن و آن حیلت آنست
که گفت ابو حنیفه ایها الامیر من مردی ام نه از عرب بلکه از موالی ایشان و سادات عرب بحکم من راضی نباشند الا بجعفر
گفت این کار را با تو چه تعلق نیست این کار را علم باید و تو مقدم علماء زمانه گفت نشاید این کار را و اندرین قول که
گفتم نشاید این کار را اگر راست گویم خود نشایم و اگر دروغ گویم در وقتی فرض قضا مسلمانان نزانشاید و تو
روا مدار که در دروغ گوئی را خلیفه خود کنی و نیز صاحب کشف المحجوب میفرماید که امروز جمله علماء مراین جنس معاملت را منکرند
از آنچه با هوا آمیخته اند و از طریق حق رمیده خاصه خانه آمرا را قبله خود ساخته اند و سرای ظالمان را قبلة المعمور
خود گردانیده و بساط جابران را با قاب توسین اوادنی برابر کرده اند و هر چه بخلاف هوای ایشان بود همه را منکر
شوند فنعوذ بالله من عدم الانصاف شیخ علی بن عثمان الخلابی صاحب کتاب مذکور گفت بشام بر روضه
بلال مؤذن رسول خدا خفته بودم و در خواب خود را بمکه دیدم که پیغمبر از باب بنی شیبه در آمد و سپر بر او در کنار
گرفته چنانکه اطفال را گیرند بشفقتی من پیش وی دویدم و بر پشت پایش بوسه دادم و اندر تعجب بودم
که این پیر کیست پیغامبر علیه السلام بحکم اعجاز بر باطن و اندیشه من مطلع شد فرمود این امام تست و اهل دیار

است یعنی ابوحنیفه و گویند چون داؤد طائی رحمة الله علیه علم حاصل کرد مقتدای عالمی شد نزد امام ابوحنیفه آمد
گفت اکنون چه کنم وی گفت علیک بالعمل فان العلم بلا عمل کالجسد بلا روح هر تو باد بکار بستن علم یعنی علم از برای
کار عمل باشد چون نبی بود کار از جان باشد در مرآت الاسرار است سلسله نسب وی بانوشیروان
کسری میرسد و بقولی بکنار یک برادر وی کسری میرسد شیخ فرید عطار گوید رحمة الله علیه که صفت کسی که بجهان
مستوده باشد و بهر ملتها مقبول که تواند گفت ریاضات و مجاهدات او و خلوت و مشاهدات او را نهایت نبود
و در اصول طریقت و فروع شریعت بر رجه رفیع و نظری نافذ داشت و بسیار صحابه مشایخ را دیده بود
چون انس بن مالک و جابر بن عبد الله و عبد الله بن اوفی و واثلة بن الاسقع و عبد الله بن جزر رضی الله عنهم
و با امام جعفر صادق رضی الله عنه صحبت داشت چنانچه خود گفته است لولا سنتان لهلک نعمان یعنی اگر
نبودی دو سال در خدمت امام هلاک میشد نعمان الکاؤ که بزیارت حضرت صلی الله علیه وسلم رفت سلام
گفت و از مرقد پاک آن سرور جواب علیک السلام شنید و در تقوی چنان بود که مقدار نانی گاو در بازار
برجائی اورسید بر و جلد رفت و می شست یکی گفتای امام مقدار معین نجاست را بر جامه رفت شست چه
گفت آری آن فتوی است و این تقوی چنانچه رسول علیه السلام نیم گرده نان بلال را اجازت نداد که ذخیره
کند و زیاده از یکسال زنانرا قوت بداد نقلست که سر زانو ابوحنیفه چون زانو شتر او دانسیاری که در سجده
بودی نقلست که داؤد طائی گفت بست سال پیش ابوحنیفه بودم در نیمت او انگاه داشتم در خلاء و ملاء
سر بر نهفته نشست و از برای استراحت پای دراز نکرد او را گفتم ای امام دین در حال خلوت اگر پای دراز
کنی چه باشد گفت با خدائی ادب نگاه داشتن آدب تر در مرآت است امام شافعی گوید و مادر موالی بنی تیم بود
و در عرب قبیله ابوبکر صدیق رانبی تیم گویند و هم وی گوید در سن ثمانین بحجر در کوفه متولد شده بود و در سنه
خمسین و مائة در شعبان ابو جعفر عبد الله دوانیقی وفات یافت و در بغداد مدفون گشت رحمة الله علیه

ذکر امام شافعی در کشف المحجوب است که امام مطلبی ابن عم بنی ابو عبد الله محمد بن ادریس الشافعی رحمة الله علیه
از بزرگان و قدوه بود در جمله علوم امام معروف بفتوت و غلام عالی و شاگرد امام مالک بود و تا بمدینه بود و چون
بعراق آمد اختلاط محمد بن حسن کرد رحمة الله علیه و همیشه در طبعش ارادت عزلت بود و طلب میکرد مر تحقیق

این طریق را مادری مبدا قصد اکرد مدد احمد بن حنبل از ایشان بود و تمام بورزش امامت مشغول گشت و در ابتدا او
احوال از متصوفه درویش خشونتی میبود تا سامان راعی را دید و بدو تقرب کرد بعد از آن هر جا که رفت طالب
حقیقی بود از وی می آید گفت اذا رأیت الرعاة یشتغل الرخص فلیس بکی منه شئ یعنی چون عالمی را بینی که بفضول
و تاویلات مشغول گردد بداکه از وی هیچ چیز نیاید یکی از علما روایت کند که پیغمبر صلعم را در خواب دیدم گفتم یا رسول الله
از تو بمن روایت رسیده است که خدا تعالی را در زمین اوتادی اولیا و ابرار اند گفت آن راوی از دروغ خبر
رسانیده است گفتم یا رسول الله میخواهم که یکی را از ایشان به بینم رسول گفت صلی الله علیه وسلم که محمد بن ادریس
یکی از ایشان است و دیگر از این مناقب بسیار است **و در تذکرة الاولیا راست** بحجة الاسلام
من قریش و هم مقدم من قریش در سیزده سالگی در حرم میگفت سکوتی ماشیتم و در پانزده سالگی
فتوی میداد احمد حنبل صد هزار حدیث یاد داشت بشاگردی او احمد گفت در معنی این حدیث که مصطفی
علیه السلام فرمود که بر سر هر صد سال مردی را برانگیزانند تا دین من بتبر او خلق آموزند دان شافعی است
و بلال خواص گوید که خضر را پرسیدم که در شافعی چگونه گفت اولیا و تا داست نقلست از کتاب مذکور که شافعی گوید
رسول علیه السلام را بخواب دیدم مرا گفت ای پسر تو کیستی گفتم یا رسول الله یکی از گروه تو گفت نزدیک آی نزدیک
شدم آب دهن بدهن من انداخت پس گفت اکنون برو که برکات خدا بر تو باد و همدران ساعت علم مرتضی را
بخواب دیدم که انگشتری خود بیرون کرد و در انگشت من کرد تا علم مرتضی نیز بر من سرایت کرد شیخ ابو سعید رحمة
علیه نقل میکند که شافعی گفت علم همه عالم در علم من بر شمرید علم من در علم صوفیان برسید نقلست که یکبار
در میان درس ده بار برخاست و بنشست گفتند چه حال است گفت علوی زاده بر در بازی میکند روا نبود
که در بر ابر من فرزند رسول الله آید و برنخیزم **و در مراة الاسرار** راست بایستی که بعد از ابو حنیفه منقبت امام
مالک ذکر نمودی بعد از این احوال امام شافعی مینویسم اول مانع انکه شیخ فرید عطار رحمة الله علیه احوال امام
مالک را بعد از ذکر کرده است دوم انکه امام مالک بر شاگردی شافعی بسیار می نازید پس بهمین قدر منقبت وی
کافیست که هیچ شافعی شاگرد نداشت مدت امام مالک عبد الله انس در سنه تسع و تسعین و مائة و بقولی در آخر
در سنه تسع و تسعین و مائة واقع شده و امام شافعی بارشاد و تربیت باطن بخدمت امام موسی کاظم یافته بود

رضی الله عنه و در سنه خمس و مائة آن شهد که امام اعظم ابو حنیفه وفات کرد و امام شافعی همون شب متولد گشت
و بنا بر این چهار آخر جمعه ماه رجب سنه اربع و مائتین در زمانه خلافت ابو العباس عبد الله مامون بن هارون رشید
وفات یافت و در مقبره معروف گشت رحمة الله علیه **ذکر امام احمد حنبل** در کشف المحجوب است پیشوای سنت و قائد
اهل بدعت ابو محمد احمد بن حنبل رحمة الله علیه و این طبقه بجمله از فرائد دی را مبارک داشته اند و مخصوص بود بورع
و تقوی و حافظ حدیث پیغمبر بود و با مشایخ بزرگ صحبت کرده بود چون ذو النون مصری و بشر حافی و سری
السقطی و معروف کرخی و مات ایشان و ظاهر الکرامات و صحیح الفراست بود و اینچه امروز بعضی از متشبهه بتعلق بدو کنند
آن بروی افتراست موضوع و وی از انجمله بریست و دیرا اعتقاد نیست در اصول دین و مذهب وی پسندیده
جمله علماست و چون ببغداد معتزله غلبه کردند گفتند و بیرا تکلیف باید کرد تا قرآن را مخلوق گوید وی پیر و ضعیف بود
و دستهایش هر عقابین کشیدند و هزار تازیانه بزدندش که قرآن را مخلوق گوید نگفت و اندرین بنداز اینکشاد
و دستهایش بسته بود و وی دست از غیب پیدا آمد بنداز ارزش به بست چون این بر بان بدیدند بگذاشتند و بیم
اندران جراحت وفات یافت و اندر آخر عهد قومی بنزدیک وی آمدند و گفتند چه گوئی اندرین قوم که ترا
دشنامها دادند گفت چگویم از بهر خدا و بند بزدند و پنداشتند که من بر باطل م و ایشان بر حق اند من بقیامت ایشان
خصومت نکنم و بیرا کلام عالی است اندر معاملات و هر کسی که از وی مسئله پرسیدی اگر معاملتی بودی جواب گفتی
و اگر از حقایق بودی حواله بشر حافی کردی چنانکه سدری یکی بیامد و گفت ما الإخلاص قال الإخلاص هو الخلاص
من آفات الأعمال یعنی اخلاص آنست که از آفات اعمال خلاص یابی او گفت ما التوکل تو کل چه باشد گفت التوکل بالله
باور داشتن خدایرا عزوجل اندر رسانیدن روزی گفت ما الرضا رضا چه باشد گفت تسلیم الأمر إلى الله کار خود بخدا و ند سپاری گفت ما المحبة محبت چه باشد گفت این از بشر حافی بپرس که تا وی زنده است من این را
جواب نگویم و احمد حنبل اندر همه احوال متحیر بود اندر حال حیات از طعن معتزله و اندر حال وفات از تهمت هائی شبه
تا حدی که اهل سنت و جماعت بر حال وی واقف نگشته اند و بیرا تهمت کنند و وی بازان بریست و الله اعلم
شیخ فرید عطار در تذکرة الاولیا میگوید که احمد در بغداد بود وی امام هر گرنان بغداد بخورد وی گفتی این
زمین را امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه وقف کرده است بر غازیان و در زمین عمل فرستادی تا اینجا آرد

او فرزندی ازان نان خوردی و چون وفات کرد و جنازه او بر داشتند مرغان می آمدند و خود را بر جنازه او میزدند
و بزار چیره و دگر و تر سا مسلمان شدند و زنارها میبریدند و نعرها میزدند و لا الا الله محمد رسول الله میگفتند
و محمد بن خزیمه گفت احمد را در خواب دیدم بعد از وفات که می لنگید گفتم این چه رفتار است گفت رضوان
السلام گفتم خدا تعالی با تو چه کرد گفت بیامرزید و تاج بر سر من نهاد و نعلین در پای من کرد و گفت یا احمد این
از برای آنست که قرآن را مخلوق نگفتی پس فرمود مرا که بخوان بدان دعاها که تجربه شده است از سفیان
ثوری من بخواندم که بِاسْمِكَ الَّذِي شَيْءٍ بِقُدْرَتِكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ اغْفِرْ لِي كُلَّ شَيْءٍ وَلَا تَسْئَلْنِي عَنْ شَيْءٍ فعال تعالی و تقدس
یا احمد بنده الجنة و خلایق شنیدند رحمة الله علیه **در عرفات الاسرار** است و در منتخب التاریخ مینویسد که امام
احمد بن حنبل بن هلال بن اسد شیبانی در سنه ثلث و مائة متولد شده بود و در سنه ثلث و مائتین در
حبس ابو الفضل جعفر بن معتصم خلیفه وفات یافت رحمة الله علیه **ذکر جهار پیر** ذکر حسنین بعد ذکر خضر
شاه یعنی علی مرتضی بالا گذشت اما چونکه ایشان اول پیر طریقت اند لهذا باز ذکر ایشان در محل واجب دانستم
اول پیر امام حسن در کشف المحجوب است آن جگر بند مصطفی و ریحان دل مرتضی و قرة العین زهرا
ابو محمد حسن بن علی رضی الله عنه و پیر اندرین طریقت نظری تمام بود و اندر دقایق عبارات خطی وافر داشت
که گفت اندر حالت وصیتش علیکم بحفظ الاسرار فان الله مطلع علی الضمایر یعنی بر تو باد بحفظ اسرار که خداوند
داننده ضمایر است و حقیقت این آن بود که بنده مخاطب است بحفظ اسرار همچنانکه بحفظ اظهار پس حفظ اسرار
از التقات باغیار باید و حفظ اظهار را مخالفت جبار همی آید و اندر حکایت یافتم که اعرابی در آمد از باد و دوی
بر در سرای خود نشسته بود اندر کوفه و پیر او شنام داد دوی بر خاست و گفت یا اعرابی مگر گرسنه یا تشنه
شده یا ترا ضرری رسیده است دوی همچنان دشنام میداد گفت تو چنین و ما در و پدر تو چنین حسن رضی الله عنه
غلام را فرمود تا یک بدره سیم آورد و بدو داد و گفت یا اعرابی معذور دار که اندر خانه بجز این نبود والا ازین
دریغ نداشتی چون اعرابی این سخن بشنید گفت اشهد انک ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم من گواهی میدهم
که تو پسر پیغمبری و من اینجا تجربه علم تو آمده ام و این صفت محققان مشایخ باشد گر آنکه مدح و ذم خلق نزد ایشان
برابر بود بجفا گفتن متغیر نشوند **دوم پیر امام حسین** آن شهید تیغ محبت و فنا آن مست شراب اتقا

البصر وما طغی و شمع جمع آل محمد و از جملهٔ خلایق مجرد و سید زمانهٔ خود ابو عبد الله حسین بن علی
کرم الله وجهه از محتشمان اولیا بود و صاحب اقتباس الانوار گوید نقلست که شخصی بخدمتش سوال کرد که
چیست فرمود که نهایت بنده آنست که از اختیار خود برخیزد یعنی در رضای احدیت چنان فرق گردد که خود را درمیان
نه بیند و از سبع سنابل نیز نقل کرده است که روزی امیر المومنین حسین رضی الله عنه با جمعی از مهمانان بسر خوان
نشسته بود خادمش با کاسهٔ آش گرم بمجلس در آمد از غایت دهشت پایش بحاشیه بساط بلغزید بر سر
مبارک شاهزاده افتاد و بشکست و آش بر رخسار شریف و بر لحیت امیر حسین علیه السلام ریزان شد
تا از روی تعذیب در وی نگریست بزبان خادمه عاری گشت الکاظمین الغیظ شاهزاده فرمود و شم
فرو خوردم و باز خادم گفت والعافین عن الناس امام حسین گفت که عفو کردم و باز خادم گفت
والله یحب المحسنین امیرزاده گفت که از مال خود ترا آزاد کردم سوم پیر کمیل خواجه پسر کمیل است
زیاد قدس سره از کاملان روزگار و مهر شد زمانهٔ خود بود و مرید پاک اعتقاد حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه
است کمالات و خوارق عادات او بسیار است در سلسلهٔ او اکثر شاه بازان خاستند بجهة یکه خواجه
حسن بصری به اتمام تو لا بدوی نموده شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی در جمع مجلس میفرماید که روزی
امیر المومنین علی کرم الله وجهه بر اشتر نشست و کمیل زیاد را ردیف خود ساخت و علی رضی الله عنه را سیم
بود دی که چون علوم و اسرار در باطن او موج زدی کمیل را پیش خود بنشاندی و اسرار گفتن گرفتی و بعضی
اوقات خواجه کمیل زیاد سوال کردی قال کمیل بن زیاد لعلی بن ابیطالب کرم الله وجهه گفت کمیل زیاد مرا علی نفقه
را ما الحقیقة حقیقت چیست فقال ما لک و الحقیقة فرمود علی مرتضی ترا با حقیقت چه کار است فقال او نیست
صاحب سرک گفت کمیل مگر من صاحب سر تو نیستم فقال بلی فرمود هستی ولکن یلمع لک ما یطلع منی
ولیکن چون دیگ سینه بجوش می آید بر تو میریزد فقال و مشکلات غیب سایلا پس گفت کمیل که ماند تو سایل
را محروم نگذارد بعد ازان اسرار حقایق و توحید بانواع طریق فرمود فقال الحقیقة کشف مبهمات الجلال من
غیر اشارة پس فرمود که حقیقت کشف و اظهار کردن جلالت و بزرگی ذوالجلال است از غیر اشارت
که اشارت دوئی میطلبد و غیریت میخواهد و ان فی نفس الامر باطلست فقال زدنی فیها تا پس گفت کمیل زیاد

لیکن برای من دران نظهار حقیقت بیان را فقال نحو الموهوم و نحو المعلوم پس فرمود علی کرم الله وجهه که محو
و ناچیز کردن امر موهوم و خلاف واقع را که وجود عالم اضافی سوائی حق باشد و بیدار بودن و دانستن امر معلوم
و محقق را که وجود حق باشد فقال زدنی فیه بیانا پس گفت کمیل زیاد کن برای من دران جواب حقیقت بیان را
فقال هتک الستر عند غلبة السر پس علی فرمود هتک کردن و پرده دریدن از سر و امر مخفی تر در یک غلبه سر فقال
زدنی بیانا پس گفت کمیل زیاده کن فقال جذب الاحدیة بصفة التوحید پس فرمود علی مرتضی جذب کردن و کشیدن
احدیت بصفت توحید فقال زدنی بیانا پس گفت کمیل زیاده کن برای من فقال نور یشرق من صبح الازل
فیلوح علی هیاکل التوحید آثارا پس فرمود علی مرتضی نوراست که میدرخشد از صبح ازل پس ظاهر میشود بر
هیاکل محو رسوم توحید آثار آن نور فقال زدنی بیانا پس گفت کمیل زیاده کن برای من فقال اطفاء السراج عند
طلوع الصبح پس فرمود علی مرتضی سترد کن و بکش چراغ را پس تحقیق طلوع کرد و ظاهر گشت صبح و احتیاج
بروشنائی چراغ نماند و حقیقت در ظهور خود محتاج به بیان نه در اینجا سخن بسیار است این ترجمه از مرآة الاسرار
آوردم و عبارت عربی بر ورق کتابی یافتم و هم مصنف مرآة الاسرار می آرد چنانچه شیخ عبد الرزاق کاشی
قدس سره شرح آن نوشته است و هم در رسایل مجلسی می آرد که روزی امیر المومنین فرمود که با کمل و بسینه
خود اشارت کرد که در اینجا علمها بسیار نهاده اند اما اهل آن نمی بینیم که با او بگویم دران که دانائی و زیرکی
می بینیم میدانم که این علوم را دام و بنای جاه خواهد کرد و در انکه در دین و ترک جاه می یابم دانائی و زیرکی
ندارد که این علوم فهم تواند کرد و این هر دو در یک کس جمع نیافتم اما امید میدارم که حق تعالی خالی نگذارد
زمین را از کسانیکه دلهائی ایشان باین علوم منور دارد و ایشان بقایت اندک باشند از روی عدد اما
از زیادت از همه باشند از روی بصر بعد ازان فرمود و اشوقا الی لقائهم و خواجه کمیل زیاد در جمیع غزوات
و همه وقت بخدمت علی کرم الله وجهه حاضر بود و بعد از شهادت آنحضرت کرم الله وجهه گوشه عزلت
اختیار کرد و تربیتها که از امیر المومنین یافته بود در آن مشغول گشت و مردان صادق الاخلاص را ارشاد می
نمود تا در زمان سلطنت عبد الملک بن مروان بتاریخ اثنی و ثمانین بدست حجاج بن یوسف شهید گشت
رحمة الله علیه **چهارم پیر حسن بصری** آن پرورده ولایت نبوت آن کان حقیقت قوت

ان بحر ورع و علم آن کنج عمل و علم آن متفق علیه بصاحب ای صدری امام المتقین ابوسعید خواجه حسن بصری
رحمة الله علیه و کشف المحجوب است امام عصر و فرید دهر ابو علی الحسن بن ابی حسن البصری رضی الله عنه گوید
گفتیش ابو محمد گویند و گروهی ابوسعید و بیار قدری و برتر گفتند نزدیک اهل طریقت و لطیف الاشارات
بوده است اندر علم معاملت شیخ عبد الحق در رساله مذکور مینویسد که جامع الاصول آورده که ابوسعید
حسن بن ابی الحسن بسیار بصریست از بندگان است مولی زید بن ثابت و دو سال از خلافت عمر رضی
الله عنه باقی مانده بود که حسن بمدینه زائید و بعد از قتل عثمان ببصره قدوم آورد و عثمان رضی الله عنه
را دیده بود و بعضی گفته اند علی را بمدینه ملاقات کرده اما در بصره دیدن او علی را نرسیده چون علی ببصره
قدوم آورد حسن بوادی قری بود متوجه بصره و گویند طلحه و عائشه را دید اما سماع وی حدیث از ایشان
بصحت نرسیده و جماعه دیگر از صحابه بخلایق کثیر از تابعین و غیرهم از وی روایت کرده و در مرات است که ویرا
پیش عمر بردند وی رضی الله عنه گفت نام او حسن کنید که نیکو روی است و هم وی گوید که در اکثر کتب سلوک
منقول است که وی خلیفه علی مرتضی بود و با امام حسن بن علی علیهما السلام و خواجه کمیل را دریافت و صحبت داشت
و ویرا فضایل بسیار و مناقب بی شمار است انتهی مولانا فخر الدین در رساله فخر الحسن تحقیق تمام بعیب و خرقه از
علی کرم الله وجهه ایشان را ثابت کرده اند در کشف المحجوب است اندر حکایت یافتم که اعرابی نزدیک وی آمد و ویرا از
صبر پرسید گفت صبر بر دو گونه است یکی صبر اندر مصیبات و اندر بلیات است و دیگر صبر از چیزها می که خدای تعالی
از آن باز کشش امر فرموده است و از متابعت آن نهی فرموده اعرابی گفت أنت زاهد ما أنت زاهد منک یعنی
تو زاهدی که هرگز زاهد تر از تو ندیدیم و صابر تر نه حسن گفت یا اعرابی ما از زهد ما بجمله رغبت است و صبر من
جزع اعرابی گفت تفسیر این سخن مرا بگو که اعتقاد من مشوش گشت گفت صبر من بر بلا یا اندر طاعت ناطق است
و بر حرص من از آتش دوزخ و این عین جزع بود و زهد من در دنیا رغبت است با آخرت و این عین رغبت
بود و جزع آنکه نصیب خود را از دنیا بر گیرد تا صبر بر ترک مرحق را بود نه مرا من تن خود را از دوزخ و زهد
مرحق را بود نه مر رسیدن خود را بهشت و این علامت صحت اخلاص است و هم از وی روایت می آرند
که گفت رضی الله عنه إن صحبة الأشرار تورث سوء الظن بالأخیار هر که با بدان این طایفه صحبت کند

بنیکان این طایفه بدگمان شود و این قول سخت متفق است اندر خواص اهل این زمانه که جمله منکر اند مر عزیزان
حضرت حق را در تذکرة الاولیا است حسن بصری دایم خوف و حزن حق او را فرو گرفته و مادر وی از موالی ام سلمه
رضی الله عنها چون مادرش بکاری مشغول شدی حسن در گریه آمدی ام سلمه سینه مبارک خود در دهن او نهادی
و قطره چند بدو آمد چندین هزار برکات و کرامات که حق تعالی در وی پیدا آورد از ان شیر بود ام سلمه رضی الله عنها
پیوسته دعا کردی خداوندا این را مقتدی خلق گردان تا چنان شد که صد و سی تن را از صحابه دریافت افتاد
ازان بدری بمضمون واراوت او حسن بن علی بود و در علوم رجوع بدو کردندی هم از وی نقلست که چون علی کرم
الله وجهه در بصره آمد مهار شتر پیغمبر بسته و سجاده نهاده فرمود تا جمله منبر بارا بشکستند و مذکران را منع کردند بمجلس
حسن مخفی شده در آمد و سوال کرد که تو عالمی یا متعلم گفت من هیچ نه ام هر چه از پیغمبر علیه السلام بمن رسیده است
انرا بخلق میرسانم مرتضی رضی الله عنه او را منع نکرد و فرمود که این جوان شایسته سخن است پس بر فتند و
حسن دانست که او علی است از منبر فرود آمد عقبش روان گشت تا بدو رسید گفت یا امیر از بهر خدا مر اطهارت
کردن بیاموز جائی که آنرا باب الطشت گویند او را طهارت صوری و معنوی بیاموخت و برفت و بیکبار
در بصره خشک سالی بود و دو بست هزار خلق بر فتند باستسقا و منبری نهادند و حسن را بر منبر فرستادند تا دعا کند
حسن گفت اگر میخواهید تا باران آید مرا از بصره بیرون کنید چندان خوف بروی غالب بود سے که چنان نقل کرده اند
که چون نشسته بودی گفتی که مگر پیش جلاد نشسته است هرگز کسی او را خندان ندیدی و روی عظیم داشت
است که روزی مردی را دید که می گریست گفت چرا میگریی گفت بمجلس محمد کعب قرظی بودم وی نقل کرد
که مرد ما باشد از مومنان که بشود می گناهان چندین سال در دوزخ بماند گفت کاشکی حسن از انها نبودی
یا اش بیرون آرند از آتش و هم ازوی نقلست که روزی این خبر میخواندند که اخرج من النار رقال اخرج من
آخر کسی که از دوزخ بیرون آید از بن امت بعد از هشتاد سال هنا و باشد گفت کاشکی حسن آن مرد بودی
و هم نقلست که حسن مشی در خانه می نالید گفتند این ناله تو از چیست با چندین بزرگواری که تو داری گفت از ان
میگریم که نباید بی علم قصد من کاری رفته باشد یا قدمی بخطا جائی نهاده باشم که آن بر درگاه حق پسندیده
نبود و پس حسن را گفته باشند برو که ترا بر درگاه ما قدری نماند هیچ طاعتی ترا قبول نخواهیم کرد

و هم از و نقلست که بر بام صومعه چندان گریسته بود که اشک او ناودان روان شدی میگذشت بروی چکید گفت
ای این آب پاکست یا به حسن گفت بشنوی که آب چشم عاصی است یکبار بنماز جنازه رفت چون مرده را دفن کردند
و خاک راست کردند حسن بر سر آن خاک نشست و چندان بگریست که خاک گل شد پس گفت ای مردمان اول
و آخر محمد است آخر دنیا گور است و اول آخرت گور است القبر منزل من منازل الآخرة چه می نازید بعالمی
که آخرش نیست و چرا نمی ترسید از عالمی که اولش نیست چون اول و آخر شما این است ای اهل غفلت کار
اول و آخر بسازید تا جماعتی که حاضر بودند چندان بگریستند که همه یک رنگ شدند و هم از و نقلست که یک روز
بگورستانی بگذشت با جمعی گفت درین گورستان مردانی اند که سر همت ایشان بهشت بهشت فرو نمی آرد
است ولیکن چندان حسرت با خاک ایشان آمیخته است که اگر ذره از آن حسرت بر اهل آسمان و زمین عرضه
کنند همه از هم فرو ریزد و قتی عمر بن العزیز نامه نوشت بدو که مرا نصیحتی کن چنانکه یاد دارم و آنرا امام خواجه
حسن بنوشت که چون خدای با تست بیم از که داری و اگر خدای با تو نیست امید از که داری و قتی ثابت
بنانی رحمة الله علیه نامه نوشت که می شنوم که بحج خواهی رفت میخواهم که در صحبت تو باشم جواب نوشت که
بگذار تا در ستر خدای تعالی زندگانی کنیم که از هم بودن عیب یکدیگر بما صل آید دیگر یکدیگر را بد نشمرد و گیریم و قتی سعید
جبیر در نصیحت میگفت که کار کن یک قدم بر بساط سلاطین منه اگر همه محض شفقت بود دوم با هیچ کس نپوشیده
مخلوت منشین اگر همه رابعه بود و تو اورا کتاب خدای آموزی سوم هرگز گوش خود عاریت مده مزامیر را اگرچه
در چه مردان مرد داری که از آفت خالی نبود و آخر الامر غم خویش نیرزند مالک دینار گفت از حسن پرسیدم
که عقوبت عالم چه بود گفت مردن دل گفتم مردن دل چیست گفت حب دنیا عبد الله گفت بامدادی بر خاستم
تا بنماز جماعت دوم بدر مسجد حسن آمدم در بسته بود حسن را میگرد و قومی آمین میگفتند گفتم یاران حسن را چه افتاد
زمانی صبر کردم تا صبح بر آمد دست بر در نهادم باز شد در خدمت حسن را تنها دیدم متحیر بماندم چون نماز بگذاردم قصه
با او گفتم گفت با کس مگوی هر شب آدینه پریان می آیند من با ایشان علم میگویم و دعا میکنم و ایشان آمین میگویند
و هم از و نقلست که او را در سفر شام عالمی روی نمود که دل از جمیع مرادات ماسوی الله سرد گشت چون بهیره رسید
سوگند خورد که دیگر در دنیا نخندد تا عاقبت کارش معلوم شود پس خود را در انواع مجاهدت و عبادت انداخت

که در آن عهد کسی را بالاء آن ریاضات و مجاهدات ممکن نبود و در عزلت از همه مردم انقطاع کردی گفت حسن چه باشد
و مهتر از ما است بزرگی گفت از انکه امروز همه خلایق را بعلم او حاجت است و او را بهیچ حق حاجت نیست همه را بمن و
با حاجت میدآند و او در دنیا از همه فارغ و وی در هفته یکبار روغط گفتی و چون در مجلس را بعه را ندیدی سر بگریبان
بعضی گفتند که چندین بزرگان و خواجه گان حاضر اند اگر پیرزنی بتباشد چه شود گفت لقمه کسا از برای خود میپزد
ساخته باشیم در سینهٔ موران نتوان ریخت و چون در سخن گرم شدی روی بر ابعه کردی و گفتی انما من حرارة
قلبک یا سیدة این گرمی از گرمی دل تست کسی سوال کرد که بدین اندوهی که در روغط تو حاضر میشوند شاد میشوی
گفت ما بکثرت شاد نشوم اما اگر درویش اهل دل حاضر شود شاد شوم سوال کردند که مسلمانی چیست و مسلمان
کیست گفت مسلمانی در کتابها است و مسلمانان در زیر خاک اند سوال کردند که اصل دین چیست گفت ورع گفتند
آن چیست که ورع را تباه کند گفت طمع باوی سوال کردند که طبیبی بیمار معالجه دیگران چون کند گفت اول علاج
خود کند بعده علاج دیگران و گفت شما سخن من میشنوید علم من شما را سود دارد و دل عملی من شما را زیان ندارد
سوال کردند دلهای ما خفته است سخن تو در وی اثر نمیکند چکنیم گفت کاشکی خفته بودی که خفته را بیدار توان کرد
اما دلهای مرده است که هر چند می جنبانم زنده نمیشود کمالاو و خوارق عادات خواجه حسن ازین قبیل نیست که در
تذکره گنجد او پیشوائی چندین اولیا و اصفیا بود رحمة الله علیه و سلسلهٔ هدایت و ارشاد او تا قیامت باقی است چون
وفاتش نزدیک رسید بخندید و هرگز کسی او را خندان ندیده بود و میگفت کدام گناه دارم و جان بداد و بر بر
او را بخواب دید گفت در حال حیات هرگز نخندیدی در وقت نزع آن چه حال بود گفت آوازی شنیدم یا ملک
الموت سخت بگیر که هنوز شش یک گناه مانده است مرا ازان شادی خنده آمد گفتم گدام گناه و جان بداد و هم بر
همان شب که او را وفات کرد بخواب دید که درهای آسمان گشاده اند میگفتند که حسن بصری بخدا رسید و خدای
از وی خشنود شد صاحب مرآة الاسرار از منتخب التاریخ مینویسد که در زمان هشام بن عبد الملک بن مروان
بتاریخ غره رجب سنه عشر و مائة ابو سعید حسن بصری در بصره وفات یافت مدت حیاتش هشتاد و نه سال
بود و در روضهٔ شریف وی از بصره سه گروه واقع شده و خلیفه پنج داشت عبد الواحد بن زید و خواجه حبیب و شیخ عتبه
این غلام و شیخ محمد واسع سوائی اینها را بعد از نیز در خلفاء وی میسازند ولیکن تحقیق آنست که زین همه چند

بکمال نرسد قابل ارشاد نمیشود و در اقتباس است چهار کس سر حلقه ارباب تصوف اند هر یک ازین چهار امام
انتساب نسبت حاصل نموده اند یکی حسن بصری با علی مرتضی رضی دوم ابراهیم ادهم با امام محمد باقر سوم بایزید
با امام جعفر صادق چهارم معروف کرخی با امام علی رضا رضی الله عنهم **ذکر رابعه بصری** در تذکرة الاولیا است
که وقتی رابعه حج میرفت در میان بادیه کعبه را دید که باستقبال او آمده بود رابعه گفت مرا رب البیت باید بیت را
چکنم مرا استقبال من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا میباید کعبه را به بینم مرا استطاعت کعبه نیست بجمال کعبه چه شادی غایم
و هم ازو نقلست که حسن رابعه را گفت رغبت شوهر کنی گفت عقد نکاح بر وجودی وارد و بود اینجا وجود کجاست
که من از آن خبر دنیم از آن ایم در سیاه حکم اخطبه از دیاد کرد گفت ای رابعه این در چه یافتی گفت بدانکه یافتها گم کردم
در وی حسن گفت او را چون دانی گفت یا حسن چون تو دانی ما بچون دانیم وقتی چهار درم بکسی دادم گلیم
بگرفت آن مرد گفت گلیم سیاه یا سفید گفت درم بازده باز گرفت و در دجله انداخت و گفت هنوز گلیم نا گرفته
تفرقه پدید آمد نقلست که جمعی با امتحان پیش او رفتند که هر فضایل و کرامت بر سر مردان نثار کرده اند هر گز
پیغمبری بر هیچ زن نیامده تو این لاف از کجا میزنی رابعه گفت اینهه که گفتی هست اما من وجود پرستی اما
وَ لَكُمُ الْأَعْلَوْنَ از گریبان هیچ زن بر نیامده است و هیچ زن هرگز مخنث نبوده است و مخنثی در مردان پدید آمده
است یکی از مشایخ بصره پیش رابعه آمد و مذمت دنیا کرد رابعه گفت تو عظیم دنیا را دوست داری و اگر نه
ذکر مش نکردی که شکسته حالا خریدار بود اگر تو از دنیا فارغ بودی به نیک و بد از وی یاد نکردی اما از آن یاد میکنی
که **مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهُ** هر که چیزی دوست دارد ذکرش بسیار کند و هم ازو نقلست که حسن بصری مالک
دینار و شقیق بلخی در پیش رابعه بودند در صدق سخن میرفت حسن گفت **لَيْسَ لِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مِنْ لَمْ**
يَصْبِرْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ صادق نیست در دعوی خود هر که صبر نکند بزخم خداوند خود رابعه گفت او من سخن بوی
منی می آید شقیق گفت صادق نیست در دعوی خود هر که شکر نکند بزخم خداوند خویش رابعه گفت او بدین
باید مالک گفت صادق نیست در دعوی خود هر که لذت نیابد از زخم دوست خویش رابعه گفت او بدین باید
ایشان گفتند اکنون تو بگوی رابعه گفت **لَيْسَ لِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مِنْ لَمْ يَنْسَ اَلَمَ الضَّرْبِ فِي مُشَاهَدَةِ**
مولاه صادق نیست در دعوی خود هر که فراموش نکند الم زخم در مشاهدهٔ مطلوب خویش و این عجب نبود

کدر زمان مصر در یوسف و مشاهده نمایند فهم و دیانت نکند اگر کسی در مشاهده خالق همین صفت بود چه عجب نفی
رابطه عبد بحق بمعرفت و توحید مثل نداشت و معتبر بزرگان وقت بود و در اول روز کار حق قاطع +

باب چهارم در ذکر بزرگان خانواده های مذکوره — ذکر خواجه عبدالواحد بن زید رحمة الله علیه

آن رئیس آزادوان پیشوای ابدال و اصل حبی شیخ علی الفضل
حضرت خواجه عبدالواحد بن زید قدس سره وی مرید خلیفه بزرگ خواجه حسن بصری بود و شاگرد امام حسن بصری
در رساله شیخ عبدالحق است شیخ ابوالخطاب نجم الدین کبری در الباس خرقه و اسناد آن از عبدالواحد بن زید
است عبدالواحد بن زید در علم باطن انتساب بحسن بصری دارد و در خرقه بکمیل بن زیاد و کمیل ابن زیاد از علی
بن ابی طالب رضی الله عنه صاحب مرآة الاسرار نقل میکند امام عبدالله در تاریخ ماضی نوشته است که او
مدت چهل سال نماز فجر را بوضوء عشا میکرد و هم از سیر الاولیا نقل میکند که وقتی جماعتی در ویشان بخدمت
او نشسته بودند و گرسنگی بغایت اثر کرد و چیزی موجود نه که بخورند لاچار بخواجه عبدالواحد بن زید درخواست
کردند که ما را طعامی مطلوب است خواجه چون یاران را بی اختیار دید بسوی آسمان کرده مطلوب ایشان را
بحضرت عزت درخواست نموده فی الحال دینارهای زر بار بدین گرفت فرمود تا همان مقدار ازین بستانید
که طعام بقدر کفاف موجود شود چنان کردند خواجه از ان طعام بخورد و امام عبدالله یافعی رحمة الله علیه
اکثر حکایات غریبه ازوی در روضة الریاحین نقل میکند از ان جمله بعضی نوشته می آید نقل است که عبدالواحد بن زید
گفت زالوی مرا بیماری مثل رسیده بود و من بغایت آزار میکشیدم شبی السنادم بجهت نماز پس طاقت
نماند بنشستم و سر در محراب نهادم ناگاه دیدم دختری در غایت حسن صورت در میان جمعی دختران
نیک پیکر بجانب من نگاه کرده بآن دختران خطاب کرد که بروید این را چنانکه بیدار نشود پس من حیران شدم
که مرا برداشتند فرمود که بساط نرم بگسترانید و بالین بنهید انها نهایت نهالی گسترانیدند که در دنیا آن
قسم ندیده بودم و تکیهای سبز بران بگسترانیدند و مرا بالای آن خوابانیدند و انواع عطریات و گلهای
سبز من بخیستند پس آن دختر قریب من آمد و دست خود بر جای درد بنهاد و مرا شفای کلی حاصل شد
گویا هیچ آزار در سر نبوده و هم وی صدوده تا چنین نقل میکند که وزیری مردم از اهل قریش نزد عبدالواحد

آمد از نکی احوال خود شکایت کرد و دست بر سوی آسمان برداشت و گفت الٰہی سوال میکنم بنام تو که بلند است
و بزرگ میگوید بآن نام که هر که ترا میخواهی او اولیا خود را مورد می افکنی آن نام بر گزیده را اینکه روزی ده
مایان را از سفره خود همین وقت پس آوازی همت از آسمان ظاهر شد و بیرا و پراگنده افتاد و دینار ها
در صحرا برداشتند آن محتاجان دینار و درم را و کمالات و خوارق عادات وی بیشتر از است که در قلم آید و فات او
در سنه مئت و سبعین مائة و در بیت المقدس است که وفاتش بیست و هفتم محرم سنه ثمان و سبعین مائة واقع شد رحمة
الله علیه **خواجه حبیب عجمی** رحمة الله علیه مرید خلیفه خواجه حسن بصری بود کرامات و ریاضات او در رساله
شیخ عبد الحق است شیخ کبیر قدوه ارباب طریقت و حقیقت نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن عبد الله
السوفی رحمة الله علیه در اجازت نامه که بعضی از اصحابش داده مگفته است که حبیب عجمی با حسن بصری صحبت
داشته و از وی علم طریقت گرفته و حسن بصری صحبت با اصحاب رضی الله عنهم داشته و از ایشان علم طریقت
گرفته و این قدر بصحبت رسیده و در کشف المحجوب مذکور الاولیا است من مختصر از ان میگیرم شجاع طریقت
و تمکن شریعت حبیب عجمی رحمة الله علیه بلند همت و با قیمت بود و توبه او در ابتدا بدست حسن بصری بود اندر
اول عهد ربا خوردی و از حسن فساد کردی خدا تعالی و بیرا توبه بصوح ارزانی داشت بعد از ان بخدمت
حسن آمد بر زبان حسن چیزی رفت که یکبارگی دل حبیب را غارت کرد پس توبه کرد و ارادت آورد
و لختی از علم و معاملت از حسن بیاموخت و مالها که جمع کرده بود همه را براه خدا تعالی صرف نمود و زبان بشر
عجمی بود و بر عربیت حبارے نگشته بود خدا تعالی و بیرا کرامت بسیار مخصوص گردانید تا بدرجه رسید
که بوقت نماز شام حسن بر در صومعه وی بگذشت و وی با قامت گفته بود و نماز ایستاده حسن در آمد
دید که حبیب الحمد را الحمد میگفت اقتدا بدو نکرد و آن شب حسن حق تعالی را بخواب دید گفت بار خدایا رضا
تو چیست درمان شفای حسن بعطای من یافته بود وی قدر شش ندانستی حسن گفت بار خدایا آن چه بود
گفت تو اگر دوش از پس حبیب نماز میکردی من از تو راضی بودمی اما تو از راستی الحمد عبارت ناشیدی
و از صحبت بیت بازماندی پس انقاد تست لرزبان راست کردن تا دل راست کردن و از وی
پرسیدند که رضا خدا تعالی در چه چیز است گفت فی قلب لیس فیه غبار التفاق اندر دلی که در آن

عبارت نفاق نباشد از انچه نفاق خلاف وفاق باشد در خاصین و وفاق نعمت و اندر میان این طائفه معروف است
که چون حسن بصری از کسان حجاج بگریخت در صومعه وی پنهان شد گفتند یا حبیب حسن کجا بست گفت در صومعه من
در صومعه رفتند حسن را ندیدند حسن گفت هفت بار دست بر من نهادند و مرا ندیدند گفت انچه حجاج با شما میکند سزای
شماست که در دروغ میگوئید وی گفت راست میگوییم اگر شما او را نه بینید مرا چه گناه تا سه نوبت اندر رفتند و
نیافتند و باز گشتند پس حسن بیرون آمد و گفت یا حبیب با نم که ببرکت تو مرا بدین طالمان نه نمودند چرا گفتی و حق
وستادی من نگاه نداشتی و نشان دادی گفت ای اوستاد نه برکات من بود بسبب راست گفتن من ترا ندیدند
اگر من دروغ گفتمی هر دو گرفتار شدیمی نقلست که روزی حسن بلب جله رسید حبیب نیز رسید و گفت یا ناچیز
ایستادی گفت کشتی دیر میرسید گفت یا اوستاد من علم از تو اموخته ام حسد مردمان از دل بیرون کن و دنیا
بر دل سرد کن و بلا را غنیمت شمر و کار ما از خدای بین پس پای بر آب نهاد و بر فت حسن بیهوش شد چون
بهوش باز آمد گفتند ترا چه شد گفت او علم از من اموخته است این ساعت مرا ملامت کرد اگر فردا او را بینید بر
صراط اشین بگذرید اگر نبینید فردا نم چه تو انم پس حبیب را گفت این کرامت بچه یافتی گفت من دل از خلق بر گرفتم و تو
کافر را سیاه میکنی حسن گفت علی نفع غیری و لم ینفعنی علم من دیگر را منفعت داد و مرا نه باشد که کسی را
گمان افتد که در چه حبیب بالا، در چه حسن بپود نه چنانست که هیچ چیز در راه خدا بالا، در چه علم نیست که فرمان آمد مصطفی
و قل رب زدنی علما چنانچه در کلام مشایخ است که کرامات در چه چهار و هم است از طریقت و اسرار علوم در چه
هژدهم بهت انکه کرامات از عبادات بسیار خیزد و اسرار از تفکر بسیار و مثال این حال سلیمان ست که ان کار که
او داشت در علم کس نداشت در فرمان او وحوش و طیور و زبان مرغان مفهوم و کتاب از عالم اسرار است
موسی را داد و سلیمان را ان عظمت متابع موسی بود نقلست که احمد حنبل و شافعی نشسته بودند حبیب پیش ایشان آمد گفت
از دو سوال کنیم شافعی گفت بنا بد کرد این قوم که ایشان قومی عجیب باشند چون حبیب پیش ایشان رسید گفت چه گوئید
در حق کسی که از این پنج نماز یکی از وی فوت شده است و نمیداند که کدام است چه باید کرد گفت ابن داود کسی بود
که از خدای غافل بود و او را ادب باید کرد و هر پنج نماز را قضا باید فرمود احمد در جواب او متحیر شد شافعی گفت تا عظیم
که از این قوم سوال نباید کرد هفتم رمضان در سنه یکصد و بست فوت کرد ذکر فضیل بن عیاض

حاشیه خانه کرده

آن عقده تا بیان آن معظم نایبان خواجه فضیل بن عیاض قدس سره مرو و خلیفه خواجه عبد الله سرخسی بود و در نفحات
گوید از طبقه اول است گفت ابو علی است و ابو الفیض یاصل از کوفه است و گفته اند یاصل از خراسان بوده است
و از ناحیه مرو و گفته اند که پسر قتیبه زاده در باورد بزرگ شد و کوفی الاصل است و نیز گفته اند که بخاری الاصل است
و علم اطعمه و فات او در محرم سنه سبع و ثمانین و مائة بود فضیل عیاض گوید قدس سره که من عیال سبعانه بهر دو ستی
بهر سر که نشکیم بهر سیم و هم ازو است شیخ الاسلام گفت فضیل عیاض را پسری بود علی نام او را زید پسر علی بود در زهد
و عبادت و ترس و زهی در سعید حرام نزدیک منعزم خواستند که او را بر خوانند فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ الآیه
بشنید زعقه بزد و جان داد و شیخ الاسلام گفت از دوست نشان داد از عارف جان در تذکرة الاولیاء است
فضیل بن عیاض از کبار مشایخ بود و عیار طریقت و در معرفت بی همتا بود اول حال او چنان بود که در میان
بیابان مرو و بلور بی خبر زده بود و پلاسی پوشیده و کلاه پشمین بر سر نهاده و تسبیح در گردن افگنده و یاران بسیار
همه روز و راه زن بر مال که پیش او آوردندی او قسمت کردی که مهتر ایشان بود و آنچه خاستی نصیب خود
برداشتی و نشستگاه تمام آن کاروانی را سم آن شخص مسلوب مرقوم ساختی و هرگز از نماز جماعت دست نداشتی و هرگز نماز
از جماعت ترک نکردی او را دو رکردی روزی کاروانی عظیم می آمد آوازه او زبان شنیده بود و مردی دلیر و
نقب زنی دلشت گفت این بیابان جای پنهان کنم تا اگر کاروان متفرق شده باشد بماند دران بیابان فرو رفت غیبتی بود
شخصی پلاس پوش با تسبیح و سجاده گفت نیکو یافتم زر با و سپاه هم بخارا رفت و حال گفت اشارت کرد که در خیمه
بنهاد و نیز کاروان آمد و زبان کاروان رازده بود ندین مرد چیزی که از کاروان مانده بود برداشت
و روی بدان خیمه نهاد چون بدان خیمه رسید و زدا نرا دید که مال قسمت می کردند گفت آه زد بدست خود بند
دلو هم فضیل چون او را بدید آواز داد مرد ترسان ترسان انجا رفت گفت بچه کار آمده گفت امانت میخواهم گفت نانی
همانجا که نهاده بر دار بر داشت و روی بکاروان کرد یاران فضیل گفتند که درین کاروان هیچ نقد نیافتم تو چرا
این باز دادی فضیل گفت این مرد بمن گمان نیکو برد و من نیز بخدای تعالی گمان نیکو برده ام من گمان او راست
کردم امید عام تا حق تعالی بکرم خود گمان من راست گرداند تا بعد ازان کاروانی دیگر بزنند و مالها ببرند و بطعام
خوردن نشستند مردی از کاروانیان اشارت گفت که مهتری نیست شمار گفتند بهت گفت کجاست گفتند

کنار آب نماز میگذارد گفت وقت نماز نیست گفتند تطوع میگذارد گفت چرا نخورد گفتند روزه است گفت
ماه رمضان نیست گفتند تطوع میدارد انگه در را عجب آمد پس پیش فضیل شد و گفت روزه و ورزدی و نماز هم حکام
دارد فضیل گفت قرآن میدانی گفت دانم گفت این آیت بخوان کَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ عملها
صالحا و اخر سیئا و مدار اسبد بزرنی عاشق بود و چند در راه زنی بدست آورد و پیر فرستاد و گفت
گاه پیش وی رفتی و در هوائی او گرسنی اگر در کاروان زنی بودی بسبب محبت آن زن ان بکار
فروشی و مروتی و همتی در طبع او بود یکی را که مایه کمتر بودی نگرفتی و هر کس را بمقدار مایه چیزی بگذاشتی و همه مال
او بصلاح بودی که نقلست از شیخ عماد الدین سهروردی رحمه الله که جماعه یاران قریب کاروانی رسیدند بیابان
کاروان این آیت میخواند اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وقت آن نیامد که دلهای ایشان بیدار گردد گفتی تیری بود که بر جان فضیل آمد و بیرارقی پیدا شد و از ان فعل توبه کرد و فریاد بر آورد
و گفت آن وقت آن وقت آن وقت آمد و تیر از خدنگ گذشت سر اسیمه و بیقرار روی بجزائی نهاد و جمعی کاروان انجا
فرود آمده بود گفتند فضیل بر راه است نتوان رفت فضیل گفت بشارت مر شما را که او توبه کرد و امروز از شما
میگریزد و میگریست و جمله خصمان را خشنود گردانید شبی در کتابی دیدم بو علی رازی گوید من فضیل را گاهی نمیبینم
نیافتم مگر وقتی که پسر او علی فوت شده بود پرسیدند تو مرد بسیار کاری که تو را دوست دارد من نیز بدان خوش باشم
احمد حنبل گفت از فضیل شنیدم هر که ریاست محبت خوار شد گفتم چرا و چیستی گفت از نبع باش و متبوع عباشد
بشر حافی گفت اندیشه میکردم که زهد بهتر یا رضا گفت رضا از برای انکه راضی هیچ منزلت طلب نکند بالائی منزلت
خویش و خواجه فضیل بگوید امام ابو حنیفه محبت داشت و بسیار اولیا را دریافت بعد ازان بمکه رفت و عزلت
اختیار کرد و ازوی پاید مَنْ عَرَفَ اللَّهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ عَبَدَهُ بِكُلِّ طَاقَتِهِ هر که خدایرا بحق معرفت وی بشناسد
بکل طاقت خود بپرستدش چه هر کرا دوستی زیاده بود عرض بر طاعت زیاده کرد و عبادتی دوستی
از حقیقت معرفت بود چون وفاتش نزدیک رسید دو دختر داشت عیال خود را گفت که چون مرا دفن کنید
ایشانرا بکوفه میبرید بگویند که الهی فضیل وصیت کرد که ایشانرا بتو سپریم زن وی بعد از دفانش بگفت
در حال امیر مومنان بود و پسر بگذشت و ایشانرا بدید و احوالش پرسید پرده و دختر را باو داد و پسر خود را خواجه کرد

و بین بوده و وفات او در ماه محرم سنه تسع و ثمانین و مائة در مکه چنین واقع شده که مقدری سورة انفطار خواجه رحمة الله علیه چنانچه کسی گفت سلطانی لو معرفی گفت ناف [illegible] و وی تخلیف داشت

پیشوا رفاقه به

سلطان ابراهیم شیخ محمد بن بشیر ارزنی و خلیفه مارنی شیخ ابی عاصم و خواجه عبد الله ستاری قدس الله اسرارهم

ذکر ابو سلیمان خواجه داود بن نصیر الطائی قدس سره از طبقات اولی است و از کبراء مشایخ و سادات اهل معرفت

بوده و در زمانه خود بی نظیر و در کشف محجوب و فتوحات است شاگرد ابو حنیفه و از اقران فضیل و ابراهیم ادهم و بشر حافی بوده و در طریقت مرید حبیب راعی بود و در جمله علوم خلقی و افری داشت و به درجه عالی در فقه فقیه الفقها بود و عزلت اختیار کرد و از ریاست اعراض نمود و طریق زهد و تقوی پیش گرفت و بر افضایل بسیار است وی گفته مرید بر اگر از ارادت سلام مسلم علی الدنیا و الآخرة ای اگر سلامت خواهی دنیا را وداع کن و اگر کرامت خواهی بر آخرت تکبیر گوی و از معروف کرخی قدس سره روایت کنند که گفت هیچ کس را ندیدم که دنیا را در چشم وی قدر و خطر کمتر بود از داود طائی که همه دنیا را و اهل آنرا نزد یک وی هیچ مقدار نبود و در نظر او بچشم کمال نگریستی اگرچه برآفت بودندی و هم در کشف و تذکرة الاولیا است و در بن حکایات مشهور ست که وی پیوسته اختلاط با امام محمد بن حسن داشتی و امام ابو یوسف قاضی را نزد خود نگذاشتی او را گفتند این هر دو در علم بزرگ اند چرا یکی را عزیز داری و یکی را پیش خود نگذاری گفت از آنچه محمد بن حسن از نعمت دنیائی بسیار علم آمده است و علم سبب عز دین بود و ذل دنیا و ابو یوسف از سر درویشی و ذل بعلم آمده است و علم اسباب عز و جاه خود کرده پس محمد چون دنیا باشد و لذت جنبت حجامی او را حجامت کرد و دیناری زر بدو داد گفتند اسراف کردی گفت هر کرا مروت بود عبادت نباشد لاجرم مروت [illegible]

نقلست که فضیل عیاض در هیچ عمر دو بار او را دیده بود و بدان فخر کردی یکبار که زیر سقف شکسته نشسته بود گفت هر خشت سقف خواهد افتاد گفت تا من در زیر صف ام این سقف را ندیده ام یعنی چنانکه فضول در سخن کرده است تکبیر تطهر غیر ملاید حرام است کانوا لا یتکلمون فضول البصر کما یکرهون فضول الکلام دوم بار گفت مرا نیز دوست گفت از خلق بگریز نقلست بست دینار زر از میراث یافته بود و در بست سال می خورد مشایخ بعضی گفت طریق ایشان است نه نگاه داشتن او گفت من این قدر از ان نگاه دارم که سبب فراغت من است تا باین میسازم تا بمیرم هیچ از کار کردن نیاسود تا صد یکه نان و آب زدی و بیاشامیدی گفتی میان آشامیدن تا خائیدن بیگانه

دو قرار نداشتم خواستم برخیزم و در کلوخ صانع کنم ابو بکر چون کشش نفس مرا دید گفت ترا چه بود و در فتم او را دیدم که پاره نان خشک می‌خورد
و میگریست گفتم یاد او چه بوده است ترا گفت خجالت همی‌برم که این نان پاره بخورم و نمیدانم که حلال است یا حرام و از اول کار
در اندرون او جذبی غالب بود و دیده بسته از خلق رمیده بود و سبب تو بدین بود که روزی شخصی ابیات عربی همی‌خواند
معنی آن یکی که دام سوی او دکه در خاک رنجه تر شد و کدام جسم است که در زمین جنبنده نگشت و معنی ظاهر این معنی بود
فرو آمد و قرار از وی برفت متحیر بدرس امام ابو حنیفه رفت امام او را بر حال ندید گفت ترا چه بوده است واقعه
باز گفت که دلم از دنیا سرد شده است و چیزی در من پدید آمده است که راه بدان نمیدانم و در هیچ کتاب معنی آن
نمی‌بینم هیچ فتوی در نمی‌آید امام گفت از خلق اعراض کن داود طائی را دولتی جمیع مرادات بگرد او نشسته و در خانه منکف
گشت چون مدت گشت باز بجوجب فرمود تا امام در مجلس درس حاضر میشد و سخن نمیگفت چون یکسال بر آن
بگذشت دیدگشود و کار باطن از این بنشود و پس بخدمت خواجه حبیب راعی رفت و کشایش او بدین باز داد و شد پس
مردانه پا در راه نهاد و کتب را آب داد و عزلت گرفت و امید از خلق منقطع کرد تا مطلوب رسید و پیشوای قوم گشت
تا بمثل خواجه معروف گردی از وی خرقه گرفت صاحب حلاة الاسرار مینویسد بقول دیگر اکثر مشایخ پیر طریقت داود
حبیب عجمی بوده است و صاحب کشف المحجوب در تذکره او لیا مینویسد که وی مرید حبیب راعی است و ایشان ابو جلیم
حبیب بن سلیم راعی از اصحاب سلمان فارسی بود و سلمان را وجود صحبت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بصحبت
علی مرتضی نیز این طریق اخذ نموده است چون حبیب عجمی و حبیب راعی هر دو بزرگ بیک گر معاصر بود ند از انجهت
اختلاف واقع شده است ولیکن بروایت اول اصح مینماید از انکه در طرائق قادریه و در شجره مشایخ این سلسله
داود طائی را خلیفه حبیب عجمی مینویسند و غالب که از هر دو بزرگ استفاده کرده باشد هر دو حال مقبول است
او ملک است دینار از میراث پدر یافته بود و تمام عمر از همون قوت خود ساخت و از هیچ کس محتاج نشد آن روز
که مبلغ مذکور خرج شد مذکور وفات کرد و بعد از وفات از آسمان ندا آمد یا اهل زمین داود بحق رسید و حق
از وی راضی شد و آخر وقت وصیت کرد مرا بس دیواری دفن کنید تا کس بیش روی من نگذرد و چنان کردند
وفات خواجه داود طائی در زمانه ابو عبد الله محمد بن عبد الله دوانقی که بلقب مهدی بود تاریخ بست و ششم
ماه ربیع الاول سنه خمس و ستین و مائة واقع شد رحمة الله علیه صاحب کشف المحجوب مینویسد روی ابو جلیم حبیب بن سلیم

پرسلمان بود و مکنش بر کنارهٔ فرات و طریقش موافق آن پیغمبر صلی الله علیه وسلم روایت کند بتبعیت
و هم یکی از مشایخ روایت کند که وقتی من بدو گذشتم و پیرارد نماز بامیکرد و گرگ و گوسفندان بود الناگاه میدشت
زمانی بود تا از نماز فارغ شد سلام کردم گفت ای پسر بکار آمدی گفتم بزیارت تو گفت خیرک الله گفتم ای
شیخ گرگ را با میش موافق بچنیم گفت از آنچه را می میش با حق موافق است این گفت و کاسهٔ چوبین انجا بزمین
داشت و چشمه از آن سنگ بگشاد یکی شیره دیگری عسل گفتم ای شیخ این درجه بچه یافتی گفت بمتابعت محمد مصطفی
و گفت پیرقوم موسی علیه السلام با آنکه مراد او مخالف بود و ندسنگ خارا را شکافت آب از دو موسی شد بزرگ محمد بود و چون من
محمد را متابع باشم آخر سنگ مرا شیرین نکند و محمد صلی الله علیه وسلم بهتر از موسی بود گفتم مرا پندی ده گفت
لا تجعل قلبک صندوق الحرص و بطنک عار المحارم یعنی دل را محل آز مکن و شکم را موضع حرام ذکر حضرت
ابراهیم ادهم رحمة الله علیه از طبقهٔ اولی است کنیت او ابو اسحاق است و نسب او ابراهیم بن ادهم بن سلیمان
بن منصور البلخی رحمة الله علیه در کشف المحجوب است در اول حال او امیر بلخ بود روزی بشکار از لشکر خود جدا افتاد
چهار مرا آواز شنید که بیدار گرد پیش از انکه بر گرد سید را کنند از دست بشد ناگاه آهوی دید و از پی آهوی
اسپ تاخت آهو بسخن در آمد گفت الهذا خلقت آو بهذا امرت مگر ترا از برای این کار آفریده اند روی از آهو
گردانید همان سخن از قفا شنید روی گردانید و از گوی گریبانش همین آواز آمد دان کشف اینجا تمام شد و در ملکوت
بروی گشاده گشت و واقعه فرود آمد و یقین حاصل شد و جامه و اسپ آنجا بداد و توبه نصوح کرد و روی از
راه بیک سو نهاد و شبانی را دید کلاه مغرفی و جامهٔ زربفت بدو داد و جامه بدی و کلاه بدی او بر تن و سر خود
پوشید و گوسفندان بدو بخشید و جمله ملکوت بنظارهٔ او آمد ندزهی سلطنت که روی با براهیم نمود و قلت فقیر
در بر پوشید و پیاده در کوه و بیابان می گشت بگانه بود در طریق خود و مرید جعفر علیه السلام و بسیاری از قدما
مشایخ را دیده بود و با امام ابو حنیفه رضی الله عنه اختلاط داشته و علم از وی بیاموخته و عمر خود بتجرد گذرانیده
و بر اسرار حقایق تصوف کلمات بدیع است جنید گوید رحمة الله علیه مفاتیح العلوم ابراهیم کلید علمای این طریقت ابراهیم
از وی روایت می آرند که گفت اتخذوا الله صاحباً و دعوا الناس جانباً حاصل این سخن آنست که ترا با خود و خدای
همه بگوید مراد آنست که چون اندر تولا بحق مخلص بود و صحبت اقبال بحق او را من از خلق انقطاع کند از آنچه صحبت خلق را

باحدیث چه کار نیست بحث حق اخلاص باشد و هر دی گوید اندر حکایات ابراهیم ادهم است رحمة الله علیه که چون بیابان
برسیدم پیر بیامد و مرا گفت ای ابراهیم میدانی که این چه جانیست که تو بی زاد و راحله میروی گفت من دانستم که این
چهارده دانگ سیم با من بود که در کوفه زنبیلی فروخته بودم آنرا از جیب برآوردم و بنهادم و شرط کردم که هر میلی
چهار صد رکعت نماز بگذارم و چهار سال در بادیه بماندم خدای تعالی بوقت بی تکلف روزی میرسانید و اندران
وقت خضر علیه السلام با من ملاقات کرد و مرا نام بزرگ خدای تعالی بیاموخت انگاه دلم یکبارگی از غیر فارغ شد
و تذکرة الاولیا نقلست که یک روز پیش امام اعظم ابو حنیفه آمد اصحاب او بچشم حقارت در ابراهیم نگریستند ابو حنیفه
گفت سبب ناپرسیدم اصحاب گفتند او این سیادت بچه یافت گفت بدانکه دایم بخدمت خداوند مشغول است و ما بکارهای
دیگر هم مشغول میشویم و نیز ازان نقلست گفتند در ابتدا حال بر تخت خفته بودیم شب سقف بجنبید آوازی دادکه
گفت بترسناک است شتری که کردام می طلبم گفت شتر بر بام چگونه بود گفت ای غافل تو خدایرا بر تخت زرین طلبیدی
در روزی دیگر بار عام داده نا گاه مردی در آمد و هیچکس را زهره نبود که گوید تو کیستی همچنان می آمد تا پیش تخت ابراهیم
گفت چه میجوئی گفت درین رباط می آیم ابراهیم گفت این رباط نیست این سرای من است گفت پیش از تو این سرای
که بود ابراهیم گفت از آن پدرم گفت و پیش از وی ابراهیم گفت از آن پدرش گفت پیش از وی ابراهیم گفت
ازان غلان کس و همچنین چندین شمرد پس گفت این رباط نبود که یکی می آید و دیگری می رود و طرفی گفت و ناپدید شد
ابراهیم تنها در عقب او شد تا او را یافت گفت تو کیستی گفت خضرم آتشی در جان ابراهیم افتاد و هوش بشد و فرو افتاد
اسپ زین کنید قصد باقی بالا گذشت الغرض رو بصحرا نهاد تا بمرو رود در سیاه خانها است نابینائی ازان پل
می گذشت ابراهیم گفت اللهم احفظه معلق در هوا بایستاد تا ابراهیم را برگرفت و برگشید ابراهیم خیره بماند پس از انجا رفت
بنیشاپور رسید و آنجا غاری مشهور است نه سال در ان غار ساکن شد بهر سه روز یکی خانه بودی که داند که در ان
غار چه مجاهدات کشید روزی بخشنه بالای غار آمدی و پشته نیرم گرد کردی و سحرگاه بنیشاپور بردی و فروختی
و نماز دیگر بجگذاردی و نان خریدی و یک نیمه بدرویش دادی و تا هفت گیر حالش این بودی نقلست که در زمستان
بسیار در ان غار سرمائی سخت بود و آب یخ شکسته بود و غسل کرده تا سحر و نماز بود وقت سحر بیم بود که هلاک شود
در خاطرش آمد که آتشی بایستی بپوستینی بپوشیدی و در آمد و پشت او را گرم کرد چنانکه در خواب شد و چون بیدار شد

که کرد اثر دعای دیگ امور اکرم بهشت عرفی مسلمان و لذ گفت خدا و بزاد را بصورت لطف فرستادی اکنون
بصورت قهرش می بینم طاقت ان ندارم در حال اثر دعا رو در زمین مالیده و برفت عابد بشد چون مرد ملمان از
کار او آگهی یافتند از ان غار گریخت در و بگه نهاد و کن وقت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمة الله علیه بزیارت ان غار
رفت و گفت سبحان الله اگر این غار مشک بودی چندین بوی خوش نبودی که جوانمردی روزی چند
در انجا بوده است که چندین روح و راحت کشیده است نقلست که چون ابراهیم ادهم بنهاوند یکی از اکابر رسید
و اسم اعظم بدو آموخت و بدان نام خدایرا بخواند در حال خضر را دید گفت ای ابراهیم آن پیر در حق الیاس بود که اسم اعظم تمام
موخت پس میان او و خضر بسیار سخن رفت و پیر اول او خضر بود در بادیه میرفت و وحشی گفت چون بذات العراق
رسیدم بفتاد مرقع پوش را دیدم جان داده و خون از ایشان روان شده گرد ایشان برآمدم یکی را رمقی
بود پرسیدم که ای جوان مرد ان چه حالیست گفت ای پسر ادهم علیک بکتاب و کاذب و دوری و مردکه مجور
گیری و نزدیک نزدیک میاکه ریخور گردی کس مبادا که بر بساط سلامت این بستانی کند و بترس از دوستی که جاهلیا
چون کافران رودم میکشد و با جاجیان غزا میکند بدانکه ما قومی بودیم صوفی قدم بر توکل روی بباد نهادیم
و عزم کردیم که سخن نگوییم و بجز خداوند اندیشه نکنیم و حرکت و سکون از بهر او کنیم و بغیر او التفات نه نمائیم چون
از بادیه گذاره کردیم و با حرم گاه رسیدیم خضر را رسیدیم سلام کردیم و شاد شدیم و گفتیم الحمد لله که سعی ما مشکور
آمد و طالب بمطلوب رسید که چندین کسی باستقبال ما آمد در حال با نهاد ماند اگر دند ای کذابان و مدعیان قول و عهد
این بود که مرا فراموش کردید و بغیر ما مشغول گشتید بروید تا بغرامت جان شما بر هم و خون شما بریزم

رباعی خون ریز بود همیشه مدکشور ما ❊ جان عود بود همیشه بر مجمر ما ❊ داری سر ما و گر نه دور از سر ما ❊
ما دوست گشیم و تو نداری سر ما ❊ این جوانمردان که می بینی همه سوختگان این بارخواست اند بلای ابراهیم
اگر تو نیز سر آن داری پای درنه والا دور شو ابراهیم گفت حیران شدم و گفتم ترا چه کار ما کردند گفت ایشان پخته اند
و من هنوز خام جان میکنم تا پخته شوم و از پی ایشان بروم این بگفت و جان داد نقلست که چهارده سال بر فت
تا باد یه قطع کرد همه راه در تفرع و نماز بود تا بکر رسید پیران حرم خبر یافتند باستقبال بیرون آمدند ابراهیم خود را
در پیش قافله انداخت تا کسی او را نشناسد خادمانی که پیش از پیران بیرون آمده بودند ابراهیم را دیدند پرسیدند

ابراهیم نزدیک است که مشایخ حرم باستقبال او آمده اند ابراهیم گفت چه میخواهند از ان زندیق خادمان سلطان
در نهاد سر بگردن او میزدند که تو چنین مردی را زندیق میخوانی زندیق تو ئی ابراهیم گفت من همین میگویم زندیق
منم چون از وی در گذشتند با نفس گفت مان ای نفس سزای خود دیدی میخواستی تا مشایخ حرم باستقبال تو آیند
الحمد لله که بکام خود دیدم تا آنگاه که بشناختند و عذر خواستند پس در مکه ساکن شد و سالها بیابان بسیر آمد و در
ازکمتر خوردی بگاه هیزم کشی کردی و گاه پالیز بانی تفکست که چندین حج پیاده کرد و از چاه زمزم آبنگ کشیدی گیر
دلو چاه سلطانی بود در نفحات است دست در طراقت نیکو زد و بمکه رفت و انجا با سفیان ثوری و فضیل عیاض
و ابو یوسف غسولی صحبت داشت و بشام رفت انجا کسب میکرد و در طلب حلال ناطوریانی نمود و شبانی
میکرد و میر احدیث است و از اهل کرامت و ولایت است و بشام از دنیا رفته در سنه احدی و اثنین و ستین و مائة
و یقال فی سنة تسع و ستین و مائة و هذا اکثر شخصی با ابراهیم ادهم همراه شد و همرهی وی دیر کشیده بود چون خواست
که جدا شود گفت شاید که در بن صحبت از من تجربه باشی که بی حرمتی فراوان کردم ابراهیم گفت من ترا دوست
بودم دوستی عیب تو بر من پوشیدم من از دوستی تو خود ندیدم که نیک بینی یا بد ابراهیم ادهم علی بگاه و تفحص
مرنجشی و سلم خواص یاران یکدیگر بود و با یکدیگر بیعت کردند که هیچ چیز نخوریم مگر که دانیم که از حلال است
و در برات است آن تارک مملکت و دنیا خواجه ابراهیم ادهم فرقه خلافت از دست خواجه فضیل عیاض پوشیده
و نیز از امام محمد باقر رضی الله عنه خرقه خلافت یافته و در صحبت خواجه فضیل عیاض تربیت یافت صاحب شرع
و اداب طریقت میبود بسیار خواجه ابراهیم حدث در جامع بصره معتکف شده بود و در شبانه روز یک شب افطار کردی و
آن شب که روزه گشادی از دستار خویش کردی چون شهرت بسیار شد از خلق بگریخت تفحص کردند تا او را
خواجه عطا سلمی قدس سره او ستاد عبد الله مبارک گوید یکبار مسافر میبود در یک سفر من بخدمت
وی بودم توشه نماند چهل روز صبر کردم لوگل میخورد و بکسی نگفت خواجه ابراهیم گوید که شبی کعبه خالی یافتم
طواف کردم و دست در حلقه زدم و عصمت خاستم از گناه نا شنودم که هیچ خلق از من بهتر خواهند اگر من بهتر را
عصمت هم سنائی غزنوی در حدیقه گفته اغفر ذنوبی یا ذا الذی ما ذا الذی ما ذا الذی ما ذا الذی ما ذا الذی
سخن گوئی و سخن گوی سخن تو آن به که دیگران گویند نقلست که گفت پانزده سال سخنی و شست نکشیدم

تا نماند شنیدم من عبدنا فاستر حمت بنده او باش و در راحت افتادی یعنی فاستقم کما امرت نقلست که چون از فرج بر آمد
پسرش خورد بود چون بزرگ شد گفت پدرم کجاست جواب دادند گفت الحال بحکه است بزیارت پدر رفت
بر سید چون ابراهیم او را دید شفقت پدری در کار شد نزدیک خود نشانده و پرسید که در کدام دین هستی گفت
بر دین محمد صلی الله علیه وسلم گفت الحمد لله گفت قرآن همیدانی و علم اموختی گفت بلی الحمد لله خواست تا برود
پسر او را نگذاشت روی باسمان کرد گفت الهی کاشتی پسر در کنار او جان بداد گفتند یا ابراهیم چه افتاد گفت
چون او در کنار گرفتم مهر او در دلم بجنبید ندا آمد که ای ابراهیم تدعی محبتنا و تحب معنا غیرنا دعوی دوستی ما
و مهر دوستی ما بازی کنی چون این بشنیدم دعا کردم که یارب مرا فریاد رس تا جان او بر دارم جان او در حق
او اجابت افتاد نقلست که ابرهنگی بودی بودان بزرگ سوال کرد که نشان کمال مرد چیست ابراهیم گفت
اگر کوهی بگوید که برو برفتن آید در حال کوه در رفتن آمد ابراهیم گفت ای کوه ترا نمیگویم برو ولیکن هر تو مثل میزنم در حال
ساکن شد نقلست بزرگی گفت که با ابراهیم در کشتی بودم باد مخالف بر خاست چنانکه بیم غرق بود ندا آمد از هوا
از غرق شدن مترس که ابراهیم با ما شقاوت در ساعت ما بساکن شد و نفحات است ابراهیم او هم گوید که در میان
کوفه و مکه با مروی مصاحبت شدم چون فریضه خفتن شام گذارد بعد از ان دو رکعت سنت گذارد و در زیر لب سخن گفت
از جانب دست راست وی کاسه تر بید و کوزه آب پیدا شد خود بخورد و مرا داد. و این قصه را با یکی از مشایخ
گفتند صاحب کرامات بود. بگفتم گفت ای فرزند وی برادر من داود است وصف حال وی چندان بگفت
که هر که در ان مجلس بود بگریست پس گفت وی از دیهی از دیههای بلخ است گمان دیه بر سیدم بقباع افتخار دارد
گفت داود از ویست پس ان شیخ از من پرسید که ترا چه آموخت گفتم اسم اعظم گفت کدام است گفتم آن در دل
من از ان بزرگتر است که بر زبان بگذارم و داود بلخی از طبقه ای مشایخ خراسان است و هم در نفحات است
شقیق بن ابراهیم بلخی از طبقه اولی است وی عدل اول صاحب رای بود و صاحب حدیث گشت و با ابراهیم ادهم
صحبت داشت وقتی با ابراهیم ادهم گفت که شما در معاش چگونه میکنید گفت ما چون می یابیم شکر میکنیم و چون
نمییابیم صبر میکنیم شقیق گفت سگان خراسان همچنین میکنند ابراهیم گفت پس شما چون میکنید گفت ما چون
نمییابیم ایثار کنیم و چون می یابیم شکر کنیم ابراهیم ادهم بوسه بر سر وی داد و گفت استاد توئی و در کتاب سیر السلف

این حکایت را بعکس این آورده و آنچه اینجا نسبت با ابراهیم ادهم کرده آنجا نسبت بشقیق کرده و آنچه اینجا نسبت بشقیق
کرده آنجا نسبت با ابراهیم ادهم والله تعالی اعلم **نفحات** احمد بن حفص دینوری از طبقه اولی است کنیت او ابو عامر است
از بزرگان مشایخ خراسانست وی گوید که ابراهیم ادهم گفت اَلتَّوْبَةُ هِیَ اَنْ تَجُوْعَ اِلَی اللّٰهِ بِصَفَاءِ السِّرِّ از نظیران
بایزید و ابو حفص حداد است صاحب **مرآت** از شیخ علاء الدوله سمنانی نقل میکند که روزی سفیان ثوری پیش
ابراهیم آمد وی دست زیر مصلا کرد و مشتی درم آورد و بخادم داد که سه من نان گرم و عسل بیار سفیان گفت ای
پیش از ایم این اسراف باشد ابراهیم گفت در ما کولات این اسراف نباشد اگر نیاده آید دیگران بخورند و ذکر
سفیان ثوری را امیر المومنین گفتندی و در علوم ظاهر و باطن نظیری نداشت و از مجتهدان نیمگانه بود یعنی ابو حنیفه
و شافعی و مالک و احمد حنبل و سفیان ورع و ادب و تواضع و تقوی بغایت داشت و او اول کاری انکه بود و
گفتست ابراهیم ادهم را بخواند که بیا سماع حدیث کنیم در حال بیامد ابراهیم گفت من خلق او را می آزمودم و الا او
از ما تبر بود و پیر ثوری از ان گویند که روزی بغفلت پای چپ اول در مسجد نهاد آواری شنید که ای ثوری کمری بجوی
پای در کشت زاری نهاده نداشتند هوش از وی رفت و در گریه شد و هم از وی نقلست که موانی را بیچ وقت شاد
آنچی هرگز شنید سفیان ثوری گفت چهل حج کرده ام تو دادم این آیه بمن وه گفت دادم این شب بخواب او آنقدر که
سود کردی از همه عرفات قسمت کنی تا تو نگر شوند و هم از وی نقلست که هرگز مرغان نشستی از ان سوال کردند
یکدو زمریع نشسته بودم نداشنیدم که ای پسر ادهم بندگان پیش خداوند چنین نشینند و تکیه کردم و راست
بنشستم این ندا ابراهیم را بواسطه تعلیم از غیب است سیناد مرشد نامیز دنکه از ین بگر گناه سر بر نیز و
او قریب سید خواجه ابراهیم ناپیدا شد بعضی گویند در بغداد پهلوی امام احمد حنبل و بعضی گویند قریب دمشق شام بخاک
خاک لوط پیغمبر علیه السلام است و بقولی فره شوال سنه سبع و ثمانین و مایه و بقول بیت المعرفت در سنه ثمانین
و مایه در زمان خلافت ابو عبد الله محمد بن عبد الله واثق که خلیفه سوم بود از بنی عباس قدس سره وقع شد رحمة الله علیه

ذکر حضرت خواجه معروف کرخی رحمة الله علیه

نفحات است از طبقه اولی است و از قدمای
مشایخ و استاد سری سقطی و غیر او و کنیت وی ابو محفوظ است نام پدر وی فیروز است و بعضی گویند
فیروز از ان بگفته اند معروف بن علی مولی الکرخی پدر وی بوده و دربان علی بن موسی الرضا رضی الله عنه بوده

هر وست وی مسلمان شده و معروف گفته است که صوفی اینجا مهمانست تقاضای مهمان
بر میزبان نیاست مهمان که با ادب بود منتظر بود نه متقاضی شخصی معروف کرخی را گفت مرا وصیتی کن گفت
اوصیک ان لا ترک الله الا فی رسمی المسکین شیخ الاسلام گفت که معروف روزی مرخواهر زاده خود را گفت
که چون ترا باد حاجت بود بمن بسوگند بر او ده و مصطفی صلی الله علیه وسلم در دعا میگفت اللهم انی اسالک
بحق السائلین علیک و بحق الراغبین الیک و بحق ممشای الیک بحق این گدا مهای من بر تو و سئل معروف عن المحبة
فقال المحبة لیست من تعلیم الخلق انما هی مواهب الحق و فضله و در کشف المحجوب است متعلق در گاه رضا و پرورده
علی بن موسی الرضا رضی الله عنه ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی رحمة الله علیه از قدمای مشایخ و سادات
ایشان بود و معروف بود بتقوی استاد سری و مرید داود طائی بود و بر افاضل بسیار ست و اندر فنون
علم مقتدا و قوم بود از وی می آید که گفت للفتوة ثلث علامات و خاء بلا خلاف و مدح بلا جود و عطاء
بلا سؤال علامت جوانمردی سه چیز است و خائی خلاف انکه در عهد عبودیت بنده مخالفت بر خود حرام داند
و مدح بی جود انکه از کسی نیکوئی ندیده باشد و بر انیکو گوید و عطائی بی سوال انکه چون هستی بود داند عطا تمیز نکند
و این هر سه صفت حق است و خائی او بادستان خلاف نیست و مدح بی جود هر دی نکند که وی محتاج بفضل بنده
نیست که از کردار وی ثنا گوید و عطائی بی سوال جز او ندهد در تذکرة الاولیاء است ان مقتدای طریقت و ان
عارف اسرار و رهنمای حقیقت و سید محبان و خلاصه عارفان بود اگر عارف نبودی معروف نبودی نقلست
سری گفت که معروف مرا گفت چون ترا بخدا حاجتی بود سوگندش ده که یا رب بحق معروف کرخی که حاجتی من
روا کنی که حالی اجابت افتد نقلست روزی مسافری در خانقاه وی رسید و قبله نمیدانست و سوی
دیگر نماز گذارد و بعد از ساعتی معروف با محراب وی بسوی قبله کرده نماز گذارد آن مسافر خجل شد گفت چرا مرا
خبر نکردید گفت درویشم درویش را با تعرف چکار آن مسافر را مراعات بسیار کرد وی مشرب صلح داشت
خواجه ابراهیم ادهم از وی وصیت خواست گفت توکل کنی بر خدای تا خدای با تو هم بود و انیس تو گردد نقلست
که وی بر در رضا رضی الله عنه در بار عام داده بود فراجت از دحام کرد در پا آمد پهلوی معروف بشکستند
بیمار شد سری او را گفت مرا وصیتی کن گفت چون بمیرم پیراهن من بعد قدوه کاز دنیا برنه روم چنانکه از مادر برنه

نه م را جرم در تجرید همتا نداشت و از قوت تجرید او بود که بعد از وفات او را تریاک مجرب میگویند که بهر حاجتی که مالی
آورند حق تعالی رد اگر دانسته پس چون وفات کرد مردم همه ادیان دعوی در وی کردند جهودان و ترسایان
و مومنان خادم گفت او فرموده است هر که جنازه ما بردارد از زمین من ایشانم جهودان و ترسایان نتوانستند برداشت
الا اهل الاسلام برداشتند و نماز بروی کردند آنجا دفن کردند بقول صاحب نفحات وفات داود الطائی در سنه خمسین و
مائتین و مائه و معروف بشتم محرم در سنه مائتین از دنیا رفت و بقول مرآة الاسرار در زمان خلافت ابو العباس عبد الله
بن هارون رشید که لقبش مامون است واقع شده و در بغداد مدفون گشت تاریخ مقبول آنست رحمة الله علیه

ذکر حضرت خواجه حذیفة المرعشی رحمة الله علیه

از کبار مشایخ روزگار پیشوای اولیا اصحاب
اسرار بود در زهد و ورع و در ترک تجرید بی نظیر وقت بوده است و در حقایق و معارف کلمات عالی داشت
و خرقه ارادت از دست خواجه ابراهیم ادهم پوشید و هر نعمتی و مانعتی که خواجه ابراهیم ادهم از حضرت علیه السلام و امام
باقر و از خواجه فضیل عیاض یافته در اخر حیات تمامی بوی ایثار کرد و جانشین خود گردانید وی سالها در سفر و حضر
همیشه بخدمت خواجه ابراهیم ادهم بود وی و جمیع مشایخ وقت را دیده بود و سیر کرامات و خوارق عادات بسیار از
صاحب مرآة الاسرار نقل میکنند که امام عبد الله یافعی در روض الریاحین اکثر حکایات احوال و کمالات وی ذکر
کرده است از انجمله یکی این است که بعضی عزیزان از حذیفة مرعشی پرسیدند که درین مدت بخدمت خواجه ابراهیم ادهم
بودی کدام چیز عجیب تر از وی دیدی گفت چند روزی در راه مکه طعام نیافتیم چون آمدیم بکوفه وجای یافتیم
بمسجد وی در آمدیم پس دیدم خواجه ابراهیم بجانب من گفت ای حذیفة ترا گرسنه می بینم گفتم بر خواجه مخفی نیست پس کاغذ
نوشت بسم الله الرحمن الرحیم انت المقصود بکل حال و چند کلمات دیگر دران نوشته بمن داد که از شهر
بیرون رو اول کسی که ترا پیش آید این کاغذ را بوی ده چون آن مرد بر شتر ماده سوار پیش آمد کاغذ بدست
وی داد هم در گاه بمضمون وی واقف شد گفت صاحب قبه کجاست گفتم در فلان مسجد است پس گذاشت بمکه
همه سالی که دروی ششصد دینار بود و رفت صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب مینویسد وی صاحب تصانیف
در علم سلوک تصانیف بسیار دارد و بعد از سه روز و گاهی بعد از پنج و شش روز افطار کردی و در اثنا نوشت
هم زیاده از سه لقمه تناول نه نمودی و فرمودی هر گه بیرون روز طعام خورد او را قضا انسانی هر روز باید

که این اشیاء شاغل را از ذکر یزدانی مانع بود و غذای درویش شغل ذکر لا اله الا الله است و کسی که لذت این
غذا یافته است او بغذای طعام نیاساید و دست خود نیالاید و اگر پیش درویش درم بنهی پیش او
نه نشینی زیرا که درویش انس و قرب بخدا تعالی دارد و درد درم اثر قهر و بعد است که نفس پرست بمقام درویشی
نرسیده و همای سر بر هوای او بسته اند همه پیران تهی شکم بوده اند و هر یکی فقر و فاقه کشیده اند درویشی که سیر
خورد از محبت وی باید گریخت کسی که خود در بلاکت بود دیگری را کی در مقام رساند نقلست که خواجه از اهل دول الدنیا
اعراض کردی و اگر از اهل دنیا کسی ترک دنیا نداشتی چهل روز خواجه روی او ندیدی بعد از چله او را بحضور خود طلبیدی
و در کنار گرفتی و فرمودی بیا ای ولی الله نقلست که خواجه از زمان جوانی تا پیری درویش بود هر جا که درویشان
شنیدی بملاقات آن رفتی و همت از ایشان طلبیدی و هر یکی گفتی که حذیفه مقبول درگاه است و در لفظ خواجه
فضیل بن عیاض درآمد و خواجه بایزید بسطامی را دیده بود گویند چند سفیهان بسفاهت پیش خواجه آمدند و گفتند
که ما را از شغل خود باز داریم نفس زن تا ما را بکلبتی رسد نگاه درویشی تو به انیم خواجه سخن آنها را گوش نمیکردی یکی از ان
دست خواجه گرفته رنجانید چون خواجه را تفرقه باطن شد آه آه سه بار گفت و آتشی از دهن خواجه برآمد آن سفیهان
را طرفة العین خاکستر شدند نقلست از شیخ عماد الدین سهروردی رحمة الله که خواجه حذیفه را بعد از ترک علایق خواجه
جعفر علیه السلام آمده گفت که سالک را از راهبری چاره نیست بر دوصحبت خواجه ابراهیم ادهم اختیار کن پس از خلوت
بیرون آمده بجماعت خانه خواجه ابراهیم حاضر شده سر بزمین نهاد وی حضرت برخاست و بر کنار گرفت فرمود
ای درویش خاطر جمع دار که کار تو زود کشاید انشاء الله تعالی بعد مرید کرده مشغول ساخت خواجه شش ماه
بخدمت آن مخدوم شش بار لغطار کرد شیخ بسیار راضی شد و گفت که از خدا خواستم تا کار تو هر روز
عالی شود و در میان درویشان مرتبه بلند گردد اکنون خرقه خلافت بپوشش و بمقام من بنشین و دست بیعت مرا خلق
را بده و در نهونی کن مرا هرگز قبول نکنی و چون با اهل دنیا ملاقات شود توبه و استغفار کنی و گریه و زاری نمای
و شجره پیران خود شفیع آری و درویش چون حکایت کند باید که از قرآن و حدیث و مناقب بزرگوران
گوید و خواجه دایم ابکاء بودی خلق التماس کردند که چندین گریه از بهر چیست گفت آه امری مبطن است
هیچ معلوم نیست که در کدام فریق خواهیم بود فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ روزی مردی پرسید

یا شیخ چون حال خود نمیدانی بیعت چگونه میدهی و راه دیگران چرا میزنی خواجه بغره زد و بیهوش شد چون
با فاقت آمد هاتف آواز داد چنانچه حاضران مجلس همه شنیدند که ای حذیفه ما ترا دوست داریم و ترا برگزیدیم
و ترا همراه مصطفی صلی الله علیه وسلم در بهشت داریم و هر که ترا دوست دارد او را نیز بتو بخشیم و ران روز شصت
مرد کافر مسلمان شدند نقلست که خواجه حذیفه مرعشی که ملقب بسید الدین است خرقه فقر از ابراهیم قدس سره
پوشیده بود از وی تا حال ان امانت بطریق سلک صحیح در سلسله چشتیه عالیه معمول است و سبب ارادتش
بخواجه ابراهیم در کتب معتبر چنان نوشته که روزی خواجه جعفر علیه السلام پیش وی بیآمد و گفت که ترا راه بری میباید
برو بصحبت ابراهیم ادهم اختیار کن این سخن در دلیش و برامو شر آمد و محبت الهی پیدا گشت پیش خواجه ابراهیم ادهم
سر بزمین نهاد خواجه ابراهیم ادهم تواضع بسیار کرد و برخاست و بر کنار گرفت و گفت ای حذیفه خاطر جمع دار
ان شاء الله تعالی بعد چند روز کار تو میکشاید پس خواجه مرعشی ارادت بخواجه ابراهیم ادهم آورد و گوشه گرفت و
مشغول بحق گردید و هم وی از سیر الاقطاب می آرد که چون خواجه حذیفه مرعشی بزیارت روضه منوره آنحضرت
صلی الله علیه وسلم مشرف گشت جمال جهان آرای آن سرور دید و عرض نمود که یا رسول الله میترسم نباشد
که بقبرم بسوزند فرمود که مرد باش تو همراه من در بهشت در آئی و هر که با تو وصلت دارد او نیز به بهشت
در آید و در اقتباس است که خواجه حذیفه مرعشی قدس سره در ایام هفت سالگی حافظ هفت قرأت شد و در هفت
ختم قران کردی و هر دو رویش را احترام و تعظیم بغایت بجا آوردی و وی در سن شانزده سالگی عالم علم لدنی
گشته شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت مرتب ساخت و همیشه بلباس درویشی و خلوت کردی و ایام
ابکار بودی و وی در تربیت مریدان نفسی قوی و شانی عظیم داشت چندین شیله بازان در سلسله او بر خاسته
و طریق مریدانش مخص تجرید ظاهر و باطن بود در سفر و حضر ذکر جلی میگفتند و هیچ وقتی از کسی طمع نمیکردند هر چه
بی طلب حق تعالی میفرستاد میخوردند و ایثار میکردند و گاهی با اهل دنیا امیزش و اختلاط نمی نمودند و همچنین خلق
او را بس بود که جمیع خواجه گان چشت بوی می پیوندند وی قدس سره تاریخ چهاردهم شوال و بروایتی بست
چهارم ماه مذکور سنه اثنی و خمسین و مائتین بسرای جاودانی انتقال فرمود تاریخ وفاتش صاحب سیر الاقطاب
قطب الزمان بود گفته است رحمة الله علیه ذکر حضرت شقیق بلخی رحمة الله علیه آن رکن محتشم آن

قبلهٔ محشم ان قلاوز را بطریق ابو علی شقیق رحمة الله علیه ایگانه وقت بود و همه عمر در توکل رفت و در انواع علوم کامل بود و تصانیف بسیار داشت صاحب اقتباس از سیر الاولیا میگوید که خواجه ابراهیم ادهم قدس سره مرید و خلیفه داشت یکی خواجه حذیفه مرعشی و دوم خواجه شقیق بلخی رحمة الله علیهما و صاحب تذکرة الاولیا میگوید و فنون علوم تصانیف بسیار داشت و استاد حاتم اصم بود و طریقت از ابراهیم ادهم گرفت و با بسیار مشایخ صحبت داشت و گفت یکبار در مقصد استاد را شاگردی کردم و چند بشتر بار از کتاب حاصل کردم و دانستم که رضای خدای تعالی در چهار چیز است یکی امن در روزی و دوم اخلاص در کار سوم عداوت شیطان چهارم ساختن مرگ و تو یا او آن بود که بترکستان شد بتجارت و بنظارهٔ بتخانه رفت بت پرستی را دید که بت می پرستید و ذای میکرد شقیق گفت آفریدگار تو زنده و قادر است او را بپرست و بت مپرست که از و هیچ نیاید گفت اگر چنین است که تو میگوئی قادر نیست که ترا در شهر تو روزی دهد که ترا انجا نباید آمد شقیق ازین سبب ارسندوروی ببلخ نهاد و گبری با او همراه شد با شقیق گفت در چه کاری گفت در بازرگانی گفت اگر از پس روزی میروی که ترا الفقد پگرده اند این را عمر ضایع کردن گویند و اگر از پس روزی میروی که ترا الفقد پگرده اند مرو که خود بتو رسد شقیق چون این بشنید نیک بیدار شد و دنیا بر دلش سرد گشت پس ببلخ باز آمد جماعتی دوستان بروی جمع شدند که او بغایت جوانمرد بود و اکثر اوقات بار بنایان بود علی بن عیسی بن ماهان امیر بلخ بود و او را سگی گم شده همایه شقیق را گرفتند که سگ تو دارد و میخایند و او التجا بشقیق کرد شقیق پیش امیر شد و گفت ناسه روز دیگر سگ ترا بتو باز رسانم او را اخلاص در او اخلاص داد بعد از سه روز شخصی ان سگ را یافته بود اندیشه کرد که این سگ را پیش شقیق باید برد که مردی جوانمرد است مرا چیزی دهد پیش شقیق آورد شقیق پیش امیر برد و بکلی از دنیا اعراض کرد و نقاست کرد بلخ محلی عظیم بود غلامی را در بازار دید شاد و گفت ای غلام چه جای شادیست نه بینی که خلق از گرسنگی چگونه اند غلام گفت مرا چه باک مولای من مرا بهواست خود چندین نعمت دارد مرا گرسنه نگذارد شقیق از دست برفت گفت الهی غلام بخواجه خود چنین شاد است تو مالک الملوکی ما چرا اندوه روزی خوریم در حال از شغل دنیا جمع نمود و توبه کرد و روی بدرگاه حق نهاد و در توکل بحد کمال رسید و گفتی من شاگرد غلامی ام در نعمات اسکه شقیق گفت که با ابو یوسف قاضی در مجلس ابو حنیفه رضی الله عنهم حاضر میشدم مدتی در میان ما مفارقت افتاد چون بغداد آمدم

ابو یوسف را دیدم در مجلس قضا و مردمان گرد برگرد وی جمع گشته بمن نگاه کرده گفت ایها الشیخ چه بوده است که تغییر لباس کرده گفتم آنچه تو طلب کردی یافتی و آنچه من طلب کردم نیافتم لاجرم ماتم زده و سوگوار و کبود پوش گشته ام ابو یوسف گریان شد و وی گفت کرمن از گناه ناکرده پیش از آن میترسم که از گناه کرده یعنی دانم که چه کرده ام اما ندانم که چه خواهم کرد و وی گفته که تو کامل آنست که دل نوازام گیرد بآنچه خدا تعالی وعده فرموده است و هم وی گفت اصحب الناس کما تصحب الناء خذ منفعتها و اعط ان تحرقک و در بعضی تواریخ بلخ مذکور است که شقیق را در سنه اربعه و سبعین و مائه در ولایت ختلان شهید کردند و قبر وی انجاست

ذکر سر حلقه خانواده خضرویان خواجه

حاتم بن اسم وی از طبقه اولی است کنیت وی ابو عبد الرحمن از قدمائی مشایخ خراسان است از اهل بلخ بود و مرید و رفیق شقیق بود و پیر و استاد احمد خضرویه است در نفحات است گفته اند که وی اصم نبود و ضعیفه بادی سخن میگفت و راستائی سخن بادی از وی جدا نشد دفع مخالت و بیراگفت او از بلند تر کن بادی چنان فرا نمود که گوشش وی کر است و از اینجا شنید این ضعیفه شادمان شد و آن لقب بروی بماند وی گفته است هر که در بن طریق درمی آید باید که سه چیز موت را پیش خود گیرد و موت ابیض آن گرسنگی است و موت اسود آن صبر کردن است بر اذای مردم و موت احمر آن مخالفت نفس است و موت اخضر آن بار ما بر هم دوختن است پوشش را و هم وی گفته هر بامداد شیطان بیگوید چه خواهی خورد میگویم مرگ میگوید چه خواهی پوشید میگویم کفن و میگوید کجا خواهی بود میگویم گور شخصی از وی پرسید که چه آرزو داری گفت عافیت دوزی تا شب آن شخص گفت این عافیت است که در همه روز ما داری گفت عافیت روزمن آنست که در وی عاصی نشوم خدایرا شخصی از وی طلب موعظت کرد گفت اذا اردت ان تعصی مولاک فاعص فی موضع لا یراک بزرگی بوی چیزی فرستاد قبول کرد گفتند چرا قبول کردی گفت در گرفتن آن ذلت خود دیدم و عزوی در نا گرفتن آن عز خود دیدم و دل وی عزه دید عز خود اختیار کردم و ذل خود را بر دل وی از وی پرسیدند که از کجا میخوری گفت یقول الله تعالی انا عند المنکسرة قلوبهم لا یعقلون مات بواسنجرد من نواحی بلخ سنه تسع و تلثین و مائتین و در کشف المحجوب است حاتم اصم از اصحاب خود از ابتدا تا انتها یک قدم بر خلاف صدق ننهاد تا جنید گفت صدیق ربانی حاتم الاصم و پیر الکلمات عالیست اندر دقایق مریت آفات نفس و رعونات طبع و تصانیف مشهور در علم معاملات از وی می آید گفت

الشهوة ثلثة شهوة فی الاکل وشهوة فی الکلام وشهوة فی النظر فاحفظ الاکل بالتقیة واللسان بالصدق والنظر بالعبرة
سه شهوه است یکی در طعام دیگر در گفتار سوم در دیدار پس نگاه دار خورش خود را بپاکی داشت و با محمد خداوند زبان
براست گفتن و چشم را بعبرت نگریستن معذوری یاران گفت اگر از شما پرسند که از حاتم چه آموزید بگویید دو چیز یکی
خرسندی بدانچه در دست است دوم نومیدی از انچه در دست دیگران است و روزی یاران گفت عمر
پنج شما میکشم تا کسی از شما شایسته گشته بیرون نیاید گفتند شایسته چون باشد گفت انکه از خداوند تعالی بترسد
و بغیر او امید ندارد **ذکر احمد بن خضرویه سر حلقه** و منشاء فائده خضرویه احمد بن خضرویه البلخی است
رحمة الله علیه واز طبقه اولی است در تحفت و کشف المحجوب و تذکرة الاولیاء است کنیت او ابو حامد است و با ابو تراب
نخشبی و حاتم اصم صحبت داشته بود و ابراهیم ادهم را دیده بود از معتبران مشایخ خراسان است از بلخ بود و از سبب
در زمانه خود بعلو حال و مقتدا قوم خود بود و طریق ملامت سپردی و جامه بر رسم لشکریان پوشیدی و می گوید
که ابراهیم او هم گفت التوبة هی الرجوع الی الله بصفاء السر از نظیران بایزید ابو حفص حداد است در سفر حج بوحفص
را زیارت کرد در نیشاپور و بایزید را در بسطام ابو حفص را گفتند که از این طایفه کرا بزرگ تر دیدی گفت از احمد خضرویه
کسی بزرگ تر ندیدم بهمت و صدق احوال شخصی از احمد خضرویه طلب وصیت کرد گفت ایت نفسک حتی یجیئها الحق
و هم گفته الطریق واضح والحق لائح والداعی قد اسمع فما التخیر بعد هذا الا من العمی و هم گفته الدنیا مثل
آب میرفتند در هوای پریدند هم صاحب کرامات و هم ابو حفص گفت که اگر احمد نبودی فتوت معروف ظاهر نگشتی
نقلست که گفت در بادیه بتوکل رفتم خار در پایم شکست بیرون نکردم و گفتم توکل باطل نشود همچنان میرفتم تا پیه
الماس گرفت بکنه رفتم و مچ بکردم و باز گشتم و بر بخی تمام میرفتم تا مردمان ان خار از پایم بیرون کردند من پای
مجروح نزد بایزید آمدم چون چشم بایزید بر من افتاد تبسم کرد و گفت آن اشکال که بر بایت نهادند چه کردی گفتم اختیار
خود با اختیار ایزد باز گذاشتم شیخ گفت ای مشرک یعنی ترا وجودی و اختیاری هست این شرک بتو نقلست
که روزی در خانه او در آمد و هیچ نیافت چون باز می گشت احمد گفت ای برنا آب بکبش و طهارت کن و بنماز مشغول
شو تا خیری برسد تو دم تا هیچ دست نروی همچنان کرد چون روز شد خواجه صد دینار بیاورد و بشیخ داد
و شیخ هر نماز او را داد و گفتا این جزای یک شب نماز تست ورد را حالتی پدید آمد و گریان شد گفت راه غلط کردم

یک شب از بهر خدای کار کردم چنین اکرام کرد تو به کرد و ذرّ قبول نکرد و از مریدان شیخ شد نقلست که یکی از بزرگان گفت احمد اویدم در گردونی نشسته و بر تجریهای تین آن گردون ماهی شتگان مسکی شیده مذدر هر گفتم یا شیخ بدین مرتبت کجا میروی گفت بزیارت دوستی گفتم ترا با چنین مقام بزیارت کسی چه احتیاج گفت اگر من نروم او بیاید ناگاه در جزائران او را بود نه مرا توفی رحمة الله فی سنة اربعین و مائتین و قبره ببسطام مشهور یزار و یتبرک به

ذکر حضرت بایزید بسطامی رحمة الله علیه

در نفحات ست از طبقات اولی ست نام وی طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان ست جد او گبری بود مسلمان شد از اقران احمد خضرویه و ابو حفص یحیی معاذست و شقیق بلخی را دیده بود و استاد او گردی بود وصیت کرده که قبر من فرو تر از استاد من نهید حرمت او مستاد را دو از اصحاب رای بود یعنی اصحاب قیاس و اجتهاد بود و لیکن دیر ولایتی کشاد که مذهب وی بدید نیامد در کشف ست از جمله اجلهٔ مشائخ بود و حالش اکبر و شانش عظیم تا حدیکه جنید گفت ابو یزید مثل نیست تو چه پیش من الملائکة او را روایت عالیست اندر احادیث پیغمبر صلی الله علیه و آله سکر را فضل نهند بر صحو آن ابو یزید است و ازین ده امام معروف مر تصوف را یکی وی ست و هیچ کس را پیش از وی اندر حقایق این علم چندان انبساط نبود که وی را و اندر همه احوال محب العلم و معظم الشریعت بود و از وی می آید که گفت عملت فی المجاهدة ثلثین سنة فما وجدت شیئا اشد علی من العلم و مناقعته و لولا اختلاف العلماء لتعبت اختلاف العلماء رحمة الا فی تجرید التوحید گفت سی سال مجاهدت کردم هیچ چیز نیافتم که بر من سخت تر از علم و متابعت آن بود و اگر اختلاف علما نبودی من از همه چیزها ماندمی و حق دین تو نستمی گذارد و هم از وی می آید که گفت الجنة لا خطر لها عند اهل المحبة المحبون بهشتهم بهشت را خطر نیست نزد یک اهل محبت و اهل محبت با دانسته و در پوشیده اند از محبوب بمحبت خود و با یعنی بهشت مخلوق ست پس مخلوق نزد دوستان خطر ندارد و دوستان بدوستی محبوب اند از انچه وجود دوستی وی اقتضا کند و از وی می آید که گفت یکبار بمکه شدم خانه مفرد دیدم گفتم کرچ قبول نیست من سنگها ازین جنس بسیار دیده ام بار دیگر برفتم خانه و خداوند خانه دیدم گفتم هنوز حقیقت توحید نیست بار سوم برفتم همه خداوند خانه دیدم و خانه ندیدم بسرم ندا آمد که یا بایزید اگر خود را بدیدی و همه عالم را بدیدی مشرک بودی و چون همه عالم را نه بینی و خود را بینی مشرک باشی ناگاه توبه کردم و از دیدن هستی خود نیز توبه کردم در نفحات

حکایت کرد که چون بایزید نماز میکردی قطعه از استخوان سینه وی بیرون آمدی و میشنید ندی از هیبت حق و تعظیم شریعت
و تحیر قدس سره بیهوش گشت الهی مارا نگذار تا یک نفس غافل و مانند ملک و لا عن قریب یک ذره بر یاد تو کردن ما گزار از غفلت و بیگانگی ما
بایزید گفت اگر از سر فترت این بگفت در رفت الهام موسی گوید شاگرد وی که بایزید گفت الله تعالی را بخواب دیدم گفتم
ترا چه خواست گفت از خود گذشتی رسیدی شیخ الاسلام گفت راه بشناخت الله تعالی آسانست راه
ریاضت دشوار است بایزید رحمة الله علیه پس از مرگ بخواب دیدند گفتند حال تو چیست گفت واگفتند ای پیر چه آوردی
گفتی هیچ نیاوردم واگویند چه آوردی گویند چه خواهی وفات او در سنه احدی و ستین و مائتین بوده و در سنه اربع و
ثلثین و مائتین نیز گفته اند اول درست تر است در شرح شطحیات شیخ روزبهان بقلی شیرازی آورده است که وی
از استادان بایزید است بایزید گفت که من از ابو علی سندی علم فنا در توحید می آموختم و ابو علی از سمن الحمدلیسی
فضل میدانم در تذکرة الاولیاء است که خواجه جنید گفت نهایت میدان مجاردوندگان که توحید دوانند بدایت میدان
بایزید است و شیخ ابو سعید ابو الخیر گوید قدس سره که هزار عالم از بایزید پر و نیم و باید در میان یعنی اینها نیز هست
در حق او هست نقلست در تذکرة الاولیاء که از خانه او تا مسجد چهل گام بود هرگز در راه خیو ننداخت حرمت مسجد را نگاه داشت
در سال اول که بحج رسید در هر چند گام دو رکعت نماز کردی پس کعبه شد و آن سال بمدینه نرفت گفت ادب
نبود بجای شریف زیارت کردن دیگر بار بیجا گانه از سر احرام گرفت و در راه خلقی عظیم تبع او شدند بایزید بگریست
و گفت بار خدایا میگویند گفتند با تو محبت خواهند پس خواست که محبت خود در دل ایشان بیرون کند بعد از نماز
بامداد روی بخلق آورد و گفت الهی انا الله لا اله الا انا فاعبدونی پس مردم روی از وی بگردانیدند گفتند دیوانه
است شیخ ذوالنون مصری گفت عطا گوید شیخ اینجا بزبان خدای سخن میگفت چنانکه بر بالای منبر گویند عن به پس در راه
می آمد گله سری دید بر و نوشته که صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ نعره بزد و بر داشت و بوسه داد
و گفت سر صوفی ماند که خط محو شده نه گوش دارد که خطاب لم یزلی شنود و نه چشم دارد که جمال لایزالی بیند
و نه زبان دارد که در ذکر معرفت او بداند نقلست که یحیی معاذ رازی نامه نوشت که چه گوئی در حق کسی که قدحی
خورد و مست ازل و ابد گشت خواجه بایزید جواب نوشت که اینجا مردیست که ندر شبانروزی دریاهای ازل و ابد
در میکشد و نعره هل من مزید میزند نقلست خواجه ذوالنون مصری مصلا پیش بایزید فرستاد خواجه بایزید بر او رد

که مرا مصلا بچکار آید مسندی می باید تا بروی تکیه کنم یعنی کار از نماز درگذشت و نهایت رسید نقلست خواجه احمد
خضرویه با بزار رمزیه پیش وی آمد که هر یک بر آب و در هوا میرفت وی با احمد گفت هر که طاقت دیدن ابویزید دارد
اندر بیاید همه اندر رفتند مگر یکی بر در ماند بایزید گفت هر که بهتر شماست بر در ماند راوی گوید بعد ازان خواجه
بایزید گفت ای احمد تا کی سیاحت کنی گفت چون آب بیک جا ایستد منتشر شود گفت چرا در یاب
تا متغیر نشود پس ابویزید در سخن آمد احمد گفت فروتر آئی که ما فهم نمیکنیم خواجه فروتر آمد باز گفت فروتر آی همچنین
بار آن زمان بسخن بایزید فهم کرد احمد گفت یا خواجه ابلیس را دیدم بر سر کوئی توبه دار کرده گفت آری با ما عهد کرده بود
که گرد بسطام نگردد اکنون یکی را وسوسه کرد تا در خون افتاد و شرط است که در دل ابرار در باد شاهان بر دل نه
وچون شیخ ابوسعید ابوالخیر بزیارت وی آمد ساعتی بایستاد چون باز گشت گفت این جائی است هر که پیری
گم کرده باشد اینجا باز یابد بقول مرآت ولادتش در سنه ستین مائته و مدت حیاتش صد و سی و سه سال و بقولی
هفتاد و سه سال و بهیت المعروف است تاریخ وفاتش کوه خلق و وفاتش در زمان ابوالفضل جعفر بن معتصم
که متوکل لقب داشت تاریخ بست و هشتم شعبان در سنه اربع و ثلثین و مائتین واقع شد در بسطام مدفون
بقول مرات الاسرار رحمة الله علیه و بقولی تاریخ ولادتش سه صوفی و تاریخ رحلتش بایزید واصل حق ذکر

حضرت خواجه هبیرة البصری سر حلقه خانواده هبیریان رحمة الله علیه

پیشوای علماء و اولیاء وقت بود و در معرفت حق جل و علا میان مشایخ کبار معروف و درجات رفیع و مقامات
عالی داشت حرقه فقر و ارادت از دست خواجه حذیفة المرعشی قدس سره پوشیده وی را کرامات
بسیار بوده است و در تربیت مریدان و سستی قوی و قبولیتی تمام داشت و ملقب بامین الدین گشته و صاحب
خانواده بود و مریدانش خود را هبیریان گویند و طریق اصحاب وی آن بود که بسیار روزه دار همیشه باوضوی
بوده و نماز با حضور دل میگذارده و ذکر غیر در مجلس وی هرگز نمیگذشت و در صفای باطن بسیار میکوشیده
چنانکه بعد از سه روز یا چهار روز از میوهٔ جنگل و یا سبزی اوظار میکردند و دائم در مراقبه و محاسبه بوده و مجرد
در بیابان میگذرانیدند در شهر یا دیه سکونت نمیگرفتند و با خلق آمیزش اصلا نداشتند و ظاهر را نیز با باطن جمع میساختند
فنا در توحید حاصل کنند نیز گفته است شعر ظاهر و باطن چو شد تسلیم دوست ❊ ماکنون جمله مسلمان شدیم

و نفحات و کشف المحجوب است شیخ اهل حقایق و منقطع از جمله علایق سری بن مغلس السقطی رحمة الله علیه از
طبقه اولی است کنیت وی ابو الحسین است خال و استاد جنید و استاد دیگر بغدادیان است و از اقران
حارث محاسبی و بشر حافی است مرید و شاگرد معروف کرخی و آنا نکه از طبقه ثانیه اند اکثر نسبت بوی درست کنند
و در اندر تصوف شانی عظیم است و اتبه اکسی که اندر بغداد سخن حقایق و توحید و ترتیب مقامات و بسط
احوال خوض کرد وی بود و پیشتری از مشایخ عراق مریدان او اند و وی حبیب راعی را دیده بود و با وی صحبت
داشته و وی و ابتدا با بغداد بسقط فروشی کردی چون بازار بغداد بسوخت گفت من نیز فارغ شدم
چون آتش در دکان او نسوخته بود چون این حال بدید پنجه داشت بدرویشان داد و طریق تصوف در پیش
گرفت از وی پرسیدند که ابتدا تو با... بود گفت روزی حبیب راعی بدکان من بگذشت من چیزی شکسته
بوی دادم که بدرویشان بده گفت فیرکت الله از آن روز رو نیا بر دلم سرد گشت روزی معروف کرخی می آمد
گودکی با وگفت این یتیم را جامه کن من جامه کردم معروف گفت خدا تعالی دنیا را بر دل تو دشمن گرداناد من
بیکبار گی از دو بنا فارغ آمدم از برکت دعای او جنید گفت ما رأیت أغبد من السری أتت علیه سبعون سنة
ما رئی مضطجعا الا فی علة الموت هیچکس را ندیدم در عبادت کامل تر از سری بهفتاد سال گذشت که پهلو
بر زمین ننهاد مگر در بیماری مرگ سری در وقتی که محتضر بود جنید را گفت ایاک محبة الاشرار و لا تقطع عن الله
بصحبة الاخیار و هم وی گفت بدایة المعرفة تجرید النفس و التعرید للحق و هم وی گفته که من تزین للناس
بما لیس فیه سقط من عین الله عز و جل از کشف راز وی می آید که گفت اللهم متعنی غدا بتنی فلا تعذبنی بنیران المحجوبین
بار خدایا اگر مرا بچیزی عذاب کنی تبدل حجاب عذاب مکن از انچه چون محجوب باشم از عذاب بلا ذکر مشاهده
تو بر من آسان بود و چون از تو محجوب باشم نعیم تو بلاک من بود تبدل حجاب تو پس بلای که اندر مشاهده مبتلی بود
نباشد علی بن عبد الحمید الغضایری رحمة الله علیه گوید در خانه سری کوفتم شنیدم که میگفت اللهم من شغلنی
بذکرک فاشغله بک عنی از برکت دعاء وی حق تعالی مرا چهل جمع پیاده از طلب روزی کرد انا تلت هر روز
چند کرت آنیه میدید که مبادا از شومی گناه ویم سیاه شده باشد روزی یکبار یعقوب علیه السلام را بخواب دید
گفت ای رسول خدا این چه شعور است که در جهان انداخته چون تو را از حضرت حق محبت کمال است سری

و نفحات و کشف المحجوب است شیخ اهل حقایق و منقطع از جملهٔ علایق سری بن مغلس السقطی رحمة الله علیه از
طبقهٔ اولی است کنیت وی ابوالحسین است خال و استاد جنید و استاد و سایر بغدادیان است و از اقران
حارث محاسبی و بشر حافی است مرید و شاگرد معروف کرخی و آنانکه از طبقهٔ ثانیه اند بکثرت نسبت بوی درست کنند
او را اندر تصوف شانی عظیم است و البته اکسی که اندر بغداد سخن حقایق و توحید و ترتیب مقامات و بسط
احوال خوش کردی بود و مشیختی از مشایخ عراق مر یکان او اندر وی حبیب راعی را دیده بود و با وی صحبت
داشته و وی را ابتدا با بغداد سقطی فرمودی کردی چون باز از بغداد بسوخت گفت من نیز فارغ شدم
چون شاه کرد و کان او نسوخت بود چون این حال بدید آنچه داشت بدرویشان داد و طریق تصوف در پیش
گرفت او پرسید مذکر ابتدا او را با بغداد بود گفت روزی حبیب راعی بدکان من بگذشت من چیزی شکسته
بوی دادم که بدرویشان بده گفت فبرکت آنکه از آن روز باز هیچ بر دلم سر و گشت روزی معروف کرخی می
گذشت با وی گفت این یتیم را جامه کن من جامه کردم معروف گفت خدا یتعالی دنیا را بر دل تو دشمن گرداناد من
بیکبار گی از دنیا فارغ آمدم از برکت دعای او جنید گفت ما رأیت أغبد من السری أتت علیه سبعون سنة
ما رئی مضطجعا إلا فی علة الموت هیچکس را ندیدم در عبادت کامل تر از سری هفتاد سال بگذشت که پهلو
بزمین ننهاد مگر در بیماری مرگ سری در وقتی که محتضر بود جنید را گفت ایاک و محبة الأشرار و لا تقطع عن الله
بصحبة الأخیار روهم وی گفت بدایة المعرفة تجرید النفس و التفرید للحق و هم وی گفته که من تزین للناس
بما لیس فیه سقط من عین الله عز و جل از کشف و از وی می آید که گفت اللهم متعنی غدا تعذبنی فلا تعذبنی بنیران
بار خدایا اگر مرا بچیزی عذاب کنی مثل حجاب عذاب مکن از انچه چون محجوب باشم از عذاب بلا ذکر مشاهد
تو بر من آسان بود و چون از تو محجوب باشم نعیم تو هلاک من بود و مثل حجاب تو پس بلای که اندر مشاهده مبتلی بود
نباشد علی بن عبد الحمید الغضایری رحمة الله علیه گوید در خانهٔ سری بکوفتم شنیدم که میگفت اللهم من شغلنی
عنک فاشغلنی بک عنی از برکت دعای وی حق تعالی مرا چهل حج پیاده از حلب روزی کرد انگه بر روز
چند کرت آنیه میدید که مبادا از شومی گناه دیم سیاه شده باشد و وی یکبار یعقوب علیه السلام را بخواب دید
گفت ای رسول خدا این چه شور است که در جهان انداخته چون تر از حضرت حق محبت کمال است سر این

بیاد دهید پس نزار سید که با سری دل را نگاه دارد یوسف علیه السلام را بیاد نمودند نعره بزد و سیزده بشمار زد
بیهوش افتاد چون بهوش آمد ندای شنید که این سزای آنکس است که عاشقان ما را ملامت کند وی گفت
گر خدا بسلامت ماند دیگر این دعوی براعت رسد تن او باید که از خلق عزلت کند که اکنون زمانه عزلت است
وی گفت که شوق هر جا مقام عارفانست و گفت عارف آنست که خمیر من او مثل همه یاران بود و خفتن او مثل
ما گذران و عیش او مثل ما خلق شده گمان بود جنید گوید چون وی بیمار شد او را یاد میکرد م گفت ای جنید
زیادالش تیز میشود گفتم مرا وصیتی کن گفت مشغول مشو بسبب خلق از صحبت حق جنید گفت اگر این سخن
پیش از این میگفتی با تو هم صحبت نداشتمی بامداد روز شنبه بتاریخ سوم ماه رمضان مبارک سنه ثلاث
وخمسین و مائتین در زمانه معتمد وفات یافت مدت حیاتش نود و هشت بود در بغداد مدفون گشت رحمة الله علیه

ذکر حضرت ابوالحسن احمد نوری سر حلقه خانوادهٔ نوریان رحمة الله علیه در نفحات است

از طبقهٔ ثانیه است و نام وی احمد بن محمد گویند محمد بن احمد و احمد دست تراست و معروف است بابن
البغوی پدر وی از بغشور است که شهری بود میان هراة و مرو منشاء و مولد وی بغداد بود و صاحب تذکرة الاولیا
میگوید مشایخ بر تقدیم او متفق اند او را امیر الکلوب گفتندی و قمر الصوفیه خواندندی و مرید سری سقطی بود و صحبت احمد ابوحمزه خراز
یافته بود و از اقران جنید بود و در طریقت مجتهد و صاحب مذهب بود و از صدور علما و مشایخ بود و طریقت اهل
تصوف بود و او را در طریقت براهینی قاطع است و حجج لامع و قاعدهٔ مذهبش آنست که تصوف را فقر تفضیل
نهد و معاملاتش موافق جنید بود و از نوادر طریقت او یکی آنست که صحبت بی ایثار حرام داند و در صحبت ایثار حق
صاحب سابق فرماید بر حق خویش و گوید صحبت با درویشان فریضه است و غرلت ناپسندیده و ایثار صاحب بر صاحب
هم فریضه گوید و او را نوری ازان گفتند که چون در شب تاریک سخن گفتی نور از دهان او بیرون آمدی و نیز گفته اند
که بنور فراستش از اسرار باطل خبر دادی و نیز گفته اند که او را صومعه بود در صحرا که همه شب آنجا نماز کردی و خلق آنجا شب
نوری دیدندی که میدرخشیدی و از صومعه او بالا میشدی و در کشف المحجوب است شیخ المشایخ در طریقت شاه
اهل تصوف در عهد خود از آفت تکلف ابوالحسن احمد بن محمد النوری آئین الکلمات و اظرف المجاهدات بود و گروهی اند
متصوفه که ایشان را نوریه گویند و اعتقاد او تولی بدو کنند و نیز صاحب کشف گوید و اندر حکایات یافتم و تنی چند شنیدم از

میخرو شید و بیکبار ایستاد و جنید را خبر کردند جنید بر خاست و نزد او شد و گفت یا ابو الحسن اگر دانی که با وی خرو شت سود دارد بگو تا من نیز بخرو شم این آیم و اگر دانی که خرو شش سود ندارد دل بر رضا تسلیم کن تا دلت خوش شود نوری از خرو شش باز ایستاد و گفت نیکو معلم مارا و آنروی می آید که گفت اعرفکم بالاشیاء الی ربکم اعرفکم بالعلم العزیز العلیم و عارف مطلق عن حقیقته عزیز ترین چیز ها در زمانه ما و چیز است یکی عالمی که بعلم خود کار کند و دیگر عارفی که از حقیقت حال خود سخن گوید یعنی علم و معرفت هر دو عزیز اند اگر آنچه علم بی عمل علم نباشد و معرفت بی حقیقت معرفت نه و هم اوقات این هر دو چیز عزیز بوده است و هر که طلب عالم عارف کند و نیابد بخود مشغول باید شد و از خود بخدای رجوع کند و از وی می آید که گفت من عقل الاشیاء بالله فرجوعه فی کل شیء الی الله هر که چیز ها را بخدا و ند داند و از ان دست بدارد همه چیز ها رجوعش بدو باشد نه چیز ها از آنچه اقامت ملک بملک بود پس استراحت در رویت ملکوت نبود نه در رویت کون از آنچه اگر اشیا را علت افعال داند بیکسو رکون باشد و بهر چیزی رجوع کند و از حق راضی باشد چون اشیا را اسباب فعل داند بسبب قایم بخود نبود که بسبب قایم بود و چون رجوع بمسبب الاسباب کند از آفات نجات یابد و هم صاحب نفحات مینویسد باسری و محمد علی قصاب و احمد حواری صحبت داشته و ذوالنون را دیده بود از اقران جنید بود اما نیز وقت تر از جنید بود جنید بعلم زنده بود و نوری بحقایق وی شوری داشت و صحق جنید را از صبر و تو کل چیزی پرسیدند خواست که جواب دهد نوری بانگ بروی زد که تو وقت مستحق صبر و تو کل کجا بوده شدی و دست در دامن شعبدی زدی سخن این طایفه مگو نوری قدس سره همیشه تسبیح داشتی در دست و میگفتند تسبیح بدست آنرا گرفت لا استنجک الغفلة گفتند باین تسبیح میخواهی که الله تعالی در یاد تو بود گفت نی بلکه باین تسبیح غفلت میخواهم دهم وی گفته لا تغیر نک صفاء العبودیة فان فیه بقیان الربوبیة و میرا گفتند که الله تعالی را بچه شناختی گفت بالله گفتند پس عقل چیست گفت عاجز است و عاجز را نماید و هم وی گفته که هر گاه که الله تعالی خود را از کسی باز پوشد هیچ دلیل و خبر او را باو نرساند اذا استتر الحق عن احد لم یهتد الیه استدلال و لا خبر حسن الله گفت جوانی خراسانی با ما هم قصار آمد و گفت میخواهم که نوری را ببینم گفت او چند سال نزدیک ما بود هیچ از دست بیرون نیامد یک سال گرد شهر میگشت با کسی نیامیخت و دو سال در ویرانه خانه بگر گرفت هیچ بیرون نیامد گفتم ما دو سالی زبان باز گرفت با کسی سخن نگفت آن جوان گفت البته میخواهم که ویرا ببینم و ویرا بنوری دلالت کردند چون

نوری گفت باکه صحبت داشتی گفت با شیخ ابو حمزه خراسانی گفت از قرب نشان میدهد و اشارت میکند گفت
آری گفت چون باو رسی و پیر سلام گوئی و بگوئی ایما کرد ما ایم قرب بعد بعد است ابن الاعرابی گوید قرب بی
مسافت نبود و تا مسافت بود دوری بکار آید پس قرب بعد بود و هم نوری گفته که ساعتی از عارف بر موی
گرامی تر از قبه متعبدان هزار ساله و هم وی گفت نظرت بوما الی النور فلما نزل النظر الیه صحی حرت ذلک النور
نوری نظر بصیرت اند ختم بجانب مطلق یعنی آنکه بخود ظاهر است و ظهور غیر او بست و نظر از وی برنداشتم تا کآن نه گشتم یعنی در نظر
من جزوی نماند شاید چه نوری همین باشد و وی پیش از جنید برفت از دنیا سنه خمس و تسعین و مائتین فی التاریخ الیافعی
انه توفی سنه ست و ثمانین و مائتین چون نوری برفت جنید گفت ذهب فصفت هذا العلم بقوت النوری در تذکرة الاولیا
نقل است که روزی جنید پیش نوری شد نوری بظلم پیش جنید بر خاک افتاد و گفت حرب من سخت شده است
و طاقت من طاق آمد سی سال است که چون او پدید می آید من گم میشوم و من چون پدید می آیم او غایب میشود
و حضور او در غیبت من است هر چند زاری میکنم میگوید یا من باشم یا تو جنید گفت اصحاب را بگذار کسی را که مانده و مجوز
و منیر حق است پس جنید گفت ای نوری چنان باید بود اگر نبان و اگر شکار اگر تو نباشی مهر او باشی و ذکر حضرت

خواجه علوی ممشاد دینوری منشاء چشتیان رحمة الله علیه خرقه ارادت

از دست خواجه سری بصری پوشیده رحمة الله علیه وی در مشاهدات و مقامات عالی بی نظیر وقت بود و جمله
مشایخ وقت بر کمالات صوری و معنوی وی متفق بود و اصل وی از دینور است بکسر دال و سکون یاء
و فتح نون نام شهریست از شهرهای کوهستان و در بغداد نشو و نما یافت اسم شریفش خواجه علو است و لقب
شریفش کریم الدین بنعم و خداوند اقبال بود تمامی مال و متاع بفقرا داده و فقر و فاقه اختیار کرد و هیچ چیز
نطاره نگذاشت بعده متوجه بلعبه شد و گفت الهنا بحر لو طار ایسچ نمی باید و عیال و اطفال را بتو سپردم ندانستند که
تو بامانش عیال و اطفال ما را دانیم پس رزاق طبق طعام هر روز میرسانید اهل خانه وی پرسیدند که از کجا او را میرسد
ذبه او گفت از خزانه غیب میفرستد صاحب اقتباس الانوار میگوید از اکثر کتب تواریخ که در اخبار
مشایخ نوشته اند چنان معلوم نموده که خواجه ممشاد علو دینوری همان ممشاد دینوریست قدس سره
و از بیران دینور بمن بسمعنا دارد اشتی لیکن صاحب عبرات الاسرار خواجه ممشاد علو دینوری را جدا نموده پیر خواجه

ابو اسحاق شامی نوشته و ممشاد دینوری را بزرگی دیگر علاحده نوشته و هم وی از سیر الاقطاب مینویسد
که حضرت خواجه علو ممشاد دینوری از بزرگان مشایخ عراق و یگانه روزگار و حافظ قرآن و جامع علوم ظاهر
و باطنی و از اقران شیخ جنید و رویم و نوری بوده و بصحبت شیخ المشایخ خواجه معروف کرخی رضی الله عنه رسیده
و همین قول عماد الدین سهروردی است و ازان بزرگواران نیز خلافت دارد و دوران طریقه نیز صاحب سلسله است و مشایخ دیگر
را هم دریافته و خدمت کرده و پیش از ارادت سالها در ریاضات و مجاهدات بسر برده بعد از هفت سو ز افطار
کردی چنانکه بجهت دفع خشکی دهن اندکی آب خوردی و بیک خرما قناعت کردی و همیشه صایم میشدی و در ایام
نفلی هم روزه میداشتی و گاهی در روز نیز شیر مادر نخوردی یعنی مدت عمر عزیز صایم بود تا افطار بلقای
حق کند و او عارف ماورزا دبود و هم او از کتاب مذکور مینویسد که وی صحبت با خضر علیه السلام داشت و باشارهٔ
خضر علیه السلام بخدمت خواجه هبیرة البصری شتافت و ارادت آورد خواجه هبیره گفت بیا ای علو که تا تو همیشه
در علواست از حق تعالی خواسته ام که بجای من نشینی و دست بیعت بخلایق بدهی پس ذکر لا اله الا الله تلقین فرمود
و در خلوت نشاند تا فی الحال رفع حجاب شد از عرش تا تحت الثری در نظر نمایان گشت و هم وی از سیر الاقطاب
مینویسد که چون خواجه علو ممشاد دینوری چند گاه ریاضت و مجاهده بخدمت پیر دستگیر خویش کشید حضرت شیخ
وی را فرمود ای علو برو کار تو تمام شد و منوکرده بیا خواجه علو حکم بجا آورد و پس حضرت هبیره دستش بگرفت
گفت الهی علو را بمقام درویشی بر سان بمجرد گفتن این سخن علو ممشاد بیهوش گشت و بعد از ساعتی بهوش آمد
همچنان چهل بار بیهوش شد حضرت خواجه هبیره لعاب دهن خود در دهن وی انداخت فی الحال خود باز آمد خواجه فرمود
ای علو دیدی مطلوب خویش خواجه علو سر بر زمین نهاد و عرض نمود سی سال مجاهده کردم این گنج نیافتم که از دولت پیر
دستگیر در طرفة العین یافتم و از اینجاست که یک زمانه صحبتی با اولیا ۴ بهتر از صد سال بودن در نفی ثبت پس
آنحضرت گلیم خود را از بزرگان بدور سیده بود خواجه علو پوشانید و بر سجاده بنشاندازان باز خواجه علو هیچ کار
بجز فرمان حق نکردی و چون طالب بارادت بیامدی مراقبه کردی اگر اشاره شدی و بیرا مرید نمودی والا علی
و هر که مرید وی شدی هم در روز اول از عرش تا ثری کشف کشتی و حضرت خواجه همیشه بذکر مولی و تلاوت
قرآن مشغول بودی و از شیخ عماد الدین سهروردی نقلست که وی اهل سماع بود و سماع اکثر شنیدی و عرایس

پیران خود میکرد و در روس سماع می‌شنید بخدمت وی پرسیدند سماع شنیدن و باز معنوی دیدن
روس از کجا آمده است گفت پیغمبر ما مصطفی و علی مرتضی و جمیع پیران ما سماع شنیده اند اما تفسیر آن ایشانرا
دران وقت وصال دوست میسر شده است پس من شادی وقت وصال پیران خود سماع میشنوم تا از توجه ایشان
ما نیز بمقام وصال برسیم انتهی منقولست که وقتی بت پرستان آمدند فرمود ای مردمان شما را شرم نمی آید
که غیر خدا را پرستش میکنید چون این سخن دل ایشان از جهل برگشت و اسلام آوردند شخصی پیش وی آمد
و طلب کرد فرمود بگو خدایا مراد عامی ممتاز حاجت نماند او گفت کریم تر از تو کجاست فرمود آنجا که تو تو باشی
پس آن مرد غلت گرفت تا بمرتبه رسید که وقتی از خود بدر آمد و گفت خدمت خواجه او را دیدند که همان مرد سجاده
بر هوا افگنده و بر نشسته می آید خواجه بدو پرسید که آنچه حالت است گفت از توجه دعای تست چون دانی باز از من چه
میپرسی وی گفت چهل سال است که بهشت را بر چه در خواست برزن عرض میکنند بگو شته چشم آنچه از خدا میخواهم
شخصی گفت دل خود خون میکنی فرمود سی سال است که دل خود گم کرده ام نمی یابم دوستی ست خلیفه داشت
ابو اسحاق شامی و ابو عامر شیخ احمد اسود دینوری که او در سهروردیان صاحب سلسله است و وفات وی در عهد
مقتدر بالله بتاریخ چهاردهم محرم سنه تسع و تسعین و مائتین واقع شد قدوه اولیا و حق بود و تاریخ او است رضی الله
علیه و از طبقه ثانیه است **ذکر حضرت خواجه سید الطائفه جنید بغدادی پیشوای علم طریقت و حقیقت صاحب مذهب صحو رحمة الله علیه** در نفحات ست شیخ المشایخ
و سید الطریقت و امام الحقیقت علی الاطلاق ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید البغدادی رحمة الله علیه از طبقه ثانیه است کنیت او
ابو القاسم است و لقب وی قواریری و زجاج و خراز است قواریری و زجاج ازان گویند که پدر وی شیشه فروش بود
و فی التاریخ الیافعی ان الخراز بجاء المعجمة و الراء المشددة المکررة و اخیرا زای فقیل له الخراز لانه کان یعمل عمل الخرز گویند اصل وی
از نهاوند است و مولد و منشاء وی بغداد است مذهب ابو ثور داشته معین شاگرد شافعی و گفته اند مذهب
سفیان ثوری داشته خواهرزاده سری سقطی و مریدوی بود و با حارث محاسبی و محمد قصاب صحبت داشته بوده
و شاگرد ایشان بود وی از ائمه و سادات این قوم است و همه نسبت بوی درست کنند چون خراز و رویم
و نوری و شبلی و غیرهم ابو العباس عطا گوید ما منا فی ابتداء العلم من حضنا المقتدی به الجنید خلیفه بغداد و رویم را گفت

جنید خلیفه بغداد و رویم

ای بی ادب وی گفت نیم روز با جنید صحبت داشته ام هر کس که با وی نیم روز صحبت داشته باشد از وی
بی ادبی نیاید تکلیف که بیشتر شیخ ابو جعفر حداد گوید اگر عقل مردی بود وی بر صوت جنید بودی گفتند از بن
عایذ ست بن بوده که ایشان را چهارم نبود جنید به بغداد و ابو عبد الله جلا بشام و ابو عثمان حیری به نیشاپور
در کشف المحجوب است جنید مقبول اهل ظاهر و ارباب القلوب بود و در اصول و فروع و معاملات مفتی و امام همگنان
ثور بود و در فنون علم کامل تا جملهٔ اهل طریقت بر امامت وی متفق اند و هیچ مدعی و متصوف را بر وی اعتراض نیست
روزی از سری پرسیدند که هیچ مرید را درجه بلند تر از پیر باشد گفت بلی برهان این ظاهر است جنید را درجه فوق
درجه من است و این قول سری بتواضع بود و آنچه گفت ببصیرت گفت اما کس را فوق خود دیدار نباشد که دیدار
بحجت تعلق گیرد و قول وی دلیل مراتحست که بدید جنید را اندر فوق مرتبه خود چون دید اگرچه فوق دید تحت باشد
مشهور است که در حالت حیات سری مریدان مر جنید را گفتند که شیخ ما را سخنی گوتا ولهای ما را راحتی باشد
جنید گفت تا شیخ ما بر جاست سخن نگویم تا شبی پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بخواب دید گفت یا جنید تکلم علی الناس
سخن گوی مر خلق را که کلام تو را خدا تعالی سبب نجات عالمی گرداینده چون بیدار شد در دیش صورت گرفت
که درجهٔ من نور جنید سری گذشت که امروز عوت آمد چون بامداد شد سری مریدی را فرستاد که بگوید که بگفته مریدان
و شفاعت مشایخ بغداد و پیغام من سخنی نگفتی اکنون رسول صلی الله علیه وسلم فرمود فرمان او را اجابت کن
جنید گفت آن پندار از سر من بشد و دانستم که وی بر اسرار و احوال ظاهر و باطن من مطلع است و من از روزگار
و تغیر نزد وی شرمندم و استغفار کردم و پرسیدم که بچه دانستی که پیغمبر صلعم را بخواب دیدم گفت خدای را بخواب دیدم
گفت رسول را فرستادم تا جنید را بگوید که وعظ کند مر خلق را و در بن حکایت دلیل واضح است که پیران همه صفت
کرامات نباشند مشرف احوال مریدان باشند و پیر کلام عالی است در رموز لطیفه از وی می آید که گفت کلام
الانبیاء نبأ عن الغیوب و کلام الصدیقین اشارة عن المشاهدة و سخن انبیا خبر باشد از حضور و کلام صدیقان اشارت از مشاهدت
صحت خبر از نظر بود و آن مشاهده از فکر و خبر بجز از عین توان داد و اشارات خبر نیز نباشد پس کمال و نهایت صدیقان ابتدای مرتبهٔ
انبیا بود و فرق میان نبی و ولی واضح است و تفصیل انبیا بر اولیا تا مخالف دو گروه از ملاحده که انبیا را اندر فضل
موخر گویند و اولیا را مقدم و از وی نقلست که مرید پیر را نجی بدل آمد و چند اشت مگر او بدرجه رسیده است پیر آنرا

روزی بیامد تا وی را تجربه کند و دی بکلم اشرف آن مراد وی میدید از وی سوال کرد جنید گفت جواب عبارتی
خواهی یا معنوی گفت هر دو گفت اگر عبارتی خواهی اگر خود را تجربه ای کردی تجربه کردن من محتاج نیست و اینجا
تجربه نمی آمدی و اگر معنوی خواهی از ولایت معزول کردم در حال مرید از وی سیاه شد بانگ بر گرفت که راست
یقین از دلم شد با استغفار مشغول شد و دست از ان فضول برداشت انگاه جنید گفت رحمة الله علیه این اند انست
که اولیای خداوند والیان اسرارند تو طاقت زخم ایشان نداری نفسی بر وی افگند وی سر مراد خود بر زمین
و سه بار عفر کردن مشایخ توبه کرد و حضرت قطب عالم مینویسند امام جنید او در خلوت وی سی سال خطره غیر خدا تعالی
در دل او گذر نکرد و بوضو خفتن نماز فجر او کرده هم در کشف است که از وی می آید که گفت وقتی از وی خواستند ابلیس را
به بینم بر در مسجد ایستاده بودم پیری را دیدم روی بمن آورده چون نزدیک من آمد گفتم تو کیستی که چشم دل
من طاقت دیدن ندارد از وحشت گفت آنم که ترا از روی رویت من است گفتم ای ملعون چه چیز ترا از
سجده کردن باز داشت مرا دم را گفت یا جنید ترا چه صورت بندد که من غیر او را سجده کنم جنید گفت
من متحیر شدم از سخن وی سر بر نمی آمد که قُلْ لَهُ کَذَبْتَ لَوْ کُنْتَ عَبْدًا لَمَا مُوْرًا لَمَا خَرَجْتَ عَنْ اَمْرِهٖ وَنَهْیِیْ سَمِعَ النِّدَاءَ
مِنْ قَلْبِیْ فَصَاحَ وَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَغَابَ بگو یا جنید دروغ گوئی اگر بنده بودی از امر وی بیرون نیامدی
و نهیش تقرب نکردی وی این ندا از سر من شنید و بانگی بکرد و گفت بسوختی مرا یا الهی یا جنید و ناپدید شد و این
حکایت دلیل حفظ عصمت است از انچه خدا تعالی اولیای خود را نگاهدارد در همه حال از کید مای شیطان
و هم در نفحات است روزی جنید با یام صغر با کوکان بازی میکرد سری سقطی گفت ما تقول فی السُّکْرِ یا غلام گفت
السُّکْرُ اَنْ لَا تَسْتَیْقِنَ بِحَقِّ عَلٰی مَعَاصِیْهِ سری گفت بسیار می ترسم که بهره تو همین از زبان تو شد جنید گفت بهره تو از این
سخن ترسان میبودم تا کروزی بروی در آمدم و انچه محتاج الیه وی بود همه را بهمراه در آوردم گفت بشارت باد
ترا که از حضرت حق تعالی در خواسته بودم که این را بر دست مصلحی یا موفقی بمن رساند جنید گفت که سری مرا گفت
بروم را سخن گوی من خود را متهم میدانستم و استحقاق آن نمی داشتم تا انکه آنحضرت را صلعم بخواب دیدم فرمود
تکلم علی الناس همش از صبح بدر خانه سری رفتم و در بکوفتم و گفت مرا راست گوئی نداشتی تا ترا انگفتند پس ما را در
مجلس خادم در آغاز سخن کردم خبر منتشر شد که جنید سخن میگوید جوانی ترسانه در لباس تهرسایان بر کنار مجلس ایستاد و

تیها الشیخ ما معنی قول رسول الله صلی الله علیه وسلم اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله جنید گفت ساعتی سر در پیش افگندم پس سر برآوردم و گفتم اسلام آوردم که وقت اسلام تو رسیده است امام یافعی گوید که مردم مینپندارند که جنید را درین یک کرامت است و من میگویم درین دو کرامت است یکی اطلاع بر کفر او و دیگر انکه در حال اسلام خواهد آورد و جنید گفت این علم از کجا میگوئی یعنی تصوف گفت اگر از کجا بودی یعنی اگر بعمل و فکر بودی بر سیدی یعنی متناسب شدی و ابدی نبودی گفت تصوف آنست که ساکن نشینی بی تیمار شیخ اسلام گفت بی تیمار چه بود یافتن بی جستن و دیدن بی نگریستن گفتند و دیدار علت است یعنی بی طلبی دیدار ما بدو خود را دیدن خود را بی تیار باید زیرا که دیدن موجودین وی غیر است و علت و هم وی گفته استغراق الواجد فی العلم غیر من استغراق العلم فی الوجود و هم وی گفته اشرف المجالس و اعلاها المجلوس مع الفکرة فی میدان التوحید و هم وی گفته اشرف همتک فی الله عز و جل ایاک ان تنظر بالعین الحق بها تشاهد الله عز و جل الی غیر الله عز و جل فتسقط من عین الله هم گفته است که موافقت با یاران بهتر از شفقت شیخ الاسلام گفت طاعت داری به از حرمت داری جنید را پرسیدند که بلا چیست گفت البلاء هو الغفلة عن النبی کمالات وی از هر قسم بیش از بیش است وفاتش در سنه سبع و تسعین و مائتین هرفت از دنیا کذا فی کتاب الطبقات و الرسالة القشیریة و فی تاریخ الیافعی ان مات سنة ثمان و تسعین قبل سنة سبع و تسعین مائتین والله تعالی اعلم

ذکر آن پیشوای خانواده طوسیان و سهروردیان و فردوسیان ممشاد دینوری رحمة الله علیه

رنقات است از طبقه ثالث است از بزرگان مشایخ عراق است و جوان مردان ایشان یگانه در علم باکرامات ظاهر و احوال نیکو با همی جلالة مدة ازدی از مشایخ صحبت داشته و از اقران جنید و رویم و نوری و غیر ایشان بود و صاحب مرآة الاسرار ایشان را از اصحاب جنید بغدادی مینویسد و صاحب سلاسل انوار سنی سیر الابرار در سلسله و شجره سهروردیه بعد ذکر جنید رحمة الله علیه ذکر ایشان و اسم ایشان مینویسد صاحب اقتباس بعض روایت در ذکر علو ممشاد دینوری رحمة الله علیه مینویسد سلطان ولایات صاحب نفحات و تذکرة الاولیاء در ذکر ممشاد دینوری می آرند یکی از ایشان این بود وی گفته که الله تعالی عارفان را آفریده است در سه جایگاه که دران نگرد الا به جنید و دیگر ازان اینکه ممشاد گفته چهل سال است که بهشت

باهرچه در دست بر من عرض میکنند کوشه چشم عبارت بان نداده ام شیخ الاسلام گفت که در صحبت و حضور
او نگریستن بغیر او شرکست دادن الله تعالی بغیر خود را صلی الله علیه وسلم میگوید ما زاغ البصر وما طغی
قال الله تعالی در مکتوب قطب عالم است شیخ ممشاد را قدس سره مرض بود بزرگی بعیادت او رفت
کیف وجدت المرض ممشاد در جواب گفت سل المرض کیف وجدنی یعنی آن بزرگوار شنید که خود را مشغول
بمرض می یابی و مرض ترا بخود مشغول میدارد یا نه ممشاد در جواب گفت که مرض را بر سر کسی مراعچگونه میباید
یعنی مرض در کون است و من در رای کون من با حق مشغولم که از غیر حق خبر ندارم و سیوم ازان اینکه ممشاد
گفته هر که بر دوستی از دوستان دنیا انکار کند کیفیت است عقوبت وی آنست که هرگز دیدار آن ندهد
که وی دشمنی مگر آنکه توبه کند و چهارم ازان اینکه ممشاد گفته هرگز بخدمت شیخ پیر نشده ام و سوال نکرده ام
با دل صافی باو شده ام تا او خود چه گوید قال الشیخ عبد الله الطائی رحمة الله علیه سمعت محمد بن یحیی الخفیف
یقول رأیت ممشاد الدینوری فی النوم کأنه قائم رافع یدیه الی السماء وهو یقول یا رب القلوب السماء
تدنون من راسه حتی وقعت علی راسه فانشقت وعمل ممشاد تا اینجا مطابقت روایات است و اجوا
هر دو بزرگ دهم ممشاد گفته همه معرفت صدق افتقار است بالله تعالی و دهم وی گفته طریق الحق بعید
والصبر مع الحق شدید شیخ الاسلام گفت راه بحق دور است مگر دست گیرد روزی ممشاد از در سرای
خود بیرون نشسته سگی بانگ کرد ممشاد گفت لا اله الا الله سگ برجای بمرد شیخ الاسلام گفت
که ابو حامد گوید شاگرد ممشاد نکه روزی پیش ممشاد نشسته بود م جوانمردی از در خانه در آمد و بنیاز
اجازت خواست شیخ گفت تو انی صوفیانه بخانه بری و بازاریان نه شیخ بهانه میجست اجابت نکرد چون
بیرون شد اصحاب گفتند شیخ هرگز چنین نکردی اینچه بود شیخ گفت او ازین جوانمردان بود دنیا دست
وی در آمد آن از دست او نشد اکنون می آید و چیزی نفقات میکند میخواهد که سرطیه باز یابد تا محروم
نزدان بیرون نکند این باز نیابد و گفته اند در چهار دهم محرم سنه تسع وتسعین و مائتین برفت از دنیا و دهم وی
گفت که آداب مرید آنست که التزام کند حرمت مشایخ را و خدمت برادران طریقت را و دیگر آنکه بیرون نشتافتن از
اسباب محجوب شدن ازان نگاه داشتن و بشیخ بر نفس خود که او بی از آداب شریعت فوت نشود

ذکر آن پیشوای کازرونیان محمد رویم رحمة الله علیه تذکرة الاولیا و کشف المحجوب و
نفحات از طبقهٔ ثانیه است کنیت او ابو محمد است و گفته اند ابو بکر است و ابو الحسین و ابو شیبان نیز گفته اند
پیر رویم مهین است که قراءة قرآن از نافع روایت کند اصل از بغداد است از جمله اجله و سادات
مشایخ و وحید عصر و امام دهر بود از جمله مشایخ آن وقت فقیه بوده و عالم بر مذهب داؤد اصفهانی
شیخ الاسلام گفت که رویم خود را شاگرد جنید مینمود از یاران دیست و منه از دی و من موی از
رویم دوستر دارم که صد از جنید بقول کشف المحجوب صاحب پیر آن جنید و از اقران وی مذکرهٔ اولیاست
و بر مذهب داؤد طائی فقیه الفقها بود و صاحب فراست و همت بود و اندر علم تفسیر و قرات حظی وافر داشت
و در آخر عمر خود را در میان دنیا داران پنهان کرد و او را تصانیف است اندر طریقت فی السماع یعنی
در سماع خاصه کتابی که آنرا غلط الواجدین نام کرده که من فتنة آنم یکی نزد او آمد و گفت کیف
حالک گفت کیف حال من دینه هواه و همته دنیاه لیس هو بصالح تقی و لا بعارف نقی چگونه باشد
حال کسی که دین وی هوائی وی بود و همت وی دنیای وی نیکوکاری بود از خلق رسیده
و نه عارفی بود از خلق گزیده و این اشارت بعیوب نفس کرده از آنچه دین نزد نفس هوا بود و متابعان نفس
هوا او این نام کرده اند و متابعت آنرا در پیش شریعت هر که بر مراد ایشان رود اگرچه مبتدعی باشد
نزد ایشان دیندار باشد و هر که بر خلاف ایشان باشد اگرچه دیندار و متقی باشد بیدین بود و این
آفت در زمانه ما از یکدیگر شایع است اما آن پیر از تحقیق روزگار رسائل اشارتی کرده است و
نیز روا بود که در آنحال او را با وی باز گذاشته باشند تا از وصف وجود خود عبارت کرده است
و انصاف صفت خود بداده و در نفحات است و ابو عبد الله خفیف گوید که هرگز دیدهٔ من کسی ندیده
که در توحید سخنی گفتی چنانکه رویم و سئل رویم عن التصوف فقال هو الذی لا یملک شیئا و لا یملکه
و قال ایضا التصوف ترک التفاصل من شیئین خود را در دنیا داران پنهان کرده اما بآن شغل
محجوب نگشته چنین گوید نا فارغ مشغولم و رویم مشغول فارغ و در فتوحات مذکور است که رویم
گفت من قعد مع الصدیقین و خاف فی شئ مما یتحققون به نزع الله نور الایمان من قلبه

وقتی کسی رویم را چیزی گفته بود از ان انتشام و لباس گفت بدان می ارزم که پاشنه پیرهن
بدهند و بیازارند برآیم و باک ندارم ابو عبد الله خفیف بوی شد چون باز گشت رویم دست
بر کتف وی نهاد و گفت ای پسر هو بذل الروح فلا تشتغل ببرکات الصوفیة گفت این کار
جان فدا کردن است زنهار ببرکات صوفیان مشغول نشوی شیخ الاسلام گفت بذل روح
نه آن بود که مغز اشوی تا ترا نکشند آنست که با الله تعالی بهر جان خود منازعت در نگیری
جان و تن و دل و سر و کار او کنی و هیچ بر خود باقی نکنی نه کلیچ رنج کلاه و نه تو سر شکایت در گیری
و سئل رویم عن الانس فقال ان یستوحش من غیر الله حتی من نفسک گفت رویم علامت
انس بحق سبحانه آنست از انچه متسم بصفت غیریت است متوحش باشی تا که از خود و مسئل عن
المحبة فقال الموافقة فی جمیع الاحوال و انشد ۰ و لو قلت لی مت مت سمعا و طاعة ۰ و
قلت لداعی الموت اهلا و مرحبا ۰ و قال الرضا استلذ او البلوی و الیقین هو المشاهدة
یعنی در جواب سؤال از محبت رویم گفت که علامت محبت موافقت و امتثال امر محبوب است در جمیع
احوال و در باب رضا گفت که رضا لذت یافتن است از بلائی که باین کس رسد از محبوب و گفت
یقین عبارت است از مشاهده که در هنگام فنا وجود گیرد و هم وی گفته که رویت تو از عمل تو
مرتفع شود و بینی عملی را از خود نه بینی و ندانی و هم وی گفته که فتوت آنست که برادران
خود را سعد و ری داری و رزلتی که از ایشان واقع شود و با ایشان چنان معاملت نکنی که
از ایشان عذر باید خواست و هم وی گفته فقر را حرمتی است و آن ستر و اخفا و غیرت بر آنست
که هر که آنرا کشف کرده و با خلق نموده اهل نقر نیست و وی را در فقر کرامتی نه صاحب
از تاریخ شیخ جلالی مینویسد که رویم دوازدهم شوال سنه ثلث و ثلثمائة وفات کرد
ذکر ابو علی الرودباری رحمة الله علیه و نفحات است از طبقه رابعه است نام وی
احمد بن محمد بن ابو القاسم بن منصور از ابناء رؤساء وزراست و نسب وی بکسری
میرسد روزی جنید در مسجد جامع سخن میگفت گذر وی در مجلس جنید افتاد جنید با مردی

ذکر ابو علی الرودباری رحمة الله علیه

سخن میگفت بآن مرد گفت اسمع یا ابا علی نپنداشت که او را میگوید بایستاد و گوش
بادی داشت کلام جنید در دل وی جائی گرفت و اثر تمام کرد هرچه در آن بود ترک کرد
و بر طریقت قوم اقبال نمود حافظ حدیث بوده و عالم و فقیه و ادیب و امام و سید قوم و خال
ابو عبد الله رودباری است شیخ ابو علی کاتب گوید ما رأیت أجمع لعلم الشریعة و الحقیقة من
ابی علی الرودباری رحمة الله علیه یعنی ندیدم جامع تر مر علم شریعت و حقیقت را از ابو علی
هرگاه که ابو علی کاتب ابو علی رودباری را نام بردی گفتی که سید ما شاکردان مرا از ان شرک
حی آمدی گفتند این چیست که ویرا سید خود میگوئی گفت آری او از شریعت بطریقت شد
ما از حقیقت بشریعت می آیم شیخ الاسلام گفت نامرد را از پیشگاه ما آستان بهتر نداند که از
آستان به پیشگاه سفر ستند کیست پس سرد بود که از نماز بانیاز آید بلکه از نیاز بناز آید و از
طهارت بمناز شود ابو علی رودباری در بغداد با جنید نوری و ابو حمزه و سوسی و با آنان که در طبقه
ایشان بودند از مشایخ قدس الله اسرارهم صحبت داشته و در شام با ابو عبد الله جلاء وی از
بغداد است اما بمصر مقیم گشته شیخ مصریان و صوفیان ایشان بود و از شعرای صوفیان نسبت
گفت علامت اعراض الله تعالی عن العبد ان شغله بما لا ینفعه یعنی نشان اعراض حق تعالی از بنده
بچیزی که ویرا نافع نبود بسبب آخرت و هم وی گفته ما لم تخرج من کلتیک لم تدخل فی حدیثه
در دویم شوال سنه ثمان صد و بست و یک وفات یافت در مصر و گویند او را بمنزل
انصاریه محمد جریری رحمة الله علیه در نفحات است از طبقه ثالثه است نام وی احمد
محمد ابن الحسین و گفته اند حسین بن محمد و گفته اند عبد الله بن یحیی از کبار اصحاب جنید بود
بعد از جنید در ایجای جنید بنشاندند از بزرگی وی از علماء مشایخ قوم بود و در طریقت
استاد بود تا بحدی که جنید با مریدان خود گفته بود که این ولی عهد من است و می گوید که
مقام کرد و نخفت و سخن نگفت و پشت باز نمود و پای دراز نکرد و می گفته التصوف
کله احوه عنوه الا صلح تصوف بصلح نیامیزند آن بجنگ بستانند بصلح شیخ الاسلام گفت

که تصوف طلب صلح نیابند که آن فهرست آن تیریست چون برق از نور اعظم که از بالا در آمد تا
بگه اندازد و آنکه طالب آنست از گریزان است و آنکه اهل آنست اگرچه گریزانست آن بوی
شتابان است و هم شیخ الاسلام گفت آن جنگ نیست که بگریزی و آن بتو می آویزد
نه آنست که دست بآن میزنی و در دست نمی آید آنکس که این سخن گفته از چاشنی گفته و بعیان
نگرفته نه از علم میگوید از علم چنین سخن نباید دوی با سهل عبد الله تستری در سال سیر و چهار
از زشتگی ببرده در شصد اثنی و عشره و خیل اربع عشر و ثلثمائة و درویشی میگوید من آن سال با
مردمان بودم از دست واسط بجستم چون فتنه باز آمدم نزدیک قافله باگرخته را آب دهم یا نظاره
کنم که حال ایشان چیست میان خیمگان همی گشتم ابو محمد حریری را دیدم قدس سره میان خیمگان
افتاده و سال وی در گذشته بود گفتم با شیخ دعا کنی تا خدای تعالی این بلا بگرداند گفت
کردم مرا جواب داد که آن کنم که من خواهم درویش گفت دیگر بار این سخن را بروی گردانیدم مرا
گفت ای برادر وقت دعا نیست وقت رضا و تسلیم است یعنی دعا پیش از نزول بلا باید چون بلا آید
رضا باید داد من فقلت بک حاجة فقال انا عطشان فجئته بماء فاخذه و اراد ان یشرب فنظر
الی فقال هولا اعطاش فانا اشرب لا کان هذا ابدا ثم اشرب و زد علی وما ت رحمه الله من ساعته
وی گفت چون حق تعالی زنده گرداند بنده را با نوار خویش وی هرگز نمیرد و هم وی گفته چون
مصطفی علیه السلام نظر کرد بحق حق را بدید ما حق حق ببینیم و کمال از اوصاف و مجرد گشتن با اوصاف
حق جل جلاله ذکر آن ملک المشایخ باتفاق و آن قطب ابدال باستحقاق و آن مشار
و مقتدا، خانواده چشتیان ابو اسحاق شامی چشتی رحمة الله علیه
که بادشاه عالم نیاز و سلطان دار الملک راز بود خرقه ارادت از دست خواجه ممشاد علو دینوری
پوشید در سال چهار و ثلثمائة اصل وی هم در لطائف اشرفی مینویسد که وی هم بنسبت ارادت
از ولایت شام در بغداد رسید و مرید خواجه علو دینوری شد خواجه پرسید چه نام داری
گفت ابو اسحاق شامی گوید خواجه فرمود از امروز ترا ابو اسحاق چشتی خوانند که خلائق

ذکر ابو اسحاق شامی چشتی

چشت و دیار آن از تو هدایت یابند و هر که در سلسلهٔ ارادت تو در آید آنها نیز تا قیامت چشتی
خوانند بعد از تربیت ابو اسحاق را بچشت فرستاد و از امروز باز خواجگان چشت پیکر اشند
ولقب وی شریف الدین ست صاحب مرات الاسرار از سیر الاولیا می آرد
که خواجه ابو اسحاق چشتی در غایت سترعالم مکاشفات کوشیدی و صورت صحو را
پرایه خود ساخته بود تا عوام از کمال حال وی مطلع نشوند و این مقام بسی بلند بود و نزدیک
این طائفه صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که حضرت خواجه ابو اسحاق چشتی
قدس سره بعد شش یا هفت روز افطار کردی و در حالت افطار زیاده از نیم لقمه تناول
نفرمودی و گفتی در جوع تمام نعمت پروردگار است و گرسنگی در بر هنگی و تشنگی کار همه
انبیا و اولیاست و در گرسنگی لذتی یافتم که هیچ چیز نیافتم چون خواجه خواست که
مرید شود چهل روز استخاره میکرد آواز آمد که علو دوست ماست برو مرید او شو بعد چهل روز
چون بخدمت علو دینوری قدس سره پیوست هفت سال موافق فرمان حضرت خواجه در
خلوت نشسته بذکر لا الٰه الا اللہ اشتغال نمود درین ایام بعد هفتم طی افطار میکرد یعنی بعد
دیگر روز بپرچینان و پاره آب دست میبرد تا هاتف آواز داد که ای علو کار ابو اسحاق
تمام شد و بمرتبه اعلی رسید خرقه باو بپوشان و بجای خویش بنشان و تو بحضرت ما بیا پس خرقه
خلافت بدو عنایت کرد و خلیفه خود ساخت همدر آن ساعت آواز آمد که ای ابو اسحاق
تو قبول حضرت ما شدی پس همچنان شد و بسیار کس از چنین تربیت وی بمنزل کمال و تکمیل
رسید و هم از وی می آرد که خواجه ابو اسحاق شامی چشتی قدس سره سماع بسیار شنیدی
و همیشه در سماع مستغرق بحق بودی و هیچ کس از علما بر وی بحال اعتراض نداشت و هر که در
مجلس وی وقت سماع حاضر شدی هرگز بگرد معصیت نگشتی و از تاثیر وجد وی حاضران
را نیز وجد و ذوق پیدا آمدی و در سگانی که وی برقص برخاستی در و دیوار بجنبش در آمدند
و هر نوع مریضی که در مجلس وی در آمدی در ساعتی شفای کامل یافتی

ولیکن از باب دنیا و امارد را در مجلس سماع راه ندادی و اگر احیانا مروی صاحب
کمنت مدان حال حاضر میشدی تارک دنیا گشتی و اگر قبه آنگردی بیمار شدی که چون وی
سماع در سید او پیش از دو سه روز یاران مجلس را خبر میکرد و ندو خود در روزه طی نگاه
میداشت و قوالان را نیز تائب میبود و در مرآت است و طریق خواجگان چشت اینست
که موافق سنت نبوی در شهر و قریه خانه کنند و خلق را بحق مشغول گردانند و هر چه
بدون حق باشد آنرا نفی فرمایند و همیشه در باطن کوشند و مذهب صوفیه که بطریق
سلسله پیران ایشان را رسیده باشد و ران نهایت مستحکم باشند و اصلا و سواس
را در ان راه ندهند کشائش کار در تعین مذهب صوفیه است و ریاضت را عزیز دارند
و فقیر را بر غنی فضل نهند و فقرا را بسیار دوست دارند و خدمت مهمان بتوجه تمام کنند
و سماع و اهل سماع را بغایت عزیز دانند و عرس پیران و بزرگان بشوق تمام کنند
و هر قوم را از خود بهتر دانند و با هر فرقه از راه صلح صحبت دارند همیشه نظر بر وحدت وجود دانند
و جمال احدیت را در عین کثرت مشاهده کنند اول مرید را مراقبه لا موجود الا الله فرمایند
که از ایمان حقیقی و نیز عبادتی که بر خود مقرر کنند تا لب گور از او فوت نکنند و دائم
و مدهوش یعنی جامع میان سکر و صحو باشند و اصل شراب ایشان عشق و انکسار و ترک
و ایثار است و در نفحات است که شیخ الاسلام گفت من کس ندیده ام قوی تر در طریق
ملامت و تمام تر از احمد چشتی و چشتیان همچنان بود و ند از خلق بی باک و در باطن بسادات
جهان و همه احوال ایشان با خلاص و ترک ریا بود و هیچ گونه سستی روا نداشتندی
شرع تا بتهاون چه رسد و در نفحات است که خواجه ابو اسحاق بسیار بزرگ بوده است
و از اصحاب شیخ علو دینوری است و بقصبه چشت رسیده است و خواجه ابو محمد ابدال
که مقدم مشائخ چشت بود صحبت دیرا دریافته و از شیخ عماد نقل است که چون خواجه
ارادهٔ سفر کردی با یکصد و دو صد مرد چشم بسته بطرفة العین بهان منزل رسیدی

و قبر او بحکایت است از بلاد شام و در مرات است که تاریخ وفات او سنه ثلاث و ثلاثین و ثلاثمائة است اما این سند قابل نظر نیاید و لیکن از طبقهٔ ثالث بود و بقولی در سنه ست و ثلاثین و ثلاثمائة رحمة الله علیه ذکر آن پیشوای قادریان و آن صاحب ولایت ولی قطب افراد ابو بکر شبلی رحمة الله علیه از طبقهٔ رابعه است نام وی جعفر بن یونس است و گفته اند دُلف بن جعفر و گفته اند دُلف محمد و بر قبر وی در بغداد جعفر بن یونس نوشته شیخ الاسلام گفته که وی مصری است ببغداد آمد و بمجلس خیر النساج توبه کرد و نیکو گردید و عالم بود و فقیه و ذکر مجلس کردی مذهب مالک داشت و موطا حفظ کرده بود و پدر وی حاجب الحجاب خلیفه بود و در طبقات السلمی انه خراسانی الاصل بغدادی المنشاء و المولد و اصله من اسبسه و شنه من فرغانه سوابده کما قیل سامره که پدر وی خراسانی بود و نشو نما و ولادت وی در بغداد شد و اصل او از اسبسه و شنه و فرغانه است صنبر گفته است لا تنظروا الی ابی بکر الشبلی بالعین التی ینظر بعضکم الی بعض فانه عین من عیون الله فاحذروا نگاه نکنید با شبلی بچشمی که بآن یکدیگر را می بینید زیرا که او چشمیست از چشمهای خدا که وی سبحانه و در مرتبه فوق ناظر است در اشیاء بوی ظاهر این کلام منبی است بر شطحه و هم چنین گفته لکل قوم تاج و تاج القوم الشبلی هر گروهی را افسریست و افسر این طایفه شبلی است و دو بار در بیمارستان بوده شبلی گفته الحریة هی حریة القلب لا غیر یعنی آزادی آزادی دل است از تصرف غیر حق سبحانه و خراب نیست در کشف المحجوب است از بزرگان مشایخ بود و ویرا اشارات لطیف و حکایات است چنانچه یکی گوید بقیة عجائب الدنیا اشارات الشبلی و نکات المرتعش و حکایات الجعفر و وی از کبار قوم بود و سادات اهل طریقت و نقل ارادت بسیار می کنند و بسیاری از مشایخ را دیده بود و از وی می آید که گفت در معنی آیت قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ای غضوا ابصار الرؤس عن المحارم و ابصار القلوب عما سوی الله تعالی یکبار مرمو شنار

باچشم سرنگاه دار ازنظر شهوت وچشم دل نگاهدار ازانواع مکروت بجز امد بسته رویت پس
متابعت شهوت ومواظبت محارم ازغفلت ست ومعصیت همین مراهل غفلت راآنست
که ازعیوب خود جاهل باشند وانکه اینجا جاهل بود آنجا هم جاهل بود مَنْ کَانَ فِی هٰذِهٖ اَعْمٰی
فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وبحقیقت حق تعالی ارادت شهوات ازدل کس پاک نکند
چشم سراز عوارض آن محفوظ نگردد وتا ازارادت خود اندرون دل کسی اثبات نکند چشم سراز نظر
غیر محفوظ نگردد وحکی گفته روزی دربازار آمدم قومی گفتند که هذا مجنون گفتم اما عقلکم مجنون و
انتم عندی اصحا جنونی من شدة المحبة وصحتکم من قوة الغفلة فزادنی الله جنونی وزاد الله
فی صحتکم یعنی من نزد شما دیوانه ام وشما نزد من هشیار جنون من ازشدت محبت ست وصحت
شما ازقوت غفلت پس خدا عزوجل وردیوانگی من زیادت کند تا قربت بزودت
زیادت کند وشما هشیاری زیادت کند تا بعد بربعد زیادت کند این قول ازغرائب قول
نقلست ازتذکرة الاولیا که شیخ جنید فرمود که من طلب وجد شبلی کفت بل من وجد
طلب وهم نقلست که بکبار سنگ پای او بشکستند هر قطرهٔ خون که برزمین میچکید
مینبشت نقلست که وقتی هیزمی ترمیش وی برآتش ازیک طرف مینهادند ازطرف
دیگر آب بیرون می آمد پس اصحاب راگفت ای مدعیان میگوئید که دردل آتش شوق
داریم چرا ازدیدهٔ شما اشک روان نیست نقلست که شیخ جنید مرشبلی راگفت که حکونه
خدا تعالی رایاد کنی چون صدق وابلیت یاد کردن او نداری گفت بجا رش جنید ان یاد
کنم که او مرا بحقیقت یاد کند شیخ جنید نعره زد وبیهوش شد شبلی گفت بگذارید که بر بن درگاه
خلعت بود دوگانه نماز یافته وهم درنفحات ست شبلی عبدالرحمن خراسانی راگفت یاخراسانی
هل رأیت عمر الشبلی احدا یقول الله قط فقال فقلت وما رأیت الشبلی یوما یقول الله
قال فخر الشبلی مغشیا علیه کهای خراسانی هرگز کسی را دیدی خبر شبلی که گوید الله درجواب
گفت هرگز شبلی راندیدم که گوید الله چون چنین گفت شبلی بروی درافتاد وبیهوش شد این چنین

دو احتمال دارد یکی شبلی را ندیدم دوم آنکه شبلی را در میان ندیدم عبدالرحمن چرا سبب گوید
که شخصی بدر سرای شبلی آمد و در بزد شبلی فرا در آمد سر برهنه و پا برهنه گفت کرا میجوئی گفت
شبلی را گفت نشنیدی که مَاتَ کَافِرًا فَلَا رَحِمَهُ اللهُ یعنی نفس شبلی بمرد بکفر پس رحمت نکند حق
تعالی و پیر اسلام گفت که وی خطا کفر بر نفس خود میکرد و قتی حجاعتی در خانه وی بودند
در آفتاب نگریست دید که بغروب نزدیک است گفت وقت نماز است برخاستند که نماز
دیگر گزارند شبلی بخندید و گفت چه گفته است ؎ مَضَیتُ الیومَ من عشقی صلواتی ✻ فلا ادری غداۃ
من قضائی ✻ فذکرک سیدی اکلی و شربی ✻ و وجهک ان رأیت شفاء دائی یعنی
فراموش کردم درین وقت از جهت استیلای عشق نماز خود را یا مداد را از شبانگاه
نه شناختم فذکرک الخ یعنی یاد تو ای خواجه من خورش و شراب من است و روی ترا اگر بینم
شفاء درد من است چون خواجه جنید شنید که شبلی سخن بی پرده گفتن آغاز کرده است
نامه نوشت که سخنان من در گوشها خمول بود گفته بودم تو آنرا بر سر منبر میکوئی در جواب نوشت
که شما خود فرموده بودید که این اسرار پیش غیری نخواهی گفت والحال در نظر من غیر نماند
است انا اقول و انا اسمع بل فی الدارین غیری آدمی پرسیدند که کدام چیز عجب است گفت دلی که
که خدا تعالی را بشناسد و در وی عاصی شود و دیگری گوید که درین بیماری گفت مرا وضوء
دهید وضو دادم و تخلیل لحیه فراموش کردم زبان وی گرفته بود دست مرا گرفت و میان لحیه
خود در آورد و جان بداد و هم وی گوید بعد وفات شبلی گفتند در فلان موضع مردیست
صالح که غسل مردگان میکند بسحرگاه بدر خانه وی رفتم و ایستاده در بزدم و گفتم السلام علیکم آن
در درون خانه گفت شبلی مرد گفتم آری پس برون آمد دیدم همان مرد بود که در راه مسجد پیش
آمده بود و تعجب گفتم لا اله الا الله گفت تعجب از چه میکنی سبب را گفتم پس سوگند بروی ادیم که تو را بآنجا
داشتی که شبلی مرد گفت ای نادان از آنجا که شبلی دانست که دیر امروز با من کار است قبل ازین
دیروز در جمعه شبلی گفت بمسجد جامع میروم و تخته بر دست بگیر کرده بود و میرفت بگیر گویند ما را در را

مشایخ کازرونیان

سردی پیش آمد شبلی مرا گفت ما را فردا باین مرو کاریست پس نماز گذاردیم و بخانه آمدیم
همانشب فوت شد مشتاد و هفت سال عمری بود و سنه اربع و ثلثین و ثلثمائة بوفات او دنیا
و راه و اهل بحجه رحمة الله علیه ذکر پیشوای کازرونیان ابو عبد الله بن خفیف رحمة الله علیه
الشیرازی قدس سره از طبقه خامسه است نام وی محمد بن خفیف بن اسفکشار الضبی است
شیرازی بوده مادر وی از نیشاپور است و در وقت خود شیخ المشایخ بوده و را شیخ الاسلام میخوانند شاگرد
شیخ ابو طالب خرزج بغداد است رویم را دیده بود و شیخ الاسلام گفت هیچکس را در علوم ظاهر و
علوم حقائق همچون تصنیف نیست که وی را اعتقاد پاک و سیرت نیکو و در شافعی مذهب بوده
شیخ الاسلام گفت که از وی سخن دانم که باز کوشند که باز کوشند یکی آنکه از وی پرسیدند که تصوف
چیست گفت وجود الوجد فی حین الغفلة و دیگر آنکه از وی پرسیدند که عبد الرحیم مصطفی چیست
با سگبانان نشیند و قیامی نهد گفت تخفف من ثقل ما غلبه گفت نشنود و نازان که در
وی نیز نه تا از بار وجود سبکتر گردد و شیخ الاسلام گفت که در وجود لذت نبود در وجود تمکن صلابت دگر
حواس مرد باشد و آنست بیتا لغیره ۳ اربعا انشی ذکرنا فکاما ۴ تمثل لی لیلی بکل مکان یعنی
میخواهم که ذکر تو را موش کنم تا لحظه بر آسایم لیکن نتوانم هر چه روی بهر طرف که آرم ازان طرف تو
متمثل و متصور میگردد و صاحب کشف المحجوب مینویسد ملک وقت خود و متصوف و حالی طبعش الصرف
و تکلف ابو عبد الله محمد بن خفیف رحمة الله علیه امام زمانه خود بود در انواع علوم و دقائق
بیان بنا فی اندر تصانیف مید اشت در روزگار ابن عطا و شبلی و حسین بن منصور یافته بود و بمکه با
یعقوب نهرجوری صحبت کرده و سفها نیکو کرده و ازوی می آید که گفت التوحید الاعراض عن
الطبیعة یعنی توحید اعراض کردنست از طبیعت از انچه طبایع جمله محجوب اند از الاحق تعالی
و نا بینا نمای او و دیر آیات و براهین بسیار است در مرات الاسرار است خواجه جنید و محمد رویم
و محمد جریری و ابن عطا و حسین بن منصور و غیره اکثر مشایخ را دیده بود و در شیخ ابو طالب
بغداد است و در جائی دیگر او را مرید محمد رویم نوشته است غالب که خرقه گرفته باشد شیخ

ید عطار در تذکرة الاولیا می آرد عبد الله خفیف محمد بود در طریقت و مذهبی خاص دارد
طریقت و جماعتی از متصوفه تولا بدو کنند و در هر چهل روز تصنیفی از غوامض حقائق
بساختی و در علوم ظاهر بسی تصنیف لطیف دارد و آن نظر در حقائق و اسرار او را بود که
در عهد او کسی نداشت و بعد از وی در فارس خلقی نماند چنانکه نسبت بدو دست کردندی
و او از ابنای ملوک بود و بر تجرید بسی سفر ها کرده بود و فضائل او بر چندان است که بتوان
شمرد و رویم و جریری و ابن عطا و جنید و منصور حلاج را دیده بود در ابتدا در هر
نماز ده هزار بار قل هو الله احد بخواند و بسیار بودی تا شبانگاه هزار رکعت نماز کردی بی لباس
از خود هیچ دون نکردی و در وقت او پیری بود از محققان اما از علمای طریقت نبود اما
بزرگ بود و ورع لباس بودی و او را محمد ذکری خواندندی و هرگز مرقع نپوشیده بود از عبد الله
پرسیدند که شرط مرقع چیست و پوشیدن مرقع کرا مسلم است گفت شرط مرقع آنست که محمد
ذکری در میان هیچ بسیط بجائی آرد و یاد میان بلاس نمیدانیم که چیست تا توانیم او را
و او را خفیف از آن گفتند که شب غذائی او در وقت افطار هفت مویز بیش نبود بسیار
بود و سبک روح و سبک حساب و شبی خادم را گفت هفت مویز بیار خادم هشت مویز داد تا
بخورد و حلاوت طاعت بر قاعدهٔ هر شب نیافت بدانست که مویز هشت بوده است از خادم سوال
کرد خادم گفت دوش هشت مویز آوردم گفت چرا گفت ترا عظیم ضعیف دیدم دلم در گرفت
گفتم تا ترا قوتی پیدا گردد و شنج گفت بس تو یار من نبوده دشمن من بوده که اگر یار من بودی
آن روی بس او را مهجور کردو خادمی دیگر را بخدمت نصب فرمودی گفت در ابتدا عزم حج کردم چون
بغداد رسیدم چندان بیمار در سرم بود که بزیارت خواجه جنید نرفتم چون در بادیه شدم
تشنگی در دلوی داشتم تشنه شدم چاهی دیدم که آهوی از وی آب میخورد چون بسر چاه رفتم آب
بچاه فرو شد گفتم الهی عبد الله را قدر از آهوی کمتر است او آبی نیابد که آهو دلو در سن نهاد
اعتماد او بر من بود دلو پر آب شد دلو در سن نهادم خوش شدم باز آواز شنیدم

که یا عبد الله ترا نجر بیکردم تا صبر کنی اکنون باز گرد و آب خور باز گشتم آب بر سر چاه آمده بود
نخوردم و وضو ساختم تا مدینه حاجت آب خوردن نشد چون از مکه باز گشتم در جامع بغداد
رسیدم سه روز آدینه بود چشم جنید بر من افتاد و گفت اگر صبر بیکردی از زیر قدمت آب بر آمدی
نقلست از وی که گفت یکبار بوم بودم روز بصحرا رفتم بیابانی را دیدم که بیاورد چون خلایق بسیار جمع شدند
و خاکستر او در چشم کوران میکشیدند و بینا میشدند و بیماران میخوردند شفا می یافتند عجب داشتم آن شب پیغمبر
صلی الله علیه وسلم را بخواب دیدم گفتم یا رسول الله اینجا چه میکنی فرمود از بهر تو آمده ام گفتم یا رسول الله
اینچه حالست رسول فرمود که این اثر صدق در باطنست که ما طلبست اگر در حق بر دهگونه
بود و هم در نفحاتست که از طبقه ثالثه و بعد از وست خادم ابراهیم خواص است و در سماع بر فرت از دنیا و در سر
عشق و ثلثمائه و اند جنید و نوری و مرد مان آن طبقه صحبت داشته اند از جنید پرسیدند که دل کی خوش شود
جنید گفت آنوقت که او در دل بود و ناظر و حاضر شیخ الاسلام گفت که او سخن جوانمردان میگفت
در دل بادیه و مهراد صحبت بود و از دیار کتانی و یوسف بن الحسین الرازی و ابو الحسین المزین و ابو الحسین الورّاق
و ابو الحسین المالکی و طاهر مقدسی و ابو عمرو دمشقی و غیر ایشان نیز از مشائخ مهر رزق بوده شیخ
ابو عبد الله خفیف گفته است که ابو طالب خرّر رحمه الله علیه از اصحاب جنید بود بشیراز آمد و علت شکم داشت مشائخ گفتند که خدمت او را که احیا
میکند من اختیار کردم قریب هر شب بشبانروزی دفعه بار بر میخاست یکی از شبها نشسته بودم و خیلی از
شب گذشته بود چشم من گرم شد یکبار آواز داده بود نشنیدم دیگر بار آواز داد برخاستم و طشت و آبخور
بردم گفت ای فرزند وقتی که خدمت مخلوق را بجو خودی نیکو نتوانی کرد خدمت خالق را چگونه
بجا تو انی آورد و هم گفته است که وقتی عمارت میکردم آوازه او که شیرازی من نشنودم دیگر بار آواز داد
و گفت شیرازی یعنی که ای من بشتاب و طشت بیاور بردم علی دیلم از شیخ عبد الله پرسید که تو آن
لعنک الله را از وی چون شنیدی گفت چون رحمک الله شیخ الاسلام گفت فلاح نیابد
هر دی را که دل او استاد و پیر نکشیده باشد و قفای وی نخورده باشد و لعنک الله او نشنیده

باشد و بر جمله الله بر مذمت بوده و بدرد ناکامی زنده نگشته باشد و می نخورده باشد و لا یفلح استاد
و پیر و می یابد مردی بدرجهان سند زده و لا یفلح نباشد که بی استاد و بی پیر شبی آواز طرکست آمد
شیخ ابوطالب گفت شیرازی اینجا آواز بود عبدالله خفیف گفت که من در شیراز روزی یک قلی
خشک میخوردم و صبر روزه کم می آورم تا اکنون با نوزده با قلی آورده ام در ماهی شیخ ابوطالب گفت شیرازی
این ابیاتی در آنچه مرا افتاد از ان افتاد که با ابوحسن مزین در دعوتی حاضر شدم بره بریانی برمائده آوردند
و من عزم داشتم که بریانی نخورم دست از ان کشیدم ابوحسن گفت کل انت یعنی بخور بی انکه خود را دیوانه
گمان برد م که حلال چیانست که بیگوید یک لقمه بخورد م احساس کردم که ایمان از من بیرون رفت
و من ان وقت تصور روزه بس ترسی روم شیخ الاسلام گفت یعنی دیر افتوش و استغفار افتاد که ایمان
وی معاینه بود ایمان تو شهادت و ایمان عارف مشاهده شیخ عبدالله خفیف گفته است هیچ چیز
مرید را زیان تر از مخالفت نفس در خصلت حسنه و قبول تاویلات و هم شیخ عبدالله خفیف گفت که اول
مجلسی که ابوطالب در شیراز داشت پلاسی پوشیده بود و عصائی در دست گرفته آمد و بر کرسی نشست و
من پهلوی او بودم بر دیگر بست و گفت نمیدانم چگونه گنهکاران میان گنهکاران دگر بست و مرا
رها کنید و فریاد و گریه از مجلس برخاست دیر افتوش عظیم پدید آمد که خاک قدمهای او
شفای بیماران بگرفتند عجب سببی واقع شد که هیچکس بوی التفات نکرد از شیراز بنشابور رفت
آنجا هم با او التفات نکردند از انجا باصفهان رفت من بعلی اهل چیزی نوشتم و شرح محل و مقام وی
کردم وی بعلی در نیامد و درباره او بخشان گفت علی از وی اعراض کرد از انجا بکوهستان غزنه
رفت بجندان در آمد ابوعلی داعی عامل بجندان بود پرسید که حاجت تو چیست گفت ادای دانگی
گندم ابوعلی او را گرو پرسید دیگر چه حاجت داری گفت در فلان موضع برادری دارم بیمار
بسیار با نجا در آمد و آنرا سیاه پلاسی سیاه پوشیده و در آنجامی بود تا از دنیا رفت
عبدالرحیم اصطخری رحمة الله علیه کنیت وی ابوعمر و است سفر حجاز و عراق و شام کرده
و ما رویم صحبت داشته و سهل بن عبدالله تستری را دیده بود طریقت وی شد و اخبار

شطارت بود جامهای شاطرانه می پوشید و سگان داشت که بشکار می برد و کبوتران نیز
میداشت شیخ عبد الله خفیف گوید چون برزیم درآمدم مرا از حال عبد الرحیم اصطخری سوال
کردم گفتم در همین سالها از دنیا برفت گفت خدا بر وی رحمت کناد با بسی از این قوم کوه لگام و غیر آن
صحبت داشتم از وی صابر ترین ندیدم ابو بکر اسکاف رحمة الله علیه شیخ ابو عبد الله خفیف گفت
است که ابو بکر اسکاف سی سال روزه داشت چون وقت نزع آمد پاره پنبه آب تر کردند و بر
دهان وی بردند آنرا بمکید اخت و بروزه برفت علی بن شلویه رحمة الله علیه شیخ عبد الله خفیف
گفته است که میان علی بن شلویه و دیگری سخن میگذشت علی بن شلویه گفت من مردی نبی شناسم
که بر سر کوهی بود و آن مرد وی بود کرد وقت نماز شد و آب دیگر کوه نبود و در برابر آن خواست که
طهارت کند هر دو کوه سر فراهم آوردند پای خود از بن کوه بر آن کوه نهاد و طهارت کرد و نماز
ابو الضحاک رحمة الله علیه شیخ ابو عبد الله خفیف گفته است از ابو الضحاک شنیدم که گفت بر بام خانه
بودم ابلیس را دیدم که در کوچه میگذشت گفتم ای ملعون اینجا چه میکنی پای از زمین برداشت و
ببام بر آمد در هم افتادیم سیلی بر وی زدم و دیر ابیفتاختم و از آن سالها گذشت مرا اتفاق
حج افتاد بجوئی رسیدم که پل بسته بود ناگاه پیری دیدم که بآب در آمد و بر عقب وی در آمدم
آن پیر پای خود بر کنار نهاده برفت من در میان آبی رسیدم آب بر من غلبه کرد و غرق شدم
مرا آب می برد تا خدا تعالی اعانت کرد و مرا آب بر کنار انداخت آن پیر ایستاده بود و نظاره
میکرد چون بر ون آمدم آن پیر گفت چون دیدی یا ابا الضحاک توبه کردی که دیگر مرا سیلی
نزنی شیخ ابو عبد الله خفیف در سنه احدی و ثلثین و ثلثمائة برفت از دنیا رحمة الله علیه

شیخ ابو الحسین بن محمد الاکار رحمة الله علیه وی از اصحاب شیخ ابو عبد الله خفیف است
و شیخ ابو اسحق کازرونی هم گویند که شیخ ابو الحسین اکار بکازرون رسید مشائخ آنجا پیش وی
جمع شدند و شیخ ابو اسحق منور کودک بود وی نیز با ایشان آمده بود و دیر اگفتند که کودک قرآن
نیکو میخواند دیر افرمود تا قرآن خواند و دیر اخوش آمد و تواجد کرد چون فارغ شد و دیر از

شیخ ابو الحسین اکار کازرونی

مشایخ بلله بید و بشیراز برد و از مشایخ وقت و اصحاب شیخ ابو عبد الله خفیف سماع حدیث
فرمود و باوی بعراق و حجاز مسافرت کرد و ببرکت صحبت وی رسید بآنچه رسید شیخ حسین بن بید
از ملطیه از دنیا برفت و قبر وی بر در روضه شیخ عبد الله خفیف است و بشیراز رحمة الله علیه
شیخ ابو اسحق ابراهیم بن شهریار کازرونی منشا کازرونیان رحمة الله علیه وی
فارسی الاصل است و مولد و منشایش نوذر و کازرون بوده و شهریار بدست شیخ مسلمان شده و والد
شیخ و سائر اولادش در زمان اسلام بوده و انتساب شیخ در تصوف بشیخ ابو علی حسین بن محمد
الفیروزابادی الاکار بوده بصحبت بسیاری از اصحاب حدیث رسیده بوده و کازرون
و شیراز و بصره و مکه و مدینه و از همه روایات حدیث و آثار داشت در مکه شیخ ابو الحسن علی
بن عبد الله بن جهضم همدانی را دیده بود و از وی روایت کند که ذو النون گفت علیک
بالقصد فان الرضی بقلیل الرزق یکون بسیر العمل یعنی بر تو باد که توسط احوال اختیار
کنی یعنی بضرورت وقت قناعت کنی و طالب زیادت نباشی بدرستی که رضا بر رزق
اندک عمل اندک را پاک گرداند از آنچه نباید چه عدم قناعت مستلزم افتادنست در شبهه
و حرام و هرآئنه عمل پاک شایسته قبول حضرت پاک باشد یکی از وزرا با شیخ ارادت تمام بود و در حق
جهد کرد و شیخ از وی چیزی قبول نکرد پیغام شیخ فرستاد که هرچند جهد کردم و از من چیزی قبول نکرد
از بهر تو چند بنده آزاد کردم و ثواب آن ترا بخشیدم شیخ جواب فرستاد که رسالت تو بمن رسانیدند
و شکر نیکوئی تو گفتم لیکن آزاد کردن بندگان مذهب من نیست بلکه مذهب من بندگی و ایثار
و ازادان ست برفق و احسان شیخ رضی الله عنه حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم بخواب
دید پرسید یا رسول الله ما التصوف رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت التصوف ترک الدعاوی
و کتمان المعانی ذکر پرسید که التوحید رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت کل ما یخطر
فی بالک فالله سبحانه بخلاف ذلک التجرید ان تتجرد عن الاشکال والتعطیل

در جواب گفت که هرچه در دل تو آید یا بخیال تو بگذرد خدا تعالی از غیر آن است بلکه آنچه در آمده
در عقل و خیال مخترع انسانست توحید آنست که تنزیه کنی و بیزار شک یعنی شک نیاری در الوهیت
وی چنانکه اول مرتبه ایمان ست دیگر پرسید که ما تقول رسول گفت صلی الله علیه وسلم آن ماه ترک الدنیا و
ما سوی الله ترک کتهکری فی ذات الله تعالی توفی رضی الله عنه فی شهر ذی القعده سنه ست و عشرین و اربعمایة رضی الله
عنه تذکرة الاولیا مینویسد قطب الاولیا پیش ارباب طریقت و حقیقت ابو اسحق کازرونی رحمة الله علیه
در آداب و احوال و مقامات مثل شیخ آیتی بود و صحبت مشایخ بسیار یافته بود و تربیت شیخ را ترک
اکبر میگویند از آنکه هرچه از حضرت ذوالجلال حق تعالی بقبول خود آن مقصود را بشارت برآورده گرداند
نقلست که آن شب که شیخ بوجود آمده بود آذران خانه نوری دیدند چون عمودی که بآسمان پیوسته
بود و شاخها داشت و بهر اطرافی شاخی از آن نور میرفت شیخ گفت در ابتدا که تحصیل علم میکردم مصمم
تا طریقت از شیخی بگیرم و خدمت و طریق آن شیخ را ملازم باشم در کعبتی استخاره کردم و سر
بسجده نهادم و گفتم خدایا مرا آگاه گردان از سه شیخ یکی عبد الله خفیف و حارث محاسبی و ابو عمرو
بن علی رحمهم الله که رجوع بایشان کنم و در خواب شدم چنان دیدم که شخصی بیاید و اشتری بادی
بود و حمل آن خروار کتاب و مرا گفت این کتابها از آن شیخ ابو عبد الله خفیف ست و تمام این
اشتر از بهر تو فرستاده ست چون بیدار شدم دانستم که حواله بخدمت وی ست بعد ازان شیخ مهین
اکار رحمه الله بیامد و کتابهای شیخ ابو عبد الله پیش شیخ آورد یقین زیادت شد و طریقت
او برگزیدم و متابعت او اختیار کردم وفات شیخ در روز یکشنبه ثامن ذی القعده در سنه بالا
مذکور واقع شد و عمر شیخ هفتاد و دو سال بود و گویند نهاد و سه رحمة الله علیه

ذکر ابو علی کاتب رحمه الله علیه و نفحاتست از طبقه رابعه ست از کبار
مشایخ مصر ست صحبت داشته با ابو بکر مصری و ابو علی رودباری پیر ابو علی مشتولی است
صاحب کرامات ظاهر بوده و ابو عثمان مغربی و پیر از بزرگ مید شت و پیرامه میگفتند از رودباری
از بزرگی و تمامی علم وی گوید که هرگاه چیزی بر من مشکل شدی مصطفی را صلی الله علیه

وسلم بخواب دیدی وآن را پرسیدی شیخ الاسلام گفت که شیخ ابو علی کاتب را در مصر یک
مرید بود که چیزے بوی دادے وی بمرد شیخ بسر قبر وی گفت الٰہی میان من و تو این واسطه ابو
وشرک وی برفت وتوحید من درست کرد بحق آنکه توحید من ترا درست شد برفتن وی که بادی
نیکوی کن وی گفته که الله تعالے گفته که وَصَلَ الینا مَن صَبَرَ علیٰنا شیخ ابو القاسم نصرابادے
گوید ابو علی کاتب را گفتند که بکدام یک مائل تری ازین دو فقر یا غنا گفت بآنکه بلندترست در حد
مرتبه آن پس این دو بیت برخواند وَلَستُ بِمُطرِقٍ رأسی جَنَبِ الغِنیٰ اِذا کانَتِ العَلیاءُ فی جَنَبِ
الفَقرِ وانی لَصَبّارٌ علی ما یَشُوبُنی وَحَسبُکَ اَنَّ اللهَ اَثنیٰ علی الصَّبرِ ودر یازدهم شعبان سنه
صد و چهل و شش و نزد بعض بنجاه و شش وفات یافت ودر مصر مدفون گشت ذکر ابو بکر
الشوسی قدس سره الله تعالے وذکر محمد طبرانی رحمة الله علیه

ورنفحاتست نام وی محمد بن ابراهیم الشوسی الصوفی ست بشام بوده بشهر رمله شیخ عمرو
احمد کوفانی دیرا دیده بود تو فی بدمشق فی ذی الحجه سنه ستّ وثمانین وثلثمایه شیخ الاسلام گفت
که وے شبی گفت که مارا کسی باید که چیزے برخواند لختی جستند نیافتند شیخ ابو بکر همچنان
طلب میکرد از پس که وے بگفت یکی گفت ای شیخ کس نے یابیم اما درین نزدیکی بزنائی
ست مطرب اگر باید تا بیاریم انکس طبیب گفت شیخ گفت باید برویدو بیارید رفتند ودیرا
اوردند چیزے خورده بود دیرا بنشاندند ودوے بخواند القومُ اخوانٌ صدقٍ بَینَهُم
نَسَبٌ من المودّة لم یَعرِفْ بِهِ نَسَبٌ الا بیات کاری برخاست از نیکوئی وخوشی وقت همه
کس خوش گشت وشیخ درشورید چون فارغ شد نداز سماع مطرب را قدری افتاد وبر سجاده شیخ قی
کرد پیر گفت هیچ مگوئید همچنانش بسجاده در پیچید و پراکنده شوید وجای دیگر خواب کنید چون روز شد
مطرب بهوش آمد خود را در سجاده دید همچنانه ودر صفه قندیل آویخته متحیر بماند بانگ برآورد که ازبهر خدائی این
چه حالتست من این جا چون افتادم یکی فراز آمد ودیرا از حال وی خبر کرد که چه بود وچه رفت وی پیر را دید وتوبت
وتوبه کرد و جامه دریده و مرقع در پوشید واز جمله اصحاب شد چون شیخ از دنیا

بت ۔ پیری خانقاہ کسی را بشاند مدار زدہ کار نیکو و معاملت نیکو در زیدہ بود شیخ الاسلام
گفت وی محمد بن طرانی بودہ و من بسیر و یاد دیدہ ام کہ بصری آمد بخانقاہ شیخ عمو جوانی
بود بخت طریف محمد طرانی پیر شدہ بود و شانخ بوی می آمدند کہ ما را آن بیت بخوان
و آن قصہ باز گوی شیخ عمو با محمد کوفانی میگفت این بیتہا تمام یاد داری گفت این
بیت پیش یاد ندارم شیخ الاسلام گفت پس از ان کسی این بیتہا را تمام آورد و من خود نیز
و تسلی دریافتم آنرا بیتہا القوم اخوان صدق تنجیم نسب + من المودۃ لم یعدل بہ سبب +
تراصفوا دورۃ الصہبا بینہم + واوجبوا الرضع الکاس ما یجب + لا یحفظون علی السکران زلتہم
ولا یریبک من اخلاقہم ریب + شیخ الاسلام گفت کہ ذوالنون مصری و خراز نوری و دراج
جبہ در سماع برفتہ اند رحمہم اللہ تعالی سہ تن از ایشان سہ روز بزیستند و غیر از ایشان بودہ اند نیز
از مشانخ و مریدان کہ در سماع برفتہ اند جبہ در سماع قوال وجہ در سماع غیر آن شیخ الاسلام گفت
کہ در سماع کہ وجد آن را اند بود سر را گوش ما بود و دیدہ ما بود وجہ جای طاقت موش بود
صاحب کشف المحجوب گوید کہ من درویشی را معاینہ کردم کہ در جبال آذربایجان سفرت و
تنہا سیخواند ناگاہ بیفتاد و بمرد من ذکر ابو بکر الشبوی و قصہ محمد طرانی از ان آوردہ بودم شاید
کہ ہمین محمد طرانی پیر شیخ ابو العباس قصاب الآملی باشد و صحبت با بو محمد جریری داشتہ باشد از
مرات الاسرار در خانوادہ انصاریہ یاد نوشتہ ام کہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری
مرید و خلیفہ خواجہ ابو الحسن خرقانی بود و خواجہ بسبب از روحانیت خواجہ بایزید بسطامی است
ظاہر ارادت و خلافت از شیخ ابو العباس قصاب دہشت وی از شیخ محمد بن عبد اللہ طبری
و وی از شیخ ابو محمد جریری و وی از جنید بغدادی و شیخ ابو العباس القصاب الآملی
رحمۃ اللہ علیہ و نخجوانست نام وی احمد بن محمد بن عبد الکریم بست شیخ آمل و طبرستان
بود مرید ابن محمد عبد اللہ الطبری است و وی مرید ابو محمد جریری صاحب کرامات عظیم
و فراست تیز بود و قبلہ و غوث زمان خویش بود نماز مدہ بود حمد حلت وی بود و

انصاریہ

گفت این بار از ما آخر باجرقانی آمد پس از وی باجرقانی استاد ویرا گفتند که شیخ سلمی
ملقبات کرد و مشایخ را گفت نام من در آن میان نیاورده گفتند نه گفت هیچ نکرد و وی
امی بود و نه اما کلام و نکتها عالی و اشته یکی از ائمه طبرستان گفته که از افضال خدای تعالی
یکی آنست که کسی را بی تعلیم چنان گرداند که چون ما ما و را اصول دین و دقائق توحید
چیزی مشکل نشود از وی پرسیم من ابو العباس قصاب است شیخ الاسلام گفت که وی
در ایام من بوده است همواره با شیخ عمومی گفتم میخواهم که سه پیر را زیارت کنم شیخ
ابو العباس آملی و شیخ ابو نصر را بنیشاپور و شیخ ابو علی سیاه را بمرو وی گفت که من بها پر
میخواهم رفت ترا با خود ببرم او خود بمرو روزی بود و لیکن بهیچ کس می آمدی از نزدیک
وی نجا نگاه شیخ عمو من احوال وی و سخن وی می پرسیدم هیچکس را احوال و سخن وی چنان
معلوم نیست که مرا وی گفته که وقت کیمیاست شیخ احمد کوفانی گفت که همه شب فریاد وی
و سخن بگفتی آخر می گفتی ما بقی شیئ لیس کمثله شیئ یعنی ما بقی شیئ شیخ الاسلام
گفت که ابو الفارس کرمانشاهی کس فرستاد و شیخ ابو العباس که اینجا قحط است و عان
شیخ سبی آنجا فرستاد و باران آمد قحط برخاست شیخ ابو سعید ابو الخیر گوید قدس سره که
شخصی نزدیک شیخ ابو العباس در آمد از وی طلب کرامات کرد شیخ ابو العباس گفت
نمی بینی که چیست که آن نه از کرامات است پسر قصابی بود از پدر قصابی بیاموخت خیری
باد نمودند و ویرا بر بودند به بغداد انداختند پیش شبلی و از بغداد بمکه و از مکه بمدینه و
از مدینه بیت المقدس تاخت به بیت المقدس خضر را باد نمودند شیخ ابو العباس
نماز بسیار کردی وقتی نماز شکر دکی از درویشان درزی کرمی میکرد جامه سپید دوخت
جاما تکلف سپید رخت هر زمانی که شیخ الاسلام نماز بامداد وی او را دیدی که هر روز
که رخت نهاده بودی باز میکردی شیخ گفت انت منی یعنی تو بمن مانی
که آن رای بستی محکم ابو یعقوب السوسی رحمة الله علیه و نفحات است حضرت

فتوحات فردوس

رسالت پناه صلی الله علیه وسلم پیر حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه وی پیر حسن بصری
و وی پیر عبد الواحد بن زید و وی پیر ابو یعقوب الشوسی رحمة الله علیهم اجمعین نام وی
یوسف بن همدان است او شاه ابو یعقوب نهرجوری است از قدمای مشایخ
عالم بوده است صاحب تصانیف در بصره می بوده و در آنجا که شهریست در چهار فرسنگی
بصره و از بصره قدیمی تر و قبل بنا من جنبان الدنیا از دنیا برفته وی گفته هر که علم تصوف
گوید بی تکلف مشرک است شیخ الاسلام گفت هر که علم تصوف گوید بی تکلف در شرک است و هر که
سخن گوید و بهر وقت تواند گفت رفست سخن بزندگانی باید گفت و آنوقت باید گفت
که در سکوت از خدا تعالی بتر سی سخن گناه خیانت است تحقیق آنرا مباح کند کلام اهل طائفه
چون کلام دیگرانست چون زندگانی نباشد می برد نایند قوا باحت باید که چون نفرق
باشی از جمع و توحید نگوئی اما چون خود نباشی تفرق را با توحید کار خراز گوید لا یصلح هذا
العلم الا لمن یعبر عن وجده و ینطق عن فنوه و گفت ابو یعقوب نهرجوری قدس سره
از طبقه رابعه است نام وی اسحق بن محمد از علماء مشایخ است با جنید و عمرو بن عثمان مکی
صحبت داشته شاگرد ابو یعقوب شوسی است سالها در مکه مجاور بوده و آنجا برفته از دنیا
در سنه ثلثین و ثلثمائة شیخ الاسلام گفت که من یک تن دیده ام که میگفت که من برادیده ام
امام الیقین نشنیده ابو یعقوب نهرجوری گوید که باین کار نرسی تا ترک علم و عمل و خلق نکنی یعنی
وهمت از علم و خبر برنگذری تا نگوئی دست باز داری و عمل را بهیچ ثواب نکنی یعنی او را نه برای
ثواب باشی و در خلوت با او باشی نه با عمل و ثواب آن ابراهیم ابن فاتک گوید که یعقوب نهرجوری
گوید الدنیا بحر و الآخرة ساحل و المرکب التقوی و الناس علی سفر و انشد للنهرجوری
اعذر لی بنک و طا العذر عندک لی + حتی التقیت فلم تعذل و لم تلم + اقام عذلک فی فاتح
عندک لی + مقام شاهد عدل غیر متهم + و هم ابو یعقوب گوید اعرف الناس بالله اشدهم تحیرا فیه
و هم وی گوید من اخذ التوحید بالتقلید فهو عن الطریق بعید ابو یعقوب نهرجوری پیر عبد الله

بن عثمان و وی پیر یعقوب طبری و وی پیر ابو القاسم بن رمضان و وی پیر ابو العباس اوربس
و وی پیر محمد بن داؤد المعروف بخادم الفقرا و وی پیر محمد بن مالکیل و وی پیر شیخ اسمعیل
مصری انذکذا ذکره شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی فی بعض مصنفاته و ذکر شیخ اسمعیل مصری که وی شیخ
پیر نجم الدین کبری فردوسی اند انشاء الله تعالی نوشته می آید **ذکر ابو العباس**
نهاوندی رحمه الله در نفحات شیخ الاسلام و برادر طبقه سادسه نوشته است نام وی
احمد بن محمد بن الفضل است شاگرد جعفر خلدیست و پیر شیخ عمو و ابو العباس نهاوندی
و برا عمو نام کرده بود و عمو سالار بود صاحب مرآة الاسرار می آرد جعفر خلدی شاگرد
جنید بود و در جای دیگر نوشته دیده ام که ابو العباس نهاوندی مرید ممشاد دینوری بود
و ممشاد از اصحاب خواجه جنید است بر دو حال خواجه جنید می پیوندد شیخ الاسلام
گفت که نهاوندی گفت آنان که خداوندان همت اند اگر دست چپ ایشان ایشان را از
مشغول دارد بدست راست و دست چپ خود را ببرند ذکر ابو العباس احمد ابو العباس
احمد اسود دینوری نام پدر ایشان محمد است و از اصل دینوری بود و نیز مرید ممشاد دینوری
و از مشایخ دیگر هم فیوضات و صحبتها برداشتند اول از دینور به نیشاپور آمدند و مدت
چند در آنجا قیام نمودند و از آنجا به تبریز و از تبریز بسمرقند سکونت ورزیدند و اکثر طالبان را
بحق رسانیدند و عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن و از اهل دنیا متنفر و متقی و صائم الدهر
و هم در آنجا در سنه سه صد و چهل و بقولی شصت و هفت یا شش رحمت حق پیوستند
صاحب سلاسل انوار فی سیر ابرار می آرد شیخ احمد اسود دینوری رحمة الله علیه از اصحاب
ممشاد دینوری است رحمة الله علیه شیخ محمد عمّویه رحمة الله علیه از اصحاب شیخ احمد
اسود دینوری است شیخ وجیه الدین ابو حفص رحمة الله علیه نسبت ارادت بخدمت
والد بزرگ خود شیخ عمّویه رحمة الله علیه داشته و خرقه از و یافته است و حضرت شیخ ابو النجیب
عبد القاهر سهروردی خرقه از عم خود شیخ وجیه الدین ابو حفص داشت ذکر شیخ عمو

بنیاد ابی سعید در روبان

رحمة الله علیه در نفحات است گفت وی اسمعیل بود کاست و نام وی ابن حمزه الهجویری
شیخ للاسلام گفت شیخ عمو خادم خراسان بود و وی پیر فرشادمن است یعنی اداب و رسوم
صوفیان از وی آموخته ام و عمو مرید من بود و با مرید می من و پیر او من هم کاسه وی بودم
و چون نبود وی برجای وی من بودمی و چون بسفر بودی نامهای همه بن فرستادی شیخ
جماندیده بود شیخ ابوالعباس نهاوندی و برا عمو لقب کرده بود چنانچه گذشت شیخ ابوبکر
فرار را دیده بود به نیشاپور و سفر اول و حج اسلام با شیخ احمد نصر طالقانی کرده بود
شیخ ابوبکر فالیزبان را دیده بود به بخارا و وی جنید را و شیخ ابوبکر مفید را دیده بود و وی
جنید را با شیخ سروانی صحبت داشته بود و با همه مشائخ حرم چون ابوالحسن جهضم همدانی
و شیخ ابوالخیر حبشی و محمد ساختری و شیخ جوال گرد و شیخ ابواسامه و ابوالحسن بسری و
ابوالعباس نسائی و ابوالعباس قصاب و غیرایشان از مشائخ وقت را دیده بود و وی را
نواخته بود و وی خدمتهای نیکو کرده بود ایشان را و را بخط رسانیده و شیخ ابوالفرج
طرسوسی را دیده بود و در رجب سنه احدی و اربعین و اربعمائة برفت از دنیا و عمر وی
نود و دو سال بوده و در خزینة الاصفیا است شیخ عمو به ابن عبدالله از اجله مشائخ
وقت خود بود و ارادت بخدمت شیخ احمد اسود دینوری داشت خلق را بحق رسانید در سنه
ست صد و هفتاد و فات یافت و شیخ وجیه الدین سهروردی از اجله مشائخ عظام است
نسبت طریقت ایشان را بدو طرف است یکی از شیخ عمویه و دیرا از شیخ احمد اسود و دیرا
از شیخ ممشاد دینوری و دیگر از اخی فرخ زنجانی و دیرا از شیخ ابوالعباس نهاوندی و عمویه
مرید نهاوندی است بهرحال هردو جانب بشیخ جنید بغدادی میرسد و برادرزاده
ایشان شیخ شهاب الدین عمر منقبتی بلند از ذات ایشان یافته اند در سنه پانصد
و شصت و شش وفات یافتند رحمة الله علیهم فرخ زنجانی اخی در سنه چار صد و پنجاه
و هفت وفات یافت و کرآن ترجمان اسرار سرور فتر زمره مشائخ کبار امام

ابدال حضرت خواجه ابو احمد چشتی رحمة الله علیه بانواع حالات و
کمالات آراسته بود و در فناء احدیت گم گشته و هیچ سری از اسرار دوست بیرون
نداده خرقه فقر و ارادت از دست حضرت خواجه ابو اسحاق چشتی قدس سره پوشیده
صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد خواجه ابو احمد چشتی که ملقب بقدوة
الدارین ست پسر سلطان فرسنافه است که از شهر فانی چشت و امیران ولایت بود
وی قدس سره صحیح النسب از سادات چشتی است و حسن مثنی میرسد بدین ترتیب حضرت
خواجه ابو احمد چشتی نور الله مرقده ابن سلطان فرسنافه بن سید ابراهیم بن سید محی الدین
بن سید حسن بن سید محمد المتمانی بن سید ناصر الدین بن سید عبد الدین بن سید حسن مثنی
بن امیر المومنین حضرت امام حسن رضی الله عنه ابن امیر المومنین علی مرتضی کرم الله
وجهه صاحب مرآة الاسرار مینویسد که خواجه ابو احمد چشتی سر حلقه مشائخ قدیم و
خاندان کریم چشت و بالاتفاق قطب ابدال بوده که بر تمام ربع مسکون تصرف داشت
و بطائف است که از سر حلقه پیران چشت خواجه ابو احمد ابدال گرفته تا این زمان کسی خواجگان
چشت ما ابدال بوده اند و کرامات از ایشان بوجود می آید و نقل است سلطان فرسنافه
را خواهری بود بغایت صالحه شیخ ابو اسحاق شامی چشتی بخانه وی آمدی و طعام خوردی
روزی وی را گفت که برادر ترا فرزندی خواهد بود که وی را شانی عظیم بوده باشد میباید که نخالفت
حرم برادر خود نکنی تا در ایام حمل چیزی که حرمتی و شبهی باشد نخورد آن ضعیفه صالحه بموجب
فرموده شیخ بواسحق بدست خود بسیمان پشمینی دلفروزی مالیخاج حرم برادر خود میساود
تا در سنه ستین و مائتین که زمان معتصم بالله بود خواجه ابو احمد متولد شد و همان صالحه
خانه از وجه حلال پرورش میداد و گاه گاه که شیخ ابو اسحق بخانه وی آمدی و در اثنای
صحبتی خواجه احمد را بدیدی گفتی که ازین کودک بوی می آید که از وی خاندانی بزرگ ظاهر
خواهد شد و احوال عجیبه و آثار غریبه مشاهده افتد و قتیکه خواجه بن بست سالگی رسید

بود همراه پدر بقصد شکار جانب کوه رفت و در اثنای شکار از پدر جدا افتاد و در کوهی رسید
دید که چهل تن از رجال الله بر سر سنگی ایستاده اند و شیخ ابو اسحق شامی در ایشان است حال بر
دیگر گشت و از اسب فرود آمد و در پای شیخ ابو اسحق افتاد و هر چه داشت بگذاشت و پشمینه
در پوشید و با ایشان روان شد هر چند پدر و اتباع در اثر او بسیار گشتند نیافتند بعد از چند روز بجهر
آمد که با شیخ ابو اسحاق در فلان کوه مهما بوده است پدرش همی رود تا او را بیابد و باز آرد چند
پند داد و ندوبنا دند و او را از انچه در آن بود باز نتوانستند کرد روزی در خمخانه پدر رود
و در آن را محکم بست و خمخانه را شکستن گرفت پدرش را آگاه کردند بیامد و در آمد و از
غایت غضب سنگی بزرگ برداشت که از روزنه بالائی بام بروی زند روزنه فراخ آمد
و سنگ را بگرفت با سنگ در هوا معلق بایستاد چون پدرش آن حال مشاهده کرد
بر دست او توبه کرد و از وی امثال این کرامات و خوارق عادات نه چندان ظاهر شده
که بتفصیل او توان نمود و هم صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد خواجه
ابو احمد چشتی قدس سره سی سال خواب نکرد و هم سی سال وضوئش بحر بنوضا نشکست
و گاهی آب سبز نخوردی و هر شب بعد نماز تهجد دعا کردی الهی گنهگار امت محمد مصطفی
صلی الله علیه وسلم را بسیار مرز آوازآمد که ای احمد دعائی تو قبول کردیم و هر گنهگار
امت محمد علیه السلام که بخشیدیم و برابر تو در بهشت در آریم و سماع اشتغال تمام داشت
هر وقت که در سماع بودی در آن بر هر که نظر کردی صاحب کرامت شدی و هر کار که
مسلمان گشتی و هر مریض صحت یافتی و در حال سماع نور از جبین وی تا آسمان رفتی و هم
مشهور معاینه نموده می آمدند و میدانستند که امروز خواجه سماع میشنود و در سن هفت
سالگی بمجلس ابو اسحاق حاضر بود در عین سماع نظر آنحضرت بدو افتاد و بمرد و در آئی در سماع
و را جذبه الهی در ربود و علم لدنی بگشاد چنانکه در ایام هفت سالگی چنان اسرار
علوم بیان میکرد که علما از آن وقت حیران میماندند و بس سنه ده سالگی مرید شد و خلوت

گزیدو بذکر مشتغال نمود و مجاهدهٔ شاقه اختیار کرد و بعد هفت روز افطار کردی بنوشت
خواجگان چشت رحمة الله علیهم زیاده از سه لقمه نخوردی و موافق همان آب خوردی
و بعد از چهل روز احتیاج بوی غائط افتادی حسین وی منور بود بی چراغ در خانه تاریک
نشسته قرآن باعراب بوجه احسن میخواندی و لیکن بروایت صحیح در سن بیست سالگی از حفظ
انقطاع نمود و جامه نو نپوشیدی و برابر غنی نه نشستی و حافظ قران بود و با خواجه یحیی
اکثر ملاقات کردی و در مجلس سماع وی حاضر بودی و از مجتمدان آنوقت بمجلس انکار سماع
بنکرد و در ره نزیک قران و در شب دو قران ختم نمودی خواجه ابو اسحاق بعد از تربیت
وی معاودت بجانب روم نمود وی در قصبهٔ چشت بر مسند ارشاد نشست و زمان
خلافت معتصم بالله که خلیفه هشتم از خلفای بنی عباس است توفی رحمة الله علیه در
سنه خمس و خمسین و ثلثمائة و تم در قصبهٔ چشت که سی کروهی از هرات است مدفون
تاریخ وصال وی قطب العلمین بوده عمر شریف نود و پنج ساله بود ذکران عا
نورانی غوث وقت خواجه ابو الحسن خرقانی وی سر حلقه خانوادهٔ
نقشبندیه و پیشوای شطاریه عشقیه و انصاریه رحمة الله علیه در قصبهٔ
نام وی علی بن جعفر بن سلیمان خرقانی قبلهٔ وقت که در روزگار وی رحلت بوی بود
شیخ ابو العباس قصاب گفته بود که این بار از ما بخرقانی افتد یعنی رحلت و زیارت
از وفات وی بخرقانی گشت چنانکه گفته بود و انتصاب شیخ ابو الحسن در بصوف سلطان
العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس سره و تربیت انشان در سلوک از روحانیت شیخ او
و ولادت شیخ ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید بمدتی است روزی با اصحاب خود گفت
که چه خیر بهتر بود گفتند شیخا هم تو بگو گفت ولی که در وی همه یاد کرد او بود از وی پرسیدند
که صوفی کیست گفت صوفی مرقع و سجاده صوفی نبود و صوفی پرسوم عادت صوفی
نبود و صوفی آن بود که نبود و هم وی گفته که صوفی روزی بود که آسایش حاجت نبود

وشبی بود که بماه و شبا ه آن حاجت نبود و نیست که بهشتی آن حاجت نبود و ازوی پرسیدند
که مرد بچه داند که وی بدا بست گفت از آنکه چون حق را یاد کند از فرق تا قدمش از یاد کرد
حق خبر داشته باشد و ازوی پرسیدند که صدق چیست گفت صدق آنست که در دل سخن گوید
یعنی آن گوید که در دلش بود و ازوی پرسیدند که اخلاص چیست گفت هرچه برای حق کنی اخلاص
است و هرچه برای خلق بکنی ریاست و ازوی پرسیدند که کرا رسد در فنا و بقا سخن گفتن گفت کسی
که بیک تار ابریشم از آسمان در آویخته باشد بادی بیاید که دختها و نباتها بیفگند و هم کوههای
و هم دریاها انباشته کند و بیرا از جایگاه نتواند جنبانید و وی گفته که هرگز با کسی صحبت مدارید
که شما گوید که خدا او گوید چیز دیگر و هم وی گفته که اندوه طلب کن تا آب چشمت پدید آید که حق
گریبان گان را دوست میدارد و هم وی گفته اگر کسی سه دگوید له بآن حق را نخواهد بیتر ازان
بود که قرآن خواند که بدان حق را نخواهد و هم وی گفته که سنت رسول آنست که بفعل سنت
الله صلی الله علیه وسلم اقتدا کند نه آن بود که روی کاغذ سیاه کند بشبلی گفته است آنخواهم
که نخواهم و وی گفته که این هم خواستی است و هم گفته که امروز چهل سال است که تا در یکو قهم
حق بدلم می نگرد و جز خود را نمی بیند ما نَقَی فِی غَیرِ اللهِ شَیئًا و لَا فِی صَدرِی بغیره قرار
و هم وی گفته که روشن ترین دلها آن بود که در آن خلق نبود و بهترین کارها آن بود که
در آن اندیشه مخلوق نبود و بهترین رفیقان آن بود که زندگانیش بحق بود در کشف المحجوب
شرف اهل زمانه ابوالحسن علی بن احمد خرقانی رحمة الله علیه از اجل مشائخ بود و ممدوح همه
اولیا بود و شیخ ابوسعید که بادی محاورات لطیف بود از هرقوم و از خرقان چون بازگشت
او گفت سوء ابولایت بعهد خود برگزیدم و از حسن میمون شنیدم که وی خادم شیخ ابوسعید بود که چون
بحضرت وی رسید هیچ سخن نگفت و مستمع بود بجز جواب سخن وی هیچ چیز نی گفت و من گفتم ایشان
از برای چه چنین خاموش گشتی گفت از یکبحر یکعبارت کنده بس بود و ازوی می آید که گفت
راه خدا دوست یکی راه ضلالت و دیگری راه هدایت آنچه راه ضلالت است آنراه بندگی

آدم بست و چهار روز جمله قرآن بیاموختم و روایتی دیگر آنست که بایزید گفت فانحه آغاز کردم
نخرقان رسیدم قرآن ختم کردم نقلست که باغ و دشت بیکبار پیش فرو برد نقره برآمد دوم بار زرد
سیوم بار جواهر در وارید برآمد گفت خداوندا ابوالحسن هذین فریفته نگردد من هذین دنیا را جوان
تو خداوندی بر نگردم نقلست که روزی مرغ پوشی از هوا فرو آمد و پیش شیخ پای بر زمین میزد
و میگفت جنید جنید قم باذنی و قم بایزید قم و نیز پیش شیخ برخاست و پای بر زمین میزد و میگفت خدای
و قم مصطفی و قم و معنی همانست که ورا نا الحق حسین منصور شرح داده ایم که او محو بود و گویند
براه لیلا خلاف سنت چنانکه فرمود علیه السلام انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن نقلست که شبی نماز
گذارده بود شنید که هان ای ابوالحسن خواهی که آنچه از تو میدانم با خلق بگویم تا شگفت کنند
شیخ گفت خداوندا خواهی نا آنچه از حمت تو میدانم با خلق بگویم تا بچکس دیگری را سجود نکنند
آوازی شنید که نه تو گوئی و من کنم نقلست که شیخ هرگز سماع نکردی چون شیخ ابوسعید بزیارت
او آمد بخرقان بعد طعام خوردن شیخ را گفت دستوری هست که چیزی گویند شیخ گفت
ما را پروای سماع نیست لیکن بر موافقت تو این بشنویم پس قوالان بدست مالش میگفتند
شیخ در همه عمر پیش ازین یکنوبت سماع نکرده بود پس شیخ ابوسعید گفت ای شیخ دلست
که برخیزی شیخ برخاست و سه بار آستین بجنبانید و هفت بار قدم بر زمین بزد و دیوار
خانقاه بر موافقت او در جنبش آمد شیخ ابوسعید گفت یا شیخ بس کن که بنا ما خراب شود پس
گفت بهرت خسته ما که آسمان و زمین بر موافقت تو در رقص آیند شیخ گفت سماع کسی ما را مسلم
که بالای وی تا عرش گشاده بیند و از زیر تا تحت الثری پس اصحاب را گفت اگر شما را گویند
که این رقص چیزی می کنید بگوئید بر موافقت قومی که برخاسته اند و ایشان اینچنین می باشند
نقلست که وقتی جماعتی بسفر می شدند بدو گفتند شیخا راه ما خوفست ما را دعای جامع
تا بلای دفع شود شیخ گفت چون بلائی بدید آید از ابوالحسن یاد کنید قوم را آنسخن خوش
نیامد آخر چون برفتند و راه زنان پیش آمدند و قصد ایشان کردند از ایشان شخصی

درحال از شیخ ابوالحسن یاد کرد او از خشم ایشان نادیدند عیاران فریاد و گرفتند که ا
مردی بود کجا شد که او را نمی بینیم و نه بار و بستور او را تا بدان سبب بدو بقماش او
نرسید و دیگران مال برده و برسته بماندند چون شخص را بدیدند بسلامت بتعجب بماندند تا او
گفت سبب چه بود چون پیش شیخ باز آمدند پرسیدند که یعنی تعالی بفرمای که سبب آن چیست
که نا همه خدا تعالی را خواندیم کار ما برنیامد و این شخص تنها بخواند از خشم ایشان نادیده شد شیخ گفت شما
که حق تعالی را بخواندید بمجاز خواندید و ابوالحسن بحقیقت اما ابوالحسن را یاد کنید تا ابوالحسن شما را
تا خدا تعالی را یاد کند که کار شما برآید که اگر بمجاز و عادت خدا تعالی را هزار بار یاد کنید سود ندارد
و شنبه شب سیزدهم عاشورا سنه خمس و عشرین و اربعمائه از دنیا برفت و در خرقان مدفون گشت
ذکر ابوعثمان المغربی رحمة الله علیه و نفحاتست وی از طبقه پنجم است نام وی سعید بن
سلام المغربی است شاگرد ابوالحسن صایغ و منوبست از ناحیت قیروان مغرب بوده سالها
مکه مجاورت کرده و انجا سید الوقت و یگانه مشایخ بوده آنجا وی را قضیه افتاد و بنیشابور آمد و صحبت
داشته با ابوعلی کاتب و حبیب مغربی و ابوعمرو زجاج و ابویعقوب نهرجوری را دیده بود و صاحب
کرامات ظاهر بوده و راست نیز صاحب رشحات گوید که وی پیر و صورت ظاهر ابوالقاسم
گرکانی است و سرات الاسرار است وی گفته که حقیقت اعتکاف نگاه داشتن جوارح است و تحت فرمان
حق سبحانه و صورت اعتکاف در مسجد و هم وی گوید که عاصی بهتر است از مدعی زیرا که عاصی طریقه
توبه میطلبد که این عبادت نفس است و مدعی همیشه در خیال دعوی خود ضبط میکند و در مقام رضا
است و این عین گناه بود و هم در نفحاتست شیخ الاسلام گفت که ابوالحسین کوشانی مرا گفت که ابوعثمان
مغربی گفت که آرزو کرد که من از دنیا بردم فرشتگان خاک باشند ابوالحسین گفت که چون وی بر
مرجع عزیز بودم در نیشابور کس را ندیدم از بسیاری گرد شیخ الاسلام گفت که وی سی سال در
مکه بود و در حرم بول نکرده بود حرمت حرم را و هم وی گفته هر که صحبت نوکران صحبت دنیا
برگزیند حق تعالی او را برگ دل مبتلا گرداند و در نیشابور بدنیا برفت از دنیا در سنه ثلث و سبعین و اربعمائه

قبروی در نیشابور است پهلوی ابو عثمان حیری و ابو عثمان نصیبی هر سه پهلوی یکدیگر
رحمة الله علیهم و کرآن خود کرده جمال محمدی آن بزرگوار کمال احمدی مجاهدی
او تاوان مفسرین اقران منبره آن طمطراق و شتی و از جمع اوصاف
فرشتی پیشوای قوم خواجه ابو محمد چشتی رحمة الله علیه بانواع کرامات
و خوارق عادات مشهور و بدرجه مشاهدات ذاتی معروف و خرقه فقر و خلافت ارادت
از دست پدر خود خواجه ابو احمد چشتی پوشیده و لقب وی ناصح الدین بود صاحب سیر اولیا
مینویسد که اغلب حال در عالم تحیر بودی و سالها پهلوی مبارک وی بزمین نرسیده بود
از غلبت مجاهده و غلبات شوق نماز عکوس گذاردی و خانه خویش جایی داشت
و آن چله خود را سرنگون آویخته حقتعالی را عبادت کردی و تفحاست وی بعد از وفات
پدر مقام وی بوده بموجب فرموده پدر با آنکه بست و چهار سالگی بیش نبود بتحصیل علوم و
معارف یقینی کرده بود و زهد و ورع تمام داشت و از دنیا و اهل آن بغایت مجتنب بود
و همواره بر زهد و ترک دنیا تحریص مینمود و میگفت چون اول و آخر ترک دنیا خود را از
غرور و فریب وی نگاه می باید داشت و قضیه محمود سکنگین بغزو سومنات رفته بود خواجه
را در واقعه نمودند که بعد دکاری وی باید رفت و در سن هفتاد و سالگی با درویشی چند بسوی
و چون آنجا رسید نفس مبارک خود بمشرکان و عبده اصنام جهاد کرد و روزی مشرکان
غلبه کردند لشکر اسلام پناه بدیشه آوردند نزدیک بود که شکست اینها را آید خواجه را
در خشت سریدی بود آسیابان محمد کاکو نام خواجه آواز داد که کاکو در یاب در حال کاکو
را دید که اضطراب میکرد و محاربه مینمود تا لشکر اسلام نصرت یافت و کافران هزیمت
خوردند و در ساعت وقت محمد کاکو را در خشت دیده بودند که بکلکه آسیا را بر دوش برده
و بر دیوار آسیا میزد از وی سبب پرسیده بودند همین قصه را گفته بود استاد مردان رحمة الله علیهم
از قصه سنجان خواف از مریدان خواجه است و سالها کلوخ استنجا و آب وضو و بر انبیاء

روزی که او را امر اجبت وطن امر کرد دیگر بیست و گفت من طاقت مفارقت شما کجا دارم خواجه
کرم نمود و گفت هر وقت که ترا آرزوی دیدار ما باشد حجابهای جسمانی و مسافتهای مکانی مرتفع
گردد و ما را هم از انجا بینی همچنان بود و ایما استاد میگفتی که من از شنجان چشت را می بینم انتهی
که شیخ عماد الدین از زبان پیر خود شیخ شهاب الدین سهروردی روایت میکند که شیخ محمد چشتی روزی
در مجلس درس بزرگوار خود شیخ ابو احمد چشتی حاضر بود قوالان ابیات با نغمات آغاز کردند شیخ ابو
احمد چشتی بر ابو احمد در آمد شیخ محمد چشتی مدهوش افتاده بود چون هفت روز شیخ محمد چشتی را بهوش
نیامد خواجه ابو احمد چشتی گوینده گان را خاموش ساخت تا محمد چشتی بهوش باز آید و در ان اثنا
شیخ محمد چشتی چشم گشاده رو سوی آسمان کرده گفت که تو تو تو تو حاضران مجلس همه
می شنیدند که آواز آسمان با الحان و نغمات و ابیات با لغات پیدا آمد که هر گز آنچنان
اصوات متنوع و نغمات شیرین پر لذت هیچگاهی نشنیده بودند هر یکی در سماع در آمدند
شبانروزی دیگر سماع شنیدند وقت نماز هوشیار شدی و نماز ادا کردی فقط شیخ
ابو احمد قدس سره گفت اکنون عشق عاشقان را اغاز هست ولیکن انجام نیست خوف نهایت
عاشقان تمام عمر اگر سماع شنوند هم سیر نگردند بعد ازان آواز آغانی آسمانی باز ماند شیخ محمد چشتی
بهوش آمد سر بر پای شیخ ابو احمد چشتی نهاد و گفت مخدوما فتح کار عشق و این نوع مشاهده
که در حالت سماع حاصل میشود در چیزی دیگر هم هست فرمودای محمد سماع سریست از اسرار
پروردگار پوشیده باید داشت اگر اظهار کنم تمام جهان مبتلا بسماع شود و فرمود السماع وصلة
درویشی که صد سال مجاهدات در ریاضات فتح باب شود میان طرفة العین در سماع حاصل آید چنانکه
یکی را گوید در راه در آی و بر در ربانیست ماهر خواهم رسید و دیگر را فرماید تو محرم اسرار منی
برو در نزدی که دیرا خواهند شد میان هر دو فریق فرق بسیار است منقولست مجلس اهل سماع
را باید که در مجلس سماع اثار در احاضر شدن ندهند و اهل فسق را جمع نکنند همه اهل ریاضت
و مجاهدات باشند تا ذوق سماع یابند اگر بطریق نذرت امردی یا فاسقی حاضر آید سماع

درست نباشد اما حکم مرا غلبه است اگر اهل فسق غالب اند و یا امارد و آنگاه سماع روا نباشد
نه در شریعت و نه در طریقت مگر آنوقت که اهل صلاح و تقوی غالب آیند و اولی آنست که نسقه
و امارد و اغنیا حاضر نیایند نقلست که چون شیخ محمد چشتی هفده سالگی رسید مرید شد هم از آن
روز تا دوازده سال بحجره مشغول بود و بعد از هفت روز یک خرما افطار کردی و هر که بنظر
خواجه در آمدی اگرچه او کافر بودی در زمان مسلمان شدی و تارک دنیا گشتی و در پیش
کار او صاحب نعمت شدی و در عهد وی حضرت و آن دیار کافر نبود مگر کافری کز
چشت آمدی مسلمان شدی و بصحبت پاکش روشن ضمیر شدی و چون خواجه ابو احمد
چشتی دیرا خلافت داده دعا کرد آواز آمد قبول کردم محمد چشتی را در سر قوم در روستان
کنم و او از دوستان ماست هر که محمد چشتی را دوست دارد او را دوست دارم نقلست که از
روز بسم الله گفتن خواجه نماز با جماعت میگذارد و از هفتم سال عزلت اختیار کرد و
هر روز ذکر کلام طیب و تلاوت قرآن مشغول بودی و جمله خلق در ایام کودکی بر آنخواجه اعتقاد
آورند و صاحب اقتباس نقل می آرد از اماد صالحه خواجه ابو محمد که گفت ابو محمد چهار ساله
در شکم بود صوت کسی بگوشم آشنا دمی بپدرش گفتم فرمود بشارت باد که فرزند سعادتمند روزی
از لطف تو بوجود در آید روزی خواجه ابو احمد روبسوی حمل کرده گفت السلام علیکم و رحمة الله
یا ولی الله و خلیفتی آوازی آمد از شکم که کسی معصوم او نفعد و سلم از سیر الاقطاب می آرد
که تولد ابو محمد چشتی شب عاشوره بود پدروی خواجه ابو احمد همان لحظه پیغمبر صلی الله علیه و سلم
را بخواب دید فرمود مبارک باد ای ابو احمد در خانه تو فرزند تولد شده است باید که او را
بنام من هو سوم گردانی و سلام من بدو رسانی پس خواجه بیدار شد دید که پسر تولد شده
و صفت کرت کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله از زبان او آمده و مادر خواجه ابو محمد گفت
از آن مدت که ابو محمد متولد شده مدت سه و نیم سال وقت هر صلوة خمسه چشمان خود را
بسوی آسمان کردی و لا اله الا الله محمد رسول الله بعد و گفتی دیم دردی می آرد که خواجه

ابو محمد چشتی خلیفه داشت خواجه ابو یوسف و محمد کاکو و استاد مردان و وفات خواجه ابو محمد چشتی
بتاریخ چهارم ماه ربیع الاول در سنه احدی و عشر و اربعمائه و مدت حیاتش هفتاد سال بود و تاریخ
وصال وی صاحب سیر الاقطاب امام برحق گفته است رحمة الله علیه ذکر عارف ربانی
قطب ارشاد شیخ ابو القاسم گرگانی رحمة الله علیه نام وی علی است در وقت خود
بی نظیر بوده بنسبت ارادت وی بسه واسطه که شیخ ابو عثمان مغربی و شیخ ابو علی کاتب و شیخ ابو علی
رودباری اند بسید الطائفه جنید بغدادی آخره و برا حالتی قوی بوده است چنانکه همه را
روی بدرگاه وی بوده است و در کشف واقعه مریدان آیتی بوده است ظاهر صاحب سرائر الاسرار
و شیخ ابو القاسم بحسب باطن از روحانیت خواجه ابو الحسن خرقانی تربیت یافته بود چنانچه در مقدمه
شحات کرا افتاده است راقم میگوید که مصنف شحات علی بن حسین الواعظ مینویسد که شیخ ابو القاسم
اقتاب در علم باطن بدو جانب است یکی شیخ ابو الحسن خرقانی و دیگر شیخ ابو یزید بسطامی
بحسب باطن و روحانیت بوده است نه بظاهر و صورت و برا بحضرت امام جعفر صادق
است رضی الله عنه و بنقل صحیح نسبت ارادت و تربیت بحسب معنی و روحانیت
ثابت شده است نه بحسب ظاهر و صورت و باز ابو القاسم گرگانی را نسبت ارادت باطن
بشیخ ابو عثمان مغربی و دیگر ابا بو علی رودباری و دیگر ابسید الطائفه جنید بغدادی می بوده است
و میگویم ازین عبارت شحات مذکور شیخ ابو القاسم را نسبت باطن از روحانیت خواجه ابو الحسن
خرقانی یافته نمی شود اما خواجه ابو الحسن را از روحانیت بایزید رحمة الله علیهما نسبت باطن
و تربیت روحانی ثابت است علی بن عثمان بن ابی العلی الجلابی الغزنوی رحمة الله علیه
کنیت وی ابو الحسن است و در هندوستان دیگر ابهجویری علی حضیری میگویند و این حضیر قریه است غزنین
و بصحبت بسیار از مشائخ رسیده است و مولف کشف المحجوب است که کتابی معتبره
در تصوف است و لطائف و حقایق بسیار دران جمع کرده است و مرید شیخ ابو الفضل محمد بن
حسن الختلی است وی غیر شیخ ابو الفضل بن حسن سرخسی است وی در بیت الجن و فات

مشائخ نقشبندیان و سلسله

مولف کشف المحجوب

کرده است که دیهی است بر سر عقبه نزدیک بدمشق صاحب کشف المحجوب خود گوید که
اقتدا را من در طریقت با وی است عالم بوده بعلم تفسیر و روایات مرد حصری بوده و صاحب سری
از اقران ابو عمرو قزوینی و ابو الحسن سالبه و شصت سال بحکم عزلت بگوشها میگریخت و نام
خود و اندر میان خلق گم کرده بود و مشیر بجبل بکام بود وی عمری نیکو یافت و آیات و کرامات
او بسیار است اما لباس و رسوم متصوفه ندانستی و با اهل رسوم مشابه بود و من سرگذاری
عجیب تر مردم ندیدم از وی شنیدم که گفت الدنیا یوم و لنا فیها صوم دنیا یکروز است و
ما را در آنجا وظیفه روزه است وقتی من بر دست وی آب میریختم بخاطر من گذشت که چون
کار ما بتقدیر و قسمت است چرا آزادان بندگی پیران کنند امید کرامتی را گفت ای پسر آنچه
آنچه اندیشیدی هر حکمی را سببی است چون حق تعالی خواهد که عوان بچه را تاج مملکت دهد نخست
ویرا توبه دهد و بخدمت دوستی مشغول کند تا بخدمت کرامت ویرا سبب گردد و هم صاحب کشف المحجوب
گوید که وقتی اولیای خدا را اجتماعی بود در بادیه پیر من ابو الحسین حصری مرا با خود ببرد و گرد
را دیدم که سرکب برنجی آمدند حصری با ایشان التفات نکرده تا جوانی دیدم می آمد با نعلین
گسسته و عصا شکسته و باز کار شده سر برهنه اندام سوخته نحیف و نزار گشته حصری برجست
و پیش وی باز رفت و برابر درجه بلند بنشاند من شتاب شدم بعد از ان از شیخ پرسیدم که آن که بود
گفت ولیست از اولیا خدا تعالی که متابع ولایت نیست بلکه ولایت متابع وی است و کرامات
التفات ننماید یعنی مقید بولایت نیست و بولایت فرو نیامده که مطلوب وی نباشد بلکه
ولایت مقید با وست و هم صاحب کشف المحجوب گوید از شیخ المشایخ ابو القاسم گرگانی
پرسیدم که درویش را کمترین چه چیز باید تا اسم فقر را سزاوار گردد گفت سه چیز باید و کم از
سه چیز نشاید یکی باید که پاره ریست بداند دوخت و دیگر سخن ریست بداند گفت و شنود
و دیگر پانی ریست بر زمین تواند زد و گوهی از درویشان با من حاضر بودند که این سخن
بگفت چون بمنزل خود باز آمدیم گفتیم بایید تا مر کسی در سخن خیری بگوییم سر یکی چیزی گفتند

چون نوبت بمن آمد گفتم یا رسول الله وصیت آن بود که بقصد دوزند نه بریت چون نه بقصد دوزی اگر راست دوزی راست باشد سخن راست آن باشد که بحال گوید و شنود بسلامت و بخیر رسد و در آن تصرف کند نه بغرض بزندگانی مرا نزدیک کند نه بفضل و رای راست بر زمین زدن آن باشد که بوجه بر زمین نزند نه بلبود و سخن را بعینه بشنید آن بزرگوار نقل کردند گفت اصاب علی شجره الله و تمم صاحب کشف المحجوب گوید که مراد قطع افتاد طریق حل آن بر من دشوار افتاد قصد شیخ ابو القاسم گرگانی کردم دیدار سجده یافتم که در سرای وی بود تنها بود و واقعه مرا بعینها باستونی بگفت من نا پرسیده جواب خود یافتم گفتم آیا الشیخ اینوا قعه من است گفت ای پسر این ستون را خدای عزوجل در یکساعت بامن ناطق گردانید تا از من این سوال کرد روزی شیخ ابو سعید و شیخ ابو القاسم در طوس باهم نشسته بودند بر یکدیگر و جمعی درویشان ایستاده بر دل درویش گذشت که ایا شریف این سر را شیخ ابو سعید روی بآن درویش کرد و گفت هر که خواهد دو با دو شاه را بهم بیند بر یکدیگر گو در نگرد آن درویش در سر دو بزرگ نگریست حقتعالی حجاب از پیش چشم وی برداشت تا صدق سخن شیخ بر دل وی کشف گشت و بزرگواری ایشان را بدید پس در دلش گذشت آیا خدا تعالی را امروز در زمین هیچ بنده هست بزرگتر ازین مردو شخص شیخ ابو سعید آنرا بر دلش گفت که مختصر ملکی بود که بسر در آن ملک چون ابو سعید و ابو القاسم فقاد هزار فراتر سید و فقاد هزار بسر ادیب گفتندی رحمه الله علیه وی از معاصران صاحب کشف المحجوب است گویند که بست سال بر پای ایستاده بود خفته نیشهد نماز نه نشستی ازوی پرسیدند که چرا نی نشستی گفت مرا در حجه آن نیست که اندر شاهده حق بنشینم امسی سنه وفات شیخ ابو القاسم بنظر نیاورده رحمه الله علیه صاحب میراث الاسرار گوید صاحب کشف المحجوب مرید شیخ ابو الفضل وی مرید ابو الحسن حصری بود که از طبقه خامسه است نام وی علی بن ابراهیم البصری است اصل وی از بصره بود و در بغداد آمده مرید خواجه علی دینوری است شیخ عراق گویند بعلم توحید مخصوص بود و در آنوقت بیکس در توحید و تفرید چون او سخن نگفتی

و خواجه شبلی را جزوی شاگردی نبودی اگرچه سخن شنوا بسیار بودند اما ابوالحسن صیرفی شبلی گرفته بود شبلی بادی گفتی که تو دیوانه مثل من میخواهی است ازلی و ابدی است ذاتی ابوالحسن صیرفی و عبدالله خفیف همنامی یکدیگر بوده اند و ابوبکر قزوینی و ابوالحسن سالم معاصر بودند شیخ ابوالفضل الکمالات بسیار است و گویند قطب مداری ابواسمعیل بن ابی منصور محمد انصاری الهروی وی فشاد خانواده انصاریه است الحق وی پیر صرات شیخ الاسلام است صرحا که در نفحات و مرات دوبرین کتاب بطلق شیخ الاسلام واقع شده است مراد وی است ارادت وی بچهار واسطه که شیخ ابوالحسن خرقانی و شیخ ابوالقاسم قصاب و شیخ محمد بن عبدالله طبری و شیخ ابومحمد جریری اند بسیه الطائفه جنید بغدادی میرسد صاحب نفحات گوید وی از فرزندان ابومنصور است الانصاری است و وی پسر ابوایوب انصاری است که صاحب رحل رسول الله صلی الله علیه وسلم در آن وقت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجرت از مکه بمدینه کرد منزل خود را و منزل ابوایوب انصاری نمود و در روزگار انصاری و در زمان خلافت امیرالمومنین عثمان رضی الله عنه همراه احنف بن قیس در سال سی کم از بجرت بخراسان آمده بود و در هرات ساکن شد شیخ الاسلام گفته که پدر من ابومنصور محمد بن علی الانصاری در ملنج با شریف خواجه حمزه عقیلی می بوده است و وقتی زنی با شریف گفت که ابومنصور را بگو که مرا بزنی قبول کند پدر من گفته است که من هرگز از انچنین اهم و آزار دکرده است شریف گفته است که آخر زن بخواهی و نرا پسری آید و چه پسری چون بهرات آمده است و زن خواسته و من بین آمده ام خوش شریف پیر بدیم در ملنج گفته است که ابومنصور ما را بهرات پسری آمده است مثل من جای مقامات شیخ الاسلام گوید که این کلمه آفرین است که همه نیکیها در ضمن است یعنی چنانچه صفت نتوان کرد شیخ الاسلام گفته است که من تبغند زاده ام و انجا بزرگ شده ام و در من روز جمعه بود در وقت غروب آفتاب ثانی من شعبان سنه ست و تسعین و ثلثمائة و هم وی گفته که ابوعاصم پیر خوشنیا وند مدت من در کودکی بوی شدمی و هم وی گفته

که من سیصد هزار حدیث یاد دارم با سی صد هزار اسناد و هم وی گفت که من در تفسیر قرآن شاگرد
خواجه امام یحیی عمار بن چهارده ساله بودم که خواجه یحیی قسندریان را گفت که عبد الصمد بخارا
خواهد که از وی بوی امامی می آید خواجه یحیی بن عمار الشیبانی رحمة الله علیه
وی عبد الصمد ضعیف را دیده بود بشیراز و در مجلس داده بود شیخ الاسلام گفت که سیوم
علم بحرات خواجه یحیی آورده مجلس و من دین احمد با سنت موافق کردن بسیبی تا دوگشت قاضی عمر
السلامی بحرات آمد و گفت از شرق تا مغرب در بر و بحر گشتم دین تر و تازه بحرات یافتم قاضی نجم و
امام دیکانه جهان بود شیخ الاسلام گفته که امام یحیی عمار بیمار شده بود چون بحرات گفت مجلس کرد
بر منبر آمد و گفت که چون مصطفی علیه السلام پای در کشیدند خلفای راشدین نجابی پای نهادند چون
من پای در کشم عبد الصمد بجای من بنشیند شیخ عمو مر را گفت آن عبد الصمد تو بودی فی سنة ثمنین و اربعمائة
تولی امام یحیی عمار الشیبانی البجستانی نزیل بحرات شیخ الاسلام گفته که دیدار مشایخ بزرگ نسبت
مرا بجمله نفعها بیشتر من مرتبه که این قوم را گویند که فلان پیر را دیده و با فلان شیخ صحبت داشته من در
مشایخ را غنیمت باید گرفت که دیدار پیران اگر از دست بشود و آنرا باز نتوان یافت آنرا اندارک نبود و آن
همه همیشه نبود و عرفات همیشه بود و هم وی گفته که مشایخ من در حدیث و علم و شرع بسیار اند اما پیر من
در یکی یعنی در تصوف و حقیقت شیخ ابو الحسن خرقانی است اگر من خرقان را ندیدمی حقیقت ندانستمی
همواره این با آن در می آمیخت یعنی نفس با حقیقت یعنی با نفس و حقیقت هم در می آمیخت و تمیز
نتوانست کرد و گفت که وی پیر من است بیکسخن که گفت اینکه میخورند و میخسپند چیزی دیگر است مرا
بدان راه نیست از من هیچ چیزی نماند که علم حقیقت مرا دیده و دانسته شد و هم وی گفته که عزیمت
حج اسلام کردم تا ری برفتم و قافله در آن سال بلر نبود و در باز گشتن بخجندت خرقانی رسیدم مرا
دید گفت در آئی ای من باشوکه تو یعنی معشوقه تو از دریا آمدی از دریا آمدی از دریا آمدی
جز الله تعالی کس نداند که آن چه بود که وی گفت از غیب شیخ الاسلام گفت مرا از کرامات
وی آن تمام بود که مرا گفت از دریا آمدی و از علم آنکه گفت اینکه میخورند و میخسپند چیزی

دیگر است پس چون این سخن شنیدم خرقانی من بعد وی مرا تعظیم بیشتر نمود و در میان سخن من گفت با من
مناظره میکن یعنی از من چیزها پرس که تو عالمی و من جاهلم وی گوید که من بحکم پرسیدم و نشنیدم
این دو تن بزرگ تر خرقانی بجرقان و طاقی در هرات مردان خرقانی من گفت که ده سال است
بخدمت وی میباشم هرگز ندیدم که کسی را چنین مهربانی و تعظیم کرده شد چنانچه تر شیخ الاسلام
گفت زیرا که مرا بوی فرستاده بودند وقتی بخدمت وی عرض کردم که سوالی دارم فرمود
بپرس ای من ماشوکه تو از وی پنج سوال کردم سه بزبان رد و بدل همه را جواب فرمود
و صد دو دست من در میان خود گرفته بود از آن بحر و نهره میزد و آب چون جوی از آب چشم وی میرفت
و با من سخن میگفت **شیخ عبد الصمد الطاقی** نام وی محمد بن فضل بن محمد الطاقی الهجستانی
الهروی است مرید موسی ابن عمران چیزقی است عالم بوده بعلوم ظاهر و علوم باطن شیخ
الاسلام گفت که وی پیر منست و استاد من در اعتقاد حنبلیان که اگر من در اندیدی اعتقاد
حنبلیان ندانستی و من و پرانا بینا دیده ام دیگر کسی بزرگ ندیده ام با هیبت تر از طاقی توفی
طاقی فی غرة صفر سنة عشر و اربعمائة شیخ الاسلام گفت که مرا بچشم دل محمد قصاب بزرگ نمود اما
خرقانی مرا بشناخت و محمد قصاب مرا تعظیم تمام نمود یعنی قصاب به اجمالات شناخت و خرقانی بتفصیل و
مرا آیت شیخ ابو الحسن بشری بجری شیخ الاسلام گفت وی از پیران هجستانست شیخ الاسلام گوید که من عقاد
و ده سال انواع علوم آموختم و فارغ شدم و پنج سر دم در اعتقاد اول آن همه از پدر خود آموخته بودم و پدر من در
من سری داشت و در حق من خوابی دیده بود اما با من نمیگفت اما اینقدر میگفت که هر روز بتعبیر
می گذرم تا بلی شیخ الاسلام گفت همه من صحیح جانور نگشتی این مذهب بدست و وی ابدال بود
شیخ الاسلام کار خود بخدمت خرقانی تمام کرد و کمالات و خوارق عادات شیخ الاسلام بخدمت نیست
که در این مختصر گنجد وی از محتشمان طایفه و از محبوبان حق بود و وفاتش در سنه احدی و ثمانین و اربعمائة
در زمان شاه الب ارسلان سلجوقی واقع شد و در کاریز گاه هرات مدفون گشت و قیل نهم ربیع الآخر
بعد عقاد و پنج در موضعی کاذر گاه مدفون گشت **ذکر آن مستغرق در سبحانی کن**

فیکون سعد و دوزرمرة مالا تعلمون قطب الاقطاب خواجه ناصر الدین
ابو یوسف چشتی بن محمد سمعان قدس سره از جمال معرفت و کمال حقیقت
آراسته بود از غایت حضور در دریای احدیت غرق گشته و خرقه فقر و ارادت از خواجه ابو محمد چشتی
قدس سره پوشیده صاحب نفحات گوید وی خواهرزاده خواجه محمد بن ابی احمد چشتی است و مرید ماموی
تربیت ازان یافته بود خواجه محمد تا شصت و پنج سال متاهل نشده بود همشیره داشت که خدمت
وی کردی و خوردن و پوشیدن از دست نشستن او یودی و سن خواهر بچهل سال رسیده
بود و بسبب خدمت برادر و اشتغال بطاعت خدای عزوجل میل تزوج نداشت شبی خواجه محمد
پدر بزرگوار خواجه ابو احمد را در خواب دید که گفت در ولایت شاقلان مرو است محمد سمعان
نام تحصیل علوم کرده و روزگار بصلاح گذرانیده خواهر خود را بادی عقد کن خواجه وی را
طلب کرد و همشیره را بادی عقد کرد و وی هم در چشت متوطن شده خواجه یوسف ازایشان
متولد شد خواجه محمد بعد از شصت سالگی متاهل شده بود اما وی را هیچ پسر بزرگ نرسیده بود
خواجه یوسف را بمنزل فرزند میداشت و تربیت میکرد و بتحصیل علوم و سلوک راه خدا و جل
دلالت مینمود و بعد وفات وی قائمقام وی شد خواجه یوسف بعد از پنجاه سالگی میل ازدواج
و انقطاع شد خواست که نزدیک هزار حاجی برکلی که بسیار بزرگ بوده و شیخ ابو اسحاق شامی بار
ایشان بسیار میکرد و چله خانه در زمین بکند باشارت هاتف غیبی موضعی را که حالا چله خانه
وی است اختیار کرد چون بیل و کلند آورند در زمین بغایت محکم بود چنانکه هیچکس آنرا نتوانست کند
خواجه کلند بدوشت و بدست مبارک خود از چاشتگاه تا نماز پیشین آنرا بانمام رسانیدند و ملت
دوازده سلل در آنجا بسر برده و چندان سنگ و حجارت عالم فنا در وی افتاده و دو لوله بروی ظاهر
شده بود که گاه بودی که چون خادم آب وضو بر دست وی بکشتی در اثنای آن از خود غائب شدی
و یکدو ساعت کم یا بیش در آن غیب بماندی و باز حاضر شدی و وضو را بانمام رسانیدی
در آنوقت که شیخ الاسلام عبد الله انصاری هرات را حشت رسیده بود و بادی طالقان کرده

بعد از معاودت بحضرات در مجلس و محافل استحسان وی میکرده و در وقت رفتن بسیر مهین خود
خواجه قطب الدین مودود را بتحصیل وصیت کرد و قائمقام گردانید صاحب مرآت الاسرار
از سیر الاولیا و صاحب اقتباس الانوار می آرد که وقتی خواجه ابو یوسف در راهی میرفت دید که
مسجدی عمارت میکنند و شه تیری بالائی مسجد میبرند و آن شه تیر از موازنه عمارت مسجد
بقدر یک گز کم بود هر چند فکر کردند برابر نمی آمد خواجه تماشا میکرد پس از سه فرود آمد بالائی مسجد
رفت و یک سر چوب شه تیر بدست مبارک خود گرفت و گفت بسم الله الرحمن الرحیم پس آن شه تیر
را بر عمارت مسجد گذاشت یک گز از جائی که خواجه گرفته بود از عمارت مسجد زیادت آمد تا زمان
سلطان المشائخ المسجد و میان چشت و هرو برپا بوده و هم وی از سیر الاولیا و صاحب اقتباس
از سیر قطب می آرد که خواجه یوسف امصحف حفظ بود و بدین سبب خاطر مبارکش متردد میماند شبی در
خود خواجه ابو محمد را در واقع دید فرمود که صد بار سوره فاتحه بخوان تا ازین تردد خلاص
شوی بحر دخواندن سوره مذکور تمام قرآن خواجه را یاد شد چنانکه در هر شبانروزی یک ختم
قرآن میکرد و هم وی از سیر قطب می آرد که شبی خواجه با نفس خود گفت که ای نفس اگر با من هوا
کنی در دو رکعت نماز ختم قرآن کنم و نفس نیز [illegible] در آن رکعت خوب شد این شب کاری
ازان شد که آب سبز خورده بود پس خواجه تا بیست سال آب سبز نداد و هم صاحب اقتباس الانوار
می آرد وی صحیح النسب چشتی و حسینی است بدین ترتیب خواجه ناصر الدین ابو یوسف بن محمد بن
بن سید ابراهیم بن سید محمد بن سید عبد الله الملقب باصلی اکبر بن امام علی نقی بن محمد تقی الجواد
بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین
العابدین بن امیر المومنین امام حسین رضی الله عنه بن علی مرتضی کرم الله وجهه و خواجه یوسف
با فقرا و غربا صحبت داشتی و هم لقمه با نها شدی و تعظیم ایشان کردی و گاهی توجه با هل دنیا
نمودی عبد الواحد مصنف سنابل می آرد که صحبت خواجه یوسف شش روز بودی صاحب
کشف کرامات شدی و از عرش تا تحت الثری نظر وی افتادی و صاحب روزگار گشتی شیخ شبلی

بملاقات خواجه یوسف رسیدی صد بار که روی خواجه بدیدی بسماع در آمدی پرسیدند که سبب آن چیست که بدیدن روی
خواجه بسماع می آئی وی گفت آنچه من در چهره خواجه می بینم اگر شما هم ببینید بیطاقت و بیقرار شوید خواجه علم
کمال داشت شیخ محمد چشتی گفت ای ناصر الدین علم خدا علمیست که عقل آنرا نتواند یافت مگر بالهم خدا
خواجه ناصر الدین چیزی پرسید خواجه محمد چشتی هفتصد جواب گفت خواجه ناصر الدین گفت بندهٔ میخواهد که بسکار
مریدان مخدوم گردد قبول فرمود و مرید کرد پس گفت ای ناصر الدین هفت بار نام من بگو و سوی زمین نظر کن
و هفت بار نام من بگو و سوی آسمان نظر کن خواجه بچنان کرد نظرش تا تحت الثری و تا فوق عرش رسید شیخ محمد
اسم اعظم که از خواجه خضر علیه السلام یافته بود خواجه را آموخت مجرد که او اسم اعظم یاد گرفت علم لدنی بگشاد و فرمود
باید که فقرا و فاقه اختیار کنی هم صاحب مرآت اسراری آرد و خوارق عادات خواجه بشیر آنست که قلم آید چون تمام
قریب سید پسر بزرگ خود خواجه مودود چشتی را تحصیل علوم وصیت کرد و قائم مقام خود گردانید و در بیست و نهم شهر
جمادی الاول سنه تسع و خمسین و اربعمائة در زمان خلافت ابو جعفر عبد الله المقتدی قائم بن قادر خلیفه بنی عباس که معاصر
سلطان طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق بود و الشیخ مدت عمر خواجه ناصر الدین بقول نفحات هشتاد و چهار
سال بود و چهارشنبه مدفون گشت تاریخ وصالش بقول سیر الاقطاب عارف کامل بوده رحمة الله علیه

ذکر آن پیشوای ارباب ولایت و هدایت امام شیخ ابو علی فارمدی قدس سره

نام وی فضل الله بن محمد است شیخ الشیوخ خراسان بوده در وقت خود و منفرد بوده بطریقت خاصه خود و در
تذکره مواعظ گوید امام ابو القاسم قشیریست و انتساب وی در تصوف بدو طرفست یکی شیخ ابو القاسم
طوسی و دیگر شیخ ابو الحسن خرقانی که پیشوای مشائخ و قطب ماخوذین بوده است شیخ ابو علی فارمدی گفته است
که در ابتدای جوانی در شیادپور طالب علم مشغول بودم شنیدم که شیخ ابو سعید ابو الخیر از مهنه آمده است و مجلس میگوید بدیدن او
تا او را ببینم چون چشم من بر جمال وی افتاد عاشق وی گشتم و محبت این طائفه در دل من جایگیر شد بگذرو
بمدرسه بدر خانه خود نشسته بودم آرزوی دیدار شیخ در دل من پدید آمد وقت آن بود که شیخ از
آید خواستم که صبر کنم برخاستم و بیرون آمدم چون بسر چهارسو رسیدم شیخ را دیدم با جمعی انبوه پیش
من هم برابر ایشان رفتم بخدمت شیخ بجای در رفت و جمیع فرزندان من در دستم در گرفته شدم چنانکه

منشور الفقر فخری است

شیخ مرا مشغول بسماع مشغول شدم شیخ را وقت خوش گشته وجدی بدی ظاهر شد و جامه
چون فارغ شد نماز سماع شیخ جامه بیرون کرد و پیش وی پاره سیکرفند و سیر از شیخ یک آستین بانبرز
سیم بعد اکبر دو بنهاد و آواز داد که ای بوعلی طوسی کجائی من جواب ندادم گفتم مرانی میبینند و نمیدانم
مگر در سر آن شیخ کسی ابو علی نام دارد شیخ دیگر بار آواز داد و جواب ندادم سیوم بار آواز داد جمع گفتند
شیخ مگر ترا میخواهند برخاستم و پیش شیخ آمدم شیخ آن تبرزین و آستین را بمن داد و گفت تو مرا چون این
آستین و تبرزین آنجا نهاده بستدم و خدمت کردم و در جای عزیز نهادم و پیوسته بخدمت شیخ آمدم
و مرا در خدمت شیخ بسیار فایده و روشنائی پدید آمد و حالها روی نمود چون شیخ از نشابور
من پیش استاد که نام ابو القاسم قشیری رحمة الله علیه بود نام وی عبد الکریم بن هوازن القشیری
و صاحب رساله و تفسیر لطائف الاشارات مرید ابو علی وطاق است آمدم و حالی که پیدا می آمد باز
میگفتم و او میگفت برو ای پسر بعلم آموختن مشغول باش و هر روز آن روشنائی زیادت
می بود و دو سال دیگر بتحصیل علم مشغول بودم تا یکروز قلم از محبره برگرفتم سفید برآمد بر خاستم
و پیش استاد رفتم و حال بادی گفتم متعاد الم گفت چون علم دست از تو بداشت تو نیز دست
از وی بدار کار را باش و بمعامله مشغول گرد برفتم و رخصتها از مدرسه باخانقاه آوردم
بخدمت امام مشغول شدم امام در گرمابه رفته بود تنها من و دوسی چند آب گرمابه بخیتم چون استاد امام
نماز بگذارد و گفت مین که بود که آب گرمابه بخیت من باخود گفتم بخیر دی کردم خاموش بودم دیگر
بار بگفت جواب ندادم چون سیار گفت گفتم من بودم استاد گفت که ای بوعلی هرچه ابو القاسم
بیقاد سال یافت تو بیک دو آب یافتی پس مرتبی بجاه پیش او ستا پیشستم بگردن حالتی من
در آمد که در آنحالت گم شدم و آن واقعه با استاد امام بگفتم گفت که ای بوعلی روش من
از اینجا نوا تر نیست هرچه ازین فراتر بود راه فراآن ندانم من باخود اندیشه کردم مرا پیری
باید تا مرا از اینمقام فراتر برد و آنحالت زیادت بیشتری و من نام شیخ ابو القاسم گرکانی شنیده
بودم روی بطوس نهادم و جائگاه وی ندانستم چون بشهر رسیدم جای وی پرسیدم نشان

واوند رفتم باجماعتی از مریدان خویش در مسجد نشسته بودم من دو رکعت تحیت مسجد بگذاردم
و پیش وی در آمدم وی سر در پیش داشت سر برآورد و گفت بیا ای ابو علی تا چه داری
من سلام گفتم و بنشستم و واقعها خویش بگفتم شیخ ابو القاسم گرگانی گفت آری ابتدات
مبارک باد هنوز بدرجه نرسیدی اما تربیت بانستی مدرجه بزرگ رسی من با خود گفتم بر من منت
پیش او مقام کردم و بعد از انکه مرا مدتی در انواع ریاضت و مجاهده فرمود بر من اقبال کرد و عقد
مجلس فرمود فرزند خویش را بحکم من فرموده بود و هم خواجه ابو علی فارمدی گوید که پیش از انکه شیخ ابو القاسم
عقد مجلس فرماید شیخ ابو سعید از مهنه بطوس آمده بود بخدمت وی رفتم گفت ای ابو علی روزها شد که تو
طوطی تراد سخن آرند بس نیاید که شیخ ابو القاسم مرا عقد مجلس فرمود و سخن بر من گشاده گشت و چهار
ربیع الاول سنه چهار صد و شصت و طوس رفت از دنیا و اینجا شوم بر آن آورد که گفت شیخ ابو سعید
ابو الخیر پیشوای وی بگنبد ابو حفص حدّاد قدس سره در نفحات از طبقه اولی است
نام وی عمر بن سلمه بود از دیهای نیشاپور است پادشاه مشائخ بود و شیخ ملامت و پیر ابو عثمان حیری است
شاه شجاع کرمانی بوی نسبت دست میکند شیخ الاسلام گوید که وی نموده جهان بود یعنی اظهار
کمال و ولایت بامر حق تعالی میکرد و خود را و جهان نمود بصورت و معنی و در وقت خود
عقتمالی و یرا فرا نمود که مرا چنین باید بود و ابو حفص رفیق احمد خضرویه و خواجه بایزید است و شاگرد است و استاد
طریقت او خواجه عبد الله مهدی باد وی آباد و صحبت داشته قول صاحب تذکرة الاولیاست یکی از
وی وصیت خواست گفت ای اخی ملازم یکدیگر باش تا همه در ما بتو بگشایند و ملازم یکدیگر باش تا همه
تراگردن نهند و هم وی گفته هر که در صحو و قتی افعال و احوال خود را بمیزان کتاب و سنت نسنجد
و خواطر خود را متهم ندارد و بر ا از جمله مردان نشمریم و هم وی گفته القوة اداء الانصاف و ترک مطالبة
الانصاف ترقی فی سنه اربع و ستین و مائتین و قیل سبع و فی تاریخ امام یافعی خمس و اربع و دی گفته کرمش ادب
ظاهر عنوان جمیل باطن است مصطفی گوید صلی الله علیه وسلم خشوع قلبه تخشع جوارحه ✠
خواجه عبد الله بن محمد مرتعش قدس سره از طبقه رابعه است کنیت او ابو محمد نیشاپوری بود

از محدثین بغداد و یگانهٔ مشایخ عراق است و ائمهٔ ایشان و معتبر اهل تصوف بود و مقبول اکابر و از اصحاب خواجه
ابوحفص حداد است و با خواجه جنید و خواجه ابوعثمان و ابوبکر شبلی صحبت داشت و ابوحفص او را احسان بسیار کردی
بود هر سال مقرر فرستی سفر میکرد و پای برهنه و سر برهنه میگشت و هیچ شهری از ده روز زیادت نبودی
و گاه سه روز میبودی و هم مرتعش گوید که من و همقان بسیری بودم و غیر شبانان بودیم ناگاه جوانی مرقعی و سبحتی
من اشارت کرد با خود گفتم که این مرد جوانست شرم ندارد که سوال میکند و دیرا جواب ندادم بانگی بر من زد
که از آن تو رسیدم پس گفت بناه میگیرم بحق تعالی از آنچه در سر تو در آمد و در سینه تو خلید از من سخن من بخود شدم
چون بعد از مدت بخود آمدم آنجوان رفته بود چون شب بنهاد نهایت غمگین بخواب شدم علی مرتضی را
کرم الله وجهه بخواب دیدم و آنجوان نیز با وی بود حضرت امیر من را اشارت فرمود و سر زنش میکرد و میگفت
انّ الله یحبّ بارع سائل چون بیدار شدم هر چه داشتم تفرقه کردم و روی بسفر آوردم تا اینجا قول مرا
الا سرار بود صاحب کرة الاولیا گوید شخصی از وی گفت که فلان کس بر آب میرود و بهوا می پرد گفت
آنگاه او را خدای تعالی توفیق دهد که مخالفت هوا خود کند بزرگتر از آن بود که در هوا پرد و بر آب رود وی
گفت تصوف حسن خلق است و تصوف حالتست که غالب گرداند صاحب آن را از گفتگوی نوفی فی
سنه ثمان و عشرین و ثلثمائة و بقول ثلث و عشرین و ثلثمائة و معتمد شیخ ابو نصر سراج
در طاوس الفقرا گوید در فنون علم کامل بود و فصاحت صاحب کتاب لمع است و دیرا تصانیف
بسیار است و مسکن وی طوس بوده است و قبر وی آنجاست مرید مرتعش بوده و سیر قطبی و سهل تستری
دیده بود و قتی شب مهمان بود و در آتشدان آتش مسوخت در معارف سخن میرفت شیخ را حالتی پدید
روی بآتشدان نهاد و در میان آتش خدایرا سجده آورد و روی او را آتش آسیبی نرسید شیخ را ازان
سوال کردند گفت کسی که بر درگاه او آبروی خود ریخته بود آتش روی وی نتواند سوخت از وی آمد
که گفته هر جنازه که بپیش خاک من گذرانند مغفور بود بحکم این بشارت اهل طوس جنازها پیش
خاک وی آوردندی و زمانی بداشتندی انگاه بردندی شیخ ابو الفضل بن الحسن السرخسی
قدس سره در فحاتست نام وی محمد بن الحسن است وی مرید ابو نصر سراج است و پیر شیخ ابو سعید

ابو الخیر است و نیز صاحب نفحات است صاحب نفحات می آرد که مستملی کشف المحجوب بندگی را نام میبرد
و میگوید که بسرخس از وی شنیدم که گفت کودکی بودم و بمجلتی رفته بودم بطلب برگ توت از برای پیله کرم
و بر درختی شده بودم برگهای و شاخهای اندرخت میریدم شیخ ابو الفضل در آن کوی گذشت و مرا دید
هیچ شک نکردم که از خود غائب بود بر حکم انبساط سر بر آورد گفت بارخدایا یکسان مش است که مرا دانی
نداده که موئی خود تبر اشم با دوستان چنین کنند گفت در حال همه اوراق و اغصان و اصول درختان
زرین دیدم ناگاه گفت که عجب کاری که کشائش دل را با تو سخنی نتوان گفت و نفحات است هرگاه
که شیخ ابو سعید را قبض بودی قصد خاک پیر ابو الفضل کردی خواجه ابو طاهر فرزند شیخ
ابو سعید گوید که روزی شیخ ما را قبضی رسید و میان مجلس گریان شد و همه جمع نیز گریان شدند گفت
هرگاه ما را قبضی بودی روی سوی خاک پیر ابو الفضل کردی سبیط بدل شدی سنوز زین کنیه
در وقت بر ستور نشستی و جمله اصحاب با وی برفتند چون بصحرا رسیدند شیخ کشاده گشت و وقت و صفت بدل
درویشان بنعره و فریاد بر آمدند و شیخ را از هر معنی سخنی میرفت چون بسرخس رسیدند از راه در سر خاک پیر زن باز
قوال این بیت در خواست بیت معدن شادیست این معدن جود و کرم * قبلهٔ ما روی یار قبلهٔ
هر کس حرم * و شیخ را دست گرفته بودند و گرد آن خاک طواف میکردند و نعره میزدند و درویشان همه روی
بر سینه و رخاک مغلطیدند چون آرامی پدید آمد شیخ گفت این روز را تاریخی سازند که بهتر ازین روز
نبینند بعد ازان هر مریدی را که اندیشه حج بودی شیخ وی را بسر خاک پیر ابو الفضل فرستادی و گفتی
آنجا خاک را زیارت کن و هفت بار گرد آنجا طواف کن تا مقصود حاصل شود و سوم صاحب نفحات از کشف المحجوب
می آرد که روزی لقمان نزدیک بو الفضل حسن آمد و پرسید جزوی در دست گفت یا ابا الفضل اندر
این جزو چه میخواهی گفت همان که تو اندر ترک آنی گفت پس از خلاف چرا نمیگفت خلاف تو معنی
که از من می پرسی که چه میخواهی از مستی هشیار شو و از هشیاری بیدار گرد تا خلاف برخیزد و بدانی که این و تو
چه بسیطیم شیخ ابو الفضل حسن سرخسی وقتی از هوا در آمد و سه روز هیچ نشست یکی آن بدید شیخ ابو الفضل را گفت
چه می نگری این ترا می باید گفت از آن نمیایی که می باید یعنی که من طلب کرده ام

شیخ لقمان سرخسی قدس سره وی ابتدا مجاهده بسیار داشت و معاملهٔ با جنیان و ناگاه کشفی افتادش که عقلش برفت گفتند لقمان آن چه بود و این چیست گفت هر چند بندگی پیش کردم پیش می نایست و رماندم گفتم الهی با دشمنان چون بنده پیر شود و از خدمت کسی کند تو با دشمنان غیرتی و بندگی تو پیر گشته آزاد کن گفت ندا شنیدم که ای لقمان ازادت کردیم نشان آزادی آن که عقل از تو برگرفتند دیگر از عقلهای مجانین مجو و هست شیخ ابوسعید بسیار گفته است که لقمان آزاد کردهٔ خداست سبحانه از امر و نهی شیخ ابوسعید گفته که شبی حاجتی خفته بودند و در خانقاه بسته بود و ما با پیر ابوالفضل بر صفه نشسته بودیم سخنی میرفت در معارف مسئله مشکل شد لقمان را دیدیم که از بام خانقاه در پرید و در پیش ما بنشست و آن مسئله را بگفت چنانکه اشکال برخاست باز بپرید و بر بام بیرون پیر ابوالفضل گفت ای ابوسعید مرتبهٔ این مردمی بینی گفتم می بینم گفت اقتدا را نشاید گفتیم چرا گفت از انکه علم ندارد شیخ ابوسعید گفته لقمان مجنون را بیماری پدید آمد گفت پیر ابوالفضل را بگویید که لقمان میرود پیر چون بشنید با جماعت آنجا شده بدند چون لقمان او را بدید تبسمی کرد پیر بالین بنشست وی در پیر می نگریست یکی از جمع گفت لا اله الا الله لقمان تبسمی کرد و گفت آخر خوشتن را یاد می باید داد لقمان گفت ما را عربده سیفرمائی بر درگاه حق پیر ابوالفضل خوش آمد

شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سره و نخانست نام وی فضل الله بن ابوالخیر است که وی سلطان وقت بود و جمال اهل طریقت و شرف القلوب و در وقت وی همه مشایخ وی را سخره بودند پیر وی در طریقت ابوالفضل بن حسن خرقانی است شیخ ابوسعید گفته که یکروز می آمدم یعنی بر در شهر سنان سرخس تل خاکستر بوده لقمان مجنون بر سر آن نشسته بود قصد وی کردم و بر آن بالا شدم وی پاره بر پوستین پوسیده دباغی می انگریستم و حضرت شیخ چنان ایستاده بود که سایهٔ او بر پوستین لقمان افتاده بود چون آن پاره بر پوستین دوخت گفت یا ابا سعید تا تو باین پاره بر پوستین دوختم پس برخاست و دست مرا بگرفت و در خانقاه پیر ابوالفضل برد و مرا آواز داد وی بیرون آمد گفت یا ابا الفضل این کابدار که با شماست پیرهن را بدانست بگرفت

و در خانقاه بزرد و در صفه بنشست و جزوی بگرفت و در آنجا نظر میکرد و با جمعی از اصحاب او خلق
پدید آمد که در آن جزو چیست پیر ما گفت یا ابا سعید صد و بیست و چهار هزار پیغمبر را که بخلق فرستادم
گفتند با خلق بگوئید که اهل ایشان آمدند کسانی که این کلمه را گفتند و بدین کلمه مستغرق شدند شیخ گفت ای
آن شب مرا در خواب نگذاشت بامداد پیش از آفتاب برآمدن از پیر دستوری خواستم و بدر خانقاه
پیش ابو علی فقیه آمدم چون منتظر خواجه ابو علی اول درس این آیت بود قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ
يَلْعَبُونَ در آن ساعت دری در سینه ما بگشادند بسماع این کلمه یعنی تا خدا ترا نگوید بگذار بگذار تا بازی
خود را بیفایده مارا از ما فرا ستدند خواجه ابو علی آن تغیر در ما بدید گفت دوش کجا بودی گفتم نزد پیر ابو الفضل
گفت چیز دانا کجا شنید که حرام بود ترا از آن معنی با پس آمدن مانند پیر ابو الفضل شدیم و این تغیر حال این کلمه
چون پیر ابو الفضل ما را بدید گفت یا ابا سعید سنگ شده ای ندانی پس و پیش آن کم گشتی تو را
سر نشد خویش گفتم شیخ چه میفرمائی گفت در آی و بنشین بر این کلمه باش که این کلمه با تو کارها دارد و تو
پیر ابو الفضل بر حمت حق پیوست ما را در مدت حیات پیر هر سال که بودی بوی رجوع و اقتدا
حل اشکال را میبیچ نشستمی بنود الا شیخ ابو العباس آملی تا مل فرمودم یکسال پیش ما بود گویند که شیخ
ابو العباس را در جماعت خانه صوفیان موضعی بود که چون یکسال در آنجا نشسته بود دیگر
جمع اگر شب و پیشی نماز اقرونی کردی گفتی ای پسر تو بجنب که این پیر چه سکند جای نماز یکند
و ما را این هیچ کار نیست و بدین حاجتی ندارد و هرگز در آن یکسال شیخ ابو سعید را نگفت که تو بجنب یا نماز کن
چنانکه دیگران را و پیراهن را بر خود نهانکی داده بود یکشب شیخ ابو العباس قصد کرده بود و در گشاده شد
بود شیخ ابو سعید برخاست از زاویه خود بیرون آورد و دست بی نشست و جامه از وی باز کرد و جامه
پیش وی داشت شیخ در پوشید پس جانشیخ بنشست و نمازی کرد و تمام شب خفته کرده مالید و در نور دید پیش
شیخ آورد و شیخ اشارت کرد که ترا در باید پوشید شیخ ابو سعید در پوشید چون بامداد شد جماعت خانه آمدند
و شیخ ابو العباس نگر نیستند جا بشیخ ابو سعید دیدند و شیخ ابو سعید جامه بشیخ ابو العباس در بر کرده بود
شیخ ابو العباس گفت آری دوش ما را فرا فت نه نصیب این جهان منکی آید بیار کش باد شیخ ابو سعید گفت است

ازل
روزی دو کس پیش شیخ ابوالعباس در آمدند و بنشستند گفتند ما را با یکدیگر سخن رفته است یکی میگوید اندوه
وابد تمامتر و یکی میگوید شادی از او ابد تمامتر شیخ چه میگوید شیخ وست بر روی فرو آورد و گفت الحمد
که سر نگاه پیر تصاب نداده است و نه شادی لیس عندکم صب ح ولا مساء اندوه و شادی صفت
تست و هر چه صفت تست محدث است و محدث را بقدیم راه نیست پس گفت پیر تصاب بنده خدایست در امر
و نهی و رهی مصطفی صلی الله علیه وسلم و متابعت سنت اگر کسی دعوی راه جوان مردی میکند
گواهش اینست چون آن دو کس بیرون شدند پرسیدیم که آن دو کس که بودند گفت یکی ابوالحسن خرقانی و یکی
ابوعبدالله دستانی است شیخ ابوسعید را پرسیدند معنی این حدیث که تفکر ساعة خیر من عبادة سبعین سنة
شیخ گفت اندیشه یکساعت در هستی خود بتر از عبادت یکساله در اندیشه هستی خود شیخ شب جمعه وقت
نماز خفتن چهارم شعبان سنه اربعین و اربعمائة از دنیا برفت و عمر ایشان هزار ماه بوده است

ذکر آن سر حلقه مشائخ کبار آن پیشوای اولیای نامداران موصوف بصفت

حضرت وود و خواجه قطب الدین مودود چشتی بن ابو یوسف چشتی قدس الله سرهم

و براشانی عظیم و مقاماتی عالی بود و جمع مشائخ وقت بر کمالات علم صوری و معنوی او مقر بودند
و در ریاضت مریدان بی نظیر زمان بود وی خرقه فقر و ارادت از دست پدر خود خواجه ناصر الدین ابو یو
سف چشتی پوشیده کمالات و خوارق عادات وی بیحد است که درین مختصر گنجد لقب وی قطب الدین
است و از کتابی نقل است که وی حضرت در حالت سماع بر دو چشم همواره گریستگی می گریستی گاهی
تبسم فرمودی از وی سرخ شدی پرسیدند که سر چیست فرمود که صوفی در سماع بمشاهده اسرار
سرخ میگردد دوست گوید الغلان من ترا چندین جان دادم اهل سماع بی قصد و تبسم آید و
گاهی بر حالت جمال بخوف جلال و ترس فراق خداوند دگر به شود و دیگر اسرار در بیان نیاید اگر
ظاهر گردد گویند که این را ببر و اکشند صاحب نفحات گوید وی در سنه هفت سالگی تمام قرآن
بر وجه احسن حفظ کرده بود و بتحصیل علم اشتغال نمود چون بسن بست و شش سالگی رسید و الد
بزرگوار او خواجه یوسف از دنیا برفت و وی را بجای خود بنشاند وی بخصال حمیده موصوف بود

و افعال پسندیده معروف مردم آنولایت هم در مقام اعتقاد و محبت و القیاد واردت
وی بودند توفیق شرف صحبت و دولت تربیت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی قدس الله
سره نیز یافته بود در آنوقت که حضرت شیخ الاسلام از ولایت جام بهراة تشریف آورده بود و
خواص و عوام مشاهدهٔ کرامات و خوارق عادات که از ایشان ظاهر می شود همه مرید و معتقد وی شدند
و این قصه در اطراف و اکناف آنولایت انتشار یافت و از نواحی هراة متوجه مزار متبرک بهشت
شد خبر آمد که خواجه مودود چشتی مریدان بسیار جمع کرده است می آید تا شیخ الاسلام احمد را از ولایت
بیرون کند اصحاب شیخ الاسلام احمد آنرا پوشیده میشنیدند و وی خود از همه بیخبر میبود چون روزی
بامداد سفره در آوردند گفت که ساعتی صبر کنید که جماعتی رسولان در راه اند چون ساعتی برآمد خادم
درآمد که آنجماعت رسیدند ایشان را درآوردند و سلام گفتند و جواب شنیدند و طعام خوردند و سفره برداشتند
شیخ الاسلام گفت که شما میگوئید یا ما بگویم که شما بچه کار آمده اید ایشان گفتند که حضرت تو خبر داری و میدانی که ما را خواجه
مودود فرستاده است که احمد را بگوئید که تو ولایت ما بچه کار آمدهٔ بسلامت باز گرد و گرنه چنانکه باز باید گردانید
ترا باز گردانیم رسولان تصدیق کردند پس فرمود که مرا از ولایت این دیه است اینملک مردمان آنجا
نه از آن او است نه از ان من و اگر مرا از ولایت مردمانند انیان رعایا سنجر اند پس شیخ الشیوخ سنجر
باشد و اگر مرا از ولایت آنست که من میدانم اولیاء خدا عز و جل میدانند فردا بایشان نمایم
کار ولایت چیست و چون بهت اینسخن محفت ابری عظیم بر آمد و شبانروزی ببارید و هیچ منقطع نشد
روز دیگر بامداد آن شیخ فرمود که ستوران ساخته کنند تا برویم اصحاب گفتند امکان ندارد زین
دو سه روز بعد از انکه دیگر نبارد هیچ ملاحی از آب تواند گذشت شیخ گفت که سهل باشد که امروز
ملاحی که پس روان شدند چون بصحرا بیرون آمدند شیخ الاسلام نگاه کرد و دید که جمعی انبوه سلاح جها
بسته همراه ایشانند پرسید که اینان کیانند گفتند مردان و محبان شما اند شنیده اند که جماعتی بعد او
می آیند فرمود که اینها را باز گردانید که تیغ و تیر کار سنجر است و سلاح این گروه سلاح دیگر است
شیخ الاسلام باقی چندروزی براه نهادند چون بکنار آب رسیدند آب بسیار بود شیخ فرمود که امروز

قرار آنست که ما اطلاعی کنیم تن از عارف آغاز کردند چندان ذوقی بدل رسید که هذیان و حیران شدند
پس فرمود که همه چشم بما بر نهید و بگوئید بسم الله الرحمن الرحیم سه بار تکرار کرد هر کس که چشم زد و باز کرد
پای افراز تر کرد و سر که دیگران خود را بر آن طرف آب یافت پای افزار خشک چون رسولان آن شاهد
کردند بتعجیل پیش خواجه مودود فرستادند ایشان باز گفتند کس باور نداشتند خواجه مودود با دو هزار مرد سلاح
بسته متوجه شدند در راه شیخ رسیدند چون نظر شیخ بر وی افتاد از اسب پیاده شد و بوسه بر پای شیخ
داد شیخ دست بر پشت وی میزد و میگفت کار ولایت چون می بینی نه آنست که ولایت مردان چشم بسلاح بسته
بر دوش کوه کوبی و لمیدانی که چه بیکنی چون وی در آمد شیخ الاسلام با اصحاب خود در محله فرود آمدند
خواجه مودود با مردان در محله دیگر و دیگر مردان خواجه مودود گفتند که ما آمده بودیم تا شیخ احمد را از
ولایت بیرون کنیم امروز با ما دریک دیه نشست درین معنی بهتر ازین اندیشه باید کرد خواجه مودود گفت
مر صواب آنست و چنان بنماید که با ما در ضمیر و بخدمت وی رویم و اجازت خواهیم و باز گردیم که کاری
نه بقوت بازوی ماست مردان گفتند که ما بدیه مشورت کرده ایم صواب آنست که جاسوسی بر کار
کنیم که چون وقت قیلولهٔ شیخ شود و هیچ وی کسی نباشد تنی چند در خدمت تو بر دیم و سماعی بنماید
و حالتی بر آریم و دوکان میان هیچ بروی نزنیم خواجه مودود گفت این صواب نیست که اصحاب
ولایت و کرامت اند ما نه دانسته چون وقت قیلوله شد اصحاب شیخ معرف شدند خادم خواست که جامه
خواب بگستراند شیخ قبول نکرد فرمود که یک ساعت نوشکن که کاری در پیش است ناگاه کسی در بکوفت
خادم چون در بگشاد خواجه مودود با دیگران که با جمعی انبوه در آمدند و سلام گفتند و آغاز سماع نهادند
و نعره زدن گرفتند شیخ الاسلام سر بر آورد گفت هی هی سهلا کهائی و این سهلا مردی چنین
از عقلا و مجانین صاحب کرامات و پیوسته در خدمت شیخ بودی هم در لحظه حاضر شد و بانگ بر ایشان
زد ایشان گوش و دستاری می گذاشتند و بگریختند همین خواجه مودود ماند عظیم خجل بر پای بر جای
بداستغفار سر بر هنه کرد و گفت بر شمار روشن است که این نوبت من باین نماند اشتم شیخ گفت راست
میگوئی اما چرا بایشان در آمدن موافقت کردی خواجه مودود گفت بذکر دم عفو فرمائید شیخ گفت

عفو کردم بر وان قوم را باز گردان و دو خدمتگار گاه و ار و سه روز توقف کن چنان کردیم پس
شیخ آمد و گفت چنانکه گفته بودی کردم و دیگر چه میفرمائید تا چنان کنم شیخ فرمود اول مصلی برطاق
نه و بر و علم آموز که زاهد بی علم سحر شیطان باشد گفت قبول کردم و دیگر چه میفرمائید فرمود
که چون از تحصیل علم فارغ شوی احیا خاندان خود کن آباء اجداد تو بزرگ بوده اند و صاحب
کرامات خواجه بود و گفت چون احیا خاندان میفرمائید هم شما بر رحمه تبرک و تیمن مرا اجلاس نمائید
شیخ گفت چشم آری چشم آ. دست وی گرفت و بر کنار چهار بالش خود بنشاند و گفت شرط
علم این سه روز بخدمت شیخ بود و فوائد گرفت و نوازشها یافت و باز گشت و بعد ازان بایدک وصی
بتحصیل علوم و تکمیل معارف بجانب بلخ و بخارا تشریف برد و مدت چهار سال بقدر وسع و امکان
در آنجا باحتها و نمود و از صنفای باطن در جمیع علوم صوری و معنوی کامل مکمل گشت چنانکه در آن
دیار هر جا که شعوذی آیات عزیمه و کرامات عجیبه بتفصیل آن بتطویل می انجامد مظاهر شد و بعد ازان بجانب
چشت مراجعت فرموده و بتربیت مریدان و مستفیدان مشغول شد از اطراف طالبان روی ارادت
بخدمت می آوردند و بالتماس علی سیمند یکی از احفاد شاه سنجان لقبش نظام الدین محمود است و از بدو حال
خواف بود در شرف صحبت خواجه دریافته است و چندمدت در چشت آمده نموده گویند که در وقت اقامت
هرگز در چشت نقض طهارت نکرده چون خواستی طهارت کند سوار شدی از چشت بیرون آمدی و وضو
و طهارت ساختی و مراجعت نمودی و میگفتی که مرا در چشت منزل مبارک و مقام متبرک است روضه
که در بیابانی او بی کنند و گویند پیشتر در اخواجه سنجان میگفتند خواجه سود و چشتی و سراشما و لقب ها و
وی همیشه آن می نامید مفاخرت میکرد وفات سنجان در سنه سبع و تسعین و خمسمائة واقع شده است
انتساب الاولاد از سیر الاقطاب می آرد که خواجه سود و چشتی با فقرا و مسکینان همیشه صحبت و ملاطفت
نمودی گر تمیپوشید و در کشف قلوب بکشف قبور و کشف ارواح انبیا حاضر الوقت بود و اعوان
هر کس یکیک میگفت و علم کمال جنانش بود که در پانزده سالگی کتاب منهاج العابدین و بیان روشن
خواجگان و خلافت الشریعت تصنیف کرد و در سنه بست و چهار سالگی بعد مدیدی بجای وی قائم مقامش کرد

چون بخدمت مرشد خود اراده آورد قریب بست سال در خلوت نشست و ذکر کرد و مجاهده شاقه پیش گرفت چنانچه
بعد از پنج شبانه روز افطار کردی و مدت سی سال شبها خواب نکرد چون پدرش خلافت داد گلیم بپوشانید
فرمود این گلیم حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و علی مرتضی است رضی الله عنه که این گلیم بپوشد
صاحب ریاضت شده باشد و مدح و ذم پیش او یکسان بود و این اثر نیکبختی در او پیدا است پس اسم اعظم ساخت
همان ساعت علم ظاهر و باطن بکشوف گردید گویند از بیت المقدس تا نواحی چشت و بلخ ده هزار خلیفه داشت
و مرید انش احدی نیست دهم وی از سیر الاقطاب مفهوم میشود که چون خواجه مودود چشتی بعد پدر بزرگوار خود
در سن بست و چهار سالگی بسجاده نشست اینجا شیخ احمد جام زنده پیل رسید قدس سره فرمود خواجه مودود از اینجا
بزرگ است و خود سال مانده ما را آنجا باید رفت تا تربیتش نمایم و بدست خود بسجاده نشانم از جام متوجه چشت شد
چون بهرات رسید بعضی مردمان نامنجار برای انگیختن عداوت میان هر دو بزرگ پیش خواجه مودود گفتند
که شیخ احمد جام بخیال اندرون ولایت شما اینجا آمده است خواجه مراقبه کرد و فرمود که آنچه میگویند باطل است شیخ
احمد از روی محبت و تقویت ما می آید درین اثنا شیخ نزدیک رسید خواجه قصد استقبال نمود آنروز مان نامنجار
عرض کردند که برای استقبال با مردم بسیار بیرون شدید خواجه سخن آنها گوش نکرد با مریدان و صوفیان که
قریب چهار هزار حاضر بودند برای استقبال شیخ بیرون شدند در آن هنگام خواجه را از چشت تا هرات دوازده هزار مرید
خلیفه از هر شهری و نواحی در رکاب سعادت همراه شدند چون بر دریای تونک مابین بازان و شادیاخ
هر دو بزرگوار قریب رسیدند از آن روی آب شیخ احمد بر پشت شیر سوار شده آمد ایستاده و این روی آب
خواجه مودود که از چشت بر دیوار سوار شده تشریف آورده بود و دیوار در رفتن بر آب پیشی مینمود
بایستاد یاران شیخ احمد چون همراه خواجه مودود انبوه بسیار دیدند بخدمت شیخ اظهار نمودند شیخ فرمود هیچ
مضائقه نیست خواجه مودود برای ملاقات ما آمده است این انبوه مریدان و صوفیان وی اند آخر الامر
یاران شیخ آواز دادند که شما از آب بگذرید ما بیائیم خواجه فرمود شما از راه دور بخاطر ما آمده اید بهتر آنست که
بخدمت شما میرسم بسم الله الرحمن الرحیم خواند از دیوار جست و بسان برق از دریا بگذشت و با هم ملاقات
واقع شد شیخ با یاران خود فرمود که ما غیر واقع خیال کرده بودیم خواجه مودود از کملان روزگار است

الحمد بعد که از دیدار شیخ مشرف شدیم پس ما هم نشستند و تا دیری حرف و حکایات در میان آوردند
بعده خواجه گفت شما را همین باید و بغیر ازینجا نه قدم رنجه بفرمائید و زیارت خواجگان شما نیز در ما بید شیخ
گفت مقصود ملاقات شما بود الحمد لله حسن میسر آمد و زیارات خواجگان از اینجا میسر است از انکه تصرف روحی
اولیاء و اثر ولایت ایشان همه جاست پس شیخ بچشت روی کرد و زمین بوس نمود و فاتحه خواند و برگشت
و در خانه خواجه علی حکیم که معتقد شیخ بود فرود آمد خواجه مودود نیز تا آنجا همراه بود آن هر دو بزرگوار
صاحب اسرار سه روز آنجا ماندند و مجلس سماع در آوردند و پیش ازین خادم شیخ احمد عرض نمود که
رخت خواب کجا بیندازم شیخ فرمو باش که همی درویش است چون شب آمد هر دو بزرگ در سماع مشغول
شدند آنزمان نا منجار که قبل ازین بارها گفته آنها بجناب خواجه پیش نرفته بود فرصت را غنیمت
دانسته سلاحی بسته بمجلس در آمد و خواستند که کار شیخ به تیغ و خنجر تمام سازند تا تمت کشتن بر خواجه نهند که ناگاه
نگاه شیخ بر ایشان افتاد و لرزه بر اندام آنها مستولی شد درین اثنا هر دو بزرگ باتفاق بسوی ایشان بنظر
غضب نگاه کردند یکمرتبه بیخود افتادند تا انکه بعد از سماع بر ایشان افاقت دست داد شیخ آنها را بدیخواه
متوجه گردید و فرمود مان خواجه این چیست که دیده خواجه تمامی حال را از اول تا آخر بیان نمود شیخ احمد جام
گفت ایشان سزای خود یافتند حالا درگذر باید کرد خواجه مودود گفت که ایشان گناه شما کرده تا
شما عفو نفرمایند فائده نمیکند شیخ گفت من از گناه ایشان درگذشتم شما نیز معاف نمایند خواجه گفت که
چون شما خوشنود شدید من نیز معاف کردم همه شان بحال خود آمدند و در پای شیخین افتادند و توبه نمودند
پس حضرت شیخ احمد جام فاتحه خواند و بجناب جام مراجعت فرمود خواجه مودود چشتی متوجه چشت گردید و شیخ
احمد جام وقت رخصت خواجه برای تحصیل علم تاکید بسیار کرد و گفت درویشی بعلم چیزی نیست هرچند علم معرفت
بکمال داری ولیکن علم ظاهری نیز درکار است تا ظاهر باطن یکی گردد و حضرت خواجه بنصیحت ایشان
قبول کرد و هم در آن سال بتحصیل علم غربت ملیح نمود و هم صاحب الاقتباس الانوار مینویسد چون در ملفوظ
حضرت خواجه مسطور است که در رقم در آمد بضرورت بعینه ثبت افتاده والله اعلم بالصواب و هم وی از
سیر الاقطاب وی از خواجه عبد الخالق غجدوانی نقل میکند که در ایام عاشورا در مجمع حضرت خواجه

در معرفت بیان نمود ناگاه جوانی آمد بصورت زاهدان خرقه در سر و سجاده بر دوش داشته گلیشه به
نگاه خواجه بر و افتاد و سه بیت بخواند گفت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرموده اند بقوا من
فراست المومن فانه ینظر بنور الله بنابر این حدیث چیست حضرت خواجه فرمود سر این حدیث
تازه ریشکنی و ایمان بر حضرت من جل علا آری و از من بشنوی گفت العود بالله مرا زنار باشد
خواجه خادمی را اشارت نمود تا خرقه از بر کشید زناری بر آمد وی تجمل کرده بود و بر بالای خود آنرا
افتاده و زنار بشکست و مسلمان شد و سه سال بعد از ان در خانقاه خواجه بود و در شبی که سه روز مانده بود
گاسته او کشاده شد وی یکی از اولیا الله گشتی بقرب الله پیوستی و وی شخص نامدار و عارف محرم
اسرار و محقق بزرگوار سر قوم مقربین و ابرار بود و منقول است که چنان خلق و تواضع داشت همه را سلام گفتی
و خود را از جمله کمتر شمردی و غلام و کنیزک خود را سلام کردی و قیام نمودی انتهی صاحب مراة الاسرار
الاولیا می آرد که چون خواجه قطب الدین مودود چشتی را رحمت مزاحم شد مزدی با سعید بیاید
و حریر پاره نیشته دست خواجه مودود داده خواجه مطالعه نمود حریر پاره را بر چشم خود نهاد و جان بجان تسلیم
کرد و بعد از تجهیز و تکفین خواستند که جنازه بردارند و برداشته نشد مردم متحیر بودند که آواز صعب بر آمد همه دور
شدند آنزمان مردان غیب بیامدند و نماز جنازه گذاردند بعد از ان خواجه احمد ابدال را و آن جماعت
دیگر که حاضر گشته بودند نماز گذاردند بعد از خلق نماز او نمودند پس خواستند که جنازه بردارند جنازه خود نجنبید
و در هوا شد و مدت تا بموضع که خواجه قبول کرده بود فرود آمد ازین کرامت خواجه چندان کفار آن دیار
مسلمان شدند که در شمار نیاید توفی فی غرة شهر رجب سنه سبع و عشرین و خمسمائة و در زمان معز الدین سنجر
و چهل و دو سال بعد از وفات حیاتش نمود و هفت سال بود رحمة الله علیه تاریخ سنه و اولیاء

آنکه مودود چشتی اش نام است گلشن جان باغ اسلام است عمدهٔ خاندان چشتیه هادی جمله بهشت است

سال تاریخ نقل آن سعود کو بجنات آن ز سود خواجه مودود خلیفهٔ نامدار و اولیا کبار و اشت

خواجه احمد بن سعود بن ابو یوسف چشتی رحمة الله علیه در بخارا بود و بسیار بزرگ
بوده و بعد از خواجه مودود چشتی بمقام وی نشسته و مقبول همه خلائق بوده و در کوفه امام شقیق حاضر شده

تمام داشته است گویند پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم را در واقعه دید که فرمودند که ای احمد اگر
نوشتن ما نبینی اشتیاق تو ایم چون ما بداد شد سه یار موافق اختیار کرد و مجهول و آنچنانکه کسی را
زیارت حرمین شریفین زادهما الله تعالی تشریفا و تکریما متوجه شد چون اقامت ارکان و شرائط حج کرد
بحرم محترم مدینه در روضهٔ شریفهٔ مصطفویه علی زوارها تحف التحایا توجه نمود و مدت شش ماه مجاورت کرد و
گویند که مداومت و مواظبت وی مجاورت آن حرم حاد مانز اگران آمد خواستند که وی را بنجانبند از روضهٔ منیفه
او را آنچنانچه همه حاضران شنیدند که وی را منجانبید که از جملهٔ مشتاقان ماست و بعد از مراجعت از مدینه بغداد
و در خانقاه شیخ شهاب الدین سهروردی فرود آمد شیخ وی را تعظیم و احترام بسیار کرد و خلیفه بغداد نیز خواهش
نه دید بود وی را طلب کرد و وظائف اکرام و احترام بسیار بجا آورد و وی خلیفه را نصائح جامع گیر
و مواعظ دلپذیر گفت و همه در محل قبول افتاد و فتوحی آورد بجهت استمالت خاطر خلیفه محتشمی بروی
چون بیرون آمد تقرار اقامت کرد و بخراسان توجه نمود ولادت وی سنهٔ سبع و خمسمائه بوده صاحب
اسراری آرد کمالات و خوارق عادات وی بسیار است و گویند که تا امروز سجاده وی در
بخال خود است و هر طبقه یکبار اهل معنی از فرزندان وی ظهور مینماید و این معنی از کمالات خواجگان
چشت و شاهبازان آن سلسله پاک در تمام هندوستان اظهر من الشمس اند توفی فی سنهٔ اربع و ستین و خمسمائه در
زمان ابو العباس احمد بن مستنجد رحمة الله علیه شیخ **ابو بکر بن عبد الله الطوسی النساج رحمة الله علیه**
در نیشابور است وی از اصحاب شیخ ابو القاسم گرکانی است و با ابو بکر دینوری صحبت داشته است از وی
پرسیدند که دیدار مطلوب را بچه توان دید گفت بدیده صدق در آئینهٔ طلب می فرمود که تصور آب تشنگی نشاند
و فکرت آتش گرمی نجشند و دعوی طلب بمطلوب نرساند و هم وی گفته تا هستی موهوم سوخته نشود و دیدهٔ
دل بسوزن غیرت از غیر دوخته نشود خانهٔ جان بشمع تجلیات جانان افروخته نگردد زیرا که نقش
در زمین کاشته نگارند و نقش بر کاغذ نوشته نه نگارند گویند مجاهده وی بشناسند نه انجا مجاهده بدرگاه
بنالید بسرش ندا کردند که ای لشکر باد در طلب نباشت کن ترا بایاد چه کار و هم وی گفته
توکل آنست که سبع و عطا جز از خدا تعالی نبینی عین القضاة همدانی در مصنفات خود او

که احمد غزالی گفت وی یعنی ابوبکر بمناجات و مناجات گفته الهی ما الحکمة فی خلقی خود او نداد در جواب
من چه حکمت است جواب آمد که الحکمة فی خلقک رؤیتی فی مرآة روحک و محبتی فی قلبک گفت حکمت
که حال خود را در آئینهٔ روح تو بینم و محبت خود را در دل تو بینم خواجه الاسلام محمد بن غزالی الطوسی
رحمة الله علیه کنیت وی ابو حامد است و لقب وی زین الدین حسابی و در تصوف شیخ ابو علی فارمدی
است غزال وی است از دیه‌های طوس اکنون اثر آن باقی نیست و وی گفته لقد سمعت الشیخ ابا علی الله
قدس الله تعالی روحه یقول وی من شنیدم از شیخ ابی علی الحسن الکرکانی قدس الله تعالی روحه انه قال الی
المسئلة الثلثین تصیر اوصافا للعبد السالک و هو بعد فی السلوک غیر واصل یعنی شنیدم از شیخ ابا علی
که خبر داد از شیخ خود ابو القاسم نامهای نود و نه گانه حق سبحانه و صف بنده سالک میگردد و در یک
خط خود را زان میگیرد حال آنکه بنده هنوز در سلوک است بنهایت نرسیده زیرا که فنا سیر الی الله
گویند و سیر فی الله را نهایت نیست وی اوائل در طوس و نیشاپور بتحصیل علوم نمود بعده بنظام
الملک ملاقات کرد قبول تمام یافت و با افاضل نظام الملک مناظره کرد و بر ایشان غالب شد
تدریس نظامیه بغداد و با او بوی تفویض کرد و سنه اربع و ثمانین و اربعمائة ببغداد رفت بعده همه را ترک کرد
و طریق زهد و انقطاع گرفت و قصد حج کرد و سنه ثمان و ثمانین و اربعمائة حج گذارد و بشام مراجعت نمود
و مدتی آنجا بود و از آنجا بیت المقدس رفت و از آنجا بمصر و مدتی در اسکندریه بود بعده بشام رفت
بعد ازان بوطن خود باز گشت و بحال خود مشغول شد و از خلق خلوت گزید و کتب بسیده تصنیف کرد و بعد ازان
در نیشاپور درس گفت و بعد از چندگاه ترک کرد و بوطن باز گشت و برای صوفیه خانقاه و برای علم مدرسه بنا کرد
و اوقات خود را بتالیف خیر تربیع کرد از ختم قرآن و صحبت ارباب قلوب و تدریس علم تا زمان که بجوار رحمت حق
پیوست در ربیع عشر جمادی الاخری سنه خمس و خمسمائة حالات کمالات وی بسیار معروف و مشهور است و در
مختصر نگنجد رحمة الله علیه صاحب مجمع الاسلام ازین سرای سه پنج جهات پنجه و چار و صلات
با صد و پنج با شیخ احمد غزالی رحمة الله علیه و نفحات است وی را از اصحاب شیخ ابو بکر نساج
است تصنیفات معتبر و رسائل بی نظیر دارد و یکی از ان سالها سوانح است که لمعات شیخ فرید الدین

عراقی بر سبیل آن واقع است چنانکه در دیباچه لمعات میگوید لما بعد این کلمه چند در دیباچه مراتب عشق
سبعین سوانح زبان وقت املا کرد و یکی از فصول سوانح اینست که معشوق بهر حال خود معشوق است
پس استغنا صفت اوست و عاشق بهر حال خود عاشق است پس افتقار صفت اوست عاشق را همیشه
در باید پس افتقار همیشه صفت اوست و معشوق را هیچ چیز در نباید که خود را دارد لاجرم صفت او استغنا
باشد و در حاشیه نفحات است یعنی ذات معشوق بی لاحظه وصف معشوقیت محتاج عاشق نیست اما بلاحظه
صفت معشوقی محتاج است بعشق و عاشق که خود را دارد یعنی فی نفسه ثابت است و بیرا و در بین ثبوت احتیاج
باحدی نیست بخلاف عاشق که بیرا معشوق ثابت نیست روزی کسی از وی از حال برادرش
حجة الاسلام پرسید که وی کجاست گفت وی در خوان است سائل بیرا طلب کرد در مسجد یافت او را نزد
شیخ احمد تجب نمود و قصه را با حجة الاسلام بگفت گفت راست گفت من در مسئله از مسائل مستحاضه فکر
میکردم یکی از صوفیان از قزوین بطوس رسید بر حجة الاسلام در آمد و بیرا از حال برادر خود شیخ احمد پرسید
آنچه میدانست گفت او گفت با تو از کلام وی هیچ چیز گفت آری جزوی داشت پیش آورد در آن
تامل کرد و گفت سبحان الله آنچه ما طلب کردیم احمد یافت در سنه سبع وعشر وخمسمائه از دنیا برفت و بیرو
وی قزوین است و کرآن محب و محقق صاحب اسرار آن مقتدای عالی مقدار آگاه عالم
بعلوم لدنی قطب افراد آنجواجه حاجی شریف زندنی قدس الله سره
وی در ریاضات و مجاهدات و ترک و تجرید قدمی ثابت داشت و در کلمات حقائق و خوارق میان قوم
مخصوص بود و در نکات و اشارات و معانی توحید عمل اهل حقیقت زمانه توجه بدو داشتند و در بریت مردان
عدیم المثل بود و منیر الدین لقب داشت و خرقه فقر از آن خواجه قطب الدین مودود چشتی پوشید
همتیان فرمود تا از سماع آلائش حسد و کینه و غل و غش بکلی زائل گردد و بسوی عرش و کرسی
میل کند اهل سماع از وی احتراز کنند و اگر کنند صاحب مراة از سیر الاولیای آورد که خواجه حاجی
شریف زندنی چهل سال از خلق عزلت گرفت و خرابه اختیار کرد و برگ درختان و میوه جنگلی خوردی
و از عالم صورت بغایت نفرت داشت احیانا اگر کسی خواستی که بخدمت وی رود خادم گفتی زنهار که

و حکایت آن تکنی که از سعادت زیارت محروم گردی روزی شخصی بخدمت خواجه بلغی فتوح آورد و گفت
ما بدین حاجت نداریم این صحرا که می بینی از خزانه غیب معمور است چون آن شخص نظر تعجب کرد دید که جوئی از زر
و صحرا روان شده است متحیر ماند مقصود خواجه آن بود که با کسی مزاحم احوال وی نشود و تنهائی
و تجرید جمعیت گرفته بود و صاحب سبع سنابل میگوید خواجه حاجی شریف زندنی مرید و خلیفه خواجه بود و در
چشتی است حاجی شریف دائم در خلوت بودی بعد سه روز بسه لقمه سبزی هیچ افطار کردی پس خرقه
خواجه بر که خوردی مجذوب گشتی نظر اکسیر نعمت بود و او صد و هشت یا بست سال عمر داشت از جمله
سالگی تا آخر عمر وضو وی جز در قضا حاجت باطل نشدی و دایم در گریه بودی و بارها نعره زدی
و آه آه گفتی و بیهوش و بیطاقت گشتی آب بر وی ادمیزدند و بهوش می آمد پرسیدند که چندین گریه و نعره
از چیست فرمود هر بار که این آیت مرا یاد می آید که ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون دون مدهوش و بیطاقت
میگردم که خداوند تعالی ما را بجهة عبادت آفریده است تا شب و روز او را پرستیم تا بعد روز بدشغول مشویم و شرمسار
نباید که فردا قیامت میان دوستان شرمنده گردم و گویند حاجی شریف دوستی با خدا می داشت
و با خلق هم میلی داشت و انواع دوستی در میان عاشقان صادق هست نیست او را در حلقه عاشقان نشمرند
و ندهند و اینچنین کس شایان خرقه نباشد خرقه کسی پوشد که در دل او بحر محبت خدا و رسول محیطی دیگر
بنود و هم وی می آرد که چون حاجی شریف زندنی سر بر شیخ سود و شد شیخ زمود ای حاجی تو مرد تنگستی
از خدای عزوجل خواستم که در مقام من نشینی خلق را دست بیعت دهی و هر یک مریدان تو سر قوم
درویشان باشند برود در خلوت نشین خواجه عرضه کرد که پیر دستگیر و خلوت کسی نشیند که مجموع باشد
بنده لائق خلوت نیست خواجه سود و اسم اعظم که از پیر خود یافته بود حاجی شریف را بیاموخت
بحر که او آن اسم را یاد گرفت علم لدنی بر وی کشاده شد بعده فرمود ای حاجی شریف کسی که در مقام محمدی
صلی الله علیه وسلم و در مقام پیران باشند او هرگز جاهل نباشد حقتعالی بر وی علم لدنی بگشاید راه هدایت
نماید او دیوان کاینات بعده خرقه کلیم حاجی شریف را پوشانید و خلافت عطا فرمود و دعای خود داشت
با نفر فاقه و محبت با غربا و مساکین آنچه راه دوستی پیران است او در تنقین کرد و هم وی گوید چون خواجه

حاجی شریف خرقهٔ خلافت پوشید هاتف غیبی ازداد که ای حاجی شریف پوشیدن خرقهٔ گلیم مبارک
باشد تا ترا آموزیدیم و مقبول حضرت خود کردیم هر که با تو بحجت گیرد او را نیز مقبول حضرت خود
گردانیم صاحب اقتباس الانوار از سید الاقطاب می آرد که مرقد و قبر وی در شهر قنوج بر کنارهٔ دریا
متصل جانب شمال واقع است اگرچه تشریف آوردن ایشان در هندوستان و در نجا رحلت نمودند
مطلقا از هیچ کتب مشائخ معلوم نیست ولیکن اندرون شهر و در بزرگان روزگار شهرت تمام دارد
این فقیر مکرر زیارت کرده والله اعلم بالصواب سیوم ماه رجب سنه وفاتش بنظر نیامد و بقولی در سنه
اربع وثمانین وخمسمائة و بقولی معاصر خواجه یوسف همدانی بود و بقولی قبر شریف در ملک شام یا
قنوج است و بقولی در قریه زندنه که از قریات بخارا است رحمة الله علیهم

ذکر خواجه یوسف همدانی کنیت وی ابو یعقوب است قدس الله سره

و در شجاعت حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره در کتاب فصل الخطاب آورده است که خدمت مولانا
شرف الدین العقیلی الانصاری البخاری روح الله روحه که از کبار علمای اند و از خاندان خواجگان
قدس الله ارواحهم بخط شریف ایشان مکتوب است که شیخ یوسف همدانی هژده ساله بوده اند ببغداد
رفتند و از ابی اسحاق فقیه علم فقه آموختند و در علم نظر بدرجهٔ کمال رسیدند و بر مذهب امام
ابو حنیفه رحمة الله تعالی علیه بوده اند و در اصفهان بخارا تعلم کرده اند و در عراق و خوارزم و خراسان
و ماوراء النهر صاحب قبول بوده اند و مدتی در کوه زرسا کن شده اند و خرقه از دست شیخ عبد الله
جوینی پوشیده اند و در تصوف انتساب شیخ عبد الله جوینی و شیخ حمشاد و شیخ ابو علی فارمدی کرده اند
ولادت وی در سنه اربعین و اربعمائة بوده است و هم وی مینویسد و در تاریخ امام یافعی مذکور است
که خواجه یوسف همدانی صاحب احوال کرامات بوده و در بغداد و اصفهان و عراق و خراسان
و سمرقند و بخارا اقامت نموده و حدیث و زهد و مواعظ فرموده و خلق از وی مستمع شده اند و در مرو
نزول کرده و مدتی انجا ساکن شده و بعد از آن بصحرا رفته و چند وقت آنجا بوده بعد از آن بازعزیمت مرو آمده و بعد
از مدتی باز دیگر بصحرا رفته چند آنجا بوده بعد از آن بازعزیمت مرو نموده چون از صحرا بیرون آمد

در راه وفات یافت و در همان موضع که دفنات یافته بود دیرا دفن کردند و گویند بعد از ان این النجا
که از معتمدان وی بود حسب بسیار که دیرا نقش کرده و قبر مبارک وی آنجاست زیارتگاه و متبرک به چون حضرت
خواجه یوسف را وفات نزدیک رسیده است چهار کس از میان اصحاب در مرتبه ارشاد یافته بخلافت
و نیابت خود نصب کرد صاحب نفحات می آرد شیخ محی الدین ابن العربی قدس الله سره در بعضی از
مصنفات خود میگوید که در سنه ثلثین و ستمائة شیخ اوحد الدین کرمانی در شهر قونیه در منزل من بود
وی گفت که در بلاد خواجه یوسف همدانی که زیادت از شصت سال بر سجاده شیخی نشسته بود
روزی در زاویه خود بوکاخاطر بیرون رفتن و بر هاوی خطور کرد و عادت وی آن بود که در غیر جمعه بیرون
آیده آن روی گران آمد و میدانست که کجا می باید رفت بر مرکبی سوار شد و سر بیراگذاشت تا بکجا که
خدا تعالی خواهد دیرا مرد انگرب دیرا از شهر بیرون برد و بیاده در آمد تا در المسجدی ویرانی رسانید
و با بستان شیخ فرود آمد و بمسجد در آمد دید که شمعی بر سر کشیده است بعد از ساعتی سر بالا کرد جوانی نورانی
گفت یوسف مرا مسئله مشکل شده است او ذکر کرد شیخ آنرا بیان فرمود بعد ده گفت ای فرزند هرگاه مرا مشکلی
شود و بشهر در آئی و از من بپرسی مرا در رنج میفگن شیخ گفته است که آنجوان این نظر کرد و گفت هرگاه
مرا مشکلی شود هرگز ترا نرنجانم مثل تو شیخ ابن العربی میگوید من از انجا دانستم که مرید صادق
بصدق خود هرگز یک شیخ بجانب خود نمیتواند کرد و خلفاء خواجه یوسف چهار اند عبد الله برقی و خواجه
حسن اندقی و خواجه احمد یسوی و خواجه عبد الخالق غجدوانی بعد خواجه هر یک در مقام دعوت بودند
و خلفاء دیگر بطریق ادب و خدمت می بوده اند و چون خواجه احمد یسوی بطرف ترکستان غربت کرد
جمیع یاران را نیابت خواجه عبد الخالق دلالت کرد و همچنین در سالهای بعضی از متاخرین این
خاندان است توفی فی سنة خمس و ثلثین و خمسمائة رحمة الله علیه **خواجه احمد یسوی ملقب**
بخافوادهٔ یسویان رحمة الله تعالی علیه وی خلیفه سیوم بوده اند از خلفای خواجه یوسف
همدانی قدس سره و مشهور است که مردمان ایشان را از یسوی گویند و آثار اکه مرکی پدر است بر مشایخ بزرگ
اطلاق کنند سوله ایشان یسوی است که شهرست مشهور از بلاد ترکستان و قبر مبارک ایشان بیرانجا

منشاء خاندان یسویان

صاحب آیات و کرامات جلیله و مقامات رفیعه بوده اند و ایشان را طفلی منظور نظر باب ارسلان بشده اند که از قدما
مشایخ ترک بوده اند باب ارسلان با بشارت مشتمل بر بشارت حضرت رسالت علیه السلام بتربیت وی مشغول گردانند
و خواجه را و خدمت ایشان ترقی کلی واقع شده و تا باب ارسلان در قید حیات بوده اند خواجه بسیر و سیاحت
وی قیام مینموده اند و بعد از وفات وی هم باشارات وی بنجارا آمده اند و سلوک ایشان بر خدمت خواجه یوسف
تمام گشته و بدرجهٔ تکمیل و ارشاد رسیده اند و در رساله بعضی از متاخرین مشایخ اینخاندان چنین مذکور است که بعد
از وفات خواجه عبد الله برقی و خواجه حسن اندقی چون نوبت خلافت بخواجه احمد یسوی رسید و بدعوت خلق
مشغول شدند بعد از چند گاه که ایشان را بشارت غیبی بجانب ترکستان عزیمت افتاد و در وقت رفتن همه
اصحاب را متابعت خواجه عبد الخالق عجدوانی وصیت نمودند بعد ازان بجانب یسی توجه فرمودند و چون
ماندکه خواجه احمد یسوی سر حلقهٔ مشایخ ترک اند و اکثر مشایخ ترک را در طریقت انتساب بدیشان است و در
خاندان ایشان بسی بزرگوار عزیزان بوده اند که ذکر مجموع ایشان را علیحده کتابی باید و مدانکه خواجه احمد
را چهار خلیفه اند اول منصور اتا دوم سعد اتا سیوم سلیمان اتا چهارم حکیم اتا و بقولی هزار لبان اتا وی
صاحب اولاد شدند و سنه پانصد شصت و دو در گذشت از دنیا و در قصبه یسی مدفون گشت ذکر خواجه
عبد الخالق غجدوانی قدس الله تعالی سره ایشان خلیفه چهارم خواجه یوسف همدانی
اند و سر دفتر طبقه خواجگانند و سر حلقه سلسله عزیزان در شیخوخیت مولد و مدفن وی در غجدوان
از ولایت بخارا و آن دیهی است بزرگ شهر مانند بسبب بسیاری فرسنگی آنجا را نام پدر وی عبد الجمیل
است بعد الامام معروفست از اولاد امام مالک بوده و والد وی از اولاد ملک دوم است
گویند عبد الجمیل امام صحبت و از خضر علیه السلام بوده و خضر او را بوجود خواجه بشارت داده و عبد الخالق
نام نهاده و بعد عبد الجمیل امام از ولایت رودم بدیار ماوراء النهر و ولایت بخارا آمده در غجدوان ساکن شد
و حضرت خواجه آنجا متولد گشت و در غجدوان نشو و نما یافته و در مبادی حال در بخارا بتحصیل علوم
اشتغال داشته اند و نفحاتست و شان ایشان در طریقت بغایت است و مقبول همه فرق اند علی الدوام در ماه صفر

وصفا و متابعت شرع سنت مصطفی صلی الله علیه وسلم و مخالفت اهل بدعت و هوا کوشیده اند
و دامن پاک خود را از نظر اغیار پوشیده اند ایشان را سبق و کرد دل و جوانی از خضر علیه السلام بوده
و بران سبق مواظبت نموده اند و خواجه خضر ایشان را بفرزندی قبول کردند و فرمودند که در خلوت
و جلوت و غوطه خورد و بدل بگو لا اله الا الله محمد رسول الله چنان کردند و این سبق را گرفتند و کار مشغول
شدند و کشادها یافتند و اول حال تا آخر حال روزگار ایشان بر یک خلق مقبول و محمود بوده بعد
ازان شیخ الشیوخ عالم خواجه یوسف همدانی بخارا آمدند خواجه عبد الخالق صحبت ایشان دریافتند
و معلوم کردند که ایشان را هم ذکر دل بوده و صحبت ایشان می بودند تا مدتی که در بخارا بودند گفته اند
که خواجه خضر پیر سبق ایشانند و خواجه یوسف پیر صحبت و خرقه و بعد از خواجه یوسف خواجه عبد الخالق را
مشغول شدند و احوال خود را پوشیده میداشتند و ولایت ایشان چنان شد که در یک وقت نماز کعبه میرفتند
و می آمدند و هم در شجاعت رشحه فرموده اند که وصیت میکنم ترا ای پسر که من بعلم و ادب و تقوی در
جمیع احوال بر تو باد که متبع آثار سلف کنی و نماز بجماعت گذاری بشرطیکه امام و مؤذن سنائی و
خانقاه بنا کرده و در خانقاه مشغول و سماع بسیار مکن که سماع بسیار نفاق پدید آرد و در وقت بسیار
سماع دل را بمیراند و بر سماع انکار مکن سماع را اصحاب سماع بسیار اند کم گوی و کم خور و کم
و از خلق بگریز همچنانکه از شیر بگریزند و هم در نصیحت است و در وصیتی دیگر خواجه گفت شیطان با بروندگان
راه هیچ وقت با شد خواجه فرمودند که هر روندگه که بسوی حد فنا نفس نرسیده باشد چون در خشم
شود شیطان بر دوست باید اما آن روندگه که بسر حد فنا نفس رسیده باشد و را خشم
خود تیز بود و در هیچ جا غلبت بود شیطان بگریزد و اینچنین صفت آنکس را سلم شود که روی براه حق
دارد و کتاب خدا را بفرد جمل بدست راست و سنت رسول را بدست چپ گیرد و در میان
این دو روشنائی راه را سلوک کند در دوازدهم ربیع الاول سنه خمس و سبعین و خمسمائه
برفت از دنیا خواجه عارف ریوگری رحمة الله علیه در نصایحت عبد الخالق
را خلیفه بوده است خواجه احمد صدیق و خواجه عارف ریوگری و خواجه ادیب بکلان

وسلسلهٔ نسبت ارادت حضرت بهاء الدین نقشبند رحمة الله علیه ازین جماعه بخواجه عارف میرسد
در شجرات است ایشان خلیفهٔ چهارم اند از خلفاء خواجه عبد الخالق قدس سره مولد و مدفن
ایشان ریوگر است که موضع است بر شش فرسنگی ازشهر بخارا اما بعد ازان بفرسنگی شرعی است خواجه
عارف را ترقی بسیار روی داد و سلسلهٔ وی شایع گشت و نسبت ارادت خواجه بهاء الدین بلوگر
بسیار و بغره شوال سنهٔ ثمانمائه صد و پانزده وفات یافت عمر طویل داشت

خواجه محمود انجیر فغنوی رحمة الله علیه در نفحات است وی از خلفاء خواجه عارف است
در شجرات است مولد ایشان انجیر فغنی است و اعظم خلیفه خواجه عارفست و انجیر فغنوی موضعی است
در ولایت بخارا از مضافات آبکنی که دیهی بزرگست و مشتمل بر چهارده مزرعه سه فرسنگ از شهر بخارا
خواجه محمود در آبکنی سکونت داشت قبروی آنجاست و نسبت وجه حلال کسب گلکاری میکرد
و چون از خلوت عارف اجازت و ارشاد یافته بود و مدعوت خلق بحق ماذون و مامور گشته بنا بر
مقتضای وقت و مصلحت حال طالبان ذکر علانیه معمول گردانید اول بار که مشغول
شده اند در مرض موت خواجه عارف بوده است نزدیک بزمان تسلیم ایشان بر سر منزل بلوگر
و خواجه عارف دران محل فرموده است که این وقت آنوقت است که ما را اشارت کرده بودند و معین
از نقل ایشان خواجه محمود مسجدی که بر دروازهٔ آبکنی است بذکر علانیه مشغول شدند و مولانا حافظ
الدین از کبار علماء وقت که جد اعلاء حضرت خواجه محمد پارسا اند باشارت اوستاد العلماء شمس الائمة
الحلوائی رحمهما الله در بخارا از خواجه محمود سوال کردند بحضور جمعی کثیر از ائمه علماء زمان که حضرت
شما ذکر علانیه بچه نیت میگویند خواجه فرمود تا خفته بیدار شود و غافلی آگاه گردد و روی براه
آرد باستقامت شریعت و طریقت در آید و بحقیقت توبه دانابت که مفتاح همه خیرات و اصل همه
سعادات است رغبت نماید مولانا حافظ الدین گفتند نیت شما صحیح است و شما را این شغل حلال است
آنگاه از خواجه محمود التماس نمودند که ذکر علانیه را حدی بیان نمایند که بآن حقیقت از مجاز متمایز
گردد و بیگانه از آشنا جدا شود خواجه فرمودند ذکر علانیه کسی را مسلم است که زبان او پاک باشد از دروغ

نسبت ارادت خواجه بهاء الدین نقشبند

نیت و حق او پاک باشد از حرام و شبهت و دل او پاک باشد از ریا و سمعت و سر او پاک باشد از توجه بغیر حضرت
ربوبیت، روزی خواجه علی با اصحاب خواجه محمود در ده رامیتن ذکر مشغول بود و ناگاه مرغی سفید بزرگ
از بالا سر رسیده بزبان گفت ای علی مردانه باش اصحاب را از دیدن آن مرغ و شنیدن آن سخن کیفیتی شده بیهوش
گشته اند بعد ده بخود آمده پرسید که آنچه بود که دیدیم و شنیدیم خواجه علی رامیتنی فرمود که آنخواجه محمود
بود حق سبحانه ایشانرا کرامت داده بود که دانم در آن مقام که حق سبحانه با موسی علیه السلام چندین هزار کلمه
گفته است پرواز میکنند در هفدهم ربیع الاول از دنیا برفت خواجه علی رامیتنی رحمة الله علیه
و نقاهت وی از خلفاء خواجه محمود است و لقب ایشان در این سلسله حضرت عزیزانست و ایشانرا
مقامات عالیه و کرامات ظاهره بسیار بوده و بصنعت بافندگی مشغول می بوده اند و این فقیر از بعضی اکابر
چنین استماع دارد که اشارت باینشانست آنچه مولانا جلال الدین رومی در غزلیات خود فرموده است
گرنه علم حال نوق قال بودی کی شدی ۞ بنده اعیان بخارا خواجه بساج را ۞ و قبر ایشان در خوارزم است
نیز و دیگر که از ایشان پرسیدند که ایمان چیست فرمودند که کندن و پوستین دراز ایشان پرسیدند که
مسبوق بقضاء سبقات کی برخیزد فرمودند که پیش از صبح در شب ایشان خلیفه دوم انداز خلفاء خواجه محمود
مولد شه بغنه راميتن است که قصبه ایست بزرگ در ولایت بخارا بر دو فرسنگی شهر سرده بازارهای بسیار
مشتمل بر شش محله اول حضرت شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی قدس الله تعالی روحه بایشان معین
بوده اند میان ایشان مراسلات واقع شده گویند که شیخ در دیشی را بخدمت خواجه فرستاد
و مسئله پرسید هر یکی را جواب شنید مسئله سویم آنکه ما می شنویم که شما ذکر جهر میگویید این چونست و
جواب فرموده اند که نیز میشنویم شما ذکر خفیه میگویید پس ذکر شما نیز جهر باشد رشحه دوم
مولانا سیف الدین فقیه از اکابر علمای آن زمان بوده از حضرت عزیزان سوال کرده که شما ذکر علانیه بکجا
نیت میگویید ایشان فرموده اند که باجماع همه علما در نفس اخیر بلند گفتن و تلفظ کردن بحکم حدیث
یقولوا لا الا الله الا الله جائزست و در ایشان هر نفسی نفس اخیر است در بست و
رمضان سنه خمس عشر و سبعمائة برفت از دنیا و بقولی احد عشرین

خواجه بابا سماسی رحمة الله علیه در بخارا نست وی خلیفه حضرت عزیزان است
وخدمت خواجه بهاء الدین نقشبند را نظر قبول بفرزندی از ایشان بوده است وایشانند که مارا بقصر
هندوان میگذشتند میفرمودند که از خاک بوی مردمی می آید روزی دو باشد که قصر هندوان قصر عارفان شود
ما روزی از سنرال امیر کلال که از خلفای ایشانند بطرف قصر عارفان متوجه شدند و فرمودند از ولادت حضرت
خواجه نه روز گذشته بود که جد ایشان معامله بر سینه ایشان گذاشت و نماز نماز بخدمت خواجه محمد بابا بردند فرمودند
که فرزند ماست و ما او را قبول کردیم و توجه باصحاب کردند و گفتند این آنمرد است که ما بوی وی شنیده
بودیم مقتدای روزگار شود و امیر سید کلال را فرمودند که در حق فرزند بهاء الدین بزرگ شفقت دریغ
نداری و مبالغه نکنی اگر تقصیری امیر فرمودند مرد نباشم اگر در وصیت خواجه تقصیر کنم در شجرات است
ایشان افضل اکمل اصحاب حضرت عزیزانند مولد ایشان قریه سماس بوده است که از جمله دیه های امیر
است و یک شرعی دوست از راسمین و از بخارا سه شرعیست و قبر ایشان بر انجاست منقولست که چون
حضرت عزیزان از وخارا نزدیک رسیده خدمت خواجه محمد بابا را از میان اصحاب اختیار کرده و او را خلافت و نیابت
خود را بایشان تفویض فرموده همه اصحاب را بمتابعت ایشان امر کردند در دهم جمادی الاخری سنه مذکوره
رنج برفت از دنیا ذکر شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاهر السهروردی منشا خانواده مشهور
رحمة الله علیه در علوم ظاهری و باطنی بکمال بوده و مصنفات در هر فن بسیار دارد بقول نفحات نسب وی بده واسطه
بابو بکر صدیق رضی الله عنه میرسد و نسبت ارادت وی در طریقت بشیخ احمد غزالی است و در تاریخ امام یافعی
میگوید یکی از اصحاب شیخ المجالنجیب سهروردی رحمة الله گفت روزی با شیخ در بازار بغداد میگذشتم بدکانی
رسیدیم که سفندی آویخته بود شیخ با ایستاد و گفت که این گوسفند میگوید که من مرده ام نه کشته قصاب بخود بپیچید
چون بخود باز آمد بصحت قول شیخ اقرار کرد و در تاریخ شیخ صاحب مرآة الاسرار گوید وی از دست عم خود شیخ وجیه الدین
ابو حفص نیز خرقهٔ خلافت پوشیده است و با شیخ حماد بن ابو مسلم دباس نیز صحبت داشت چنانچه در تکمله از وی
نقل میکند شیخ ابو النجیب سهروردی گفت که اول فتحی که در حقتعالی بر من بر کت صحبت شیخ حماد دباس بوده قدرت
او بر اکلمات عالی در سلوک و حقائق بسیار است پس فتحی دیگر حلقه اکثر اولیا بود در کمال صوری و معنوی وی

جمیع اهل ایمان متفق اند و در تکمله از شیخ شهاب الدین سهروردی نقل میکند که وی گفت وقتی نزد یک عم خود
شیخ ابو النجیب سهروردم که مردی گوساله شیخ آورد و گفت یا سیدی این را نذر کرده ام و برفت چون آن
گوساله پیش شیخ آمد شیخ فرمود که این گوساله میگوید که من آن گوساله نیستم که برای شما نذر کرده اید آن
دیگر است و مرا برای شیخ علی جن نامی نذر کرده اند سائل گفت که آنمرد باز آمد گوساله را برد و گرفته
و عرض میکند که این گوساله نذر شما است و آن نذر شیخ نبی بود مرا اشتباه واقع شد و هم در تکمله شیخ شهاب الدین
نقل میکند که روزی سه نفر از یهود و سه نفر از نصاری در مجلس عام شد شیخ الاسلام پرآنها اسلام عرض کرد
هیچ یک قبول نکردند پس شیخ در حق هر یکی از آنها لقمه از لبن تلقیم کرد و هنوز لقمه تمام فرو نبرده بودند که در حال
هر شش نفر ایمان آوردند و گفتند چون شیر در بطن ما سید جزو بن اسلام شد و از دلهای ما محو شد
و مراد چنین کرامات و خوارق عادات خواهد بود که مثل شیخ شهاب الدین سهروردی مرید شود آنکه ذکر وی پیشتر
بجای خود خواهد آمد و دیگر **شیخ عمار یاسر قدس سره** نیز از اصحاب شیخ ابو النجیب سهروردی است
و بقعه است و تکمیل ناقصان و تربیت مریدان کشف و تابع ایشان کمال و تمام و در تکمله است شیخ نجم الدین
کبری در کتاب فواتح الجمال آورده است که چون بخدمت شیخ عمار رسیدم و با وی خلوت در آمدم بجهاد
گذشت که چون اکتساب علوم ظاهری کرده ام چون فتوحات غیبی دست دهد از ابراز سر ها منع نکند حق
بر سر ما خلوت در آمدم اتمام خلوت میسر نشد بیرون آمدم شیخ فرمود اول تصحیح نیت کن بعد از آن بخلوت در آی
پس تو نیز با طن او برون آمدم و قف کردم و جا مهار ا بقفر انجشیدم بغیر یکجیه پوشیده بودم و گفتم که این خلعت
قبر من است و این جبه کفن من مرا امکان بیرون آمدن نیست و عزم کردم که اگر داعیه بیرون آمدن غالب شود آن جبه را پاره پاره
ما سازم عورت نماند و تا بمیانه از خروج شود شیخ در من نظر کرد و گفت در آئی که نیت درست ساختی چون در آمدم اتمام خلوت دست داد
و همین هیبت شیخ ابو الفتوحات بر من بگشاد دیگر **شیخ رزبهان بن کبیر مصری** وی اصل از کازرون بود اما در مصر می بوده از مریدان
شیخ ابو النجیب سهروردی است و اکثر اوقات در مقام استغراق می بود و شیخ نجم الدین کبری
را بقفر سیلی در مقام تکمیل رسانید و بداماد وی قبول کرد و فی کتاب تحفة البرره که تصنیف
شیخ مجد الدین بغدادی است میگوید سمعت شیخنا ابا النجاب یقول سمعت شیخ رزبهان بن مصر

یقول قیل لی مرارا اترک الصلوة فانک لا تحتاج الیها فقلت یا رب لا اطیق ذلک کلفنی شیئا آخر
یعنی نماز را ترک کن که ترا احتیاج بنماز نمانده است گفتم پروردگارا من طاقت این نمیدارم تکلیف کن بچیزی دیگر
یعنی این گفتن بسبیل امتحان بوده دیگر شیخ اسمعیل قصری قدس سره وی نیز از اصحاب
شیخ ابو نجیب سهروردیست و شیخ نجم الدین کبری بصحبت وی رسیده است و خرقه اصل از دست وی پوشیده است
و شیخ اسمعیل قصری اول خرقه از شیخ ابو نجیب سهروردی یافته دوم خرقه از دست شیخ محمد بن بالکیل
که سلسله وی به نهم واسطه بخدمت کمیل ابن زیاد میرسد چنانچه بعد ذکر ابو یعقوب شوسی و ابو یعقوب
نهرجوری نام بیران سلسله محمد بن بالکیل بالا گذشت و این هر دو بزرگ هم در سلسله پیران ایشانند و در
مقدمه این کتاب بیان خانواده فرد و بیان مفصل ذکر افتاده است و ولادت شیخ ابو نجیب عبد القاهر
بن عبد الله سهروردی در سنه تسعین و اربعمائة بوده است و وفاتش در روز جمعه هفدهم جمادی
الآخر در سنه ثلث و ستین و خمسمائة در زمان ابو المظفر یوسف بن مقتفی لامر الله مستجد از خلفای بنی عباس
ذکر آن امام ارباب طریقت آن مقتدای اولیای اهل حقیقت آنست ندای انی انا الله لا
اله الا انا متکلم کلام قلنا یا نار کونی قطب ارشاد حضرت خواجه عثمان هارونی قدس الله سره
مقتدای اهل بصیرت بود و از عظمای مشایخ چشتیه و محتشمان طوائف صوفیه بود و در علوم صوری و معنوی
از اقران خود فائق بود و در ریاضات و مجاهدات نظیری نداشت و کشف حقائق تفرید و شرح دقائق توحید
عدیم المثال بود ابو المنصور کعبیت داشت و خرقه تبرا و ارادت از دست حاجی شریف زندنی قدس الله تعالی
سره پوشیده صحبت قطب الدین مودود نیز دریافته چنانکه از ملفوظ وی که حضرت خواجه بزرگ جمع نموده معلوم میشود
مسکن آنخواجه و ملک خراسان است و قصبه هارون که نواسی نیشاپور است و بقولی آنکه قصبه هارون
و دیار فرغانه از ملک ماوراء النهر است و لیکن اکثر اوقات در مسافرت کوشیدی و لغایت تجرید و تفرید بود
و جمیع مشایخ وقت را دریافته بود و صحبتها داشته و در هر فنی فنتی بود کمالات ولایت وی از اینجا قیاس باید کرد که شیخ
بزرگ معین الدین سنجری شاهباز عالم را در دام تربیت خود آورده سیر العارفین می آرد که خواجه عثمان
هارونی یار باوفای وی که معین الدین با محبوب الله است و مرا از مریدی وی افتخاری باشد خواجه در اثنای الاوراد

میگوید که در شهر بغداد بمسجد خواجه جنید بغدادی رحمة الله علیه رفتم بابوس سید العابدین و العارفین شیخ الاسلام
خواجه عثمان هارونی قدس سره حاصل کردم و مشائخ کبار بخدمت حاضر بودند همین که این درویش روی بزمین نهاد
فرمود که دوگانه نماز بگذار بگذاردم گفت مستقبل قبله بنشین بنشستم فرمود سورة البقر تمام بخوان بخواندم فرمود بست
کلمه سبحان الله بگو گفتم آنگاه خود بایستاد و روی سوی آسمان کرد دست من گرفت و گفت بخدای رسانیدم همین
که این بگفت بدست مبارک مقراض بسر این درویش راند و کلاه بسر نهاد و گلیم خاصه عطا شد آنگاه گفت بنشین
چون بنشستم فرمود که هزار بار سوره اخلاص بخوان بخواندم فرمود که در خانواده باین یکشبانروز مجاهده است
امروز بر دوشب را زنده دار همین که این درویش بحکم اشارت یکشبانروز بطاعت گذرانیدم چون روز دیگر شد
خواجه نشستم گفت بنشین همین که بنشستم گفت نظر بالا کن چون سوی آسمان نظر کردم گفت تا کجای می بینی گفتم
تا عرش عظیم فرمود در زمین بنگر دیدم فرمود تا کجا می بینی گفتم تا تحت الثری باز فرمود سورهٔ اخلاص بر ابار
بخوان چون بخواندم فرمود باز سوی آسمان نگر دیدم گفت تا کجا می بینی گفتم تا محاب عظمت فرمود چشم
بهم کن کردم باز فرمود باز کن چون باز کردم دانگشت خود را مرا نمود و گفت چه می بینی گفتم هیچ و هیچ از عالم
می نبینم همین که این بگفتم فرمود برو که کار تو تمام شد بعد ازان خشمی بیش بود فرمود برکن برکردم زر خشت
یکدینار زر بود فرمود مر درویشان صدقه بده چون باز آمدم گفت چند روز صحبت ما بایش گفتم فرمان شما
بالا و سر است آنگاه بسعادت زیارت [illegible] رسیدم انگار دست گرفته بخدای سپرد و در زیر ناودان
خانه کعبه مناجات کرد در باب این درویش آواز آمد که معین الدین سنجری را قبول کردیم چون از انجا در بند
آدیم بر سر روضهٔ خواجهٔ کائنات محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم سلام گفتم آواز آمد علیکم السلام
قطب المشائخ همین که این آواز آمد فرمود بر دیجمالیت رسیدی بعد ازان در شهر بدخشان آدیم بزرگی را
دریافتم که از پیشگاه خواجه جنید بود عمر او صد و چهل رسیده بود از خدمت مشغول اما یکپای نداشت
از انحال سوال کردم جواب داد وقتی بهوای نفس خود استم که از این صومعه بیرون آیم همین که پای
از صومعه بیرون نهادم آواز آمد که ای مدعی عهد کی بود فراموش کردی کار و موجود داشتم آنپای
را ببریدم و بیرون انداختم پس امروز چهل سال است که این پای را ببریدم و در عالم تجرید مبتلا شده

نیندیشم فردای قیامت میان درویشان این روی چه خواهم نمود از بخارا بنجارا آمدیم بزرگان بخارا در یافتیم
عصر یکی در عالم دیگر توجه داشته که وصف ایشان در قلم نیاید پس همچنین ده سال بخدمت خواجه میبود
بعد ازان خواجه در بغداد آمده معتکف شد بعد چند گاهی باز مسافر شد نا ده سال دیگر بر رفیق حاشیت
خواجه سر کرده برابر میرفتم همین که بست سال راست شد خواجه باز گشت و در بغداد غربت گرفت این درویش
را فرمان شد که درین روزمن بیرون نخواهم آمد اما شمار امیباید که هر روز وقت چاشت بیائید تا رغیب فقیر
شما را بگویم بعد از تو یاد گاری ماند پس این درویش همچنین میکرد هر روز بخدمت خواجه در مقام عزلت
میرفت و انچه از زبان پاک خواجه می شنید آنرا در قلم می آورد چنانکه در انیس الارواح تمام ملفوظ
خواجه عثمان هارونی درست و هشت مجلس کرده و این مختصر گنجایش آن ندارد لیکن هر گاه که مجلس از کتاب مذکور
نوشته می آید مجلس چهار و سیم پنج در فضیلت نماز نا افتاده بود فرمود که شیخ یوسف چشتی رحمة الله علیه در
رساله خود مینویسد که در وقت خفتن فاتحه سه بار و اخلاص سه بار بخواند روز قیامت پیش پیغامبر ما
چنین روی کسی در بهشت نرود و در بهشت رفیق عیسی باشد آنگاه فرمود شنیده ام از خواجه محمد
مرغشی رحمه الله هر که در وقت خفتن یکبار الحمد و سه بار اخلاص بخواند چنان از گناهان پاک شود
گوئی از مادر زاده است آنگاه فرمود در صحیفه خواجه ذوالنون مصری رحمه الله نبشته دیده ام بروایت
ابن عمر رضی الله عنه هر که در وقت خفتن قل یا ایها الکافرون بخواند ضرار در نوشته بدین خواجه میرسد
در بهشت آنگاه فرمود روزی با پیر خود مسافر بودم در بدخشان بزرگی دیدم خواجه محمد بدخشانی نامش
از حد مرد مشغول او شنیدم که او فرمود هر که در وقت بر آمدن آفتاب دو رکعت نماز یا چهار رکعت
نماز گذارد ثواب حج و عمره در نامه اعمال او بنویسند و در خبرست هر که در وقت بر آمدن آفتاب دو رکعت
نماز یا چهار رکعت نماز کند فاضلتر ازانست که خوان پر از زر و رم صدقه کرده باشد همین که خواجه این فرمود
تمام کرد مشغول شد دعا گوی باز گشت مجلس بست و یکم سخن در روا کردن حاجات افتاده بود
فرمود که خدا تعالی دوست دارد مومن را که حاجات روا کند مومنی را هر جا که باشد جانگاه او باشد
هر که مومنی را گرامی کند خدای عزوجل همه کنا هانش را بیامرزد و آنرا بدان مقدار که نبشته نعلین

راست کنه یا خاری ز راه بردار و تا مومن از تخلد خدا متعالی او را میان صدیقان و شهیدان برگزیند
الحمد لله رب العالمین همین که خواجه فوائد تمام کرد مشغول شد بمجلس بست سیوم سخن در یاد کردن موت افتاده بود
انگاه سوال صلی الله علیه وسلم گفت که فاضل ترین اهل جنت آنند در دنیا یاد کردن مرگ است همیشه مشغول باشد گو خود را
باید از مرغزار های بهشت انگاه فرمود هر که در یاد کردن انبیا صلوة بفرستد خدا متعالی گناهش بیامرزد
اگرچه گناهان او از دریا زیادت باشد و هفت اندامش آتش دوزخ حرام گرداند و در همسائگی انبیا در
بهشت خانه آید و السلام همین که خواجه این فوائد تمام کرد مشغول شد و هم خواجه بزرگ در
تمامی کتابت کور مجلس آخر مینویسند که خواجه عثمان هارونی قدس سره این فوائد تمام کرد و عصا در
پیش بود با این درویش دو رکعت صلا و خرقه نیز عطا فرمود بعد ازان فرمود که این یادگار خواجگان
ماست این را بستان هر که را بعد از خود مرد یابی این در گردن او لنی و بدهی همین که خواجه این
فوائد تمام کرد روی بزرین آورده باز گشتم صاحب سبعه سنابل می آید که خواجه عثمان هارونی بدست
دو سال نفس را طعام نداد و بعد هفت روز پری دهن آب انار میدهی و گفتی آبی مارا از دست نفس
برهان نفس من غالب می آید از من آب میخواهد پری دهن او را آب میدهم و خواجه عثمان هارونی در
سماع بسیار گریستی و گاهی زرد شدی آمدیه خشک شدی و خون در اندام نمانده نعره بلند میزد و در
رقص می آمد و هم وی مینویسد که خلیفه وقت مریدی سرد داشت بود و را از سماع منع کرد و گفت
اگر سماع نیک بودی جنید توبه نکردی هر که از سماع باز نماند او را بردار کنند و قولا نرا نکشند
خواجه عثمان قدس سره فرمود سماع سریست از اسرار میان بنده و مولی اگر ما از سماع توبه کنیم
بر بیکار شویم نیک را بگفته باشیم و از پیروی پیران باز مانیم ما توبه از سماع نخواهیم کرد و در مجلس علما
حاضر شویم همینیم که علما سماع ما را قبول کنند یا نکنند خلیفه گفت بیایید خواجه استخاره کرد و در دان
شد که در مجلس علما حاضر آمد علما را دید و دین روی خواجه هیبت خوردند و علم فراموش کردند یکی
در پای خواجه افتاد و زیارت کردند و گفتند که سماع ترا مباح است خواجه گفت در عصری که خواجه جنید
توبه از سماع کرد و میگفت که سماع مرا بل را حرام است آنوقت خواجه ناصر الدین در حیث بود گفت که اگر

جنید در حیث بودی یا ناصرالدین در بغداد بودی جنید توبه از سماع نکردی شما چه دانید سماع را اخوان
شرط است تو به جنید بر ما حجت نیست پس بر این ما تو به نکردند هر یکی سماع شنیدند همه علما سر بپای خواجه
نهادند خواجه بکرم و لطف بر آن علما نظر کرد هر یکی اهل شدند و ابواب علم لدنی بر ایشان گشاده شد
ترک دنیا و اهل دنیا گرفتند و خلوت اختیار کردند خلیفه گفت من خواجه را رضا دادم که سماع بشنود دیگر پیرا
زهره بود که سماع بشنود خلیفه قولا نرا گفت اگر شما پیش کسی سرود بگوئید شما را بردار کنم صاحب سیر العارفین میگوید
که خواجه تزرگ از خدمت خواجه عثمان هارونی رخصت گرفته روانه گشت بعد از چند روز خواجه عثمان هارونی
از وطن محبتی که داشت در طلب خواجه از مقام خود انتقال نمود اتفاقاً در مقامی رسید که آنجا منعان ساکن بودند
و یک آتشکده بود بالای آن گنبدی ساخته و هر روز قریب بست ارابه هیزم در آن میسوختند چون خواجه
عثمان قدس سره آنجا رسید در قصبه در تر زیر درختی کنار جوئی فرود آمد و فخرالدین نام خادم را فرمود تا
پاره آرد و آتش از قصبه آورده نان افطار بمیاساز و خادم مذکور رفته آرد خرید و بجهت آتش بر آن آتشکده رفت
منعان گرد آتش نشسته بودند نگذاشتند که دست در آتش کند خادم واقع حال با خدمت خواجه گفت خواجه
غیرت احدیت در کار شد برخاست و بر کنار آتش چه آنجا منعی دید تختیا نام بر تخته چوبی نشسته بود
و پسری هفت ساله در کنارش دارد و گرد پیش وی دیگر منعان بسیار بطرف آتش متوجه نشسته اند خواجه
از وی پرسید که از پرستیدن آتش چه نفع است که با بندک آب معدوم میشود چرا قادر مطلق را نمی پرستید
تا شما را بکار آید آتش مخلوق او است منعی جواب داد که در دین ما آتش را وجودی عظیم است چرا
نپرستیم خواجه فرمود چند سال است که این را می پرستی بیا دستی در دکن تا ترا نسوزد او جواب گفت که با اینهمه
خاصیت او سوختن است کرا یارای آنجا شد که قریب وی شود پس خواجه آن پسر را از کنار مع بخود
کشیده بادی متوجه آتشکده شد فریاد از منعان برخاست خواجه بسم الله الرحمن الرحیم بگفت و آیت
قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم خواند و در میان آتشکده در آمد و چهار ساعت کامل آنجا بود هیچ
اثری از آتش بخواجه و آن پسر نرسید بعد ازان معه پسر از آتشکده بیرون آمد منعان از پسر پرسیدند
که آنجا چه دیدی گفت غیر از گل و گلزار چیزی دیگر بنظر نیامده ازینجا معلوم شد که خواجه را دلالت

ابراهیم علیه السلام بود پس یکبار جمله مسلمان شدند خواجه آن مخیشامغ را عبد الله نام کرد و پسر را
ابراهیم نام نهاد و صرد و را تربیت فرمود تا که بمرتبه ولایت در رسیدند و تصنیف سیر العارفین فرموده
که من در آن مقام رسیده ام و از مردم معتبر آنجا تحقیق نموده ام که خواجه دو نیم سال بحیث تربیت عبد الله
و ابراهیم در آنمقام مانده بود پس از انجا مسافر شدند و نیز مینویسد که آن آتشکده را ابراهیم اندخته
عمارتی و مسجدی خوب ساخته اند مقبره شیخ عبد الله و ابراهیم هم در آنجا است و بهلوی مسجد و
بسی گورستان بزرگ و حجره و خانقاه الله در آنجا موجود است و نیز وی میگوید که دو هفته در آنجا اقامت
نموده بسی فیض بردم صاحب مراة الاسرار میگوید از عبارت گنج الاسرار معلوم میشود که خواجه خمشاد
بارونی بحیث دیوان خواجه بزرگ تاد هلی تشریف اورده است این روایت بغایت ضعیف است
شیخ نصیر الدین اودهی از ان انکار نموده است بعد ازان ولایت هند باشارة باطن حواله
خواجه بزرگ نموده بجانب کعبه متوجه گشت و هم در مکه معظمه وفات یافت مقبره ایشان در انجا مشهور
و معروف است و سن وفاتش در تاریخ شمع جلالی این است پنجم شوال در سنه ثلث و ثلثین و ستمائة
و اعتماد اما در کتب دیگر نظر نیاورده و لیکن شیخ محی الدین عبد القادر جیلی معاصر بود و بقولی تسع و تسعین
خمسمائة ذکر شیخ عبد العزیز تمیمی خلیفه حفیظ الله صاحب در بیت المعرفت مینویسد
از مشائخ مشاهیر بود احوال ایشان مدریافت نرسیده ذکر عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی
کنیت او ابو الفضل و مرید ابو بکر شبلی بود و نزد بعضی مرید پدر خود و پدر ایشان مرید ابو بکر شبلی بود از
مشائخ کبار بود تمیم قبیله است و در بعضی نسخ تمیمی منسوب بمین نوشته است صاحب شریعت و طریقت
و حقیقت بود و مذهب حنفیه داشت و گویند بر مذهب حنبلیه بود و بعد شبلی بر مسند ارشاد نشست
وفاتش در جمادی الآخر در سنه چهار صد و پنج هجری بوده قبرش در مقبره امام احمد حنبل
رحمة الله علیهما ذکر شیخ ابو الفرج طرطوسی اصل ایشان از طرطوس است از اصحاب شیخ عبد الواحد
بن عبد العزیز است وفات انجا مع الکمالات در سال چهار صد و چهل و هفت باتفاق اهل تواریخ بود
ذکر شیخ ابو الحسن هکاری نام علی بن محمد بن یوسف بن جعفر قریشی هکاری است

از اصحاب ابو الفرج در سلاسل الانوار است یکی از اکابر و پیران گفت انت شیخ الاسلام گفت ایا
انا شیخ فی الاسلام و خرج من اولاده و حفده جماعة تقدموا عند الملوک و علت هزائم
منهم فقراء و منهم امراء یعنی من شیخ ام در اسلام و بیرون آمد از اولاد من گروهی آن کنیه
بیجوئید نزد بادشاهان و برتر شود مرتبه ایشان بعضی از انها علما اند و بعضی امرا بسیار
بفتح ها و تشدید کاف بمعنی باغبان و در نفحات نوشته که جبل سنکار توابع موصل است
و اولاد نیز در چهار صد و نه بود و بقولی بعد سه روز لقمه طعام خوردی و ده ختم قران بعد از نماز عشا
تا نماز بجد کردی و وفاتش در محرم سنه چهار صد و شصت و یک هجری است و تاریخ وی لفظ فوت است و ذکر شیخ
ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخرمی ایشان را در سلاسل الانوار ابن محمد المخرمی
نوشته که از اصحاب ابو الحسن است نقل است از غوث الثقلین که در ابتدای حال با خدا عهد
کرده بودم که نخورم تا نخورانند و نباشام تا نباشامند چون چهل روز گذشت شخصی قدری طعام
بگذاشت و برفت نزدیک بود که نفس من از گرسنگی بالای طعام افتد گفتم والله از عهدی که با خدا
کردم برنگردم ناگاه از باطن خود آوازی شنیدم الجوع الجوع شیخ ابو سعید مخرمی بر من بگذشت
آن آواز را شنید و گفت عبد القادر این چیست گفتم اضطراب نفس است اما روح بر قرار خود است در
مشاهده خداوند خود گفت بخانه من بیا پس برفت من در نفس خود گفتم بیرون نخواهم رفت
ناگاه خضر علیه السلام آمد و فرمود برخیز پیش ابو سعید برو رفتم دیدم که بر دستار ده انتظار
میکشید گفت ای عبد القادر گفته من بشنود که خضر را نیز بانیستی گفت پس مرا بخانه برد
طعام لقمه لقمه بدست مبارک خود در دهانم نهاد بعد ده مراحقه پوشانید و وفاتش در محرم سنه یا
هجری ذکر آن غوث وقت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه
کنیت ابو محمد لقب محی الدین نام نامی عبد القادر بن ابی صالح موسی بن ابی عبد الله
یحیی زاهد بن سیف الدین محمد بن داؤد بن موسی بن عبد الله بن موسی الجون بن عبد الله
بن حسن المثنی بن امام حسن بن علی کرم الله وجهه و مادرش ام الخیر فاطمه بنت ابو عبد الله

صومعیست و مقتدای مشایخ گیلان بود از این نسبت و پیر گیلانی مینویسند و لیکن مسکن وی قصبه جیلان بود
و این جیلان بغایت جائی پرفیض است و هوایش در غایت اعتدال و درخت کوه جودی و اقعست بدانسان که کشتی نوح
علیه السلام آنجا قرار گرفته بود و از بغداد هفت روزه راه است بآن نسبت و پیر جیلی و جیلانی میگویند و جیلان
ذخیره ایشانست و لفرزندان خود وقف ساخته و نسبت خرقه تصوف بدو سته جانب داشت یکی از
جانب آبای خود و دوم از شیخ ابو سعید المخرومی که بهیچ واسطه بسید الطائفه جنید بغدادی میرسد
چنانچه بالا مذکور شد و نیز همین صاحب نفحاتست و یکخرقه از دست تاج العارفین شیخ ابو الوفا بغداد
هم بهشیه بود و شیخ عبد القادر در ابتدا حال از خضر علیه السلام نیز تربیت یافته است و آنقدر ریاضات و
مجاهدات که بقدم توکل و تجرید شیخ عبد القادر کرده است ممکن نیست که کسی از طایفه کرده باشد و تصرف
و خوارق عادات که از وی ظاهر شد هیچ یکی از ینقوم در آنوقت بوجود نیامد و وی بجمیع مقامات
غوثی و قطبی و قطب اقطابی ترقی کرده بمقام محبوبی رسیده بود که فوق آن مقام اولیا نیست و پیر محی الدین
ازان گویند که روز جمعه بغداد می آمدید که مردی برهنه با متغیر اللون و بدن افتاده است گفت ای
عبد القادر مرا بزنشان چون بنشاند جسدی تازه رنگ و صورتش ظاهر شد پس گفت من دین اسلام حفظ
مرا بتو زنده گردانیدانت محی الدین از انوقت هر طرف که میرفت و پیر محی الدین میخواندند شیخ
حماد دبّاس رحمة الله علیه از نحاست وی از جمله مشایخ شیخ محی الدین عبد القادر است کان اتقیاء و شیخ
علیه بالمعارف والاسرار و حماد قدوة للمشایخ الکبار شیخ عبد القادر جوان بود و در صحبت حماد میبود و ذکر
بلوغ تمام در صحبت وی نشسته بود چون برخاست و بیرون رفت شیخ حماد گفت این عجمی را قدمیست که روزی
وی بر گردن همه اولیا خواهد بود هر آئینه ما موشود بانکه بگوید قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و هر ائینه
آنرا گوید همه اولیا گردن بنهند توفی الشیخ حماد فی شهر رمضان سنه خمس و عشرین و خمسمائة و هم در نفحاتست
از علماء شام عبد الله نام گفته است که در بغداد من و این سقا بودیم در آنوقت و بغداد در غربی بود که میگفتند که وی
غوثست و نیز میگفتند که صرفت که نخواهد پیدا میشود و پنهان میشود و پس من و این سقا و شیخ عبد القادر دیدم
و هنوز جوان بود و بزیارت غوث رفتم این سقا در راه گفت که از وی مسئله بپرسیم که جواب آن نداند و من

کرازوی مسئله پرسم تا بنیم چه میگوید عبد القادر گفت معاذ الله که ازوی چیزی پرسم من پیش وی میروم و منتظر
برکات وی میبرم چون بروی در آمدیم و برابر جائی خود ندیدیم یکساعت بودیم دیدیم که بجائی خود
است پس از شرم خشم در ابن سقا نگریست و گفت ای ابن سقا از من مسئله میپرسی که جواب آن ندانم آن مسئله
اینست و جواب آن این می بینم که آتش کفر در تو زبانه میزند بعد ازان بمن نگریست و گفت ای عبد القادر
از من مسئله میپرسی و می بینی که چه میگویم آن مسئله اینست و جواب آن این هر آئینه که فردا گیرد ترا و نیاماند و گوید
که من بی ادبی کردی بعد ازان شیخ عبد القادر نگریست و دید که خود نزدیک بنشاند و گرامی داشت و گفت
ای عبد القادر خدای و رسول خدا را خوشنود ساختی باد بی که نگاه داشتی گویا که می بینم ترا و بعد از که
بر منبر بر آمده و میگوئی قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و می بینم اولیا وقت ترا همه گردنهای خود را پست
کرده اند اجلال و اکرام ترا پس در ساعت غائب شد و بعد ازو دیر اهر گز ندیدیم و هر چه نسبت شیخ عبد القادر
گفت و اعتقاد ابن سقا خلیفه دیر ابروم فرستاد و ملک روم علماء نصرانی را باوی مناظره فرمود
همه الزام کرد در نظر ملک بزرگ نمود ملک را خشم بود بوی مفتون شد وی را خواستگاری کرد گفت
بشرط آنکه نصرانی شوی اجابت کردم پس ابن سقا غوث را یاد کرد و دانست که آنچه بسبب وی رسیده اما
من بدمشق رفتم و دینار وی بمن نهاد و سخن غوث و حق من راست شد روزی شیخ عبد القادر در رباط
خود مجلس میگفت و عامه مشائخ قریب پنجاه تن حاضر بودند از انجمله شیخ هیتی بود و شیخ بقا بن بطو و شیخ
ابو سعید قیلوی و شیخ ابو النجیب سهروردی و شیخ حاگیر و قضیب البان موصلی و شیخ ابو السعود و دیگران
از مشائخ کبار شیخ سخن میگفت در اثنا سخن گفت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله شیخ علی هیتی بر منبر آمد
و قدم مبارک شیخ را بگرفت و گردن خود نهاد و بزیر آمد شیخ در آمد و سائر مشائخ گردنهای خود را نهادند
شیخ ابو سعید قیلوی گفته که چون شیخ گفت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضرت حق بر دل من
و رسول صلی الله علیه وسلم بر دست طائفه از ملائکه مقربین بحضرت اولیا منتقدین و متاخرین که آنجا
حاضر بودند احیا و اموات با رواح خود خلعتی بزرگ می پوشانید و ملائکه در حال خلعت
بر سر او میلین گرفته بودند و صفها در هوا ایستاده و بر روی زمین هیچ ولی نماند مگر که گردن

خود ریاست کرد و بعضی گفته اند که یک کس از عجم تواضع نکرد و آزردی متواری شد صاحب مراة از
تکمله میگوید که شیخ عبد القادر جیل بزیارت شیخ حماد آمد شیخ نظر بسوی او کرد گویا که بازی را بقصد
آورد و نظر شیخ حماد در وجنان اثر کرد که وجال شیخ عبد القادر بیرون آمد بر سبیل تجرد در راه
حق پیش گرفت و شیخ عبد القادر قدس سره که قطب ولیا بود از کبار اصحاب شیخ حماد بود و نفخات
گفته وی ابو محمد است علوی بود حسینی مادر وی گفته چون فرزند من عبد القادر متولد شد هر گز در
روز رمضان شیر نخورد و دیگر بار هلال ماه رمضان بجهت ابر پوشیده ماند از مادر وی پرسیدند گفت
امروز عبد القادر شیر نخورده است آخر معلوم شد که آن روز رمضان بوده است ولادت وی در سنه احدی و
ثلثمائة بوده است و اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دهلوی میگوید غوث الثقلین ابو محمد عبد القادر
مدت کلام او بر مردم در ارشاد خلق چهل سال و عمر وی نود سال و سال عمر وی بپنجاه بود که ببغداد آمد و قدم
سعادت لزوم ارزانی داشت و هم ازوی نقلست که آنحضرت فرمود در زمانه حسین بن منصور
حلاج کسی نبود که او را دستگیری کند و از نغزشی که او را شده بود باز دارد و اگر من در زمانه او بودم
او را دستگیری میکردم تا کار او بانجامی کشید و من دستگیری میکنم هر کرا از مریدان من مرگ بتعویق
و از پایی در آید تا روز قیامت و هم ازوی نقلست از جماعة مشائخ قدس الله اسرارهم که فرمودند
ضامن شده است شیخ عبد القادر مریدان خود را تا روز قیامت که نمیرد هیچ یکی از ایشان مگر بتوبه و فرمود
هر گاه از خدا چیزی خواهید بوسیله من خواهید تا خواهش شما باجابت رسد و فرمود هر که سه حاجات کند
بمن در کربتی کشف کرده شود آن کربت ازو و هر که منادی کند نام من در شدتی گشاده شود
آن شدت ازو و هر که توسل کند بمن بسوی خدا حاجتی قضا کرده شود آنحاجت مراد او فرمود که
دو رکعت نماز بگذارد و بخواند در هر رکعت بعد فاتحه سورهٔ اخلاص یازده بار بعد ازان درود فرستد
به پیغمبر صلی الله علیه وسلم بعد از سلام بخواند آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد ازان یازده کلمه بجانب
عراق رود و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاه خداوندی بخواهد تعالی تا آنحاجت او قضا
گرداند بشنو که ما کلام آنحضرت در بایست از علم نامتناهی الهی ممکن نیست احاطهٔ عبارت

و اشارت بدان کجا هی و کمالات و خوارق عادات وی اظهر من الشمس ست و کرامات وی بیش از
و این مختصر گنجائش آن ندارد و فاتش روز جمعه تاریخ یازدهم ربیع الاخر سنه احدی و ستین و خمسمائه و در بغداد
ابو المظفر یوسف بن مقتفی واقعشد و در بغداد مدفون گشت شیخ نجم الدین کبری منشأ خانوادهٔ
فردوسیان رحمة الله علیه نقابت کنیت وی ابو الجناب ست و نام وی احمد بن عمر
الخیوقی و لقب وی کبری و گفته اند که ویرا از ان لقب کردند که در اوان جوانی که بتحصیل علوم
مشغول بود با پسر که مناظره کردی بروی غالب آمدی فلقبوه بهذا السبب الطامة الکبری ثم غلب علیه
ذلک اللقب فخذوا الطامة و لقبوه بالکبری ثم غلب علیه ذلک و هذا وجه صحیح نقله جماعة من اصحابه من ثقات
بهم و قال بعضهم هو محمد و بفتح الباء الموحدة ای هو نجم الکبار ای جمع تکسیر الکبیر و الصحیح الاول کذا فی
التاریخ امام الیافعی و ویرا شیخ ولی تراش نیز گفته اند بسبب انکه در غلبات وجد نظر بسار کس نمی کرد
افتادی بر پشته ولایت سیدی روزی با رکابی بر سبیل تفرج بخانقاه شیخ در آمد شیخ حالتی نمودی دانست
نظرش بران افتاد در حال بر پشته ولایت رسید شیخ پرسید از کدام مملکتی گفت از فلان مملکت ویرا
اجازت ارشاد نوشت تا در مملکت خود خلق را بحق ارشاد کند روزی شیخ با اصحاب نشسته بودند بادی
در هوا صعوه را دنبال کرده بود ناگاه نظر شیخ بر آن صعوه افتاد صعوه برگشت و باز اگرد پیش شیخ
فرود آمد و روزی بتحقیق تقریر اصحاب کهف میرفت شیخ سعید الدین حمویرا رحمة الله علیه یکی
از مریدان شیخ بود بخاطر گذشت که ایا در بن امه کسی باشد که صحبت وی در سنگ اثر نکند
شیخ بنور فراست بدانست برخاست و بدر خانقاه رفت و بالبتا دناگاه سگی آنجا رسید و بایستاد و
دنبال میجنبانید شیخ را نظر بروی افتاد و در حال بخشش یافت و متحیر بخود فرو شد و روی از شهر
بگردانید و بکوهستان رفت و سر بزمین می مالید تا آورده اند که عمر جاویدآمد و میرفت تریت بیجا
و شصت سنگ گرد اگرد او جمع شدندی و دست بشهادت بنادندی و آواز کردندی و
هیچ نخوردندی و بحرمت بایستادندی عاقبت بدان نزدیکی بمرد شیخ فرمود تا ویرا دفن کردند بر
سر خود بنای عمارت ساختند شیخ در سفر نزدیکی از شاگردان می آمد که سند عالی داشت کتاب

شرح السنه را میخواند چون باواخر سبق روزی در حضور استاد جمعی از ائمه نشسته بود و شیخ السنه میخواند درویشی در آمد که در بیرانه شناخت اما از مشاهده وی تغیر تمام شیخ راه یافت چنانکه بحال دگرگونش نماند پرسید که این چه کس است گفتند که این بابا فرج تبریزیست که از جمله مجذوبان و محبوبان حق است سبحانه شیخ آفتاب بیقرار بود با جماعتی بخدمت استاد التماس کردکه برخیزید که بزیارت بابا فرج رویم استاد با اصحاب برد و خانقاه بابا فرج آمدند خادم رفت و اجازت خواست بابا فرج گفت گو در آئید شیخ گفت از نظر بابا شناختم دانستم جامه بیرون آوردم و دست بر سینه نهادم استاد و اصحاب موافقت کردند پس من و بابا فرج در آمدیم و نشستیم بعد از لحظه حال بابا متغیر و چون قرص آفتاب درخشان گشت و جامه بر تن وی تنگ نا شده چون بحال خود آمد بابا آمد بر خاست و آنجامه را در من پوشانید و گفت ترا وقت دفتر خواندن نیست و رفتنست که سر دفتر جهان شنوی حال بر من متغیر شد و با خود گفتم چه غیر خدا بود که منقطع گشت چون از آنجا بیرون آمدیم استاد گفت تا شرح السنه اندکی مانده است بدو سه روز ترا بآنجوان و دیگر تو دانی چون بمرو رسیدم بابا فرج را دیدم که در آمد و گفت دیروز هزار منزل از علم الیقین بگذاشتی امروز باز سر علم سیروی من بکدرس کردم و بریاضت و خلوت مشغول گشتم علوم لدنی و اسرار غیبی مفتوح گشت گفتم حیف باشد که آن فوت شود از آمیختم با بابا فرج را دیدم که از در در آمد و گفت که شیطان ترا تشویش میدهد این بیکبار از سویدای دل و قلب بیندا ختم و خاطر را از همه بپرداختم و هم در نخجوانست امیر اقبال سیستانی در گذشت که در آنجا همه سخنان شیخ خود شیخ رکن الدین علاء الدوله قدس سره جمع کرده است از شیخ نقل میکند که شیخ نجم الدین کبری بمیان رفت و اجازت حدیث حاصل کرد و شنید که در اسکندریه محدثی بزرگ هست باستاد علی از آنجا باسکندریه رفت و از وی نیز اجازت حاصل کرد و در شبی رسول را صلی الله علیه وسلم در خواب دید و از ان حضرت درخواست کرد که مرا کنیتی بخش رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که ابو الجناب پرسید که ابو الجناب چه باشد فرمود که مشدوه چون از واقعه باز آمد در معنی این میدید می نمود که از دنیا اجتناب می باید کرد و حالی بخرید کرد و طلب رشد مسافرت گشت و هر کس میپرسید ارادت درست نمیکرد و سبب آن نمیدانست بود تا شیخ

من فرونی آمد و چون بملک خوزستان رسید بانجا رنجور شد و بچکس او را مقامی ندید و عاجز گشت از کسی چیزی خواست
و درین شهر هیچ مسلمانی نباشد که رنجور و غریب را جایی و دمانگس گفت اینجا خانقاهی هست و شیخی اگر آنجا روی ترا عزت کنند
گفتم نام او چیست گفت شیخ اسمعیل نصری شیخ نجم الدین آنجا رفت او را جایی داوند و صفه مقابل صفه در
آنجا ساکن شد و رنجوری وی در ازکشید و سیگفت با این همه رنجوری چندان شیخ من نمی رسید که ای فرزند چرا
اینسان که من سماع را نهایت منکر بودم و قوت نقل مقام کردن ندداشتم شبی سماع منکر و مد شیخ اسمعیل اگر
سماع چالین من آمد و گفت بخواهی که ترا خبری بگویم بلی دست من بگرفت و مرا کمنار کرد و میان سماع برد و زمانی
نیک مرا بگردانید و بر روی دیوار مکیه داد من گفتم که در حال خواهم افتاد چون بخود آمدم خود را استوار دیدم
چنانکه هیچ بیماری در خود نمیدیدم مرا ارادت حاصل شد روز دیگر بخدمت وی رفتم و دست ارادت گرفتم
و بسلوک مشغول شدم و مدتی آنجا بودم چون من از حال باطن خبر شد و علم و افر داشتم مرا شبی در خاطر آمد که از علم باطن با
خبر شدی و علم ظاهر تو از علم شیخ زیادت باد او شیخ مرا طلب کرد و گفت برخیز و سفر کن که ترا بر عمار یاسر میباید
من دانستم که شیخ بر آنچه در خاطر من آمد واقف شد اما هیچ نگفتم و برفتم بخدمت شیخ عمار و آنجا چندی مسلوک کردم و آنجا شبی مرا
نیز همین بخاطر آمد با باد شیخ عمار فرمود که نجم الدین برخیز و بمصر رو بخدمت روزبهان که این همه ها و هوی ها و بی سلیقگی از
سر تو بیرون برد برخاستم و بمصر رفتم چون بخانقاه وی در رفتم شیخ آنجا نبود و مریدان او همه در مراقبه بودند
هیچکس من نپرداخت آنجا کسی بود ازوی پرسیدم که شیخ کجاست گفت شیخ در بیرون دست و صو میسازد
من بیرون رفتم شیخ را روزبهان را دیدم که در آب اندک وضو میساخت مرا در خاطر آمد که شیخ نمیداند که در اندک
آب وضو جایز نیست چگونه شیخ باشد او وضو تمام ساخت و دست بر روی من افشاند چون روی من رسید
در من بیخودی پیدا شد شیخ بخانقاه در آمد من نیز در آمدم و شیخ مشغول وضو شد من با می بودم
آن که شیخ سلام باز دهد من او را سلام کنم همچنان سر با می افتاده غائب شدم و دیدم که قیامت
قائم شده است و دوزخ ظاهر گشت و مردمان را میگیرند و با آتش اندازند من گفتم آتش بسیار است
شخصی بر آن پشته نشسته است و هر که میگوید که من تعلق بوی دارم او را رها میکنند و دیگران را
در آتش می اندازند ناگاه مرا نگرفتند و نکشیدند چون بآنجا رسیدم گفتم من تعلق بوی دارم مرا رها کردند

بنشسته بالا رفتم دیدم که شیخ روزبهان است پیش او رفتم و در پای افتادم او بسی سخت بر من زد
چنانکه از قوت آن بر روی در افتادم و گفت پیش از این اهل حق را انکار کن چون بیفتادم از غیبت باز آمدم
شیخ سلام نماز را داده بود پیش رفتم و در پای او افتادم شیخ در شهادت نیز همچنان بسی بر قفای زد
همان لفظ گفت آن بخوری از باطن من برفت بعد ازان امر کرد مرا که باز گرد و بخدمت شیخ عمار رو
چون باز گشتم مکتوبی بشیخ عمار نبشت که هر چند مس داری سیمرغست نادر خالص میکردم و باز بر تو
میفرستم از انجا بخدمت شیخ عمار رفتم و مدتی آنجا بودم چون سلوک تمام کردم مرا گفت بخوارزم
رو روی گفت آنجا مریدان عجب اند و این طریق را و مشاهده را در قیامت نیز منکر اند گفت برو
و با کار خویش بخوارزم آمد و این طریق منتشر گردانید مریدان بسیار بروی جمع آمدند و بحل ارشاد
مشغول شد چون کفار تتار بخوارزم رسیدند شیخ اصحاب خود را جمع کرد زیادت بر شصت هزار
بود و سلطان محمد خوارزم شاه گریخته بود و کفار تتار نپذیرفتند که وی در خوارزم است بخوارزم در آمدند
شیخ یعنی اصحاب را چون شیخ سعد الدین حموی و شیخ رضی الدین علی لالا و غیر ایشان را
طلب داشت و گفت زود بر خیزید و بلا دخود روید که آتشی از جانب مشرق بر افروخت که تا مرز دیگ
بمغرب خواهد سوخت این فتنه ایست عظیم بعضی از اصحاب گفتند چه شود که شیخ دعای کند
شیخ گفت و گو که این قضاییست مبرم دعا دفع آن نمیتواند کرد پس اصحاب التماس کردند که شیخ نیز با ما
موافقت کند و در نماید شیخ گفت و گو که من اینجا شهید خواهم شد و مرا اذن نیست که بیرون روم
پس اصحاب متوجه خراسان شدند چون کفار تتار بشهر در آمدند شیخ اصحاب باقی مانده را بخواند و گفت
قُومُوا اِلیٰ اسمِ اللهِ تُقاتِلُ فی سبیلِ اللهِ و بخانه در آمد و خرقه خود را بپوشید و میان محکم بست
و آن خرقه گشاده بود بنبل خود را از هر دو جانب بر سنگ کرد و نیزه بدست گرفت و بیرون آمد
چون بکفار مقابله شد در روی ایشان شکوهی انداخت تا آنکه هیچ سنگ نماند که کفار را
تیر باران کردند یک تیر بر سینه مبارک وی آمد بیرون کشید و بینداخت و بران برفت و شهید
گردید و مرا در وقت شهادت پرچم کافران را گرفته بود و بعد از شهادت ده کس خواستند که پرچم را

از دست شیخ خلاطی جنید عاقبت پر جیم و یرا ببرند کانت شهادته قدس الله تعالی سره فی شهور سنة
ثمان عشر و ستمائة و در روز شنبه دوم ذی حجه در سنه حیرت و خوارم در خانقاه خود گفتند حضرت شیخ را مردان بسیار بوده اند
چون شیخ مجد الدین بغدادی و شیخ سعد الدین حموی و بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی لالا الغزنوی
و شیخ سیف الدین باخرزی و شیخ نجم الدین رازی المعروف بدایه و عین الزمان شیخ جمال الدین گیلی و بعضی
گفته اند که مولانا بهاء الدین ولد پدر مولانا جلال الدین رومی نیز از ایشان بوده است صاحب سیر العارفین
می آرد که شیخ شرف الدین بن شیخ مشیری که در بهار آسوده است وی مرید حضرت شیخ نجم الدین محمد فردوسی
که در دهلی آسوده است و شیخ بدر الدین سمرقندی وی مرید شیخ سیف الدین باخرزی و ذکر شیخ شهاب
الدین السهروردی قدس الله سره صاحب نفحات میگوید امام یافعی در النعاب می چنین نوشته است
استاذ دانه فرید دانه مطلع الانوار سنبع الاسرار دلیل الطریقة ترجمان الحقیقة استاد الشیوخ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن و الظاهر قدوة العارفین و عمدة السالکین العالم الربانی شهاب الدین ابو حفص
عمر بن محمد البکری السهروردی قدس الله سره العزیز از اولاد ابی بکر صدیق است رضی الله عنه و
انتساب وی در تصوف بعم وی ابو نجیب سهروردی است و غیر ایشان بسیاری از مشائخ وقت دریافته است
و بصحبت شیخ عبد القادر گیلانی رسیده است و گفته اند که وی با بعضی از ابدال در جزیره عبادان بوده خضر
علیه السلام را دریافته شیخ عبد القادر وی را گفته است که انت آخر المشهورین بالعراق و برای انتفاع بسیار
چون عوارف و تشریف النصائح و اعلام التقی و غیر عوارف را در مکه مبارک تصنیف کرده است هرگاه که بروی
امری مشکل شدی بخدا انتعالی بازگشتی و طواف خانه کردی و طلب توفیق کردی و در رفع اشکال و انشراح
آنچه حقست در وقت خود شیخ الشیوخ بغداد بوده و ارباب طریقه از بلاد دور و نزدیک سئوالها از وی
کرده می کتب الیه بعضهم یا سیدی ان ترکی العمل اخلدت الی البطالة فان عملت دخلنی العجب فکتب فی جوابه علیک
باستغفار العدو من العجب و در رساله قشیریه مذکور است شیخ رکن الدین علاء الدوله گفته است که از شیخ سعد الدین
حموی پرسیدند که شیخ محی الدین عربی را چون یافتی گفت بحر مواج لا نهایة له گفتند شیخ شهاب الدین سهروردی
را چگونه یافتی گفت نور متابعة النبی صلی الله علیه وسلم فی جبین السهروردی شیخ آخر وفات وی در

سهروردی

رجب سنه تسع وثلثین وخمسمائة بوده است ووفات وی در سنه اثنین وثلثین وستمائة بوده در بغداد ودر جمیع عمر محروم وبقولی ایشان سماع نشنیدی ومیفرمود که هر نعمتی که ممکن در بشریت است بشهاب الدین داده اند الا ذوق سماع وذکر آن دافع ظلمات شرک خفی وجلی آن مرکز دائرهٔ پرگار وجود آن مهبط تجلیات انوار شهود آن گوئی از همه برده در حق پرستی قطب وحدت حضرت خواجه معین الدین چشتی ابن غیاث الدین حسن سنجری از کبرای ارباب تصوف وسعرفت بود ودر نکات حقائق وتوحید مقامی عالی داشت ودر فقر وفنا یگانه روزگار بود ودر علم ظاهر وباطن نظیر خود در آن وقت نداشت وی خرقه خلافت از دست خواجه عثمان هارونی پوشیده است رحمة الله علیهما ولادت وی در قصبهٔ سنجر سنه سبع وثلثین وخمسمائة قدس سره از سادات صحیح النسب است بدینطریق خواجه معین الدین بن غیاث حسن سنجری بن کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید طاهر بن سید عبد العزیز بن ابراهیم بن امام علی رضا بن موسی الکاظم الی آخره خواجه قطب الدین بختیار اوشی کاکی در دلیل العارفین میگویند چون در دولت پابوس آن شاه فلک سکاه حاصل گردید همان تاج کلاه چارترکی آن ناصر اصفیا بر سر این ضعیف زینت یافت الحمد لله علی ذلک آنروز در بغداد بمسجد امام ابو اللیث سمرقندی بشرف بیعت مشرف شدیم شیخ شهاب الدین سهروردی وشیخ اوحد کرمانی وشیخ برهان الدین چشتی وشیخ محمد اصفهانی هر چهار حاضر بودند سخن در نماز افتاده بود بر لفظ مبارک راند که مردم در سر نگاه قرب نزدیک نشود دیگر از نماز زیرا که معراج مومنان همین نماز است چنانچه در حدیث مسطور است قال علیه الصلوة والتحیة الصلوة معراج المومنین بالاتر از جمله مقام همین است وهمین بحق همین انگاه گفت نماز راز است هر بنده را که با پروردگار خویش میگوید در وقت گفتن کسی نباید که او لائق ذکر است وذکر گفته نشود وگر در نماز در آن حدیث مسطور است که المصلی یناجی ربه یعنی نماز گذنده راز میگوید با پروردگار خویش بعد ازان روی بدعا گوئی کرد که در آنچه بخدمت شیخ الاسلام سلطان المشائخ شیخ عثمان هارونی نور الله مرقده رسیدم وبارادت بیعت مشرف شدم ودر مدت بیست سال از خدمت کردن ایشان یکبارگی نفس را آسودگی ندادم چنانچه هنوز در آنم که بیست

هر جا که خدمت ایشان مسافر شدندی دعا گو برابر بودی چون بندگان خدمت کردی و جامه خواب و توشه بر سر کرده پیش چون خواجه خدمت این فقیر دید نعمتی بمن روان کرد که آن نعمت را حدی و نهایتی نبود ناگاه فرمود هر که یافت از خدمت یا مرید کسی باید که ذره از فرمان پیر تجاوز نکند و هر چه از نماز و راتیب و تسبیح و جز آن میگوید گوش هوش بدان متعلق بود و آن را بیفزاید یا نقصان رساند تا بمقام تو آن رسید که پیر مشاطهٔ مرید است زیرا که هر چه مرید را ناخوش خواهد کرد از برای کمالیت آن مرید خواهد کرد پس همان شیخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیه قیام کرد و باز گشت و خواجه بنشست ناگاه فرمود که برادر شیخ شهاب الدین سهروردی همین معامله بوده است که برابر سر خویش توشه بر سر کرده و رنج رفتن و باز آمدن ناگاه نعمت یافت که آن نعمت را حدی نیست و نهایتی نبود ناگاه فرمود که در تنبیه الوالهیت سمرقندی که دانشمند فقیه اما مانست دران مینویسد که هر روز از آسمان دو فرشته فرود می آیند یکی بر بام کعبه میباشد و بآواز بلند ندا کند که ای آدمیان و پریان بشنوید هر که فریضهٔ خدای عز و جل را نگذارد از دینهای خدا تعالی بیرون آید و فرشته دوم بر در رسول الله صلی الله علیه وسلم بایستد و ندا کند که ای معشر آدمیان و پریان بدانید و بشنوید هر که سنتهای نماز نگذارد و بجا نیارد از شفاعت بی بهره میماند ناگاه فرمود که در مسجد لشکری برابر اولیای بغداد حاضر بودم حکایت در خلال انگشتان میرفت بوقت صفو میفرمودند که یکی از بهر سنت هست و در حدیث آمده است از رسول صلی الله علیه وسلم که ترغیب کردم صحابه را رضوان الله علیهم اجمعین در خلال انگشتان هر که بجا آرد آتش دوزخ بروی حرام شود او را شفاعت من باشد ناگاه فرمود من خواجه اجل تجدید و صفو میکردیم باشد که بسبب خلال انگشتان فراموش شد ناگه آواز داد که اجل دعوی دوستی محمد صلی الله علیه وسلم میکنی و از سنت او باشی و سنت او ترک دهی بعد ازان خواجه اجل میگفت خورد که ازان باز این آواز شنیدم تا حد موت هیچ سنت پیغمبری صلی الله علیه وسلم ترک نکردم ناگاه فرمود هر وقتی که خواجه اجل شری را بدیدی از حد خاطر خراب دیدی پرسیدم که ای مخدوم چیست فرمود که ازان روز باز تا کار من خلال انگشتان فوت شده و حیرتم که فردای قیامت چگونه این روی خود را بدان خواجه کائنات خواهم نمود ناگاه فرمود که در صلوة مسعودی بطریق ترغیب

بروایت ابو هریره رضی الله عنه ذکر شنبه است که هر یک اندامی راست بایستن است چنانچه در
حدیث مسطور است از رسول صلی الله علیه وسلم که سه بار شستن هر اندام منت سنت پیغمبران
پیشین پیش از من بوده اند پس فرمود ازین زیادت کردن شنم باشد بعد ازان فرمود که وقتی خواجه
فضیل عیاض رحمة الله علیه در وقت وضو شستن دو بار فراموش کرد چون نماز بگذارد
بهانشب حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم را در خواب دید گفت ای فضیل عیاض از تو عجب
باشد که در وضو ترک سنت من دهی در وضو دو در تو نقصان باشد خواجه از هیبت آن بیدار
باز ار سر تجدید وضو کرد و کفارت آن بر نفس خویش راضی شد و پانصد رکعت نماز و ظیفه کرد و ملک
شام بگذارد انگاه فرمود چون اهل عشق نماز بامداد کند و بر جائی نماز قرار گیرد آفتاب بر آید مقصود
انشان دیدن آنست که در نظر دوست قبول افتد اسرار تجلی دمبدم بر انشان تجلی کند و بسیوسنه سابل است
که خواجه معین الحق والدین حسن سنجری علم بر کمال داشت تصانیف در شهر خراسان بسیار است
مدت هفتاد سال در شب خواب نکرد و پشت بر زمین ننهاد هفتاد سال وضو او خرقضا حاجت
باطل نشد و چشمها بسته میشد وقت نماز میگشاد و بر هر که نظر شفقت افتادی ولی الله شدی
خواجه ذوق در سماع داشت و سماع بسیار شنیدی هر که در صحبت پاک خواجه بودی او هم اجازت
سماع شدی و اهل گشتی شیخ عبد الحق محدث در اخبار الاخیار مینویسد خواجه بزرگ معین الحق
والملة والدین حسن الحسینی سنجری قدس سره که سر حلقه مشائخ کبار و اقدم سلسله چشتیه این دیار است
و اهل عصر او از خلفا، و مریدان و غیرهم یقین بدریافته بستان در خدمت خواجه عثمان هارونی
بود و سفر و حضر حاجه خواجه نگاه داشتی انگاه بنعمت خلافت مشرف گردید در زمان
پتهورا رای هندوستان باجمیر آمد و بعبادت مولی مشغول شد و پتهورا نیز در ان زمان بر اجمیر
بود روزی پتهورا مسلمانی را از پیوستگان خواجه بسببی از اسباب بیازارند آن مسلمان التجا بخدمت
آورد خواجه بشفاعت بر پتهورا نگفته فرستاد پتهورا نگفته شیخ را قبول نکرد و گفت امروز در ولایتی خدای
غیب میگوید چه این سخن بخواجه رسید فرمود که پتهورا را زنده گرفتیم و دادیم بدست لشکر اسلام

شام از غزنین رسید و پنهور را متعاقب لشکر اسلام بتاراج داد بعد ازان معزالدین سام از غزنین
باز در بین دریا رسید و مسلمان شد مدتی نگذشت که فرمان یافت و هم وی گوید آورده اند خواجه سالک
رحمه الله سنه ثلث و ستمائة در اجمیر که موضع اقامت او بود مدفون گشت اول قبر خواجه از خشت و بعد
صندوقی از سنگ بالای آن ساختند و قبر نخستین را هم بحال خود گذاشتند اول کسی که در قبر خواجه
عمارت کرد خواجه حسین نامی بود بعد از فوت شدن وی پیشانی خواجه این نقش پیدا آمد که حبیب الله مات
فی حب الله و از کلمات قدسی سمات اوست در دلیل العارفین که خواجه قطب الدین بختیار اوشی از
ملفوظات خواجه بزرگ قدس سرهم جمع کرده مذکور است دل عاشق آتش زده محبت است هر چه
فرو آید آنرا بسوزد زیرا که هیچ آتشی بالاتر از آتش محبت نیست فرمود از چوبی آب روان آواز می شنوند
چگونه آوازی برآید همچنین بدریا رسید ساکت گشت فرمود که شنیدم از زبان خواجه عثمان هارونی
قدس سره که خدای تعالی را دوستانند که اگر زمانی در دنیا از وی محجوب مانند نابود گردند فرمود شنیدم از زبان
خواجه عثمان هارونی رحمه الله که هر کس این چهار خصلت باشند تحقیق بدان که حق تعالی او را دوست میدارد اول
سخاوت چون سخاوت دریا شفقت چون شفقت آفتاب و تواضع چون تواضع زمین فرمود صحبت سه کسان
به از کار نیک صحبت بدان بد تر از کار بد فرمود که مرید غایب در توبه آنزمان باشد که از شیخ جدا
بیست سال هیچ گناهی بر دو نویسند شیخ عبد الحق محدث دهلوی میگوید که منظور از این کلام بعضی
نقل کرده اند و حقیقت معنی منسوخ چنانچه بعضی از شارحین از علمای صوفیه فرموده اند آنست که توبه و استغفار
لازم حال مرید است و کتابت گناهان با وجود توبه و استغفار صورت نبندد و نه آنکه اصلا گناه از وی صادر
نشاید لهذا وصیت کرده اند بالتزام ورد استغفار زنده و خواب نیز تا کتابت گناهان از کسی که بجریان
عادت رحمت الهی تا این وقت موقوف مانده است بظهور نیاید فرمود از زبان خواجه عثمان هارونی شنیدم
که مرد حق نقد کی شود آنگاه که از دو عالم فانی هیچ باقی نماند فرمود نشان محبت آنست که مطیع باشی و
مستبدی نباید که دوست براند فرمود که عارفان را مرتبه است چون بدان مرتبه رسند جملگی عالم و آنچه در عالم
سیان و ناگفته خود به بینند فرمود عارف آنست که هر چه خواهد بر زبان آید و هر که سخن گوید جواب او بشنود

فرمود که کمترین پایه و درجه عارف در محبت آنست که صفات حق در وی بود کمال درجه عارف در محبت آنست که کبریای حق بر وجود وی آید آنرا بقوت کرامت لازم گرداند فرمود سالها بدین کار مجاهد بود و بیم عاقبت و خوف هیبت نصیب نفس فرمود گناه شمارا چندان ضرر ندارد که بیحرمتی در خوار داشتن برادر مسلمان فرمود عبادت اهل معرفت پاس انفاس است فرمود علامت شقاوت آنست که معصیت کند و امید دارد که بقبول خواهیم بود و سبب العارفین است چون غیاث الدین حسن والد خواجه بزرگ که بغایت بصلاح آراسته بود وفات یافت حضرت اعز بیبی مشیخیت را در پانزده سالگی گذاشت باغی و اشیای در ملک خود داشت بدان تفقد حال خود نمیکرد ابراهیم قندزی مجذوب در باغ خواجه گذر کرد حضرت خواجه بدرختان آب میداد چون ابراهیم را دید بدوید و دست و پای او بوسید و بپای درختی افتاده خوشه انگور و فواکه دیگر پیش او نهاد و خود با نشست ابراهیم پاره کنجاره بدندان خود خائیده در دهن خواجه نهاد بمجرد خوردن کنجاره نوری در باطن وی لامع گشت چنانچه دل وی خواجه از املاک و خانه و باغ سرد گشت آن همه فروخته بدرویشان داد و خود مساکینی در سمرقند و بخارا ماند حفظ قرآن و علوم ظاهری تحصیل کرد از انجا بعراق رفت چون بقصبه هارون رسید حضرت خواجه عثمان هارونی را دریافت و مرید شد مدت دوازده سال بخدمت وی انواع ریاضات و مجاهدات نمود و از شیخ خرقه خلافت یافته متوجه بغداد شد و در قصبه سنجان بسید شیخ نجم الدین کبری را دریافت دو ماه در ملازمت ایشان گذرانید و از انجا بقصبه جیل آمده شیخ عبد القادر جیلانی را دریافت بمجامع صحبت ایشان مانده انواع فیض حاصل نمود و هم صاحب سیر العارفین میگوید الی الآن نیز حجره خواجه در انجاست مردمان مرست میکنند و این درویش نیز انجا رسیده دوگانه شکرانه ادا نمود و حضرت خواجه بزرگ از انجا بغداد آمد و شیخ ابو نجیب ضیاء الدین سهروردی را دریافت و از بغداد بهمدان آمد شیخ یوسف همدانی را دریافت و از انجا به تبریز آمد شیخ ابو سعید تبریزی را دریافت و هم نقل میکنند از خواجه قطب الدین بختیار اوشی که وی خواجه بزرگ نفس را هرگز برادار نرسانیدی چنانچه بعد از هفده طلب نانی که از رنجشمال کمتر بود بی اختیار فرمودی و نیز نقلست از شیخ نظام الدین اولیا که پوشش خواجه بزرگ جامه دوتائی بود همیشه که پاره شدی ایشانی یک از دیگر

نوعی که یافتی میپوندکردی حون باصفهان آمد شیخ محمود اصفهانی را دریافت در آنزمان خواجه قطب الدین احمد
موسی او شی میخواست که مرید شیخ محمود شود چون خواجه بزرگ را بامان و دنامی دید سر در قدم ایشان
سوده بعقیدت تمام مرید گشت حضرت خواجه بزرگ آندونامی را قطب الدین او شی لقب نهاد
و خواجه قطب الدین وقت رحلت بحضرت گنجشکر قدس الله سرهم داد و وصیت فرمود که شیخ محمد عطار
قاضی حمید الدین ناگوری سیاوزندوی در آنوقت شیخ فرید الدین در ما نبی و رحمة الله علیهم شیخ نظام الدین
اولیا در فوائد الفواد آورده که آندونامی مرغ دامن دیده ام شاید باخر الامر بایشان رسیده باشد
متعلوست که آنخواجه از اجمیر بطواف خانه کعبه میرفت و خلقی که برای حج جمع میبودند در راه بطواف میرسیدند
خانه میدانستند که در خانه از آخر معلوم شد که بشب در مکه نماز فجر با جماعت اول میکنند صاحب اقتبال الانوار
از سیر السالکین می آرد که حال حضرت خواجه بزرگ گاهی جمال و گاهی جلال میبود چون جمال استیلا مینمود
چنان مستغرق بود می که هیچ خبر از ما سوی الله نداشتی چون وقت نماز رسیدی حضرت خواجه قطب و قاضی
حمید الدین ناگوری پیش وی دست بسته می ایستادندی و قاضی از بلند الصلوة الصلوة میگفتند
خواجه را هیچ خبر نمیشد بار دوم در گوش وی الصلوة الصلوة میگفتندی هیچ آگاهی نمیشد بعد ازان دلاش
مبارک را میجنبانیدند آنگاه چشم باز میکرد و میگفت از شرع محمدی چاره نیست سبحان الله از کجا کجا آوردند
پس وضو میساخت و نماز میگذارد و چون حالت جلال بر وی مستولی شدی در حجره بسته کردی
و مشغول میبودی حضرت خواجه قاضی مقابل در حجره از سنگها پرده ساختی و عقب او پنهان
شدندی حاضر میبودند و چون وقت نماز میشد بحجره بیرون آمدن از حجره نظر بر سنگها می افتاد سنگها
خاکستر شده پس دو مرید خواجه تو قاضی با قتدا میکردند و بعد سلام پیش از انکه خواجه فارغ شود از انجا گریخته پنهان
و هم در دلیل العارفین حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی منویسد و مود که سه چیز است اول خوف دوم رجا
سیوم محبت در ضمن خوف ترک گناه است تا از آتش نجات یابی و در ضمن رجا بهشت تا در منزل برسی
و رجا بیابی و در ضمن محبت احتمال کردن است تا رضای حق حاصل شود و عارف کسی است که هیچ چیز را
دوست ندارد و گریه کردن را خواجه بزرگ فائده رسیده چشم بر آب کردن فرمود که مسافر چشم جائیکه دنون باشد

سر و چشم هر کسی را وداع میکرد و دعاگوئی برابر خواجه معین الملة والدین ادام الله تفضله مدت دو ماه
در راه بودیم بعد ازان در اجمیر رسیدیم و آنرا در زبان هندوان لودر و بتهور را زنده بود و مسلمانان جنان
نبود چون قدم مبارک انجا رسید چندان سلام شد که آنرا حد و نهایت نبود الحمد لله علی ذلک مجلس اول ما درین
همان بود در مسجد جامع اجمیر دولت پابوس حاصل شد در و پیشان و عزیزان اهل صفه و مریدانی که برابر
بودند بخدمت حاضر شدند سخن حکایت ملک الموت بود بر لفظ مبارک راند که دنیا بی مرگ چندین زود گفتند
از چه گفت از انکه رسول صلی الله علیه وسلم فرموده است الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی مرگ
پلی است چون مرگ آید دوست را به دوست میرساند انگاه فرمود که عارفان اقتا صفت اند که بجملگی عالم مهمانان
که از نور ایشان همه عالم روشن است چون خواجه این فوائد تمام کرد بگریست و فرمود که ای درویش ما را انجا
آورده اند تا مدتون ما انجا خواهد بود میان چندروزی ما سفر خواهیم کرد شیخ علی سنجری را فرمود که شما
بنویسید تا شیخ قطب الدین بختیار بدهلی رود و خلافت سجاده قطب الدین را دادیم که دهلی مقام او
بعد ازان سئال تمام شد بر دست دعاگو داد و دعاگو روئی بر زمین آورد و گفت نزدیک بیا نزدیک
شدم دستار و کلاه بر سر دعاگو نهاده و عصائی شیخ عثمان هارونی داد و خرقه در بر دعاگو کرد و
مصحف و نعلین بداد و گفت این امانتی است از رسول صلی الله علیه وسلم که بخواجگان ما رسیده
بود من ترا روان کردم چنانکه یا حق این بجائی آوردیم باید که شما نیز حق این بجا آرید که فردا ما
و میان خواجگان چشت شرمندگی نباید دست دعاگو بگرفت و روی سوی آسمان کرد و گفت
سخت انتعالی سپردم و ترا بنگاه حفرت رسانیدیم انگاه گفت که چهار چیز است که گوهر فقر است اول درویشی که
نوانگر نماید دوم گرسنگی که سیر نماید سیوم اندوه گینی که شاد نماید چهارم مردمی اکراه و باد شمنی بود دوست
نماید انگاه فرمود که مرتبه اهل محبت چنانست که اگر گرد و تلوار مانند گنرا و انها دگانرا بجای
که اند ایشانرا دوست گیرد و چون خواجه این فوائد تمام کرد و دعاگو خواست که سر بر قدم آورده رو ان
شود ضمیر روشن که دیشیخ بود بر نور روئی سوی من کرد گفت که بسیار خاستم سر بر قدم آوردم تا که بخواند
بجائی که بروی بخیر باشی و هر جا که باشی مرد باشی و سرده باشی روی بر زمین آوردم و باز گشتم و حضرت

در حضرت دہلی سکونت کردم صاحب اقتباس از سیر الاولیا می آرد وفات حضرت خواجہ بزرگ روز دوشنبہ
ششم رجب سنہ اثنی و عشرین و ستمائۃ واقع شد و بقولی ششم رجب سنہ سبع و عشرین و ستمائۃ و در مقبرہ الموتمن
ست و ثلثین و ستمائۃ و بقولی دیگر ثلث و ثلثین و ستمائۃ در زمان سلطنت شمس الدین التمش واقع شد و عمر شریف
او نود و ہفت سال و بقولی یکصد و ہفت سال بود از انجملہ چہل سال در اجمیر سکونت داشت بقول مرآت حضرت
خواجہ بندگ سیزدہ خلیفہ داشت خواجہ قطب الدین بختیار و خواجہ فخر الدین و معین الدین و قاضی حمید الدین
ناگوری و شیخ وجیہ الدین و سلطان التارکین و شیخ حمید الدین صوفی و شیخ برہان الدین عرف شیخ احمد
و شیخ محسن شیخ سلیمان غازی و شیخ شمس الدین و خواجہ حسن خیاط و اجمال جوگی المعروف بہ عبد اللہ
و شیخ ادحد الدین کرمانی را نیز بعضی از خلفا و اکابر خواجہ شمارند و حضرت خواجہ قطب الدین در آخر عمر حضرت خواجہ
از دہلی باجمیر رفتہ است روزی مجلس می مقام ملکوجا حاضر بودند از حسن سنجری سوال نمودند ایشان را
در دہلی حضرت کردہ خانچہ مذکور شد صاحب اقتباس از سیر الاقطاب ذکر تشریف آوردن خواجہ بزرگ در
ہندوستان می آرد کہ چون خواجہ بزرگ از خدمت پیر خود در پنجاہ سالگی مرخص گشتہ بمدینہ رفت چہل
گاہ اقامت نمود روزی ندا آمد از روضہ سید کائنات علیہ السلام کہ اندرون در آئی امید رفت و
بجمال آنحضرت مشرف گردید فرمود تو را ہندوستان باید رفت و بیخ کفر از آن دیار بر انداختہ اسلام آنجا را باید
ساخت پس کلید اندرست خواجہ داد و فرمود درین نظر کن نظر کرد شہر اجمیر بنظر آمد پس متوجہ
ہندوستان گردید چہل صوفی ہمراہ خود گرفت الغرض بدہلی رسید قبل ازین پتھورا باطلاع بیمان جنگ
نوشتہ بود و اگر درویشی درین میانہ در راہ بگذرد و ہلاک سازند ہر کہ خیال فاسد کردی لرزہ در اندام
وی افتادی کسی را ہیچ قدرت نیافت بدہلی رسید روزی کافری پیر کاردی زیر بغل گرفتہ پیش آنکہ
در اندازد خواجہ بفراست باطن دریافت فرمود ای فلان چرا کار دراکار نفرمائی من حاضرم لرزہ در
اندامش افتاد کارد را انداخت و مسلمان گشت آنروز یکبار خلق مشرف باسلام گشتند بخدمت خواجہ
الوداع نمود متوجہ باجمیر گشت و در آنزمان پتھورا باجمیر بود چون خواجہ بزرگ آنجا رسید زرد رو
اقامت نمود کہ سران پتھورا آنجا می نشستند سارنگی گفت کہ در پنجا شتران راجہ می نشینند اینجا مشا

نیست خواجه از انجا برخاست و گفت ما خبر ما را شتران شما نشسته باشند و روانه شد و بر سر حوض آناساگر
آمده نشست چون شتران آنجا آمدند نشستند باز برخاستن نتوانستند سارپانان این ماجرا پیش راجه گفتند
راجه گفت پیش آن درویش الحاح نمایید غیر ازین علاجی نیست بجان کردند خواجه عجز شان بدید زمزم آب آناساگر
برخاست اندراجه در حیرت ماند و اندیشه ناک شد المقصود خواجه یک گاو خریده ذبح کردند و بر آناساگر
خوردند تا کفار از مواقعه آگاه شده آتش غضب میسوختند همه متفق شده سلح گشته گرد خواجه حلقه بستند و
قصد کردند که آسیبی نمایند خواجه در نماز بود خادمان خبر شنیدند چون خواجه از نماز فارغ شده بجانوستی خاک بر
انداخت آنخاک بر هر که افتاد بن او خشک گشت چون کافران تاب مقاومت نیاورده پیش دیوی که
در آن بتخانه بود فریاد بردند و تمام ماجرا بیان کردند راوی خاموش ماند پس گفت این درویش صاحب
کمال است با او بستیزه نتوانیم آمدن مگر سحر بجان کردند همین آنها دیوانستا دند و عقب آن پناه گرفته سحر آغاز
کردند مریدی خواجه را خبر داد خواجه فرمود که سحر انجا مد بر ما اثر نخواهد کرد دیوانیان خواهد آمد این بگفت
و در نماز شد تا کفار قریب رسیدند نظر آنانکه بر خواجه افتاد زبان آنها گفتار و پای از رفتار باز ماند و همانجا که بودند
ایستاده ماند خواجه از نماز فارغ شد و روی بجانب کفار کرد دیو چون خواجه را دید ایمان آورد و کفار
آن دیو را بند کردند سود مند نشد و دیو بشفاعت سنگ چوب بسر کفار ریزد خواجه او را شادی نام نهاد
چون خبر بر راجه رسید جوگی را جیال که پیر راجه بود با نصد چیده داشت تمام ماجرا راجه را دبیان کرد راجه
چون شنید همه چیلهای خود را جمع نموده نزد خواجه رسیدند خواجه وضو کامل نموده برخاست و بر
گرد خود دو خطی کشید چون کفار نزدیک تر رسیدند و ساحری آغاز کردند خواجه روی بسوی ایشان
کرده فرمود که چرا از ما پیچیدید اما میخواهید که همه نیست و نابود گردید گفتند که شما از آناساگر غسل و وضو کردن
را منع میکنید غرض آنست که شما بطوع و رغبت خود بروید چون خواجه این سخن بشنید بغضب در آمد شادی
دیو را فتح بدست داد و فرمود این قدح را از آب آناساگر پر کرده بیار تمام آب آناساگر در آن قدح آمد
اجیال از معاینه این حال بسوخت و گفت که این قدر جاندار آبی از بی آبی بهلاک رسیدند این کرامت
خواجه فرمود اگر میتوانی از بن کاسه آب را برداری و دوباره بحوض بریزی اجیال آن کاسه را جنبانیدن بسیار پشیمان

شد خواجه قدح بدست خود بگرفت و آب در آن حوض انداخت حوض چنانکه بود پر آب گشت چون کفار
این حال بدیدند حیران و بسیار گردند که از کوهها صد هزاران مار بجانب خواجه سر بر آوردند آن مارها بخط
دائره حصار بر کشیدند و سر بر خط دائره نهاده بماندند خواجه بیاران فرمود که این ماران اگر فته
بر کوهها پرتاب نمایند چنان کردند پس کفار آتش از هر طرف بارانیدند اخگری در دائره نیفتاد و
همه کفار عاجز آمدند آخر الامر اجیال شهر سنده گفتند گفت الحال ترا کار بمن افتاده است اگر میتوانی
پر خیز و خود را در ملا سیفگن والا نه می بینی که همین زمان بر آسمان رفته چندان ملا بر سرت گمارم که از
هیبت آن عاجز آئی خواجه تبسم فرمود گفت ایکار دگمراه همان مثال است ۵ تو کار زمین را نکو ساختی +
که با آسمان نیز پرداختی + اجیال زمینخ منفعل گشته پوست آهو را بر هوا پرتاب کرد و بر آن پوست
نشست و بجانب آسمان پرواز کنان رفت تا که از نظر مردمان غائب شد پس خواجه کفشهای خود را گفت که
برود و این کافر را چندان زنند که بزمین برسد در حال کفشها بر هوا شدند و بر سر اجیال رسیدند
گاه بر سر و گاه بر روی وی طراق میزدند و زدند و او را فرو آوردند اجیال را از سر گرفته
بر زمین فرو آوردند چون اجیال از کردهٔ خود پشیمان شد و بصدق دل مسلمان شد رحمة الله علیه

ذکر آن طائر در هوای لامکانی آن سائر در عمای سبحانی آن فریج خنجر

ضاد و سلیم الفرج من آی احمد یقلب سلیم المنعوت بالمجال مرتبه پاکی خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سره
خلیفه بزرگ خواجه معین الدین است از اکابر اولیاء اجله اصفیاء است قبولی عظیم داشت و بغایت
ترک و تجرید و فقر و فاقه موصوف بود و نهایت استغراق داشت در یاد مولی و در مشاهده ذات بحت
مستغرق بود از وجود خود و غیر خود خبر نداشت چون کسی بزیارت او آمدی زمانی با ایستی تا بخود باز
آمدی آنگاه با آینده مشغول شدی اگر از حال خود یا حال آینده چیزی نگفتندی بعده گفتی مرا
معذور دارید دمانو بحق مشغول شدی اگر یکی از اول او را بدردی او را خبر نشدی بعد ازان بزمان
هم شهر بقش قطب الدین و القابش بختیار کاکی اول مرا بختیار نام کردند و از حضرت حق مخاطب
بخطاب قطب الدین گشت و بعضی گویند که خواجه بزرگ از راه مهربانی اکثر قطب الدین بختیار گفته

از اوقات او را انجنیار لقب شده صاحب اخبار الاخیار نقل می آرد که خواجه را اقبالی بود و همسایه در او
از دوام کردی داد را گفتی که دام از سعید و رم زیاده ندهی چون فتوح رسیدی او اکردی بعد
جزم کرد بعد ازین دام نکنم بعده از فضل خدائی غزوجل یکقرص زیر مصلای او پیدا شدی که همه خانه
را بسیار بودی بقال شرف الدین نام داشت مگر شیخ از من ناخوش است که دام نمیستاند بخواب خود را بحضرت
فخص حال بر حرم شیخ و ستاد حرم شیخ حال را بروی کشف کرد بعده قرص پیدا شد از شیخ نظام الدین
اولیا دیگر وی نقل می آرد که مسافر سود شیخ معین الدین تا پانصد و رم قطب الدین را دون داده بود که
قرض کند چون کار بکمال رسید ازان نیز دست بر داشت صاحب اقتباس مینویسد منقولست حضرت خواجه
در ایام قحط در دهلی آمدند در خانه کاک پزمزدوری اختیار کرد چندین آرد ملک زاده سعید الدین
بکاک پز آمد تا کاک پز و آن کاک پز کاکها را در تنور انداخت و خود بخواب رفت جمله سوختند سرهنگان بحکم ملک
زاده آنرا ذلت و شدت کشیدند خواجه گفت این را بگذارید من کاکهای شما درست کرده سپرم
خواجه همه را در تنور انداخت چون باز کشید جمله سپید و خوب شدند ملک زاده و مردمان را خبر شد خواجه
از دکان گریخت و در خانه قاضی حمید الدین ناگوری رفت ملک زاده مرید شد و یکی از اولیا امید
گشت و قاضی خوشحال شده گفت که از چند روز مشتاق لقای تو بودم و همی ارسیر الاقطاب می
آرد که وقتی شمس الدین التمش طعام غیب کرد و آنخواجه هر روز آنچنین بر انشاندی کاکهای گرم برشته
سلطان بلدت تمام تناول کرده همی گویند که یکی از نظام الدین اولیا پرسید خواجه را کاکی بچه سبب میگویند
گفت روزی حضرت خواجه بر کنار حوض شمسی با صحابی نشسته بود یکی از ایشان گفت حضرت
باشد که درین هوائی سرد کاک گرم بسر سد حضرت خواجه دست در حوض کرد و کاکهای
گرم آورده پیش اصحاب انداخت همه اینها سیر خورند از انروز بکاکی مخاطب گشت صاحب
اقتباس از سیر الاقطاب می آرد پیشکمال الدین احمد بن موسی اوشی از سادات اوش
بود اوش قصبه ایست در دیار فرغانه یا در ماوراء النهر مهت نسبش با امام تقی بن موسی رضا
رضی الله عنهما الی آخره میرسد صاحب سبعه سنابل می آرد نیشی بود که خواجه متولد شد

تمام خانه را نور گرفته بود و مادر خواجه را هیبت و گرفت خواجه سر بر آورد و نور آهسته آهسته کم شد و هاتف
آواز داد که ای مادر خواجه این نور از اسرار ماست که در دل فرزند تو نهاده ایم که تا اکنون از هیچ کس
مانشود چون خواجه چهار سال و چهار ماه و چهار روز بقولی پنجسال شد مادرش پیش خواجه بزرگ فرستاد
خواجه بزرگ تخته گرفت تا بنویسند هاتف ندا داد ای معین الدین توقف کن که حمید الدین ناگوری
قطب ما را تعلیم خواهد کرد قاضی حمید الدین را در ناگور هاتف ندا داد که ای حمید الدین قطب ما را تعلیم
کن که در اوش است پس حضرت قاضی چشم بر گشود و در اوش رسید و تخته گرفت پرسید ای قطب الدین
چه نویسم فرمود بنویس سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قاضی پرسید تو از آن چیز کی
خواندی گفت مادرم مرا پاره پاره یاد داده مرا در شکم نظر بر دل ما داد و یاد گرفتم قاضی آیت مذکور نوشت
روز چهارم قاضی قطب را از آن ختم کنانید پس خواجه قطب الدین را حوالهٔ خواجه بزرگ کرد و گفت تربیت کنید قطب الدین
را بجهت آنست بعضی گویند اشارت شیخ ابو حفص باشارهٔ خضر علیه السلام تعلیم دل و جان کرد صاحب انفاس الانوار
میگوید که شیخ نصیر الدین محمود اودهی قدس سره و خیر المجالس نقل میکند که گفت از برکت صحبت شیخ ابا حفص
حمدة الله علیه حضرت قطب الاقطاب نسبی تهذیب اخلاق ظاهر و باطن و آداب شریعت و طریقت و معاملات دینی و
حالات یقینی ظاهر و باطن حاصل کرد و آراسته گشت چنانچه بمکاشفات از ریاضت و مجاهدات نیاسودی و در شبانروز
دو صد رکعت نماز گذاردی پیوسته باحق مشغول شدی بعد ازان در ماه رجب سنه اثنی عشر و ستمائه بقول
مفتاح التواریخ اثنی عشرین و ستمائه و بغداد مسجد امام ابو اللیث سمرقندی بحضور شیخ شهاب الدین سهروردی
و شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ برهان الدین چشتی و شیخ محمود اصفهانی بشرف ارادت حضرت خواجه بزرگ
فائز گشت بامر خواجه بزرگ مدتی در بغداد در ریاضت شاقه کشید بسبب کمال مهربانی خواجه بزرگ در اندک ایام
سلوک را تمام کرده بمقام ارشاد رسید و می آرند که حضرت خواجه بزرگ چهل شب بحضرت علیه السلام رسالت آنرو بمعاینه
دیدار ارواح دیگر عظام نیز همراه پیغمبر صلی الله علیه وسلم بود بند فرمود ای معین الدین قطب الدین و دوست خدا است
او را خرقه پوشان پس قطب الاقطاب بشرف خرقه خلافت خواجه بزرگ بهره مند گشت و بموجب حکم آنحضرت صلی الله علیه
وسلم بفرمان الهی و ولایت دهلی در تصرف گرفت و بعد متوجه شدن خواجه بزرگ از بغداد و جانب اجمیر خواجه قطب نیز

را استماع نمود برای خدمت خواجه بزرگ شتافت بهمدستان آمد و بدهلی رسید و در اکثر کتب این سلسله ذکر اقتداء
کرده اند که خواجه قطب بیست و سه ساله بود که بشرف ارادت خواجه بزرگ فرآمد و نسبت سالگی مرید اصادق را تربیت کما ینبغی نمود
صاحب اختیار الاخیار می آرد نقلست که وی در اول عهد بعد علیه خواجه قطب ری بخفتی و در آخر عمر آنجا رسید اگر
بدل شد شیخ محمد نوربخش در سلسلة الذهب ذکر او چنین کرده است بختیار الاشتمی کان من الاولیاء السالکین المرتاضین
المجاهدین بالخلوة والعزلة وقلة الطعام قلة المنام الکلام والذکر بالدوام فی اربعینات دله فی احوال الباطن
شان کبیر بدین المکاشفین وهم نقلست که او حضرت خضر را بارها دیده و گفتی انکاه خفتی مگر همه روز ایام زنی را نکاح کرده
بود و شبه شب این دو از دنوت شد مردی احمد میش نام پیغمبر اصلی الله علیه وسلم در خواب دید که میفرماید بختیار
کاکی را سلام رسان و بگو هر شب تحفه که برین پیغمبر فرستادی شب گذشته که فرستاده است دانیجا صاحب اقتباس الانوار
می آورد چون آنمرد از خواب بیدار شد پیغام پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بخواجه رسانید حضرت خواجه همان ساعت زنی را که خواسته
بود طلبید و مهر داد و گذاشت بعد ازان متوجه بکابل شد و شتابان گشت چون بملتان رسید شیخ بهاء الدین زکریا و شیخ
بدر الدین تبریزی که در آن ایام در ملتان بود با چهار سه بزرگ صحبت گرم داشتند و هم وی از سیر الاقطاب
می آرد و وی از سلطان المشایخ نقل میکند و شیخ خواجه قطب الدین و شیخ بهاء الدین و شیخ جلال الدین با هم در ملتان
بودند بسبکه کفار زیریابی حصار ملتان رسیدند قبا جه ملتان بدفع کفار بخدمت این چهار بزرگان رجوع حوالت نمود
خواجه قطب تبریزی بهمت قباجه او فرمود این تیر را بجانب کفار بیندازد همچنان کرد و چون تیر نشست بسیکه از کفار زنده نماند بود
شیخ فرید گنجشکر اول باو در ملتان بخدمت خواجه بهره رسیده است قدس الله اسرارهم شیخ فرید الدین گنجشکر قدس الله
سره در فوائد السالکین تالیف وی هست مینویسد بتاریخ روز جمعه غره رمضان المبارک سنه اربع وثمانین
ستمائه دعاگوی فقیر حقیر بنده و درویشان بلکه خادم ایشان ضعیف العباد فرید الجوهری چون دولت بابوس
حاصل شد همانروز کلاه چهارترکی سر بر دعاگو نهاد و شفقت بسیار از زانی فرمود آنروز روز عید قاضی حمید الدین ناگوری
و مولانا اعلاء الدین کرمانی و شیخ نور الدین مبارک و شیخ نظام الدین ابو المؤید و مولانا شمس الدین ترک و خواجه محمود
منوره روز و عمر ایشان دراز بگیر حاضر بودند خواجه قطب الاسلام ادام الله بقاءه بلفظ مبارک راندکه شیخ را آنقدر قوت
ذات و تصحیح خاطر می باید که چون یکی بروی بیاید برای بیعت او را واجبست که بقوت نظر ما فی بنگارد سینه آنکس که مرید

و جز آن آلوده باشد صیقل بدهد تا هیچ کدورتی از غل و غش و صدء و بخش و آلایش دنیا و دنیاداری نماند
بعد از آن دست از بگیرد و بخدای رساند و اگر این مقدار قوت پیر نباشد پس بحقیقت بداند که پیر مرید بر دور بلوی
ضلالت اند اگاه بهمه این محل فرمود که اما سلوک در شرع خویش نمی بیند که کمالیت مرد در چهار چیز است اول اندک
خفتن دوم اندک گفتن سوم اندک خوردن چهارم در صحبت خلق اندک بودن تا این نکنی هرگز جوهر درویشی در تو
پیدا نشود و که چون درویش جامه خوب پوشد یعنی از برای خود از خلق عزیز پندارد که او در درویش منیت است و
در راه سلوک هر درویشی که هوای نفس طعام لذیذ خورد پندارد که او در درویشی منیت نفس پرست است و هر درویشی که صحبت خلق
خواهد پندارد که او در درویش منیت مرتبه طریقت است و هر درویشی که خواب کرد پندارد که او در هیچ نعمت منیت
و هم از وی است سخن در بیعت فتاده بود و در لفظ مبارک راند که تجدید نیز آمده است زیرا چه اگر کسی از بیعت ما بگردد
یا در توبه لغزش افتاد تا آنگاه او را از سر بیعت نکنند درست نباشد آنگاه همه از نو بیعت فرمود که در روضه شیخ
الاسلام برهان الدین نوشته دیدم بروایت خواجه حسن بصری چون رسول علیه السلام هجرت فرمود بمدینه از فتح مکه که عثمان
را بگشتند از خجلت بشیمانی را طلب کرد فرمود با ما بیعت باز سر کنید بر دیم بر یکیان حرب کنیم از سر بیعت کردند
صحابه باز کن الدین باز سر بیعت کرد پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که تو همه از بهر بیعت کردی گفت یا رسول
الله چون بیرون آمدیم اینساعت باز به تجدید بیعت کنیم پیغمبر صلی الله علیه وسلم او را دست داد آنگاه خواجه قطب الاسلام
بر لفظ مبارک راند از اینجا تجدید آمده است آنگاه دعاگوئی التماس کرد اگر پیر حاضر نباشد فرمود جامه شیخ
پیش نهد بیعت کند گاه از گاه دعاگوی نیز چنین بکنند بعد از ان در حسن اعتقاد در میان سخن افتاد بر لفظ مبارک
راند وقتی درویشی را در بغداد با تهامی گرفتند و در عرض قتل استیاده کردند مستقبل قبله چون مسیاف در آمد
تیغ گذارکرد نظر آن درویش بر گور پیر خود افتاد آن درویش روی از جانب قبله گردانید بجانب گور پیر خود کرد و میاف
گفت از قبله چرا روی میگردانی گفت روی بجانب قبله خود داریم ایشان هم در بن مجادله بودند عرض آن آمد
که این را آزاد کردیم خواجه قطب الاسلام چشم پر آب کرد فرمود که حقیقه خوب آن درویش را از قتل خلاص داد
آنگاه فرمود که مرید را در حضور و غیب پیش پیر خود می باید بود چنانچه در حیات و ممات پیر هیبت بلکه از ان
زیادت بعد از ان سخن در سماع افتاد بر لفظ مبارک راند که نزد عاگو در سماع ذوق است که در

بیتی چند آن ذوق حاصل نمیشود که در سماع آنگاه فرمود که اصحاب طریقت و مشتاقان حقیقت را همان ذوق است که
در بیت اگر آن نبودی بقا کجا بودی و در بقاجه ذوق بودی بعد ازان فرمود که من و قاضی حمید الدین
ناگوری و دقتی و خانقاه شیخ علی سنجری رحمة الله علیه بودم آنجا سماع بود گویندگان این قصیده میگفتند
از حد چه نیکو بود بیت کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + چنانچه در دعا گویی قاضی
حمید الدین ناگوری این بیت درگرفت شبانروز در این بیت شنیدن تحیر و بیهوشی بودیم بعد ازان از انجا بجای آمدیم
همین از گویندگان میگوشانیدیم چنانچه چهار شبانروز متواتر در این بیت بودیم خبر از خویش نبود اما وقت نماز
را نماز او اسکردیم و باز در عالم سماع مشغول میشدیم همچنین هفت شبانروز در این بیت بودیم هر بار گویندگان
این بیت را میگفتند حالی و حیرتی می آمد آنگاه بر لفظ مبارک راند فرمود که من و قاضی حمید الدین ناگوری
در شهری رسیدیم دوازده نفر آدمی از جماعت متحیران دیدیم ایستاده و دو چشم در هوا داشته شب و روز
تحیر میماند مگر آنکه وقت نماز می آمد و نماز میکردند و باز بحیرت میماندند صاحب اخبار الاخیار نقل میکند
که در خانقاه شیخ علی سنجری صحبت بود و خواجه دانجا حاضر بود این شیخ علی درویش از اقارب خواجه بزرگ
معین الدین سنجری بود همسایه خواجه قطب الدین قبر او هم در حوالی خواجه است قوال این بیت شیخ احمد جام را
خواند بیت کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + خواجه را این بیت درگرفت
چهار شبانروز در تحیر بود بر این بیت ذوق داشت شب پنجم رحلت کرد حسین دهلوی غزلی که در این زمین گفته است
اشارت باین قصه کرده است جان بسین یک بیت دوست آن بزرگ + آری این گوهر کان دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است + و کان ذلک لیلة الرابع عشر من ربیع الاول
سنة ثلث و ثمانین و ستمائة در همین سال فوت سلطان شمس الدین التمش است انار الله برهانه چهاردهم ماه شعبان
سنه مذکور عمری پنجاه سال و بقولی پنجاه و دو و در روایتی هفتاد و چهار و بقولی شصت سال تمام نمود
در دهلی مدفون گشت صاحب اقتباس از سیر الاقطاب می آرد وی بست و دو خلیفه داشت شیخ فرید الدین
و شیخ بدر الدین غزنوی و شیخ برهان الدین بلخی و شیخ ضیاء الدین رومی و قاضی حمید الدین ناگوری صاحب اخبار
الاخیار می آرد که نام او محمد بن عطاست اشتغال تمام بعلم حدیث داشت جامع بود میان علم ظاهر و باطن

و وی از مصاحبان خواجه قطب است و مرید و خلیفه شاب السمرقندی بود و الله اعلم

او وجد و سماع غالب و مولع بود و بسماع بیچگیس در زمان او ایقدر تغلغل و سماع مذموم که او داشت

علما بر سر او بحضر ساخته بودند و سلطان التمش و مولانا فخر الدین حلوائی و خواجه میر و شیخ سعد الدین و

شیخ محمود بهاری و مولانا شمس محمد حاضری و سلطان ناصر الدین غازی و شیخ محمد و مولانا برهان

الدین حلوانی و شیخ احمد تماجی و شیخ نبی و شیخ حسین و شیخ فیروز و شیخ بدر الدین مولانا شاه خضر

قلندر و شیخ نجم الدین خلیفه بودند و خلیفه بودن سلطان التمش و سلطان ناصر الدین غازی و سلطان فیروز

این روایت ضعیف است ذکر سید میر کلال قدس سره در شجرات است ایشان افضل همه خلفای

خواجه محمد بابا سماسی بوده و شرف سیادت داشته و مولد و مدفن وی دیه سوخاریست و مدار ش گرگی

اشتغال سیده اند و بزیارت کلال او اش گرد را گویند و مقامات ایشان مذکور است که والده ایشان

فرموده اند تا امیر کلال را در بوست هشتم هرگاه که لقمه شبهه الفتاد می مرا در شکم عظیم بگرفتی چون ایشان در

شباب سر بکشتی گرفته اند روزی خواجه محمد بابا از کنار رسعه که کشتی امیر توقف کرده اما اصحاب را نجاطر

گذشته جهت حیثیت خواجه فرمود که درین معرکه مردیست که بسی مردان در صحبت وی بدرجه کمال خواهند رسید

نظر مبارک دوست میخواهم که وی را صید کنم در حال نظر امیر بجانب ایشان افتاد امیر بطاقت شده واز عقب ایشان

رفته بمنزل خواجه رسید خواجه وی را بفرزندی قبول کرد بعد کسی امیر را در آن معرکه کشتی ندید مدت

سال بیوسته در خدمت خواجه بابا بوده اند و هر هفته دو بار دوشنبه و پنجشنبه از سوخاری بسماسی

بملازمت خواجه و بازی آمد و مسافت میان سوخار و سماسی فرسخ شرعیست و در آمدت بطریق

خواجگان اشتغال مینمود که بیچگیس اطلاع نبود تا تکمیل ارشاد رسید در نفحات در خدمت خواجه

بهاء الدین زکریا نسبت صحبت و تعلیم او سلوک طریقت و عقیق ذکر او ایشانست و در

مجمع عظیم بود خدمت امیر خواجه را طلبیدند و روی بایشان کردند و گفتند فرزند بهاء الدین

نفس خواجه محمد بابا سماسی را قدس سره در حق شما بسیار می نیکو آوردم گفته بودند که آنچه از تربیت در حق

تو بجا آوردم در حق فرزندها الدین بجا آری و در بیغ نداری چنان کردم و اشاره بسینه خود کرد

وگفتند پستانرا برای شما خشک کردم و مرغ روحانیت شما از بیضهٔ بشریت بیرون آمد اما مرغ همت شما
بلند پرواز افتاده است اکنون اجازت است هر جا که بوی شام شما میرسد از ترک و تازی طلبید و طلبگاری
خود تقصیر نکنید پانزدهم جمادی الاخری خرونزد و بعضی بست و ششم جمادی الاولی سنهٔ اثنین و سبعین و سبعمایه رفت از دنیا

ذکر آن گشتن نفس در رضای مولی آن عارف رمز سبحان الذی اسری شیخ فرید الحق والملة والدین گنجشکر و معاصران و مریدان ایشان

مقرر شده که شیخ فرید الدین مسعود قدس سره خلیفه خواجه قطب الدین است و از خواجهٔ بزرگ نیز نعمت یافته از اعیان
اولیا و از اکابر ایشان است بنهایت ریاضت مجاهده و فقر و تجرید داشت و کشت و کرامت آیتی بود و در وقت
و محبت علامتی همیشه در سر داشتی سیکوشید و خود را از چشم خلق پوشیده میداشت از شهر بشهری میگشت
عاقبت در مقام اجودهن که مردم وی درشت خوی و ظاهر پرست و منکر درویشان بودند آمد و گفت
این محل بر دون من است آنجا سکونت کرد و هرگز آنجا کسی از حال ایشان پرسیدی بیرون آمدی و گفتی
بود ندیدم درخت بود انبوه زیر آن درخت باحق مشغول بودی و بیشتر احوال در مسجد جمعه مشغول بودی آنجا
او را فرزندان شدند فاقها کشیدند و محنتها و شدتها میدیدند آخر چون برمان قوی و هشت پوشیدند نماند
بقول اقتباس که صاحب سیر الاولیا میکوید یاری که مرید سلطان المشایخ است نسبت وی بفرخ عادلشاه کابلی رسانیده
با میر المومنین عمر رضی الله عنه میرساند و میگوید که مادر وی دختر مولانا وجیه الدین خجندی بود
و هم وی از میر الاخطاب فی آرزوام وی مسعود بود شیخ فرید الدین عطار نام خود بوی عنایت کرد
و بر روایتی بفرید الدین از غیب ملقب گشت چنانکه گنجشکر صاحب اخبار الاخیار نقل می آرد که وقتی جامهٔ او
بسیار پاره و در رنگین بود مردی پیش او آمد و از او پوشید و در حال از تن برکشید و شیخ نجیب الدین
متوکل را داد و فرمود من خود تیکه در انجامه داشتم درین نیافتم و هم از وی نقلست که بیشتر افطار
او شربت بودی قدحی از شربت بیاورندی و قدری مویزدران کردندی از ان شربت مقدار نصف یا ثلث
و ثلث بر حاضران تقسیم کردی ثلث خود بکار بردی و ما بقیه آنهم دیگر بار آوردندی بعد و نان چرب بیاوردندی
بدره ان خوردی باقی را بحاضران دادی بجهة فائده بیشتر آوردندی و در آن ازدحام طعام بودی مردم مجتمع شدندی

او نخوردی گر بوقت افطار روز دیگر در وقت استراحت گلیمی که بران روز نشستی همانرا بستر ساخت چنانکه آن گلیم تا پایها نمیرسید و هم ازوی نقل است که وقتی برای شیخ خادم یکدانگ نمک آورد چون بوقت افطار طعام پیش او نهادند بوی رطوبت و فرمود در این طعام بوی تصرف می آید روا نباشد که این طعام بخورم و هم ازوی نقلست که وقتی خادمی بخدمت آمد و گفت امروز فلان بن فلان بسبب گرسنگی بعرض هلاک رسیده شیخ فرمود سعود بنده چه کند اگر تقدیر حق در آید از جهان سیر نکند رسنی در پای او ببندید و بیرون افگنید و هم ازوی منقولست که چون وی خواست مجاهده پیش گیرد در رباط بخدمت خواجه قطب عرض کرد خواجه فرمود که ملی کن وی طی کرد تا سه روز نخورد سیوم روز شخصی چند نان پیش آورد و گفت که از غیب است ابدان افطار کرد و بعد از ساعتی در رونه شیخ بجوشید تمام بیرون انداخت یعنی بخدمت پیر عرض کرد فرمود که ای مسعود سه روز از طعام خمار می افطار کردی اما غیبت باری در باب تو کار گر شد آن طعام در معدهٔ تو جا نیافت حالا بر وسه روز دیگر طی کن و آنچه از غیب رسید بدان افطار کن روز سه دیگر طی کرد چون وقت افطار شیخ طعامی پیدا نشد تا بگاه پاس شب بگذشت ضعف غالب شد نفس از حرارت سوختن گرفت دست بر زمین فرا کرد و چند سنگریزه برداشت و در دهان انداخت آن سنگریزه شکر گشت چون این حال مشاهده کرد باخود گفت یعنی نباید که از کرامات باشد از دهن بیرون انداخت باز مشغول حق شد تا نیمه شب گذشت ضعف غالب شد چند سنگریزه دیگر از زمین برداشت آن نیز شکر شد همچنین تا سه بار این کرامت معاینه نمود و تحقیق دانست که این همه از حق است چون روز شد بخدمت خواجه قطب رفت فرمود که نیکو کردی که بدان افطار کردی که از غیب او برد همچو شکر شیرین خواهی بود او را از اندرز گنجشکر خواندند و همین قول اصح الاقاویل است و هم صاحب اخبار میگوید و دیگر مشهور است که او را سوداگری شکر باز کرده میرفت خواجه ازوی طلب سود اگر گفت این شکر است این نمک است خواجه گفت نمک است سوداگر چون بارها بگشاد همه نمک بر آمد پیش شیخ آمد و عذر خواهی نمود عرض کرد که دعا کنید که این نمک شکر گردد فرمود که شکر گردد و باخود گفت بحمد الله که این کرامت معاینه کردم که گفته است کان نمک جهان شکر شیخ بحر دبر + آن کز سخنش نمک چکد دارد نمک شکر + و باعی کان نمک گنج شکر شیخ فرید + کز گنج شکر کان نمک کرد پدید + در کان نمک گشت شکر + شیرین سخن از بن گیاهی کش شنید + و بعد ازان در حجره مسجد جامع حاج که مقام

ابر بست چله معکوس شیدتا چهل روز هر شب دران چاه بدر که بران چاه بود می آوینختند و چون روز شد
بیرونش می آوردند از شیخ نظام الدین اولیا منقول است که دانشمندی بود ضیاء الدین نام
در زیر سنان درس گفتی از وی شنیدم که وقتی بخدمت شیخ فرید الدین قدس سره من غیر علم خلافتی نمی
دانستم در خاطر من گذشت که اگر شیخ ملاز علومی پرسد که من نمیدانم چه جواب گویم این اندیشه در دل من
بود ناگاه از من پرسید که تنقیح مناط چه باشد تنقیح مناط مسئله ایست از مسائل علم خلاف من خوش شد مدد
بیان آن شروع کردم و نفی و اثبات یکه دران هست بمراد گفتم دهم از وقتی است که شب پنجم محرم حمت
بروی غالب شد نماز خفتن بجماعت بگذارد بعد ازان بیهوش گشت ساعتی شد که بهوش آمد پرسیدند نماز خفتن
گزارده اید آری گفت یکبار دیگر گزاریم که واند چه شود دوم کرت نماز گزارد باز بیهوش شد
این بار بیهوشی بیشتر بود باز بهوش آمد و گفت که نماز خفتن گزارده ام گفتند دوبار گزارده اید گفت
یکبار دیگر گزاریم که واند چه شود سوم کرت هم گزارد بعد ازان فرمود یا حی یا قیوم بجان بحق تسلیم کرد
رحمه الله می گوید و بعضی از ملفوظات گنج شکر که بخط شیخ نظام الدین اولیا یافته اند مکتوب میگردد فرمود
چهار چیز از هفتصد پیر طبقات سوال کردند همه یک جواب فرمودند من اعمل الناس تارک الذنب
و من اغنی الناس الذی لا یغیره شیء و من اغنی الناس القانع و من افقر الناس تارک القناعة فرمود الله
یستحیی من العبد ان یرفع الیه یدیه و یرده خائبین فرمود اگر هست غم نیست اگر نیست غم نیست فرمود روزنامه مراد
شب معراج مرد نیست و فرمود کار گرم خود را بنجن سر مردمان نباید گذاشت و فرمود شیخ الاسلام علاء الدین
نور الله مرقده گفته است در سکر القلوب ان اول الکلام آخره ان کان لبد متکلم والا فاسکت فرمود
چون فقیر عامه پوشیدار و که کفن میشود فرمود آن نماکه باشی مرنه بازنمانیدت فرمود جذبة من جذبات
الحق خیر من مجاهدة الثقلین فرمود قال علیه الصلوة والسلام طوبی لمن شغله عیبه عن عیوب الناس فرمود
التصوف یصفو به کل شیء و لا یکدر شیء فرمود لو ارادتم بلوغ درجة الکبار فعلیکم بصحبة الاتقیاء
الی ابناء الملوک فرمود ۵ دوشینه شبم دل غمینم بگرفت + واند شینه یار نازنینم بگرفت
گفتم ببوسم رویم بر در تو + اشک آمد و دستینم گرفت + و هم ازوی نقلست که درویش او را بر

اباحت و حرمت سماع که در ان اختلاف علماء است گفتند فرمود سبحان الله یکی خاکستر شود و دیگری نور
در اختلاف است فرمود والآفات فی التدبیر والسلامة فی التسلیم فرمود العلماء اشرف الناس والفقراء اشرف
الاشراف فرمود الفقیر بین العلماء کالبدر بین الکواکب النهار فرمود ازدل الناس من اشتغل بالاکل و
القیاس فرمود هم ازدی نقلست که مردی بخدمت شیخ بدرالدین قدس سره عرضه داشت کرد که بجانب سلطان
غیاث الدین بلبن سفارش نامه برای من قلم آرید شیخ نوشت رفعت قضیتی الی الله ثم الیک فان
اعطیته شیئا فالمعطی هو الله وانت المشکور وان لم تعطه شیئا فالمانع هو الله وانت المعذور شیخ نظام
الدین اولیا در راحت القلوب آرد روز چهارشنبه پانزدهم ماه رجب سنه خمس وثمانین وستمائة دعاگوی
شرف ساعت قدمبوس سید العابدین حاصل کرد همان لحظه کلاه که بر فرق مبارک داشت بر سر ایندعاگوی
نهاد و خرقه خاص از کمال شفقت و مرحمت و نعلین چوبین عطا شد الحمد لله علی ذلک این نیز فرمود که ما
میخواستم ولایت هندوستان نگیریم بهم الشما در راه بوده ید در سر انداکردند که بدار نظام بدایوں سید
این ولایت اوست بادمی آنگاه دعاگوی خواست هر چه از زبان مبارک شیخ الاسلام بشنوم و قلمی آرم
هنوز نیکو در خاطر دعاگوی نگذشته بود که فرمود هی سعاد آنمرد که هر چه از زبان پیر بشنود و هوش و گوش
بران متعلق بوده باز نیاید چه در آثار اولیا آمده است چون مرید از زبان پیر سخن بشنود و آنرا بنویسد هر
حرفیکه او در قلم آرد ثواب طاعت هزار ساله در نامه اعمال او بنویسند بعد من جابی او در علیین شیخ آنگاه هم
درین محل این سخن هم فرمود مردم را همه وقت همچنین میباید بود نیز چه هیچ لحظه و لمحه نیست که در دل
این بنده نیاکنند که زنده آن دل است که در و محبت و اشتیاق بیشتر است آنگاه سخن در درویشی
افتاد بزبان مبارک راند که درویشی پرده پوشی و خرقه پوشیدن حق اوست که عیب او در سلمان غیر
دلک بپوشد رسول صلی الله علیه وسلم از علی پرسید رضی الله عنه که این خرقه را بتو دهم چه کنی گفت یا رسول الله اگر
این خرقه بمن دهی پرده پوشی کنم و عیب بندگان خدا تعالی را بپوشم پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود
که فرمان بود هر گه این جواب بدین خرقه را بدو دهی چنانچه ذکر آن مفصل الا گفته است آنگاه
شیخ الاسلام چشم پر آب کرد و های های بگریست و بیهوش شد زمانی شد که از بیهوشی باز آمد بر لفظ مبارک زند

معلوم شد که درویشی پرده پوشی است فرمود شیخ شهاب الدین سهروردی قدس الله سره تا چهل سال خشم بر
پوست سوال کردند که از کجاست فرمود از نسب آن تا عیب مردمان پرانه بینم و اگر ناگاه دیده شود بپوشم
بعد ازان شیخ الاسلام روی سوی دعاگوی کرد و گفت که چون درویش چنین شود بعد ازان
هرچه گوید و بخواهد همان شود شیخ بدر الدین غزنوی نزد یک شیخ الاسلام نشست سخن در سماع افتاد
هر کسی چیزی میگفت چنانچه شیخ جمال مانسوی فرمود که سماع راحت دلهاست و جنبش اهل
محبت در بحر آشنائی شناسا میکند شیخ الاسلام فرمود که آری رسم اینجاست چون نام آشنا شنوند
آشنائی خانند بعد ازان شیخ بدر الدین غزنوی عرض کرد که بیهوشی اهل سماع از کجاست شیخ الاسلام بر لفظ
گوهر بار فرمود که آنروز که ازل ندا الست بربکم شنیدند بیهوش شدند آن بیهوشی تا غایت در ایشان مرکب است
پس چون ایشان نام دوست میشنوند بیهوشی در ایشان اثر میکند بیهوش میگرداند هم از دست شیخ الاسلام
بر لفظ مبارک راند که راه طریقت همه تحمل است اگر تیغ بر گردن تو نهند راضی باشی در اخبار الاخیار
است از شیخ نظام الدین ابدال بلخی نقلست که میفرمود که شیخ فرید الدین قدس سره بیشتر نان زنبیل خود
البته وقت افطار یکدو پرکاله نان زنبیل پیش بودی از شیخ نصیر الدین محمود نقلست سالها
بخدمت شیخ فرید الدین زنبیل گردانیده اند خدمت شیخ نظام الدین بارها فرمودی که
که دیله یا گل کربر و خانه شیخ سیر میخوردیم ما را روز عید بودی و آن جا نگان بودی یاری بسیار
آوردو همه میخوردند اما چون وقت دیله کردن بودی زنبیل میگردانیدند بعده فرمود که در خدمت
شیخ نظام الدین هم سالها زنبیل گردانیده ایم بعده بعده فرمود اینچنین خورده اند انگاه بجائی رسیدند
در سیر العارفین است که وقتی ایشان بسعادت بیعت و ارادت مشرف شدند هیزده ساله بودند
که در خدمت پیش مولانا منهاج الدین ترمذی کتاب نافع که در فقه است میخواندند و همدران مسجد
ماندند و حفظ کلام مجید کرده بودند هر شبانگاه یک ختم میرسانیدند ناگاه روزی حضرت خواجه
قطب الدین در آن مسجد تشریف آورده و دگانه بجهت یکجا آوردند چون چشم ایشان بر چهره مبارک
خواجه قطب الدین افتاد با دل نگاه دل بر ایشان داد و سر بر قدم نهاد و قطب العاشقین دیدند

که جوانی خوشخوی پاکیزه روی کتاب بدست دارد پرسیدند که بهست عزیزان چه کتاب است
عرض کرد که نافع فرمود که انشاء الله تعالی ترا این کتاب نافع میکرد و با عرض کرد که انشاء الله
تعالی در خدمت شما نافع خواهد شد همان لحظه بشرف ارادت مستعد گشته چون حضرت خواجه بدهلی
رسیدند تا سه هفته همراه بود از انجا خواجه فرمودند که با بافرید الدین همین لحظه در ترک و تجرید تحصیل
علوم ظاهری مشغول میباش و از دهلی پیش ما بیا که انشاء الله تعالی مرا انجا خواهی یافت از آنجا
بازگشت و از انجا بقندهار رفته بخیال تحصیل علم نمود چون بل مبارک اوینا بیع علم لدنی گشت و آنجا متوجه
خدمت حضرت خواجه شده و خواجه قطب آمدن او بسی خوشدل شدند و نزدیک دروازه غزنی در بر
حجره اشاره فرمودند که انجا مشغول باش بعد از دو هفته بملازمت پیری آید بخلاف دروازه دیگر که پیوسته حاضری بودند چون در دهلی شهره ایشان بسیار شد خلق مزاحم اوقات میشد باشاره حضرت
خواجه بخطه مانسی آمده اقامت نمود صاحب اقتباس از سیر الاولیا می آرد که بخدمت سلطان المشائخ
رسیدند که شما در وقت نقل کجا حاضر خواهید فرمود نه مراد در ماه شوال بدهلی رسانند بخدمت مخدوم
نقل واقع شد لیکن وقت رحلت مرا یاد فرمود و گفت فلان در دهلی بهمت من بتو وقت رحلت
قطب الاقطاب حاضر شدم در مانسی بودم پس خرقه خلافت حواله شیخ بدر الدین اسحاق نمود که
این امانت را بمولانا نظام الدین بداؤنی خواهی رسانید بعد نماز خفتن باحی یا قیوم گویان
جان بشاهد حق تسلیم کرد در سنه ثمان وستین وستمائة و بقولی تسع وستین وستمائة
و بروایتی تسعین وستمائة در زمان غیاث الدین بلبن و اقتفد و عمر شریف در پنجسال
و بروایتی نود و سه سال بعد از وفات حضرت قطب الاقطاب رتبه حیات یافت
و باک بن مرزوق گفت کمالات و کرامات وی در چهار کتابهای مذکوره بیش از بیش است لیکن
در اینجا مختصر نگنجد سه رحم فرماشد تولد عابد آزاده عمر * شد فرید اصد سال رحلت مسعود
ذکر شیخ الاسلام بهاء الدین ابو محمد زکریا الملتانی القرشی الاسدی رحمة الله علیه
خلیفه شیخ الشیوخ شهاب الدین سهروردی رحمة الله علیهما در سنه اثنین وثمانین وستمائة

دکوث کرور ملمان تولد شدند و در منعم صفر سال ششصد و شصت و پنج بعمر صد سال از این جهان
درگذشتند از اکابر اولیا هند است کرامات ظاهره و مقامات باهره دارد صاحب اخبار الاخیار
می آرد سید حسینی سادات و صاحب نزهة الارواح و شیخ فرید الدین عراقی صاحب لمعات بملاقات
او رسیده اند و تربیت یافته و هم از وست که در وقتی که از بغداد بملتان آمد اکابر ملتان را بروی
حسدی پدید آمد بطریق کنایت کاسه پر از شیر کرده بخدمت او فرستادند غرض ایشان آن بود که
شیخ اینمعنی را دریافته گلی بر کاسه شیر نهاد و پیش آنجماعه فرستاد مقصود آنکه جای ما در این شهر اینطور گل بر شیر
ایستاده است خواهد بود اکابر از حسن لطافت این ادا حیران ماندند و معتقد کرامات او گشتند و وی از اغنیاء شاکر
است و فرمودی که دنیا تمام مهاجه قدر دارد قل متاع الدنیا قلیل و معلوم است که از این چه قدر پیش ما باشد و
گاهی فرمودی که صحبت با رکسی اضرر کند که انسان آن را نداند و فرمود که غافل بغار ره حال است اورا
که میان او و شیخ فرید الدین قدس سرهما مودتی عظیم بود و سالها با هم بودند و نیز گویند سر خاله کدیگر را ندانستی
از خدمت او بشیخ فرید الدین گفتند سخن بسیار شنیده بودند که موافق مجلس شیخ فرید الدین بود در مقدمات
انسخن شیخ بهاء الدین شیخ فرید الدین رقعه نوشت و کسخن این بود که میان ما و شما عشقبازیست جوانان این معنی
شیخ فرید الدین نوشت که میان ما و شما عشق است بازی نیست تعلمت از شیخ نظام الدین اولیا که فرمود
فرید الدین را افطار کم بودی اگرچه تب آمدی با نصد کردی و شیخ بهاء الدین گرسنه را صوم کمتر بودی
یا ایها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم و اعملوا صالحا و فرمود او از انها بود که این آیت در حق او درست آید
صاحب اخبار الاخیار آرد شیخ رکن الدین فردوسی مرید خواجه بدر الدین سمرقندی است و ری بود شیخ
نجیب الدین فردوسی مرید شیخ رکن الدین فردوسی است قبر او جانب شرقی حوض شمسی بصفه عالی نزدیک مقبره
مولانا بدر الدین ملجی است شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری که بر آداب المریدین شرحی دارد وی مرید
شیخ نجیب الدین فردوسی است گویند شیخ شرف الدین بشوق بندگی شیخ نظام الدین اولیا بدهلی آمد قضا
را پیش از انکه او بدهلی رسد شیخ نظام الدین بریاض رضوان خرامیده بود شیخ نجیب الدین فردوسی در انجا
بود چون بملازمت او رسید فرمود و روش سالها است که منتظر تو نشسته ام امانتی دارم که بتو سپرد

مرید شده و نعمتی که برای او نهاده بود نگرفت و بوطن اصلی خود رجوع کرد و هم صاحب اخبار الاخیار میگوید که از ملفوظات شیخ شرف الدین منیری معلوم میشود که شیخ بدر الدین سمرقندی مرید شیخ نجم الدین کبری است انتهی و در سیر الاولیا نوشته است که وی خلیفه شیخ سیف الدین باخرزی شیخ نجم الدین را دریافته بود مرا نیز نوشتن اختلاف در اینجا ضرور افتاد صاحب سیر العارفین مینویسد که حضرت شیخ نجیب الدین محمد فردوسی پیر شیخ شرف الدین بن یحیی منیری است که در بهار بود و پیر ایشان حضرت شیخ بدر الدین سمرقندی که خلیفه حضرت شیخ سیف الدین باخرزی است و در رساله چهارده خانواده نوشته است شیخ نجم الدین کبری فردوسی و شیخ علاء الدین طوسی شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سهروردی هر سه بزرگ بخدمت شیخ وجیه الدین ابو حفص عمر بن عمویه آمدند شیخ وجیه بعد از مدتی شیخ ضیاء الدین و شیخ علاء الدین را خلافت داد و وداع کرد و شیخ نجم الدین را شیخ ابو النجیب سپرد گفت این را بخود گیرید بعد از هفت ماه شیخ ابو النجیب شیخ نجم الدین خلافت داد و گفت شما مشائخ فردوسید از امروز فردوسیان پیدا آمدند بقول نفحات شیخ سیف الدین باخرزی خلیفه شیخ نجم الدین کبری رحمة الله علیهم ذکر آن شیر بیشه محو و فنا ان تغفر ما دیه لا احصی ثنا آن مصداق تخلقوا باخلاق الله آن متصرف متصرفات حضرت الله حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر رحمة الله علیه در اقبال الانوار است وی محبوب ترین خلفای و خواهرزاده شیخ فرید الدین گنجشکر قدس سره در ارادت اکثر یاران اعلی سابق بود از اکمل مکملان افراد روزگار عباد و در طریقه صوفیه جایی بلند همت قوی داشت و از غلبه استغراق ذات مطلق هرگز رو بدنیا و عقبی نمی آورد و هم وی از سیر الاقطاب میآرد وی حضرت شیخ را بسیار کرده چنانچه از عنایت مهربانی دریغ نمی فرمود که علم ظاهر و باطن من نیز بشیخ نظام الدین بداؤنی رسید و علم ظاهری و باطنی نزد شیخ علاء الدین علی احمد صابر برده و میفرمود که علم سینه من در ذات شیخ نظام الدین بداؤنی و علم دل من در ذات شیخ علاء الدین علی احمد صابر سرایت کرده صاحب اخبار الاخیار از سیر الاولیا می آرد که درویشی بود نایب مقدم صاحب نعمت مرید شیخ فرید الدین است و شیخ فرید الدین وقتی که باو اجازت بیعت می کرد فرموده صابر زنهار کاری خویش خواهی گذارنید و همچنان

بود تا زنده بود معیش خوش میگذرانید و مردی خوش طبع و گشاده پیشانی بود غالبا این شیخ
صابر غیر شیخ علی احمد صابر است داماد شیخ فرید الدین خلیفه او بود و قبر او در قصبه کلیر است
و سلسله شیخ عبد القدوس غنجر بوی منتهی میشود و ذکر او در سیر الاولیا اصلا نکرده و آنچه کرده
همین شیخ صابر را ذکر کرده بر آن نهجی که در عنوان مذکور شده و ترک ذکر او خالی از غرابت نیست
تواند که مراد از شیخ صابر همین شیخ علی احمد صابر باشد و الله اعلم صاحب انتباه السیر الاقطاب
می آرد در اوایل حال بوی قسمت لنگر بفقرا آماده دازده سال مقرر بود و خود صائم بانده نخورد
حضرت گنجشکر کشف دریافته پرسید که بابا علاؤ الدین شما قسمت میکنید و خود میخورید یا نه
بنده را بی اجازت پیر چه مجال است که یکدانه از آن بخورد فرمود که شیخ علاء الدین علی احمد
صابر است آزار نوز بخطاب صابر مخاطب گشت و هم وی از سیر الاقطاب مینویسد که چون
وی از خدمت حضرت گنجشکر مثال اجازت نامه گرفته بشیخ جمال هانسی آمد و برابر آورده بود
شیخ جمال داد و حقیقت حال اظهار کرده رخصت دهلی درخواست نمود در آنوقت تاریکی
شب نمایان گشته و چراغ حاضر نبود بنابر آن لختی اهمال واقع شد بعده چراغ آوردند مثال
بکشاد و بادی چراغ را کشت حضرت مخدوم دمزد چراغ روشن کشت حضرت شیخ جمال مثال
بگرفت و پاره ساخت و گفت تاب نفس شما دهلی کجا آرد که سبک مزدون تمام دهلی را خراب
ساخت حضرت مخدوم گفت من سلسله ترا پاره کردم شیخ جمال گفت از اول یا آخر گفتند از اول
پس برخاست و برگشت و بخدمت پیر دستگیر آمد و کیفیت حال باز گفت و حضرت شیخ پرسید که
چون شیخ جمال مثال ترا پاره ساخت تو چه گفتی گفت از زبانم همین سخن آمد که چون مثال
مرا پاره کردی من سلسله ترا پاره کنم از اول یا آخر گفتم اول حضرت گنجشکر فرمود تیر
بهدف رسید اما بچه گذشت که اول گفتی و آخر سلامت ماند و از مردان نه مخصص خواهد
بود شیخ جلال الدین پانی پتی برکت دعای وی سلسله شیخ جمال چربان خواهد بود
صاحب مراة الاسرار مینویسد که از بزرگان این سلسله منقول شده است که حضرت گنجشکر چون

خواهش حضرت مخدوم مثال دهلی عطا نموده فرمود که اول شیخ جمال را تمامی بعد ازیں دهلی رو چون حضرت
دهلی در ماندی رسید دمثال بدست قطب جمال داده تعجیل کرد شیخ جمال گفت صاحب ولایت دهلی را امر دنیا
چی باید و شما طاقت یکساعت ندارید انکار چه طور پیش خواهد رفت شیخ جمال مثال را پاره کرد بر زمین انداخت
گذشت که من سلسله ترا برهم زنم که هرگز از تو سلسله مشایخ جاری نشود و آخر همچنان شد چنانچه در کتب سیر مشایخ
پیوسته چون شیخ علی احمد صابر از دنیا نمی گذشته بخدمت شیخ گنجشکر رفته واقعه حال را نمود حضرت شیخ را گفت حق
خوش شنایه در حق مخدوم علی احمد صابر بهربانی بسیار فرمود و گفت که ترا به ازان نوشته سپرده ام دل تنگ مشو بعد
مثال مدتخط خود نوشته عنایت فرمود بجانب سیر حضرت کرد و صاحب ولایت آنجا گرداند که در آنوقت
نهایت آباد و هوای آن نهایت بر اعتدال بود و هم صاحب القلب الیم سیر الاقطاب میگوید چون ملفوظات حضرت
گنجشکر ذکر مخدوم علی احمد صابر کم واقع شده و احوال وی بوافی ثبت نگشته است کمیشه معلوم نمیشود که
صاحب وی آنست که ملفوظات گنجشکر را اتفاق شیخ جمال قدس سره جمع گشته اند و هر که نوشته است دیر اخاطر
داشت شیخ موصوف لازم بود رعایت خاطر یکدیگر خود روش است بنا بر آن ذکر مخدوم واقع شد
و حجت کمالیت و ولایت وی قدس سره از وجود مریدان و خلفاء سلسله اش اظهر من الشمس است الفرض
چون حضرت مخدوم از خدمت گنجشکر رخصت گرفته در کلیر رسید و سکونت اختیار کرد و علمائی ظاهر
و بعضی مشائخ آنجا با انکار پیش آمدند وی قلندر مشرب و ابدال وش بسیگذرانید و در باطن مستغرق بود و در ظاهر
ظاهری التفات نداشت چون مخدوم نشو و نمایافت و مردم اطراف روی بوی آوردند علما
و مشایخ را حسد پیدا شد و قتی حضرت مخدوم با صحاب برای نماز جمعه رفته در مسجد جامع قریب منبر نشست آنجا عادت
پیش آمدند و گفتند که از اینجا خیز و بجای دیگر بنشینید اصحاب مخدوم متواضع گردیده در جای خالی نشستند
اما زیاده در دشمنی آغاز کردند که اینجا نشستن را با جداد ما سنت شما را هرگز اینجا نگذاریم چون سخن بسیار
بلند شد حضرت شیخ سری از جیب بر آورده فرمود که صاحب ولایت این دیار منم برای نشستن ما چنین جای هزار است
آشنا بیگانه غوغا کرده گفتند از کجا معلوم شد که صاحب ولایت شما هستید برهان میباید پس حضرت از مسجد برخاست
و گفت که مرا دلیل آنست که شما هر دو شاخ میزید بمجرد گفتن این کلمه مسجد در اقتاد و چندین هزار کس زیر آن

هلاک شده پیش شیر دوخان افتاده باقیماندان بعجز و پیش آمدند فرمود سود مند نیست من از قضای الهی خواستم اجابت شده بجکیس از ساکنان این قصبه بوده نماند باز هر گز آباد نشود که نزدیک من ویرانی اینجا آبادانی است پس از زمان هندران سال و ماه ان اقتاد تمامی اهل آنجا را نیست و نابود ساخت بعد از ویرانی حضرت مخدوم مذوق خاطر بریاضت و مجاهده اشتغال میورزید و وحوش و طیور با وی انس گرفته بودند و شیر نر بر درش جاروب کشی نمود و میگفتند که هر شب جمعه شیر می آید و چنین قسم حکایات استعجاب نماید کرد چنانچه بدر راقم الحروف و سیادت مآب نور الحسن و شاه جیو عبد الله شاه که از مریدان شاه غلام حسین خلیفه آخون فقیر صاحب بودند حکایت میکردند که درویشی بکمال شاه نام ساکن مراد آباد و بسبب ارادت بصاحبزاده غلام حسین بن آخون فقیر صاحب میبایست درویش مذکور برای زیارت مخدوم علی احمد صابر رفته بود و وقت شب در مسجد شریف مخدوم غلاف کشیده استراحت میکرد ناگاه ماده شیر بچه در میان در مسجد آمده هشت بچه اش غلاف درویش کشید ماده شیر از بچه بچه بچه اش غلاف درویش کشید باز نزد خود کشید چند بار چنین شد بعده ایستاد و رفت گفته اند در اوائل حال هیچکس بر مرقد شیر لفش هرگز نمی تواند چون حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس سره بقصد زیارت مخدوم روانه شدند بر مرقد شیر لفش یک گروه مانده بود برق در رسید حضرت ایشان بمجرد دیدنش عرض نمود که عبد القدوس از ان شماست و اشتیاق زیارت میدارد برق ناپیدا گشت سه بار چنین چنان شد چون حضرت قطب العالم عجز و نیاز و اشتیاق بسیار اظهار ساخته نزدیک مرقد مخدوم رسیدند بحسم از قبر برآمدند و ایشان را در کنار گرفته و لطف نمودند و فرمودند که تو بواسطه طریقه ما در نجا رسیدی و الا نه دیگری را طاقت دخول این مقام نیست حضرت قطب العالم عرض کرد که همگسان میخواهند که از زیارت شما مشرف شوند اگر برق جلالی را در غلاف کشند عام از برکت تربت شریف بهره یابند فرمودند که بخاطر تو این برق را مسطور ساختم از آنروز مان همه خاص و عام در آن بارگاه عالیجاه میروند و فیض میبرند وفات حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سره سیزدهم ربیع الاول در سنه سبعین و ستمائه و بروایتی اربع و ستمائه در زمان جلال الدین خلجی واقع شد و وی قدس سره معاصر حضرت سلطان المشائخ نظام الاولیا بودند و حضرت سلطان المشائخ محمدی داشتند و چند سال بعد از سلطان المشائخ وفات یافته تاریخ جان گنجشکر دقیقی در حال سماع برفت از دنیا

ذکر ان سلطان المشایخ شیخ نظام الحق والدین محمد بداؤنی قدس سره

در اخبار الاخیار است نام او محمد بن احمد بن علی البخاریست ولقب او سلطان المشایخ ونظام اولیاست
از محبوبان ومقربان درگاه الهی است ودر هندوستان مشهور است از انوار برکات او جد او خواجه علی بخاریست
جد مادری او خواجه عرب هروی از بخارا آمده ومدتی در لاهور بوده بعد ازان در بداؤن سکونت
ساخته ند وپدر او خواجه احمد وصغر سن از سر اورفت وهم در سواد بداؤن مدفن یافت وبقولی
نسب ایشان بخالد بن ولید رضی الله عنه میرسد وتولد ایشان در سنه خمسین وستمائه بوده وی
چون قدری بزرگ شد والده او را در مکتب انداخت کلام الله میخواند وکتابها خواندن گرفت وهم
در عمر دوازده سالگی کتاب لغت میخواند مردیکه او را ابوبکر میگفتند حکایت کرد که من پیش شیخ
بهاء الدین بکر یا سماع گفته ام واین قول میگفتم لقد لسعت حیة الهوی کبدی مصرع دوم یاد نمی آمد
شیخ یاد داد بعده مناقب شیخ بهاء الدین گفتن گرفت انیمعنی در دل او نشست بعده حکایت کرد
که از انجا در اجودهن آمدم شاهی دیدم چنین وچنان بسماع اینکلمات در دل او محبتی وارادتی پیدا شد
که از خود رفت ومحبت شیخ فرید الدین در سینه او نشست روز بروز عقیدت تربیت میسیافت در نشست و
برخاست وخواب وخور وذکر شیخ فرید قدس سره میکرد بعد ازان بقصد تعلم بدهلی آمد وتحصیل علم کرد
ومقامات حمیدی پیش شمس الملک که صدر دولت بود تلمذ کرد ویاد گرفت وعلم حدیث خواند و
او را در طالبعلمان نظام الدین نجبات گفتندی بعد ازان بشوق ارادت شیخ فرید الدین با جودهن
رفت وی در انزمان بست ساله بود شش سپاره قرآن پیش شیخ فرید الدین بحوید کرد وشش باب از
عوارف نیز سند کرد وتمهید ابو شکور سلمی وبعض کتابهای دیگر نیز پیش شیخ خواند وبقولی روزها شغل در
پانزدهم رجب سنه ع وستمائه مرید شدند وهم ازوی نقل است که وی فرمود چون سعادت پابوس
شیخ فرید دست داد چیزی حاصل کردم نخستین سخنی که از شیخ شنیدم این بود که خواند بیت ای آتش فرقت
دلها کباب کرده + سیلاب اشتیاقت جانها خراب کرده + بعد ازان خواستم که شرح اشتیاق محمد
ایشان با شیخ بیان کنم وهیبت حضور غلبه کرد همین قدر گفتم که اشتیاق با چنین عظیم غالب بود چون اثر

دهشت و من مشاهده کرد فرمود که کل داخل در سلسله ما همین روز بخدمت شیخ بیعت کردم عرض داشت کردم فرمان چیست
و که تعلیم کنم و باوراد و نوافل مشغول شوم فرمود ما کسی را از تعلیم منع نکنیم آنچه کن این هم کن تا غالب آید و بوی
علم باید بعده با نعمت خلافت مشرف شده و بدهلی آمد و تا شیخ در قید حیات بود سه بار بخدمت او رفت اما در
وقت شیخ حاضر نبودم چنانکه شیخ فرید الدین در وقت رحلت خواجه قطب الدین و خواجه در وقت سفر
خواجه بزرگ قدس الله اسرارهم حاضر نبود و بعد ازان در دهلی باشارت غیبی در غیاث پور که الان
خانقاه او در آنجا است سکونت کرد و هم ازوی نقل کنند که وی فرمود مرا در واقعه گشایش دادند در
سلطنت و توانائی راحت رسانی که دل من محل ظهور ربوبیت است و میفرمود که در بازار قیامت هیچ کالای
را آنچنان رواج نخواهد بود که دریافت دلها را و هم ازو نقل است که وی گفت وقتی با شیخ خود در کشتی
همراه بودم شیخ مرا پیش طلبید فرمود بیا ترا چیزی بگویم چون بدهلی بروی در مجاهده باشی بکار
بودن هیچ بیست روزه داشتن نمی ماند اعمال دیگر چون نماز و حج نمی ماند روقتی دیگر فرمود من از
خدا خواسته ام که هرچه تو از خدا تعالی نخواهی بی وقت تو بگیرد فرمود از برای تو قدری دنیا نیز خواسته ام
در وقت خلافت فرمود مجاهده باید کرد برای استعداد راه وقت دیگر در حجره سر برهنه کرده در شب بسیار
سیر نشسته میگفت و این رباعی میگفت رباعی خواهم که همیشه در رضای تو زیم + خاکی شوم و زیر
پای تو زیم + مقصود و منتهی ز کونین تویی + از بهر تو میرم و برای تو زیم چون بیت تمام کرد بسجده نهاد
چندگرت مثل این دیدم در حجره در رفتم سر در قدم شیخ نهادم فرمود بخواه چه میخواهی من هیچ دنیی خواستم
شیخ مرا بخشید بعده پشیمان شدم که چرا نخواستم که در سماع بیرم صاحب سیر العارفین میگوید که در نوادر الفواد
از یشان نقل است که گفت چون بشرف ارادت گیختگی مشرف گشتم در آن ایام بخانه وی عسرتی تمام بود
گفتم در دیشان متعلقان ایشان را در همچنین وقت فاقه روی میباید داد از برکت صحبت ایشان همچکس را افتاد
بنوی مولانا بدر الدین اسحق بیرم آوردی و شیخ جمال هانسوی را جنگل و دیه آوردی که بری از درخت
گز بسیار است و اکثر مردم آزاد و سرکه لذا خته اجاری میبازند مولانا حسام الدین گاهی آب می آورد و دیگ
مطبخ می شست و من آن دلها را الی یختم و رکاسها لذا خته برای افطار حضرت ایشان در دیشان میبردم و

و انطعام گانیک بسیر مشید دنگاهی بنشست حکایات کمالات حضرت نظام اولیا بسیار جانب بیان یافت و این مختصر گنجایش آن ندارد وفات او بعد طلوع آفتاب روز چهارشنبه هیزدهم ربیع الاخر سنه خمس وعشرین وسبعمائه تاریخ شهنشاه دین بسیر العارفین است چون سن او نود و چهار سال کی سید قریب هشت ماه بول عاشقان شیخ نصیر الدین محمود را بعد از نماز ظهر روز چهارشنبه خرقه و مصلا و تسبیحی و کاسه چوبین و آنچه از شیخ خود یافته بود عطا کرد و فرمود شما را در دهلی باید بود و جفا و قفا مردم باید کشید بعد ادای نماز عصر در سنه مذکور برحمت حق پیوست رحمة الله علیه و در ایام خواجه امیر خسرو همراه سلطان غیاث الدین بلخی سمرقند بود بعد استماع این واقعه امیر خسرو از خدمت سلطان مستعجل تمام دغیاثپور رسید و روی گرد آلوده خود بمزار پر انوار آن بزرگوار مالیدن گرفت و لباس سیاه پوشید و همدران روضه متبرک بماند بعد سه ماه همدران روز چهارشنبه سنه خمس وعشرین وسبعمائه نیز بجوار رحمت حق پیوست و مزار آن بزرگوار در پایان حضرت شیخ واقع است

ذکر آن آئینه جمال و جلال حقانی آن مظهر نمایش لاهوتی آن صورت صالش نمونه تجرید و ترک آن قطب ابدال حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سره

وی از کبار خلفا حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر اند صاحب اقتباس میگوید بقول صاحب سیر الاقطاب از حضرت گنجشکر نیز خلافت داشت وی را در طریق شانی بزرگ و کرامتی داد و همتی بلند و تجریدی بکمال داشت و از غایت تجرید اکثر لباس قلندرانه چرم پوشیدی و میران چنین نقل نموده سلسله نسبت او چنین روایت کرده اند که شیخ شمس الدین ترک بن سید احمد ترک بن سید عبد المومن از فرزندان حضرت خواجه احمد یسوی بود قدس سرهما که نسبت وی بحضرت محمد حنیفه بن علی کرم الله وجهه منتهی میشود و هم صاحب اقتباس انوار مینویسد از مرآة الاسرار که چون شیخ شمس الدین ترک را داعیه تحصیل علوم پدید آمد تا مدتی در دیار ترکستان کسب علم نمود بعد ازان که از تحصیل علوم فارغ گشت و کشوکار خود در آن نیافت در صرحه بود ازان برآمده تجرید کلی اختیار نمود و بسیر صدق براه سلوک طریقت نهاده روانه شد و از ترکستان بطلب مرشد کامل بماوراء النهر برآمد و از بزرگان آنجا بیکی از بزرگان نسبت انتساب بلشکی پیدا نشد لاجرم قدم بطرف هندوستان نهاد و بسیر کنار

بعبودت بسیار و کلیر بخدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر سید قدس سره بمجرد مشاهدهٔ جمال شریف معتقد شد
که حجابها که شده بودند فراموش کرد و بی اختیار سر در قدم حضرت مخدوم آورده بشرف بیعت
گردید و بفیض کلاه ارادت فائض گشت و بهمدر استماع حضرت مخدوم فرمود که ای شمس الدین
تو را فرزندی از خدا خواسته ام که سلسلهٔ ما را زنده دار شمس الدین مذکور بعد از ارادت
و خدمت مخدوم مشغول شد روز بروز سلوک در ترقی میکرد تا آنکه سیر سلوک تمام کرد و بمرتبهٔ تکمیل و ارشاد
رسید چنانکه بتربیت طالبان مشغول گشت و اکثر احوالات و خوارق عادات از وی ظاهر شدن گرفت
اما وی را غایت بلند پروازی بدین چیزها التفات نداشت آخر الامر حضرت مخدوم علی احمد صابر در آخر
حیات خود وی را پیش خوانده خرقهٔ خلافت و تمامی آنچه از خدمت حضرت شیخ زید الدین گنجشکر قدس سره یافته
بود بوی عطا فرمود و اجازت نامه بدست خود نوشته مرحمت نمود و هم اعظم که سفینه بسینه از پیران بمن
رسیده بود تلقین فرمود و بعد ازان وصیت کرد که چون من پرده شوم از سه روز زیاده اینجا نخواهی ماند چون
سبحانه تعالی ترا صاحب ولایت دیار پانی پتگر دانیده است آنجا روی و قصبه پانی پت مسکونت اختیار
کنی تا گمگشتگان آن دیار را هدایت نمائی و من همه جا مدد و معاون تو خواهم بود پس التماس نمود که ولایت
شما حضرت است اراده آن است که باقی عمر در جاروب کشی آستانه حضرت صرف نمایم و حالا فرمان چنین است
که در پانی پت بروم آنجا شیخ شرف الدین بوعلی قلندر میباشد مرا با وی چه طور صحبت پیدا خواهد شد فرمود
باک مدار که وی آخر میرسد بمجرد رفتن تو از قصبه مذکور بیرون آید و بعد از چند روز از عالم فانی
نقل مینماید و هم صاحب اقتباس الانوار از سیر الاقطاب می آرد که شیخ شمس الدین مذکور قدس سره بعد یافتن
خلافت از مخدوم علی احمد صابر خدمت گرفته چندمدت در گری سلطان غیاث الدین بلبن اختیار
کرده و کمال جرأت و لباس اغنیا پوشیده میبودند وقتی سلطان غیاث الدین بلبن بسر یک قلعه
لشکر کشید و قلعه را محاصره کرد و تا گذشت و آن قلعه بقبضه نمیشد ناگهی هوائی تند وزید و باران بسیار
بارید چنانکه جمیع لشکریان را فرو گرفت و سراسیمه صف بر دوی نهاده و آتش در هیچ جا نماند و در خرگاه سلطان
هم شمع روشن نماند بود و مقارن آنحال بسلطان جست و جوی آتش سیگرد ناگاه روشنی در خرگاه سلطان آشکارا شد

ناگاه از دور دیده که دو یک خیمه چراغ روشن است چون نزدیک آن رسیده دید که درویشی طاوت قرآن
میکند پیش رفت لیکن از هیبتش آنرا خواستن نتوانست درین اثنا حضرت شمس الدین که سر بر زانو داشت و گفت
میخواهی سر سقا چوبی روشن کرده بکار خانه خویش باید اما در برابر این واقعه قرار نبود وقت صبح مشک گرفته
بسوی خیمه درویش روان شد چون نزدیک رسید در را آنجا نه دید برگشت و بر تلالی که بر دن لشکر بود رفت و
گرمیان در رویش نمیکند از گوشه بانتظار وی حضرت وضو کرد و نماز ادا نموده بسوی خیمه خود آمد و گفت
چون آن سقا مشک را از آب پر کرد و آب را چنان گرم یافت گویا که آتش گرم ساخته باشند و دانست که این همه کرامت آن
درویش است و شب دیگر سقا پیش از رسیدن درویش بر آن تالاب رفت طلب آب کرد سرد یافت مثل یخ شب سیوم آن
سقا پنهان نشست تا وی حضرت بیامد وضو کرد و نماز ادا کرده بخیمه خود رفتند بعد چون آن سقا
آب را باز دید گرم یافت مشک را از آن آب پر کرده پیش سلطان آورد و آنچه دیده بود جمله پیش سلطان
اظهار نمود سلطان سقا را همراه گرفت بر سر آن آب پنهان شد تا وقت صبح وی حضرت بر سر آن آب رسید و مسواک
ساخت و بنماز گزارد و رفتند سلطان آب را دید که گرم است متحیر ماند پیش آن سر دوید بود بعد تعاقب وی حضرت
شنود دید که در خیمه خود تلاوت قرآن میکند سلطان دست بسته باستاد چون وی از تلاوت فارغ شد سر فرا
سلطان را تعظیم بیش کرد سلطان گفت که زهی سعادت من که مثل شما دوست خدا در زمان من موجود است
و این قلعه چرا فتح نمیشود هر چند وی حضرت منع میکرد لیکن هیچ دمند نشد ناچار رست برخاست و فاتحه
خوانده و گفت همین ساعت سواری کنید انشاء الله تعالی فتح شود سلطان همچنان کرد و قلعه مفتوح
سلطان باز دیگر بملازمت اراده کرد وی حضرت بنور باطن دریافت همه اسباب اموال را همدر انجا
گذاشت بخدمت پیر خود رسید و چند گاه آنجا بماند و بعد از وفات مخدوم علی احمد صابر سه روز آنجا
بعد موافق وصیتش متوجه پانی پت گشت و هیچ جائی و مکانی معین نکرد الا چار در سایه دیواری نشست دیگر
صاحب اعتبار میگوید از کتابی چنان معلوم گشته که چون حضرت شمس الدین ترک در پانی پت رسید سکونت
اختیار کرد روزی خادم وی حضرت شیخ بو علی قلندر را بصورت شیر نشسته دید خادم آنچه دیده بود
بخدمت وی حضرت باز گفت وی حضرت فرمود که دانی که او کیست او شکر و بر آسمان شکل نبی سلام بن

و بگو شیر را بشه میباید چون خادم برفت دیر ابهان شکل دید گفت که شیخ من سلام رسانید بدست و گفته که شیر
بیشه می باید در حال شیخ شرف برخاست و بهمان صورت شیر به باگهوتی رفت باگهوتی نام جائست
شهر جانب مشرق چون دمی شکل شیر در آنجا رفته نشست از ان سبب باگهوتی نام یافت تا حال زیارتگاه
خلائق است چون حضرت شیخ شرف در باگهوتی اقامت گرفت حضرت شیخ شمس الدین ترک باز خادم را گفت
که پیش وی برود بعد سلام گوکه این شهر متوابع و مضافات بمن مرحمت شده است خادم حسب الامر
و پیام وی حضرت شیخ شرف در باگهوتی رسانید پس وی قدس سره از انجا بجانب موضع بوته گهنوت که
است از مضافات قصبه کرمال آنجا سکونت اختیار کرد و اگرچه گاه گاهی بآبائی بیت می آمد و لیکن اکثر
اوقات بوته گهنوت میبودند چون حضرت شمس الدین ترک در بائی بیت سکونت کرد عامی خلائق روی بخدمت
وی آورده مرید شدند و وی سالها در ارشاد مریدان مشغول بود و هدایت میفرمود و روزی بر در حجره
با اصحاب نشسته علم حقائق و معارف بیان میکرد اتفاقا شیخ جلال الدین فاخره پوشیده در سر راه سوار
شده در آن کوچه گذشت نظر وی حضرت بر جمال وی افتاد خیلی مائل گشته بجانب اصحاب خطاب
فرمود که نعمت خود در چنین این خورد کنان می بینم چون گفتن این کلمه شیخ جلال را نظر بر آفتاب
ولایت افتاد بی اختیار از اسب فرود آمده سر در قدم وی حضرت نهاد وی حضرت سر او
از دست حق پرست خود برداشته فرمود که باز بر اسب سوار شده بگردان وی اسپ باز گردانید
پس وی حضرت بر دل او تصرف نموده بجذبه خود جذب کرد شیخ جلال همدران ساعت بیعت مشرف
گشت و از نظر فیض اثر او فائض گشت کلاه چرمی که وی حضرت بر سر خود داشت بدست خود بر
سر او نهاد و فرمود که ترا اینهم دادم و آنهم دادم و در مرآة الاسرار ست که شیخ شمس الدین در آخر حیات
خرقه خلافت بشیخ جلال الدین عطا فرموده جائی نشین خود گردانید تاریخ نوزدهم شعبان بهمتاد و پنج
و بروایت سیر الاقطاب دهم جمادی الثانی سنه ست و عشر و سبعمائه واقع شده و صاحب مراة
سیگوید سنه وفاتش بنظر نیامده و لیکن باجز شیخ نصیر الدین اودهی بود و یکی خلیفه ایشان بشاه سیر
دلاهوری مشهور است و حضرت شیخ در اخطاب شیر ربانی واوه بود نام وی سلیم الدین بود چون

چون اکثر سواری شیر سپر میکرد و شاه شیر ربانی مشهور گشت صاحب ذوق و شوق و وجد و سماع بود و سوا
وقت نماز شب و روز بسیار مستغرق و بیخودی بر وی غالب بود وی بعد انتقال حسب الوصیت وی سال
هفتصد و چهل و شش از احمد آباد مرید ان جسد وی را بلاهوری آوردند چون بیرون شهر لاهور شب قیام کردند
روز دیگر آن جنازه را برداشتن نتوانستند پس در انجا دفن کردند معلوم شد که فرموده بود اگر انجا
که جنازه مرا برداشتن نتوانند همانجا دفن کنند تا حال فقرای سلسله وی در لاهور موجود اند شیخ محمد عبید
لاهوری خلیفه شاه عبد الحق لاهوری وی خلیفه شیخ عبد الجلیل المشهور شیخ شهبان که قبرش در ده باغبان
پور قریب مزار شیخ حسین است وی خلیفه شیخ محمد عرفان وی خلیفه حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی است
وی در علوم شریعت و طریقت و فقر شانی عالی و رتبه بلند داشت در روزگار تعلم طالبان حق گذرانید و شبانه بارشاد طلبان حق
مشغول بودی و در حالت سماع مردمان را بنظر فیض اثر خود از کار دنیا بیکار نمودی در شهر ذالحجه سنه
و نود و شش در لاهور وفات یافت شیخ محمد سلیم از خلفای کاملین شیخ محمد صدیق است صاحب محبت و جذبه
وجد و جذب و سکر بود و فقیر صاحب مقام عالی و در حالت سماع تا دو روز و سه روز بیخود افتادی مردم میدانستند
که طائر روحی از قالب پرواز نمود در سیوم ذی الحجه سنه یکهزار و شی در لاهور وفات یافت یاد در میان بیخبان بیخود از سر جسد
بدون گشت شیخ ابو الخالق ارادت بخدمت شیخ محمد سلیم داشت و از مشائخ کبار اهل یقین بود و صاحب وجد و تقوی و
عبادت بود و تا آخر عمر در بدایت ظاهر و ارشاد باطن مشغول بود در شعبان سنه یکهزار و سی و هم ذالحجه سنه یکهزار و یکصد و سی و
بعد عمر یکصد و بیست و پنج در لاهور وفات یافت ذکر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی رحمة الله علیه در انجا
الاخبار است شهره آفاق خلفای شیخ نظام الدین ابو الموید و صاحب سر و وارث احوال و ولایت دهلی بعد از
شیخ نظام الدین بانتقال یافت و بنیابت اتباع شیخ داشت و طریقه او فقر و صبر و رضا و تسلیم بود و هم از وی
که روزی با خبر رکه محرم خلوت خاص شیخ نظام الدین بود التماس کرد که از وی بخدمت شیخ عرض کند که من
را بوده میباشم از سبب مزاحمت خلق مشغول نمیتوانم بود اگر فرمان شود در صحرائی خدا تعالی را بفراغ خاطر عبادت
کنم امیر خسرو را معهود بود که بعد از نماز خفتن بخدمت شیخ رفتی و نشستی و آنچه گذشته بودی نقل کردی در وقت عرض
شیخ نصیر الدین محمود گذرانید شیخ فرمود اگر ترا خدا در میان خلق میباید بود و جفای خلق میباید کشید و بکلفات بذل و علاقات

گوید و هم صاحب اخبار الاخیار میگوید که نقلست که روزی بعضی از مریدان شیخ نظام الدین اولیا در زمان بهروز
میشنید و شیخ نصیر الدین در مجلس بود برخاست و گفت خلاف سنت است گفتند از سماع منکر شدی و از مجلس
پیر برگشتی گفت تحت نمیشود دلیل از کتاب و حدیث میباید بعضی از مجلس بخدمت شیخ رسانیدند که شیخ محمود چنین میگوید
شیخ را صدق معاملات او معلوم بود فرمود راست میگوید حق آنست که وی میگوید و هم وی گوید در جوامع الکلم میگوید
که روزی بندگی شیخ نصیر الدین محمود را در خانقاه بر بین هیئت دو قوالی بکمال گرفت بیت جفا پر عاشقان
گفتی نخواهم کرد هم کردی ✻ قلم بر بیدلان گفتی نخواهم راند هم راندی ✻ مولانا شاعر رساله پرداخت و ذکر این مجلس تمام
در آن رساله کرد و بر همین که این بیت صحیح نیست و اگر جور و جفا است بخدای عزوجل نسبت کردن کفر لازم آید
و مثل این چند کلمه جمع کرد و بر مولانا معین الدین عمرانی برداوستده برگرفت پیش شیخ فرستاد شیخ آزاد بدو مولانا
معین الدین را بخود طلبید و این رساله بدست او داد و هیچ نگفت و دستار در وراع پوشانید باز گردانید روز دیگر سنوح بود
بندگی خواجه بر بین هیئت بسیار میر قصیده اضطراب میکرد رباعی ماطبل غناء و دوش بیباک زدیم ✻
عالی علمش بر سر افلاک زدیم ✻ از بهر یکی منجنیخ باره ✻ صد بار کلاه نوبه بر خاک زدیم ✻ بعد از ان طرب بسیار
بالائی یافت و نسبت و زمود سنیت را بطلبیدند مولانا منیت از دست رفت و پیش اشاره کردند و گفت تا
مولانا نبود یکی اجابت چنین بود و اینجا مولانا گفت بارگاه یا مولانا در خانقاه نیامد روز دوم وفات شد و هم وی گوید
آورده اند که سلطان تغلق شیخ محمود را ایذا ها کردی و در سفر همراه خود گردانیدی گویند که وقتی او را
جامه دار خود گردانیده بود و این همه را موجب وصیت پیر خود تحمل کردی دوم نزدی وقتی تغلق برای
وی طعام فرستاد در آوندهای زر و نقره و باعث این جزا ایذا نبود و یعنی اگر طعام من نخورد همین اراده
ایذا سازم و اگر بخورد گویم در کاسه زرین خوردی نامشروع کردی شیخ نخنی از کاسه زرین بر آورد بدست
نهاد بیرون زبان نهاد و بخورد بداندیش خانه خاسر ماند و سیر العارفین آن گزیده حضرت معبود عبد الواحد
نصیر الدین محمود در مشائخ کبار ممتاز بود و جد بزرگوارش عبد اللطیف بن دودی و پدر نامدارش یحیی نام داشت
که تولد او لاهور بود و لقب شیخ محمود او ده و لقوی نام مدر ایشان خواجه یوسف بن یحیی بن عبد اللطیف
برزوی است و پدر او را در نه سالگی گذاشت والده او در تحصیل علوم ظاهری همتی بلیغ نمود و در اندک

حال پیش مولانا عبدالکریم شیرازی بدایه و بزرگی تحصیل نمود و بعد حلت آنعزیز بخدمت مولانا افتخار
الدین محمد گیلانی از هر علمی نصیبی کامل درگرفت و درست پنجسالگی ترک و تجرید نمود و بجاسبه نفوس و
مجاهده بنفس اشتغال داشت و هشت سال بمرتبهای آنرا بایک دو درویش میگذشت و نماز با جماعت او را
فوت نشده بود اکثر افطار او بیرگ سبزها بود و دو چهل و سه سالگی از انجا بدهلی آمده مرید حضرت
شیخ نظام الدین محمد بداؤنی شد و مدتی در خدمت وی حضرت بسر برد چنانکه همه درویشان او را بعشق الله
محمود گنج میگفتند او لسبب محبوب قلوب مشایخ بود قوله یاران چرکسوت نگاه دارید تا فرداد قیامت شرمنده
خدا نشوید و رسول صلی الله علیه وسلم نباشید جفا کشید و فا کنید تا گندم نماوجو فروش نباشید روزی بعد از
نماز ظهر از جماعتخانه بحجرهٔ خاص تکیه نموده بودند ایشانرا هرگز دربان نبود خادم ایشان خواهرزاده مولانا
زین الدین علی بود او گفت در خلوتگاهی حاضر بودی و گاهی نبودی و عین مشغولی قلندری بیباک نزدیک نام در خلوت
ایشان در آمد از کار دیده بهم برآمد چون بسیار ک ایشان رسید حضرت ایشان را از هشترش نجاند شد ان
حجره ناپدید بود خون بسیار ک ایشان از زمین آمد بعضی مریدان چون آنحال بینند اندرون دوند و بینند
که قلندری ناپاک خمهای کارد میزند حضرت ایشان دم نمیزنند مریدان خواستند که آن بدبخت را ایذا رسانند
حضرت شیخ نگذاشت و فرمود که هیچکس مزاحم او نشوید قاضی عبدالمقتدر تنها بسری کارد مریدان خاص حضرت ایشان بود
و شیخ صدرالدین طیب را حضرت شیخ زین الدین علی را بحضور خود خوانده سوگند داد تا کسی آن قلندر را آزار
نرساند و بدست قلندر را انعام فرمودند که مبادا در وقت کار دزدن بدست تو آزاری رسیده باشد سبحان الله در عالم
تسلیم و رضا چه پایه داشتند بعد از آن تا سال در قید حیات بودند در شهر یم ماه رمضان شب جمعه در حین که از
گلبانگ بهشت حاصل آید خواستند که طائر روح پاک را از قفص قالب پرواز دهند مولانا زین الدین علی عرض
کرد که مخدوم اکثر مریدان شما صاحب حال و اهل کمال اند یکی را اشارت شود که بجای شما مشیخت تا این سلسله
گسسته نگردد فرمودند بردنام در ویشان که برایشان حسن ظن داشتند نوشته بیار تا ملاحظه نمایم مولانا بگذر
رفت سه رقعه نام برده ایشان مرقوم نموده اعلی و اوسط و ادنی بنظر گذرانید بعد مطالعه فرمود که مولانا ما را
غم دین خود بخورند حیف جائی آنکه بار دیگر بهم رسند بعد ازان وصیت فرمودند که در وقت دفن من خرقه حضرت

حضرت شیخ نظام الدین قدس سره بر سینه من نهند و عصا بر بدن من بجنبانند و تسبیح حضرت پیر با گوشت من آمیخته گردانند
بر همین نهند و نعلین حضرت پیر بدو آغوش من نهند و مصلا بالا و قالب من کشتر انند حاضران آنوقت وصیت حضرت
عمل نمودند سید محمد گیسو دراز حضرت را غسل داد و در سیمان یافته آن پلنگ که بر آن غسل داده بودند برآورده کردن
خود انداخت و گفت خرقه ما همین است فی الجمله سیدند کور دراقبولیتی که رو نمود از برکت آن بود و در همان تاریخ
مذکور سنه سبع و خمسین و سبعمائة و بقولی ستین تاریخ شمع جمع صوفیان وفات یافتند رحمة الله علیه و ذکر شیخ
سراج الدین عثمان المشهور باخی سراج از مشاهیر خلفای نظام الدین اولیاست قدس سره آنچه از سلاسل
مردان و دین دیار مشهور است از سلسله او و سلسله شیخ نصیر الدین محمود است و وی از عنفوان شباب بنور ریاضت
پیش اغاز نشده بود و حلقه ارادت شیخ در آمده بود و در سلک خدمتکاران پرورش یافته بود و بعد چند سال
برای دیدن والده بمقام لکهنوتی که الآن گور مشهور است مرخصت یافت و باز بخدمت پیوست و در وقت عطای خلعت
او را شیخ فرمود که اول درین درجه کار علم است او را چندان تفصیلی از علم نیست مولانا فخر الدین زرادی
عرض کرد که او را در شش سال عالم میکنم بعد ازان در خدمت مولانا فخر الدین تعلم کرد و مولانا مارا
او تصریفی تصنیف کرد او را عثمانی نام نهاد بعد ازان پیش مولانا رکن الدین فیه و مفصل و قدوری مجمع البحرین
تحقیق کرد و بعد از نقل شیخ نظام الدین قدس سره سه سال دیگر تعلم کرد و بعضی کتب از کتاب خانه شیخ گرفت
بود و جامها و خلافت نامه که از خدمت شیخ یافته بود با خود بر دوان دیار را کمال ولایت خود بیارست
و در باب و نفس شیخ چنین گفته بود که او آئینه بندگی است نقلست که او بعضی جامها را که از خدمت پیر یافته
بود دفن کرد و بر آن گوری ساخت و در وقت رحلت وصیت کرد که مرا بآن گور جامها دفن کنند بعد از نقل او
همچنین کردند خلعتهای او و دیار گور مشهور از مقام او نیز در آن دیار است رحمة الله علیه در ملفوظات شیخ حسام الدین
مانکپوری می نویسد که درویشی مهروردی مهمان شیخ سراج عثمان او بهی شد چون شب شد بعد از نماز خفتن شیخ
جامه از تن بر کند و بستر افتاد و آن درویش تمام شب نماز مشغول بود چون بامداد شیخ برخاست و بوضوی
نماز کرد و درویش گفت عجب کاری که تمام شب بخواب بودی و نماز بامداد بی وضو کردی شیخ او را تواضع بسیار نمود
و فرمود که ما نه خفته ایم بلکه تمام شب کار میکردیم و ما کارهای داریم و در دربار آن کارها بجانی می کردیم

اگر عاشق بسجده نرسد + دل عاشق همیشه در نماز است + ذکر شیخ صدر الدین حکیم راجله خلفای
شیخ نصیر الدین محمود است و سلوک نظر شیخ نظام الدین نیز شده گویند که پدر وی سوداگر بود و در اصفهان است
بس فصیح و متین مشتمل بر معارف و حقایق و او را در صنعت طب مهارتی تمام بوده و نقل است که بکبار گی او را بریان بوده بود
تا برای یکی از ایشان که بیمار بود علاجی بکند چون علاج او موافق افتاد و بیمار ایشان صحت یافت او را
خطی نوشته داد و تاکید کرد که در فلان کوچه شهر افتاده میباشد بیاید و خط را آورد و نشانی که نشان داده بود
بنمود و چون نگاه آن خط را بدید دانست که سر زمینی زیر بنا بنهاده و زمین را کافت و گنجی که در زیر آن زمین
بود نشان داده و از انجا که علو همت در وی نشانست او را بدان گنج التفات نیفتاد و قبر او در قلعه دهلی علامتی است
ذکر شیخ کمال الدین علامه صاحب مناقب المحبوبین از مخبر الاولیا و اداب الطالبین و مجالس حسنه و مرآت صفای
ذکر پسران مولانا فخر الدین مذکور پسر شیخ کمال الدین ابن عبد الرحمن پسر برادر عم زاده و خواهر زاده و در مدد خلیفه
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی بودند و خلافت از حضرت شیخ نظام الدین اولیا هم سیدا شدند بعد یافتن خرقه و خلافت
و راحه آباد گجرات تعلق خدا را در حلقه ارادت خود در آوردند پس ازان در دهلی آمده تا زیست بتهذیب مخلوق مشغول
بودند و نسب ایشان با امام حسن رضی الله عنه میرسد لقب ایشان بکثرت علم علامه گشت و دو پسر العارفین نست که حضرت
نصیر الدین محمود را در خطه اودهه خواهری بود از ایشان بزرگ او نیز را بعقد حصر بوده او را دو پسر بودند یکی
مولانا زین الدین علی و دوم مولانا کمال الدین خادم شیخ نصیر الدین گاه گاهی از حضرت شیخ خود رخصت گرفته
بجانب خطه او ده برای مرمت خاطر همشیره مشفقه خود می آمدی و باز بخدمت پیر خود دهلی می آمد تا نوبتی مولانا
شیخ کمال الدین شادی کردند حضرت شیخ نصیر الدین محمود خال ایشان گفت که خدا شوید تا نسل جدها از
باقی ماند بعد ازان فرموده شیخ خود که خدا شدند و شش پسر از صلب ایشان پیدا شدند اول ایشان شیخ نظام الدین
و ثانی شیخ نصیر الدین خلیفه محمد گیسو دراز و اولاد او در گلبرگه است و قبر او هم در آنجا است سوم پدر شیخ
کمال الدین و رابع شیخ دی مقدم است و خمسین همانا وفات یافتند و قبر ایشان در دهلی کهنه با قبر
خال خود شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است و در اخبار الاخیار است شیخ زین الدین خواهر زاده خلیفه و خادم
شیخ نصیر الدین چراغ دهلی است ذکر او در مجالس ملفوظات شیخ ثبت یافته است مولانا از مصنفات این

مرحیا دست و مرح او در اول جنید این کرده است قبر او در گنبد دست که بایان گنبد شیخ نصیر الدین محمود در ضمن
خطیره صحن واقع است انتهی و بقولی قریب گنبد مذکور شیخ کمال الدین است و گرد شش کتیبه سنگ سرخ است
اولاد و خلفاء ایشان در احمد آباد مذکور ساکنند سید [illegible] ذکر سید گیسو دراز سید محمد بن یوسف الحسینی
الدهلوی خلیفه رشتین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی است جامع است میان سیادت و علم و ولایت شانی رفیع
زهدی منیع و کلام عالی دارد و در امیان مشائخ چشت مشربی خاص دارد اسرار حقیقت طریقی مخصوص دارد و اهل
حال بدهلی تشریف داشت و بعد از رحلت شیخ بدار و کن رفت و قبولی عظیم یافت اهل اندیار بسقا و مطیع او گشتند و بهمدار
دیار او را بنا انتقال فرمود و او را سید گیسو دراز گویند و وجه شهرت او بدین لقب هر آنچه شنیده ایم آنست که روزی او
با چندی دیگر از مریدان بالکی شیخ نصیر الدین محمود برداشته بود در وقت برداشتن گیسوی سید بسبب درازی که داشت
در بالکی بند شد و او بسبب غایت اوب و استغراق عشق و محبت بسر آوردن گیسو مقید نشد و هم بر آن وضعی که واقع
شده بود سافت بعید قطع کرد بعد از آنکه شیخ را بمعنی اطلاع افتاد خوشحال شد و بر صدق عقیدت و حسن صنعت او آفرین نمود
و هم در حال این بیت فرمود ؎ هر کو مرید گیسو دراز نشد ؛ والله خلاف نیست که او عشقباز نشد ؛ خدمت میر را
ملفوظات است مسمی بجواهر الکلم که بعضی از مریدان او که او نیز محمد نام دارد جمع کرده در آنجا مذکور است فرمود مرید
آنستی دارد و عشق را دو آفت است یکی آفت ابتدا و دوم آفت انتها آفت ابتدا آنست که چندان درد عشق و غم طلب
معشوق بروی طاری شود که او را محیط گردد و مدتی بر این برآید تا او را در آن لذت کامل دست دهد و هیچ راه
وصول محبوب بروی نگشاید بدانکه هزار درد و غم نقدی دیگر نیست همران ماند بعد مرور ایام درد و غم طبیعت
او شود و عادت گیرد و ذوق در نماند نه دولت وصول میسر شود و ذوق الم از حرقت بیخ تن ضایع شود و سرد گردد و جای
خود بماند هیچ از دردی دیگر نماند عاقبت او تهمران جان برآید نعوذ بالله منها و آفت انتها آنست که چون بوصال معشوق
رسد مشغول بلذت وصال گردد و حرقت فراق و الم هجران از دی برود و بعد مرور ایام وصال عادت طبیعت
او گردد و ذوق وصال بهم برود و مطلوب از حالتین جز ذوق و خوشی و راحت محبوب نیست و حالی بیند و
فراق سلخت الم او چه کار آید مرد سرد شود و هیچ از دی باد نماند عشق برود و محروم از ذوق جمال محبوب
گردد نعوذ بالله منها اگرچه وصال باشد ذوق کجا بدان راحت راه گیرد و وصال چه کار آید اما عشق برخوردار است

کرحالت ابتدا مشغول بعذبت فراق و ذوق الم و حرقت هجران باشد و در آنتها چیزی کند که وصال او زیاده گردد و ذوق او مزید تر شود طلب زیاده گردد و در هر دو در آفزاید ذوق روز نماید اینجا عشق را گویند که عاقبت از بخیر شود و او را عشق برخورد و خط کامل گرفت اگرچه عارفان این را نقصان گویند اما ذوق اینجاست بی آنکه نظر بر نخال و یا بر کنی فرمودند در عوارف میگوید که کامل را ذوق سماع نباشد اما این کاملی است که آفت انتهای عشق بدو رسید او را از دو بر عادت بر وصول گرفت بعد اعتیاد ذوق رفت و سر و شد انتهای ممدوح که آفت بدو رسیده باشد آنست که در بن بیت اشارت میکند ؎ عجبی نیست که گشته شود طالب دوست + عجب اینست که او واصل دیدار نباشد + فرمودند حالت ممدوح در سماع آنست که از خود نشود و با خود باشد هر چه کند و بگوید داند لیکن حاکم او را نبرد و گرفته باشد که از ان حرکات و سکنات که در آن وقت از وی صادر میشود امتناع نتواند آورد چنانچه مرد عصبی در حالت غضب و سماع وقتی بیهوشی هم آرد لیکن آنحالت ممدوح نباشد مقصود در سماع جمع هم و توجه دل بیک چیز است و خالی کردن از هر چه نه آن یک چیز است پس آنحالت بخودی میان و بغوت این باشد هر آینه ممدوح نبود و بخود در دین و دنیا در سند مستقصد بست و پنج برفت از دنیا ذکر شیخ علاء الحق والدین بن سید الاهوری بنگالی خلیفه شیخ اخی سراج الدین است در ابتدا احوال از اغنیا و اکابر وقت بود بنهایت معظم در آخر سلک مردان شیخ انتظام یافته فقر و انزوا اختیار فرمود گویند که چون شیخ اخی سراج بامانت خلافت از پیش شیخ نظام الدین جنیت یافته خواست که بجانب وطن اصلی متوجه شود و بخدمت وی التماس کرد که در آنجا شیخ علاء الدین مردی دانشمند و عالیجاه است مرا باوی چگونه بسر آید فرمود غم مخور که وی خادم تو خواهد بود و آنچنان شد که شیخ فرموده بود شیخ را خرج خدا وان بود و او را خرج استقامی نه شت و دو باغ که از بزرگان ایشان گرفته حاصل آن هشت هزار تنکه نقره بود کسی گرفت هیچ و قسمی بزبان نیاورد و بخلق نخشنهای وی اندازه میکرد و دیگفت که عشر عشیر آنچه میخوردم من نشت در از خرج ندارم قبر او در هندوه است و فات او در سنه ثمانمایه ذکر شیخ فتح الله اودهی خلیفه شیخ صدر الدین حکیم است در اوائل حال از علمای اودهی بود سالها در مسجد جامع اودهی که بائین منبار شمسی است بر مسند درس و افاده جا داشت و در آخر مرید شیخ صدر الدین حکیم شد و بسلوک این طریقه مشغول گشت گویند که وی ریاضات بسیار کشیده بود لیکن نفحه از ان عالم نیافت حال او رنجیده بود شکایت بحال پیش شیخ برد فرمود که ترک تدریس کن و کتابها را از ملک خود بدریا انداز چنانچه

گروه نگرانی هندکه بسبب نفاست و لطافت سوسن بود او را زیر خود نگاه میداشت مشهور شیخ باب معروف در توقف بود
تا نکتب را نیز از خود جدا کرد او را دیدند که برب آلی نشسته اجزای شست ابا دشیم از ریخت تا روح ضمیر نیز از نقش
پاکشد و در بدل آن علم باطن ثبت یافت حضرت قطب عالم در مکتوبی مینویسد انسان سه روز بیهوشه در سماع بود
نماز پنج وقت او امیکردند بعد سه روز چون فرود شت شد یاران عرض کردند که سه روز گذشته پرسیدند نماز او
گفتند اگذشت بعده شیخ محمد عیسی را که خلیفه ایشان بود پرسیده فرستادند نماز جائز هست یا نی شیخ محمد عیسی
جواب نوشتند که نماز همان نماز هست که حضرت مخدوم گذارند اما بهت رعایت شرع نماز باید گرداشید شیخ فاضل
اودهی دهلوی از مریدان اوست رساله از وهمی باداب السالکین رحمة الله علیها در وی مینویسد در روشنان مصلا
و تسبیح و شانه و عصا و مقراض و سوزن و ابریق و کاسه و نگهدان و طشت و آفتابه و کفش و نعلین کمر بندان
و یاران سپرد هند هر یکی دلالت بر معنی دارد مصلا دلالت بر استقامت طاعت میکند و تسبیح دلالت میکند بر
یعنی خواطر پریشان که مزاحم وقت او بود بجمعیت رفته و بخط گشت چنانچه دانهای متفرق جمع
هست شانه دانشان خیر هست یعنی شیراز و وضع شود و عصا دلالت میکند بر انکه تکیه همران نکی باید کرد
حقیقی هست و مقراض دلالت میکند بر قطع علائق و بر قصر آمال و سوزن دلالت میکند بر پیوند صورت
و معنی اما سوزن را بی رشته ندهند ۱۲ سوزن و رشته از پی پیوند + آن مرد این مرد است حاجتمند
و ابریق و کاسه دلالت میکند بر رعایت فقرا و مهمانان باقی و نمانی و نگهدان و طشت و آفتابه
دلالت میکند بر کندروی یعنی کندروی بهران حواله او شد و کفش و نعلین دلالت میکند بر ثبات قدم
و اگر شانه نکنی هند و رجامه پاکا هندی پوشیده و بند که آن مفارقت هست و چون کار و بکنی هند باید که دستمال
کرده بدهند و خربزه یا گوشتی همراه او کنند و سبو و ابریق و مثل آن آب پر کرده دهند و چون شانه و دستمال
کنند جانب دندانها باریک و روشنان کنند که در کار جدائی سوی ابلغ هست یعنی چون سبب تفریق و جدائی
و دور تر باشد بهتر هست و گر شیخ سراج الدین که ایشان قائم مقام بودند خلیفه بدر بزرگوار خود شیخ کمال الدین علاء
مذکور بودند و خلافت از شیخ نصیر الدین محمود چراغ دهلی تبرک یافتند عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن که مولانا فخر
ماگوری شاگرد ایشان بودند و شعر هم میگفتند چنانچه این شعر ایشانست شعر

شیخ سراج الدین

الاولی روی بار + دویست و یکم جمادی الاول شب پنجشنبه سنه سبع عشر ثمانمائة رفات یافتند و پسران پنج نرینه و دختر
پیر پوره المشهور بکات پور خانقاه ایشانست و صحن آنجا خانقاه گفتند و پسران ایشان قریب پانزده پسر عقب گذاشتند اول شیخ معین الدین
سجزی عقب نگذاشتند ثانی شیخ علم الدین که قائم مقام پدر شد و اولاد کثیر گذاشتند ثالث شیخ مجد الدین و الد نصیر الدین ثانی مرید
و خلیفه پدر بزرگوار خود بود و دوم اولاد کثیر گذاشتند و طریقه ایشان از ین دو پسر جاری است رفات ایشان روز بست و دوم شوال
واقع شده و گنبد مرتفعه بر بزرگوار خود و مدفون گشتند رابع شیخ سعد الدین خامس شیخ محمد عقب نگذاشتند و مرید شیخ کریم الدین
سماکی بود و دختر شیخ نور الحق و الدین المشهور بشیخ نور قطب عالم بود و مرید و خلیفه علاء الحق بود از اشراف اهیر و لیا بودند
بهت صاحب عشق و محبت و ذوق و تصرف و کرامت بغایت که جمیع خدمتهای فقرا خانقاه پدر خود از جامه شوی و آب
گرم کردن او سیکرد اول خدمت پایی خانه بوی حواله بود اتفاقا در وقتی او در دیگ بود وقت پانجگانه آمد شیخ نور قوت مسهوری او
بر دشمن آن افتاده بود و تمام بجاستها بر جامه او افتاد و شیخ علاء الحق آنجا میگذشت او را با این حالت دید خوشحال
شد و فرمود که حق الخدمت بجا آوردی حال خدمت دیگر بگیر و در رفیق العارفین که از ملفوظات شیخ حسام الدین مانکپوری است
که شیخ نور الحق قدس سره قریب سی سال در خانه پیر خود هیزم کشی سیکرد وقتی اعظم خان برادر بزرگ که وزارت داشت او را با این
حالت دید کیفیت قاضی نور جمله بقصه های شما غارت کرده دیم می سیگوید که شیخ نور الحق فرموده که مشائخ پیشینه چنین کرده اند
منزل منزل رفته اند تا سلوک تمام کرده و بعد اسماء الهی بیرون یا فته منزل تعین کرده اند این فقیر سه منزل اختیار کرد
منزل اول بجا سبقبول آن بجا سبقبول منزل دوم سن سی و سه ای یواه فهو مغبون منزل سیوم عبادة الفقیر یعنی الخواجه مدین علیه
کار سالک تمام کرد و انشاء الله تعالی دیم میگوید که شیخ مسافر مود نهایت ریاضت بست که هر وقت دل بجو بدلام
حق سبحانه یابد چه در خواب چه در بیداری چنانچه طفل چون محبت چیزی خواهد بعد انتباه بهمان چیز طلب
شیخ نور قطب عالم انگلو یانسته بغایت شیرین و لطیف بزبان اهل مرد و محبت و اینجنده کلمه از مکتوبات ایشان است
سه راه نا ایمن است و منزل دور + مرکب لنگ و بار سخت غیور + غیرت حق آن اقتضا کرد که غیر بیگانه است هیچ
نفیر او در دل نگذاشت و در گلو یانست قرار در وطن و بیقراری در عبادت در ویش آن حق بیزاری شیخ عوض نفیر
حق گرفتاری و طاعت بی استغراق با طن بیکاری و ظاهر آراستن بیکاری خون جگر خوردن بزنگاری در وقت
و شهر بندر دیست و وفات او در سنه مستصد و سیزده است و دگر شیخ محمد عیسی کیا و شیخ جونپوری است و از اصحاب

راه خدا است صاحب مقامات علیه و احوال سنیه مرید شیخ فتح الله اودهی است و الد او شیخ احمد عیسی از اکابر اولیای
در قرائی که از آمدن امیر تیمور بصوب هلی انقاد اکثر از اکابر بجانب جونپور رفتند و او نیز در آنمیان بود و شیخ محمد عیسی در آنزمان
هفت شش ساله بود و هم در صغرسن مقتضی سعادت ازلی و استعداد جبلی مرید شیخ فتح الله شد و چون آن بشارت پیرش
ملک العلما قاضی شهاب الدین تذکره در شرح اصول بزدوی که قاضی دماوند نوشته است و بعد از فراغ
از تحصیل علوم ظاهر در خدمت شیخ بمصفیه باطن مشغول شد و شغل باطن بردی نهایت سهیلا یافت بحدیکه بسکوت
که بر دو حجره او موزنی بود سالها گذشته که شیخ را ازان خبر نبود تا روزی بر گهای آن درخت برجائی نشست و اتفاقا
بود پرسید که این برگها از کجاست آنزمان معلوم کرد که در بنجا درختی بوده است و از بسکه سر در مراقبه داشته بود آنجا

ذکر شیخ علیم الدین سهره کردن او برآمده بود و زنخدان بسینه رسیده بود و ضعف او در چنین سن

انبسان مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ سراج الدین بودند و هم از سید محمد گیسو دراز خلافت سید داشتند و بست
ششم صفر سنه چهار شصت و سنه تسع و ثمانمائه بقولی سنه احدی و تسعمائه وفات یافتند و در گنبد بر ابر قبر پدر خود
مدفون گشتند و آن گنبد و چبوتره مکور است که بلده قدیمه ولایت گجرات است بسیار کبار در آنجا مدفون اند

ذکر شیخ شمس الدین طاهر سنه ثمان عشر و تسعمائه خبر وحشت انگیز است انوار برکت و ولایت از دیرانهای آن هنوز باد
سیدی بزرگ بود در ولایت زنبور نوطن داشت اکثر اوقات بود عمر را بسیر و سیاحت بسر برده بود مرید شیخ نور قطب عالم
بنجاب خواجه معین الدین چشتی اعتقاد و محبت داشت بدین وازی عمر بجگاه در رکوهپای امبیر آب بنی راتب
نشید اخت چه بران غالط در شهر بهارت نه در آمدی و در دروازه شهر سکوت کردی و اگر در شهر در آمدی
بهارت کامل کردی چون وضو گران شدی زود بدر رفتی تا مبادا نقض وضو شود و رحمة الله علیه و کذا

ذکر شیخ حسام الدین حسام الدین مانکپوری مرید و خلیفه شیخ نور قطب عالم از اعیان مشایخ وقت خود بود و عالم بود بعلم سیر و طریقت او را لفظ طالبست مسمی رفیق العارفین بعضی از مریدان او جمع کرده است و انجا منیوسید زمان شد
مریدان نسبت بپیران همتا به پیوندند از جامه و لیکن مرید صادق حقیقی که در گفت پیر رود و مثل پیوند منعدد است
و جامه کثیف پوشیدن جامه شسته شود و هم سفید گردد و همچنان که هر قبضی که به پیر رسد بر دو هم رسد و هم بر خود را
گیرد و کسیکه بگفته پیر نرود مرید رسمی است او بچو پیوند سیاه ست بر جامه سفید اگر قبض بر با و هم رسد

اما او را چندان نفع نباشد و برخورداری کم بود فرمان شد سالک را از ذکر عاشق گردد و از فکر عارف تا نفس الهی ناگاه رسد ولیکن بر دل آگاه رسد پس سالک منتظر میباید ما از پرده غیب چه کشاید فرمان شد فرزانگی یافت یا دست یا نور او دست یا پر تو نور او دست فرمان شد در ویشی بر در ویشی رسید در ون خانه برد ناگاه او در ویش اللہ صاحبخانه آستینی بر روی زن خود کشید و پرده کرد زن او را از سر اینکار پرسید گفت در آنزمان که او آمده بود بیگانه بود خبر از خود نداشت چون اللہ گفت بیگانه نشد با خود باز آمد رحمة اللہ علیه ذکر شیخ بهاء الدین جونپوری از مشاهیر مشائخ آنجا بارست مرید شیخ محمد عیسی است در ترک و تجرید و صدق و ورع قدمی داشت گویند که یکروزی صاحب نعمت شیخ حسین نام از دولقه گجرات بشوق دریافت صحبت شیخ محمد عیسی بجونپور آمده بود شیخ بهاء الدین در آن ایام طالبعلمی صالح و قابل بود بصحبت او افتاد و این شیخ حسین علم کیمیا میدانست چون شیخ بهاء الدین را دید که جوانی فقیر و مستحق است روزی دل او بدست گفت ترا همراه ما بصحرا می باید آمد بصحرا رفت و کیمیائی بعمل آورد و بوی بداد و گفت صرف باحتیاج خود کن تا اگر ما را احتیاج شود و ما بگوئی که برای تو دیگر بکنیم شیخ بهاء الدین عرضه داشت نموده که بنده را از شما امید کیمیا دیگر است این کیمیا کار من نباید شیخ را از دل خوش شد و در تربیت باطن او بیفزود تا وقتیکه مدت ملاقات شیخ حسین با شیخ محمد عیسی باخر رسید و با نعمت خلافت و خرقه تبرک از شیخ یافت بجانب دولقه مرخص شد شیخ بهاء الدین دست مداد ان شیخ آورد و الماس اولاد را نمود او گفت پیر تو در این شهر است و از ما تا اینجا مقام صحبت نصیب تو بود بعد از مدتی شیخ بهاء الدین را دل بملاقات شیخ محمد عیسی گشوده بعلاقه ازلی سابقه در معتقدان او در آمد و مرید شد و نعمتها یافت و هنوز بر بعت خلافت مشرف نشده بود که وقت رحلت شیخ در رسید فرمود بهاء الدین خرقه خلافت تو پیش شیخی است که از مانکپور تشریف خواهد آورد و در زمانی که موعود بود راجی سید حامد جونپوری رسید و شیخ بهاء الدین نیز باستقبال او برآمد هم و لقیا و لی خرقه پوشانید و خلیفه ساخت وفات شیخ بهاء الدین در سنه ذکر شیخ محمود راجن ایشان مولانا مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ علم الدین بودند و خرقه خلافت سهروردیه و شطاریه از دست شیخ قاضن پوشیدند و خرقه چشتیه از دست محمد گیسو دراز و شیخ ابو الفتح میبباشند و نیز از دست شیخ عزیز اللہ متوکل و از رکن الدین کان شکر خلیفه زاهد چشتی

خرقه چشتیه پوشیده و خلافت سلسله منعمیه از احمد کهتو یافته و کرامت احمد کهتو و شیخ عزن الله متوکل و شیخ فارن
و اخبار الاخیار مرقوم است در روز جمعه دوم بست دوم صفر سنه تسعمائه وفات یافتند و در احمد آباد گجرات
مدفون گشتند شیخ ابو الفتح علائی قریشی مرید و خلیفه سید محمد گیسو دراز است جامع بود میان علم ظاهر و باطن
و بزیارت حرمین شریفین رسیده و کتاب عوارف المعارف را پیش حضرت سید گذرانیده و مثال خلافت فائز
یافته او را مصنفات است مثل تکمیل رخود مشاهده در تصوف و غیره تبرا و نیز کالپی است شیخ ابو الفتح خود مهور
مرید و شاگرد جد خود است قاضی عبد المقتدر او نیز بر طریقه جد خود فاضل و دانشمند بود و در حکم وصیت او بدرام
در پرگنه او ده علوم مشغول و تصحیح بود و زبان عربی قصائد و زبان فارسی شعری دارد و او را قاضی شهاب
الدین در اصول کلامیه و فروع فقهیه شاگرد شیخ ابو الفتح اول دهلی بود و در واقعه صاحب قران امیر تیمور ما بعضی
دیگر از اکابر شهر بحضور رفت و قاضی شهاب الدین همدران واقعه بدار البقا رفته است تاریخ ولادت شیخ ابو الفتح چهارم
ماه محرم سنه اثنین و سبعین و سبعمائه وفات او یوم الجمعه الثالث عشر من ربیع الاول سنه ثمان و خمسین و ثمانمائه
رحمة الله علیه ذکر شیخ جمال الدین جمن بن شیخ ان المقلب بحسن بود مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود شیخ محمود
جون بودند و نیز خلافت از برادر عم زاده پدر خود شیخ نصیر الدین ثانی سید شیخند المعروف بشیخ خواجه که خلافت از پدر خود
شیخ مجد الدین سید شیخند و شیخ جمن پدر خود شیخ را از احمد آباد گجرات نقل کرده در پیران پتن نهروالهٔ بزرگوار عظیم
خانجهان دفن کردند صاحب مناقب مذکور گوید که ذاتی مجمع الاولیا و همچنین شیخ نصیر الدین ثانی را از انجا برآورده بدهنجا
دفن کردند و همگذا ایجاس حسنیه شیخ جمن در سنه رابع و تسعمائه وفات یافتند و قبر ایشان در نور پور پاشاه پور پرگنه پاتی
سانهر مشی است و صاحب کتاب مرآت ضیائی و چهانیا نیز گجرات میگوید در کتاب گلزار الابرار است که ایشان
و چهانیا نیز سید شیخند کفار ایشان را تاریخ نهم ربیع الاول سنه تسعمائه و هشت در آنجا شهید کردند و هم آنجا
دفن کردند تاریخ وصال شهید خنجر تسلیم عمر جاودان دارد اولاد ایشان در قصبه پیرم گانو احمد آباد سکونت میدارند و ایشان
عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن و اهل وجد و سماع ذکر شیخ الاتقیا حسن محمد نام وی نیز جمال الدین است بلقب
مناقب مذکور گشته ایشان او صالح است عالم بعلم ظاهر و باطن بودند و صاحب تصانیف چنانچه تفسیر محمد
حاشیه تفسیر بیضاوی و حاشیه بر زبدت الارواح و غیره از تصنیفات اوست و حضرت محمد غوث گوالیاری

در گلزار ان برار ذکر ایشان آورده اند در نزاد بس فرخ شاهی است که شیخ محمد ابو صالح المتشهر
بن شیخ احمد المتشهر سیابجیو بن شیخ نصیر الدین ثانی در عمر دو دانده سالگی مرید مراقبی خود شیخ جمال الدین
جمن شد و کار کرد و خلافت یافت و هم در عمر شش سالگی از پدر خود شیخ احمد ما جانت خلافت مشیخت
در عمر شانزده سالگی تحصیل علم ظاهری کرده ولادت ایشان در سنه تسعمائه و سبع عشر بنجاه
و سال بوده و وفات ایشان قبل از ظهر بست و ششم ذیقعده سنه یکهزار و یک بقوی بسنه شتاد و دو
و در بلده مولد خود احمد آباد گجرات محله شاه پور قریب قبر والده مشفقه خود مدفون گشت و ایشان را
نوت شیخ حسن سیزده سال بوده بعد نوت شیخ خود تا مدت چهل و یکسال و بعد انتقال پدر خود چهار ده
و در حیات والده خود بست و هفت سال مسند ارشاد و هدایت بر عهده ایشان بوده ذکر شیخ محمد نام
ایشان شیخ نصیر الدین است و لقب ایشان محمد قطب مرید و خلیفه پدر بزرگوار خود حسن محمود بوده ولادت ایشان
در بلده احمد آباد گجرات در سنه تسعمائه در بجاه و شش واقع شده و روز یکشنبه بیست نهم ربیع الاول سنه یکهزار
چهل و یک وفات یافته اند و در بلده مذکوره مدفون گشته اند چهار پسر عقب گذاشته اند اول شیخ سراج
الدین دوم شیخ غزنی سوم شیخ حسن محمد و چهارم شیخ محمود تاریخ بود جشتی محمد اکبر ابقاء اهل
حق محمد چشتی خلفا بسیار داشته اند و از انجمله مشهور تر همه ایشان شیخ یحیی مدنی بن شیخ محمود
ذکر شیخ یحیی مدنی ایشان مرید و خلیفه جده بزرگوار شیخ محمد بوده اند نام پدر ایشان یحیی الدین و لقب
شریف یحیی مدنی کنیت ابی یوسف است عالم بوده اند بعلم شریعت و طریقت چنانچه تفسیر حسینی و چهل و دو نسخه
که در آن چهل و دو کتاب است از تصنیفات ایشانست و از اهل وجد و سماع بوده اند ولادت ایشان در احمد آباد
گجرات بتاریخ نیم ماه رمضان بروز پنجشنبه سنه یکهزار و ده واقع شد قطعه جهت سلطان الولایت شیخ یحیی
که بروی از خدا اصدق آفرین باد * تولد یافت در تاریخ مسعود * سعادت ذات پاکش را قرین باد * علم شریف
بنو سال رسیده بود آخر چهارده سال در مدینه منور مگذرانیده بود و هم در مدینه طیبه در شب دوشنبه
سنه یکهزار و یکصد بست و دو از هجرت سفر آخرت بسته و در بقیه حضرت عثمان غنی رضی الله عنه مدفون گشته و در کتاب
نفایس المکرمات که از تصنیف مرید محمد فاضل بن نبیره و ایشانست ملفوظات و احوال ایشان مرقوم است و در

معارج الولایت فی مدارج الهدایت بیان احوال ایشان مفصل است و از اکابر خلفای ایشان یکی الله جهان آبادی
بود ذکر شان خواهد آمد ذکر راجی حامد شد مرید شیخ حسام الدین مانکپوری بزرگ بود و صاحب نسبت درست و
حال صحیح و صفائی باطن نقل است که در زمان شمس الدین التمش شیخ بابا الدین که از احفاد اوست از سادات
کرویزه دهلی قدوم آورده بود بزرگان ایشان معزز و مکرم بوده اند در زمان وی آمده مرید ایشان شده راجی عالم آمد
و او نیز در اوائل حال در لباس سپاهیان بود در آخر بصحبت شیخ حسام الدین رسید و ریاضت شاقه کشید صفائی
باطن و حضور وقت نصیب گردید و سی از علم ظاهر بقدر ما یحتاج کفایت کرده بود و لیکن دانشمندان این طبقه
ارادت او بودند قبر او در مانکپور است شیخ حسن طاهر مرید راجی حامد شده است و از پسر وی راجی سید نور نیز
نعمت خلافت یافته و الد او شیخ طاهر از عثمان بطلب علم مانیه یار افتاد و مدتی در بلده بهار سکونت کرد و چنین مده
حقانی بتحصیل علم مشغول و هم در بهار شیخ حسن از عدم بوجود آمد هم در اثنای تحصیل علم در وطلب دامن گیر حال
او شد و بصحبت درویشان افتاد چون آوازه مشیخت و بزرگی راجی حامد شده در میان خاص و عام افتاد شیخ حسن
مدید بن سید بطریقه امتحان نسبت و هم در طریقه او لی در سلسله او آمد اول کسیکه از علماء و خلفاء ارادت سید در آمد او
بود ی که از مشائخ جونپور است و او را رسائل است در طریق سلوک و علم توحید چون سلطان سکندر متعقد او شده قدوم
او را مغتنم الناس بنود و سابقه اشتیاق بزیارت مشائخ دهلی داشت طلبید سلطان سکندر موکد استقبال شده اول در اگره
آمد مدتی در آنجا بود بعد ازان دهلی رسید و در کوشک بجی منڈل که برج حصار سلطان محمد تغلق است با اهل و
عیال سکونت کرد و عهد را آنجا وفات یافت و قبر او و اکثر اولاد او هم در آنجا است و ذکر او در اخبار الاخیار مفصل
مسطور است و ذکر پسر ایشان محمد حسن خیالی بعد ذکر شاه قطب که فرارش در مراد آباد است ضمنا خواهد آمد وفات
در بست و چهارم ربیع الاول سنه تسع و تسعمائه ذکر آمدن او در هندوستان خانواده نقشبندیان خواجه محمد بهاء الدین
نقشبند رحمه الله در بخارا است ولادت ایشان در محرم سنه ثمان و عشر و تسعمائه بوده در عهد عزیزان خواجه علی رحمتی
بنا بر آن قول وفات حضرت عزیزان در شهور سنه احدی و عشرین و تسعمائه بوده باشد رحمة الله علیهما مولد و مدفن
ایشان قصر عارفانست که دیهی است بر یک فرسنگی شهر بخارا از طفلی آثار ولایت و کرامت از جبهه مبارک ایشان
هویدا بوده است در نفحات است نام ایشان محمد بن محمد البخاری است ایشان را از نظر قبول بفرزندی از خدمت خواجه محمد پارسا

نقشبندیه

نقشبندیه

نقشبندیان

است و تعلیم آداب طریقت بحضرت از امیر کلال چنانکه گذشت اما بحسب حقیقت انسان او یسی بوده اند و نسبت
از روحانیت خواجه عبد الخالق غجدوانی یافته اند چنانچه میفرمودند که شبی در غلبات جذبات قبه مزار متبرک
از مزارات بخارا رسیدم هر مزار چراغی دیدم افروخته و در چراغدان روغن و فتیله تمام اما فتیله را اندک حرکت
میبایست داد تا از روغن سر بر آید تازگی بر افروزد و در مزار آخرین متوجه قبله نشستم و در آن توجه غیبی انتباه
مشاهده کردم که دیوار قبله شق شده و نخلی بزرگ پیدا شده و پرده سبز در پیش وی کشیده و گرداگرد آن نخلت
جماعتی خواجه محمد بابا سماسی را دریابان ایشان شناختم از انجماعت یکی مرا گفت بر نخلت خواجه عبد الخالق
غجدوانی اند و آنجماعت خلفاء ایشان اند گاه آنجماعت گفتند گوشدار که خواجه بزرگ سخنان خواهند فرمود
از آنجماعت درخواستم که بر خواجه سلام کنم و بجمال مشرف شوم پرده برگرفتند پیری دیدم نورانی سلام کردم
جواب دادند انگاه سخنانی که ابتدای سلوک و وسط و نهایت تعلق دارد با من دریابان آوردند و گفتند
آنچه اغیار با تو نمودند اشارت بشارت است ترا با استعداد قابلیت این راه اما فتیله استعداد را
حرکت میباید آورد تا روشن شود و اسرار ظهور کند دیگر فرمودند و مبالغه نمودند که در احوال قائم
بر جاده امر نهی و عمل بعزیمت و سنت بجا آری و از خصلتها و بدعتها دور باشی و دائما احادیث
مصطفی را صلی الله علیه وسلم پیشوای خود سازی و تجسس اخبار و آثار رسول الله صلی الله علیه
وسلم و صحابه کرام او رضی الله عنهم باشی و گفتند بعد ازان متوجه نسف شوی بخدمت
امیر کلال چون بموجب فرمود منسف رفتم و بخدمت امیر رسید کلال رسیدم خدمت امیر الطاف نمودند
و مرا تلقین ذکر کردند و بطریق نفی و اثبات بطریق خفی مشغول ساختند و چون در واقعه مامور
بودم بعمل بعزیمت ذکر علانیه عمل نکردم کسی از ایشان سبب آنرا که درویشی شمارا مهجور است بایست
ایشان فرمودند که بحکم جذبت من جذبات الحق توازی عمل الثقلین باین سعادت مشرف گشتم
باز ایشان را پرسیدند که طریقه شما ذکر جهر و خلوت و سماع میباشد فرمودند که نمی باشد پس گفت بنا بر طریقه
شما چیست فرمودند خلوت در انجمن بظاهر با خلق و بباطن با حق سبحانه و تعالی سفر مودند قوله تعالی
یا أیها الذین آمنوا آمنوا بالله اشارت باین است که در هر طرفة العین نفی این وجود طبعی میباید و اثبات

معبود حقیقی بباید بلوده و مبغر بود و ندر بتر حید میتوان رسید بین اما بسر معرفت رسیدن دشوار است و هم در نقشبندیه
و خدمت امیر کلال علیه الرحمة در مرض آخر خود اصحاب را بمتابعت خواجه نقشبند شارت فرموده اند و در فضل
اصحاب از خدمت امیر سوال کردند که خواجه بهاؤالدین در ذکر علانیه متابعت شما کرده اند امیر فرمودند
هر علی که بر ایشان میگذرد نتیجه متابعت آلهی است و اخفاء الذکر من بین هیئت بسخن خلقا و خواجگان اگر ترا
بی توجه بدان آورده اند مترس اگر تو بخود بیرون آمده تبرس وفات ایشان در شب دوشنبه سیوم ربیع
الاول سنه احدی و ثمانین و سبعمائة واقع شد در حظیرة عبد ذکر خواجه علاؤالدین عطار قدس الله تعالی
سره در نفحات نام وی محمد بن محمد البخاریست از کبار اصحاب خواجه بهاؤالدین بوده است و در
در ایام حیات خود حوالهٔ تربیت بسیاری از طالبان با ایشان میکرده اند و میفرموده اند که علاء الدین
چیلی بار بر ما سبک کرده است لاجرم دولت و آثار آن علی وجه الاتم الاکمل از ایشان بظهور پیوسته است
در صحبت و حسن تربیت ایشان بمنازل و مقامات بلند و مقصان بینگاه قرب و کمال رسیده
و مرتبهٔ تکمیل و کمال یافته و میگوید ؎ صد هزاران قطره خون از دل چکید + تا نشان قطرهٔ زان یافتم + از
مشایخ کبار زیارت کننده بها مقدار فیض توانند گرفتن که صفت آن بزرگ را شناخته است و بها
صفت توجه بوده و در تصفت در آمده اگرچه قرب صوری را در زیارت مشاهده مقدسه آثار بسیار
اما در حقیقت توجه باد واح مقدسه را بعد صوری مانع نیست در حدیث نبوی که صلوا علی حیثما کنتم
بیان در برهان اصح است وفات وی بعد از نماز خفتن شب چهارشنبه بستم رجب سنه ثمان و
ثمانمائة بوده است رحمة الله علیه ذکر خواجه محمد پارسا قدس الله تعالی سره در نفحات ایشان
خلیفه دوم حضرت خواجه بزرگ بهاؤالدین اند در ابتدای احوال که خواجه محمد پارسا آغاز ارادت حضرت خواجه
در بخارا می کرد شبانروزی در اثنای مجاهدات بدر خانه خواجه آمده بوده و بیرون در منتظر ایستاده ناگاه کنیزکی از خانه
خواجه از بیرون در آمده حضرت خواجه از وی پرسید که بر بیرون کیست وی گفت جوانی پارسا که بر در منتظر
ایستاده خواجه بیرون آمده فرمودند شما پارسا بوده اید از امروز پارسا لقب مشهور شده اند و در نفحات
نام ایشان محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری است ایشان از کبار اصحاب خواجه بزرگ اند و حضرت

خواجه در حق ایشان فرموده اند و بحضور اصحاب خود بایشان خطاب کرده که حقی و امانتی که از خلفاء خاندان
خواجگان قدس الله اسرارهم باین ضعیف رسیده هست و آنچه در این راه کسب کرده هست آن امانت را بشما سپردم
چنانکه برادر دینی مولانا عارف سپرد قبول میباید کرد و آن امانت از حق سبحانه میباید رسانید ایشان قبول نمودند
و قبول کردند و در مرض اخیر در غیبت ایشان در حضور اصحاب در حق ایشان فرموده اند مقصود از ظهور ما وجود
ایشان است او را بهر دو طریق چند پسر و ملوک تربیت کرده ام اگر مشغول میشود جهانی از و منور میگردد در محلی دیگر
نرفته نظر موهبت و براکرامات بخشیدند تا بهر چه گوید آن شود و در محلی دیگر فرمودند هر چه او میگوید حقتعالی
آنچنان میکند بحکم حدیث صحیح ان من عباد الله من لو اقسم علی الله لابره میگویم یکی او نمیگوید در محلی
دیگر اورا تنقیص فرموده اند و او را اجازت داده اند تعلیم بر موجب آنچه داند از دقائق و حقائق اوراد طریقت
و تعلیم آن الی غیر ذلک من التشریفات التی لا تعد ولا تحصی چون در محرم سنه اثنین و عشرین و ثمانمائه بنیت
حج بیت الحرام و بزیارت بیت علیه الصلوة والسلام از بخارا بیرون آمدند و از راه سمنقان بجنعاتیان رفتند
و بلخ و هرات تقصد در یافت مزارات متبرک زوان شده چون در کرخ سعت وعافیت و سلامت در رفاقت
قافله محترم رسیده اند و ارکان حج تمام گذارده اند ایشان را مرضی عارض شده هست چنانکه طواف و وداع در
عماری کرده اند و از انجا متوجه مدینه شده و در راه اصحاب را طلبیده اند و اعلام فرموده که بسم الله الرحمن الرحیم
جانی سید الطائفه الجنید قدس الله تعالی سره فی منحوة یوم السبت التاسع عشر من ذی الحجة سنة اثنین
و عشرین و ثمانمائة عند بعضهما من کعبة المشارکة زادها الله تعالی تکریما و برکات و نحن نشیر مع الرکب
و انا من النوم و الیقظة فقال رضی الله عنه فی زیارته و بشارته القصد مقبول فحفظت هذه الکلمة و
سرت ببشارته استیقظت من الحالة الواقعة بین النوم و الیقظة الحمد لله علی ذلک و روز چهارشنبه
بیست و سیوم بمدینه رسیده اند از عمر سال صلی الله علیه وسلم بشارتها یافته و آسوده اند اعلام اطلبیدند تا ان
زیارت کنند چون مطالعه کرده اند فرموده اند که بیمناست و زیارت نخواسته اند در بقیع بجوار رحمت حق پیوسته
اند مولانا شمس الدین فناری رومی و اهل مدینه و افاضل بر ایشان نماز کرده اند و شب جمعه در آخر لیل بمالک
نزول فرموده اند در چهار قبه شریفه امیر المؤمنین عباس رضی الله عنه دفن کرده اند شیخ زین الدین

الخوافی رحمة الله تعالی از مصر سنگی سفید تراشیده آورده است و لوح قبر ایشان ساخته و بآن از سایر قبور ممتاز
و حضرت خواجه ما را سوال اکثر طریقت بچه توان یافت فرمودند متشرع و دیگر بعد المحافظة علی الامر المتابعة
فی الطعام لا فوق الشبع و لا الجوع المفرط و در تقلیل المنام علی طریق اعتدال المزاج کوشیدن علی المخصوص
احیاء بین العشائین و قبل الصبح بحیث لا یطلع علیه احد بتوجه در خود دیدن و ذکر خواجه علاء الدین محمد دانی
رحمه الله تعالی و از نفحات حضرت خواجه عبید الله فرموده اند که خواجه علاء الدین محمد دانی از اصحاب
خواجه بزرگ بوده و خدمت خواجه ویرا بصحبت خواجه محمد پارسا فرموده بودند و استغراق تمام داشتند و بغایت
شیرین سخن بود و گاه بودی که در میان سخن خود غایب شدی و قتی که خواجه پارسا سفر مبارک
کرده بود ویرا خبر بردند که یکی از اکابر سمرقند گفته که از خدمت خواجه درخواست کردم خواجه علاء الدین بسیار
پیر و ضعیف شده است از دی سفر نمی آید اگر ویرا ازین سفر معذور دارند و در نیابد خواجه فرمودند که
با وی هیچ کار نداریم جز آنکه چون ویرا می بینیم از نسبت عزیزان یاد می آید از نفحات مولد ایشان غجدوان نزدیک
مبارک ایشان و قتل است که نزدیک بهی است قریب عید گاه بخارا و بر بالای تل مدفون است **ذکر ان غرق**
بحر وصال و آن بیرون از قیام رجال منزه از عوارض کشف آن ناظر جمال و
هو معکم آن جلیس هم حق الیقین قطب العالم حضرت جلال الحق و الدین قدس سره از محبان و محبوبان بطائفه بزرگ
شان عظیم و لطف عمیم حال مستقیم و اشت و آنقدر ریاضات و مجاهدات برخود نهاده بود که از غایت ضعف
جوع نفس اماره بصورت موهوم متجسم شده از بدن مبارکش جدا افتاده و در استقامت او هیچ فتوری راه نیافت
و وی را کشف کرامات بنیظر وقت بود و در تربیت مریدان دستی قوی داشت و بیک نظر مقیمان زاویه
ناسوت را بمشاهده جبروت و لاهوت مشرف میساخت و بعالم بیرنگ آشنا میگردانید و خلیفه جانشین حضرت
شمس الدین ترک است و اسم شریفش خواجه محمد بود و لقب وی جلال الدین و نام پدر بزرگوارش شیخ محمود بود و نسب
شریف وی بحضرت امیر المومنین عثمان رضی الله عنه میپیوندد و وی حضرت ولی مادر زاد بود و از ایام طفلی بحب
و جذب الهی گریبان گیر وقت وی بود اکثر سر بصحرا نهادی و مشغول بذکر خدا ماندی و آخر حال چندان استغراق
و ذات مطلق بود که هرگز از غیر خبر نداشت مگر در اوقات نماز خمسه بمیدان خبر دار میساختند و سماع اکثر می شنید و

اعراس مشائخ کرام مینمود در مجالس وی اجتماع خلائق و علما و مشایخ آنعصر بسیار میشد و همگی مردم زمانه وی قبل
سه روی توجه و اعتقاد بوی میداشتند و بیکبار انکار سماع وی نمیکرد و در تصنیفی است مسمی بزاد الابرار از بسیاری
حقائق و معارف روی مروج کرده و وی چهل سال مسافرت کرد و مکرر حج حرمین شریفین او نموده از بسیار مشائخ
کرام و اذکیا عظام نعمت یافت و کمالات وی از اینجا قیاس باید کرد که شیخ مخدوم شیخ احمد عبد الحق که جمیع مشائخ
وی آمدند را دریافته بود و دست تصرف بیچ کس بروی نیفتاد و آخران زمان شیخ جلال الحق و الدین اقتداء
و بدانام بر او ختم یافت در اخبار الاخیار نقل است که شیخ احمد عبد الحق مرید شیخ جلال الدین پانی پتی شد
مریدی از مریدان شیخ مهمانی کرد شیخ احمد را نیز طلبید در انمجلس بعضی از محظورات شرع نیز حاضر بود وی چون
این حال را معائنه کردنی الحال تبری کرد بعد از ساعت طاقیه که از شیخ جلال یافته بود باز گردانید
و او سر بباد به نهاد و راه گم کرد و در انجا درختی بود بالای آن درخت برآمد و کسی را دید که بجانب او
می آمد از درخت فرود آمد و بجانب آن مرد کس رفت و پرسید که راه کدام است ایشان گفتند که راه بر
شیخ جلال الدین گم کردی گفت همچنین است گفتند همچنین است دانست که ایشان رسولان حق اند باز گردید
و از اعتراض که کرده بود توبه کرد و از سر نابت آورد و صاحب اقتباس الانوار می آرد گویند بدر شیخ
جلال الحق بغایت مردی عالیشان و صاحب دولت بود و در قصبه پانی پت سکونت داشت و شیخ
جلال آن کمال در اشت و از دولت پدر اصراف در لباس و بساط و غیره میکرد و عیش بی و غدغه میراند و بخشش
بی اندازه مینمود می آرند که وی منظور نظر شیخ بوعلی قلندر قدس سره بود حضرت شرف الدین بوعلی
ایام طفلی در بغایت دوست میداشت و بخانه وی برای دیدنش هر روز میرفت و هم وی از سیر الاقطاب
می آرد که روزی حضرت شاه شرف بر سر راه نشسته بود که حضرت شیخ جلال سر اسپ سوار از پیش نگذشت
حضرت شرف چون در را مدید گفت زهی اسپ و زهی سوار از منصب جلالت شیخ جلال نگذشت از اسپ فرود آمد
گریبان چاک کرده رو بصحرا نهاد و مدتی بسیاحت گذرانید و همچنان اقتباس میکند که منقولست از شیخ عبد السمیع
پسر شیخ متقی پانی پتی که روزی حضرت جلال نشسته بود که پیرزنی ضعیف کوزه خالی گرفته برای آب
میرفت چون نظر وی حضرت بروی افتاد گفت که هیچکس نداری که آب آورده بدهد وی عرض کرد که

میبود بامر اطافت بودی که اجوره بکسی دادی و همه آب طلبیدن توشی چرا این نخست بر خود اختیار کردی وی حضرت کوزه از دست او بگرفت و بر سر چاه رفته و کوزه از آب پر کرده و بر دست خود نهاده بشکرانه او را بنشانید و دعا کرد که حقتعالی در بن آب برکت کند پس از امروز خیطان هرزال آب ازان کوزه خرج میکرد و مطلقا کم نمیشد تا زیست بی محتاج بآوردن آب نگردید و مقبولست روزی کیمیاگری بخدمت یکی از فرزندان وی آمد چون فقیر و فاقه ایشان بدید گفت که کیمیا از من بیاموز محدوم زاده حقیقت حال بخدمت حضرت باز گفت وی حضرت تف بر دیوار حجره انداخت پس تمام حجره از طلا منظر در آمد حضرت رو بفرزندکرده گفت دیدی این کیمیایی سعادت بیاموز و هم وی از سید الاقطاب می آرد که وی حضرت برای نماز جمعه بمکه میرفت و با پیغمبر صلی الله علیه وسلم نماز جمعه میگذارد روزی بخاطر گذشت اگر اجازت فرمایند گاهی در پای پت دگاهی در مکه بگذارم چون فراغ نماز آنحضرت علیه الصلوة فرمود که شیخ جلال بما نجا مرقد فرزند من سید محمود است نماز ما نجا میگذارد باشد بعد ازان وی حضرت روز جمعه با مدینه بر روضهٔ سید محمود میرفت نماز جمعه ادا مینمود و سنه وفات وی حضرت پنجم ذیقعده بن خمس و ستین و سبعمائه است و بقول مراة مسیزدهم ربیع الاول قعه شده و سن وفاتش بنظر نیامده و لیکن متعاصر سلطان محمود بن محمد بن فیروز شاه بود و سلطان محمود مدت بست سال و دو سلطنت دهلی کرده بتاریخ پنجم ذیقعده سنه خمس و عشرین و ثمانمائه در گذشت و عمر شریف شیخ جلال الحق والدین از یکصد و یا هفتاد سال متجاوز بود و شیخ شبلی بن شیخ جلال الدین پانی پتی خلیفه پدر بزرگوار خود است عالم بود بعلوم شریعت و طریقت و حقیقت و در فقه و تجرید و تفرید تصانیفی عظیم داشت و از دنیا و اهل آن محترز میگزیند بهر دو پای وی بمرضی لنگ بود اما از غایت شوق و ذوق در وقت شنیدن سماع در رقص آمدی و تواجد نمودی روزی مانند سکران در عین سماع برخاسته وجد میکرد و درین اثنا شیخ ادریس عم وی هر دو دست بگرفته فرمود که شبلی از برخاستن تو در میان خلق میگویند که شبلی الهام گرفته است وی باستماع این معنی بنشست و باز ناچیات خود کاتواجد نه برخاست نقلست روزی با فغانان که مردمان وی بودند فرمود که از خدا تعالی خواسته ام که تیر شما گاهی بخطا نرود روزی شخصی از افغانان تیر بآسمان پرتاب کرد و گفت که بر آسمان چه چیز هدف تیر ما خواهد شد چون تیر بر زمین آمد دید که پیکان

تبریز مدفون گردیده است حیران بماند و دانست که کرامت اولیاء حق است و سنه شصت و پنجاه و ده وفات یافت
شیخ بهرام چشتی مرید و خلیفه صاحب جلال شیخ جلال الدین پانی پتی است و در عهد جوانی بعد عطای خرقه
و خلافت و تصدیر یافته متوجه جون و دریای جمن قریب قصبه بیڈ ولی آمد ساکنان قصبه مذکور که حضرت
شیخ بودند بخیال خرابی قصبه از طغیانی دریا استغاثه بخدمت شیخ در آوردند حضرت شیخ بهرام شیخ
را فرستاد که تا حیات خود در بیڈ ولی باش و دریا را از خرابی قصبه باز دار و پس شیخ بهرام در بیڈ ولی رفت
و بر کناره دریا قرار گرفت و عصا بر زمین زد ماهی زر در دریا از انجا بعصا صید و فرسنگ و رافتاد شیخ بهرام
تا زنده بود در انجا بود و قبری هم در انجاست بعد عمر بصد و بیست و پنج و سنه شصت و پنجاه و چهار وفات
یافت و مشهور است هر مریضی که در روضه وی می آید شفا می یابد ذکر مولانا یعقوب چرخی رحمة الله علیه
در شجاعت ایشان از کبار اصحاب خواجه بزرگ خواجه بهاؤ الدین اند و عالم بوده اند بعلوم ظاهر
و باطنی و در اصل از چرخ اند که دهی است در ولایت غزنین و قبر ایشان در بلغسوت است که یکی از دیه
های حصار ست ایشان فرمودند که پیش از انکه بملازمت خواجه پیوندم با ایشان صحبت تمام داشتم و بعد
از انکه ملازم گشتم با علماء بخارا احاجت فتوا گرفتم عزیمت آن کردم که بوطن اصلی مراجعت نمایم روزی مرا
خواجه بزرگ ملاقات افتاد و تواضع بسیار کردم که گوشه خاطری من در رسید فرمودند که این زمان که عزیمت
نزد ما آمده گفتم و دستار خدمتم فرمود که از چه جهت گفتم از ان جهت که بزرگید فرمودند که دلیلی بهتر ازین
میباید شاید که این قبول شیطان باشد گفتم حدیث صحیح است که هرگاه حق سبحانه بنده را بدوستی گیرد
دوستی او را در دلهای بندگان خود اندازد ایشان تسلیم کردند و هم حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس
سره در بعضی از مصنفات خود نوشته اند که بعنایت حق واجبه طلب در فقیر پیدا شد تفضل الهی بصحبت خواجه
رسید در بخارا ملازمت ایشان میکردم و بکرم عمیم ایشان التفات میافتم یقین حاصل شد که ایشان از خواص
اولیا اند بعد از وقایع کثیره فعال لما یرید کردم این آیت برآمد که اولئک الذین هدی الله فبهداهم
اقتده و در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود متوجه مزار شیخ سیف الدین الباخرزی نشسته بودم
که ناگاه پیغمبر اوس در باطن پیدا شد قصد حضرت خواجه کردم چون بقصر عارفان رسیدم حضرت خواجه

را بر سر راه منتظر دیدم تلقی باحسان نمود بعد از نماز صحبت داشتند و هیبت چنان مستولی شده بود و مجال نطق نمانده درین اثنا فرمودند که و اخبارست اَلعِلمُ عِلمَانِ عِلمُ الأَدیَانِ وَعِلمُ الأَبدَانِ عِلمُ الأَدیَانِ عِلمُ الأَنبیَاءِ وَالمُرسَلِینَ وَعِلمُ الأَبدَانِ عِلمُ الحُکَمَاءِ وَالفَلَاسِفَةِ فَذٰلِکَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَی بَنِی آدَمَ امیه است که از علم نصیبی بهتر رسد و فرمودند که صراط اِذَا جَاءَ القِسمُ اَهلَ الصِّدقِ نَجَا بِالصِّدقِ فَانَّهُم حَوَاسُّ القُلُوبِ بندگردن فی قلوبکم وَیَنظُرُونَ فِی بِمَا عَلَّمکُم وَمَا مُورِیم بخود کسی را قبول نمیکنم مست که اشارت بشود اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم و شب چنان بر من صعب گذشته که بعمر خود چنین نگذرانیده بودم که در فکر آن بودم که این من یتوکل بکفایت یارد کنند چون نماز بامداد با ایشان کردم فرمودند مبارک باد که قبول کردند و فرمودند که درین سفر مولانا تاج الدین دشت کولکی را دریابی که اَهلُ اللّٰهِ اَولیَاءُ اللّٰهِ است بخاطر آمد بوطن خود بسیرم بلخ کجا و دشت کولک کجا بعده متوجه بلخ شدم اتفاقاً ناگاه در رقی پیش آمد که از بلخ بدشت کولک افتادم اشارت خواجه مرا یاد آمد و صحبت مولانا را دریافتم و بعد از دریافت مولانا را بطه صحبت من بخواجه قوت گرفت باز به بخارا میل زیارت خواجه مراجعت کردم و بخاطر افتاد که وست اراوت بخواجه بدهم در بخارا مجذوبی بود که بوی عقیده داشتم بسر راه نشسته بود باو می گفتم رو م گفت رو د بر رو د پیش خود خطوط بسیار بر زمین کشید باو گفتم این خطوط را شمار کنم اگر فرد باشد دلیل برحق است که اِنَّ اللّٰهَ فَردٌ یُحِبُّ الفَردَ چون شمار کردم فرد بود بیقین تمام بخواجه رفتم و ارادت گفتم و مراقوف عدد می تلقین کردند و فرمودند تا توانی عدد فرد را رعایت کن و اشارت بآن خطوط فرد کردند در نقحات دیدی از اصحاب خواجه علاؤ الدین عطارست بلکه از اصحاب خواجه بزرگ اند و بخواجه علاؤ الدین صحبت داشته اند و مرید خواجه بزرگ اند و بعد از وفات خواجه بزرگ بصحبت خواجه علاؤ الدین رسیده اند و از وی آزاد گشته اند فرمودند که اول بار بصحبت خواجه بزرگ رسیدم فرمودند اما تو در صحبت خواجه علاؤ الدین خواهی بود بعد ازان من بولایت بدخشان افتادم و خواجه علاؤ الدین بعد از وفات خواجه بزرگ بدخشان آمدند و آنجا متوطن شدند پس کسی پیش من فرستاد که خواجه بزرگ فرموده بود که تو در صحبت ما خواهی بود پیش ایشان رفتم دماوام در حیات ایشان در صحبت ایشان بودم و خواجه

ناصرالدین عبدالله بصحبت ایشان رسیده اند فرمودند مرا داعیه خدمت مولانا یعقوب چرخی پیدا شد
متوجه ولایت صغانیان شدم و مشقت بسیار رسیدم چون بصحبت ایشان رسیدم بر روی ایشان اثر
بیاضی که موجب نفرت طبیعت میباشد بود و با من در لباس درشت گوئی ظاهر شدند و درشت گفتند
که نزدیک بود که باطن من از ایشان منقطع شود مرا مایوس تمام حاصل شده و مغموم شدم و بار دیگر مجلس بر
بر من بخوبی ظاهر کردند و لطف بسیار نمودند و در یوقت که خواجه انیخن میفرمود و نظر این فقیر بصوب عزیز
برآمد که مرا رابطه ارادت و محبت تمام بنسبت وی بود چند گاه بود که از دنیا رفته بود و فی الحال خلق
الصورت کردند مرا تصور آنشد که شاید آنصورت همین در خیال من بوده باشد بعد ازان از بعض همراهان
شنیدم که وی هم آنرا مشاهده کرده بودند و عقیده این فقیر آنست که آن خلق بهمین صورت بشعور
و اختیار ایشان بوده و اثبات اینمعنی را که از خدمت مولانا یعقوب نقل کرده اند مولانا یعقوب
میفرمودند که طالب بصحبت عزیزی می آید چون خواجه عبیدالله میباید آمد چراغ مهیا ساخته در روغن
و فتیله آماده کرده همین کو کردی بآن میباید داشت رحمة الله علیه در پنجم صفر رحمت حق پیوست

و کران محو جذبات جلال آن ربوده نفحات جمال انخور شید ولایتش بنقاب آن ماه
هدایتش بحجاب آن غریق دریای شهود ذات مطلق قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سره در اخبار الاخیار
است مرید شیخ جلال ماني تی است درویش صاحب تصرف مظهر خوارق عادات و کرامات و صاحب شوق
ذوق و سکر و حال فقر و تجرید بوده است و نظر موثر و تصرفی غالب لدا و مقام زهد و ذلی است و مرقد او نیز در اخبار
صاحب اخبار الاخیار و اقتباس الانوار از انوار العیون نقل می آرد و قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوهی رساله ملفوظات
و مقالات ایشان مینویسند که شیخ العالم هفت ساله بود چون او را وارد برای نماز تهجد برخاستی وی نیز
برخاستی بطریقی که مادر را خبر نبودی و نزدیک خانه نماز مشغول شدی چون مادر را خبر شد سبب
مهربانی که داشت سبب شرح کردی محبت حق غالب بود باو گفت که مادر ریزان است که مرا از عبادت حق
باز میدارد سر در عالم نهاد و در طلب حق در آمد و گویند که اندر انجه وی بسفر بیرون آمد دوازده
ساله بود و برادری بود شیخ نفی الدین نام مرد ولی سکوت دانشمند بود در خدمت او آمد و قصد

تعلم کرد شیخ نقی الدین بیاچیزی از علم ظاهری آموخت و دعی نخواند و میگفت که مرا علم معرفت حق تعالی آموزید مرا این
بلکه شما می آموزید کار نیست برادر او را درویش محمد دعی بر دو گفت این پسر مرا میر نخواند میگوید مرا علم آموزید و من آنچه
می آموزم درویش نمیگیرد و شما او را پند دهید اگر پند شما در وی کار کند ایشان نیز کتاب صرف پیش آورند و بخوانند
مرا با ایشان کار نیست مرا علم خدا بیاموزید که من جز او را دوست ندارم همه در حال و حیران بودند بعد از این صحبت برادر گفت
دیگر از خود مشغول شد و هم در رساله مذکور است که برادر او شیخ نقی الدین گوید که او را در زرنج کنه چون از این قصه آگاه
شد پیش آنجا که او رفت گفت که من عزم مرا و خبر ندهید و گوید که بنده خدا نیز از جهت نیکی پرستد و از بلا او گریزد از این
بنده خود باشد نه بنده خدا و هم در رساله مذکور نقلست که اندر آنچه وی در طلب حق میگشت بملازمت شیخ نور قطب العالم
با خود چیزی نداشت برگ گیاهی بر دست او پیش شیخ نور نهاد و گفت با با صفاست شیخ نور فرمودند با با عزت
ساعتی با وی با فات داشت و لیکن بگریکدیگر بتکلم واقع شود برگشت و نام شیخ نور شیخ نور الحق است که ذکر
بالا گذشت و هم صاحب اخبار میگوید شیخ عبد القدوس انوار العیون مینویسد که درویش چون صفا یابد بنگی ظهور حق
در وی بود پس غیر نماند وی از شیخ نور بستخیر ازین مرتبه بود و شیخ در جواب عزت فرمود که در تمرل نزدیک
از انست پس وی خبر مطلوب از شیخ نیافت و باز گشت انتهی کلامه از انجا در شهر بیا آمد در انجا دو دیوانه بود
یکی را شیخ علاؤ الدین میگفتند وی سیر بر منبر نماندی و دیگری را میم لنگوتی گفتندی که با ته در پیش داشت و حاجت بستر نداشت
بودی از نشان بی نشانی از مقصود راه یافت و از اضطرابی که از بی نشانی مقصود راه یافته بود در آشفته
و تازه شد و در طلب پیغمبر دوازانجا در شهر اوده سیده و با شیخ نصیر الدین دعی ملاقات کرد و طریق شیخ طریق رندان
بود و مشرب وی عشق و محبت و صحبت بر نیاد با جو دگفت احمد از زندگان خبر مقصود نیافتی باری در صحبت
مردگان باش تا مگر بوی از ان عالم بیابی چند سال در مقابر بیابان آنشهر با وی با وی گردان میگشت تا
گفت اکنون میرو هم در زندگی در گور رائی گوری بدست خود کاوید و در آمد و مدت شش ماه در آن گور مستغرق
شد و هم در رساله مذکور نقلست که شیخ العالم صدر الدین سره اندر ان آنچه بحرارت عطش طلب بر وقت
که کبریت احمر است و سینا و بحر اخضر است چنانچه گفت شعر پیرزه کبریت احمر آمده است سینا بحر اخضر
آمده است از شوق وجد بحال اوقات در گور عالم بگردیدند نشان بی نشانی نمیافتند ناگاه مقام پانی پت با پوس حضرت

جلال الحق والدین حاصل شد نظر لاولیا حضرت شیخ جلال الدین شیخ العالم را ماذون حضرت صمدیت و بجانب
حضرت احدیت قبول فرمودند ظاقیه از سر خود کشیده بر سر شیخ العالم نهادند و فرمودند که علم و مان او چنان کرم کرده
که در تحریر نگنجد و در تقریر نیاید بعده شیخ العالم را بعضی مریدان شیخ جلال مهمانی کردند از بعضی مخطورات هم آورده
شیخ العالم را چون نظر بر مخطورات افتاد و حال تغیری نمودند و بیدم آن وقت طاقیه که از شیخ جلال یافته بود باز
گردنهید نذر و روان شدند و بیابانها دراه گم کردند و در آنجا برو رختی نشستند و دو کس از ایشان آنجا گم شدند
پرسیدند که راه کدام است گفتند که راه بر در شیخ جلال الحق والدین گم کردی پرسیدند که همچنین است گفتند همچنین است
تا سه کرت سوال جواب شد و غائب شدند دانستند که ایشان رسولان خدا اند در خود فرمودند که ای
مقصود تو خبر بر در شیخ جلال نیست ما گشتند و توبه کردند و در زیر پای شیخ خود افتادند شیخ ایشان را در کنار خود گرفت
و فرمودند که ای عبد الحق امروز تو مهمان من باشی شیخ العالم سر بزیر پیش افکندند شیخ جلال خادم را فرمود که هر
هر جنس طعام که ممکن باشد و از هر جنس مخطورات که مستعمل باشد موجود کن بعده چون طعام موجود شد شیخ العالم را طلبیدند
و خادم را فرمودند که آنچه موجود کرده بیار المعرض از هر جنس طعام که موجود بود آوردند و بعضی مخطورات هم آوردند
و شیخ جلال الحق والدین از بسط مقصود و شهود و مشهود و مشیر الی احدیت و مبرا فی وحدة الاثنین شیخ العالم را فرمودند
که ای عبد الحق هر اندی را که از حضرت احدیت او حداد اتی بر آن آوندوست مزن و از دی اعتراض
شیخ العالم را بجز این اشارة نظر بر جمال احدیت حق افتاد و در ریای ان فی خلق السموات والارض واختلاف
اللیل والنهار عبرت و در انواع تجلی لله نور السموات والارض دل شیخ العالم را ماخوذ آورده تا شیخ العالم از خود
بخود شدند و در عالم حیرت افتادند و مدتی در زاویه خانقاه شیخ جلال نشسته شب و روز میگریستند و از اطعام
ماسوا الله بیزار بودند بعده شیخ جلال بر سر وقت شیخ العالم آمدند و فرمودند ای عبد الحق چیزی اختیار کن و
بیرون باز آی شیخ العالم از کمال مردی عطش باطن از دل سرد نشده و بهیچ اختیاری افتاده میفرمودند تا خاطر
نشیند شیخ گفت چیزی بخور و از کجا دگر اچیزی بخورم بگو که روی آرم و از که التماس کنم و فارق پاک و ناپاک چون شیخ
شیخ جلال کلمات و مرات میفرمودند شیخ العالم عرض کرد و نگاه قدری نان شیخ ماضغ نا شده بدهن گرفت و شیخ جلال
نان ریخ شاخ شیخ العالم را خود انبه نمفرمودند ای عبد الحق خدا می پاک است پاک را پاک میسازد و از

پاک پاک را همیشه پاک دارد یعنی متوکل و متوجه بحضرت پاک پاکی باش و خود را و حال و کار خود را از ناپاک
پاک دار تا جز پاک هیچ نماند و نگاه ندانی و به معنی که در دو جهان جز حضرت پاک هیچ نیست و هرگز نباشد آنگاه شیخ
العالم را تسکین باطن آمد الحمد لله علی ذلک یکی مرید از سلسله مریدان شیخ بدرالدین در ذکر ایشان گفته
تصنیف نموده اند آن می نویسد که شیخ بدرالدین خلیفه حضرت شیخ نصیرالدین محمود قریب موت خود شیخ احمد عبدالحق
را طلبید و امانت سپرد و فرمود که فرزندم شیخ نصیرالدین خورد سالست و هنوز مستحق و قابل این امانت گردد و تا آن
امانت تسلیم نماید سبب گم شدن آن آخر کتاب نام نشان کتاب و مصنف معلوم نگردید بعد فوت پدر خود بمقام راپری
آنجا و مزاده در هنگام طالبعلمی به وصول آن امانت مامول بود که ناگاه درویشی بکیوت قلندرانه و لباس
مجردانه و چرمینه در بر و کلاه برسر نهاده بدر خانقاه ایستاده و همراهش بکحیا دم بجیا زنام هست بسته همنو
و سخند و مراده در عین سبق بود چون آمد درویش را بر این هیئت دید از نور باطن فهمید که آنخداوند دو دانه
زود برخاسته و دید و مواجب تعظیم بجا آورده سپند عزت بنشاند و بشناخت و نظر بتحصیل امانت انداخت
چون او را متوجه بجانب قلندر دید در سبق تاخیر فهمید گفت که بخوانید و بعد از فراغ باستماع کلمات همراه
ناسماع پردازید پس آنجناب مراعات جانبین میکوشیدند یعنی ظاهر بسوی سبق اشتغال داشت و باطن
التفات نظر بسوی آنخداوند اثر گماشت سخن کوشش تعلم اینطاهر بین درویش را خوش آمد و غصه غصب بجذبه جلالیت بر دکه شیخ احمد عبدالحق نظر تیز فهم بر آن استاد انداخت هم در لحظه بنشانی بخود ساخت
آن استاد فی الحال برزمین افتاد پس این مخدوم زاده را فرمود و بعد امانت سپرد و پدر خود بقین میگفت که قلندر
پرسید که ما را میدانید و میشناسید وصیت پدر تقویض دوائع یاد دارید ایشان گفتند آری میشناسیم که شما شیخ
عبدالحق ساکن رودولی هستید بجهت تسلیم امانت من تشریف آورده اید آنحضرت خوش دل گشتند و خشم را فرو نشاندند
بعد مخدوم زاده از برای امانت استاد التماس استفسار کرد شیخ احمد سر شک آب بروی آورد و آه و لامانی الحال
بهوش آمد و بر خاست و بر کرامات اولیا عقیده محکم ساخت بعد زمانی هر قسمی امانت که سودع بود مخدوم زاده
زود سپرد و بر دانی چند روز در بلده راپری بخانقاه آنخدوم زاده اقامت کرده آنچه دوائع امانت بود
بتقدیر تقویض بعده و بعض خود مراجعت فرمود و نقلست چون شیخ احمد عبدالحق حق بجقدار سر

دانشمند را بطرفة العین از هوش برد غلغله کرامت و دبدبهٔ عظمت شیخ احمد در افواه عوام جمهور افتاد
خلق بلده راپڑی و نواح آن بزیارت شیخ مخدوم در ایستاد و افغانان و تاجکان نیز بدیدارش مشرف گشتند
و نوجوانان بقطب خان که حاکم آنمقام بود التماس نمودند که اینجا عده امر مدرسه شیخ احمد کناند و هر چند پند
کرده کفت سود نکرد بضرور آن برادرزادگان را با طبقهائی پر از زر و نیار و دیگر نذر و نیاز پیش آن مخدوم
برد و اظهار اعتقاد معروض نمود مخدوم فرمودند که بن برای سیر این نعمت اینقدر زحمت نرسیده ام من نیز از آنجا
توشه برداشته ام شما را نشاید که از پیران آبائی اجداد خود دست بردی گردانید پس آنجماعه را همراه خود پیش شیخ
نصیر الدین برد و کلاه و مقراض آن پیر را اشارت کرد که بر سر اینها مقراض رانید و آثار از فرمود که شما خود
از زیر قدم مخدوم زاده افگنید همچنان کردند مخدوم زاده آثار امرد ساخت و شیخ احمد بوطن خود مراجعت نمود
و نقل است در رساله مذکور شیخ المشائخ شیخ بدر الدین که خلیفه شیخ صدر الدین حکیم بودند و با شیخ داؤد پدر شیخ الاسلام
و شیخ بدر الدین که سجاده ایشان اولاد در مقام زیاده بود حالا در مقام راپڑی است آنوصل و قربی
تمام بود و محبت و مودت تمام داشتند و شیخ داؤد اکثر اوقات آنجا می بود الغرض شیخ بدر الدین در وقت
سفر آخرت پسر خود شیخ نصیر الدین را که صغیر بود بجا مده اجازت دادند و از جهت امانت باطنی حوالت بشیخ الاسلام
کردند و فرمودند که درویشی از هندوستان خواهد رسید نام او شیخ احمد است نعمت باطنی ترا نصیب او خواهد شد
این نصیحت کردند و رحلت فرمودند بعد شیخ نصیر الدین بر سجاده پدر خود نشستند بعد ازان مسبب غوغائی مغلان
در راپڑی افتاد و در آنجا از دانشمندی که علم را بپایان رسانیده بود علم تحصیل کردند شیخ نصیر الدین هم در انجمن
شده بود الغرض روزی شیخ العالم فرمودند که ای بختیار نکیه بهندروان شوبه بینم تا فرزندان شیخ بدر الدین
چه میکنند شیخ العالم در راپڑی بخدمت شیخ نصیر الدین رسیدند ملاقات کردند بیکدیگر نگرستند و با شیخ نصیر الدین
در خواندن کتب مشغول شدند و سبق آغاز کردند حضرت شیخ العالم فرمودند ای شیخ نصیر الدین بدر را تو کجا
میخواندی و هم بدین علم مشغول بود می شیخ نصیر الدین سخن بدر خود شیخ بدر الدین یاد آوردند و بگریه
خود گفتند شاید این همان درویش باشد که پدرم فرمودند رحلت مارا حوالت او کرده بودند بعد شیخ نصیر الدین
تعظیم کرده پیش شیخ العالم باد تمام نشستند و لب فرو بسته ساکت شده بودند فکر و ذکر بهبودی آن [illegible]

بالا گذشت چون آن فرزند هوش آمد و سخن بر گوش یافته و با شیخ العالم افتاد و گفت ای شیخ امروز آنچه از شما معلوم شد
همچکاری از هیچ مردم نیامد و در هیچ کتابی اینقدر صورت ندیدم چنین عمر در تحصیل علم و شغل سیمیائی صرف کردیم فایده این
مقصود حقیقی راه نیافتم نگفته امروز از دولت شما مشرف شدیم چون آن فرزند این سخن را چنین حال شد شور و شغب در
که چنین شیخی کامل و اصل بحق سیصد سال بعد شیخ العالم چه پایه طلبیده و در خانقاه شیخ نصیر الدین بخلعت سیصد و شصت پایه
چه پایه غلط شده اند و چشم از باطن نظاهر نگشوده بعد از شیخ العالم بر جاست نه قطب خان حاکم آنمقام معتقد شد و چنان
تا اراده آرد باستماع خبر اراده قطب خان در خانه شیخ نصیر الدین عظم الله مرده پیش آمد بختیار بخضرت شیخ العالم عرض کرد که
پیر دستگیر در خانه شیخ نصیر الدین تم میشود چرا که قطب خان میخواهد مرید پیر دستگیر شود این تم در اوشاک که چون قطب خان
مرید شیخ احمد خواهد شد ما را که خواهد پرسید حضرت شیخ العالم فرمودند ای بختیار ایشان نگر مرد قلندر اند الغرض قطب خان بعد از زمانی
مرید شد آن دیگ پر از سنوع آورد شیخ العالم فرمودند علی الصباح خواهی آمد بختیار را فرمودند بقدر پنج من برنج و
نگاه دار بریان بختیار همچنان کرد باز علی الصباح چون قطب خان آمد حضرت شیخ العالم فرمودند ای قطب خان آنچه من میگویم
قبول خواهی کرد و عرض کرد هر چه حکم شود بر جان امت در آن وقت شیخ نصیر الدین پیش وی حضرت بود و دست
نعمت دادن بود شیخ العالم فرمودند ای قطب خان مرید شیخ نصیر الدین شو وی اندکی سر نگون شد شیخ العالم
فرمودند ای قطب خان کلاه شیخ نصیر الدین کلاه اینفقیر است فی الحال کلاه شیخ نصیر الدین برداشته قطب خان را داد
و او را مرید شیخ نصیر الدین کردند و فتوحی دیگر که او آورده بود شیخ نصیر الدین شیخ العالم را و ندانست سبب نعمت
ظاهر و باطن شیخ نصیر الدین شد که چون شیخ نصیر الدین را شیخ العالم اجازت داد و کلاه خود را بر سر او نهاد
آنگاه شیخ نصیر الدین بر مائده فائده ولایت برآمد و بمقصود حقیقی رسید و هم دنیا و دین را حواله کردند
بوسنانها در خانه شیخ نصیر الدین سیوم کرسی رسیده است دولت دنیا دی بسیار است و بسیار است که تا انقراض عالم
خواهد بود نقلست که شیخ العالم بیشتر اوقات این سخن میفرمودند که چیز شاهی بر سر طفلان است نام او شیخ چه
لیکن اکثر مریدان ایشان عشاق صفت صحبت و صحبت می باشند و عاشقان اهل وحدت شاهان دو جهان اند
دیگر فرمودند که کبوتر ما صید نخورد و الله اعلم که مراد ایشان چیست که مرید ما را باید اعتقاد و صدق نظر در دیگری
باور دهم و سالک مذکور است مراد ایشان چیست که بود و طاقت نیاورد و اسرار دین را بعضی مردانند که دریا نوش

میبرد و از فرق نمی آمد و میفرمود که نظامی شاعر ما قصص بود و گفت ... صحبت بسکان زهدی و برگشت
خوان صحبت خانه رنجور گشت زیرا که صحبت مصطفی صلی الله علیه وسلم چنانچه صحابه را بدرجهای بلند رسانید
و همان و الجلال را اکنون هست حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی در مکتوب مصدر ... شیخ
شیخ احمد عبد الحق را این محبوبیت و قرب کمال بر دوام بود و لیلاً و نهاراً حضرت مخدوم را همین مشام بوی کمال میرسید
و ظاهر چنانکه می آمد حضرت مخدوم قریب چهل پنجاه سال در مسجد جامع جمعه گذارده و جاروب بدست سیادت مآب
می رسیدند مسجد جامع کدام طرف و چون براه میرفتند یکی پیش میشد و آواز بلند اسم حق میگفت و یاران
همراه میگفتند تا بسمت آواز در بحویت باین بسیار میرفتند و هم صاحب اخبار الاخیار می آرد که وی میگفت ذات
پاک حق بی نام و بی نشان است اما اگر اسمی از اسمای ذات پاک را اطلاق کنیم بهتر و بزرگتر از اسم حق نباشد که
معنی اسم حق همه اولیه همه کمالات ذات بدان ذات است و اطلاق اسم حق بر ذات پاک را اطلاق بر همه کمال
باشد و حضرت شیخ عبد القدوس در رساله انوار العیون در توجیه این فعل بعضی سخنان موافق اصطلاح ایشان
گفته است و چنین گوید که اگر مردان او بهمین کلمه جان داده اند و در لقاء او از غیب همین آوازی شنیده
شیخ جمال گوجری وی مردی بود و او را دیده با شیخ احمد عبد الحق مصاحبت داشت شیخ احمد گفته است که
گاه گاه پیش وی رفت کردم با هیچ مسلمانی ملاقات نشد الا در اوده یک هیچه را دیدم و اشارت بشیخ
جمال گوجر کرد و هم نقلست که در آن ایام که شیخ در اوده بود سگ ماده همراه داشت وی بچه زائید شیخ بچه را
و لادت او کرد و همه اعیان و اکابر امرا شهر را بمهمانی ساخت روز دیگر جمال گوجر شکایت کرد که
شما تمام شهر را طلبیدید ما را نطلبیدید گفت جمال الدین بچه سگ بود سگ را طلبیدیم که آید شما
چیزها و طلبها کلاب نوازجمله آدمیانی تر اچون طلسم و هم از صاحب اخبار نقلست که در خانه او سیری
بود عزیز نام و در وقتیکه متولد شد ذکر حق بر زبان راند بطوریکه همه حاضران آن ذکر را از وی شنیدند
و خوارق عادات بسیار از وی ظاهر شد روزی از وی خارقی ظاهر شده بود در مردم غوغا افتاد
و زبود که چه غوغاست و حضرت غوغا غوغا شاید این گفت و بیرون آمد و در گوشه افتاد و مکانی را اختیار
و گفت اینجا قبر عزیز باشد عزیز بعد ازان مرضی حادث شده در ده سه روز از بیماری گذشت شیخ

نقشبندی

آتش دوزخ شرک و فراقست یعنی هر که در حلقهٔ ارادت من در آید آتش دوزخ که مراد از شرک و فراقست ازان نجات یابد پس یقین که دخلان حق را آتش شرک و فراق حرام است کمالات و تصرفات ولایت و قدس السر تعالی سرارہ از احاطهٔ تحریر بیرون است چون درین مختصر گنجایش آن ندیدیم بیان قلم را ساکت گردانیدیم و فاتش پانزدهم جمادی الثانی سنهٔ سبع ثلثین و ثمان مائة در زمان سلطان ابراهیم شرقی واقع شد و بعد علو رتبت

ذکر خواجه عبید الله ادام الله تعالی برکات وجوده علی مفارق الطالبین در شجرات است خواجه محمد النانی جد اعلی پدر حضرت ایشان بوده اند و در اصل از بغداد اند و بعضی گویند از خوارزم و شیخ عمر باغستانی از دهٔ باغستان بوده اند که از کوه پایهای تاشکند است و می شیخ جد اعلی مادری حضرت ایشان اند و نسبت شیخ بشانزده واسطه بعبد الله بن عمر بن خطاب سیر رضی الله تعالی عنهما و از کبار صحابه شیخ مجدد حسن بلغاری بوده اند و ولادت حضرت ایشان در ماه رمضان سنهٔ ثمان مائة بوده است بعضی از عزیزان و اعمام حضرت ایشان میفرمودند که بعد از ولادت حضرت ایشان مادر والدهٔ ایشان از نفاس پاک نشده اند و غسل نکرده ایشان بستان وی نگرفته اند و چهار روز شیر وی نمکیده حضرت ایشان میفرمودند که یکسال بود ام نمیخواستند که سر مبارک ایشان سوی ساخته بودند که ناگاه نوت امیر تیمور را فتاده مردم برهم برده شده اند چنانچه شهرها که می یافته اند فرصت نشده است که آنرا بخورند یکجا خالی کرده اند بکوه برآمده و دران ایام آبا کرام حضرت ایشان در باغستان بوده اند حضرت ایشان در ازده چهار سالگی باز نسبت آگاهی بجناب حق سبحانه حاصل بوده است میفرمودند که در طفولیت بمکتب آمد شد میکردم دل من همه وقت بحق سبحانه حاضر و آگاه میبود و دران وقت مرا عقیده چنان بود که همه مردم عالم خرد و بزرگ بر نهوجه اند میفرمودند که تا من بحد بلوغ شرعی نرسیدم نمیدانستم که مردم را غفلتی میباشد **شجره** روزی حضرت ایشان در معنی آیت انا اعطیناک الکوثر میفرمودند که در تفسیر این آیت چنین گفته اند که وادیی در الکوثر یعنی شهود احدیت در کثرت پس سیکه این شهود مقام اوست هر آئینه هر ذره از ذرات کائنات او را آئینه است که در آن جمال وجه باقی مشاهده میکند بیان کیفیت ملاقات حضرت خواجه لا الیعقوب چرخی حضرت ایشان میفرمودند که اول که بهری قسم بجبل فرخان رسیدم بازرگانی بود در رباط نشسته بود فهم کردم که بطریق خواجگان قدس الله ارواحهم

مشغولست پرسیدم که امیدوار قصه از کدام عزیز شنیده است گفت عزیزیست در بلخ که ایشان را مولانا میگویند چون
چوبی میگویند بعد ازان بملازمت مولانا مشرف شدم چون بولایت جغانیان رسیدم بعضی در روی حاسدان
غیبت مولانا کردند بسبب همین سخن بر ایشان قهر عظیم وارد شد و واقعات بوی واقع شد آخر الامر با خود گفتم
مسافت قطع کردی نیک نباشد که ملاقات نکنی چون آنجا رسیدم و ایشان را دیدم بسیار التفات نمودند چون
روز دیگر رسیدم بسیار بخضوع و خشوع پیش آمدند بخاطرم آمد که بسبب استماع آن غیبت است بعد ازان
بلطف پیش آمدند عنایت بسیار نمودند و دست دراز کردند که بیا بیعت کن بلیعت برگرفتن دست ایشان
اقبال کرد از انجهت که پریشانی ایشان ماضی بود مشاهده مرضی که موجب نفرت طبیعت میشد ایشان را
طبیعت مراد را یافتند و دست خود را تعجیل کشیدند و بطریق خلع و لبس تبدیل صورت خود نمودند تصور
ظاهر شد که اختیار از دست من رفت نزدیک شدم که بخود آنم برخاست مولانا چشم بازان دست خود
را دراز کردند و فرمودند که خواجه بهاء الدین دست من بود و فرمودند که دست تو دست ماست
دست تو گرفت دست ما گرفت دست خواجه بهاء الدین پسر مبتوف دست مولانا یعقوب را
گرفتم بعد از تعلیم طریقه خواجگان بر وجه نفی و اثبات که آنرا وقوف عددی گویند مولانا فرمودند که شیخ
از حضرت خواجه بزرگ ما رسیده است اگر شما بطریق جذبه طالبان را مربیت کنید اختیار شماست اگر
از اصحاب سلوک پرسید که طالبی این زمان بطریقه گفتن چگونه بود فرمودند اختیار شماست اگر
بجذبه مربیت کنید مولانا فرمودند که طالب اینچنین میباید که پیش مرشد آید مجموعه اموی مهیا کرده بود همین
موقوف انجازت بود و اذن قوت هر چه گویند هست و هم صاحب رشحات میگوید حضرت ایشان میفرمودند
که مولانا انصاف میدادند میفرمودند طریقی که از خواجه بزرگ ما رسیده است اگر کسی بطریق
جذبه میتواند تربیت کردن بسیار خوبست میباید کرد حضرت ایشان میفرمودند که چون از مولانا اجازت
خواستم طریقهای خواجگان قدس الله ارواحهم تمامی بیان کردند و چون بطریق رابطه رسید فرمودند
بدانکه نظیر این طریقه دهشت نکنی و مستعدان بسمانی رشحه میفرمودند که معنی لا اله الا الله پیش بعضی الله اسم ذات
من حیث هی آن تواند بود که لا الا هو نیست الا که عبارت از مرتبه الوهیت است یعنی ذات مع الصفات الا الله

گردد ذات بحت معرّی عن الکل اعنی را برازخود دور نمی باید دانست زیراکه در زمان خلود ال از اغیار منزه و
جرذات مقدس هیچ نیست واین نسبت مبتدیان خواجه عبد الخالق قدس سره میدانست فهم من فهم با
درد کردم اگر دارد کسی است و همین معنی میفرمودند که مبتدیان طریق خواجه بهاؤالدین را قدس سره در
اول قدم چاشنی از غیب هویت حاصل میشد رشحه و فرمودند بسر در کوچها میگردید بکاری کنید که
از شما نفعی گیرد بهر وجه که توانید خود را گم کنید وسعی نمائید که شهود احدیت در کثرت حاصل شود
کتاب شیخات از مکالمات و کلمات حضرت ایشان بسیار پرست حاجت به بیان نیست قول که حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیه سبحانه لذاته بذاته فی عین العبد بین اسم المتکلم و در سجاحت است فرمودند اگر پرسند که توحید
چیست بگو تخلیص دل و تجرید او از آگاهی بغیر حق سبحانه اگر پرسند وحدت چیست بگو خلاصی دل از
از علم و شعور بوجود غیر سبحانه اگر پرسند اتحاد چیست بگو استغراق در هستی حق سبحانه اگر پرسند
وصل چیست بگو نسیان ماسوی در شهود نور وجود حق سبحانه اگر پرسند فصل چیست بگو جدا کردن سر از غیر
حق سبحانه اگر پرسند سکر چیست بگو ظاهر شدن حالی بر دل که نتواند که پوشیده دارد چیزی را که
پوشیدن انگیزش از محال و اجبست و فاتش در سنه خمس و تسعین و تسعمائة واقع شد و گرآن قبلة
وصل و شهود آن فارغ از ذکر و شغل و فنا و آن لسان حق ترجمان معارف قطب دوران شیخ المشایخ
حضرت مخدوم شیخ عارف قدس سره و اخبار الاخیار است شیخ عارف پسر شیخ احمد عبد الحق است
و صاحب سجادهٔ او و از نه چهل سال عمر یافت با هر طائفه سری داشت و همگنان از و راضی بودند و هم
از وی نقلست که هر پسری که شیخ احمد را میدید میگریست روزی میگوید شیخ شکایت کرد که از شما یک پسر
نصیب ما نشد هر پسری که می آید حق گریبان می آورد عصر بحضرت حق میروند و شیخ گفت که یک فرزند
بر من هست بتو خواهم داد اما بشرط آنکه دست او در سفر روم او را بگیرد و من بعد از ان بتو تسلیم کنم
بشرط آنکه او را هیچ نگوئی و در رضای او باشی بعد از چند گاه پسری متولد شد شیخ عارف نام نهاد
شیخ عارف را پسری است شیخ محمد نام شیخ عبد القدوس مرید این شیخ محمد است رحمة الله علیهم اجمعین صاحب
اقتباس الانوار میگوید حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوهی انوار العیون میفرمایند هر که از این طائفه که نزد

حضرت شیخ عارف قدس سره می آمد میدانست که وی درشرب ماست و هرکسی که در مدت عمر بسیار
ملاقات وی حضرت کرده بود سبکیفت کمیچنانچه حضرت شیخ عارف با من محبت میداشت و شفقت نمیمود دیگر
دیگران هم وی گوید حضرت قطب عالم و انوار العیون بمفیر ماند که حضرت شیخ احمد عبد الحق بالخی گفت که آنچه
بدرگاه حق بسیار گستاخی کرده چند مرتبه رسولان حق بحجت من آمده اند و من هربار ایجواب دادم که تا آن
کار خیر بسر خود فارغ نمیشوم نمی آیم ایمادر گمهوری هشیار باش و گوش بمن شیخ عارف را از حکایت
گهوری سگفتند پس روزی وی حضرت شیخ نورالدین که خلیفه سید موسی بود و بخدمت ایشان نیز
اخلاص داشت گفت که دختر خود را وی عقد نکاح پسر من در آوری وی قبول کرد وی حضرت با جمعی مریدان
بهراه شیخ نورالدین جانب خانه وی روان شدند تا امروز از نیکار فارغ شوم چون بر در شیخ نورالدین رفت
نشسته وی اند رخانه رفت و تمام کیفیت با بلخانه خود باز گفت وی نیز قبول کرد و چون آنچه بقاصی
شمس خسرو شیخ نورالدین سید وی مرد و سگاه بود باین امر قبول نکرد و گفت ما را با درویشان چه مناسبت
خصوصا چنین درویشی که در یک کلبه آتش دارد و در یک کلبه آب وی حضرت بفراست دریافت که قاضی این امر
قبول نمیکند و حاضر نمیشود و غیرتی در باطن حضرت ایشان راه یافت و تیر حجاب وی انداخت در حال
قاضی را خون از شکم جاری شد بر پایش حضرت آورد و نهاد عارد و عاخون از شکم وی بند شد الغرض شیخ با قاضی
مشورت کرده بسبب دختر خود با پسر حضرت مقرر کرده و در فکر بود که چند روز مهلت بیابد تا اسباب کار خیر مهیا
کرده خصومت کند بنا بر آن چند دختر از پیش وی حضرت آورد و گفت که مخدوم ما اینده ختران مهلتی میخواهند
تا سر و بخوانیم و خوشی کنیم وی حضرت از راه شفقت شش ماه مهلت داده بخانقاه خویش متوجه گشت چون
از کار خیر شیخ عارف فارغ گشت قاضی شمس از بیماری مرض عود کرد باز بخدمت حضرت آورد و در موقع [illegible]
بعد از چند روز قاضی وفات یافت از حضرت شیخ عارف دو دختر و یک پسر محمد نام بود بوجود آمدند بقول
الاسم از شیخ عارف بعد از نقل بدر بزرگوار خود پنجاه سال حق سجاده گرمی نگاه داشته و امانت پیران چشت را
بخلف خود شیخ محمد سپرده در پرده [illegible] امانت فاتش منظر نمایده و در ردولی عرش نشان مفده بم صفر معمول است
شیخ بیاره از خلفای ایشانست و مرقدش قریب روضه وی است ذکر مولانا محمد زاهد خوشی رحمة الله علیه بر آنچه بنیر

نقشبندی اویسی

این حقیر کرامات خواجگان نقشبندیه رحمهم الله نقش بست که از احوال مولانا محمد زاهد و مولانا درویش محمد و خواجگی امکنگی این کتاب را خالی نباید گذاشت و این فقیر مولف زبده المقامات که میگوید که حقیر احوال این اکابر و خلفای آنها در کتاب نسمات القدس بعون الله تعالی بتفصیل قلم کرده مرا بر آن اورد که تمامش کتاب مذکور نمایم الغرض بجستجوی آن کمر سفر بستم و قدم نشانی نیافتم بجز آنکه نمایاب است و باز آمدم ناگاه بعون الله تعالی عزیزی چند اوراق کهنه حاضر آورده داد الحمد لله منه و کرمه مصنف هر دو کتاب مذکور بین خواجه محمد هاشم است او در کتاب نسمات قدس مینویسد بر دل اخلاص منزل همی آمد که احوال اکابر متاخرین این سلسله شریفه را که بعد از روزگار صاحب نسمات الی یومنا هذا رضائی طالبان حق مفقود انداز کتب و رسائل فراهم آورده کتابی مرتب کرداند فرزندان شیخ ما باستر ضای والد عالی مقدار این حقیر الجمع مقامات حضرت ایشان امر فرمودند بعنایت الله سبحانه آن کتاب باختتام پذیرفت اگرچه احوال حضرت ایشان که بعد از اتمام این کتاب اردت بعیه الصرام پذیرفت در مقامات بتفصیل رقم یافته بود اما این کتاب از اجمال آن خالی نگذاشت و هر نکته از نکات لطیفه و هر کلمه از کلمات شریفه که درین کتاب رقم یافته بود آنرا بسمه تعبیر مینمود و این کتاب را از نمونه نسمات القدس مسمی بانس نامه کرد چه هر نکته روح افزا که از انفاس نفیسه این زنده دلان رسیده نسمتی است از نسمات قدس که بریاض قلوب این انسان انس ورزیده و روح الله سبحانه ارواح الطالبین نسیما تهم آغاز ذکر مولانا محمد زاهد و خشی و خش موضعی است از مضافات مملکت حصار آنرا و خشوار نیز خوانند از بعض اصحاب و فرزندان حضرت مولانا نزد خواجگی امکنگی قدس سره شنودم که مولانا محمد زاهد از اقرباء حضرت مولانا معظم یعقوب چرخی رحمة الله سبحانه بوده اند و ملقین انوار و تسلیم اطوار اکابر این سلسله علیه از بعض اصحاب کار کرده حضرت مولانا یعقوب که در آن حدود بوده اند گرفته وقت را بصفا معمور میداشته اند چون آوازه تربیت و ارشاد حضرت خواجه احرار بگوش روزگار رسیده مولانا محمد زاهد دلق غربت و قناعت را از سر گرفته متوجه تاشکند حضرت خواجه گردیدند بیت زاهد بشت و خلوت و دامن بکشید * چون از بهار دامن صحرا بشست * گذارش افتاد که در بعض رسائل بعضهم رحمهم الله تعالی گویند حضرت خواجه بسمرقند که موضعی است قریب شهر سمرقند در آیند بر خاطر این زره متهام غلبه کرد

استقبال و جهت زیارت مولانا یعقوب علیه الرحمة می آید نیز اگر شیوهٔ مرضیهٔ طایفهٔ علیه است که هر چند
نهایت بزرگی برسند بجماعتی که این نسبت از برکات صحبت و خدمت ایشان یافته اند بیشتر فروتنی نمایند
و همچنین بفرزندان آنها تا بآنجا که یک گونه انتسابی ایشان را بانجماعه بود کما فی البحر الصحیح من حیث
احب محبوبا بدو ما شبیه یتعلق بمناسب این معنی است آنکه حضرت ایشان ما قدس سره بتقریبی نگارش فرموده اند
فسمعت از آنکه عالم را کسی عین او سجانه داند و ازین راه والهٔ گرفتار عالم بود آنقدر محبت کاینست که از دانند
و مخلوق او تعالی شناسد و بحر و این انتساب را دوست دارد و بیت بجان خرم از انم که جهان خرم از دست
خوشدلم از همه عالم که همه عالم از دست + بالجمله مولانا مدتی دریافت خدمت آنحضرت هم آغوش سعادات و
کمالات گردیده وقایع سابقه و معاملات حاصله را بسمع شریف رسانیده و نیز دانند فواند این راه اصل
وقایق سیر الی الله و فی الله مجاز و ممتاز گردیده اند پس از زمانی چند حضرت مراجعت یافته و وطن
شاشه باحتفاء استقبال تمام گذرانیده اند از امثال امر حضرت خواجه را بعد و دی چند از طلاب تلقین ذکر
و فکر اسم نفی فرموده تربیت نموده اند و در همان بلده سفر آخرت گزیده تربت ایشان نیز آنجاست
این فقیر از مولانا محمد سعید که ذکر احوال او عنقریب آید انشاء الله سجانه شنیدم که گفت از حضرت مولانا
خود سماع دارم که فرمودند که سلطان محمود والی بدخشان و حصار مجاربه براو ربزرگتر خویش متوجه
سمرقند میشد و حضرت خواجه احرار قدس سره در سنع ازان کار زار با و نامه نوشته بودند و او نپذیرفته
رفته بود خدمت مولانا محمد زاهد رحمة الله را مکشوف گردیده که دست تصرف حضرت خواجه
سلطان محمود را بشکست بناگاه ذکر آن واقعه مولانا را بزبان آمده تمامی آنرا بحاکم و خشی که از هوا
خواهان سلطان محمود بوده بسیار نیده آنچه حاکم انواع خشونت بمولانا نموده کتابتی منی بر شکست آنجناب
سلطان فرستاده در آمدن جاسل آنجا نامه بسمرقند همان بوده و برآمدن سلطان از آن بلده منهزما همان آنجا حاکم
از ایشان عذر خواست و مرید شده بقولی در غره ربیع الاول سنه تسعه و تسعین و ثمانمائه وفات یافت و دی
اسم خواجه یعقوب چرخی بود و در جلد اول حضرات القدس گردی مفصل مذکور است ذکر آن پیشوای
مجمع اهل کمال آنستیراب از رشحات ذوق و وصال آن گم گشته در بحر ذات حضرت شیخ محمد قدس سره

وی خلیفه استین و خلیفه و سجاده نشین پدر بزرگوار خود شیخ عارف بن شیخ احمد عبد الحق بود و در سنه ذال
اسرار هم بود وی سر حلقه باده نوشان جام توحید و سر دفتر درویشان تجرید و تفرید و دفتر دار مشاهده ذات
مطلق استغراق عظیم داشت و اقتباس انوار کرد حضرت شیخ رکن الدین فرزند شیخ عبد القدوس گنگوهی در لطائف قدسی
میفرماید که ارادت پدر بزرگوار من چنان بود و بیعتها داشتند که جای دیگر بیعت کنند چون که حضرت شیخ محمد هم
پدر مرا بود لهذا التفات بوی نبود هر بار بخاطر می آمدی در وقت حضرت شیخ احمد عبد الحق خاطر جمعی و
دانست بایدم سفر نمودی که تو از ان مائی هیچ جا مرو پدرم سکوت میکردی آخر چون اینمعاملة زنی یافت پدرم
از همشیرگان ایشان شنیم اما بحسب ظاهر بیعت میباید کرد چون بخاطر غالب شد روزی حضرت شیخ بحجرهٔ طاهر شد
و گفت که هنوز سر شبه با بیعت نا آورده و در رسیدن هیچ جای مرو که تو از ان مائی اگر خطرهٔ بیعت ظاهری
بخیره من محمد بیعت کن بعد ازان پدرم مرید حضرت شیخ محمد شد و می تعظیم و احترام پدر مرا بسیار میکرد
و هم وی در لطائف قدسی میفرماید که پدر مرا قصد عیال شدن اراده بود حضرت شیخ محمد بجهت تمام عقد
نکاح پدرم با همشیرهٔ خود بست و در حضرت شیخ محمد در خاطر داشت که دختر دوم خود را بشخصی دهم که حضرت
شیخ احمد بجانب او اشارة ماند بعد چند گاه پدر مرا در خواب دید که بحال سماع پایش شکسته شده است و حضرت
شیخ احمد میفرماید که ای ام کلثوم این فرزند را در کنار خود انداز و پرورش کن چون بیدار شد تعبیر خواب
چنان کرد و پای شکسته از انست که بر سجاده نشیند و بر در غیر حق نرود و درویش کامل گردد مراد از
پرورش آنست که دختر خود بوی تسلیم کنم و پدرم در آن ایام جاهای تمام خانه حضرت پیر دستگیر
خود را در روضه منیست و برزند که پیدا میشد بانگ در گوشش می گفت چون حکایت ترددی
درمیان آمد پدرم عرض نمود که اگر رخصت دست شما هم خواهد بشکنید خواه بدارید حضرت شیخ محمد فرمود اگر
ارادت حقتعالی بزویج شما رفته باشد چنین محل کجا باید که عجوزه خواهر من است و دختر شیخ عارف شیخ احمد
است پس الدمس سکوت کرد چون نیمهٔ از لیل بود شب کار خیر آمد پدرم در خانه بجد مست چار و بدنی و اثاث
کشی مشغول بود مردمان از انجا گرفته بردند جاهای نوشهی پوشانیدند زمان سر انیدن آغاز نمودند
پدرم را حال وجد غالب آمد جاهای نوشهی پاره پاره ساخت و گفت بیت طاقیم که با غیر خدا جفت نگردیم

زوجیت و شهوات بوار انشاسیم + خلائق ام کلثوم مادر دختر را ملامت کردند گفتند که دختر خود را چرا
بدیوانه میسپاری وی جواب داد که دیشه ازل چنان بود چه توان کرد و هم وی در لطائف قدسی مینویسد
که چون آخر عمر حضرت شیخ محمد را مرض موت پیش آمد پسر کلان خود شیخ الاولیا معرف بده را یاد کرد او در آن
ایام پیش پدر من در شاه آباد بود کسب فضائل میکرد حاضران عرض کردند که در شاه آباد است پس روح
حضرت شیخ احمد با پدر من فرمود که فرزند شیخ بده را زود زود دلی بیان وی بموجب امر پدر
حضرت شیخ احمد بسرعت تمام شیخ بده را بزود دلی آورد آنوقت حضرت شیخ محمد قدس سره در حالت
نزع بود گاهی در استغراق ذات احدیت بیخود میشد باز چون هشیار میگشت میفرمود که سبحان الله فهم کردم
پدر بزرگوار من پرسید که چه فهم کردید گفت توحید مطلق فهم کردم باز چون وقت مفارقت روح قریب رسید
استغراق غلبه نمود پدر عالیقدر من معروض داشت که اینوقت هوشیاری مردان خوشست پس فرمود که از
معرف فهم میباشید اکنون جز ذات حق در سینه ما منگنجد هر جماعت و هر فرقه و جمیع امانت
پیران چشت قدس الله تعالی سپرد ایم معه سهم اعظم که از پدر خود حضرت شیخ عارف تعلیم یافته بود حواله پدر من نمود
و آنچه گفتن بود وصیت کرده جانشین خود گردانید باز پدر من التماس نمود که برفتن شما من غریب خواهم ماند دوام
طاقت مفارقت ذات بابرکات شما نیست فرمود که بابا تراجه اندیشه است تو از جمله اولیا محبتی و مقام ما
تست هر کجا خواهی باش من از تو جدا هرگز نیستم تربیت فرزند خود شیخ بده حواله تو کرده ام گر خواهی که بمقام
مراجعت نمائی دیرا از اسرار باطن کما ینبغی محرم ساخته و بنعمت پیران بوی عطا کرده بنیابت خود در مقام
من گذاری چون حضرت شیخ محمد قدس سره اینوصیت تمام کرد خوش و خرم بعالم بقا رحلت فرمود پدر مخدوم
را نعمت باطن سپرده بنیابت خویش در انجا نشاند و همصاحب القبا س میگوید که در اکثر نسخه معتبر لطائف
قدسی دیده شد که شیخ محمد امانت پیران چشت معتمادگی حواله فرزند خود شیخ بده کرده در پرده و مخفی شد و
صاحب مرآة الاسرار است که حضرت مخدوم شیخ الاولیا معرف شیخ بده بعد از وفات پدر خود شیخ
محمد قائم مقام وی شد و سنه وفات حضرت شیخ محمد هیچ جائی منظور نیافته رحمة الله تعالی

ذکر مولانا درویش محمد رحمه الله تعالی مولانا درویش محمد خواهرزاده مولانا محمد زاهد بود

شیخ احراری

و والده و مرشد مولانا خواجگی امکنکی روح الله روحهم از علم ظاهر نیز بهره تمام داشتند عزیزی گفت
ایشان رساله دیده ام در اثبات آنکه هستی حق سبحانه وجود مطلق است سخت نیکو و مولانا امیر علی هروی
رحمه الله تعالی در رساله خویش منقبت ایشان را چنین نگاشته حضرت مولانای اعظم و قطب دائرة التوحید
فی العالم حضرت مولانا درویش محمد امکنکی ایشان کسب کمال در خدمت خال بزرگوار خویش نموده اند
و بعد از انتقال خال بزرگوار خویش نایب باستقلال ایشان بوده پیش از خال گرامی شیوه خمول و
گمنامی میگذاشتند گویند در بعضی قرای بلده کش که بشهر سبز نامور است به تعلیم اطفال اشتغال مینمودند
بامیکه هیچ فرد بر احوال ایشان اطلاعی نمیبود دگر روزی یکی از مشایخ ترک را بدانجا عبور و مرور
واقع شده بمشام مکاشفت استشمام حال مولانا فرموده گفت از بخارا بوی مردی می آید و اشاره
مولانا نموده بیت تو گوئی مشک خوبی توام آمد * که از صد پرده صیت عالم آمد * حضرت مولانا
خواجگی قدس سره میفرمودند که بیشتر باعث اشتهار والد بزرگوار ما آنشد که روزی درویشی ترد
ایشان بارحت بزرگی و حالت شیخ نورالدین محمد خوافی که از اکمل خلفای شیخ حاجی محمد جنوشانی
بود قدس سرهما میرود ایشان مخاطب ساخته فرمودند بابا این شیخ بسیار بزرگ است شود و اگر بدین صدد و گذار
کنند و بصحبتش رسید روزی چند نرفته بود که شیخ مذکور بآن نواحی تشریف آورد چون بسمع والد
ما رسید فرمود شب بهمین شیخ ما ست سر شیر آماده کنید تا فردا مشیت الله سبحانه نزد او شویم
چنان کردند فردای تکلفانه باجا های شوخگین باو دیدند مذکور بمجلس شیخ در آمدیم شیخ نیز باطاقیه و
پیرهن تکلفانه نشسته بود والدم را سخت معانقه نمود و پس عمامه و فرجی خویش طلب فرموده در پوشید
و مراقب نشست والد ما نیز نشسته بودند مراقب بودند بیت خلوت انیقوم اندر انجمن غوغا بدند
لب چو بربستند از هر جا سخن خوابد شدن * آنگاه والد ما رخصت خواستند شیخ قدمی چند مشایعت نمود
بتواضع تمام و داع عذر نمودند بعد از وداع ما شیخ از مردم آنجائی پرسیدند که طالبان این راه را کجا
اینقدر آمد شد می هست مردم گفتند آمرد شیخ نیست فقیریست مکتبی میدارد پس شیخ نورالدین
فرمود سبحان الله مردم اینجا خوش نابینایان بوده اند که بصحبت اینچنین درویشان استفاده نمی

بعد از استماع منحرف آمد شد مردم مصدع اوقات دانه ماشد و از ان سخت متنگر ل بوده اند و بمصدا
کلام فارو ق اعظم رضی الله عنه و ابتغوا من فضل الله و ارزقنی من خبایا الارض کشت و کار و زراعتی و اشتغل و کاری لازم
آنرا خود میکردند و در مقام مولانا خواجگی از غایت انکسار و دید قصور حال نمی نموده اند مریدان ما
همه مردم مسکین و فاضل بودند چون نوبت بما رسید فضیلت ماند و مسکنت و یکی از احداد ما محمد
حکایت کرده اند که عالم بوده شروع و تعلیل بوده و مزارع بسیار بوده که در اثنای زمین کندن یا تخم افشاندن
بدرس طلبه علوم می پرداخته و تخم فوائد بر دماغ مستمعین آن نشان می انداخته همیشه آنعزیز در عهد بزرگ زاده بود
که وقت جانب تقوی می نمود هرگز آنعزیز بخانه آن نرفتی و از شراب طعام او تناول نمودی تا روزی
که آن بزرگ زاده در گذشت آنروز بخانه او نماز جنازه حاضر گشت حاشیه گلیم را گردانیده بر خاک نشست
و گفت ای فلان غفرالله لک معامله نکردی که توان در کنار گلیم نشست بعد از روزی چند جهت صبیه
خود لباسی ستاده و گفت غسل بر آر و این لباس را پوشیده بخانه ما بیا تربت مولانا در سمرقند است که فریاد
از قوابع کش تقویل نور روز دهم محرم سنه تسعه و سبعمائه در سمرقند سفر آخرت کردند **خواجه میرک**
نقشبندی **لنبد سبزی** رحمة الله از احفاد فخر الدین ابدال بوده کاردوزمان سابقت رحمة الله داشت از
خلفای بزرگ خدمت مولانا درویش محمد قدس سره و له وحیرت و انکسار نهایت تمام داشت در کنبد سبز
میبوکه قریبست از قرای تابعه سمعانیان و حصار شادمان بما نجا از دنیا رفت و مدفنش آنجاست هزار و هشتصد
خواجه محمد صابر و نیز از اصحاب صاحب مولانا درویش محمد بوده و بانجناب قرابت صوری نیز داشت
نقشبندی ساهای بسیار مولانا بسر برده بود رحمه الله سجانه **مولانا شیر محمد** و نیز مولانا درویش از انان
نقشبندی قدیم بود و صاحب احوال عظیم **شیخ صلوتی** را در اصلوتی از ان گفتندی که وی روزهای جمعه
بهزار نماز و دو گانه نهاده بمردم اندیان را اعلام صلوة کردی او نیز از اصحاب کبار مولانا درویش محمد بود
صاحب جمعی و شکستگی تمام در سمرقند سکونت داشت چون مولانا خواجگی بسمرقند میشده اند بیشتر احوال منزل او
فرود می آمده اند در السنه مردم آندیار چنان مشهور بود که شیخ صلوتی صحبت داخضر علیه السلام است یعنی
اینمعنی است انکه عزیزی از مریدان منظور شیخ قاسم قالینی علیه الرحمه با فقیر میگفت که روزی در خدمت شیخ خود

از پیش مسجد شیخ صعلوی بیگذشتم شیخ صعلوی بر بام مسجد بود چون شیخ ما را دید سلام کرد و گفت حضرت
خضر شما را سلام رسانیدند رحمهم الله سبحانه ذکر آن بساقی خمخانه اسرار آن سرشار باده
بی خمار انفعال صحرای ادهمیت آن شهباز هوای هویت آن آشنا سای رموز معراج آن قطب عالم شیخ
عبد القدوس اسماعیل الحنفی صفی گنکوهی خواجه محمد هاشم در کتاب نزهة المقامات که در احوال جزو کل
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی تالیف کرده است مینویسد قدس سره شیخ عبد القدوس قدس سره از
شیوخ مشهور هندوستان است و از کبار ایشان از فرزندان شیخ صفی الدین است که در اصول و فروع
علوم از فحول محققین بود و صاحب تصانیف مفیده مشهوره و سکر و شورش قوی داشت و وجد و سماع
کثیر با وجود کثرت جذبات و فیوض غلبات در اتباع سنت سنیه نهایت تشقق بود و در التزام عزائم امور
و مهمات متمکن و در اکثر اوقات مشغول بمطالعه کتاب مسمی بانوار العیون مرتب علی سبع فنون که در هر فن اسرار و الابر
صحائف املا آورده در فن نخستین بنگاشته که هر چند ارادت من بمجدد دوم شیخ محمد است لیکن بیشتر
فیوض من از باطن جد او شیخ احمد است قدس سرهما و ستائش او در آن فن بسیار فرموده و نیز آنجناب در رد
قاسم او دهی که از بزرگان سلسله مهروریه است اجازت خلافت داشت و خبر آن کتاب مذکور را
رسالهٔ و مکاتیب نیز هست در غایت زیبائی و دلربائی حضرت ایشان یعنی حضرت مجدد قدس الله سره
العالی از اوائل احوال شیخ حکایت میکردند که ساعت بساعت عجیب بیخودی بر آنجناب مستولی میشد و اشتیاق
غلبه داشت یکی در آنحال از وستر آن پرسید فرمود دل را مذکر بسیار کردم اکنون سلطان ذکر زبان مرا
بر من غلبگی مینماید و مرا از من می رباید از فرزند شیخ احمد که ثالث بود می آرند که می گفته و بر این نسبت خانوادهٔ
ما مستند که نخست فرزندان را بکمالات صوری آراسته بعد از فراغ بمجاهدات در ریاضات اندازند تا بمقامات
رسانند از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سره شنودم که در آن ایام که فرزندانی در دهلی گرم تحصیل بودم
اگر ایشانرا اشتیاقی دیدار مدد بزرگوار غلبه کردی بمجدد متوسل شدندی که اگر امر عالی ورود یابد
بتقبیل استعتبه کردیم شیخ گفتی آمدن ایشان نزد ما موجب تسویف و تعطیل تحصیل علوم است ما را
نزد ایشان باید شد و با آنهمه کبر سن و ناتوانی خود بدهلی آمدی شیخم را هفت پسر بود که هر یک در حال حال

همسل بوده و ایضا حضرت ایشان قدس سره از والد ماجد خود روایت کردند فرمود که چون شیخ ما عبد القدوس
قدس سره از وطن خود بدهلی آمدی و خبر باکابر آنجا رسیدی هدیه او شدندی که ذلک قوالان و مطربان
نیز او را استقبال نمودندی و شیخ کثیر السماع بود و سماعش در غایت شکوه و شکرد و من سماع سخنان
ستانه ازوی سر میزد وقتی در دهلی در محفل عظیم که علما نیز حاضر بودند متواجد برخاست و میان
مسجد برانا دانا گشتند چون اینکلمه بگوش او رسید بگریبان راندیکی از فحول علما حاضر بود آرام
شده نام یکی از اعاظم علمای آنوقت را برده گفت چون انجماعت رانادان توان گفت که چون ازوی
در میان ایشان بود شیخ همچنان بشورش گفت من هم برانا میگویم من هم برانا میگویم با آنعالم گفت شیخا چون مثل
اویی رانادان توان گفت که چون بآنعالم خبر رسید که از قطرات خون منصور نقش انا الحق ظاهر شد
آن بزرگ دوات خود را بر زمین زد و گفت اگر حق است این چیست سیاهی که از دوات او بحرکت نقش اینطور ظاهر
گشت شیخ باز گرم تر از پیشتر بجوشید و گفت که زهی نادان که بسطران حق در جهادی ظاهر شود و در آن
وهم حضرت ایشان قدس اسره العزیز بمن متقرب فرمود که یکبار شیخ بدهلی آمده بود شیخ حاجی عبد الوهاب
بخاری که از اولاد سید جلال الدین بخاری بود و صاحب علم و حال تفسیری نوشته بود نزد شیخ فرستاد
شیخ نکشاد آیه تطهیر اهل بیت سرور کائنات علیه و علیهم الصلوة و التحیات برآمد که شیخ عبد الوهاب
در حق مقام نوشته بود اولاد نبی همه مامون الخاتمه اند و عاقبت شان علی الیقین بالخیر شیخ عبد القدوس
گفتار ان نوشت که هذا خلاف مذهب اهل السنة و الجماعة و کتاب را باز فرستاد و چندین روز میان علمای
آن بلاد مذاکرات بوقوع پیوست بالآخر مقرر آن شد که شیخ عبد القدوس گفت قدس اسره انتهی شیخ
عبد الحق محدث دهلوی در اخبار الاخیار مینویسد شیخ عبد القدوس قدس اسره صاحب علم
و عمل و ذوق و حالت و حلاوت و وجد و سماع وی اگرچه بظاهر دست بیعت از شیخ محمد گرفته است
وی معتقد و عاشق شیخ احمد عبد الحق است و بروحانیت او مشغوف اورا کتابیست مسمی بمزار
مرتب بهفت فن و در فن اول مناقب شیخ احمد نوشته و اظهار اعتقاد و بندگی بادی بسیار نموده و شیخ
عبد القدوس را مریدان و خلفا بسیار اند و از جمله مریدان او شیخ بهرو بود و او اهل حال بحر فت

ظهور یافت و بعروج کان الی ربک المنتهی که بحر محض وجود صرف بوده است نسبتی که
جوش سوز عشق مقام فاحببت که در کنم ذات بنظر صفات و در مرتبه محض وجود با خود داشت بر آن
انداخت معلومات را بعلم برد علم را با معلومات در سر ذات که بحر صفاتست برد و ذات را بمجاز صفات
پوشید و صفات را کسوت ذات ساخت وحدت در کثرت گردانید و کثرت را کسوت وحدت پوشید
وحدت در کثرت و کثرت در وحدت و غلط در صحت و صحت در غلط و غائب در حاضر و حاضر در غائب
افتاد حسن تسبیح بر دوقدم در صحرای وجود بر آمد الرحمن علی العرش استوی علم را در راه
فریقی فی الجنة و فریق فی السعیر پیش همه داشت تا بدان سبب نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة
جوش بر آورد و شور و فغان و کون و مکان انداخت و مار از دیار عاشقان برجاست تا هر کی
بر سعادت مظهر از نوعیت العرف الذی اکتسبت بر جان جهان تاخت و چنگ بدامن محبوب
و مطلوب خود زد نهایت معنی آن گرسنگی که در سعدو بشر و نبا و نبیا و افتاده است و آن تیز تر
و گرمتر از آتش دوزخ است که گرسنگی کثیف البطیف سازد و مقید را مطلق نشاند انسانیت
رحمانیت بر آید که از گرسنگی مردم بخدا تعالی تواند رسید و این خاصیت در حیوان دیگر ننهاده اند
اگرچه گرسنگی دارد که از مجرد و سفلیات اند ملائکه و ارواح اگرچه از علویات اند اما آتش گرسنگی ندارند
لاجرم از مقام خود تجاوز نتوانند کرد و این کار آتش تست باز درد و محبت و عشق است اکنون بدانکه
گرسنگی سه مقام است مقام اول را آتش گرسنگی خوانند که غذای آن آب و طعام است مقام دوم
را آتش درد محبت و عشق خوانند که غذای آن خون جگر و خاشاک غیرست و مقام سیوم را آتش
محبوب و معشوق خوانند که غذای او حسن و جمال و اوصاف کمال است ان الله جمیل و یحب
الجمال بیت عاشق حسن خود است آن بی نظیر حسن خود را خود تماشا میکند انتهی در مکتوبی
مینویسند که یکی از مریدان او راز خواطر فاسده پرسیده در جواب نوشته بهمات پرسیده بودند از بلای
سخت و ابتلای عام که هیچ ولی و نبی نبوده که مبتلا بدان نبوده از انجا که بشر بودند و گذرند بدین
جسر مجازی داشتند اما فرق آنست که یکی را گاه گاه بطریق ابتلا و امتحان باشد و او بدان مأخوذ

داد مدان تا خود نگردد بلکه سبب قرب و علو همت او بود و یکی را از راه احسان مبتلا گردانند و او بدان
تا خود نگردد بلکه سبب بسته و حرمان ابدی او بود چنانکه حال ما بدانست اینجا قسمت میدهد و نامردان
ظاهر گردد و دگر لاتحرم رجالا و لاتطعن الشهادة رجالا و للقصة رجال آنکه تیغ تند رتیغ خورد و دگر است
و آنکه کاسه لیسد و ثرید خورد و دگر و نیز صاحب جوة المقامات نویسد و اکثر مکاتیبش از انکسار و افتقار خوف
فاقه کار سخن کرده جا بجا مینویسد حضرت ایشان قدس الله سره العالی از جناب او نقل کردند که با وجود علمای
احوال و رعایت غرام امور دینیه آنیا بشب است که وقتی امام مسجد او پسر او بود و برادر زاده او شیخ عبد النبی
واپس آمد و امامت نمود میان الذین آمنوا و اقاموا از دو قعده ظاهر گردید پیش نماز را باز گردانید و بخشم تمام گفت
احداث رامع نمانید که امامت نکنند و نماز مردم را فاسد نسازند دانسته اند که موصول باصلاح
یک کلمه دارد که قطع آن درست نیست و وقفه میان آن و دانه انتهی کلمات الشریفه انتقال از زمان و دار
بر حال بسالیست که شیخ اجل مبین است و تربت شریفش در قریه گنگوه است که بر ساحل دریای
جمن قریب کرنال است رحمه الله سبحانه انتهی مکتوب هفتاد و ششم بجانب کمال الدین قاضی عبد الرحیم
در بیان معنی آیه و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون مطالعه نمایند در این آیت معنی بسیار است و سر از هر یکی که
جامع تمام کتاب بانی و کلام سبحانی است اما آنچه در فهم تر آمد شد و در قلم آمد یعنی عبادت کنند
مر زمین نبید و مر بر یقین دهید و زمین عبارت از مقام عدم است یعنی از وجود بعدم رویه و فانی گردند
تا بحق رسید بغیر مشغول نگردید که لا غیر الا بالغیر و هو الاشارة بالشرک و الشرک بالغیر پس حقتعالی بعد قول
و اعلم بعد بیان فرمود که خود را از میان بردارید تا شرک بر خیزد و با وجود حق نروید نمیدانید که تا شرک
بر خیزد نفی عموم شرک است بعموم اشیاء یعنی شرک تعلق بوجود غیر دارد پس غیر را بر دارد هیچ غیر را
نشناسد وجود مدارد تا از شرک نجات یابی و براه حق بدرگاه حق شتابی و موحد گردی و سومن شوی
آنگاه دانی که و اعبد ربک حتی یاتیک الیقین چیست عبادت فرمود الله را و الله اسم ذات است جامع صفات در
این اسم هیچ وجود را جز وجود حق جل و علا وجودی نیست که وجود تعلق صفات دارد و اینجا التفات
بصفات حرام است که بجنبیدن حظ و نصیب است و آن شرک است و هوا نار و است افرایت من اتخذ

الفقر هوا که انکار ازین موجودات از بجا گفته اند که عبد الرحمن و عبد الرزاق و رحمان بسیار پای اما عبد الله یکی بیابی که فانی از خود و باقی بحق است او بخود نیست او بحق است پس او نیست حق است اذا تم الفقر فهو الله اندازه خبر میدهد بسبحان الله دانی که چه گفته است و چه اسرار سفته میشود و عرف من عرف رمزی ازین بدا عبد و الله شنیدی اکنون گوش دار بقوله تعالی مخلصین له الدین مخلصین حال افتاده لاجرم کوئی باز دا عبد و الله را بایجاب اخلاص در سبیل حق شناخته است و اخلاص آنست که در عبادت عقیده ات ازرا و عبادت از ماسوی الله پاک و دور داری چون التفات بغیر و غیر خاند اخلاص درست آید و حال عبادت را شاید له الدین خالص آید که چون مرخدائی راست دین هم چیز مر غیر خدا راست ای اهل یقین دا ربکم حتی یاتیک الیقین همین امر است که در یقین جز حق روا نه و نیست دین و جز این دین سزا نه و دین هم خدا راست الا لله الدین الخالص و الذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی بیان این سبکند نامه کرا است خوش گفت این سه نامه توی باشی عدد و مینی همه چون توی فانی احد مینی همه مکتوب صمد و هیچ بجانب هیچ جلال تمانیسری مسطور بود اذا تم الفقر فهو الله تعالی مراد از کدام فقر است و هو عائد بسوی چیست مقر رخاطر خوی باد المراد بالفقر ههنا الاحتراز بالله و الاعتماد علی الله و الانقطاع عما سوی الله و السیر الی الله و السکون مع الله بالاعتماد و الصمیر عائد الی مفهوم الکلام و التقدیر اذا تم الفقر فالذی یتم به الفقر الله تعالی کما قال الله تعالی و ان الی ربک المنتهی یعنی چون درویش در طلب حق در آید و کار بجائی رساند که از غیر حق کلی انقطاع گردد مستغرق و محو شود نوری لامتناهی بیند که کرانه ازل و ابد را محیط بود و هیچ کیف بدو راه نبرد آن نور پاک حق سبحانه بود لائح پرتیدن آن نورست که ذره از ذرات عالم نیست که آن نور بآن منسوب و آن آگاه نیست وجود عالم ازان نورست و فناء عالم بدان نورست و آن نور حقیقت عالم و حقیقت همه اوست مصطفی صلی الله علیه وسلم در مقام صفا ایجاز نمود در حق عام من عرف نفسه فقد عرف ربه و در حق خود خاص من رانی فقد رای الحق انا الحق سبحانی ما اعظم شانی طیفور ازین نور است عزیزی حق فقر تمام شود غیر کلی بر خیزد و درویش در میان نماند اگرچه صورت بشری و میان بود اعتباری ندارد و آنچه معنی است آن اعتبار دارد و العبرة للمعنی لا للصورة اینجا مصطفی صلی الله علیه وسلم

وقتی گفتی انی بشر کاحدکم وقتی دیگر خود را بشر خواندی وانما انا بشر مثلکم گفتی وبصورت میان خلق با خلق ماندی وکسانی که مصطفی را صلی الله علیه وسلم بصورت میدیدند بمعنی میدیدند مشاهدات از حال ایشان منبیت وتزکیه میکردند الیک وحی یوحی وآنانکه مصطفی را صلی الله علیه وسلم بمان بشر دیدند وهمان بشر گفتند فقالوا ابشر یهدوننا فکفروا لاجرم چون درویش میان خلق ماند واز کون ورگذر وخدا ماند جل جلاله خدا همیشه باشد اما درویش درمیدار بود اکنون از میدان بیرون آمدید یقین بدید دانست که وجود همان حق است وغیر عدم مطلق من الشجرة ان یا موسی انی انا الله اینجا دم زند وغیر هم زند فالمعنی اذا تم الفقر فی الفقیر فهو الله تعالی لیس الفقیر بل هو الغنی والغنی هو الله فالمعنی الفقیر اذا تم فقره بالله فهو المتخلق باخلاق الله لیس هو الا هو ولیس هو الا الله ولا سواه بخدائی خدای چون من بزرگ دیگر نیست شمار زر صراف او را بقیمت وحکم زرگر او اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری اولیا را خداوند خیانکه باید دیگری نداند کار تا جائی رساند که ملک مقرب در روح مطهر روح الله الانسان بعجز وضعفی اینجا معلوم شود که چیست وهم حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس در رسالت مکتوب مینویسند که این فقیر گوید نظم درویش نیست تکیه بخسپد خورد چو خر درویش سر حق بود از روح پاک تر درویش هر چه هست تجلی وحی اوست از عرش بر تر است ز کرسی فراخ تر درویش را مقام همه عز و کبریا هم بشر چه گنجد از آن وصف نامور درویش غوطه خورده بدریای فر حق درویش گشته فارغ از خود خشک تر درویش نیست را بوده و نابوده هستوی دل در حضور دائم سر کان همیشه تر درویش در عبادت دائم شب و روز او درویش نیست آنکه بخسپد خورد چو خر در مکتوبی مینویسد نه آنکه بنده ناچیز محض بود و نه آنکه بنده خدا شود ولیکن در صفا و خود خود جائی رسد که از وی خودی بر خیزد وسیع و دلی یابد مینویسد مکتوب نود و پنجم بجانب قاضی عبد الرحمن مسطور است که معنی آیت ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله بیان آن میکند که مقرر باد هر که از خانه نیت مهاجرت سوی شهر احدیت کند و مشتاق حضرت صمدیت گردد و هنوز در

راه بود که هزاران منازل راه بدرگاه بود که هرچند فنا دصدم پیش می آید واز مالوفات بشریت
بیرون می آید وسوی دوست حیران وسرگردان میرود وتعطش بجمال حبیب میگردد واگر بکعبه
مقصود رسید ومشاهدهٔ خدا ورسول مشرف گشت فقد وصل الحبیب الی الحبیب اداء واو در
دولت ابدی برتخت سرمدی ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون مشاهد نمد
واگر درین مهاجرت پیش از وصول بکعبه مقصود از جهان رحلت نمود فقد وقع اجره علی الله
ای تحقیق ظهور الله علیه علی ما هو مراده ومکتوبات حضرت قطب عالم اسرار ونکات بسیار دیده
اینجا گنجایش آن ندارد که تحریر گردد وصاحب مراة الاسرار میگوید که حضرت قطب عالم بارشاد حضرت شیخ
احمد عبد الحق سیر سلوک تمام نموده لمرتبه تکمیل وارشاد رسید حضرت شیخ احمد برادر عالم را در حیات
فرمود وترا ولایت بالادست دادم پس حضرت قطب عالم بعد از چند روز در درست وتعیین دشمان مانده
در ابتدای زمان سکندر بن سلطان بهلول لودهی بموجب درخواست عمر خان کاشی که یکی از امرای
سلطان سکندر بود وبخدمت ایشان اعتقاد وشت امده فرزندان از زرد ولی نقل کرده در قصبهٔ شاه آباد که
بنواحی دهلی بود سکونت نمود وشهرت بسیار یافت ومدت مکث چند سال تا ایام سلطنت سکندر
وسلطان ابراهیم لودهی در شاه آباد اقامت وشت چون در سنه نهصد وشش ودو ظهیر الدین محمد
بابر پادشاه از توران در هندوستان در آمد وتمام هندوستان را در تصرف خود آورد وبسبب
کثرت سکونت قوم انا غن قصبهٔ شاه آباد ویران وخراب ساخت در آنوقت حضرت قطب عالم با عیال
واطفال در قصبهٔ گنگوه متوطن گشت صاحب اقتباس میگوید حضرت شیخ رکن الدین فرزند حضرت قطب عالم
در لطائف قدسی میفرماید که چون والد بزرگ در شاه آباد آمدند برادر کلان شیخ حمید الدین ده یا
یازده ساله بود بعد از یکسال در قصبهٔ شاه آباد پنجم جمادی الاول در سنه سبع وستین وثمانمائه این فقیر
رکن الدین تولد شد وهمه برادران من بجز شیخ حمید الدین در قصبه مذکور متولد شدند وشیخ حمید الدین در دهولی
شده بدهم وی مینویسد که وی حضرت هرچند خارق عادات وکرامات بسیار شده اما بیگاه باختیار خود خارق ظاهر

دگاهی بحسب شوق بعضی مخلصان چیزی نظم میکرد و هم وی مینویسد که مولانا چندان که او را
این فقیر بود ندید مرید حضرت قطب عالم بود مدتی برای شستن جامه ها طرف آب کندی رفت ناگاه
عورتی صاحب جمال در نظر آمد قدم مولانا بلغزید خطره فاسد چنان شد که محل خلوتست با وجود فعل نامشروع
و معشوق ناگاه حضرت والد را عصا در دست گرفته در عین دریا بالای آب ایستاده دید مولانا متحیر
و شرمنده گردیدند چون مولانا پیش آمدند حضرت تبسم کرده فرمود باک نیست پیران محافظ وقت اند صاحب
مرآت مینویسد که حضرت قطب عالم زندگانی دراز یافت از وقت سلطنت سلطان سکندر لودهی تا زمان سلف
سلطنت ناصر الدین محمد همایون پادشاه دهلی بود پسران طفلی آنوقت بخدمت وی اخلاص تمام
داشتند چنانکه مکتوبات باسم محمد بابر بادشاه و محمد همایون نوشته بود موجود است اگر حروف گویند
دیدیم در پند و نصیحت نوشته اند و غرض خود هیچ در میان نیاورده اند حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدس
سره فرماید در سنه اربع و اربعین تسعمائة نازدهم جمادی الآخر روز دوشنبه عرس حضرت شیخ احمد عبد الحق
بود همدران روز حضرت قطب العالم بیمار گردیده پیدا شد روز جمعه فرصتی حاصل شد نماز جمعه ادا نمودند
بعد از نماز مرتب شروع شد چهار روز دیگر باز بیمار آمد روز شنبه وقت چاشت تاریخ بست سیوم ماه مذکور
سنه مسطور جان بشاهد دوست سپرد لفظ شیخ اجل مخبر از سال وفات حضرت اوست و بقول صاحب
اخبار الاخیار و مرآت الاسرار در سنه خمس و اربعین و تسعمائة و مدت عمر وی رحمه الله تعالی هشتاد و چهار
سال بود از انجمله سی و پنجسال در ردولی بکسب کمالات نمود و سی و پنجسال در شاه آباد اقامت داشت
و چهارده سال در مقام مرگ کنگوه ارشاد نمود و در پرده شد منقولست که در مرض موت هیچ تفاوت
در عبادت ظاهر نشد با آنکه مریض بر کمال ضعف و نقاهت بمقدار مقتضای کرامت تجدید وضو کرده تحیة الوضو
کرد در آخر کار بای وضو اشارت فرمود و تحریمه دوگانه بست و رکوع و سجود با اشارت کرد همان
ساعت جان بحق تسلیم کرد فرزند شیخ رکن الدین میگوید که بعد از غسل کفن پوشانیده این فقیر
بر سینه بنهاد حرکتی از جریان ذکر یافت چنانکه در حیات بود دهم وی گوید پدر بزرگ من اولیا
بودند تلاوت قرآن و ملفوظ داشتند رسائل شرعی همیشه مطالعه میکردند نماز اشراق و چاشت

ذی الجلال متهجد فوت نکردندی و وقت وضو سخن دنیا نمیگفتند تا تمامی نماز فرض و سنت و نوافل ادا می نمودند و صاحب شغل باطن و کشف بودند کرامات و کمالات و خوارق عادات حضرت قطب العالم در کتاب مراة الاسرار و اقتباس الانوار و لطائف قدسی و غیر مشرح اند و در این مختصر گنجایش شرح و بیان آن نیست و علم و فضل از تصانیف وی حضرت مثل انوار العیون و رساله قدسیه و مکتوبات و غیره بر ظاهر است و کرحضرت مولانا خواجگی امکنکی قدس الله سره حضرت مولانا خواجگی امکنکی جد مه اقتباس نور کمال و فروغ اکمال از بیضای باطن اذکای والد ماجد خویش مولانا درویش محمد بود و جمال این نسبت از سیمای استعداد و هدایت و ارشاد او ذریت و نشئی دیگر یافت از بدایت حصول کمال تا مدت سی سال شیوه نجسته والد بزرگوار در نشئر احوال میکوشید اما چون حضرت حق سبحانه جهة تربیت طالبان خویش میخواست که او را از زاویه اولیای غربت با محفل اولیای عشرت آرد در اواخر امور بارشاد خلق شد مردمان از اطراف و اقطار در خواب او را دیده بکمالش شناختند و از این صحبت او بسیار خفته دلان از خواب غفلت بیدار شدند سودا این تجارت یوسف صحبتش را خریدار آمدند و بسیار فضلا در بقدار او تش در آمدند از جمله آن فضلاست مولانا درویش محمد علیه الرحمة که از مشهوران حضرت مولانا بود و صاحب تقوی و صفا و از اعاظم تلامذه مولانا محمود کیلانی زیاده از چهل سال در بلده معظمه بلخ افاده علوم عقلی و نقلی نمود و کتب معتبره بتصنیف تالیف نمود و در حدود هزار و سیصد و پنج یا چهار از جهان در گذشت حضرت مخدومی مولانا خواجگی را بر جاده غربت قدمی بس استوار بود و از ایشان خصلت بر کنار او را جز مسجد خانقاه نبود از غایت تمکین در مجلس او رقص و سماع و خروش راه نبود و قتی یکی از محبانش التماس نمود که چه باشد اگر مثنوی مولوی رومی قدس سره مذکور محفل عالی میگردیده باشد فرمود هر روز از مشکوة حدیثی چند مذکور میشود شک نیست که ذکر احادیث نبویه علی قائلها الصلوة والتحیة به از حدیث دیگران است گفت گر سورتی بعد از ادای صلوة خمس چهار او در مجلس شریف مقروء گردد میشاید فرمود چه لازم است که جهرا مقروء گردد هر که خواهد بطور خویش سرا بخواند دیده تصور احوال او نقاشی بود که روزی

یکی معروضداشت که راه مسجد بلنهی دارد و از کبر سن ایشان را ضعف تن قویست اگر نماز عصر و مغرب
عشا را بیک آذان گذارده بمنزل تشریف برند انسب مینماید که در آمدن و رفتن بقصد بیست دقیقه
در نمازهائی که میگذاریم همین آمدن رفتن است چیزی دیگر مفهوم نمیشود و نور این نسبت علیه و سیمای شکیل
و وفا از چهره اطوار ایشان هویدا بود و نور شگفتگی و تواضع بر همه مسلمانان از بوستان کردار ایشان
پیدا اگر مهمانی بمنزل شریف ایشان رسیدی با وجود کبر سن خود بنفس نفیس بخدمات او پرداختی
و با انکه از تحائف و تحفهای مبارکهای ارزنده خود نزد مهمان سفره آورده بنید خشندی و بسیار نوازی
کما از حال مرکب و خادم مهمان نیز خود خبر میگرفتند بالجمله صاحب خلق عظیم بودند در جاده
طریقه خاصه حضرت خواجه بزرگ و خلفای ایشان مستقیم عمر شریف را بدین آئین بتجدد
تسعین سپاسیدند تا در شهور سال هزار و هشت هشت بهشت خراسیدند پیش از انتقال از این دار
فانی مانک ایام مکتوبی بحضرت خواجه احمد یسوی سره نوشته بودند که بعد از الهام شما این دو بیت
بسیار این دو بیت در آن مندرج بود بیت زمان تا زمان مرگ یاد یدم * مدانم کنون تا چه پیش آیدم
جدائی مباد امر از خدا * دگر هر چه پیش آید م شاید م * بقولی دو بیست دوم شعبان جمعه حق
پیوست قسمه حضرت خواجه ما قدس سره و یکی از مکاتیب شریفه بتقریب فائق منزل وجود و
عدم و وجود و فنا نگارش فرموده اند جناب شما دامت بخدمتی تسلیگاهی مولانا خواجگی قدس
الله سره در اشارت بفنای اتم این بیت میخواندند بیت مدح و ذمت گر تفاوت میکند *
ننگری با شد که اوبت میکند * میفرمودند تا تیر مدح و ذم با یه که آن توجه شکستگی را که بجناب
حق سبحانه است مزاحم نشود تا فنای اتم گویند بعد از نقل این کلام حضرت خواجه ما قدس سره
نوشته اند که از اینجا معنی این سخن که از خواجه بزرگ قدس سره مرویست که وجود عدم بوجود دیگر
عود کند اما وجود فنا هرگز عود نکند مفهوم میشود تمسه و هم حضرت خواجه قدس سره در یکی از رسائل
خویش تقریری از حضرت مولانای خود نقل فرموده اند که آنجناب از والد شریف خود و نیز بیک
واسطه از مولانا اسمعیل رحمهم الله نقل کردند که در وقت تجلی ثبیت من خوارقه یکی از

خوارق حضرت مولانا قدس سره شهره کالشمس فی وسط النهار است نصرت باقی خان سپهسالار
وهمت آنجناب بر پیر محمد شاه مؤید خواهر این آنکه بعد از موت عبد الله خان و پسرش در ایالی ماوراء النهر
محمد خان شد که از قرباي خان بود چون تقسیم سلطان که از نسل عبد الله خان حاکم هرات بود از
تراکمه شهادت یافت برادرش باقیخان مع پدر و جمعی برادر و برادرزادگان بماوراء النهر شتافت پیر محمد خان
حکومت سمرقند را بانجماعه تفویض نمود بعد از روزی چند از انجماعه او را هراسی در خاطر آمد قصد
قتل و قمع آنها را با لشکریان از بخارا بسمرقند شد آنجماعه بسفارش حضرت مولانا التماس ترحم نمودند و
گفتند ما همه این سلاطین برادران تراو بسمرقند تنها ساخته ایم و اطاعت او اختیار نموده ایم
نیز با ما این کفاف قلیل بسازد مولانا بلشکر پیر محمد خان خود رفته انواع نصایح و التماسات نمود و
چون ادبار نصیب روزگار او بود نپذیرفت مولانا بخشم تمام باز گشت و باقیخان را فرمودند که از جانب
عسکر خویش مبشر این کریمه برخواند کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ دست اعانت
بر دست او نهادند و فوطه مبارک بر کمر او بستند گفتند توکل بر خدای عز و جل کرده خود را بر لشکر پیر محمد خان
ماوراء النهر زد با سلطان بیدل از آن عنایت و بشارت دل یافت و با آنکه لشکر پیر محمد چهار هزار
تن بیش نبود مقابله بنجاه هزار کس گزیده روان شد حضرت مولانا باجمعی از معتمدان خویش
بتماشای او رفته بر کناره شهر در کنه مسجدی مستقبل و مراقب نشست زمان زمان سر بر داشته پرسیدند که
خبر چیست تا آنکه خبر دردسید که باقیخان ظفر یافت و پیر محمد خان براه عدم شتافت رجعه مردم از اطراف
این را کم پسندند آنگاه مولانا از انجا برخاسته بمنزل آمد درویشی از معتمدان آنجناب باین مژده
عنایت حکایت کرد که شبی حضرت مولانا بجای سوار میرفت و من بر سنه پای با چند از خادمان در عقب
میرفتم ناگاه خاری بر پای من بخلید در خاطر گذرانیدم اگر پای افزاری عنایت شدی چه نیکو بودی
حضرت مولانا بر آن مشرف شده فرمودند ای برادر خاری پای بخلد گل بدست نیاید لسولوی بیت کنج
نی مارو کلی بیخار نیست + خالی نیم و رین بانداز نیست + و نیز از کبار یحیان فرزندان مولانا شنودم
که سخن از طلبه علم خیانکه عادت آن طائفه است بمیان آمد بمخدمت رسیده اند یکی را در دل آمده که اگر اشارت کرا

است فلان طعام چاضیافت کنند و دیگر را در خاطر آنکه فلان میوه بیاورند و ثالث را مطلب آنکه در آنجا فلان
پسر صاحب جمال را حاضر سازند مولانا آنند و تن را که مرادات مشروعه داشته اند بمراد ایشان رسانیده نا
را تخصیص نموده فرموده اند که درویشان اگر حالات و کرامات یافته اند بمتابعت شرع یافته اند
از ایشان نامشروع نباید طلبید بعد ازان بعموم خطاب نموده فرمودند اگر امتحان به نیت امر مشروع
هم نزد اینطایفه نزدود ذکر حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد والد حضرت شیخ احمد مجدد قدس سرهما
صاحب بدة المقامات می آرد نسب حضرت مخدوم بعمر بن خطاب میرسد رضی الله عنه شیخ عبد الاحد
بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبد الحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب الله بن امام رفیع الدین بن شیخ سلیمان
بن یوسف بن اسحاق بن عبد الله بن شعیب بن احمد بن یوسف بن فرخشاه بن نصیر الدین بن محمود بن
سلیمان بن مسعود بن عبد الله الواعظ الاصغر بن عبد الله الواعظ الاکبر بن ابو الفتح بن اسحاق بن
ابراهیم بن ناصر بن عبد الله بن عمر بن خطاب رضی الله عنه شهاب الدین علی الملقب بفرخشاه الغزنوی
الکابلی از اجله امراء اعاظم وزراء سلاطین غزنویه بوده و گویند که از سلاطین کابل بوده نخستین نزیل
هندوستان اوست که از غزنه و کابل بدیار هند آمده و همدران کور ست که نسب عالی رتب اکبر شیخ فرید الدین گنجشکر
قدس سره الانور نیز بوی اتصال میگردد و امام رفیع الدین مذکور جامع بوده میان علم ظاهر و باطن و
نسبت سید جلال الدین البخاری نموده و موجب اقامت بدیار سرهند ان بوده حال آبادی سرهند
و تعمیر قلعه و عمارات از کتابها مذکور باید جست مختصر انکه در زمان فیروز شاه اهل قریه براس در خدمت سید
جلال مخدوم جهانیان که فیروز شاه مرید وی بود التماس نمودند که بنا بر عشر ساند بعد مسافت بدیهی
شما گوئید که شاه آبادی شهری و در آن نزدیکی نماید حضرت مخدوم را از غفوان جوانی بتحصیل علوم
ربانی بناگاه بدیطولانی شوق این راه گریبان دل بگرفته بخدمت مطهر النفوس شیخ عبد القدوس
قدس سره برو آنجا بجمعیت اراده و آمده تلقین اذکار و تعیین اطوار فرا گرفت چون از شیخ التماس
سکونت بر آن آستان و طلب مصاحبت آن درویشان نمود شیخ رضا مدان نداده فرمود قدم
عزیمت بتحصیل علوم دین و شریعت نهاده باز گرد و آنرا باختتام رسان انگاه بیا بتحصیل اینها

گرمیت بندگه درویش معلم را چندان نکی نیست چون مخدوم این بشنود ملاحظه کند سن شیخ نمود
گفت ترسم که چون پس از اتمام علوم بدین عتبه علیه نشتابم این گرامی صحبت را دریابم
شیخ فرمود چون مرا بابی بفرزندم رکن الدین شو واز وبجوانچه میخوانی حسب الامر بتحصیل علم
مراجعت فرمود قضارا پیش از تمامی تحصیل مخدوم عمر گرامی شیخ اورخت بتمامی کشید پس حضرت
مخدوم بعد از فراغ علوم از منقول و مفهوم و پس از مراجعت سیر بعضی بلاد بحکم آن اشارت بشارت
بهمگی نزد شیخ رکن الدین شتافت و بالشارت والد خویش و ملاحظه علوم استعداد طالب فاکیش طریق
عنایت سپرد و نظرات تربیت درباره آنجناب بکار برد چون از فوائد خویش بهره وافر گردانید خرقه
خلافت پوشانید از قادریه و چشتیه و تلقین و تربیت طلاب امر فرمود و اجازت نامه بعنایت عالی
در بلاغت معانی و فصاحت الفاظ بنوشت و آن نامه گرامی که نگارش نموده اند در کتابت کور سلطنت
آغازان است که گذارش میابد بسم الله الرحمن الرحیم بشری لقد انجز الاقبال ما وعدا + وکوکب
المجد بین اوفی العلی صعدا قطعه بشری ترا که دولت اقبال رنموده + انجاز وعده کرد تعالی رسیده
در آسمان دولت شمسی برآمده + نوری ازان بتافته اند جهان بموده الحمد لله الذی خلق آدم علی صورته و
گرینجلافته واجزی تلک السنة بین انبیائه و اولیائه کلم کتبه فی سنه تسع وسبعین بسعمائه وفات مخدوم در
سنه تسع بعد الالف الهجری واقعه عمر شریفش هفتاد و هفت بوده ذکر شیخ رکن الدین در کتاب
مذکور است فرزند دوم خلیفه اول حضرت شیخ عبد القدوس است که بعد از پدر بر سجاده ارشاد او نشست
دارسید ابراهیم الاریجی القادری نیز طریقه قادریه را اخذ نموده خرقه و خلافت یافت شیخ رکن الدین
صاحب احوال و اطوار علیه بود و تصانیف شایسته دارد از انجمله است مرج البحرین مجموعی سراسر علم
دینی و یقینی و نیز او در المکتوبات کثیر البرکات است و یکی از مکاتیب او بخط شریف حضرت مخدوم که یکی از
محرمان راز نوشته وانما نعد ربنا لنصل شیئا بعد الحمد والمنه که در دیده شهود نمانده بجز خدا معهذا
جز اخلاص و عجز هیچ نه و جز حیرت و درماندگی کیش نه انتهی سه قشنه از دریا جدائی میکنیم + پر سر کنجی
گدائی میکنیم + شیخ رکن الدین در حل بعضی کلمات سکریه والد خویش تحقیقاتست نسمه از انجمله

چشتیه صابریه قادریه

انکه والد ماجدش را روزی در اثنای سماع بر زبان رفته بود که خدای داند ما کجا نماز
اگر گوئی خدای نداند شاید شیخ رکن الدین مینویسد مراد از علم الهی تعین علمیست اجمالی یا تفصیلی
که بوحدت و واحدیت معبر اند سیر شیخ ما در آنوقت فوق تعین علمی بوده عزیزی این بیان را در محفل
مجدد مذکور ساخت و مورد ایراد از شیخ رکن الدین خالی از تکلفی نیست زیرا که شیخ ابن عربی و تابعان
او جمله بمدد سیر فوق تعین علمی قائل شده و شیخ عبد القدوس و حمد الله از تابعان شیخ عربی بوده و نیز نشان سیر
فوق این تعین نیست که سکر از حال و قال بر سخیزد شیخ رکن الدین در سنه ثلث و ثمانین و تسعمائه از ینجهان رحلت با ینجهان
سنه فتح او و سائر اخوانش در جنب الدر بزگوار است الا شیخ احمد پدر شیخ عبد النبی شهید صاحب کتاب
سنن الهدی رحمه الله که در شاه آباد آسوده انتقال شیخ احمد در سنه اثنی و سبعین و تسعمائه بوده تا اینجا
عبارت زبدة المقامات است صاحب اخبار الاخیار می آرد شیخ عبد القدوس را اولاد بسیار شد و پسران
همه عالم و متعبد و متاهلین مشائخ و از میان ایشان شیخ رکن الدین مروی متبرک بود و دختر فقیر محمد صوف
بر قدم والد خود قدم نهاد ذکر آنمرد میدان جاهد و افی الله آنقتیل صمصام قتلوا فی
سبیل الله در مقام ذوق و شهود حضرت شیخ جلال الدین ابن محمود قدس سره صاحب زبدة المقامات میگوید
چون حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد را بحضرت شیخ فانی فی الله شیخ جلال تهانیسری رحمة الله بمحبت
هم پرگی صحبتهای شائسته و مجالس شگرف روی داده مجملی از احوال این بزرگ نیز لازم است شیخ جلال
تهانیسری از اعاظم خلفای حضرت شیخ عبد القدوس قدس سره و حمهما الله و از علم ظاهر نیز بهره تمام داشت و استغراق
و استهلاک تمام گویند بسیار بوده که برای اقامت جهت ادای نماز مریدان آمده باو از بلند حق حق
میگفته اند تا از سکر بصحو می آمد حضرت ایشان از والد ماجد خود نقل کردند که میفرمودند امام احتضار
حضرت شیخ جلال در ناکشید از انجهت اضطراب و شورش عظیم از خلائق برخاست گویند چون بعد از
شانزده روز اندکی بهوش آمد تظلم کرد از اعاظم خلفای او بود و از انحال تنگدل شده گفت مخدوما انچه
حالست شیخ در آنحال بجوش در و تمام این بیت برخواند ۵ قومی ز وجود خویش فانی ۵ رفته بصفات
در معانی ۵ حضرت ایشان چون این حکایت را انجا رسانیدند گریه در گلوی مبارک گره شد و قطرات چند بار

حضرت شیخ صاحب زبدة المقامات

رد گشته و مدتی با نکسار تمام سر فرو برند حضرت شیخ جلال را رسائل مفیده ست تبرکا بیک نسمه از رسائل
ارشاد الطالبین و اکتفا میرود و نسمه اینست که عشاق بر منازل کشف و کرامات توقف روا ندارند
و ازان مترقی شوند و مقید بچیزی نگردند بریده و رمیده از همه جهان باز رهیده باشند و آن آنست که
ایشان از عبادت و زهد و تقوی و ریاضت احتراز کنند و انها را مهمه ندانند بلکه جان کنند و خون خود
و گم شوند و پیش از مرگ بمیرند و بحق رسند اینجا اکثر مدعیان اهل سلوک و جهال صوفیه براه خطا گرفتار
شدند العیاذ بالله من ذلک روی عن السلف رضی الله عنهم اجمعین انما حرموا الوصول لتضییعهم الاصول
و الاصول رعایة الشریعة و الطریقة و آنچه گفته اند تلاوة القرآن و الاشتغال بالعلوم الشرعیة امور حسنه
لکن نشان اهل حق آخر بست بزرائد نوافل گفته اند که کار طالب حق بعد از ادای فرائض و سنن روا
منحصر بشغل باطن است نه بکثرت نوافل و اعمال جوارح انتهی ایضا حضرت ایشان قدس سره حکایت
کردند از الد که فرمودند یکبار شیخ جلال الدین تبریزی شیخ رکن الدین ملتانی را آنکلام صاحب تعرف را که عارف
از رویت و مشاهده او سبحانه در عین بینش، چه بچشم سر و چه بچشم سر هیچ ایقان بهره ندارد و میان بنهاد
شیخ جلال گفت این سخن مبنی بر سراسر است این فقیر شیخ رکن الدین را خاطر نشین گشت حضرت ایشان
فرمودند که من از حضرت والد پرسیدم آخر شما و شیخ رکن الدین از اچگونه توفیق دادید فرمودند سالها گذشته
بخاطر نیامده اما آنچه الحال بر دل می آید آنست که در مقام اتحاد همین یقین است و بس چنانچه هر کس انچه خود میداند
چه شهود و غیبت میطلبد و مشاهده مغایر میخواهد وی شیخ جلال عمر دراز یافت بعد از نود و نجسالگی در
تسع و ثمانین و سبعمائه ماخرت شتافته و در بلده خود مفضج فات صاحب اخبار الاخیار مینویسد شیخ جلال الدین
تنها میسری الکابلی مرید و خلیفه شیخ عبد القدوس است از مشاهیر مشائخ وقت بود عالم بود و عامل و مستقیم و صحیح
کامل از اول عمر تا آخر بطاعت و عبادت و درس و وعظ و ذکر و سماع و ذوق و حالت گذرانید سن
طویل یافته بود در حفظ آداب و نوافل و رعایت اوراد و اوقات تا آخر حیات مستقیم نفلت کیش را
هیچ وقت فوت کرده نبود در آنچند گاه که در و معیت او داشت سماع نکرد تا آن وقت بدر والهی
محتاط نگردد و شریک نباشد اکثر مکتوب شیخ عبد القدوس نام او است و او را نیز مکتوبات است بر طرز مکتوبات

پیرمات رحمة الله علیه در رابع عشر ذی الحجه سنه تسع وثمانین وتسعمائة وهو ابن خمس وتسعین سنة رحمة
الله علیه در اقتباس الانوار است حضرت شیخ جلال محبوب ترین خلفاء حضرت قطب العالم بود واصلش
از بلخ بود وسکنی وی تهانیسر است وسلسلهٔ نسبت پدری وی بحضرت عمر فاروق منتهی میشود
رضی الله عنه ونام پدرش قاضی محمود بود ودر سنه بفت سالگی قرآن حفظ کرده وهفده سالگی
اکثر علوم را تحصیل کرده فتوی سپرد او وسبب آمدن وی بخدمت حضرت قطب العالم از پیران منقول
ستواتر چنان منقول است که حاکمان قصبه تهانیسر مرید حضرت قطب عالم بودند چون وی حضرت
بطریق سیر در قصبهٔ مذکور تشریف بردند خبر آمدنش بشیخ جلال رسید در آنوقت وی بدرس علوم ظاهری
اشتغال بکمال داشت واز سماع وسرود وغیره نفرتی تمام روزی از حاکمان که مرید حضرت بودند
پرسید که ما شنیده ایم که پیر شما آمده است در رقص وسماع مشغول است ما میخواهیم که بوی ملاقی شده
وچند کلمات این امور منهیه پیر رسیم اکنون آن پیر رقاص اسلام ما بگویید آنها سلامش بخدمت حضرت
رسانیدند وی حضرت فرمود که شما سلام ما نیز برسانید وبگویید که آن پیر رقاص خود بقصد
دیگر از امیر قصاندر روزی وی حضرت مشغل باطن مشغول بود ما تلقی نمیدند او را دید که جلال را
بخشیدم او را در حلقهٔ خویش در آر وبجمال ما آشنا گردان حضرت قطب عالم در حال بر خاست وبسوی
شیخ جلال بر آمد سلام کرد وبگوشه نشست دید که طالبان علم گرد او حلقه زده نشسته اند چون شیخ جلال
از تدریس فارغ شد وطالبان رخصت شدند پیش شیخ جلال بجانب حضرت قطب عالم متوجه شده پرسید
میان فقیر شما از کجا بود وی حضرت گفت که من همان فقیر رقاص ام ونظر حق من بسویش انداخت بمجرد
نگاهی تمامی کتب علم ظاهری ونقوش غیر وغیریت را از باطن او بسوخت بر فور حال شیخ جلال
بگشت ودست بسته ایستاد وعرض نمود که این کتب نفیس حیف باشد که بسوزند وی حضرت فرمود
که از شرار ذات کتب علم صفات باقی نخواهد ماند ولو هنوز بایشان حرف سیاه تعلق داری باز نصرفی
بر دل شیخ جلال کرد در حال وحدت حقیقی پدید آمد وما سوی الله از آئینهٔ دل او برگشت وجمال
حق را در ذات وی حضرت آشکارا دید پس اختیار دست در دامن وی قدس سره محکم زد ولوازم بیعت صوری

و معنوی بجا آورد وی حضرت کلاه چهارترکی از سر مبارک خویش فرو آورده بر سر شیخ نهاده او را
از تعلقات فارغ ساخت و بشغل نفی و اثبات تلقین کرده بخلوت و مجاهده اشارت کرد بعد مدت دراز
رفته او را دلرزه و بیهوشی در تمام اندامش که مقدمهٔ ظهور الهامات ذاتیه و صفاتیه اند استیلا نمود بعد
ازان انکی بخود می آمد و حقیقت حال را بخدمت پیر دستگیر سعد و ضد است انتهی میگویم و چند کلمات
مثل این چنین واردات و واقعات و حالات بخدمت حضرت شیخ قدس الله تعالی اسراره سعد و ضد داشته اند
حضرت شیخ قبله مانند گاه از استماع این خبرهای فرحت اثر شیخ جلال منشرح و منبسط گشته جوابات باصواب نوشته اند
راز اسرار شریعت و طریقت و حقیقت در اجای اشارتها و رمزهای صراحتاً واقف گردانیده چنانچه
در جواب او را دو بالا مینویسند که در مشرب من یاران میان دو سه سال باین دولت عظمی فائز میگشتند شما
دیر رسیدی هر چند دیر است آمد بچنگ شیر است و گاه مردان دیر پخته می شود و خوش و خورم باد خوف انجود
راه ندهند دلاور باشند و رجای مینویسند همت در کار است رجای گویند مبارک باد و نیز در جواب شیخ
جلال مذبوره مسطور بود گاه وقت إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا وَ
قَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا سید اما یقین میگرد د که وقت يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا
هست یا نیست مقرر باد چون وقت بروقوع است تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا طبع
هر چند بوشیده است جوشیده است عشق پوشیده نماند دیگ جوشیده نماند کف از دهن برگند عاشق ناچاره
و مرند در کار باش و همراز باش و محرم کردگار باش ۵ محرم دولت شود هر سری + با ریستی نکشد
هر خری + الخ و همصاحب اقتباس میگوید شیخ جلال حقیقت حال را بخدمت حضرت قطب عالم نوشته بود
وی حضرت نوشت از خلوت بیرون آید و خود را نزد ما رساند که کار تو تمام شد چون بشرف تقبیل سوس
حاصل کرد و همانوقت امانت پیران و خرقه و خلافت حواله کرد و نائب مطلق و خلیفه برحق خویش گردانید
چون جلال الدین محمد اکبر پادشاه روز دوشنبه دویم محرم سنه نهصد و شصت و یک هجری بجهت دفعه فتنه مرزا محمد حکیم برادرش
لشکر بجانب صوبه پنجاب کشید و منزل و تماشا میرانقشد بخانقاه وی حضرت رفته ملازمت نمود و از انجا
واردات و حالات وی چند است که درین مختصر گنجد و کر حضرت خواجه محمد الباقی بالله قدس الله سره

سره العزیز صاحب مرآة المقامات میگوید والد بزرگوار خواجه محمد الباقی قاضی عبد السلام است که از ارباب
فضل صفا بود و از نرمی ان هموار مصداق فلینکوا کثیرا اولادات حضرت خواجه در بلده کابل بظهور پیوست
فی حدود سنه احدی واثنی وسبعین وتسعمائة در روزگار نصب سپاهی بزرگی از جهه اطوار ایشان پیدا بود
گاه در آن ایام تمام روز در گوشه خزیده سر بگریبان خموشی میکشیده اند در تحصیل علوم رسمی شاگردی نجم
علوم مولانا صادق حلوائی که از علمای ان آیام بود اختیار نموده برفاقت مولانا ارکابل بدر الهیر
شده اند و بانمک روزگار از سموفطرت بدرس آن علامه اشتغال نمایند الاقران امتیازی پیدا آمده واز
فضائل بهره تمام روزی گشته اگرچه از تحصیل علوم صوری بقیه مانده بود که بسلوک این راه مدد آنده اند لیکن از
ذکائی فطرت انبش ایشان باید بلند داشته چنانکه یکی صادق القول گفت روزی حضرت خواجه در بدایت
ترک تحصیل علوم رسمیه آغاز هجوم جذبات الهیه بمحفل یکی از افاضل در آمدند تقریبی انفاضل گفت اگر
خواجه روزی چند دیگر بر سر مطالعه علوم بودندی تا موویت ایشان بکمال رسیدی چه زیبا بودی حضرت
خواجه فرمودند مراد از کمال مولویت انست که کتب متداوله مشکله را چنانکه حق آن باشد بتوان مطالعه و
افاده نمود بلا دعوی گفته می آید که هر کتابی که حل آن خدید البصر اشند و میان آرند امید که تشفی تمام
حاصل آید الغرض حضرت خواجه را هم در اوقات تحصیل علوم که روزگار رهنمائی بود جوش مناسبت این راه
کاه بصحبت باریافتگان محفل بی مع الله میرساند تا آنکه در بلاد ماوراء النهر که معدن این طایفه عزیز الوجود است
بسیاری از کبار مشائخ آنعهد را دریافته تردد بعضی بعروس توبه و انابت تیز هم آغوش گردیدند نخماسیهای
بیاره منقولا عن کلامه الشریف همدر آنوقت در زمان گذار ایشان بهند دستمان اوفتاد بعض اقران
ایشان که در آمد و رفت صاحب جاه بودند خیر خواهی صوری بر آن داشت که ایشان نیز در زمره ارباب عسکر در آیند
اما از انجا که روزی ایشان دولت دین دنوگری متاع یقین بود سعی آنان بجائی نرسید سلطان جذبات
الهیه در کشف خلعت خویش بگرفت تا بدیجائیکه برد و چون جلوه تقدیر همچنین است که بخت دل ایشان را بیکی از
دلبران صوری گرفتاری فرا پیش آمد و پس از روزی چند میان ایشان و آنمحبوب ایشان دوری ضروری
بوقوع پیوست ع کان خیال بخواب اند این دام نبود + و هم مقارن آن اوقات آلام مفارقت بعض کتب ارباب

صحبت و معرفت بنظر ایشان در آمد بنا بید آن بشکر الهی مشوق حصول احوال طالبان گریبان ایشان
بگرفت صاحب کتاب مذکور گوید درویشی باین درویش گفت از زبان درافشان ایشان کهن فرمودند بر سبیل مطالعه
کتابی از کتب ایکا بر بودیم که بر ما تجلی نمودند و ما را زیارت بودند گشتیم از حمایت حضرت خواجه بهاؤالدین قدس
سره متلقین ذکر و القاء جذبات نواخت متین همت بر انچه مانده تتمه داران طلب نموده بهمگی و سراع ارباب انتقی
در آمدند بالجمله حضرت خواجه ما در سبت وجوهی سالکان و مجذوبان سعیها مشکور سلسله نمودند و سباپاک دلان را در
بلا و یافته بهره گرفتند و سیاحت بصحبت یکی از عظماء مشائخ سلسله رسیده خواسته اند که اخذ طریقت و سی تمام
و تفصیل سلوک فرمایند استخاره نموده اند حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره العزیز ظاهر شده فرمودند
حاصل سلوک تفصیل آنست که تهذیب اخلاق حاصل گردد چون اینمعنی میسر آمد تفصیل سلوک نمودن تحصیل
حاصل است و آنحضرت قدس سره خود از بدایت حال خویش چنین بنگاشته اند که ابتدای توبه از معاصی و ملازمت خدمت
خواجه عبید کرده شد بار دیگر توبه در ملازمت شیخ که در سمرقند تشریف داشتند و از کبار خانواده حضرت خواجه
بسوی بودند کرده شد بار دیگر بمصنع و اختیار فقر در بندگی حضرت امیر عبد الله بلخی مظله تجدید توبه رسید
مقرون بمصافحه آن یعنی بوده غیر متقرب امید که برکات آنموبت الی یوم القیام باقی باد القصه در خواب شب ملازمت
خواجه بهاؤالدین قدس سره صورت توبه منعقد شد و سیل طریقه اهل الله بظهور رسید بحکم العزیز تعلق بکل خشتین نهد
دستی بی انداخت عاقبت بعضی از مخادیم فرمودند لوکری که متعلق بآنحضرت رسالت میرسید نتیجه مبتدا
نقطه بر آن دانست که از همان عزیز طریق ذکر و مراقبه اخذ کرده شود و مدت دو سال در آن ذکر و مراقبه داد و راد سلسله
العزیز مداومت نمودند شنیده شده بود که در ملک ما تی قریب بچهل سال سیدان لا اله قطع نکند منزل الا الله
نخواهد رسید ساده لوحیها بر آن میداشت که مرور زمانرا در ذکر غنیمت شمارد و بیا بفضوت عبادت قناعت نماید
چندکه در خیال اشارات غیبیه در سلوک طریقه دیگر ظهور میکرد قدم استوار را از جا بر نمیداشت و در زمین کم نمیکرد
و ان لیطبقه تحم و فیها ما تشتهی الانفس میکاشت انشاء الله العزیز طاقت دست کرم آن تخم را از جو بار بالا
عین رأت و لا اذن سمعت سیراب گرداند بالآخر بکشمیر رسیده شد و بملازمت حضرت شیخ بابای والی قدس
سره العالی اتفاق افتاد از برکات نظر شان بهره مند شده الحمد لله و المنه که آن نظرات تیر فتح اب بتول

قبول مرجون حضرت شیخ از سلسله نقشبندیه نیز مجاز بودند و مستعد او طالب متوجه شدند ایشان ان
مزرگوار لحظات ربانیه از دریچه همان خانواده اقبال فرمودند بعد از انتقال آنحضرت بدار القرار غیبت
بهوده حضرت خواجه جلوه گر شده و ارواح طیبات ایشان در بشارت نمودن گرفتند و تلقینات فرمودند
و بدین توجه ایشان آن نسبت را قوی پیدا شده و واسطه غیبت و سعتی پیدا کرده و راه روش شد و الحمد
جمیعی دست داد تا انکه بجذب عنایت ایشان بخدمت بخدمتی حضرت مولانا خواجگی امکنگی
قدس سره رسیده شده و بطوع و رغبت خود دست و مصافحه بدست آورد و بتلقین آنحضرت دار و اخوا
نقشبندیه خلفاء ایشان در سلک نیازمندان این درگاه در آمده شد انتهی کلامه الشریف قول صاحب
کتاب مذکور است از فحوای این مقدمه فهمان و از ایشان بدایت احوال که باندکی از ان لب کشودیم
چنان مستفاد گردیده که حضرت خواجه ما او یسی بودند و تربیت از روحانیت حضرت رسالت صلی
الله علیه وسلم و حضرت خواجه بهاء الحق والدین و خلفای ایشان رضی الله عنهم یافته و بنظرات عنایات
ان بزرگواران کار را بانجام رسانیده بعد از حصول کمال چون از پیر طاهر اجازت بیعت بدادن یافته
رشته از خدمت مولانا خواجگی محاز گشته اند و در قول صاحب کتاب مذکور است یکی از صاحبدلان صادق
القول که آنوقت حاضر بوده بان حقیر حکایت کرد که من نیز از ان مقتدیان مخصوص آن مقتدای انام
بودم روزی در میان نماز دیدم که حضرت خواجه را چنانکه روبسوی قبله است همچنین روبقبله است بسر
مانیز و در میان نگرند از مشاهده این حالت بر من عشه افتاد تا بر نماز تمام نماز را باخر رسانیدم و از
دیده بودم معروضه شتم تبسم فرمودند و از فحوای آن منع فرمودند باوجود حصول حالات و
کمالات در رجوع طلاب بآستانه بایشان حضرت خواجه از ایشان همت عالی و تفرید والا بر سر شخیت
تعلم طریقت فرمودند و سیر ماوراء النهر و بلخ و بدخشان شدند تا غیر از انکه از این سلسله بزرگ دو گیر سلا
در آنجا بر سیدند ارشاد بودند دریافته و بر زاد فوائد مستفیض گردیده بتصحیح احوال حاصله فرمایند و ان
بصحبت مولانا که بشرف عالی قدس سره نیز رسیده بهره از احوالات حاصله را بسمع ایشان رسانیده
از مولانا تحسینها دیده اند و از انجا متوجه سمرقند شده از راه سیوی بعض دستان هند بسفر

بکتوبی برنگاشته اند که آن در مکتوبات ایشان مسطور است و اوّلش این بیت است بیت من از محیط محبت نشان همیدیم * که استخوان عزیزان بساحل افتاده است * در اثنای آنکه متوجه بلدی از بلاد ماوراءالنهر بوده اند مولانا اعظم خواجگی امکنکی مورد واقعه برایشان ظاهر شده فرموده اند ای فرزند چشم ما بر راه شماست حضرت خواجه را وقت بغایت خوش گشته و این بیت بر زبان رانده ۵ سیگذشتم ز غم آسوده که ناگه ز کمین * عالم آشوب نگاهی سر راهم بگرفت * چه مولانا یعقوب بتبریز گوارد در آنوقت دو یار از کبار مشایخ این سلسله علیه نقشبندیه بوده اند و معمر وطن خاص خواجه بزرگ چون کوه مستقیم و نسبت ایشان بدو واسطه بحضرت خواجه احرار میرسد و جهار اولاد ایشان بوالد ماجد ایشان مولانا درویش محمد امکنکی بوده و ایشان را ارادت بحال ذوالاحوال خود مولانا محمد زاهد خشواری داشته اند بحضرت قطب الاخیار خواجه احرار رحمهم الله و هم صاحب کتاب مذکور میگوید و چون امید است که عنقریب احوال این اکابر و خلفای آنها در کتاب نسمات القدس بعون الله تعالی بتفصیل مرقوم گردد و اینجا بهمین مقدار اکتفا نموده آمد بالجمله چون حضرت خواجه ما قدس سره بخدمت مولانای مذکور رسیده اند نهایت عنایات دیده اند حضرت مولانا بعد از استماع احوال بلند ایشان سه شبانروز لیلاً و نهاراً در خلوت با ایشان صحبت داشته اند و بعض از فوائد و اطلاع داده فرموده اند که کار شما بغایت بلند سبحانه و بتربیت روحانیت اکابر این سلسله علیه بانجام رسیده شما را باید باز بسمرقند رفته شوکت این سلسله علیه آنجا از سر نو تمام و نقی تمام پدید آرید و مستفیدان عالیمقدار آنجا از فیض صحبت شما بروی گردآیند خواجه ما هر چند از راه انکسار و ادب قصور احوال خود را و درمیان نهاده اند حضرت مولانا از الحاح باز نمانده اند و راه استخاره نیز موافق فرموده مولانا گشوده عزیزی از اقربای مولانا که از حاضران آنوقت بوده گفت چون بعضی با ایشان قدیم الصحبت صاحب النسبة حضرت مولانا شده اند که حضرت مولانا خواجه را درین چند روز صحبت خلافت و اجازت کامله داده بر گشودن سمرقند و بستدن فرموده اند از غیرت بسوزیده اند و چون خبر شورش آنان بحضرت مولانا رسیده فرموده

که یاران نشسته اند که کار این جوانرا تمام کرده نزد ما فرستادند جزاین نبود که نزد ما تصحیح احوال خود
نموده لاجرم هرکه چنان آید چندین روز پس حضرت خواجه ما را مثال آسا بطالبان مکان بیابان هندوستان
متوجه آن گشاده بوستان گردیدند و زمانه بزبان حال مضمون این مقال را مترنم گشت ۵ شکر کن
شوند همه طوطیان هند ۵ زین قند پارسی که بنگاله میرود ۵ چون بهند وستان رسیدند سالی در بلدهٔ لاهور
بماندند و با علماء آن بلده شیفتهٔ محبت ایشان شدند لیکن از انجا که شهر و قلعه است دار الاولیاء
بیت الفقراء آنجا آمده در قلعه فیروزی که سرسبز لیست بغایت دلکشا و مشرف بر دریا و متصل بمسجد
در نهایت عظمت و برکت و صفا سکونت اختیار نمودند و تا زمان ارتحال از دار الملال بجای دیگر
انتقال نفرمودند صاحب بدهٔ المقامات کرامات و کمالات و کلمات حضرت ما خواجه الباقی از مردم
ثقات که آنها خود از حضرت خواجه دیده بودند بگوش خود شنیده و بر نگاشته اند چند انست که در تحضیر گنجد
نسمه از انجمله است آنکه شیخ تاج الدین حکایت کردند که روزی در جماعت نماز در پهلو ایشان بودم
و میان نماز آثار گریه ایشان احساس نمودم بعد از نماز گریان بحجره فقیر من نیز بحجره در آمدم همچنان
گریان یافتم بعد از ساعتی پرسیدم که سبب این گریه چه باشد گفتند از این بگذر و ما را مبین و مگو
پس الحاح نمودم و فرمودند در عین نماز که معراج مومن است روح من در طلب مطلب در راه الوراء عرش
نمود و در جستجوی آن چندانکه مقدور داشت اینمرغ پر و بال زد بمقتضی هیچ نیافت حیران و گریان
خود را در قفص قالب انداخت در سنه هزار و دوازده بروز شنبه بست و پنجم جمادی الثانی یا
از روز مذکور مانده بود که جهر اذکر اسم ذات مشغول شده اند و همچنان الله گویان بعمر چهل
سالگی جان بجان آفرین سپرده رضی الله تعالی عنه **ذکر خواجه محمد عبد الله** که بخواجه
کلان اشتهار دارند در شجاعت فرزند نخستین حضرت خواجه عبید الله احرار بودند و از آنحضرت
بانواع اوصاف علوم ظاهری و باطنی دانشمند و متبحر بودند و در علوم نقلی و عقلی درجه کمال
داشتند و در حقائق علوم کتاب و سنت هر دهی دقیق النظر و حدید البصر بودند که هیچ دقیقه از نظر
حقیقت بین ایشان پوشیده نمیگشت و با وجود تبحر در علوم ظاهری از نسبت باطنی حضرت

ایشان بغایت بهره مند بودند و بعضی مخادیم که بر ملازمت ایشان مداومت کرده بودند از تصرفات
و خوارق عادات ایشان حکایت بسیار مسموعند حضرت ایشان خدمت خواجه کلان را تعظیم بسیار میکردند و دیگران
از آن که نسبت فرزندان بایشان آمد نظیر بشیر فملازمت خواجه کلان رسیده بود و ایشان در حق او شاه بیگ خان
ارسرقند بجانب هندوستان فرار نموده فتنه و آنجا رحلت بدار القرار فرمودند بعد از فوت خواجه کلان را
بتاشکند آوردند و در جوار مزار شیخ ابو بکر قفال شاشی در زیر پائی والده خود مدفون ایشان پوشیده
نماند که حضرت خواجه کلان را از صبیه سید تقی الدین محمد کرمانی پسر بود و صبیه بودند پسران خواجه نظام
الدین عبد الهادی و خواجه خاوند محمود و خواجه عبد الحق و حضرت خواجه کلان را بعد از صبیه حضرت سید
نسبتی دیگر بصبیه خواجه محمد سپیر خواجه نظام الدین برادر خواجه عصام الدین که او از اولاد صاحب
هدایه بوده اند و قشمده بود از صبیه وی نیز سه پسر و دو صبیه شدند پسران خواجه عبد العلیم و خواجه
عبد الشهید و خواجه ابو الفیض و نیز حضرت خواجه از کنیزکی خاصه یک پسر دیگر بود خواجه محمد یوسف
رحمة الله علیهم خواجه کلان در سنه نهصد و یازده زفات یافت **ذکر خواجه عبد الحق صاحب**
سلام الله علیه میگوید خواجه عبد الحق بن خواجه عبد الصمد ملقب بخواجه کلان ابن خواجه عبید الله احرار
قدس الله سرهم صاحب حالات و مقامات بوده و خرقه از پدر و جد خود پوشیده و بزیارت حرمین شریفین
توفیق یافته و بهندوستان در عهد همایون بادشاه آمد مرزا کامران مرید او بود و در حضرت مکالمت
میکفت که چون بمکه رسیدم بعزم طواف حرم شریف که میرفتم از خادمان آنجا یکی او بهیات مشوه
مینمود بخاطرم خلید که از اهل این مکان نه اینچنین در خورست روزی طواف بقدر صلوة نمیشد ناگاه
بگوشم آواز رسید که اینجماعه خانه زادان درگاه ما اند احتراز بهتر از احتراض آنچنان مشهور اند
محیی الدین اجرای در سنه نهصد و پنجاه و نه در سمرقند وفات یافتند صاحب رشحات القدس در ذکر
مولانا خواجگی کاشانی بحکم شوق و شورش فرادان انقضاء وقت و زمان و استعداد مناسب
طالبان بعضی امور که در خصوصت متعلق است باین سلسله نقشبندیه الحاق نمود چنانکه استغفار کثیر
سبیل خفیه بعد از نماز عصر لازم محاسبه بوی این طریقه است آنرا بسحر آورد و بدرد و سوز و نیاز گذارد

تمام با تکلم آواز برکشیدی اصحاب وی سر بر سینه کرده ابیات پرورد میخواندند و نماز تهجد را
ادا انفراد بجماعت قرار داده اند از بس تلوین و بشورش وجد و سماع راکه اکابر این طریقه بملاحظه اصل
عزلت ازان دوری جسته بودند تجویز و تعمل بر آن برگشاد و چون یکی از نبیرزندان خواجه محمد عبد الله
که روایت مشهوره خواجه عبد الحق باشند بانجناب در باب ارتکاب این خصلتها شاجره نمود مولانا روح الله
روحه جز بکلمه آنما موزعند و لب بگشود و نیز بمستی تمام گفت طریقه خواجگان ما طریقیست جامع صحو و سکر و
سکون و اضطراب و جهر و سر و خلوت و غربت همه در دست هم جهر خواجه علی رامینی را میسر کلال دارد و هم
خفیه خواجه بهاء الدین و خواجه احرار بعضی گویند بشورش تمام تهجد و فرا وه گفت میخواهم در گوشه سوخت
جانی داشته باشم که خلقی از و گرم باشند ایضاً منقولست که میفرموده اند خفا نسبت بمبتدی متوسط
است نسبت بمنتهی اظهار است لاجرم تا امروز منتسبان او بر بنا طریقه وی اند حضرت مولانا در رساله
ایشان بمجدد هم اعظم نامور یاد کرد خواجه محمد یحیی بن ابو الفیض بن خواجه کلان مذکور
از عم خود خواجه عبد الحق داشتند خدا و ند اخلاق رحمانیه و صفات ربانیه بوده در مصباح الولایه
است محمد یحیی بن ابو الفیض صاحب کمال و عارف کامل بوده اند و در اخبار الاصفیا احوالش مسطور
مفصل و دوازدهم ربیع الاول در سنه تسع و تسعین و تسعمائه فوت کردند و بر کناره دریای جمن بیرون
بلده اکبر آباد مدفون گشتند ذکر امیر عبد الله احراری قطب وقت خود بوده اند و مرید خال خود
محمد یحیی بن ابو الفیض احراری بظاهر وضع نوکری اختیار نموده در زمان اکبر شاه بمنصب بالنسبه
بوده اند و منصب و حکومت دهلی داشتند در آخر عمر بنظامت و صوبه داری برهانپور ممتاز بوده اند وفات
بست و سیم ذیقعده رو داد و قبر ایشان قبر پیروی خواجه محمد یحیی کنار شرقی دریای جمن
مقابل راج گهاٹ شهر اکبر آباد واقع است راقم بزیارت ایشان رفته بود دیدم که در تربت شرقی خواجه محمد
یحیی آسوده اند و در تربت غربی خواجه امیر عبد الله سر خود را مقابل سینه پیر خود نهاده اند شنیدم
در تربت سیوم نیز باین طرز است حال آنمعلوم نیست و این طریقه دفن مسنون است چنانچه در روضه منوره
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حضرت شیخین رضی الله عنهما مدفون اند ذکر امیر ابو العلی اکبر

ذکر شیخ محمد یحیی احراری

ذکر شیخ عبد الله احراری

آبادی ابن سید ابو الوفا حسینی ابن عبد السلام ابن عبد الملک ابن عبد الباسط ابن امیر تقی الدین
کربانی قدس الله اسرارهم است که امیر تقی الدین از جمله سادات عظام و اولیاء کرام مشهور و در است
و از جانب مادری سبط خواجه فضیلی ابن ابو الفیض ابن خواجه محمد عبد الله ابن خواجه احرار است و در سنه
نصعه و نود و هجری ولادت ایشان در سمرقند واقع شده که از دهلی یکمنزل بجانب لاهور واقع است بظهور
آمد و چهل سر عبد السلام سبط خواجه محمد عبد الله بن خواجه احرار در زمان خلافت اکبر بادشاه از
سمرقند بهندوستان آمده در بلده فتحپور بپادشاه ملازمت حاصل نموده اقامت داشت باز مراجعت
نموده بزیارت بیت الحرام رفته و همانجا وفات یافت پسرش امیر ابو الوفا مذکور در بلده مذکور
وفات نمود دفنش در آبادیلی بره متصل مسجد لعل دروازه مدفون ساخت امیر ابو العلی بعد وفات والد خود
بخدمت خواجه محمد فیضی بن ابو الفیض مذکور که پدر مادر ایشان بودند تربیت یافتند و خواجه موصوف
در عهد محمد اکبر بادشاه همراه راجه مانسنگه که متعین صوبه بنگاله بود بفوجداری بردوان قیام داشتند چون
خواجه موصوف شهید شدند راجه مان منصب شش صدی ذات و سه هزار سوار بنام ایشان
تفویض ساخت و اکبر حضرت ایشان میفرمودند که بزرگان در خواب میفرمایند که آنچه وضع اختیار کردی
بر وضع ما باش بعد ازان یکی بزرگ سر مرا بست خود تراشید و بزرگی قمیصی مرا پوشانید
بزرگی دستار مرا بسته بدست خود گرفته نزد همگن آورد بخاطر نماند که بر سر من نهاده یا نه القصه در اوائل
سلطنت شبی جهانگیر بادشاه از تیر اندازی و نکته اندازیش که ایشان بضرب تیر کره ثانی لیمو نرا
میان مشعل و شاخه ربوده بغایت بجهت برجسته و پیاله شراب از دست ایشان نخورده و از ملازمان
آمده دو اهلیت میخواهند بدین طمطراق کن فیکون در زمره غیبت نزد اهل جنون چون بادشاه را از مستی اطلاع
شد مکالمات نامات نموده گفته شود که مترادید مصحح میر عبد الحی مرحمت فرموده اضافه منصب عنایت کردند ایشان
اقبال نفرمودند پس آنچه مال و متاع بود ملازمان خود را داده و ترک هوا و حرص نموده با جمعیت فقیرانه از آنجا
باگره آباد آمده دست بیعت بمیر بزرگوار خود امیر عبد الله که نیز خسر ایشان بودند داده و بعد وفات ایشان حضرت
میر ابو العلی قدس الله اسرارهم سجاده نشین گشته بیشتر بوجد و سماع می پرداخت و گاهگاهی تت استیلا بجذبه

بخواند مذاهبیت بیت فیض روح القدس ار باز مدد فرماید + دیگران هم کنند آنچه مسیحا کرد + واز کشف کرامات ایشان که در کتاب حجة العارفین بتصنیف حیات اسد احراری مسطور اند طرفه تر آنکه از کرروفری امیر ابو العلی با یاران نشسته بودند که ناگاه جوگی با نفس شارک دار وشد فرمودند که نفس را از جوگی میلرند یاران همچنان کردند آنحضرت وضو ساخته دو گانه وضو ادا کرده قطره چند آب وضو بران نفس زدند بمجرد آنکه شارک از نفس بر آمده بزنی زیبا و رعنا متشکل گردید چون استفسار حالش کردند معلوم شد که دختر ک هندوی بود و این جوگی برده مبتلا شده بقوت سحر او را شارک ساخته با خود میداشت و در شب باز او را بر حالت اصلی آورده حظ نفسانی خود مینمود آنحضرت زن را فرمودند اگر تراهوای رفتن خانمان جوگی باشد رخصت شود او گفت مقدر چنین بود حالا میخواهم که در کنیز کی شما باشم بعد ازان زن جوگی برده مسلمان شد و الله اعلم بالصواب آنحضرت زن را بعقد نکاح جوگی دادند و نام آن جوگی صوفی علی نهادند و هم کی از اهل اسد گردید قبر او در جوار مزار آنحضرت موجود است و نوشته اند که امیر ابو العلی از مدتی عارضه سوداک داشتند اخر الامر بغلبه و استیلای آن صاحب فراش شدند و چند روز پیش از رحلت طعام و آب ترک کرده بودند و فاتش بروز شنبه وقت صبح صفر سنه یکهزار و شصت و یک هجری بوقوع آمد مدت عمر شریف هفتاد و یک سال بود مزار لطیف او اکبر آباد بیرون شهر بمسافت یک کروه بطرف شمال بر زمین سلطان گنج واقعست و چهار دیواری وسیع دارد و هر سال روز عرس ازان و آنمقام جمع می آیند و فیض میرسانند تعویذ قبر شریف از سنگ مرمرست و بر آن سنجان بی الاعلی کنده است و بر طرف بالین یک لوح از سنگ مرمر نصب است و بر آن ابیات تاریخ وفاتش تصنیف امیر فضل احراری منقوش است و قبر ایشان بغلط کنج شده بود و ایشان را هم موافق همان وضع کردند چون بعد ه قبر را کشادند نعش شریف را موافق قطب یافتند و بجانب قبله چنان منحنی شده بودند که گویا ساجد شده اند این همه بیان از مصباح الانوار و تاریخ آفتاب نما شده است از رساله سید امیر ابو العلی است فنا سه است فنا فی الافعال فنا فی الصفات فنا فی الذات و آنعبارتست از دیدن و دانستن سالک ذات خود را و تمام عالم را ذات حق تا پیش ازین که

سید است که من منم عالم عالم است بحقیق باید دید بیند که حق است و یقین داند و تصور کند که حضرت حقتعالی
از مرتبهٔ اطلاق تنزل الی الجلال فرموده بدین صور و اشکال مختلفه و متنوعه ظاهر شده است و همه اوست و غیر او
موجود نیست فائده کن قول لا الٰه عبارت است از نفی کردن و هم ماسوا که متمکن شده است و الا الله عبارت
از اثبات کردن وجود مطلق که همه جا ساریست انتهی گویند چون حضرت امیر ابو العلی در اجمیر بر مزار حضرت
خواجه بزرگ معین الحق والدین چشتی سجزی قدس الله اسرارهما خواجه بزرگ انیانرا در معاملهٔ باطن تحقیق
داده و بر جلال رخصت سماع اجازت فرموده و حضرت امیر اول فیض اندوزاز روح خواجه بزرگ گشته
و ثانی از عم بزرگ خود کیفیت حالت قبض و جذب در سماع بزرگان این سلسله مبنیای و بقراری و شیفتگی و دلشکفتگی
دارد و کیفیت نسبت ایشان از فیض حضرت نقشبندیه مرکب است مدار کار ایشان همه بر انفاس با پاس قلب که وقوف
قلبی از دست نرود و دام سلسله نهاد ایشان آنکه حقوق نعمت طرفین تلف نشود ابو العلی تسمیه
راقم در سنه یکهزار و چهل و شصت یک در اکبر آباد رفته بود تا زمان تلقیح تحف آنجا بر مزار پر انوار ایشان و بر بر و در مسجد
فیض الله و زار نسبت باطن ایشان میگردید ذکر آن نسیم صبح وصال آن قسیم مقام جمال آن مخصوص
بعنایت رسول عربی آن متصرف ولایت شرقی و غربی آن متعلم کتب خانه ام الکتاب آن معلم مدرسه یهدی الذین آمنوا
آن مدرس ملک شریعت انتظام قطب دائره کائنات شیخ المشائخ بندگی نظام قدس سره بجا اسرار و معدن
حقائق و معارف بود عشقی کامل و شوقی وافر و وجدی صادق و حالتی قوی و همتی بلند داشت در اثنای
الانوار است و وی قدس سره حنفی المذهب چشتی السلسله و بخاروی النسب و برادر زاده و داماد و مرید و خلیفه و
جانشین حق قطب الاقطاب حضرت شیخ جلال الملة والدین تهانیسری بود و بعد از وفات وی حضرت بر مسند ارشاد
متمکن گشت و نام پدر بزرگوارش شیخ عبد الشکور بود مسکن وی قصبهٔ مذکور است و جد وی حضرت نیز از شیخ جلال
خلافت داشت و چشمهٔ علم لدنی چنان در باطن حضرت شیخ نظام قدس سره جوش زده بود که حقائق بلند و دقائق دلپسند
از زبانش سر میزد و وی حضرت از علم رسمی زاد و ساد ان ظاهر هیچ نخوانده بود اما از مکتب خانه ازلی ربی علوم و کمالات یاد
داشت که احاطهٔ آن بعلم آلهی است و تصانیف وی حضرت مثل درة شرح لمعات مکی و مدنی و رسالهٔ حضرت و بیان
هفت باطن و جوه و قرآن و ریاض قدسی تفسیر و جز و اجزاء قرآن و غیر ذلک هر یکی از نهایت کنوز معارف مشتمل

از مصباح ولایت است دوی قدس سره بسیار معانی و اسرار قدسی صفحهٔ ظهور نقش بسته اند حقائق و معارف و رشحهٔ بدایت و معارف حقائق حقیقیه ناشی از مقام کمالات نبوت است و حقائق و معارف شیخ ابن عربی ناشی از رتبهٔ کمالات ولایت است و منتقل

متواتر از پیران این فقیر بثبوت پیوسته امیقول بشر صاحب اقتباس است که چون حضرت شیخ نظام الدین محمی قدس سره شرف طواف کعبهٔ معظمه و زیارت روضهٔ منوره آنحضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم دریافت شرح لمعات بنحو تصنیف فرمود آنرا مسمی بگی گردانید و شرح دوی رمدینه منوره تدوین نموده و این را موسوم بمدنی ساخت و در وقت نوشتن این هر دو شرح دوی حضرت در خلوت می نشست خادمی بر در خلوت خانه میگذاشت تا کسی را در آنجا راه ندهد آنحضرت صلی الله علیه وسلم در عالم باطن لمعات را دوی تسلیم فرمود و اسرار معانیش بکلی اوضح بیان دوی قدس سره آنچه از آنحضرت صلی الله علیه وسلم از حقائق و معانی لمعات تعلیم یافته بود آنرا بر اکتساب بدون شرح ساکی و مدنی و گویند که بجانب سطری ازان لمعات که در وقت قرأت پیش آنحضرت صلی الله علیه وسلم نزد دوی بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم اشاره فرموده بودند آنسطر را دوی قدس سره بآب زر اعاطه کرده بود آن نسخه لمعات تا الی الآن نزد بعضی فرزندان دوی قدس سره موجود است و هم صاحب اقتباس گوید و در بعضی از کتب نظر این فقیر چنان در آمده که یکی از مریدان حضرت شیخ نظام الدین قدس سره میفرماید که سخنان حقائق و معارف که از زبان دوی حضرت سر بمهر مریدان و خلفاء آنرا مینوشتند و کتابی میساختند چرا دوی حضرت امی بود و در معانی چنان استغراق داشت که حرفی نمینوشت و چون مریدان دوی معارف را از زبان مبارکش می شنیدند بر می آمدند و قالب عبارات و الفاظ در آوردند و پیش دوی حضرت میخواندند دوی حضرت جزو را از دست او شان گرفته باگشت اشارت میکردند که ازین سطر تا آن سطر خط بکشند و باقی را بگذارند چون مریدان حروف مشار الیه را خط بزدند و باقی را میخواندند اول تا آخر ربط می یافت و عبارت ماهین کما ینبغی بر آن خط میزدند متعلق بیودی دوی حضرت بنابت صاحب ذوق بود و در وقت عروج در مشاهدات ذات چنان بر دوی طاری گشته بود هر کس که منظور نظرش میگشت در اول مرتبه بشهود ذاتی مستغرق و لذت طلب بشیخ ولی تراش مشتمار یافته بود و چون حضرت شیخ نظام الدین رحمة الله ارادت حضرت جلال الدین تبریزی قدس سره بجا آمد بوجب امر پیر دستگیر شب و روز بذکر جهر نفی و اثبات و اسم ذات و لعبوت ملبد و بارعایت الاخطه

و واسطه شد فیما بین بنده و حضرت شیخ بنده روز بروز حجاب ظلمانیه که کنایت از تعینات روحیه و جسدیه
است بر طرف میشد و مکاشفات و مشاهدات بر خاستن گرفت و انواع حالات و اقسام انوار بر دل او میگشت و همیشه
گریان چنین با مشغف میگشتند و هر دم مشتاق و جویان حضرت لایتعین بالکیف میبودند بنا بر آن بخدمت
دستگیر معروض داشت اگر حکم شود بموجب حضرت شیخ احمد عبد الحق در حجره را بخشت و گل مسدود ساخته
و خلوتی شش ماه بنشینم با مطلوب سر بسر یاد در خلوت ببرم حضرت شیخ جلال قدس سره تحسین کرده فرمود که
طالبان همین است پس شغل سه یابه تلقین کرده خلوت فرمود و گفت نه بار اسم ذات در یکدم بخوانند آهسته
آهسته ترقی نمایند هر روز در یکدم را گر زیاده میسر نیاید کم از دو بیست بار بگویند حضرت شیخ نظام قدس سره
در حجره را مسدود ساخته مشغول مذکور را رفته رفته در یکدم سه صد و هر دوایتی چهار صد بار رسانیدند حضرت
شیخ نظام در وقت نشستن خلوت عرض کرد که نماز بجماعت از من فوت خواهد شد حضرت شیخ جلال گفت
نگیرید نماز مشغول شوی جماعت میسر خواهد آمد چون وی حضرت بوقت ادای فرض تکبیر نماز مشغول
میشدند ملائک بصورت انسان متمثل گشته اقتدا بوی میکردند بعد از سلام نماز از وی غائب گشتند الحاصل
وی حضرت بموجب ارشاد پیر و مرشد بگیر مجاهده شدید پیش گرفت بعد از یکماه تجلی صوری بروی حضرت دار گشت بعد
از آن حضرت شیخ جلال فرمود اکنون ترا حاجت خلوت نیست و برای ارشاد مریدان امر فرمود لیکن حضرت
شیخ جلال الدین جمیع مریدان خلفای خود را در حین حیات خود بحضرت شیخ نظام سپرد چون ولایت وی حضرت اشتهار
و شهرت کمالات وی در عالم منتشر گشت نور الدین محمد جهانگیر بادشاه بر ایشان اعتقاد پیدا شد چون
خسرو جهانگیر بادشاه بتاریخ هشتم ذی الحجه در سنه یکهزار و چهارده هجری از سال اول جلوس بر خود
شاه از اکبر آباد برای تهانیسر گذر فرمود و بجهت دیدن حضرت شیخ نظام قدس سره رفته بود حضرت شیخ نظام
گذارش بر طرف شاه نهادند که حضرت شیخ نظام حسن را نوید سلطنت داده است بنا بر آن اعتقاد نور الدین در
میان بجز و الحاد شد بجانب جمیع اولیاء حق سوء و ابا نمود از وی حضرت نیز برگشت و رنجیدگی پیدا
کرد وی حضرت از هندوستان عزم رخواست و بدار الاسلام هجرت فرمود و در حقیقت برای ارشاد و تکمیل مردمان
آنجا مسکن نموده و حین حیات خود ولایت پیران و خرقه خلافت و سجادگی حواله بنیره حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس

نسبتگی حضرت شیخ ابوسعید گنگوهی نموده بجانب قصبهٔ گنگوه رخصت فرموده و بعد از چند مدت مرزبانی
بفیض لایت خویش مستفیض ساخته جانی رشاهد دوست در باخت و در پرده شد وفات وی حضرت
در سنه یکهزار و سی و پنج و بقولی هزار و سی و شش مشتم ربیع الآخر جمعه در بلنج واقع شده و مرقد وی نیز در شهر مذکور
و اولاد وی بسیار بود و همه بزرگ جمالی و پسران شیخ محمد سعید بتقریبی از بلنج بهندوستان آمده و در قصبه
تهانیسر وطن قدیم اقامت گرفت چنانچه فرزندان او در آنقصبه الی امروز موجود اند و مرقد شیخ نیز در انجا است
و برادر شیخ عبدالحق در قصبهٔ کرنال سکونت اختیار کرد و اولاد او نیز در آنجا الی الآن سکونت میدارد و در تم
او نیز در کرنال است و بعضی از فرزندان حضرت شیخ نظام قدس سره هم بکنه اکثر از زمان در بلنج هستند و سخنه
روضه مبارکه او نیز گواه این و قیام میدارد صاحب خزینة الاصفیا از معارج الولایت مینویسد که شیخ نظام الدین
العمری التهانیسری التصنیفات بسیار دارد چنانچه شرح مشارق الانوار امام غزالی و شرح احادیث قدسیه و جدید تفسیر
نظامی و رساله حقیقت و رسالهٔ ملخصه و غیره از تصنیفات وی است شیخ از سلسله چشتیه و منتهی خاص مشربی محصوص
است که بسیر تصوف تابع هیچکس نیست بلکه آنچه خاص وی مکشوف شده بکتب و رساله خویش تقلم آورده و وفات
شیخ در سنه یکهزار و بیست چهار در بلنج واقع شد و از خلفاء کبار ایشان ابوسعید شیخ گنگوهی است و سید علی غواص
است که او نیز در ویره بابا پیرش شیخ عبدالکریم از خلفاء وی اند و دیره در بخرن الاسلام بدرجهٔ قطبیت و غوثیت
مینویسند و قتیکه حضرت شیخ ببالنج شد سید علی غواص مرید گردید بعد مدت بسیار خلافت و منطاع غواصیان
در عهد شاهجهان بادشاه در سنه هزار و چهل در ملک یوسف یار بی وفات یافت از اولیاء کامل و مکمل بود
سماع بی مزامیر میشنید بسیار بی فنا نائل بحق رسانید و شیخ جان بعد است که طریقهٔ وی تا حال از
مولوی غلام مصطفی دزیر آبادی در لاهور جاریست **ذکر حضرت ایشان اعنی حضرت شیخ احمد**
مجدد الفثانی قدس سره تعالی سره العزیز صاحب مجدة المقامات مینویسد چون این قطب بانی مؤلف
ثانی قدس سره شرف ظهور بطلوع این آفتاب لایت و بانچه از تقریر شریف حضرت ایشان که بتجمیل مسفر میبود
و نیز این بنده از معمران قرنهای ایشان شنوده چون ولادت پیر بزرگوار ایشان در سنه احدی و سبعین
و تسعمائة واقع یافته که کلمه خاتم بیان آنسال سعادت قرین است و بلده شریف سرهند بوده که از اماکن معتمد

محمد عبدالله بن محمد عبدالله بن محمد عبدالله بن محمد عبدالله

مشهوره روح افزای مملکت هندوستان است و مرکز آن دیار برکت آثار دهم و را امام طفو
هرکه ایشان را امید بمضمون کریمه یگانه ذریتها یقتنی و کوکم تمکنه نار بنا حال و قال مستکفو
و حضرت شاه کمال قادری انتظار خاصه و رحق ایشان مرعی میداشت تا گویند در ایام کودکی والد ما
از غایت بی آرامی ایشان را بخدمت شاه برده التماس دعای صحت نمود حضرت او علیه الرحمة بخند
و فرمودند غلام بر زبان راند که خاطر جمع دارید که این طفل عمر دراز خواهد یافت و عالم عامل و عارف کامل خواهد
شد چون حضرت ایشان هفت هشت ساله بود بدبستان شدند و باندک روزی حفظ قرآن مجید نمود و بتحصیل
علوم تردد والد خویش مشغول گشتند و بجز روزه یتیمی تمام روی داده بیشتر علوم را نزد پدر بزرگوار
خود و اندکی را پیش بعضی علماء کبار آنروزگار خواندند و بعض کتب احادیث را نزد شیخ یعقوب
کشمیری علیه الرحمة گذرانیده بودند و نیز حضرت ایشان اجازه تفسیر واحدی را با جمیع مولفات
و نیز تفسیر بیضاوی را با جمیع مصنفاتش و صحیح بخاری را با جمیع مولفات او و حدیث مسلسل را
از عالم ربانی قاضی بهلول بدخشانی رحمة الله روایت و اجازت یافته بودند و نیز قول صاحب
کتاب بدة المقامات است حضرت ایشان قدس سره از غایت کرم باین راقم محمد الهاشم بن محمد القاسم
النمانی البدخشانی عفی عنهما اجازت دادند این کتب مذکوره را با حدیث مسطور در اول شهر
رجب سنه هزار سی و سه در بلده سرهند الحمد لله علی ذلک بعد از استماع بنده حدیث مسلسل مذکور
از حضرت ایشان مخدوم زاده خواجه محمد سعید سلمه الله به تکرار با اشارة نمود و آن این بود که
فرمودند در وصول حدیث رحم و ترحم مسلسلا بالاولیه بحضرت ایشان ایما ئیست باجه بحضرت
و مکتوبی از مکاتیب و رمزهائی و چشمی از مرتبه و معامله خود اشارت نموده اند فهم من فهم چون حضرت
ایشان از استفاده علوم معقول و منقول فروع و اصول فارغ شدند خیت مسند افاده گشتند
و مبتغای طلبه علوم را از برکات خویش بهره وافر گردانیده در آن ایام که ایشان باگره تشریف بردند
بردند چون مرا نیز آن گذشت والد ما بحضرت ایشان را شوق دیدار این فرزند ما وجود کشید بعد سنات باگره آمدند چون
والد ما بحضرت ایشان را بایشان الفت تمام و بهمدیگر بصحبت ایشان شوق وافر ملاحظه فرمود علوم دینی و اسرار یقینی ایشان گمشده خود را ازایشان

سفر مذکور بوطن مراجعت نمود و بخدمت صحبت والد بزرگوار رسیدند و هنگامی اقتباس انوار آن بزرگوار عالیمقدار کرده و فوائد باطنیه کثیره از ایشان دیده چنانکه خود در رسائل و مکاتیب بتصریح آن نموده اند از انجمله است آنکه در نقره نخستین از رساله مبدء و معاد نوشته اند که ایمن درویش را بانتساب بنیاد بزرگوار خود حاصل شده بود و پدر بزرگوار او را این سعادت از شیخ خود عبد القدوس رحمهما الله سبحانه و حضرت ایشان سفیر موده اند زمان احتضار والد بزرگوار حاضر بودم در آن ساعات و عمرات ناگاه بزبان مبارک راندند که سخن همانست که شیخ بزرگوار فرموده من مرا دایشان از شیخ حضرت شیخ ابن عربی دانسته استفهام معروضداشتم که شیخ ابن العربی فرمودند شیخ ما شیخ عبد القدوس گنگوهی انکلام کدام است بعد از ساعتی خاموشی فرمودند آن سخن همین است که گفت حقیقت او سبحانه هستی مطلق است اما کسوت کونیه خاکی و خیمه جسمانی می اندازد و دوده و مهجور میماند بعد ازان معروضداشتم که مرا برامری دلالت نمایند و وصیت فرمایند بر آن باشم فرمودند که ترا بهمین سخن وصیت میکنم و هم حضرت ایشان فرمودند که چون بارها حضرت والد ما را بر زبان شریف میگذشت محبت اهل بیت حضرت خاتمیت جلیه و علیهم الصلوات و التحیه را در حرز ایمان و حصن خاتمه مخلصی عظیم است هنگام نزع ایشان من آنرا فرایاد ایشان دادم فرمودند الحمد لله والمنه که سرشار آن مجتبیم و غرق آن دریای نعمت ؎ الهی بحق نبی فاطمه * که بر قول ایمان کنی خاتمه

حضرت حق سبحانه جناب مخدوم ما را مطابقا بشیخ عبد القدوس رحمهما الله موفق بسر عطا فرموده بود حضرت ایشان فرزند چهارم اند حضرت ایشانرا همیشه شوق طواف بیت و زیارت روضه رسول صلی الله علیه وسلم بی آرام میداشت لیکن چون والد ایشان باکبر سن برسند حیات بودند ایشانرا از خدمت والد دوری گزیدن پسندیده نمی نمود تا انکه در سنه سبع بعد الالف الهجری آن بزرگ بسرای باقی انتقال فرمود بعد از انتقال والد بزرگوار حضرت ایشان در سال هزار و هشت متوجه سفر یثرب بطحا شدند چون بدار الولایای دهلی رسیدند مولانا حسن کشمیری که از فضلای آشنایان ایشان که از مخلصان حضرت خواجه باقی بالله بوده حضرت ایشانرا دلالت بدریافت حضرت خواجه باقی بالله نمود چنانکه انشاء الله تعالی حضرت آن عزیز بعد از جلوس بمسند ارشاد در شکر دلالت

باین نعمت و ضمن مکتوبی نگارش فرموده اند اینست تغیر و ادای شکر نعمت و دلالت شما امتنان بالعصوص
دارد و در مکافات آن احسان شما معترف بعجز این همه کار و اهتمامی بر آن نعمت و این بزرگ داد
مربوط باحسان بی تعلق شما ان نخشیده اند که کم کسی شنیده از خواص عطایا آنقدر عطا فرموده اند
که اکثر بر ازعموم عطایا آنقدار میشنیده است احوال و مقامات و اذواق و مواجید و علوم
و معارف و تجلیات و ظهورات همه از نهایای راه عروج ساخته بمنازل قرب و وصول رسانیده اند
لفظ قرب و وصول از تنگی میدان عبارت اختیار کرده است والا فلا قرب ثمه ولا وصول ولا عبارة
ولا اشارة ولا شهود ولا حلول ولا اتحاد ولا کیف ولا این ولا زمان ولا مکان ولا احاطه ولا سیر
ولا علم ولا معرفة ولا جهل ولا حیرة ✻ چگویم من از ان مرغی شگفتم ✻ که با عنقا بود هم آشیانه ✻
مرغنقا بهست نامی پیش مردم ✻ ز مرغ این و آن هم نام هم گم ✻ و آنحضرت بشوق تمام متوجه دریافت حضرت
خواجه شدند و گفتند توشه این راه مجازبه ازان چه باشد که ازین مقتدا ذکر و مراقبه این عزیزان نقشبند
را اخذ نموده بر آن باشم چون رفته بدست بوس حضرت خواجه مشرف شدند حضرت خواجه اشارت
و مهربانی بسیار نموده از اراده ایشان پرسیدند عزمی که در پیش داشتند عرض رسانیدند ما انکه آنحضرت
مرضیه خواجه بوده که کسی از طلاب را دلالت براخذ طریقه خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارکت خالی
خود اشاره فرمایند اما از عادت خویش تجاوز نموده فرمودند هر چند اراده سفر مبارک در پیش دارید اما چند
میتوان بفقرا صحبت داشت لااقل ماهی یا هفته چه مانع است حسب الامر اختیار بودن هفته نموده
آن هفته بملازمت آنشاه دو هفته میرسیدند و روزی بر آن نرفته بود که از آثار تصرف و کشش حضرت خواجه
شوق نیافت و لحظه طریقه حضرت خواجگان بزرگوار حضرت ایشان استیلا نموده آنرا بحضرت خواجه محمود
اند چون حضرت خواجه شنیدند بی تامل بایشان از روی طلبیده مذکور دل و دلالت فرمودند و توجهات عالیه کار
برده که همه ران لحظه دل ایشان گویا شده و آرام و حلاوت و التذاذ تمام روی نموده و بنوافیوق تا
آنافانا ترقیات عالیه بظهور پیوسته تا دیده اند آنچه دیده اند کما ینبغی بیان نمیتوان کرد و شوق طواف خانه کعبه
بیشتر شده در اثنای راه وصول بصاحبخانه میسر شد برای دریوزه ضیا از روضه منوره مصطفی

صلی الله علیه وسلم میفرمودند در بیان سفر اقتباس انوار ساکن آن روضهٔ مطهره محصل گشت بالجمله آنچه در دوره
بنایت الهی از بین نظر و تربیت خواجه باقی الله و حق حضرت ایشان بظهور رسیده مجملی از آن که حضرت
ایشان خود بتقریب تحریص طالبی بوی برنگاشته اند تبرکاً ایراد نموده می آید و آن اینست قوله ایدک
الله و ایاه چون هوس این را پیدا شد عنایت خداوند جل و علا هادی کار او گشته بخدمت ملا
پناه شیخ داود مشغول شد و از شیخ محمد الباقی قدس الله تعالی سره که یکی از خلفای کبار خانواده حضرت نقشبندیه قدس
الله تعالی اسرارهم بوده اند رسانیده و ایشان بعد از دکر اسم ذات جل سلطانه تعلیم نمودند در
طریق معهود توجه نمودند ناگاه در تمام دم پیدا شد و از کمال شوق گریه دست داد و بعد از گریه
کیفیت بیخودی که نزد این اکابران معتبر است و مسمی است بغیبت رو نمود و دران بیخودی کمدرا
محیط میدیدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایه در آن دریای بی پایانم این بیخودی رفته رفته استیلای
پیدا کرد و به امتداد کشید و گاهی تا یک پهر روز میکشید و گاهی زیاده و بهر دو بعضی اوقات استیعاب
مینمود و چون این قضیه را بحضرت ایشان رسانیدم فرمودند بخودی از فناء حاصل شده است و از دکر گفتن
منع فرمودند و نگاه داشت آن را گاهی میفرمودند بعد از دو روز سر افتاد مصطلح حاصل شد بعرض رسانیدم فرمودند
بکار خود مشغول باش بعد از ان فنای فنا حاصل شد چون بعرض رسانیدم فرمودند که تمام عالم را که
می بینی و تحصیل میدانی عرض کردم که بلی فرمودند که معتبر در فنای فناء آنست که با وجود دیدان اشتغال بی
شعوری حاصل شود و در حالت فنای فنا باین صفت حاصل شدم بعرض رسانیدم و اینکه بعد از فنا حاصل شده بود نیز بعرض رسانیدم
و گفتم که من علم خود را نسبت بحق سبحانه حضوری میابم بعد از ان نوری که محیط همه اشیاست ظاهر
گشت و من آنرا حق دانستم جل و علا و آن نور رنگ سیاه داشت بعرض رسانیدم فرمودند که حق
است جل سلطانه اما در پرده نور و نیز فرمودند که انبساط که در آن نور مینماید در علم است بواسطه
تعلق ذات جلت شانه باشیای متعدده که بالا دست واقع شده اند بسط مینماید نفی انبساط نمایند
کرد بعد از ان آن نور سیاه منبسط رو بانقباض آورد و رنگ شدن گرفت تا آنکه بنقطه کشید و محو شد
آن نقطه را هم نفی باید کرد و بحیرت آمد همچنان کردم آن نقطه سوم هم از میان زائل شد و بحیرت کامله

که در آن موطن شهود حق سبحانه خود بخود است چون این عرض را سابقا فرمودند که همین حضور حضور نقشبندیه است
و نسبت نقشبندیه عبارت ازین حضور است و این حضور را حضوری غیبت نیز میگویند و از مراتب نهایت
در بدایت درین موطن صورت می بندد و حصول این نسبت مر طالب را در سیر طریق در رنگ اخذ کردن
طالب است و سلاسل دیگر اذکار و اوراد از پیر تا بران عمل نماید و بی مقصود برود و این روش را این
عزیز الوجود بعد از ده ماه بیشتر روز از ابتدا از زمان تعلیم ذکر حاصل شده بود و بعد از تحقق شدن این نسبت
فنای دیگر که آنرا فنای حقیقی میگویند حاصل گشت و دل را آنقدر وسعت پیدا شد که تمام عالم
از عرش تا مرکز زمین در جنب آن وسعت مقدار ذره قدری نبود بعد ازان خود و ما و هر فرد عالم را بلکه هر
ذره را حق سبحانه و تعالی بعد ازان هر ذره عالم را افرادی فرادی عین خود دیدم و خود را عین همه اینها
تا آنکه تمام عالم را در یک ذره گم یافتم بعد ازان خود را بلکه هر ذره را آنقدر منبسط و وسیع دیدم که تمام عالم
بلکه اضعاف عالم را در آن گنجائش باشد بلکه خود را و هر ذره را نوری یافتم منبسط که در هر ذره سایر
صور و اشکال عالم در آن نور مضمحل و مستلاشی بعد ازان خود را بلکه هر ذره را مقوم تمام عالم یافتم
چون این عرض را سابقا فرمودند که مرتبه حق الیقین در توحید همین است و جمیع الجمع عبارت ازین مقام است
بعد ازان صورت اشکال عالم را چنانکه اول حق می یافتم این زمان موهوم و دیدم و هر ذره را حق میدانستم
بی تفاوت در یک ذره را موهوم یافتم نهایت حیرت دست داد و درین اثنا عبارت فصوص که از
بزرگوار علیه الرحمه شنیده بودم بخاطرم آمد که فرموده است ان شئت قلت انه ای العالم حق و ان
شئت قلت انه خلق و ان شئت قلت انه حق من وجه و خلق من وجه و ان شئت قلت لا هذا و لا ذاک لعدم التمیز
بینهما این عبارت فی الجمله مسکن آن اضطراب گشت بعد ازان در ملازمت ایشان قدس سره عرض حال خود
کردم فرمودند که هنوز حضور تو صاف نشده است بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موهوم ظاهر شود
عبارت فصوص را که مدتها بعد از تمیز بود خواندم فرمودند که شیخ بیان حال کامل نکرده است عدم تمیز
بعضی ثابت است حسب الامر بکار خود مشغول گشتم حضرت حق سبحانه و تعالی بمحض فتوحه شریف حضرت ایشان
بعد از دو روز نیز موهوم موهوم ظاهر گردانیدند موجود حقیقی را از موهوم متمیز یافتم و صفات

و افعال و آثار که از موهوم میدانید از حق سبحانه یا تم و این صفات و افعال آثیر موهوم بحض ما فیم در
خارج جز یک ذات موجود ندیدم چون این حالت را بعرض اشرف رسانیدم فرمودند که مرتبه فرق بعد
الجمع همین است و نهایت سعی تا اینجا است پیش از این آنچه در نهاده استعداد هر کس نهاده اند ظاهر میشود
و امیر تیمور را مشایخ طریقت مقام تکمیل گفته اند انتهی کلامه الشریف شرح تمام و کمال این احوال از کتاب مذکور
بالا باید جست و انتقال حضرت ایشان از اینجهان بفردوس العنبا در سال هزار و دست و چهار از هجری شده بود
و آفتاب عمر گرامی ایشان در سیع و پنجاه و شش سالگی بود و هم در زبدة المقامات است که حضرت محمد زمان در
سال وصال خود کرت هزار و سی و دوم بود بزیارت روضه شریفه خواجه معین الدین چشتی قدس
سره رفته بود و مدتی مجاذی مصدر آن صدر الاولیا مراقب نشستند چون برآمدند فرمودند که حضرت
خواجه اعطاف و التفات بسیار نمودند و سخنان و اسرار در میان آمد و درمیان خادمان آن تفائض الانوار
آمده پیراهن حضرت ایشان مشرف شده قبر پوش متبرک که حضرت خواجه را قدس سره که در هر سال
یکبار تازه میکردند و آنقدیمه را بیکی از مشایخ کبار میفرستادند و آن روز آن قبر پوش را در آورده نزد
حضرت ایشان آورده معروض داشتند که شما سزاوار این کبا شد حضرت ایشان با دب تمام قبول نمودند
و آنرا بخادم سپرده آه سرد از دل کشیده بزبان آوردند فرمودند که لباس این دیگر حضرت خواجه بعد ما
از ما لطف فرمودند برای کفن ما نگاه میباشد باش **ایضاً** شیخ طاهر لاهوری از کبار اصحاب حضرت ایشانست
عرض قدس سره بعد از وصل عریانی آشکارا گشت مکالمه و محادثه نیز وقوع یافت بعد از ان جمله
ذکرت صرف روی نمود و حالانه وصل است و نه فقد و نه طلب است و نه غیر طلب هیچ حکم محکوم علیه نیست
نه اثبات و نه نفی **ایضاً** شیخ حسن بیگ در یکی از عرائض بعضی اصطلاحات صوفیه را ایراد نموده مرقوم
پسندیده بود و در اخر آن نوشته که معارف گذاین بی بضاعت را تسلی میدهد معارف شریعت گویا
حکمی از احکام شرعیه و بیچه ایست که موصل است بشهر مقصود و نشانیست از آن بشاه بی نشان در همین
بیت لقب العین بست که ما بسفر میرویم عزم تماشا کرست ✽ ما برادمیرویم کز همه عالم رست ✽
حضرت ایشانرا اعتراضات او سخت گران آمد و نوشتند که اعتراض شما از نافهمیدگیست

نمیارایین قسم سخن نگفتند و از غیرت خداوندی بترسید و ملاحظه بزرگان ضروریست اگر بر مجتهدات و مخترعات دیگران سخن کنید گنجائش دارد اما آنچه مقرر قوم است و لابد راه آنجا سخن گفتن نامناسب است

ایضاً حضرت مجدد در جواب عریضه شیخ حمید بنگالی مینویسد بدانند که بعضی از اغلاط صوفیه آنست که هر گاه سالک در مقامات عروج خود را فوق دیگران که افضلیت آنها ثابت است و بفضل مقام این سالک دون مقامات آن بزرگوار است بیابد بلکه اشتباه گاه است که نسبت با انبیاء واقع شود عیاذاً بالله منشاء غلط جمعی را آنست که هر یکی انبیاء و اولیاء را اولاً عروج تا آن سما است که مبادی تعینات وجودیه انسانست و باین عروج اسم ولایت متحقق میشود ثانیاً عروج در آن سما است و از ان سما الی ماشاء الله تعالی اما با وجود این عروج مادامی در منزل هر کدام انسانان همان سمات که مبدا تعین وجود اوست لهذا در مقامات عروج هر کدام انسانان را جویه اکثر در همان سما یا بحسب مکان طبعی این بزرگواران در مراتب عروج همان سمات و عروج و هبوط از ان سما بواسطه عروض عوارض است پس سالک بلند فطرت چون سیر او از سما بلند تر واقع شود لاجرم از ان سما نیز بالاتر خواهد رفت و آن توهم پیدا خواهد کرد عیاذاً بالله بعد از ان که آن توهم یقین سابق را زائل گرداند و در فضیلت انبیاء و ولایت اولیاء اشتباه پیدا آرد و این مقام مزل اقدام سالکان است و در اثنای سلوک که اکابر از ان سما عروجات بی نهایت فرموده اند بفوق و فوق رسیده و نیز فرموده اند که آن سما که مبدا تعین انسانست و از نیز در آنجا مکانی طبعی هست که ادون آن سماهاست و از ان آنجا که فضیلت هر شخصی بحسب اعتبار آن سما است که مبدا تعین او گشته بعضی جا عدم رفعت عروج چونکه از سمائی که مبدا تعین بعضی بقوق گذشته اند تو هم کرده اند که بر بقیه کبری در میان حائل مانده است و از بر بقیه کبری رسالت پناه مراد داشته اند و در مقام شیخ بسطام میگوید لوائی ارفع من لوائی و احمد از غلبه سکر نیده اند که ارنعیته لوای او از برای محمد است صلی الله علیه وسلم بلکه از انموذج لوای او است علیه السلام که در فص حقیقت اسم او شهود گشته و محمد بن حواب از موضحات مکیه بهین حقیقت مسطور است **ایضاً** محمد و مزاده خواجه محمد معصوم فرمودند که ایشانرا در واقعه دیده پرسیدم که سوال منکر و نکیر چون گذشت فرمودند حق سبحانه بجلال رحمت نخست بن الهام فرمود که اگر تو از دنیا این دو فرشته در قبر تو بیایند عرض کردم

که الٰهی و مولائی این دو فرشته هم در حضرت تو باشند و پیش این بنده مسکین بنشینند ابو سعید
نهایت رحمت و رافت خود را شامل من داشته ایشان را پیش من نفرستادند سیم که
قبر چون گذشت فرمودند که اما اقل قلیل و گویا مولانا محمد هاشم خادم که از خاصان قدیم
است حاضر است و نجدست سر پا ایستاده میگوید ایشان اقل قلیل بر سبیل تواضع میگویند
والا این هم نشد ذکر آن روح جسم ولایت آن شمع قصر هدایت آن عروس از
بلند همتی همدم نعره هل من مزید قطب ارشاد شیخ ابو سعید قدس سره در مرآت الاسرار است
که شیخ ابو سعید بن نور الحنفی پسر حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی است قدس الله اسرارهم
مادر وی دختر شیخ جمال الدین نهانیسری بود وی چند مدت جمال حال خود را در کسوت
سپاه گری پوشیده میداشت بعد ازان عشق غلبه کرد و معشوق جلوه داد ترک تجرید کلی نموده
بخدمت شیخ جلال الدین نهانیسری پیوست و مرید شد و چون وی حضرت نهایت ضعیف
و پیرانی شده بود بلکه انتقال بخت وی تعلق گشته کار خانه مشیخت را به شیخ نظام الدین گذاشت
و هم شیخ ابو سعید را بوی سپرد پس حضرت شیخ ایشان را ذکر جهر بطریق نفی و اثبات تلقین نمود و امر
بمداومت لیلا و نهارا فرمود حضرت شیخ ابو سعید بحسب فرمان مرشد خویش شیخ نظام الدین نهانیسری
خود را شب و روز بذکر جهر مشغول میداشت بعد ازمدت مدید و مجاهدهٔ شدید و ریاضت مزید انوار
ملکوت و جبروت و جمال و جلال دیدار و نمایان شدن وی چون همت عالی داشت سر منه مارأی البصر
و ما طغی در چشم کشید بنهایی جمال ذات میخواست و بجانب این انوار اصلا ملتفت نمیشد و دم
هل من مزید میزد و طلب شهود لا کیف میداشت یعنی طالب نور ذات بود چون حضرت شیخ نظام قدس
سره بلخ رفتند و آنجا اقامت نمودند شیخ ابو سعید قدس سره شب و روز در مفارقت وی قرار و آرام
نداشت ذکر و شغل فراموش کرده در صحرا سر بسجده و زمین گشت شبی در روضه قطب العالم بندگی عبد القدوس
گنگوهی قدس سره از در مفارقت وی میگریست ناگاه ندا از قبر وی حضرت بر آمد ابو سعید اگر طلب
خداوندی پیش نظام در بلخ برو که حامل نسبت مادیفوقت وی است حضرت شیخ ابو سعید بتاشب

و روز دوم حضرت بماند و بر شب همین مداومی شنید شب سیوم حضرت قطب العالم بصورت شخصی متمثل شد. مژدوی آمد و لیکن وی ندانست که کدام ست حضرت قطب العالم باوی گفت من ترا دعوت بلیغ برسانم پس دست وی بگرفت و بر اسپی سوار کرده بجانب بلیغ روان شدند و در تمام منزل همراه وی میبود چون بمنزل نزدیک میرسید پیشتر رفته مکانی را که مقرر کرده بود او را فرود می آورد و در منزلهای خوب خوشه‌ای جاری و درختان زیبا و مردمان خوش و اطعمه و شراب مهیا میافت و تمام شب در آن مقام بخوردن می بگذرانید و هنگی ساکنان آنجا همه شب بخدمتش قیام مینمودند و همه منتظر تمامی راه قطع کرد و چون بلخ از وی سه گروه ماند حضرت قطب العالم در معاملهٔ شیخ نظام فرمود که فرزندم شیخ ابوسعید بطلب حق پیش تو آمده است در تربیت سعی بلیغ نمائی و امانت او که با تو حواله‌اش کنی تا نوعی از حق ما ادا کرده باشی و با استقبال وی بیرون روی و تعظیم تمام آورده تا سه روز موافق امر نبوی ضیافت بجای آری بعد ازان چنان تعظیم پیش نیائی که تکبر و انانیت او زیاده گردد و چنان نیافت و بر فرمائی که نفس خوار و ذلیل گردد و چرا که اندکی انانیت در وی باقیست چون حضرت شیخ نظام را افاقت روی داد موجب فرمان باطن حضرت قطب العالم شد را استقبال و تعظیم و ضیافت کما ینبغی بتقدیم رسانید چون شیخ ابوسعید را با شیخ نظام ملاقات حضرت قطب العالم از نظر وی غائب گشت الغرض حضرت شیخ نظام بعد روز چهارم شیخ ابوسعید را در خلوت برده تمامی مقوله حضرت قطب العالم باوی باز گفت و فرمود آنچه که در روضه دست تو گرفته و در همه راه انیس تو بوده و ترا امین رسانیده حق تو حضرت قطب العالم بود بعد ازان شیخ نظام حضرت شیخ ابوسعید را شغل سه گم و سه یافتن فرمود و لیکن بورزش سه پایه تنها امر فرمود و گفت که کشائش کار تو در ین سه چیز است دوسه روز در کردن این امر مشغول باش و بشغلی دیگر التفات منما شیخ ابوسعید مدت دوازده سال شب و روز در ورزش این شغل مشغول بود شهود ذات لاکیف روی نمود و ی بتجلیات صوریه و مثالیه مسرور نمیشد و چون بمقام قلندری بود چنانکه مقصد قلندر آنکه فوق از وصل چیزی نبیند پس از دوازده سال حقیقت حال پیش حضرت شیخ نظام عرض کرد

که معلوم شد که وصول ذاتی نصیب این بیچاره نیست و در کمال حضرت مرشد نقصانی نه این شغل را
حسب طاقت خود نهایت رسانیده ام اکنون هرچه فرمان شود بر آن عمل نمایم حضرت شیخ نظام
فرمود باعث عدم وصول تو اعمال و اشتغال تست و ترا بعجب انگنده است اکنون دوای درد تو
آنست که نفس خود را بذلت در وهی بس سگی چند که فرزندان حضرت شیخ نظام برای شکار داشته
بودند با وسپرد چون چند مدت در اینا و خدمت و محافظت سگان بگذاشت بسیار از عجب و غرور ها
برخاست روزی حضرت ایشان بر بالا خانه نشسته بود باران بسیار باریده بود در کوچها و صحرا
گل و لای بسیار مینمود در آنحال شیخ ابوسعید سگان را بجانب صحرای بردناگاه سگان دیگر در آمدند
این سگان حمله کردند و دیدند بر آن و بندگی شیخ ابوسعید از قوت حمله آنان بپیفتاد و ریسمان آنها
از دست بگذاشت کشان کشان در آنگل و لای پس آنها غیرنده میرفت و تمامی جسد و لباس وی از گل و
لای آغشته شده بود در آنوقت در دل وی گذشت که خداوندا یک بنده تو شیخ نظام است که همه
عالم خاکپای وی را سرمه چشم خود ها میسازند و یک بنده من که بدین خواری گرفتارم همانا عنایت
از عنایت حق عمودی از نور سرخ از عرش تا ثری بر وی جلوه گر گشت بعد ازان عمود نوری منبسط
گرفت تمام افراد عالم را محیط شد پس آن نور هم در آن بصورتی لطیف نورانی متمثل گشته بوی گفت
که موسی سوال رب ارنی برای رویت من ازمن کرده بود که برخ لن ترانی مجروح گشت و محمد مصطفی
صلی الله علیه وسلم در شب معراج مارا دید که در عالم کون آمده ازان نور انی ما زاغ تغییر فرمود و ترا
این دولت رائگان یعنی مفت نصیب شده غنیمت شمر حسرت مخور چون بندگی شیخ ابوسعید ادراک
فارستان گل و لای این گل بشگفت حضرت شیخ نظام که در آن حین بر بالا خانه خویش بود بر آن
امر مشرف شده بیاران خاص که در آنحل شرف حضور داشتند خطاب کرده فرمود به بینید که پسر زاده
مرا بکدام عمل وصول حق حاصل گشت و در خارستان گل مقصود بشگفت و عشرت دو جهانی بدست
آمد پس بعضی مردم را فرستاد تا ویرا ازانجا برداشته در خانقاه آورده بر چارپائی بغلطانیدند
چون بندگی شیخ ابوسعید را افاقت رو داد تمام در و مدا و خویش پیش حضرت شیخ نظام بعرض رسانید

آنحضرت خیلی خوشوقت شده فرمود که در حوالی رشرب بلایت محمدی را ابتدائی لاهوتست مبدل کباد و انتهای ناسوت
محمدی که آخر لاهوتست ولی مع الصدقت مخبر نبوت هنوز بر اصل دولت است اکنون نهضت این سگ را بگذار و بشغل پایه
سعود و اشتغال نمائی بعد ازان بندگی شیخ ابوسعید باز باین شغل اشتغال ورزید زیادت بسیار جد و جهد بکار
و چون کمه آن لذت مشاهده مذکور در رگ و پی و استخوان وی سرایت تمام داشت دیرا ز بنقام مترقی شدن
نمیدانم هر چند که سعی بسیار نمود بر تو انبقام که حضرت شیخ بآن اشاره فرموده بود نرسید حقیقت حال بحضرت
وی معروض داشت آنحضرت فرمود که اکنون علاج مرض تو آنست که همه ریاضت را بگذاری و بآسایش و
آرام و بسیر خوردن و شاهیدن و غیر ذلک مشغول باشی اگر دوست بر جد و جهد تو رحم نفرمود
روی مطلوب اصلی که از انتهائی مقامات محمدیست نموده شاید که بر کاهلی تو نظر کرده محض براه موهبت
ذاتی خویش بر تو این دریسته بگشاید پس بندگی شیخ ابوسعید بموجب فرمان پیر چنان کرد تا چند مدت
بر منوال بگذرانید شبی شخصی چیزی از قسم سرود با لحن خوش میگفت آن در دل وی چنان اثر کرد
که دیرا از وی ربود و در آنزمان نوری از بوارق ذات بر دلش تابان و لمعه از جمال لی مع الله
جلوه نمود و در همان ساعت از نظرش مستور گشت چون اندکی از ان حال فرو شد بجناب حقتعالی عرض نمود
که خداوندا ملکه ایحالت واقعه ارتمام مرا بروی هر وقتی که دل بخواهد کی میسر آید فرمان شد وقتی که تو
بمیری چون وی حضرت بلا واسطه از معشوق حقیقی ما موگشت آنمعه بمرگ شده در حال برخاست و
بشغل سه پایه باشد و مدت و تحت و فوق و جمیع شرایط دیگر بشدت تمام مشغول گشت و قصد کرد که
دم را هرگز نگذارد تا آنکه همه چون یکپاس بدین طریق بگذشت نور عالم اطلاق بکلیت مطلقه خود
بروی ظهور نمود و ذات هستی او را مراج ساخت و سرا لی مع الله نقد وقت آمد و مقیه مطلق گشت
و عجب چنانکه دیوانه معهود قطب وقت حضرت شیخ مسعود قدس سره بآن اشارت کرده **بیت**

رفت ز مسعود یک جمله صفات بشتر ۲ چونکه همه ذات بود باز همان ذات شد ۲ و چون شیخ ابوسعید
بمقام اطلاق ظاهر گشت دیرا از تقید رهانید و بر نگ اطلاق اتصاف او عقل جزوی او را تمام
نمود و آنگاه بسبب بی اختیاری دم وی بقوت تمام رها شد و بضرب دم پهلوی مبارکش بشکست

و تمام شکم وی از خون پر شده و آن حضرت دو شبانروز مغلوب الحال ماند و شب سیوم اندکی افاقتش روی
نمود دید که پهلوی وی شکسته است و تمامی شکمش را از خون شکرانه حق بجا آورد و گفت الحمد لله که پهلوی من
راه دست شکسته و جامهٔ خدا آشنا از جانب حق بوسیله فرمان شد که ای ابوسعید چون تو جان خود را در راه ما
باخته اکنون من ترا از سر نو زنده میسازم و بر صحت میرسانم بگیر این دو را از دست من و هر دو خود بکشا وی حضرت
هر دو خود بکشاد دید که دست غیب دو را در حلقش ریخت چون آن دو را در شکم وی قرار گرفت بفور تمامی خون
شکم رفت و پهلوئی درست گشت و اندکی از اثر جراحت باقی نمانده بود و از جانب حق تعالی بخوردن گوشت مرغ
ماموز شد وی حضرت بامر حق چند روز گوشت مرغ خورد و صحت کلی یافت چون حضرت شیخ ابوسعید همه احوال
خود من و عن بخدمت حضرت ایشان عرض نمود آنحضرت فرمود که هنوز ملکهٔ حضور تو صاف نشده است روزی چند
در مجاهده باش تا حقیقت سیر نزولی بر تو جلوه نماید چنانکه کیفیت سیر عروجی را مشاهده کردی و در سیر نزولی
حضرت ویرا بمراقبه هوا امر فرمود چون وی در مراقبهٔ هوا مشغول گشت جسم وی صفت روح گرفت
بلکه عین نور تنزهی گشت پس حضرت شیخ نظام قدس سره بندگی شیخ ابوسعید را قدس سره جمیع امانت پیران
با خرقهٔ خلافت و اسم اعظم حواله نموده نائب کل و جانشین خویش گردانیده بجانب قصبهٔ گنگوه که وطن آباء
اجداد وی بود رخصت فرمود و در مرآت الاسرار است الغرض حضرت شیخ ابوسعید از خدمت
شیخ نظام قدس سره مرخص گشته در قصبهٔ گنگوه آمده بر مسند سجادگی قرار گرفت لیکن خود را در لباس
گمنامی مستور میداشت چون حضرت شیخ محمد صادق بشرف بیعت مشرف گشت غلغلهٔ ولایت وی
در اطراف عالم افتاد و طالبان از هر دیار روی ارادت بر آستانه وی آوردند جم غفیر از فیض
نسبت وی بهره وافر برداشته و تولا بوی نموده بدرجهٔ تکمیل و ارشاد رسید و وی عمر دراز یافته در
قصبهٔ گنگوه مدفون گشت و سن وفات وی ملتظر نیامده و وی پنج خلیفه داشت شیخ محمد صادق گنگوهی
شیخ ابراهیم رامپوری شیخ محب الله الهآبادی شیخ ابراهیم سهارنپوری شیخ خواجه باقی رحمة الله علیه
و علیهم اجمعین **ذکر حضرت خواجه محمد معصوم رحمة الله تعالی علیه صاحب**
زبدة المقامات مینویسد خواجه محمد معصوم فرزند ثالث حضرت ایشانند ولادت ایشان در

حدود سنه هزار و یازدهم شهر شوال هجری بوده حضرت ایشان قدس الله سره العزیز میفرمودند
قدوم میمنت لزوم محمد معصوم یعنی ولادت او ما را بس مبارک و همایون آمد که بعد از تولد او بخنیه
ماه بملازمت حضرت خواجه خود مشرف شدیم و دیدیم آنچه دیدیم و قت دیگر تعریف علو استعداد این
فرزند ارجمند نموده فرمودند که از محمدی المشرب است و نیز آنحضرت در مکتوبی که از قندهار
محمد معصوم چه نویسید که وی بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصه محمدیه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیة و نیز سر زبان شریف راندند که از اقتضای علو استعداد او بود که در ایام
سالگی بجامعیت استعداد و حقیقت تجلی ذاتی و حرف توحید لب کشوده و میگفت من آنم آنم
و من زمینم و من فلانم و من فلانم دیوار حق است بیت چون نیکو گزینند تا بود * نام جمله
چیز یوسف کرده بود * آنگاه فرمودند در بنظریق پیروان برآرند و نساء و صبیان در وصول
انوار فیوض متساوی ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم حضرت ایشان مشیت
بنا بر مشاهده بلندی استعداد و آثار رشد و رشاد که از این فرزند در ایام طفولیت و صغیر سن مشاهده
مینمود نظر عنایت شامل حال او مبذول داشتند و منتظر ظهور کمالات خفیه که در نهاد استعداد او مودع بود
میفرمودند که چون علم مبدا، حالست از تحصیل آن چاره نبود از نهجیت تحصیل علوم از معقول
و منقول نیز دلالت مینمودند و از کتب دقیقه علمیه بقراة صفحه صفحه و ورق ورق امر کرده میفرمودند
باید زود از تحصیل این علوم فارغ شوید که ما را با شما کارهای عظیم است تا بتوجه شریف بحضرت
این نور دیده ولایت نیز چون بر ادران بزرگ خویش در رشا نزده سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت
و اگرچه در ضمن تحصیل قال در تحصیل حال و تنویر بال نیز گرم میبود اما بعد از فراغ ازان بهگی خود
متوجه این گردید تا بعنایت الله سبحانه از احوال و اسرار خاصه والد بزرگوار خود رضی الله عنه بهره
فراوان گرفت بل مخلصان امیدوارند که بحکم واقعه که این مخدوم زاده دیده اند و از والد بزرگوار در
تعبیر آن اشاراتی بمرتبه تطبیب یافته با نیمرتبه والا برسند و آنواقعه اینست که بعرض اشرف حضرت ایشان
رسانیده اند که من از خود نوری یافتم که تمام عالم ازان نور منورست و آن نور در هر ذره از ذرات عالم سا

است چون آفتاب اگر آن فرو رود عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت داده فرمودند که تو طلب
وقت خویش مینمودی و این سخن را از من باور دار الحمد لله که بکثیر از مؤلف کتاب مذکور گوید مخفی نماند
که این مختصر و مزاوده را غایة الاطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود جهة آن بعضی که داخل در مکتوبات
گردیده و جهة غیر آن از اسرار خاصه که در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنوده اند و بعضی را از آنها
در بیاض خاصه خود نسبت فرموده چون باین بنده نظر عنایتی داشتند و محرم میدانستند اکثر آنها را
بخشیده بودند و مقل اجازت فرمودند و بعض از ان در احوال حضرت ایشان است تحریر یافت و
هر چه از آنها جناب که افشار را بینی نامد از بعض آخر که توان اظهار نمود این برکات بیحگانه تبرکا
منتفعه
تحریر می آید ب مراد از روضه بودن قبر که در حدیث آمده القبر روضة من ریاض الجنة آنست که عجبی و
درستی که میان آن بقعه قبر و جنت بوده مرتفع میگردد و هیچ حجابی و مانعی میان آن هر دو مقام
نمیماند گویا آن بقعه فنا و بقائی بجنت پیدا میکند فافهم و هذا معنی قوله صلی الله علیه وسلم بین
قبری و منبری روضة من ریاض الجنة این قسم روضه اختص خواص است دیگر انرا از نور انیت ایمان
گیرند می از جنت در آن بقعه نامه میشاید ب حیاتی که بشنا، دینوی تعلق دارد دو چیز مطلب است
حرکت و حیاتی که بهر نوع متعلق است محض حس است بی آنکه با وی حرکتی بود حق سبحانه حاکم مطلق است
و موافق هر محل حیاتی داده و در هیچ از حس حاجز نیست تا نماز و تلاوت و صورت متحرکت هیچ در کار نیست ب
علمی که عبارت از انکشاف است دو قسم است قسمی است که با انکشاف احاطه بود و قسم دیگر آنکه محض انکشاف است
علمی که بمکن تعلق گیرد داخل قسم اول است و علمی که بواجب متعلق شود از قسم ثانی است و این علم را
ادراک بسیط گویند و نشان عدم احاطه آنست که کیفیت در درک نمی آید و رؤیة اخروی
مثال قسم ثانی از علم است که آنجا محض انکشاف است بی آنکه کیفیتی معلوم شود و چگونه معلوم شود که
در آن حضرت کیفیتی نیست تعالی شانه ب در مقام رضا که فوق مقام حب است دو اعتبار است اعتبار
اول رضای حق است از عبد و اعتبار دوم رضای عبد است از حق عز شانه اعتبار ثانی فوق اعتبار
اول است چه اول رضای حق است بعد از ان رضای عبد کما قال سبحانه رضی الله عنهم و رضوا عنه

ب روزی حضرت ایشان کریمه اِنّا کُنّا نَستَنسِخُ ما کُنتُم تَعمَلُونَ را خوانده فرمودند عاملی کرام از ین استنساخ استنساخ ملک مراد میدارند و سما و را مجازی میگویند اما مرا روزی در حین تکرار این آیت بر دل گذشت که آیا و انگه او تعالی استنساخ را بخود نسبت داده حقیقی خواهد بود متوجه شدم بشهود گشت که در ان مرتبه استنساخی روا نی استنساخ ملک ثابت است مخدوم مراده گویند من معروض داشتم که آیا استنساخ امتیه مخصوص بعض اشخاص است یا عام است فرمودند مخصوص مخصوصان است که میان او تعالی و ایشان امور می میگذرد که میخواهد که ملک را بران اطلاع ندهد ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰهِ یُؤتِیهِ مَن یَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ سزانکه او تعالی از بعض خاصان خویش کرامات بین را دیدار نماید که همین شاه رحمة الله علیه در مفتاح التواریخ است میلادش در سنه سبع و الف و عمرش اثنی و سبعین و وفاتش در سنه تسع و سبعین الف است

ذکر آن مرمجرد حان تیغ فراق را حکیم حاذق قطب وحدت شیخ المشائخ بندگی شیخ محمد صادق بن شیخ فتح الله گنگوهی الحنفی قدس سره برادر زاده و خلیفه مطلق و جانشین برحق قطب الاقطاب بندگی شیخ ابوسعید گنگوهی الحنفی بوده در ذوق سماع و بدد و سوز عشق نظیری نداشت در اقتباس الانوار است سبب ارادت آوردن شیخ محمد صادق در خدمت شیخ ابوسعید نقل متواتر از پیران ما چنان بثبوت پیوسته که چون شیخ ابوسعید از خدمت شیخ نظام رخصت گرفته در قصبه گنگوه آمده بر مسند ارشاد نشست و لیکن خود را از اغیار پوشیده میداشت در آن ایام شیخ محمد صادق نوجوان بود و جمال با کمال داشت روز عید جامهای فاخره پوشیده بسلام عم بزرگوار خود بنده گی ابوسعید بیامد وی حضرت بحاضران مجلس خود فرمود که نور ولایت جود را در جبین این پسر کتابان می بینم و بعد ازساعت دل و بر اکمنده جذبه باطن کشیده و در حال در دل شیخ محمد صادق ارادت پدید آمد و بخدمت وی حضرت ارادت آورد وی حضرت او را بشغل نفی و اثبات و اسم ذات امر نمود و پس وی بموجب امر وی حضرت شب و روز بورش ذکر مشغول گشت چون مادر و پدر وی قدس سره بر این امر اطلاع یافتند گفتند شیخ ابوسعید پسر ما را بیخود از کار دنیا بیکار و معطل میگرداند چون این خبر بشیخ ابوسعید رسید وی حضرت بشیخ محمد صادق گفت

حضرت صاحب قدوسی

که پدر و مادر تو چنین میگویند ارادت تو چیست وی گفت که بنده را چه اختیار ارادهٔ من آنست
که حضرت پیر دستگیر آن اشارت نمایند و من جزوات با یکبات شما چیزی دیگر از دنیوی و اخروی نخواهم
بلکه رویت حقتعالی اگر هم بصورت حضرت پیر دستگیر خواهد شد خواهم دید والا آنرا نیز نخواهم بقول
مثل قول حضرت گنجشکر است که فرموده اند اگر خدا تعالی مرا در روز قیامت جمال باکمال خود بصورت
پیر من خواهد نمود خواهم دید والا چشم بدآنسو نخواهم کشود و همچنین حضرت سلطان المشائخ فرمودهٔ
چنانچه مولوی محمد اسمعیل شهید رحمة الله علیه که باستصوابی جناب مخدوم سید احمد صاحب قدس الله
سره کلام ایشانرا بزبان فارسی در آورده کتابی پرداخت و موسوم بصراط المستقیم ساخت در هدایت
سالکه کتاب مذکور که درین جزو عشقی است مذکور است افادهٔ سیوم از جمله آن شدت تعلق قلب است بشیخ
خود استقلالاً یعنی نه بآن ملاحظه که این شخص نادر دان فیض حضرت حقسبحانه و وسطه هدایت اوست
بلکه بحیثیتی که متعلق عشق همان میگردد چنانچه کمی از اکابر بهمین طریق فرموده اگر حق جل و علا دیگر بسوی
من تجلی فرماید هرآینه مرا باو التفات دیگر نیست انتهی راقم گوید مصنف درینجا طریق ثالث وصول
الی الله تعلیم میفرمایند که آن فقط رابطهٔ القلب بشیخ خود است بقول مولانا شاه ولی الله که طرق الوصول
الی الله ثلثة وثالثها الرابطة بشیخه و بقول حضرت مجدد ذکر تهانی را بطه موصل نیست در رابطه تهانی
التزام ذکر موصل است بتفصیل این سخن در مسئلهٔ تصور شیخ گذشت انتهی الغرض چون حضرت شیخ ابوسعید
قدس سره دانست که شیخ محمد صادق در اعتقاد و محبت صادق است و در طلب مولی مستحکم راسخ
فرمود با شیخ محمد صادق از مادر و پدر خود آزادی درخواه تا ترا حق خود بخشند و در راه خدا واگذارند
پس بنابر گی شیخ محمد صادق بموجب امر پیر دستگیر بخدمت مادر و پدر رفته استرضا و شان نموده از حق خود
ذمه خود فارغ ساخته بالکلیه بمجاهده و ریاضت مشغول گشت چون مدت او راد سعی و مشاهده و گشت
و واقعات ملکوتیه و خیر و تیه بروی ظهور نمود و چون حوصله وسیع و همتش بلند افتاده بود بجذبات آن
تجلیات التفات ننمود و جویای مشهود حضرت لایکیف والاشتمال بود روزی از زردنا بانت مطلع
حقیقی پیش پیر روشن ضمیر حضرت شیخ ابوسعید قدس الله سره شکایت کرد و گفت مرا شغل چه گیرد و مستغرق

تحقیق فرمایند شاید که بایمن دو کلیه سعادت سرمد او من بگشاید و جمال مطلوب روی نماید بنده
شیخ ابوسعید فرمود که با بامحمد صادق صد مختی که در راه خدا کشیده ام همه آنرا بنام تو کردم
ان شاء الله تعالی تراروزی فتح باب مطلوب حقیقی خواهد شد پس حضرت شیخ وی را مشغول میگردم و
سه پایه و امثال ذلک همین تلقین فرمود و گفت چند مدت سه پایه را بکار بر و با محنت و مجاهده بر
خود بند پس حضرت شیخ محمد صادق در روز شش سه پایه لیلا و نهارا مشغول بود و از حرارت طلب مطلوب
بگریه می آمد که ناگاه سلطان عشق بر دلش تاخت و جلوه نسبت محبوبی نقد وقت وی گشت
و از رسوم بشریت و صفات انانیت در روی چیزی باقی نگذاشت چون حضرت شیخ محمد صادق
باذن شیخ ابوسعید قدس الله سره بجای او بمسند سجادگی قرار گرفت صیت ولایتش از اقطاف اقالیم
رسید نور هدایتش عالم را محیط گشت خلائق روی نیاز بدو آستانه وی حضرت آورد و خلقی کثیر
بفیض تربیت وی بمرتبه تکمیل و ارشاد رسید و بشیر نذیر ان بدلالت حضرت رسالت پناه صلی الله
علیه وسلم بخدمت رسیده شرف بیعت یافتند و بمرتبه هدایت و ارشاد رسیدند و وی حضرت شیخ
محمد صادق میگوید که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم ردای نور بمن عطا فرمود و گفت این ردا
مقتضیست دیگر با و خلافت و نیابت مطلقه من بحق این نیکو نگاه داری که شمر دوام شهود دائمی محمد
مقام شیخیت و ارشاد که نوازیم بکمال خوبی بجا آمد همین روایت است و حضرت مرتضی علی کرم الله وجهه تیغی از نور
خالص بمن بخشید و گفت که این مقتضی خلافت و نیابت مطلقه است که بتو دادیم و روحانیت شیخ
ابوسعید آئینه از نور سرخ و سفید و در غایت صفا بمن عطا فرمود و فرمود که این آئینه
صورت عالم کلی است که بتو مرحمت نمودیم و آیات و واقعات و کیفیات کشفیات بندگی شیخ محمد صادق
در ترکیب ورزش شغل سه پایه و اقتباس انوار مفصل مرقوم است این مختصر گنجایش آن
ندارد محمود ابن محمد عالم منقولات سید السادات حضرت شیخ ابراهیم الحسنی الحشتی القدوسی
مراد آبادی را قدس سره و نیکو کتابت او در رساله کشف الاسرار نام نهاد مولف رساله نامبرده منقوله
چهاردهم میفرمود که وقتی در آنحضرت شیخ آدم بنوری غفر الله له در قصبه پائل بطریق سیر آمده بود و قصد

همراه ایشان بود روزی در آن قصبه در مسجدی همراه یاران ایشان نشسته بودم که یکبارگی مردی
که نور هدایت و اثر ولایت جبین مبارک او مبین بود و از لباس جنت اساس حلهای بهشت با وی آمدند
با جمال کمال منور بنور عنایات ایزد متعال چون آفتاب که از مطلع انوار برآید از عروج هوا نورانی نمود ارشد که
مثل شهاب ثاقب از هوا می آمد تا بر در آن مسجد از هوا فرود آمد توجه بر من فرمود از دیدن جمال با کمال آن آفتاب
معانی مست و مدهوش شدم هر چند نزد یکتر می آمد حال من متغیر میشد تا که جمیع عالم از نظرم پوشیده شد مگر آن روی
زیبا پیش بعد از ان بخطاب و لکش و کلام جان بخش مرا مخاطب ساخت که فلانی تو در اینجا چرا نشسته تو
ازان مائی اینجائی تو نیست برخیز و بیا همراه ما شو چنانکه گوید بیت در دیر راز دم من زدرون ندا برآمد
که بیا بیا عراقی تو نه خاصگان مائی ۴ گفتم شما کیستند فرمودند چشتی ام گفتم اسم شریف حضرت چیست فرمودند
ناظر محمد و در ظاهر نام آنحضرت محمد صادق بود لیکن هر ولی دو نام دارد یکی در ظاهر نزد خلق و دوم در باطن
عند الله نام آنحضرت ناظر محمد بهمان نام خود را بستود و چونکه بعد ادراک شرف ملازمت آنحضرت روزی در
یاران مذکور بود که مقرر است که هر ولی را نام میباشد یکی در ظاهر نزد خلق و دوم در باطن عند الله و
نمیدانم که نام حضرت پیر در باطن چیست پس باری در وقت خلوت با آنحضرت بهمین عبارت التماس
نمود و سوال کرد که نام حضرت در باطن چیست فرمودند ناظر محمد پس حکم آن محبوب بانی بر خاستم
تا همراه آنحضرت شوم چون آنحضرت روح پاک منزه از قید آب و گل بود چنانچه از هوا آمده بود همان
طور باز بهوا عروج نمود و برفت و من چون مقید بقید آب و گل بودم نتوانستم که چون پروانه بر شمع
جمال آن آفتاب معانی پرواز نمایم و همراه آنحضرت در هوا در آیم قدمی چند بر زمین عقب آنحضرت
برفتم چون بدر مسجد رسیدم چوبی که بر در مسجد برای دفع چهارپایان نهاده بودند بر آن چوب
زور از سینه میکردم و هوش نداشتم که آنرا از دست دور کنم یا بزیر و بالای او شده بروم باران
چون این معامله دیدند دانستند که بیخبر است دویده مرا گرفتند و همدران مسجد بنشاندند بعد ساعتی که
بهوش باز آمدم چنان هوشیاری روی نمود که گوئی آن جذبه در سرم نبود جز گریه و زاری روی
نمود و در آرزوی دریافت ملازمت آن دریای معانی مثل ماهی بیتاب ماندیم از شیخ آدم چشت

شده بهر جا بهر شهر و طلب آن ذات پاک دیدم بعد چند روز رفته رفته در قصبه گنگوه رسیدم
در سواد قصبه شریف شخصی را بر زراعت خود ایستاده دیدم از آن کس پرسیدم که در این شهر کسی در ویش
صاحب کرامت هست گفت آری درویشی هست بسیار بزرگ اهل نعمت هست خدا رسیده بلکه دیگران را
بخدا رسانیده باز پرسیدم در کدام محله است گفت خیشی است ازین خبر خوش شدم باز پرسیدم که چیزی از
کرامات ایشان شنیده باشی گفت روزی حضرت ایشان با جماعه یاران بسیر صحرا و شکار رسوا شده
بودند گذر بر سر این فقیر بر همین زراعت افتاد سلام گفتم جواب سلام دادند و فرمودند که فلانی تو هم
ما بیا گفتم حضرت سلامت من بر زراعت خود را قدری آب مانده ام و قدری زراعت باقی را آب
میسباید فرمودند آنقدر زراعت را که آب نداده اند خشک بگذارید و آب ندهید تمام ما بگذاردیم بعد الله
الخیر وقت برداشتن غله زمین را که آب نداده اند از زمین آب داده دو چند خواهد شد آخر شب در رکاب
آنحضرت شتابم و باز ان وقت آنرا آب ندادم وقت برداشتن غله زراعت آب نداده از غله زمین آب
داده دو چند شد پس از انجا روی سوی خانقاه آنحضرت آوردیم چون بر در خانقاه علیا رسیدیم دیدیم
همان شب اهل که در قصبه با ایل دیده بودیم همان اوصاف نشسته اند چون نظر بر انجماع بحال ما اختم مژده دریافت
دولت دیدار خوش وقت شدیم و بمجرد دیدن بشناختم و چون ذره رقص کنان بپای بوس آن آفتاب
هدایت و ولایت بشتافتم همو نوقت این فقیر را بپای تلقین ذکر و شغل در خلوت طلبیدند وضو تازه کرده در
آنحضرت حاضر شدیم بشفقت و مهربانی تمام فرمودند که فلانی در خاندان ما اول طالب حق را سه روز روزه
میفرمایند اگر تواند طی کند والا بانرک افطار نماید و در هر روز کلمه تهلیل را استغفار و درود سه هزار گانه بگوید
بعد سیوم روز آخر شب غسل نموده پیش مرشد بیاید تا مرشد او را در خلوت پیش خود با ادب بنشاند و هر ذکر که تمام
حال او مرشد داند تلقین فرماید ما شمار انجمید یم و نیز در ذکر نفی و اثبات اول معنی شریعت میفرمایند بعد
از پاره استعداد بهم میرسد معنی طریقت میفرمایند بعد ازان بهمین دستور معنی حقیقت اجازت میدهند
ما شمار اد راول مرتبه بر سر شد معنی اجازت دادیم بعده بذکر جهر مشغول کردند تا مدت دوازده
سال در انخانقاه اقامت در زیدیم و بتلقین ارشاد مرشد و مربی کامل و مکمل بواسطه آنذات عالی

صفات سلوک طریق نمودیم روز بروز سال بسال از عنایت حضرت ذوالجلال راز توجه پیر صاحب
کمال و رهی از دریای حقائق و معارف بانی برخود کشودیم تا که بانتهای عرفان رسیدیم و بشرف جالس
پیران مشرف شدیم ایضاً مقولهٔ هیچدم هم من مقولات شیخ ابراهیم مرادآبادی سفیر مودند که روزی
وقت مغرب یاران حلقه ذکر ساختند فقیر نیز داخل ذکر بود که ناگاه آواز سرد و جگردوز شنیدم مست
مدهوش شدم و برخاستم و بر سر آتش رسیدم و بهره ده دست آتش بر سر خود بیختم اما یکسر موی من
نسوخت حضرت ایشان را از میواقعه غیرت در گرفت و در غضب شده فرمودند آنچه ناکردنیست میکنند و هیچ
ناگفتنی است مانده است اگر آنهم بگویند فی الفور تعهم شرح شنیدم و من برحق ایمن و بسیار رعایت نمودیم و ندیدم
استعداد برداشت وقت ندارد این فرمودند باز رفتند و بحجره رفتن آنحضرت آن حال از من فرو شد
مدت چهار ماه آنحال عود نکرد و دانستم که حضرت ایشان از من سلب کرده اند از میواقعه نزدیک هلاکت
رسیدم روزی حضرت مخدومزاده شیخ داؤد چون حال من بغیر دیدند پرسیدند که سید ابراهیم چهره تو متغیر
مینماید باعث چیست گفتم حضرت سلامت از انوقت که آتش بر خود بیختم وقت خاص از من رفته
است معلوم میشود که حضرت پیر آنوقت مرا سلب کرده اند فرمودند آری چنین است که آنحضرت
سلب کرده اند گفتم حضرت سلامت در خاطر می آید که بر درختی بلند رفته خود را بر زمین زنم
و یا در چاهی و یا غاری افگنم تا هلاک شوم فرمودند تا من فلانی چنین کاری نکنی صبر باید کرد من سفارش
شما بحضرت پیر میکنم تا وقتی صاحبزاده التماس نمود که حضرت سلامت فلانی عرض میکنند از
آنوقت که بی اعتدالی نمودم از گرانی خاطر شریف وقت خاص مرتبه حیرت الهی از من رفته است
یقین است که حضرت پیر سلب کرده اند فرمودند آری شیخ داؤد چنین است صاحبزاده التماس نمود
که حضرت نعمت داده باز میستاند فرمودند با چه کنم که او تاب وقت ندارد سر الهی را فاش میکنند
از بخت پیران ما قدس سره تا مدت دوازده سال بلکه زیاده ازین مجاهدات و ریاضات شاقه
فرموده اند تا وسعت حوصله استعداد برداشت وقت و حفظ مراتب حاصل آید انگاه بر حال
طالب متوجه میشوند و اسرار و انوار الهی را بوی می بخشند من برحق ایمن و بسیار رشنائی کردیم مخدومزاده

باز التماس نمود که حضرت طالب صادق است مبادا خود را هلاک کند فرمودند با باد حق طالب دریغ ندارم
لیکن طالب را استعداد و ضبط حال و حفظ مراتب ضروریست که احکام شرع شریف برجا ماند و از روی صاحب
شصت و نهم شیخ داود التماس نمود که حضرت سلامت هرگاه چنین مرتبه عالیه عطا میفرمایند باستعداد داود
چقدر کار است هم مرحمت فرمایند چون صاحبزاده مبالغه نمودند حضرت پیر مهربان شدند و فرمودند که شیخ
داود محبت باد و برخوردار باش که در باب فقرا حسبة لله چنین مبالغ باید شد خوب برای خاطر شما امروز
وقت نماز مغرب بیرون می آییم ما را یاد خواهید و ما نیز انشاء الله العزیز سید ابراهیم مقصد خود خواهد رسید
چون وقت مغرب شد مخدوم زاده التماس نمود حضرت قطبی غوثی فرمود سید ابراهیم را الطالبیه
پیش من آمد و گفت شما را حضرت پیر طلبیده بحجره شنیدن نام آنحضرت برخاستم و بخدمت آنحضرت
رسیدم بدیدن این فقیر فرمودند فلانی است گفتم آری حضرت بسختی و زجر تمام فرمودند تو جائی که
بودی همان جا باش بجائی خود باز آمدم و همانساعت شخصی بسرعت باز رسید و گفت شما را حضرت پیر طلبیده
بخدمت حاضر شدم باز بهمان طور بسختی و زجر تمام فرمودند برو جائیکه نشسته بودی همانجا بنشین باز رفتم
همانم باز مردی رسید و گفت شما را حضرت پیر طلب میکنند مرتبه سیوم چون بخدمت رسیدم
از لطف و مهربانی تمام بسوی من نگریستند و فرمودند فلانی بنشین بحجره و قصد نشستن که هنوز زانوی
بر زمین نرسیده بودند که همانوقت رفته باز آمد و مرغ جانم بهوا مشاهدهٔ جمال حقیقت پرواز آمده و
جهان تازه بکوی دوست سر فراز آمد شب و آنحال مستغرق ماندم وقت سحر از آن معامله باز
آمدم صاحبزاده فرمودند فلانی چه خبر است گفتم حمد بیحد خدائرا و شکر بیاین که وقت رفته
برمن باز آمد ایضاً مقوله بست و یوم میفرمود که وقتی حضرت پیر دستگیر نانوته برای زیارت
بزرگی که روزهای عرس بودند تشریف برده بودند فقیر نیز همراه رکاب سعادت بود و مجلس سماع
برپا شده قوالان بسیار دور کردند و ساز نانوا خواندند از شنیدن آواز های خوش گوناگون از خود رفتم و بیدست
پیوستم و در تواجد در آمدم مست و مدهوش شدم و رائی بازار نهادم من عرف الله کل لسانه در کار گشت
از غلبه آنحال حفظ ظاهر نماند نگاه بشامت تربیت شرع شریف بر من گران آمد نعره شنجرفی عالم عظیم

شانی زدم بعد بمنزل رفت که هوشیاری یا افاقت تمام روی نمود حضرت پیر فرمودند که فلانی
بیارید بخدمت آنحضرت حاضر شدم فرمودند فلانی لاف کمال و بزرگ زده بودید باری بگویید
شما را چه حال روی داده بود واقعه روی داد آنحضرت بیان نمودم بسیار خوش شدند فرمودند
مبارک باد اینمرتبه جبروت اعلی است که تشبیه فی التنزیه و تنزیه فی التشبیه درمیان است و مقام الحق الحقیقة
است که آلهی ارنا الاشیاء کما هی سوال ازین مقام است مزید باد و هل من مزید باد اما صوفی را باید که در
افاقت ملاحظه حفظ مراتب نگاه داشت آداب شرع شریف میکرده باشد تا آن ملاحظه در اوقات
مشاهده انوار و اسرار آلهی کار آید که راز در باز انمحفه و خود را ضبط نماید که تا از کلمات شطحیات مامون
و مصون باشد که کتمان اسرار آلهی بر سالک عارف لازم و واجب است تا راز سلطان در گوش عوام
نامحرم نا اهل نیافتد که موجب فتنه و فساد است لهذا قالوا من وضع الحکمة لغیر اهلها فقد ظلم گفتم حضرت
سلامت در آنوقت من خود نبودم و از خود و از عالم خبر نداشتم که وحدت سایه کثرت آمده و وحدت
صرف جلوه گر بود چگونه نگاه داشت اینمعنی نمایم فرمودند آری چنین است امید واریم که از عنایت
الآلهی بتدریج استعداد اینمعنی خواهد شد که در عین رعایت حفظ مراتب کما ینبغی میسر خواهد آمد رزقنا الله
و جمیع الطالبین و فات بندگی شیخ محمد صادق قدس الله سره بتاریخ بیست و دهم محرم الحرام واقع شده
و فاتش معلوم نیست و مرقد مقدس وی حضرت در قصبه گنگوه است و در مفتاح التواریخ است
شیخ محمد صادق صاحب صدق و یقین و خداوند استقامت و تمکین بوده پیوسته در تربیت مریدان سعی
در سنه اثنی و خمسین و الف در گذشت و هشت خلیفه داشت اول شیخ داؤد که فرزند رشید بود دوم شیخ محمد
خلف خود از محتشمان صوفیه چشتیه بود و خلفا بسیار داشت سیوم شیخ ابراهیم مرادآبادی که مقبول
او و ذکر وی حضرت نوشته ام و چهارم شیخ عبد السبحان سهارنپوری پنجم شیخ عبد الجلیل آله
آبادی ششم شیخ جمال سانکنموضع کاچهوه است هفتم شیخ مبارک که مرید بندگی شیخ ابو سعید بود
و تربیت و خلافت ازوی حضرت یافته است هشتم شیخ یوسف است و او نیز مرید بندگی شیخ ابو سعید
بود و تربیت و خلافت ازوی حضرت سید است و شیخ نظام تهانیسری را دیده بود قدس الله تعالی اسرارهم

وکرآن در خلوت گفت کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف لاجرم رازآن قابل لا احب الآفلین مانند خلیل آمد

شیخ المشائخ هندگی شیخ داؤد قدس سره چون بندگی شیخ محمد صادق جمیع امانت یزدان باسم اعظم و خرقه خلافت و سجادگی و نیابت مطلق حواله فرزند خود بندگی شیخ داؤد نموده جانشین خویش گردانید به تربیت مریدان و طالبان امر فرموده دست خود را ازین کار بکشید صاحب اقتباس الانوار میگوید صاحب مراة الاسرار احوال جمیع مشائخ سلسله قدسیه خلفا و فرزندان شیخ عبد القدوس قدس سره در مرات الاسرار بتفصیل اجمال نوشته و چون وی کتاب مذکور در وقت صاحب قران ثانی محمد شاهجهان بادشاه بتصنیف نمود بندگی شیخ داؤد قدس سره از انوقت گرفته تا زمان محمد عالمگیر اورنگ زیب بمسند ارشاد متمکن بوده بنابر آن از احوالات وی قدس سره در کتاب مرات الاسرار بنظر نیامده میبوسید کر الحال شیخ داؤد بن شیخ محمد صادق صورة و معنی قائم مقام پدر عالیقدر خود است تعالی ذات بارکات او را بجای اباو اجداد سالهای بسیار سلامت دارد پس صاحب مراة احوال بندگی شیخ داؤد قدس سره را از بنقدر که مذکور شد زیاده نوشته دیگر صاحب اقتباس الانوار مینویسد روزی بندگی شیخ محمد صادق قدس سره در نماز فجر در قعده اخری تشهد میخواند و انگشت شهادت را بر دوست و نور از انگشت مبارکش طلوع نمود و از شرق تا مغرب محیط شد و در همه عالم گردیده باز انگشت وی آمده مستقر گشت بعد ازان وی دریافت شد از میانش روحانیت حضرت صلی الله علیه وسلم روشنائی گشته فرمود این نور که در تو ولایت فرزند تو شیخ داؤد است که سلسله هدایت وی از شرق تا غرب فراگیرد و همه عالم از نور او روشن و منور گردد و وی سجاده نشین تو باشد باید که در تربیتش سعی بلیغ نمائی بندگی شیخ محمد صادق بموجب اشارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم از انجا توجه متوجه تربیتش بود و در لحظه و لحظه مراد را بجانب ترقیات جذبه و الهیه میفرمود تا که در اندک مدت او را بمرتبه کمال و تکمیل رسانیدند و شیخ داؤد قدس سره راه شغلی که روی مینمود وی حضرت از غایت وسعت حوصله و بلندی مشرب بر آن قناعت نمیکرد و دلیل او لا احب الآفلین گفته قدم در طلب مشاهده ذات بیچون می نهاد و توجهاتی و جهت وجهی للذی فطر السموات خصال خود نموده نعوذ بالله من مزید میزد و فریاد و الا من المشرکین می برآورد و ذات خود را در ریاضت

چشتیه صابریه قدوسی

وبمجاهده واذکار وتهلیل موجب تلقین بمراعات لیقدر خویش مصروف میفرمود چنانچه ابتدای روز وقت
صبح تا یکپاس بذکر جهر بطریق نفی واثبات واسم ذات اشتغال می ورزید بعد ازان تا نصف نهار در
حبس دم بانفی واثبات مشغول بقلبش مشغول میشد وقت نیمروز چهار گهڑی قیلوله مینمود وچون
از خواب بیدار میشد نماز ظهر ادا کرده در حجره در آمده تا نماز عصر بشغل سه پایه وسیر وجود اشتغال مینمود
بعد از نماز عصر تا مغرب بشغل صلوة ومطلق قیام مینمود از نماز مغرب تا عشا بخدمت پیر دستگیر بدر روشن
ضمیر اخذ علوم لدنیه ومعارف غیبیه مینمود وچون از عشا فارغ میشد باطهارت مستقبل قبله بمحراب
شمال وپا بسوی جنوب نموده در انتظار شهود مطلق چهار یا شش گهڑی بشغل طیر بعد ازان بخاسته بطهارت
کامله کرده چهار رکعت نماز تهجد ادا نموده بشغل سه پایه تا صبحدم مشغول میماند اکثر اوقات از نیمشب کم و
بیش دم را حبس میفرمود و در وقت صبح میگذاشت وی حضرت دریکدم سه پایه را بطریقی که در وی اسم
ذات نه بار گفته دانه تسبیح می اندازند تا سیصد نوبت میرسانید که حیات وجودش بالمل گشته عین بحر ذات
لاکما بگشت بتقیید باطلاق پیوست وگاهی چون بمیزور استراحت میفرمود تا وقتیکه خواب مستولی نشده
خود را بشغل غوثیه مشغول میداشت وهم صاحب اقتباس الانوار گوید وی آنست که بندگی شیخ داؤد
قدس سره که در عهد صاحب قران ثانی محمد شاه جهان در دهلی برای زیارت پیران چشت تشریف
آورده بودند ومرشدی ومخدومی حضرت شیخ سوندها قدس سره از دهلی شرف تشریف آورده
وبتقریب ملاقات محمد شاه جهنل باتفاق افتاده واز انحضرت پرسید در طرق وسلاسل مشایخ که ای
سلسله بهتر است ودران مجلس سر پائی حضرت شیخ احمد سرهندی نقشبندی شیخ ابو سعید قدس سرهما
نیز حاضر بود حضرت شیخ داؤد قدس سره مرسوم سلطانرا بطریقی جواب داد که در همه طرق افضلیت
طریقه خویش ثابت است پس ازان گفت همه کرم عاشق شمع اند ولیکن از ترس جان تاب سوختن ندارند
پروانه در محبت وی جان بی اختیار است که وجود خود در میان نمی بیند در بحر شهود ذات خود را
فدائی او میگرداند بشرف اتحاد ویگانگی مشرف میشود بخلاف کرمان دیگر که بوی یگانگی
واتحاد بمشام جان شان نمیرسد یعنی سالکان چونکه در قید حفظ جان گرفتار اند بتجلیات صوری

و معنویه قناعت میدارند بخلاف عارفی که پرواند ذاتی خود را در شعاع انوار شمع ذات بحت مستهلک
عین نور میگردد بلکه او نمیماند بجز در سماع این جواب محمد شاه جهان را رقتی در گرفت و گفت الحق ما همچنین ایم
که حضرت ایشان میفرمایند صاحب رساله کشف الاسرار مینویسد در مقوله سی و دوم است
که میفرمودند حضرت شیخ ابراهیم مراد آبادی رقتی در میان مخدوم زاده حضرت شیخ داؤد و شیخ یوسف که از اکابران
آنحضرت و عارف ربانی بوده در راه سلوک خیلی مجاهده مذاکره واقع شد مخدوم زاده میفرمودند که
اول قدم مرتبه ملکوت آلهی که بر سالک کشف میشود از عرش تا فرش جمیع موجودات و کل کائنات را وجود واحد
میداند دمی بیند غیر و غیریت در نظر وی بالکلیه مرتفع میگردد و نیز کشف بر آفاق و انفس معا در یک آن واقع میشود
چون شیخ یوسف را باین نوع مرتبه ملکوت مکشوف نشده بود چرا که هر سالک را بوجهی دیگر موافق
استعداد وی این مراتب مکشوف میشوند و خاطر ایشان محال نمیپذیرد و قبول نمیکردند که اینقدر چگونه شود و آخر
بعد رد و بدل بسیار اتفاق بر این فقیر افتاد که آنچه فلانی گوید ما را قبول است که او کاشف و عارف این امر
است چون رقتی شیخ یوسف و ما یکجا شدیم شیخ یوسف گفت فلانی شنیدید که شیخ داؤد چه میگوید گفتم بلی
گفت میگوید که اول قدم مرتبه ملکوت آلهی بر سالک کشف میشود از عرش تا فرش جمیع موجودات و کل
کائنات را وجود واحد می بیند گفتم راست میگویند گفت شما از کجا میگویید گفتم از خود میگویم که
عالم ملکوت بر من بدین نوع مکشوف گشته و بخدمت حضرت پیر گذرانیدم حضرت ایشان قبول داشتند
و پسند فرمودند که منسخن حق است باز گفت خوب این خود باشد اما کشف آفاق چگونه شود این خود
ممکن نیست و از جمله محالات است گفتم این را از زبان حضرت مخدوم زاده میشنوم اگاه چیزی بگویم که
بر این کشف نشده است چون مخدوم زاده شیخ داؤد و ما یکجا شدیم از صاحبزاده پرسیدیم که شیخ
یوسف چنان میگوید که مخدوم زاده میفرمایند که کشف آفاق در یک آن معا واقع میشود و اینچه بطور است
فرمودند این نوع خاص حضرت پیر دستگیر است که بر حضرت ایشان شده است و دیگر کس را از یاران نشده
است و بحال عقلی است گفتم حضرت چه طور شده بود بیان نمایند فرمودند که اول کشف انفس روی
داد و بعد ازان انفس آفاق بوجود آمد و بر آن نیز علم و شهود و حدت وجود حاصل بود در آنحال

کشف النفس نیز افاق بود پس کشف آفاق متعاوریک آن واقع شد گفتم راست میفرمائید ممکن هست
لیکن نهایت نادر و نازک وقت هست هر کس قابل این نیست که بر وی وارد شود اما واقع اول در
خاطر شیخ یوسف آمد و قبول نکرد پس خبر این مذاکره بحضرت پیر رسید و قتیکه از دولتخانه بیرون آمدند پیر
که در میان شیخ یوسف و شیخ داؤد چه مذاکره بود عرض کردم که حضرت سلامت شیخ داؤد چنین میگویند
فرمودند شیخ یوسف چه میگوید گفتم قبول نمیکند پس بر خاست شیخ یوسف آوردند و فرمودند شیخ یوسف تو
در این چه اشکال داری گفت حضرت در این اشکال تمام هست هیزده هزار عالم از عرش تا فرش چگونه یک
وجود نماید این واقعه در فهم من نمی آید فرمودند این مرتبت اسرار الهی است درک عقل و فهم نیست تعلق بکشف دارد شیخ
یوسف گفت نه در فهم علما و فضلا که در میان اولیا و روزگار اند می آید تو خود دیگر هستی فهم تو چه کار کند شیخ
گفت حضرت سلامت مثالی در این عالم بر این واقع باید تا بدان فهم بگشاید فرمودند مثال این واقعه از
درخت عشر این درختی هست که از یک تخم بر آورده و بر این درخت هزار اشجار خاست و بر آن اشجار خها هزاران برگ است
و هزاران هزاران برگها و بر هر برگها هزاران گلی است و از هزاران گل هزاران ثمر بر آمده اند پس این همه
شاخها و برگها و گلها و ثمرها هر یک را علیحده درخت نمیگویند بلکه مجموع این را یک درخت میگویند همچنین
بطور وحدت وجود هست که از یک وجود هزاران اشکال و صور غیبی و اعیانی بر آمده اند و در حال کشف
حقیقت در نظر سالک همه راجع باصل خود میشود و غیر و غیریتی و غیردانی کلی از نظر وی مرتفع و منقطع
میگردد چنانچه گوید بیت هست کمال مرد در راه یقین * در هر چه نظر کند خدا را بیند * پس از ان فرمودند
فلانی تو بگو واقع اول از مرتبه ملکوت را بیان نهج که گذشته بود بیان نمود شیخ یوسف اعتراض
کرد و گفت در آن وقت رنگ کونی هم در میان بود یا نه گفتم آری بود اما مغلوب رنگ حقیقت بود گفت
چه بینند حضرت سلامت میگوید رنگ کونی در میان بود این چگونه شود حضرت پیر فرمودند
همچنین هست که در کشف ملکوت رنگ کونی باقی میماند اما مغلوب و اگر رنگ کونی نماند بالکلیه بر خیزد
پس آن ملکوت نبود بلکه جبروت بود چنانچه ما در کتاب شهود یه خود در بیان این مرتبه نوشته ایم که تا
مجاز در میان هست از پوست نگذشته و بواسطه لفظ معنی نه پیوسته حروف بنور معنی نمود

در هر مرتبه توقف نشاید چون خلیل العدلا احب الافلین باید بازفرمودند پس سه مرتبه چون کشف شده بود گفت حضرت سلامت نرنگ تعین غیبی بصورت نسا که در غایت حسن و لطافت شده بود فرمود بیشتر بگو مرتبه دوم چگونه کشف شده بود همان تعین غیبی بصورت نسا که در مرتبه اولی زیاده بر دو پس حقائق اشیا بر تو کشوف نشده که طریق خاص دریافت پیران ماست چنانچه برادرم شیخ ابراهیم اشاره است این کشف تو نه داخل وقت واقع است نه داخل واقع بلکه داخل مرا قبه است تو اسماء خوانده بودی گفت آری حضرت سلامت خوانده بودم فرمودند پس این یافت اسماء است نه یافت ذکر که ذکر یافت خاص دارد که بیان نمودیم ترا باید که از سر نو ذکر کنی و سلوک کنی که تو هم از معرفت که کشف حقائق اشیاست حاصل آید که عرفان همین است و حال عبارت از وست پس فرمودند فلانی یعنی شیخ یوسف واقعا هوت بگو چگونه بتو رو نموده بود گفت حضرت سلامت چنانچه قطره بدریا میرسد و میان آن قطره نمیماند بلکه قطره عین دریا میشود فرمودند این چنین باری است

مقوله سی و سیوم همدرین معنی حضرت شیخ ابراهیم فرمودند که وقتی شیخ یوسف باین فقیر گفت واقعا هوت بر شما چه نوع واقع شده بود گفتم چنانچه دریای عظیم و قطره جوش زند و از ان سر بر آورد و آن قطره نماند محو و متلاشی شود همه دریا همکران گردد چنانچه فرمایند بیت جوش زد در قطره دریا غلغله ۔ هم فنا و ۔ چون افتد غلغله بحری بجوشد در حباب شیخ یوسف این واقعه را قبول کرد چون بخدمت حضرت پیر گذرانیدم حضرت ایشان قبول کردند و پسندیدند شیخ یوسف گفتم شما بگوئید بر سن خود چنین شده بود گفت بر سن چنین شده بود چنانچه قطره بدریا رسد و به یکم شود دریا گردد چنانچه گویند بیت چو قطره گشت اندر بحر ناچیز ۔ ز بحرش کے بود امکان تمیز گفتم بروجه صحیح باشد گفت همچنین نیست تا که رو بدل سیاه شد آواز بلند حضرت پیر مخدوم مراده شیخ داؤد را فرمودند مطلب هر دو فهمیده بیائید صاحبزاده مطلب ما هر دو فهمیده و خدمت حضرت پیر رسیده التماس نمود که شیخ ابراهیم میگوید که بر سن چنین شده بود شیخ یوسف قبول نمیکنند و میگویند که بر سن چنین شده بود فرمودند با شما هر دو دیگر میگوید که شما هر دو راست میگوئید که این هر دو وجه میشود اگر شیخ قبول نکنند خواهد شما بگوئید که ما از سقف بقعی

قطب العالم شیخ عبد القدوس قدس اللہ سرہ سند داریم پس این ہر دو دو ہرہ یکجا ہیت
دو ہرہ ہیت ہیرت ہی سکھی ہون من کھی ہرائی + پرمانند ہون سمندر ہون سوکت ہیرا
جائی + ایجال شیخ پوشت دیگر دو دھرہ ہیرت ہیرت ہی سکھی ہون دین کھی ہرائی +
سمندر سمانا ہون ہون سوکت ہیرا جائی + ایجال شیخ ابراہیم ہیت اما تفاوت بسیار دارد کہ اول
مرتبہ عاشقی ہست وثانی مرتبہ معشوقیت وآن سیر الی اللہ ہست واین سیر فی اللہ ہست چنانچہ بزرگی
فرماید بیت نزد مردان نیست کامل ہر کہ در دریا برفت + چون دریا ہر کہ شد میدان کہ مرد کامل است
پس صاحبزادہ شیخ داؤد بموجب امر آنحضرت تمامی احوال وقصہ ایمان نمود باز شیخ یوسف قبول نکرد
وگفت ہرد وچگونہ رہست گوباشیم ازدو مخاصم یکی خود خلاف گو میباشد باز چون مخدوم زادہ
ہر دو دو ہر حضرت قطب العالم را خواند شیخ یوسف خاموش ماند وفات وی شیخ داؤد در تاریخ ششم ماہ
واقع شد ولیکن عرس وی اولاد وحفدہ آنحضرت بتاریخ نوزدہم شعبان میکنند ومرقدش در قصبہ گنگوہ است
وسنہ وفات وی معلوم نیست ذکر محمد نقشبند فرزند دوم حضرت عروۃ الوثقی محمد معصوم اند لقب
ایشان شرف الدین حجۃ اللہ وکنیت ابو القاسم است ولادت ایشان بست وہفتم رمضان روز جمعہ سنہ
وسی وچہار واقع شد حضرت مجدد بحضرت ایشان میفرمودند کہ فرزند تو در کمالات آلہی برابر من خواہد
فرزند اکبر حضرت مجدد نعازان الرحمۃ محمد سعید میفرمودند چنین معلوم میشود کہ فرزند در ظاہر وباطن مثل پدر
وجد خود باکمال خواہد شد وقبل از بلوغ بتحصیل علوم ظاہر بخدمت والد خود فراغ یافتند در اسرار فقہ وحدیث
بایا جہاد داشتند خصوصاً در تفسیر معانی غریبہ بیان نمیودند سلوک باطن وتمام نسبت طریقہ احمدیہ از والد
خود حاصل کردہ اند والد ایشان میفرمودند ہرگاہ ایشان نزد من می آیند دل بی اختیار تعظیم ایشان
میخواہد یکبار والد خود مرحوم مغفور شدند درین روزہا بالہامات غریبہ وخطابات عجیبہ سرفراز میفرمایند
مِنْ أَوْلِيَائِي وَأَنْتَ مِنْ عِبَادِيَ الصَّالِحِينَ وَأَنْتَ مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ والد ایشان
فرمودہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ما بخلق مرحمت وتاجی مکلل سرفراز فرموده اند وآن خلعت
ارشاد وقبولیت بود الحمد للہ کہ خلعت بشمانیز رحمت شد وقبولیت ارشاد ونصب قبولیت مبتشا سبارکباد

آنحضرت حجة الله نقشبند بکمالات عالیه ممتاز بوده و بسعادت زیارت حرمین شریفین مشرف
شده اند و مردم آن دیار و هندوستان از فیوض ایشان منتفع گردیدند و در سنه هزار و یکصد و چهارده وفات
یافتند تاریخ قطب ارشاد و معدن الخیر و کشف شیخ سیف الدین فی زند پنجم حضرت عروة الوثقی محمد معصوم
اند ولادت ایشان سنه هزار و پنجاه و پنج واقع شد بعلم و عمل آراسته و عنفوان شباب کامل و مکمل بودند
تحصیل علوم متداوله نموده از والد خود استفاده و جمیع مقامات احمدیه نمودند و بنهایات رسالت پناه رسیدند
قطبیت فائز گردیده باجازت والد و باشارهای غیبی و بلدهٔ دهلی تشریف آورده اند محمد اورنگ زیب
شاهنشاه گیتان و امرا را بخدمت ایشان ارادتی پیدا شد و در امر معروف و نهی منکر کوشش بلیغ داشتند
حضرت ایشان را امتحان محتسب الامة سرفراز ساختند و ایشان را شوکت ظاهر نیز بسیار بود
امرا و سلاطین قدمبوسی ایشان می نمودند که بحضور ایشان بنشینند بآداب تمام دست بسته ایستاده میبودند و لباس
فاخره نیز نمی پوشیدند یکی را در دل انکاری آمده که ایشان تکبر بسیار دارند ایشان باشراف مالین
فرمودند تکبر مظهر کبریای ایست جل جلاله یکهزار و چهارصد کس را موافق رغبت و فرمائش هر یک از
خانقاه ایشان هر روز دو وقت طعام عنایت میشد و در سنه هزار و نود و پنج وفات یافتند و در
بلده سرهند مدفون گشتند در مقامات مظهری هست شبی حضرت سیف الدین برای تهجد برخاستند آواز
نی بگوش ایشان رسید بیتابانه بیخود افتادند ضربی بدست مبارک ایشان آمد فرمودند مردم مزامیر را
میگویند بیدرد ایشانند که بتاثیر سماع صبر نمایند نقلست که یکی از مردان شیخ در مجلس سماع رسید و آواز
سماع بگوش وی آمد تاب نیاورده بنشست و شورش را ضبط کردنی الحال قلبی بشکافت و بدرد شیخ ما سماع
اینجنین فرموده که سماع ممسک است لهذا علمای دین سماع را حرام تصور کرده اند نقلست که خانقاه ایشان
هر روز چهارصد کس و زیاده بحبت استفاده جمع آمده بودند موافق فرمائش هر یک طعام پاکیزه
و با وجود اینهمه تنعم سالکان مقام بلند میرسیدند که مدار اینطریق بر همت مرشد است یکی از ارباب نظر
خواست که تقلیل غذا نماید شیخ فرمود که در نظر بقدر حاجت تقلیل غذا نیست که بزرگان با بنای کار
بر دوام و وقوف قلبی صحبت مرشد نهاده اند ثمرهٔ زهد و مجاهدات شما خرق عادات و تصرفات است

وحاصل دوام ذکر و توجه الی الله و اتباع سنت و کثرت انوار و برکات عوام ظاهر بین را نظر بر حضور
نزد علماء بود و خواص معنی آگاه را مراد تصفیه قلبی و نسبت مع الله باشد بر همین است و در خزینة الاصفیا
و هم در سیر است که طعام و دلمه از نخود می و چون در مجلس احلاس کردی منظر آنه نشستی بطور یکه
عاشق منتظر آمدن معشوق میباشد و اگر احدی از اهل محفل نام الله بر زبان آوردی بفور سماعت
شیخ مدهوش گشتی و بر زمین مانند مرغ نیمبسمل غلطیدی و در سنه یکهزار و نود و هشت وفات یافت
و کنیه محمد بهیر فرزند اکبر حضرت ابو العلی سیر حضرت محمد نقشبند در وقت خود آفتاب طریقه احمدیه
بودند ولادت ایشان بروز دوشنبه پنجم ذیقعده سنه یکهزار و نود و شش واقع شد لقب ایشان شمس الدین
و کنیت ابو البرکات و اسم مبارک محمد زبیر در ایام خوردی انوار ولایت از جبین ایشان در خشان
بود و در این عمر استغراق قوی داشتند حافظ کلام الله عالم کثیر العبادت سلوک باطن از جد خود
محمد نقشبند نموده بتوجهات علیه آنحضرت و کمالات باطنی ختم المشائخ اولاد امجاد حضرت
مجدد شده اند و فیوض طریقه مجدده در عالم بواسطه ایشان شائع شد و ایشان در وقت خود
قطب ارشاد بودند طالبی بخدمت ایشان عرض نمود میخواهم که تمام نسبت خاندان احمدیه در یکتوجه من
عنایت فرمایند ایشان فرمودند این معمول نیست و تحمل بار نسبت الهی که واقع می آید تمام بشر کم است
وی را این الحاح کرد ایشان بتوجه تمام نسبت عالیه خود بر او القا فرمودند تاب نیاورده بحق پیوست بیماری
از اصحاب ایشان در حالت نزع بود او را در ضمن خود گرفته شفا یافت روز موت ایشان وی
نیز مرد که فهم حیاتش روح ایشان بود وفات ایشان در سالی که از قیوم اقطاب قدم رحلت بجنان مبین
است روز چهارشنبه چهارم ذیقعده واقع شد و عمر پنجاه و نه و مدت ارشاد سی و سه سال بود و حضرت
محمد محسن در رساله مقامات مظهری است حافظ محمد محسن که اولاد شیخ عبد الحق محدث از خلفاء
خواجه محمد معصوم اند و نیز از حضرت سید نور محمد در آن رساله نقلست که فرمودند روزی بزیارت
مزار پیر خود حافظ محمد محسن قدس سره رفته بودیم در غلبت بیخودی مشاهده کردیم که بدن شریف در
لحد است مگر پوست کف پای راکه آنجا خاک اثر کرده بود دیده آن از ایشان باستفسار آمد

فرمودند شما را معلوم خواهد بود که سنگ بیگانه بی اذن او در جائی رضو نهاده نبود یم که ناگاه مالک آن
حواله او خواهیم نمود یکبار قدم بران گذاشته بودیم از شنوی این عمل خاک اثر کرده است الحق هر کرا در تقوی
قدم بیشتر است قرب ولایت او بیشتر و فات ایشان یازدهم ذیقعده سنه هزار و صد و سی و پنج هجری است

ذکر سید السادات حضرت سید نور محمد بداونی رحمة الله علیه و رساله مقامات مظهریه

عالم بودند بعلوم ظاهر و باطن فقیه کامل عارف مکمل کسب سلوک طریقه احمدیه از شیخ سیف الدین نموده
و بخدمت حافظ محمد محسن رحمة الله علیهم رسیده سالها بتحصیل فیوض صحبت کرده بکمالات بلند و مقامات
ارجمند مشرف شده اند استغراق قوی داشتند تا پانزده سال ایشان را هیچ فاقت نبوده مگر وقت ادا
نماز در آنحال تخفیفی راه می یافت باز مغلوب الاحوال میشدند در آخر حال ایشان را افاقتی پیدا آمد بکمال ورع
و تقوی و اتباع سنت امتیاز داشتند و در متابعت اوب و عادات مصطفی صلی الله علیه وسلم
نهایت اهتمام میفرمودند کتاب سیر و اخلاق نبوی همواره پیش خود داشته موافق العمل می اوردند یکبار
خلاف سنت بایی رسید و رجعت النخلا نهادند تا سه روز احوال باطن قبضی روی نمود باز تضرع بسیار
به بسط مبدل گشت در لقمه احتیاط تمام میفرمودند بدست مبارک خود قوت چند روزه پخته وقت
گرسنگی پاره ازان خورده بر اقامه می پرداختند از کثرت مراقبه بیشت ایشان خم شده بود میفرمودند
سالهاست که تعلق طبیعت بکیفیت عذا نمانده در وقت حاجت آنچه میسر میشود میخوریم ایشان اجتماع دو
نانخورش مدعت دانسته از سال قوی یکی از فرزندان خود و عمر دیگری لشکر عطا مینمودند طعام اغنیا
میخوردند که اکثر ان از ظلمت شبهه خالی نیست یکبار طعامی از خانه دنیا داری بخدمت ایشان آمده
بود فرمودند درین ظلمت معلوم میشود این قول صاحب رساله مذکوره است یعنی مرزا صاحب یا فرمودند
و از روی نوازش حضرت ایشان را فرمودند شما نیز درین طعام غور نمائید آنحضرت متوجه شدند
عرض کرده یعنی مرزا صاحب طعام از وجه حلال است مگر سبب غیبت ریا غفوتی دران راه یافته
و نیز صاحب رساله مقامات مظهری گویند که مرزا مظهر جانجانا رحمة الله میفرمودند که مکشوفات ایشان بسیار
صحیح و مطابق واقع بود بلکه تو گویی که مارا مردم را بدیده سر انچنان محسوس میشود که ایشان را بچشم دل

سعادتمند میگشت و تصرفات قوی داشتند برآمد حاجات مخلصان همت میگماشتند کم بودی که مراد
از طبق توجه شریف تخلف نمودی اگر کتابی از خانهٔ اهل دنیا بعاریت می طلبیدند تا سه روز مطالعهٔ
آن نمی نمودند میفرمودند ظلمت صحبت آنها غلاف دل بر آن پیچیده است بعد از زوال ظلمت که از
صحبت مبارک زائل می شد مطالعهٔ آن میفرمودند قولهٔ حضرت ایشان یعنی مرزا جانجانان رحمة الله
را بخدمت ایشان محبت قوی بود بمجرد ذکر نام ایشان چشم پر آب میشدند میفرمودند افسوس که عزیزان
زیارت حضرت سید نکردند اگر ایشان را میدیدند بقدرت کاملهٔ الهی ایمان تازه مینمودند که هر خلق این
چنین باب کمال قادر است رضی الله تعالی عنه در بازدهم ذیقعده سنه هزار و صد و سی و پنج هجرت از دنیا
و کر آن کاشف اسرار عاشق پرور دگار خلاصه روزگار زبدهٔ ابرار قدوهٔ اکابر کبار
شب بنده دار صائم النهار سید عالی نامدار عالی وقار بندگی حضرت سید ابو المعالی المنتهی قدس الله
تعالی سره البهیه موضعی است از مضافات سهارنپور صاحب اقتباس الانوار می گوید که وی ارادت
بخدمت بندگی شیخ محمد صادق گنگوهی قدس سره شیده است او تربیت از فرزندان جهندوی حضرت شیخ
داؤد یافته بود و در وجد سماع توغل بسیار داشت او در مجاهده و ریاضت مستقیم بوده و رفقه و فیاگانه
روزگار و در خلق و تواضع عدیم المثال و در عشق حقیقی و مجازی بیمثل بود و بظاهر هر طبقه و فرقه از تمامی
و عمری دراز یافته و تمام مدت عمر خویش را بر جهر در استغراق باطن گذرانید و بعد از آن است که قبض
وقتی موسوم نشکره دوهی که آنجا را عت نشکر و غیره کاشت مینمودند رفته بود وقت شب موضعی که شیره
نشکره دران کشیده بودند بعد نصب تنجداد اکرده بر دیوار احاطهٔ آن موضع نشسته بود و در زیر نظر
آهنی سر دیگدان نهاده بود و شیرهٔ نشکره در آن جوش میداد ند اتفاقا در آن اثنا راننده نرگاوان کولهو
چیزی بزبان هندی باواز خوش میگفت و آن الفاظ اینست ؎ تون جلیا جا کبا راه تیری کهری
تلا کی کارا ہ آدھی رات اندھیری ؎ جوگی کیسی پھیری ؎ بمجرد استماع آن صوت وی حضرت را حال
شوق و ذوق در گرفت نعره هو بر آورد و از دیوار در ظرف مذکور بیفتاد و مردمان از هر طرف دویده
وی حضرت را از آن کشیدند دیدند که هیچ جای از اندام مبارکش نسوخته بود چون دم آن مقام

وحیرت نماندند و بصدق تمام در حلقهٔ ارادت وی حضرت درآمدند و وی قدس سره شهرت بسیار
یافت و در تربیت مریدان شبانهاروز تمام و همت مقرر مینمود و حضرت وی را نیز بزیارت گاه مردم خاص و عام
مولوی محمد اکرم براسی و اقتباس الانوار احوالات حضرات چشتی تا حضرت شیخ داؤد گنگوهی بخی
از احوال خلیفه وی حضرت سید ابو المعالی نوشته اند چونکه مولوی ممدوح در سلک سلسلهٔ حضرت شیخ
سوند تا که ایشان هم خلیفه وی حضرت اند منسلک است از بنجا عنان قلم را بذکر احوال ایشان و مریدان ایشان
منعطف ساخت لهذا یکی از مریدان واقف معارف با سه حضرت خواجه عبد الصمد در ذکر و احوال حضرت
سید ابو المعالی و حضرت سید محمد سعید ترمذی عرف میران شاه بهبکه سید محمد سالم و
حضرت محمد اعظم و حضرت حافظ محمد موسی و خلفای حافظ صاحب و مریدان صاحب مجال
ماذون و مامون وی رحمة الله علیهم رساله مرتب ساخت و حواله بعض کتب و زبانی بعض ثقات میکند چنانکه
مینویسد صاحب فوائد الفواد سید لطف الله جالندری بزبانی صاحبزاده میان محمد باقر
قدس سره ما میفرماید که حضرت مرشدنا تعالی سید ابو المعالی را همسایه بود و نهایت بد مزاج که بتغییر
اسم عالی بزبان نمی آورد و همشینان بارگاه عالی عرض کرده اراده ادب و تادیب نمودند مخدوم علی
اجازت نداد و مدتی همبرین گذشت اخر الامر اجل او را در ربود باستماع این واقعه وی حضرت گریه کردند
و تا هفت روز نخوردند و نوشیدند و استاده بندها عرض کرد برای آن شقی حضرت چنان غم و الم میگیرند فرمودند
گروه اسوت دامن انبیا و اولیا را ملوث میسازد پس زائل شدن آن بغیر چنین کسان ممکن نیست حالا وی مثل
گاو زبردارنده و صاف کننده چرک و آلودگی جامه این فقیر بود اکنون این ذباب را که توان زدود پس از آن
گشیدند ایضا در آن نقلست بزبانی شیخ مراد شیخ موسی ساکن سیوانه از شاه غلام محمد مکرر مستمع
گردیده که زبانی حضرت مرشد آفاق را محبت روده بود و از بنجا خبر نمود تا مدت شش ماه یا دو ماه
اکل و شرب نفرمودند و در وقت نماز خادمان وضو میبار کش را حاضر نموده آگاه میساختند وی حضرت
میفرمودند که ما را خبری نیست وضو کنانید و بر نماز ایستاده نمائید مدتی همبرین گذشت بعده حالتی
روی داد و هرگاه که وقت نماز میرسید از خود آگاه گردیده وضو نموده نماز ادا میکردند یا

استفسار ایشان کردند که پیش ازین بعالم ظاهر وقت نماز از خاطر مبارک محو بود اکنون آگاهی شد
فرمودند الحال نماز بصورت گرفته پیش نظر من حاضر میشود و فرض میگوید ما فرض خدا ایم و سنت خبر میدهد
که من سنت رسول علیه السلام ام موجب التزام فرائض و سنن نماز ادا میباید نمود بعد ازین بگذشت آخر محو
و استغراق مدرجه اتم رود و تا دم واپسین از بعالم اطلاع نداشتند از رساله مذکور ذکر نقاوه

خاندان مصطفوی سلاله دودمان مرتضوی آن عنقای وادی توحید شهباز میدان
تجرید غواص بحر تفرید حضرت محمد سعید بن مذیگ ف میران سید شاه بهیکه حسینی چشتی صابری رحمة الله
در رساله مذکور بست صاحب تحفة السالکین بموری سید علیم الله جالندری که یکی از خلفای میر انجی ا
مذبور سید محمد سعید بن سید یوسف بن سید قطب الدین بن سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید محمد
بن سید شاه نظام الدین بن سید شاه عزیز الدین بن سید شاه تاج الدین بن سید شاه عز الدین بن بهاء
بن سید شاه عثمان بن سید سلیمان کفارکش بن سید مخدوم سالار لشکر بن سید احمد زاهد بن سید
حمزه بن سید ابا بکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد بخته بن سید احمد بخته بن سید علی زهیر کاکی بن سید
حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسی حمیص بن سید حسین اصغر بن سید علی اوسط
زین العابدین بن سید امیر المومنین حضرت امام حسین بن امیر المومنین حضرت مرتضی علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه آباء و اجداد میر انجی در موضع سیوانه کذا در دیبات قصبه کهرام شریف بست و کهرام از مضافات
شهر سرمنهد بست سکونت سیاه تند قصبه سیوانه داده ولی محمد کرد بن دوازده هزار سوار سید احمد
زاهد بن سید حمزه ترمذی مرسپهر خود زید را باشاره آنحضرت صلی الله علیه وسلم و آمدن بهندوستان
باشاره آنحضرت صلی الله علیه وسلم و مقرر کردن محل سکونت سیاه را به نشان دادن آنحضرت صلعم
و جنگ کردن با سیاه نام برهمن که رئیس کفار و حاکم سیاه بود و شهید شدن زید بر موضع سیاه
و بعد ازان تاراج کردن سیاه را سید شاه سلیمان باشاره آنحضرت صلعم و سیوانه نام نهادن آن مکان
را در رساله مذکور مفصل مرقوم بست القصه آباء و اجداد حضرت میر انجی در سیوانه سکونت داشتند و الد
بزرگوار وی حضرت از دست ملکی معاندان شهید شده الده شریفه وی حضرت بی بی ملکو نام سبب

ذکر سید صاحب

برادری حضرت میر انجی را بسن هفت سالگی با سپرده همراه گرفته در قصبه کیرام سکونت اختیار کرد
حضرت میر انجی برای تعلیم علم ظاهر بمکتبی نشاندند وی حضرت را بمقتضای هم سالگی بهمبازی
بچه‌ها کودکان انبیفی را دریافته و برای اطلاعت میکردند و میگفتند که این بچه بالفت مناسبت دارد وی حضرت
بمقتضای غیرت طبیعی بر وی آن بچه زدند که دو مروارید از گوشوارهٔ او شکست چون آخوند بن
ماجرا خبر یافت بسبب طمع دنیاوی دست پیر و سنگیر سالکان بادیهٔ طریقت را گرفته از مکتب بیرون کرد
وی بمقتضای صغر سن با طفلان ببازی مشغول شد چند مدت همبزن گذشت تا روزی حضرت
شاه جلال برادر شاه فاضل مجذوب فرزندان شاه قیمص قادری که برای تعلیم مریدان بکیرام تشریف آورده
قریب دو یا ر قصبه مذکور دیدند که کودکان بازی میکنند وی حضرت نیز درمیان اینها بود شاه جلال استاد
یکیک را استفسار نمود چون نوبت بحضرت رسید پرسید که این فرزند کیست گفتند که فرزند سید یو
است بیجاره شنیدن این دست برداشت وی حضرت نهاده بشفقت تمام فرمود که ای صاحبزاده این ایام
بازی نیست وقت تشغل خواندن و نوشتن است و جواب گفت پیش ازین میخواندم حکم کرد که اخوند را از مکتب بیرون
کردند شاه جلال گفت که امروز برای شما مقام میکنم و اخوند را در تعلیم تو تاکید نمایم وقت بعد چهار رکس از مریدان
خود فرمود که از خیر گیری خورد و نوش و پوشش و خرچ کاغذ وغیره و مواجب اخوند صاحبزاده قصور نشاند و
بتمام تعلیم وی تغافل ننمایند و بعده وی حضرت اطلبید همراه خود طعام خورانید و قدری طعام آورده
فرمود که این را پیش والده خود ببرید وی حضرت گفت رزاق وی حقتعالی است شاه جلال علی الصباح
شیرینی و کاغذ و لباس همراه خود گرفته وی حضرت را از خواب بیدار ساخته دست و روی شسته و
و لباس پوشانیده پیش اخوند بردند و فرمودند که نزد شما بسپارش آمده ایم اخوند گفت هر چه فرمایند بدل
و جان قبول است لیکن در باب سپاه بهبکه بسفارش نفرمایند حضرت شاه جلال بجلال آمد و گفت تو مرد
هستی که از فرموده پیر انکار نمودی اخوند بلرزید و معذرت پیش آمد و گفت بنده را چه مجال انکار
هر چه فرمایند عین سعادت خود میدانم آنگاه شاه جلال باخوند فرمود که پیش تو قرآن مجید و گلستان
و بوستان خواهد خواند و خلیفه مکتب خواهد شد و در گوش او گفت که این سید زاده قطب زمان است

که خدمت او بجا آری و در تعلیم تغافل و اندازی از نهاد نوت نخواند بکوشش تمام تعلیم وی
حضرت مشغول گشت تا در مدت قریب شش ماه کلام الله و هر مدکتابی که خواندی بخلاف تکتب
مغلوب شد بعد چند روز برای تعلیم اطفال مکتبی علیحده مقرر ساخت چونکه قریب ایام جوانی
شخصی از ساکنان کهرام عمدهٔ فوجداری یافته روانه الصفع شد حضرت میرانجی را برای تعلیم پسر خود
همراه برد چون در آنموضع رسیدند شوق معرفت آلهی در باطن وی حضرت ظهور نمود در الصفع در ویشان
بهرات مذهب اکمیدیه طالب میگردیدند چون فوجدار مذکور را بر انمعنی اطلاع یافت گمان برد که شاید همراه آن
شده بروند مادر شرمندگی بروی والدهٔ ایشان پیش آمد وی حضرت ابکهرام رسانید در ویشی مینواشاه
قاسم نام در موضع ملوی که از کهرام پانزده گروه است سکونت میداشت میرانجی در آنجا رفته قریب یکسال بخدمت او
ماندند در همه گلخن آماده میساختند روزی شاه قاسم برای سقف خانه خود شهتیر تراشیده بود قاسم دوا
درویشان را گفت شهتیر را بردارید درویشان آنرا برداشتن آغاز نهادند وی حضرت میرانجی آنرا برداشته
بر دیوارهای خانه نهادند و شهتیر قدری کم بود بهرکت ایشان برابر آمد چون درویشان بتصرف ایشان
دیدند کلاه و خرقه پیش شاه قاسم بر زمین زدند و گفتند که این فقیر همه گلخن میکشید و از کلمات مینوائی خبر ندارد
بوی اینچنین تصرف دادند و ما تا حال محروم ماندیم ما را هم صاحب تصرف گردانید او گفت که تا حشم حقیقی
است این خبر رسیده زاده است و آبا و اجداد هم صاحب کمال بوده اند مراد درین دخلی نیست در آن ایام پادشاه
قاسم در آنجا بود گفت ای قاسم مایان همچون حوض صغیریم و میرانجی چون دریای عظیم است از او شما سیرابی او
نخواهد شد باید که او را رخصت دهند تا بجای دیگر طلب نماید و مطلوب رسد شاه قاسم بحکم پیروی حضرت را
رخصت فرمود حضرت میرانجی فرمودند که چندمدت صحبت شما ماندم الحال جواب میدهید باید که اینقدر عنایت
فرمایند که در پیش کدام بزرگی بروم اتفاقاً شاه بهاول از طالبان حضرت شاه ابوالمعالی در آنجا حاضر بود با نفس
گفت تو از نزد کاملی برو که مطلوب میرساند لیکن مرید را پیر شناسی باید حضرت میرانجی فرمودند که پیر را نیز
شناسی باید الغرض همانوقت شاه بهاول و میرانجی از موضع ملوی بار اوه اینپشه شریف که مسکن عالی
شاه ابوالمعالی بود روانه شدند چون قریب اینپشه رسیدند شاه بهاول پیشتر بخدمت عالی رسید

جناب عالی فرمودند که رفیق را کجا گذاشته ای گفت بستر می آید میرانجی که بحقه کشتی پیمانده بود و در بحقه مقصود کرده می آمد شاه بهاول از خدمت شریف برخاست میرانجی را از اثنا راه همراه خود گرفته بخدمت حضور پرنور برود حضرت میرانجی پیش از ملازمت عالی درمیان راه شاه بهاول فرمودند که پیرمن بطرف پائین جائی پاکی است چون رو برو شدند جناب عالی فرمودند که بیا میران می رفیق تو کجاست یعنی حقه میرانجی عرض کردند او را گذاشتم و از انوقت ترک نمودم بعد ازان تلقین کرد فرمودند رخصت مراجعت دادند بموجب حکم رخصت شده تا به ملوی رسیدند انجا بیهوش شدند و تا سه روز بیهوش ماندند و کف از دهن بیرون فتند و چون بهوش آمدند از انجا بکهرام رسیدند و در مسجد محمد فاضل قانون گوسکونت کردند محمد فاضل برای وی حضرت هر روز طعام لطیف میفرستادند و از خوردن طعام لذیذ اندکی در عبادت و ریاضت فتور روی داد و بعده در مسجدی که الحال تکیه مزار شریف است اقامت اختیار کردند و مردمی را فرمودند که مراد عیال خود را اصل گردان و طعام هر چند باشد هر روز برای من بیاری طعام تو از انجهة اختیار کرده ام که سبب تجارت و وجه حلالست او سعادت خود دانسته قبول کرد و یکتای نان هر روز مقرر کرد اما بعد شش روز نا هفت روز یکنان بات تر کرده میخوردند تا صفای قلب بروجه اتم روی نمود تا روزی حضرت جناب عالی در انجمله برفرش حشیش یعنی کاه نشسته و پیش شانه میکردند مردمی بر حشیش افتاد حضرت میرانجی بکهرام بودند دیدند که یکمردی از پیش هر چیله شده بر حشیش افتاده است همان زمان دانه انبهه شده بحضور رسیدند و عرض نمودند که فلان روز یکمردی محاکن شریف بر فرش حشیش افتاده است حضرت جناب عالی میرانجی را همراه گرفته فرمودند آنمردی کجاست حضرت میرانجی او را انجا برسر شانه بنظر گذرانید مرشد عالی از انجا که شیخ کامل و مکمل بودند و استعداد مرشد بکمال بلندی یافتند بگمان بروند مبادا که بر پیش یکشوفات توقف کند فرمودند که میران این مقر نیست مقر جیزی دیگر است چون حکیم حاذق باطن بانواع معالجات باطن اختیار کلی داشت مگر براین اکتفا کرد تا سه روز یکمرغ مرغن بریان ساخته را نصف شب تا صفای قلب کبر و رخ بعروج میدهد شب انقلاب خفا بروی خود انداخت بعد ازان مرید سعید را رخصت کرد و خود خواه مشغول باطن روی حضرت باز بکهرام رسیده در یاد حق مستغرق گشت بعد چندمدت رقعه جناب عالی متضمن طلب رسید چون میرانجی بسبب کثرت مجاهده در ریاضت و قلت طعام و منام ضعف شده بود در جواب نوشت

که الحال طاقت رفتن ندارم در عرصه چند نخدمت شریف حاضر خواهیم شد چون حامل رقعه را روانه کردند
نفس خود را ملامت نمودند چرا بر نوشته عمل نکردی و توقف نمودی بعد ازان بمعاینس حامل رقعه
روانه شدند در عرصه دو پاس نزدیک غروب آفتاب رسیدند جناب عالی پرسیدند که کدام
از گلهرام روانه شدی عرض نمودند امروز قریب دو پاس از رقعه شریف مشرف شدم بسبب
کمال جواب کوتهم و قاصد را روانه ساختم بعد ازان بنفس خود را ملامت کردم و بعد عصر دو پاس
بحضور رسیدیم باز پرسیدند که در یامی چون بچه طور عبور نمودی گفتند که بر روی آب گل گردم
و یا پوش هم برنشتند پس و همین جواب و سوال نصف کردند و فرمودند که میران رعایت اسباب ضرور است
بعد ازان میر انجی و چند روز نگهرام رسیدند و بکشتی عبور نمودند و بکار خود مشغول شدند و در وقت
شب یک تخته بر چاه انداخته و بر آن نشسته یاد حق میکردند و نفس میفرمودند اگر در خواب خواهی رفت
و چاه خواهی افتاد و از کوهها پارچه کهنه جمع کرده شب پاک میکردند و بروز میبودند و روزی مینمودند
مدتی بر این گذرانیدند و چون جناب عالی وقت رخصت فرمودند که میران تو تکلیف آمدن اینجا نخواهی کشید
که من نزد تو خواهم رسید بنا بر آن میر انجی باز بزیارت رفتند حضرت جناب عالی بموجب وعده خود تشریف
و پیراهن دکلاه و جامه و چاد عطا فرمودند میر انجی عرض کردند که بنده لیاقت این لباس ندارد فرمودند
من میگویم و تو عذر و میان می آری حضرت میر انجی برای امتثال امر عالی شاه ابو المعالی پوشیدند کورنش
بجا آورد و بعد ازان از حجره بروون آوردند و به تشریف خلافت مشرف ساختند حضرت مرشدنا و
مولانا و سیدنا میفرمودند سقف حجره شریف حضرت شاه ابو المعالی قدس سره کهنه شده بود
مریدان بر سقف میرفتند میگوفتند درست نمیشد حضرت فرمودند اینکار بغیر از میران درست نخواهد شد
میر انجی در آنوقت در چله بودند چون بموجب اشاره طلبی از بارگاه شاه گردید حسب الطلب بیرون چله آمده
بحضور حاضر شدند حکم دادند که برای سقف کولی حجره طلب داشتم حسب الامر میر انجی بر سقف حجره
رفتند گیاه ازان دور کرده گل انداخته و آب پاشیده در کوفتن آن مشغول شدند در بر ضرب که کوبه
بر سقف میزدند مقامی بکشوف میگشت در رساله مذکور است صاحب نزهة الارواح سید علیم الله

حسنی فاضل جالندری که اجل خلیفه وی حضرت است میگوید که چون قریب پانزده سالگی
رسیدم بخواندن مطول بخدمت سید کبیر مشغول شدم و دران زمان درس علوم رسمی سیر شده بود
بنابران بمطالعه کتاب عوارف مشغول میبودم میخواستم که بخدمت شیخی رسم که در طریقه صحبت
بود و اکثر معتبرین دلالت بر مشائخ چشتیه مینمودند عموماً بر حضرت پیر دستگیر رضی الله عنه
خاطر میبود که شبی در خواب دیدم که خوبرویی پیش من آمد و گفت حضرت شیخ فرید گنجشکر مرا پیش تو فرستاده
و فرموده اند که بیاد حق سبحانه تعالی و تقاعل نکن چون بیدار شدم دریافتم که مشائخ چشتیه را
بطریقه خود میگشند و آنکه احداد من نیز درین سلسله ارادت دارند عزم کردم که در طریقه چشتیه بیعت
خواهم کرد و پیر سیدم که درین زمان در سلسله چشتیه کدام شیخی بهتر است اکثر اهل همه میگفتند که درین ایام
مثل سید بهیکه ندیده ایم و مناقب ایشان مذکور میساختند از استماع این سخنان کشش دل جانب
پیر دستگیر قوت میگرفت تا شبی در خواب دیدم که من بسید عابد فرزند سید ابراهیم مرحومین رفته ایم
ایم ناگاه دیرا گفتم که من تو برای زیارت سید بهیکه علیه الرحمه برویم گفت باشد پس روان شدیم
تا بصحرائی وسیع رسیدیم و حضرت پیر دستگیر در آن صحرا بر چارپائی نشسته اند و سر بجانب مغرب و پا
سوی جانب شرقی آمده بقاصد بیعتاد در عقب تخمیناً از چارپائی لحظه ایستاده بجانب مشرق
روان شدیم چون قدری مسافت رفتیم سید عابد گفتیم که درویش را گذاشته باز زیارت کنیم
که هنوز سیری حاصل نشده پس باز گردیم بمقام نخستین رسیده بمقابل چارپائی ایستادیم ناگاه حضرت
پیر دستگیر دست مبارک را بجهت برق خلعت دراز کرده دست راست من گرفته بسوی خود کشید
بپایه چارپائی رسید حضرت پیر دستگیر فرمودند که این کوزه بگیر و وضو ساز وضو ساختن آغاز کردم
دیدم که وقت نماز عصر قریب است وضو تمام کردم ناگاه از خواب برآمدم و دیدم که وقت فجر است بوضو
وضو ساختم و بمسجد رفته نماز بجماعت گذاردم و پیش ازان بهر چند سعی کردم که یکبار نماز فجر در وقت
گذارم میسر نشد از اینرو از برکت حضرت پیر دستگیر بجماعت نماز فجر میسر شد و وقت قضا نشده
بنده بعد ادای رسم بیعت بخصوص نشسته بود و شیخ محمد شاه کرمانی که از اکابر مریدان حضرت پیر دستگیر

بیم در مجلس حاضر بود از حضرت سوال کرد که این بیت خواجه شیراز علیه الرحمة بیت
چه داماد از دست دراز دستی این کوته آستینان بین ✻ چه معنی دارد و دراز دستی در رویشان چیست
فرمودند که دستهای درویشان دراز میباشند و بدور میرسند که فاضل جالندری اینمعنی را خوب
نمیدانسته است و از روی کرم سیر این فقیر بفاضل جالندری نمودند و تفصیل آن بیان کردند که این
را کجا طاقت آن بود که یکقدم راه رود من راه کشیده و دست خود بر دسته آورده ام چون ارادت
قدم نهادن کردی من قدم او پیشتر می انداختم و اشارت بآن کشیدن کردند که در خواب دست دراز
کرده این کس را بجانب خود کشیده بودند و بآن پیدا شدن لباسها که این درمانده راه در راه حادث شده
بود از شنیدن این سوال و جواب متنبه شدم که آنچه در خواب بیداری گذشته از احاطه علم و قدرت
که متعلق باخلاق الله اند بدین نسبت ایضاً نقل ست و تیز در مجلس شریف کرامیه که آیه کریمه
ودمیان آمد یکی از علما در آنجا نشسته بود گفت که در اینجا اخبار معنی انشقاق است یعنی آنست که بایا
کنند قرآن اگر پاکان یعنی از حدث اصغر و اکبر حضرت فرمودند که اخبار را اینها عمل کردن چه ضرور
کو مس نمیکنند قرآن او ادراک معانی و اسرار وی نمیکنند مگر کسانی که پاک اند از آلایشهای بشری و اخلاق
ساخته فرمودند که فاضل جالندری ایا اینمعنی که گفته ام بموجب صنعه و ترکیب بست و فرمودند که من
صنعه و ترکیب دیگر علوم نخوانده ام اما وقتی که در گفتگو در می آیم ارواح پیران بدن میشوند و تلقین
مینمایند بیان سیدین بشرف ارادت و تلقین سید علیم الله فاضل ملولی دارد لیکن بعضی ازان واجب دانسته
و خلاصه کرده نگاشته ام کرامات و خوارق عادات و واقعات و مکشوفات مقامات شوق و ذوق و شور
عشق و ترک تجرید و سیر الی الله و سیر فی الله و رسانیدن طالبان الی الله وی حضرت میران سید شاه میکیل
و اظهر من الشمس ست عمر شریف بشتاد و پنج رسیده بود وفات وی حضرت بروز شنبه پنجم رمضان سال یکهزار
از هجری در سیالکوت مذکور ست در کتاب فوائد الفواد سید لطف الله جالندری مینویسد وی حضرت جمل و دوازده
خلیفه شاه محمد بارع فرزند ارجمند حضرت سید شاه ابو المعالی ... رحمة الله علیهما
بابا رحمة الله علیهم سیوم سید فاضل چهارم سید عبد المومن پنجم شیخ نعمت محمد ششم میان شاه ... تفصیل

علم حدیث از غیر و از شیخ خود نموده و قصبه جونپور بنا و مستقر شدن استقال میدانست و قبرش هم همانجاست
و فقیر خواجه منظور مخاطب بخطاب نواب رشید الدوله مظفر خان بهادر وزیر عالمگیر بادشاه بود و شیخ فقیر
مسجد ساخته انسان است هشتم شیخ امان الله بشاه باجازت پیر و مرشد اقامت ورزیده با رشاد مستعد
استقال میدانست و قبرش همانجاست نهم سید جواد دهم میان اله بنده یازدهم سید شاه محمد نهم
سید مرتضی کروپری سیزدهم سید غلام الدین چهاردهم میان محمد شاه پانزدهم حاجی میت الله شانزدهم
میان شاه شجاع شانزدهم میان کرمعلی هیجدهم میان محمد حیات نوزدهم خواجه عبد الله بستم میان
عبد الرحمن بست یکم میان عنایت الله پیر اخوان بقصد اسم شریف حضرت عبد الکریم بست دوم میان غلام محمد
بست سیوم میان معین خان بست چهارم مولوی غلام حسین بست پنجم میان شیخ محمد بست ششم میان
افضل بست هفتم میان محمد اعظم بست هشتم شیخ چهجو بست نهم میان محمد طاهر سی ام میان محمد فضل
سی و یکم میان محمد پیر جیوی دوم میان ابد بخش سی و سیوم سید علیه الرحمه فاضل جالندری سی و چهارم
محمد اشرف و بعضی از قوم هندو مومن بوده چنانچه با بهولا ناهنده و لاله هرنراین چوهدری سی و پنجم
صوفی صدیق سی و ششم میان محمد مراد سی و هفتم میان محمد جیون سی و هشتم میان محمد ناصر سی و نهم میان
محمد انور چهلم میان محمد موسی چهل و یکم شاه لطف الله جالندری چهل و دوم حضرت سید محمد سالم مدفون
روپری چون بمیرانجی وفات یافتند بعده درویشان دائره که مسکن وی حضرت بود گفتند بدائره بنده
و سادات سیوانه که مولد وی بود بهمراه اقربای وی شده گفتند بسیوانه برند و شیخ امان الله دوگانه
درویشان جمع شده باز و ساد کهرام مشورت نموده بکهرام که وطن وی بود دفن کردند بعد یکسال ببرزه
عرس خلیفه اول سید محمد باقر بر آن شدند که تابوت را بدائره برند درویشان معتبر را جمع ساخته فرمودند
شود هر چه اشاره شود بعمل آید صاحبزاده سید محمد باقر نزد شیخ امان الله رفته پرسیدند که شما را چه علوم شده عرض کرد که
فقیر حکم شد که جای ما موجب شاد پیر دستگیر همین است اما مهور ما در دائره تا قیام قیامت خواهد ماند خاطر جمع باز بعده
باتفاق گفتند تغییر شاد و کران قبده و کاملان زبده عارفان آل نبی و اولاد علی سید محمد سالم زندگی چهل و
دو خلفا علیهم رحمة الله علیها در رساله مذکور است و مولد و موطن بحضرت قصبه بیرات است مرید و خلیفه حضرت میران شاه مکی

واز سل وسل سادات است خلف رشید سید محمد رضا بن سید ابو محمد بن سید فتح الله بن سید ابو القاسم
بن سید عبد الجلیل بن سید عابد بن سید حاجی محمد حسین بن سید ابو سعید بن سید محمد عارف
بن سید امیر بوده بن سید محمود بن سید محمد که از ترمذ خروج کرده سادات میباشند و ترمذ کلان
از توابع بخارا است در رود پر ساکن شدند بن سید احمد بن سید سعید بن سید صلاح الدین
بن سید جعفر بن سید جمال الدین بن سید عیسی بن سید موسی بن سید عابد بن سید محمد بن سید حسین
بن سید شهاب الدین بن سید موسی بن سید جعفر بن امام عبد الله بن سید امام محمد باقر
بن سید امام علی اوسط زین العابدین بن امیر المومنین امام حسین بن امیر المومنین علی مرتضی کرم الله
وجهه **نقلست** زبانی حاجی محمد حیات که سید محمد اعظم از سید محمد سالم رحمة الله علیهما سوال
نمود که حضرت شیخ را اختیار است بهر صورتی که خواهد رونماید این سخن راست است فرمودند راست
است و دست راست بر روی خود مالید بعمر خود وسالگی نمودار شدند و باز دست مالید بعمر جوان
و باز دست مالید چنانکه بود پیش سفید نمودار شدند و همچنان جناب سید محمد اعظم بوسید و فرمود
که کسی درین زمان نیست که اینچنین سخن را استفسار نماید الحمد لله که تراحوصله شدنی است **نقلست**
چون شوق و ذوق محبت الهی و درد و عشق در دل پیدا شد بخدمت میرانجی رسید و بیعت کرد و مجاهدات
و ریاضات بسیار کشید و در بادی حق چنان مستغرق شدند که تنها از خانمان جدا شده تا سی و دو سال
پوشیده بودند و در فراق ایشان والدین وی از کثرت گریه نابینا شدند میرانجی چون این حال
دیدند از نور باطن دریافته ان حضرت را از کناره دریای شور بازاوردند و روانه روپر نمودند
چشم والدین ایشان بینا شدند و شادی ایشان بحد افزودند وی حضرت انتظار مهمان بسیار
میکشیدند مراعات و خاطرداری با مهمان بغایت میکردند خلیفه اول وی حضرت سید محمد اعظم
دوم خلیفه حاجی محمد حیات آنجا گرساکن موضع منسوجه وفات وی حضرت در هزار و یکصد و هفتاد
و پنج تاریخ وصالش شمع چشتیان مرقد شریف در رود پر شریف قریب روضه حضرت سید الشهداء
که شاه ولایت ان دیار هستند وجد مادری وی حضرت بودند از مسجد بسمت شمال است رحمه الله

تعالی علیها ذکر مرزا جان جانان مظهر شهید قدس الله سره در مکتوب اول

من جمله مکتوبات خویش حضرت شمس الدین حبیب الله جناب مرزا جان جانان مظهر شهید قدس الله سره میفرمایند برخوردار المکرم التماس تحریر نسب و حسب از فقیر کرده اند چون فائده معتد بها بران مترتب نبود تغافل می نمودم اکنون که سماجت از حد گذشت مجملی محرر میشود و دریابند که بحقیقت سرمایه وجود فقیر در آغاز کف آبی است و در انجام مشت خاکی و در عالم اعتبار نسب این خاکسار به بست و هشت واسطه بتوسط محمد بن حنیفه به شیر بیشه کبریا علی مرتضی علیه التحیة والثناء میرسد امیر کمال الدین نام یکی از اجداد فقیر در سنه هشتصد هجری بتقریبی از بلده طالیف در مملکت ترکستان افتاده و با صبیه یکی از خاکمان آن حدود وش که سردار الوس قافشالان بود وصلت دست داد چون او را پسری نبود بعد فوتش حکومت ان ناحیه بتعلق باولاد ایشان گرفت وقتیکه همایون بادشاه ممالک هندوستان را از دست افاغنه شور مستخلص گردانیدند ازان خاندان دو برادر محبوبخان و بابا خان نام را کرب واسطه بامیر مذکور میرسند همراه آوند و احوال این هر دو در تواریخ اکبری مسطور است و نسب مادری این بزرگان بخانواده امیر صاحب قران میرسد و نسب فقیر بچهار واسطه به بابا خان منتهی میگردد و پدرم بجرم خان مذکور که در عهد اکبری معدد رنفی شده بود بعد کم منصبی گرفتار ماند و عمری در خدمت اورنگ زیب بادشاه گذرانیده اخر به ولایت ترک دنیا مغفر و منخرگردید و در خدمت بزرگی از خلفای طریقه قادریه استفاده نموده در سال هزار و صد و سی هجری انتقال از این عالم فرمود و در سال هزار و صد و سیزده ولادت فقیر اتفاق افتاد و در عمر شانزده سالگی گردیمی بر رویم نشست و در سال بست کمر همت بسته دست از دنیا برداشت و پائی سعی از سر ساخته و راه فقر گذاشت علوم متعارف در عهد پدر خوانده بود و کتب حدیث در خدمت حضرت حاجی محمد افضل سیالکوٹی تلمیذ شیخ المحدثین شیخ عبد الله ابن سالم مکی گذرانیده و قرآن مجید را نزد حافظ عبد الرسول دهلوی تلمیذ شیخ العزا شیخ عبد الخالق مستوفی سند کرده و ذکر طریقه نقشبندیه با خرقه و اجازت مطلقه از جناب حضرت سید السادات سید نور محمد بدایونی رضی الله تعالی عنه

که بوده واسطه بحضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی الله عنه میرسند گرفت و عمری بخدمت ایشان
بسر برده بعد وفات شان از مشایخ متعدده اینطریقه استفاده نموده آخر بآستانه فیض نشانه
حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سندی رضی الله تعالی عنه که ایشان نیز بواسطه بحضرت مجدد
میرسند جبهه نیاز سود مدتی بخدمت ایشان کرده خرقه واجازت طریقه قادریه دشهرودیه وچشتیه
حاصل نموده تا امروز که هزار وصد وهشتاد وپنج هجری است بحکم این حضرات از شصت سال بتربیت
طالبان خدا مشغول است خدا ختم بخیر گرداناد آمین والسلام حضرت شاه غلام علی صاحب در رساله
مقامات مظهری مینویسند میفرمودند بزیارت میرهاشم جا لیکر رسیده ایم میگفتند پیر ما پنجهزار
ختم کلام الله نمودند میرهاشم را الهام شد که وقت شما قریب شده بدفن شما خطه کشمیر است
بطی ارض در کشمیر رفته انتقال کردند رحمة الله علیه همچنین صحبت بسیاری از بزرگان دریافته نظر
عنایت ایشان رسیده اند در مفتاح التواریخ است میر غلام علی آزاد میگوید که مولانا رود
پانصد سال پیشتر فرموده وکرامتش دانموده بیت جسان دراول مظهر درگاه شد
جان جان خود مظهر الله شد ۱۲ عمر شریف قریب بصد رسیده بود الیضا مکتوب سوم
پرسیده بودند که بزرگی میگوید که صوفی ناخورده از کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر است
یعنی چگونه راست آید که صوفی البته مومن است مخدومنا بمذهب حضرات مجددیه حقائق ممکنات
مرکب اند از اعدام اضافیه وظلال صفات حقیقیه یعنی آن اعدام بنابر تقابل اسما وصفات
در علم الهی شبحی پیدا کرد ومرایای انوار اسما وصفات گشته مبادی تعینات عالم گردیده اند
ودر خارج ظلی که ظل خارج حقیقی است بصنع خداوندی بوجود ظلی موجود شده بنابرین شر کیت
مصدر آثار از خیر وشر شده اند از جهته عدم ذاتی کسب شر مینمایند واز جهته وجود ظلی کسب
خیر مخفی نیست که در عالم حس هر گاه شخصی بر مرآة متمثل از انوار شمس نظر میکند بلاحظه اولی همان
انوار را می بیند نه مرآة را چرا که مرآة در شعشعان انوار مختفی ومستور گشته است وهر گاه بدات
نگاه کند بلحاظ اولی همین تعین ذاتی خود را خواهد دید نه انوار را چرا که نظر او بر ظاهر است پس نظم

صوفی بر مظاہر شریفہ وسنیہ بر جہتہ وجود کہ دران مظاہر است ومصدر خیر شدہ است می افتد
وچون در خود نظر میکند نگاہ او جہتہ عدم کہ ذاتی اوست ومنشاء شر است خواہد افتاد وخود را
از خیر وکمال مطلقاً عاری خواہد دید وخیر کمال عاریتی را کہ از جہتہ وجود کسب کردہ از آن خود نخواہد
یافت ناچار خود را از کافہ دیگر اشیاء حسیہ بدتر خواہد فہمید از اینجا معلوم شد کہ مقصود قائل
این قول انست کہ صوفی کامل خیر وکمال را اصلا منسوب بخود نمیداند ومستعار میداند وہمین است معنی
فنا تام وحاصل مشہور صحیح واگر صوفی را نظر بر جہتہ وجود انوار مستعار خود می افتد وجہتہ
مرآیت او کہ عدم است مستور نمیماند از دو دعوی انا الشمس سر بر میزند وہمین است سر انا الحق گفتن
حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ایشان در دید خود معذور بودند اما دران دید غلط کردند واز غلبہ
سکر در جہتہ وجود وجہت عدم تمیز نتوانست وبسیاری از سالکان این راہ را اینچنین اغلاط واقع
میشود والامن عصمہ اللہ تعالی بہ برکت حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم حالات باکرامات حضرت ایشان
از رسالہ مقامات ورسالہ معمولات ومکتوبات مظہری ظاہر واظہر من الشمس میگردند حاجت بتقریر
وتحریر نیست تاریخ وفات عاشق حمید امامت شہید او تقریب واقع وفات در دیوان خود میفرمایند
بیت بلوح تربت من با فتند از غیب تحریری ؛ کہ این مقتول را جز بیکنا ہی نیست تقصیری
حضرت حاجی رفیع الدین خان یکی از روسائی وبزرگان این شہر واباد بودہ اند وبسبب
شیخ فاروقی وصاحب تصانیف ومحقق بودند مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ
اکثر جواب خطا ایشان مینوشتہ بودند چنانچہ مجموعہ آنہا پیرا از مسایل رسالہ است مسمی
بسول واجوبہ وبسیار مشایخ صوفیہ وبزرگان دین را دیدہ بودند صحبت یافتہ وشوق زیارت
حرمین شریفین داشتند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب دیدہ وباشارہ آنحضرت بزیارت
حرمین شریفین مشرف شدند وہر مکان وہر مقام را تحقیق ساختہ وخانہ کعبہ را
پیمودہ در سفر الحرمین نوشتہ اند در پانزدہم ذی الحجہ سنہ یکہزار ودو صد وبست وسہ وفات
یافت ایشان در رسالہ تذکرہ مینویسند مرا جا بجا نان اوصاف او از علم وعمل وانصاف

آداب شریعت وطریقت وفصاحت لسان وبلاغت بیان محتاج تحریر نیست وباقیر بسیار مهربان
وشفقت میفرمودند هرگاه بمراد آباد آمدی غریب خانه را بقدوم خود مشرف میساختی ویکبار هم
اینجا اقامت فرمود ومضمون این چند بیت حمد ومناجات ونعت وی در مفتح مثنوی که شروع
نموده بود تازه است ؎ خدا در انتظار حمد ما نیست ؛ محمد چشم براه ثنا نیست ؛ خدا مداح
آفرین مصطفی بس ؛ محمد خادم حمد خدا بس ؛ مناجاتی اگر باید بیان کرد ؛ به بیتی هم
نهایت میتوان کرد ؛ محمد از تو میخواهم خدا را ؛ خدایا از تو عشق مصطفی را ؛ وکر لب وا
نکرد منظور قبول است ؛ سخن اندازه افزون تر نگفتن است ؛ شب عاشورا از سال هزار ویکصد ونود
وپنج بدست بعضی از غوات لشکر بخف خان مقتول شد وآخر همان سال بخف خان هم زنده
نماند ودر سال دوم وسوم تمامی توابع وحواشی وی به تنگنای عدم رهسپر شدند و
یکی از انها ساکن دیار ونافع غار نماند ؎ باصاف دلان کینه که در افتاد برافتاد ذکر شاه
قطب الدین ایشان مرید وخلیفه شیخ محمد زبیر خلف خواجه محمد نقشبند وی فرزند دلبند
خواجه محمد معصوم ووی فرزند ارجمند ثالث حضرت شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی اند ودر
تذکره مذکور است پیش ازان باوالد خود در سلسله دیگر نیز انتساب داشت عالم بود وکتب
حدیث بیشتر اشتغال داشت وبه اکثر زبانها سخن میگفت ودایم الاوقات زبان وی بتلاوت
قرآن یا خواندن درود مشغول می بود وهرچند صحبت آیندگان از ذکر یکبار نمیماند گاهی در رسند
می بود بر سر روضه پیر خود شیخ محمد زبیر وگاهی در شاهجهان آباد در جوار قبر خواجه محمد باقی بالله
واز دنیا واهل آن آزاد ومنزه بود وبا تکلف آشنا نبود اخر الامر در سال هزار ویکصد وهفتاد
وشش که احمد شاه درانی دوتا مرتبه را قتل نموده شهر دهلی را غارت کرد . باقی مردم شهر که پیش ازوقوع
فتنه برآمده بودند به پکپور رفت واز انجا روانه حرمین شریفین شد زاد هما الله شرفا وبعد از
حصول سعادت حج بیت الله وزیارت مدینه سکینه علی صاحبها الصلوة والسلام نهاد وسعادت زیارت
سید انام علیه الصلوة والسلام حاصل نمود وبعد از چند روز فوت کرد ودر بقیع برابر قبر خواجه

محمد بادشاه فون شده واین هر دو قبر بر سمت کنج شمالی و غربی قبر امام المسلمین حسن مجتبی علیه
وعلی ابائه السلام واقع اند و بر دو لوح سنگ رخام که بر بالین هر دو قبر منصوب است از دیگر قبور
ممتاز هست اول ملاقات من بادی در سال هزار و یکصد و شصت و هشت هنگام مراجعت
از لاهور در سر هند شده بعد ازان در دهلی و کیهر بار ما نجد متش میرسیدم و در تتبع زیارت
قبوری کردم و حافظ جمال که در رامپور بود و مردم بسیار بادی رابطه ارادت و حسن
عقیدت داشتند خلیفه شاه قطب الدین بود و در هزار و صد و نه فوت شده در رامپور
مدفون است رحمة الله علی جمیع عباده الصالحین ذکر سید علیم الله فاضل جالندری
و تذکره مذکور است مرید و خلیفه حضرت میران سید شاه بهیکه چشتی است و از علوم
شریعت و آداب طریقت قسطی کامل و نصیبی وافر دارد و فقیر یکبار بملاقات وی رسیده
است و از آیندگان جالندهر شنیده میشود که تا حال تحریر زنده است و سن شریفش
قریب بصد رسیده و مردم بسیار بوی ارادت دارند سلمه الله تعالی و هم در تذکره
مذکور است و سید بهیکه از اولیای کامل و عارفان عهد خود بود و حالی قوی داشت
و توجه و بر اوسترشدان اثری بلیغ بود و خوارق بسیار از وی بظهور می آمد رحمة الله علیه
و قبروی در کهرام است یزار و تبرک و یکی از مریدان سید بهیکه محمد نعیم است که در بهیکه
که وطن است بر چند گروه غربت تنها نیسر اقامت داشت مردی بود صاحب شوق و وجد
و حال و مکان وی در انجا بسیار لطیف و منزه و مصفا و دل نشین بود و بعضی بشارات
شیخ وی در انجا بود که زیارت نموده میشده در جام جهان نما چنین است ذکر شاه محمد نعیم
که پدرش قاضی جونپور بود بعد وفات پدر تبلاش قضای مورونی در دهلی آمد و
با شاه بهیکه ملاقی شد شاه فرمود که قضا فانی است سعی بخیر باقی باید کرد پس
دست ارادت بدامن شاه زد و بریاضت مشغول گشت تا بمقصود رسید و نعره مانیه
و از خود میرفت انتهی و دیگر از خلفای سید بهیکه شاه عنایت است که در بهلپور که آبادی است

بر کنار دریای ستلج یکروزه راه از سرهند سکونت داشت و ما هم در تذکره مذکور است اخوند فقیر
نام وی شیخ عبدالکریم است از احفاد شیخ عبدالقدوس گنگوهی است به روبه یعنی
افغانستان رفته وطن گزید وی در انجا از کتم عدم بوجه وجود آمد و به اقتضای استعداد
جبلی در وطن و هم در هندوستان تحصیل علوم نمود و در پشاور و دیگر بلاد هندوستان و بغداد
و دیگر بلاد عرب سیاحت کرد و با مشایخ و فقرای ان عصر ملاقات نموده و در بهلولپور
که قصبه ایست متصل سرهند شاه عنایت را که خلیفه سید بهیکه چشتی بود دیده مرید شد گویند
سید بهیکه شاه عنایت را از آمدن وی خبر داده بود و تسبیح و ناسدان خود سپرده که
که بوی خواهی رسانید و شاه عنایت سالها انتظار وی می بود و چون رسید بشناخت
و امانت سید بهیکه بوی حواله کرد و وی ریاضات شاقه کشیده و آخر الامر در بریلی و رامپور
اقامت ورزید و متاهل شد و مردم بسیار به حسن عقیدت بروی رجوع کردند و استفاض
علوم ظاهر و باطن مینمودند و بقدر استعداد خود از خرمنش فیض می ربودند و وی بر طریقه
سلف صالح بسادگی و بی تکلفی زیست میکرد و اصلا با تکلف آشنا نبود و گویند در توجه
وی تاثیری بود بر حال هر که متوجه شده اثر آن زود بروی ظاهر شدی فقیر را بارها دو بار
در مراد اباد ملاقات شده در دوم ماه شعبان سال ششم از صد سیزدهم وفات یافت
رحمة الله علیه و بعد وی خلفای وی طریقه افاده و افاضه را جاری میدارند مکاتب الحروف میگوید
نوشته دیدیم حضرت شیخ عبدالکریم عرف اخون فقیر و صاحب جیو میفرمایند از مشایخ
چشتیه ملاقات کردم بشش خلیفه حضرت سید شاه بهیکه چنانچه میان فاخر الهه و میان
لطف الهه و ملا سید علیم الهه و بی بی سلیمه و خرالیشان و یکی استاد شیده بهیکه که نام وی
حسن بود ملاقات کردم و شیده بهیکه ملاقات بحضرت شاه ابوالمعالی بدست میان حسن
کرد و هر دو خلیفه حضرت شاه ابوالمعالی بوده اند و تعلیم شیده بهیکه انعمان حسن یافته
فقیر از همه دعا و اجازت نموده است رحمة الله علیهم اهل هذا از ثقات دوستان و والد بزرگوار خود

شنیدم و صاحب زاده حضرت غلام حسین فرزند ارجمند اخوند صاحب با حافظ شاه علی حسین
مرید خود که ذکر هر دو شان خواهد آمد میفرمودند که چون پدرم بخدمت حضرت شاه منور له آباد
رسیدند و حضرت شاه منور کمان هر دو برادر و مخدوم که از بس درازی عمر فرو هشته بود بر زانوی
دوتاوک نظر از سینه ایشان گذرانیدند و فرمودند که ای اخوند دیر کشید و شغل تعلیم فرمود
و کلاه که بزبان هندی از اوپ میگویند مرحمت فرمودند چنانچه معمول کبار است و فرمودند که
روزی شیخ عبد القادر جیلی را قدس سره وضو می کنانیدم خطره گذشت که آب حیات
خورم تا عمرم دراز شود شیخ محی الدین گیلی فرمودند که باقی مانده آب وضوء من کم از آب حیات
نیست چند قطره ازان آب خودم عمرم بابا اخوند تا این زمان دراز گردیده از کمال وزرش نقش
اسم ذات بر محل قلب ایشان سوراخی شده بود بنی گرفته آب میچشیدند تا ازان سوراخ
بیرون نیاید حضرت شاه دولهگجرائی که خلیفه غوث الاعظم بودند ایشانرا همراه خود گرفته بخدمت
غوث الاعظم آوردند و ایشان خود را در خدمت غوث الاعظم مشغول داشتند طلاب سلسله
اخوند فقیر یک شجره طریقه قادریه بنام ایشان نزد خود میدارند و طریقه ایشان تعلیم میفرمایند و قبر ایشان
در الآباد متصل خسرو باغ است الحمد لله شجره قادریه هم درین کتاب باتمام رسید ذکر آن

زبده ارباب ریاضات و مجاهدات نامتناهی و عارف اسرار و معارف الهی مرشد اعظم سید محمد اعظم رحمة الله علیه

ایشان مرید و خلیفه عم بزرگوار خود سید محمد سالم بود مولده موطن و مدفن وی رودپر شریف است که لطیف و دل
نشین شهریست بر کنار دریای سنلج بسمت شرق واقع است و گرد آن کوهها بسیار و سنگهای
سفید بی شمار در قریب ان شمار و سیاتو واقع است در رساله مذکور بالا است چون از علوم ظاهر
و اکثر تصنیفات آن تسلی خاطر عاطر نمی شد غلبه شوق و ذوق عشق الهی در سینه وی استیلا گرفت
بخدمت عم بزرگوار خود طریقه بیعت بجا آورده مجاهدات بسیار و ریاضات بیشمار کردند تا در
اندک مدت از برکت توجه پیر و مرشد از جمله خلفاء اعظم سید محمد سالم سید محمد اعظم از پیر این

دوستان و شرف خلافت مشرف شدند و بهر سند ارشاد ممکن گشتند و تا زیست خود را بر کسی بلند
ندانستند و داخل عاوت بود که اکثر اوقات بر در مسجد نشسته بودند اگر کسی مردم برادری یا غیر ان
برای نمک و روغن و ملح و ترکاری و غیره بگفتی خود از بازار خریده بیاوردی و هیچ غرت و حسب
خود خیال نکردی و عادتی بود که بوقت خوردن طعام قدری آب در نا نخورش می انداختند
اگر کسی باعث آن می پرسید میفرمودند نا نخورش خود بآبگینه ساخته ام خود خورم دیگر را
نقلست مریدی دعوت کرده بود و نمک در طعام انداختن فراموش کرد وی حضرت
معه درویشان طعام خورده و باز آمدند چون صاحب دعوت را معلوم شد منفعل شده بمجرد
شریف عذر نا کردن گرفت وی حضرت فرمودند که من فرق لذت نمک و مرچ نفهمیده ام و فات
وی حضرت در هزار و دو صد و بست و هفت واقع شد سجده چهار خلفا سلسله وی جاری
داشتند اول مرشد ما حضرت حافظ محمد موسی دوم سید پیکه بن غلام محمد
بن سید محمد سالم سوم سید خواجه بخش ساکن نالا گده چهارم صاحبزاده وی حضرت
محمد بخش رحمة الله علیهم **ذکر شیخ کلیم الله جهان آبادی** ایشان ابن شیخ حامی
نور الله بن شیخ احمد بن حامد صدیقی بودند و صاحب مناقب المحبوبین مذکور از مخبر الاولیا نقل
کرده نام پدر ایشان شیخ طیب بود و اصلش لاهور و در علم نحو و هندسه مهارت تمام داشت
در قران شاه جهان در دهلی آمده سکونت ورزید و آبا و اجداد ایشان از نجد بودند که در
ترکستان است و ایشان از اصحاب و اجله خلفا شیخ یحیی مدنی بودند تاریخ ولادت خود ایشان
در وقعات کلیمی بلفظ غنی نوشته مبین کرده اند که دویست و چهارم جمادی الثانی سنه یکهزار
و شصت بوده است و عمر شریف ایشان هشتاد و هشت رسیده بود و صاحب تذکره مذکور
می گوید شیخ کلیم الله از کبار مشایخ زمان خود بود و از علوم ظاهر خصوصا تفسیر و حدیث نصیبی
وافی داشت تفسیری نوشته مسمی بکلیم مردم بسیار ازوی مستفید بودند و خوارق عادات
ازوی بظهور می آمد مرا چانمانان مظهر رحمة الله علیه بافقیر نقل کردند که روزی من بملاقات

شیخ رفتم صحیح بخاری را بدو درس میگفت و آن حدیث مذکور می شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
فرموده است امر دو شیطان یاد دیدم که بقصد دسوسه انداختن مردم آمده بود خواستم او را
بستونی از ستونهای مسجد ببندم تا کودکان مدینه با وی بازی کنند و دعای سلیمان یاد آوردم
رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ترجمه گفت سلیمان علیه السلام ای پروردگار عطا کن
مرا آن پادشاهی که راست نیاید بهیچکس را غیر از من از روی دست بداشتم مرزا گفتند بخاطر
من گذشت ایا شیخ بر بین معنی الفاظ حدیث کفایت خواهد کرد یا فائده دیگر ازان استنباط
خواهد نمود و آن فائده از کدام علم خواهد بود این خطره بخاطر گذشته بود شیخ رو بجانب من کرد
و گفت ازینجا فائده از علوم صوفیه مستنبط می شود و آن آنست که اگر شخصی بر شخصی بوجهی
تصرف کرده باشد شیخ دیگر را باید که بملاحظه شیخ اول درین شخص تصرف نکند گویند ایشان
قریب ایام فوت خود از شاهجهان اباد این بیت بخلیفه خود خواجه مصطفی که مزارش در مراد اباد
است نوشت بیت اگر بسیر چمن میروی قدم بردار ۞ که همچو رنگ حنا میرود بهار از دست
وی ازین بیت بر قرب اجل شیخ پی برده همان زمان از مراد اباد روان شده شیخ را زنده
یافت و چند روز در خدمت وی ماند و بدستور وی بمراد اباد باز آمد انتهی الشان الله تعالی
ذکرش خواهد آمد و بوقت انتقال این بیت میخواندند بیت غبار خاطر عشاق مد عاطلبی است
بگلوئی که منم باد دوست بی اولی است ۞ در روز سه شنبه بیست چهارم ربیع الاول سنه
هزار و یکصد و چهل و دو رحلت کردند ذکر شیخ نظام الدین صاحب مناقب مذکور
از مرآت ضیائی مینویسد که نسب ایشان بحضرت شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدین سهروردی
می رسد و ساکن قصبه کاکوری و بقولی مکراون که از مضافات بلده لکهنو است بودند و بزرگان
ایشان از ولایت آمده در انجا سکونت اختیار کردند و جمعی از مخبر الاولیا مینویسد که مولد
و مولد ایشان قصبه مکراون بود که متصل اجنبه سو بادوده است چون شهره علم و تدریس
شیخ محمد اله جهان اباد بسمع ایشان رسید بطلب علم ظاهری در شاهجهان آباد

تشریف آورده بخدمت شیخ کلیم الله حاضر شدند چند مدت در اینجا تحصیل علم ظاهر کردند بعد فراغ
علم ظاهر به اقتضای سعادت جبلی و استعداد ازلی برای تحصیل علم باطن از شیخ کلیم الله
مشرف بیعت مشرف شدند و استفاده علم باطن نمودند و از فیض صحبت وی مستفیض
گشتند و کار کرده خلافت یافتند چون بولایت ملک دکهن مامور شده بدرشهر اورنگ آباد
قیام داشتند و صاحب آثار الصنادید میگوید که شیخ نظام الدین از اورنگ آباد تشریف
آورده و از شیخ کلیم الله خلافت یافته باز در اورنگ آباد تشریف بردند انتهی و این مسموع
ایشانست در رعایت دلجاگوش نظام دین بدینا مفروش و ایشان مجمع علوم ظاهر و باطن
و از اهل وجد و سماع و صاحب ذوق و شوق بودند و مردم بسیار از ایشان مستفید شدند
چون عمر شریف بهشتاد و دو رسید پیغام اجل در رسید در آخر شب سه شنبه دوازدهم
ربیع الاول بعد شش ماه انتقال شیخ خود سنه یکهزار و یکصد و چهل و دو وفات یافتند و در اورنگ
مدفون گشتند و چهار پسر در عقب گذاشتند اول محمد اسمعیل دوم مولانا فخر الدین سوم
غلام معین الدین چهارم غلام کلیم الله رحمة الله علیهم ذکر مولانا فخر الدین ایشان ثانی فرزند
ارجمند نظام الدین اورنگ آبادی بودند و نسب مادری ایشان بسید محمد گیسو دراز میرسد
ولادت ایشان در اورنگ آباد سنه هزار و یکصد و بست و شش بوده است و تحصیل علوم
ظاهر و باطن از پدر بزرگوار خود نموده و در عمر شانزده سالگی پدر بزرگوار ایشان از نعمت حیات
عنایت فرموده فوت کردند و صاحب آثار الصنادید میگوید بعد فوت والد خود دل برداشته
شده در اجمیر شریف تشریف آوردند چند روز در انجا قیام داشتند بعد ازان در سنه احدی
جلوس احمد شاهی مطابق سنه یکهزار و یکصد و شصت هجری نبوی در دهلی تشریف آورده
و از ذات فایض البرکات خود خلق را فیض علم ظاهر و باطن رسانیدند و از رساله مرجیه و فخر الحسن
تالیفات ایشان علم و فضل ایشان بهر ظاهرست انتهی ایشان در همین سال فخر الحسن ثبوت
ملاقات خواجه حسن بصری با علی کرم الله وجهه نوشته اند و عمر شریف بهشتاد و رسیده بود

بمزدی ۵ بود سالی کز مجوسی ۞ شصت و پنج هزار صد افزون ۞ فخر دین باقی
سعد و سعید ۞ دهلی کهنه را نوا بخشید ۞ کرد آن مرزبک در و چو وطن ۞ گشت دهلی
چو چشم ما روشن ۞ درین سن بعد شش ماه در پاک پتن تشریف برده و در تذکره مذکور است
مولوی فخر الدین امروز مظهر آیات و مجمع کمالات ظاهر و باطن ذات با برکات اوست و اینچه حق سبحانه و
تعالی از علم کامل و عمل شامل و اخلاق سنیه و شمایل مرضیه در وی جمع نموده اول دلیل است
بر فضل و کمال وی هر چند اکثر طالبان حق درین زمان بسوی اوست و خلق بسیار باوی
انتساب دارند و فیض ظاهر و باطن میرساند کریم کارساز سایه بلند پایه او را بر مفارق طالبان
و سالکان مبسوط دارد و مرید والد خود است شیخ نظام الدین که مرید شیخ کلیم الله است و کمالات
وی در اورنگ آباد قیام داشت و دران ملک مردم بسیار مرید و معتقد وی بودند گویند شیخ
کلیم الله شیخ نظام الدین بولادت مولوی فخر الدین بشارت داده بود و گفته که ترا پسری
چنین و چنان به عرصه وجود خواهد آمد و عالمی ازوی مستفیض خواهد شد این فقیر یکبار در شاهجهان آباد
بخدمتش رسیده و بدولت لقای وی فایز گردیده و بعد ازان اکثر مطالب بجانب حضرت اقدام مینمود
بعد تحریر این سطور بست و ششم جمادی الثانی سال هزار و یکصد و نود و نه زین دار فنا
بدار بقا رحلت کرد رحمة الله علیه تاریخ خورشید دو جهانی ذکر ان کاشف
اسرار ناسوتی و واقف عالم روحانی و ملکوتی عارف
مقام جبروتی و ثنای کلام ربانی حافظ آیات قرآنی
حضرت حافظ محمد موسی چشتی صابری مانکپوری
رحمة الله علیه مرید و خلیفه سید محمد اعظم بود چونکه از تحصیل علم ضروری فارغ شدند
بعبادت ظاهری در فرایض و سنن و نوافل و غیره مشغل میباشند چون شور و درد عشق ازلی که
ذات وی نهاده بود شور نمود بنابران تلاش درویشی برخاست بعد جست و جو بسیار
در قصبه رودپر شریفه رسیده بالهام غیبی بخدمت سید محمد اعظم حاضر شدند و بشرف بیعت

بر دست وی حضرت مشرف گردیدند و ریاضت شاقه و مجاهده کامله ورزیدند بعد ازان حضرت
پیر مرشد خرقه خلافت عطا کردند و فرمودند که حافظ جیو تمام مریدان من خواهد شد اند حضرت
مرشد نا مولانا میفرمودند چون حضرت سید محمد اعظم فوت شدند حافظ جی از حجره بیرون آمده
مریدان دیگر را قبر با جنازه را برای نماز آوردند حافظ جی نماز جنازه ادا کرده باز بحجره رفتند
مردمان گفتند حافظ جی از پیر محبت ندا شتند بعد ازین نقل فرمود که روزی حافظ جی میفرمودند
که موری چیو قبر پیر سینه مرید است نادانا چه داند بعد از طی مراتب سلوک با چندین مریدان در
مانکپور اقامت ورزیدند و بر هدایت خلق الله کمر همت بسته و پیش ازین اکثر مجرد و در خلوت
می بودند و خود را تا دم واپسین بی بود میدانستند و کلام تکلف و تعریف در حق
خود از کسی پسندیده و دوست نداشتند چنانچه مرشد نا مولانا سید امانت علی قدس الله تعالی
سره و سید غلام معین الدین حیدر آبادی که در انجا به شاه خاموش مشهور اند سلمه الله تعالی
به تشریف آوری حافظ صاحب در امر وهه باهم مشورت کردند باز با خود گفتند که ساکنان
این دیار بکلام تکلفانه پیش آیند و حضرت ناخوش شوند و حق مانحوب نخواهد شد چنانچه
با نماندند و وی حضرت حافظ صاحب مهاراز خاص طالبان حق را دوست میداشتند و با انها بطرز
غلیظ و کلام دلنشین میفرمودند اکثر طالبان خدا قریب و بعید نزدیک وی حضرت می آمدند
دل انها را ذکر جهر تعلیم میفرمودند و هم مرشد نا مولانا میفرمودند که حافظ صاحب بصحبت الفاظ
کلمه نفی و اثبات و اسم ذات و بمواضعات آن بملاحظه معنی و بمدوشد و تحت و فوق
کوشش بلیغ می نمودند بعد تقدیر استعداد طالب اسرار دقیق و کلام توحید و ذکر مجرد از الفاظ
و فکر و تشبیه و تنزیه تلقین میفرمودند و هم صرف همت قلبی و توجه فکر علی حسب مراتب او میکردند
و می انداختند و هم در حلقه ذکر جهر بر آواز ذاکران القای نسبت میکردند و او از هر یک مرید را
می شناختند اگر کسی در حلقه صبح و شام حاضر نبود می چون درویشان بعد نماز اشراق برای
قدم بوسی حاضر می آمدند پرسیدی فلانی تو کجا بودی که حلقه ذکر معمولی حاضر نبودی

اگر حجت قوی بعرض نرسانیدی بفیر وختی و یا خانقاه بیرون کردی و فتوحات بسیار می آمد اگر
از خورد و نوش و پوشش درویشان باقی ماندی بمسکینان و بیوگان قریب و بعید را میفرستادند
حکایات کشف و کرامت وی حضرت بسیار اند این مختصر گنجایش ان ندارد مولانا میفرمودند حضرت
حافظ صاحب بتعلق نسبت باطنی بروحانیت میر اسنجی بسیار داشتند چنانچه روزی گفت میر اسنجی
این کار نشده **نقلست** سگی بردر خانقاه قیام داشت یک حصه طعام او را مقرر شد و آن
سوای حصه خود بر طعام دیگر خانقاه نظر میکرد و بعد چند روز در ماه کانک از در خانقاه غایب شد
حضرت پرسیدند که کلو کجا است عرض کردند که ایام سگان است همراه ماده سگان میگردد و از سگان جنگ میکند
فرمودند اکنون در اینجا آمدن ندهند بعد چند روز حاضر شد فرمودند که میان کلو از اینجا بروید
که بماده فیر خراب شدی و از سگان جنگ کردی و زخمی شدی او از انجا بشرمندگی روان شد
بعد دیری فرمودند که میان کلو را به بینید که کجا رفت هر چند تلاش کردند نیافتند بوقت شام
درویشی دید که بر لب تالاب در گلابه سر را خزیده مرده افتاده است بخدمت عرض کردند فرمودند
که در پارچه بسفید بپیچید دفن کنند در باغ دفن کردند والله اعلم بالصواب وفات حافظ صاحب بروز
یکشنبه بوقت نماز ظهر بتاریخ شانزدهم رمضان در هزار و دو صد و چهل و هفت سال
هجری واقع شد ۱۲۴۷ قریب مرض وفات اشاره بطرف حضرت مرشدنا و مولانا
سید حضرت مولوی امانت علی قدس سره و حضرت سید غلام معین الدین سلمه الله تعالی و حاجی
عبد الله شاه تهانیسری سلمه الله و حضرت شاه جی جان الله شاه خانپوری رحمه الله و حضرت
حاجی مسکین شاه رحمه الله فرموده بودند که در اینجا بنشینند حضرات ایشان بسبب تجرید و تفرید قبول
آن نکردند بعد انکار ایشان روزی مرشدنا و مولانا سید امانت علی فرمودند که مولوی جیو برای
پیر شاه چیزی بگویم مولانا عرض کردند حضرت سلامت بسیار خوب است اخر الامر همه درویشان
اصلاح بگذرانیدند عرض کردند که اسباب خانقاه و نذر و نیاز حوالهٔ پیر شاه فرمایند که بدهند چون
[illegible] در عرض [illegible] حضرت بسیار کرده بود و حسن عقیدت اظهار نموده بود بدین سخن راضی شدند

واجازت دادند بعد وفات وی حضرت درویشان دستار بستند و بر مسند نشاندند و ندر
دادند مولانا میفرمودند که حافظ صاحب دل او را افتاب کرده بود پس ازین از انکار
آن اشاره افسوس نمودم مولانا میفرمودند روزی حافظ صاحب بطرف پیر شاه صرف
همت میکردند نظر حافظ صاحب بسبب ضعف پیری نمانده بود من استه برابر پیر شاه نشستم
ونسبت را از درمیان بخود میکشیدم بعد ساعتی گفتند که پیر شاه همراه تو کسی دیگر است
گفت حضرت جی مولوی جی هستند بپاس خاطر من خاموش شدند مولانا هم صرف آن
همت از طالبان دریغ نمی داشتند لیکن انبلی لنصیبی در حفظ آن از ما کوششی نیست رحمة الله

ذکر خواجه محب الله الهه بادی

علیه صاحب مقاصد العارفین مینویسند قدوة العارفین
امام المحققین دریای معارف تحقیق باران ش الیف تدقیق محرم اسرار قدم مظهر انوار نون
والقلم کاتب الهامات الهی قاری لوح رموزات درگاهی قطب زمانیان وجهانیان شیخ کبیر
خواجه محب الله الهه آبادی قدس سره چون بامر شد حقیقی سلطان الکاملین شیخ کبیر شاه ابو سعید
ابن نور الحق گنگوهی متوسل شدند آنحضرت تلقین فرموده روزی چند حکم حجره کردند وبعد
چندی فرمودند ای محب الله بیا ترا بخدا رسانیدم ولایت پورب تبو ارزانی داشتم عزیزان
دیگر ملول خاطر شده عرض کردند که حضرت مایان را مدتی است بار محنت میکشیم وهرگز بجمال
وصال نمیرسیم وگاهی در حق مایان چنان نفرمودند واین مرد جدید ولذت ریاضت ناچشیده را
در طرفة العین چندین نعمت ارزانی داشتند فرمودند که محب الله کسی است که در یک دست
چراغ و بیک دست آتش آورده همین که دم زدیم وروشن شد ذلک فضل
الله یؤتیه من یشاء ـ مارا درین کار چه تاخیر که خدا تیاسے جلدی کرده ای صاحب هوش
پیر پرستی مشکل است بهر افعال واقوال تابع او می باید بود که تبعیت وی تبعیت خدا است
ومن اتی الله بقلب سلیم اول اینجا است بر قول وفعل او اعتراض نباید کرد او طبیب حاذق وحکیم
صادق است وفعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة پیر در خلد معرفت است هرکه با او بستی در آمد در آید

سیر باغ کند کج رفتار را دران رامیت مولوی رومی ای علی از جملهٔ طامات راقم
بر گزین تو سایهٔ لطف الله ٭ چون گرفتی پیر هین تسلیم شو ٭ همچو موسی زیر حکم خضر رو
صبر کن بر کار خضر ای بی نفاق ٭ تا کند دریا ترا غواص و غرق ٭ گر چو کشتی بشکند تو دم مزن
ور کند طفلی ترا کشته مکن ٭ دست او را حق چو دست خویش خواند ٭ پس مدان آنه فوق آید همی
و باید دانست ریاضت هر یک بحسب استعداد وی است هر که را شدت مجاهده کشود کار است
و مخترع بروی واجب و هر که را بنقطهٔ تجلی ایراست و بیرا بحرفی حصول بیشمار فرد هر انکس بزوال
پرستی گشته ٭ باز او را دولابه مستی کنند ٭ مستعد را دور افگندن ظلم است و نامستعد را
پیش کشیدن جهل اما پیران جاهل بر عکس آن روند و یا همه طلبا را بیک نوع تلقین کنند العوذ بالله
منها انتهی شیخ کبیر موصوف در سنهٔ اثنان و ستین و الف وفات یافت صاحب اقتباس
انوار میفرماید خلیفه سوم بنده گی شیخ ابو سعید گنگوهی قدس سره شیخ المشایخ شیخ
محب الله صدیقی صدر پوری است و از اجله خلفای آنحضرت بود صاحب براة الاسرار مینویسد چون
شیخ محب الله از تحصیل علوم نقلی و عقلی فارغ شد او را طلب حق پدید آمد از غایت سوز طلب
در دهلی رفته بآستانه حضرت قطب الدین بختیار کاکی استخاره نمود آنحضرت در معاینه دیدن
فرمود که بالفعل سلسله شیخ صابر علی گرم است و بجانب شیخ ابو سعید اشارت فرمود
ناچار آن بخدمت شیخ رفت و بشرف بیعت مشرف گشت بعد ازان حضرت ابو سعید
مر خادم خود را که مجاهد نام داشت فرمود که به بین که استعداد محب الله بولایت کدام نمط
مناسبت میدارد تا موافق آن مناسبت تربیتش کرده آید چنان معلومش گشت که
که استعدادش را مناسبتی با ولایت موسوی واقع است و می کیفیت حال بخدمت قائمقام
پس حضرت شیخ ابو سعید محب الله را شغل نفی و اثبات و اسم ذات با نگاهداشت صورت مرشد
تلقین فرمود و در اربعین نشاند و بیرا ندان از مضامین باطن مقدمات نامفهوم بوجه احسن واضح
گشتند و تجلیات ملکوتیه و جبروتیه نقد وقت وی شدند و تجلی ذات لاکیف و بیرون اربعین اربعین

میرسنگشت وحال آنکه شیخ محب الدین خواهان و جویان همین تجلی بود چون از اربعین برآمده تمامی واقعات
خود پیش حضرت شیخ اظهار کرد آنحضرت خوشحت که ویرا خرقه خلافت عطا نماید و دل شیخ
محب الدین گذشت که هنوز بشهود ذات منکشف که مقصود حقیقی طالبان این راه است نرسیده ام
پیر من کدام حالت مرا لائق خلافت تصور کرده همین خلافت میدهند چه سالک بحصول تجلیات
صوری و معنوی که تعلق بملکوت و جبروت دارند لائق نمیشود چیزیکه بحصولش شایان این امر
میگردد آن حاصل نشده هست و مطلوب من همان چیز هست که عبارت از شهود حضرت
لاکیف هست مخفی نماند که خلافت مشائخ در عهد لامروج هفت نوع هست بعضی از آن مقبول
و بعضی از آن مجهول چنانچه ذکر کرده می آید خلافت اول اصالةً دوم اجازةً سوم اجماعاً چهارم
وارثاً پنجم حکماً ششم تکلفاً هفتم اویسیه اصالةً آنکه بزرگی بامر الهی شخصی را خلیفه خود گیرد و
جانشین خود گرداند این نوع خلافت را صوفیان باصفا خلافت الهی نیز میگویند و اجازةً آنکه بر ضا و رغبت
خود خلیفه گیرد و چنانچه رسم جمهور مشائخ هست و این نوع را خلافت رضائی نیز نامند و اجماعاً آنکه
قوم بعد فوت پیر وارثی یا مریدی را خلافت دهند و این را ابرائی گویند و این نزد مشائخ
رونیست و وارثاً آنکه شخص از این جهان رفت و خلیفه را بجای خود نگذاشت مگر وارثی که شایان
این امر بود و این را مشائخ منظور نداشته اند و اگر احیاناً آن شیخ او را در باطن امر فرمایند و ابوه
که نزد صوفیان امر باطن جایز هست و حکماً آنکه بعد فوت بزرگ حاکم خلیفه نماید این را بحکم
اَطِیعُوا اللّٰهَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ جایز نمیدانند و تکلفاً با سفارش جمعیت
یا به تکلف باشد این روا نباشد اویسیه آنکه از روح بزرگ تربیت و خلافت یابد این را
بزرگان مقدم روا داشته اند و محققان گفته اند چون سالک بفنا فی الرسول و جبروت
برسد نیز جایز هست که بوی خلافت عطا فرمایند چنانکه بندگی شیخ ابو سعید شیخ محب الدین را
اجازت فرموده اند بتکمیل دیگران با وجود این چون درویش خطور کرد که مرید لائق خلافت
بعد وصول بمرتبه لاهوت میشود و من آن مرتبه نرسیده ام شیخ من کدامی کمال من مرتبه

مشاهده کرده مرا خلافت میدهند حضرت شیخ ابوسعید بر خطرهٔ وی مشرف شده در حال خرقهٔ
خلافت بوی پوشانیده دست بفاتحه برداشت و توجه باطن در کار وی کرد و بمجرد دست برداشتن
آنحضرت تجلی منکشف بر دل شیخ محب الله جلوه کرده و بیخود شیخ محب الله بفریاد درآمد و گفت
یا حضرت بس کن که مرا نه یارا و نه ازین استعداد و حوصلهٔ این مشاهده نیست پس آنحضرت توجهی باو فرمود
که مرتبهٔ صحت مقل و تمکین مهدی بماند و مغلوب الحال نگشت پس شیخ محب الله از دست حضرت شیخ
ابوسعید گنگوهی الحنفی قدس سره خرقهٔ خلافت پیران چشت جنت سرشت پوشیده بموجب
اجازتش باز در قصبهٔ صدر پور آمد که وطن قدیم وی بود اما بودن آنجا مناسب احوال فقیر
ندید بعد ازمدت بقصد توکل و تجرید از خانه برآمد و بجهت دریافت سعادت زیارت حضرت
شیخ مخدوم عبدالحق در رود ولی باید این فقیر مدانجا بود از راه دوستی در منزل فقیر
فرود آمد صحبت گرم و مصفا واقع شد و اطوار پسندیده او در اثنا مشاهده نموده بسیار
محظوظ شدم پس از چند روز از جانب حضرت مخدوم بشارت رخصت یافت باتفاق
یکدیگر از رود ولی روانه شده بنجانه رسید چند روز بسبب الفت و محبت یگانگی در فقیر
توقف واقع شد دران سفر سید عبدالحکیم ساکن شهر بلیه آباد رفیق او بخدمت وی کسب فضائل
می نمود پس از انجا متوجه بجانب شهر الهٔ آباد گردید در شهر مذکور سکونت اختیار نمود و آنجا
شهرت بسیار یافت و در اوائل حال چند مدت فقر و فاقه پیش آمد اما استقامت نیکو
ورزید آخر کشایش شده و میان حقائق و معارف دستگاه تمام بهم رسانید و سخن وی اثر عجیب
گردید اکثر علماء و فحول کلا از مشرب ارباب توحید انکار داشتند بفیض او تربیت یافته مشرب
خاص امتیاز نمودند چنانچه کمال او در تصانیفش مثل اسوله و اجوبه بعضی از سوالات دارا شکوه
که از وی استفسار نموده بود مبرهن است و آن این هست سوال که امام علم است که او حجاب اکبر گفته
است جواب آنکه علم و عالم و معلوم یکی است پس هر علمیکه مخالف تحقیق آنچنین نباشد حجاب
است بلکه سبب تفرقه ابد الآباد و وصول بمقصود سوال [illegible]

طالب مطلوب هر دو فانی میشوند در یکدیگر و در مرتبهٔ بقا هر دو بصفات یکدیگر باقی میگردند چنانچه
مارنی میفرماید مصرع ما برنگ یار گشتیم یار رنگ ما گرفت + سوال در عشق و در وتفرقه چیست
جواب عشق عبارت از میل عاشق است جانب مشاهدهٔ محبوب و در عبارت از سوز و فراق است
در حین طالب با وصال پس موجب تفرقه در دست اگر کسی را در دنیا و در آخرت ممکن نیست سوال
نماز بخطر کے حاصل شود جواب این نماز وقتی دست دهد که شغل باطن بر مصلی مستولی شده
نقش غیر از لوح دلش محو سازد و جز عشق چیزی دیگر منظور و مخطور وی نبود الغرض حضرت
شیخ محب الله عارفی صاحب اسرار و فارغ از خواطر اغیار و محافظ دقائق طریقت و آداب شریعت
بود چنانچه از اجوبهٔ وی که بالا مسطور افتاده معلوم میشود پس کسیکه بر وی طعن میکند و نسبت الحاد
و زندقه مینماید آنکس از علم بی بهره است که سخن وی قدس سره در فهمش نمی آید و بر کمال وی
همین دلیل بس است که مرید بندگی شیخ ابو سعید بود و بنظر فیض حاصل آنحضرت اختصاص یافته خصائص
مراتب اسرار مینویسد که حضرت شیخ محب الله قریب بست سال در الهآباد بر سجادهٔ ارشاد مستقیم
بود عالمی کثیر از حسن تربیت وی بمرتبهٔ هدایت و ارشاد رسید و تاریخ نهم ماه رجب روز پنجشنبه
برابر غروب آفتاب سنه یکهزار و پنجاه و هشت هجری بعالم بقا خرامید و در شهر مذکور مدفون گشت
یک پسر خورد سال شیخ تاج الدین نام عقب گذاشته بود و تا حال معلوم این فقیر نشده که
از شیخ تاج الدین نسلے باقیمانده رحمة الله تعالی علیه و باید دانست مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در
یکے از استفتاء مینویسند هرگاه که مذهب شیخ محب الله الهآبادی که ظاهرش قدم در وادی
الحاد میزند شیوع تمام الاکلام یافت عنایت خداوندی حضرت شیخ احمد سرهندی را بر روی کار آورد
و علوم غریبه را بر ایشان القا فرمود من تعدیل الحاد انتهی کلامه الشریف گویم چنانکه شاهصاحب
در استفتاء دیگر میفرمایند و علماء متکلمین را انکار این مسئله بیکی از دو وجه است اول آنکه بر این مسئله
بسبب کمال دقت و باریکی مقدمات نقلیه عقلیه بسیار بار بوی نشده و بعد نظر آنها بر آن
شبهات پیچیده شده ناچار باانکار منجر آمده دوم آنکه این مسئله از علائم مهدی است انتهی

وچنانکه شیخ عبدالحق محدث دهلوی سخن حضرت مجدد را در فهم نیاورند با نکار پیش آمدند چنانکه میان
شیخ ابراهیم مرادآبادی و شیخ داؤد گفتگوهای شیخ یوسف در کشف وحدت وجود و خلاف افتاد شیخ یوسف
کشف ابراهیم و شیخ داؤد قبول نکرد و شیخ محمد صادق بیان کشف این هر سه بزرگوار نشنیده
کشف شیخ ابراهیم و شیخ داؤد را قبول کردند و شیخ یوسف را فرمودند که تو هم خواهد بود که این
یافت ما هست ترا باید که از سر نو سلوک کنی این قصه در ذکر شیخ داؤد و گفتگوهای شیخ ابراهیم مفصل در این کتاب
مذکور است شاید بکار شما صاحب بجناب شیخ از بهین قبیله باشند و مولانا عبدالعلی بحرالعلوم در شرح مثنوی
مولانا رقم نظیر از قول ایشان هم می آرند و آن این است که علم و مشاهده فوق حال است چنانکه شیخ
محب السبحان قدس سره مصرحست بآن انتهی **ذکر شیخ عیسی** شاه عضدالدین در مقاصد العارفین ذکر جد خود مینویسد
شیخ عیسی قدس سره جد فقیر صاحب سخاوت و نقاوت بوده در شب شب به بیداری و اشغال میگذاشت و
خاصه دشت در روز طلب فقرا میکرده و خدمت بجای می آورده هر فقیری که استفسار حاجا میکرد
میگفتی که اولاد من برادر حقیقی رسند و خود را در طریقه ارباب نیاز اعتقاد شهی اول حال سکونت جد
در قریه پسیت که او را گرچه نامند متصل خیرآباد تولد قبله حقیقی شیخ محمدی همانجا بوده تولد برادر مرحوم عارف بالله
شیخ عبدالجلیل نیز همانجا بوده بعد مبعوثت و اشواق اکابر قصبه هرگام توطن قصبه مذکور را داد سخوا
که بنیاد عمارت بزرگی بنشاند شاه کالوا و لیا بنیاد نهاد گفت که دو قطب از اولاد تو پیدا شوند تولد والد
بزرگ شیخ حامد و شیخ عبدالخالق که عم حقیقی ماست دران قصبه بوده چهارم و رزم صفر سنه یکهزار و پنجاه و چهار
وفات یافت و قبرش دران قصبه واقع ست **ذکر شیخ محمدی البرآبادی** دهم صاحب
مقاصد العارفین مینویسد تولد شیخ در چهار دهم ال سنه یکهزار و بست و یک بوده تاریخ و جهان
آفتاب پیدا شد + ذرها در هوایش شیدا شد + سال تاریخ جلوه اش لوجود + قدوة الکاملین پیدا شد
ایشان تا ایام بلوغ بلهو و لعب اشتغال داشتند والد بزرگوارش شیخ عیسی هرگامی بانه بازی و لعب
میشد صلاح پذیر نمیشد تا آنکه روزی در زمره عیاشان بیراه دیده تحمل نیاورده هر دو دست گرفته تنبیه بوا
و زبان دشنام و شتم بگشود یعنی محرک گرگ غیرت ایشان گردید از خانه بیرون آمده بتحصیل علوم دینی و کسب

علوم متحققان اهل هند پیرو دست بتائیدات الهی در مدت ایام بدرجهٔ حصول کمال رسیده و بود تحصیل علوم ظاهری
بوصول علم باطن برگماشتند و درین حال ملازمت شیخ کبیر مجتبی الهٰ آبادی خلیفهٔ شیخ ابو سعید ابن ابو الخیر گنگوهی را
قدس سرهما دریابند و بدست ارادت در دامن ستت شیخ محکم گرفته دست ارادت بدست ایشان داده و
همین صحبت شیخ بمدارج عالی رسیده و چار و سال بصحبت شیخ حاضر بوده مدتی که شایان باشد بتدبیر میسانید
روزی شیخ بکمال التفات فرمودند که مجتبی اگر پیر خود را مدیحی مجمل می ابدین کمال که داری یافتی ارادت بوی
آوردنی هی طالع مرید که پیر حق او چنین فرماید و ایام مشاق و جهاد خطوط نفس یک لخت ترک نموده
و ایام تحصیل صحبت شیخ یکبار بملازمت والد بزرگ رسیده باز بخدمت شیخ حاضر آمده بار دیگر بملازمت پدر التفات
بعد وفات والد بوطن رسیده و جماعه را بفیض تمام رسانیدند چون فیض ایشان بود بالحضور
عازم اکبرآباد شدند و در انجا توطن اختیار کردند چون خاطر شیخ بمشتاق ملازمت ارباب کمال نی اختیاری
داشت بملاقات بعضی از بزرگان قدم در سیر نهاده بهر شهر که میگذشت ملاقات اهل حال را مقدم میدانست
رفته رفته ببرادآباد نزول فرمود در انجا دریافت گردید که میر عبد الحکیم از خلفای شیخ عبد المجید در امروهه سکونت
دارد بپای شوق توجه بامروهه نموده بعد زیارت مزار رشید الدین شام و ملاقات امروهیان ملاقات فیما بین
ظهور پیوست و باهم محظوظ لذائذ معنی شدند و از جماعه هر که ارادت آورد قبول فرموده باکبرآباد بمودند
بعد چندی دیگر بار اراده مصوب کرده ارادت آوردان را سرفراز ساخته متوجه اکبرآباد شدند بعد چند بار سوم
باز اتفاق سیر افتاد و خبر واقعه امیر امروهه باعزم امروهه گردید همه در انجا بر حسب وقت جمع آمده که
ارادت دهند التماس کتخدای و توطن گزیدن امروهه بخاطر افتاد شیخ فیض الله برادر حقیقی سجاده نشین
شاه عبد المجید که از اولاد محمد ابن حنفیه بود دو دختر داشت یکی از ان هر دو گوهر یکتا کمت ایشان گشید بعد در
ایام والد فقیر یعنی شیخ حامد برادر شیخ محمدی که بحر کشی اشتغال داشت مدار امروهه سید قدیم بوی پیوسته نگشت
دختر دوم شیخ فیض الله منسوب بایشان گشت از انروز اتفاق سکونت در امروهه افتاد من بعده باکبرآباد استقامت
مینمود و گاه گاهی بزیارت بندگان کمر می بستند چون آفتاب آن فلک معرفت از مطلع عنایت الهی بر اوج
اشتهار میتافت دل حاسدان بخار فشار نمود آخر الامر بادشاه اورنگ زیب عالمگیر ابتوا تر اوازی اخبار مخالفان

دشمنخواهی بدو پناه برآن متوجه گردانیده که حکم ناطقش بزیارت حرمین شریفین گشت بر حکم ضرورت احرام زیارت خانه کعبه بستند چنانچه در سنه یکهزار و نود حج میسر آمده الحمد لله علی ذلک بعد ادای وجوه حج بازمراجعت این ملک کردند بعد رسیدن ایشان بهندوستان بازخودخواهی عام آن طایفه مخالفان از سر نو سر بفلک کشید تا انکه شاه مغفور جهت ایشان فرمود متقی در قلعه اورنگ آباد بحبس ماندند آخر در سوم رجب سنه یکهزار و یکصد و هفت هجری جهان فانی را بدرود کردند و تابوت ایشان بموجب امر ایشان بقویض ولایت اکبرابادرسانیدند و دفن کردند

تاریخ گفت بگوش دل من کس از غیب ❊ قطب زبان رفت سوی لامکان ❊

ذکر شاه عضدالدین

ایشان در کتاب کور منیو سیند که این بنده جرعه نوش جام آن ساقی خاص و عام پیر مرشد حقیقی شیخ محمدی است و در دیباچه آن است اما بعد میگوید فقیر عضدالدین محمد امروهی ابن شیخ حامد ابن شیخ عیسی هرگاهی که چون والد گرامی مرا در خدمت شریف مجلس عالی قبله گاه ارشاد و پناه شیخ محمدی ابن شیخ عیسی هرگاهی بیشتر ایام صحبت حاصل بود و از معانی عالیه از زبان الفقیر ظاهر میشد بر آئینه صافی ضمیر پدر بزرگوار و دیگر آئینه داران محفل ان افتاب معرفت عکس انجلا میگرفت بعد وفات شیخ والدم سطوری چند در تحقیق بعضی مقدمات صوفیه نوشته بود در سنه یکهزار و یکصد و یازده باین کمترین حواله فرمود تا بعبارت منضبط انمقدمات را واضح نمایداین کمترین هم کما قیل وَمَا تَوْفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَیْہِ وَاِلَیْہِ اُنِیبُ احسانا لاجابت آمده عزم بران گماشت که بزبان قلم آرد اگرچه از شرح آنمقدمات پیش اصحاب معرفت ارباب حالات اهمالی میورزید تا نشاید که خاطری مقدس روی توجه ازین بی نقش بر تنگ برگرداند لیکن باوجود پاس ادب زبونی هر چند فقیر این معنی پر معانی خاریش شده حق سبحانه تعالی هر یکی را ازین گروه درویشان بوصفی برانگیخته و بهر ولی بادهٔ معنی ریخته کسی سرود ستایش گویا کسی زمزمهٔ آرایش جویا دیگری در جوش خروش و دیگری در زیر بار تحمل لب خاموش و بند و نیز از همه مستوا است و باخفای راز مامور و مؤید معنوی انمعنی است که در هنگام طالب علمی شبی در واقعه قدم بوسی آنحضرت صلی الله علیه وسلم میسر شد و آن اینست دیدم که آنجناب در بالائی تشریف فرموده اند و دریافت شد که از مدت شش ماه دران باغ تشریف میدارند پابوس حاصل کرده بگوشه نشستم و از انکه درین مدت شش ماه محروم زیارت ماندم بالانفعال کمال سر در پیش انداختم در اثنای این حال روی مبارک بجانب من کرده فرمودند که ملا شهدی ازین باعث بقدم بوس ما نیامدی که علت مانع انمعنی گشت ازین عتاب بندهٔ نازنین گشت

اگر عذر این تقصیر خواستم چون از خواب بیدار شدم همان دم در خود حالتی دیگر یافتم دلم از تحصیل علم متوحش و متنفر گردید اگر گاهی به تحریض طلبار سبق کتابرا مطالعه میکردم مدعای حرفی نمی گشود پس دانستم که انسر و صلی الله علیه وسلم معنی از مشاغلت علوم ظاهری و مذاکره آن منع فرموده چون تحصیل این علم در دلم قرار نگرفت ناچار فکر نکردم هرچند مردم ترغیب میفرمودند در دلم هیچ اثر ازان نمی شد لیکن پیش کسی کشف این اسرار نیاوردم و بالکل آن کوشیدم از میان من این واقعه و علم بر من مکشوف گشت که اظهار آن باعث عتاب آنجناب است و بران این سالم بر عالم مسلم هرگاه که رازی از رازهای مخفیه خطاوار زبانم جسته مسهم عتاب بر دف دلم نشسته و دم کتم اسرار بر اجری عظیم و لذتی جسیم پیوسته اخر الامر چون والده را تاکید فرمود تا چار در سنه یکهزار و یکصد و پانزده کتابت کردم و مقاصد العارفین نام نهادم و در سنه یکهزار و یکصد و بست و چهارم اختتام یافت انتهی و در فصل خامس مسئله اولی کتابت که میفرمایند که تقسم وجود بر طور محققین آنست دلالت بلا اعتبار که به هیچ وجه متصور و مشار نیست چون برنگی از الوان صفات مخصوص نشود متصور بلکه محسوس گردد و لهذا محققان سعی معرفت در کنه ذات منع کرده اند الا بوجهی که حکم اتصاف بصفتی بران جایز بود پس بتحقیق علم ذات معدوم است و انچه بوجه دانیه درک میکنند بنفس الامر ادراک صفتی است از صفات او و علم او عجز از علم اوست صدیق اکبر رضی الله عنه فرموده العجز عن درک الادراک ادراک و هم مرتضی علی کرم الله وجهه میفرماید کمال الاخلاص له نفی الصفات و آن علم از خود جاهل شدن است و حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم نیز مشیر این مقام است کمن عرف الله فقد کل لسانه و چنانچه کنه ذات معلوم نیست کنه صفات هم معلوم نیست چه محدود امور غیر متناهیه را کی درک تواند کرد و در علم الهی ذات و صفات هر دو ازلا و ابدا حاضر اند پس معرفت ذات بی صفات نباشد مگر باعتبار صفات و لهذا پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فرموده رایت ربی علی صورة الشیخ و علی صورة الشباب و کمل الرجال و ارشاد سالکان ذات را بصفات بیان فرموده اند و فرعون هرچند که با موسی علیه السلام سوال از ذات میکرد او جواب از صفات میفرمودند و انچه معلوم میشود و بحواس ظاهره یا باطنه صفتی از صفات اوست و ذات هرگز معلوم نه چه اگر من حیث الاطلاق بیان کنی هم مقید بقیود است حافظ عنقا شکار کس نشود دام باز چین ❊ کانجا همیشه باد بدست است دام را ❊ فعلیک بالتامل فی الصفات این کشف اجمالی پیشتر آورده اند و ازینجا است

که پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرموده من عرف الله کال لسانه ای صاحب هوش تا که بالخود بسیاری باد راک آن
هرگز نتوانی رسید از خود نیست شو و بهستی او هست ابهر بانگ آمی نظم اگر تو خواهی که بکف جامی برگیری
پیر مغانه بجوار ان آن گیری خدمت یکدله لازم خود کن با چند لذت دنیوی مشو در دین و سر گیری
ساقیان هر طرف ساغری تازه دهند هر زمان میکشی باز کمر گیری مست نمی هوش آید روح
القدس فکر عالی نظر دهد بر گیری و آگهی حال سبحانی خود کن چون بخود در صفت به خیر گیری
و گمان نبری که چون علوم نیست موجود نیست چه عدم علم موجب عدم وجود نباشد و نیز توهم نکنی که چون
معلوم نبود بسود نبود چه عبادت را علم کلی ضرور نیست چنانچه در خبر است ان تعبد ربک کانک تراه و ان لم تکن
تراه فانه یراک بدانکه عبادت در حقیقت شستن نقش غیر است از لوح دل و متعلق شدن بخلاق المعانی
تا که سالک در شست و شو است همه طاعتش از زشت او است چون حجاب غیر از میان برخاست با خدا دوست
و بهر صورتیکه دوم تو پندار و نخواهی پرست شاید که عنایت بار باطریق صفا باشد چه هر که صفا صراط مستقیم است
و در غیر الشیان خطر عظیم و آنچه در فهم تو در نیاید بر هیچکس زبان طعن مکشا که سکوت اگر نمنزل رساند سلامت دارد
چنانچه پیغمبر صلی الله علیه وسلم در جواب شخصی که سوال از نجات میکرد فرموده حفظ علیک لسانک بدانکه مطلق الوجود که
آخر او وجود محض بیرنگ گویند تا ره و ظاهر و نور و شاهد تا ره گویند سر است از قید و اطلاق و تعین مکان از قید محض و بیرنگی
و تجرید و تنزیه نیز سر است و آزاد و جهت است جهتی بسوی تجرید و تنزیه که خبار از نفی صفات است از ان حضرت
تعالی و تقدس و نیز از ذات بلا اعتبار و حدت خوانند و جهتی بسوی ظهور و تقید که تکثیف و تلون اشتمار از و است
و در اینجا وجود مطلق گویند و با تقید وجود و تقید اطلاق در بعضی صورت عموم ثبات و ترجیح دوست مراتب
باشد وجود مطلق را هم دو جهت است جهتی کلیه بدان اعتبار حقیقت و ماهیت و کل گویند و جزئیه که بدان
و اسطه جزو و مظهر نامند و ظهور مطلق بر چهار وجه است قوه و فعلا و اجمالا و تفصیلا و وجود مطلق بجمیع جهات وجود حاضر
است در هر حقیقت و مظهر و در هر کل و جزو پس در هر حقیقت مظهر نیست و در مظهر حقیقتی هر جزو کلی است و در هر کل جزو و هر حقیقتی
و مظهری یابند جانب مبدا آیند و بسوی معاد میروند و در اول هر حقیقت اجمال مظاهر است من حیث هی و
مظاهر تفصیل وی و در عکس عکس آن و هر جزو قوه کل است و در هر کل فعلا اجزا و در عکس هر کل قوه جزو است

ہر فعلاً کل و مع ہذا ہر حقیقی مظہر را ظل است کہ بواسطہ عروض تعینات و تقییدات در توہم پیدا شدہ و انرا وجود ظلی خوانند پس بمقابل حقیقت بحقیقی است و مقابل مظہر مظہری کل را کل و جزرا جزو حقیقت چون پیدا شود ثانی محو گردد ثانی چون ظہور کند اول پوشیدہ شود ۔ و در فصلی میفرماید در تجلیات اسماء الٰہی اول قسمت کنم تجلی را بر چہار قسم و بیان کنم ہر یک مقدمہ قبل از شروع بمقصود تا بر سالک انکشاف تمام تجلی کند و دماغ ادراک محتاج دیگر گفت نشود ۔ تقسیم اول تجلی یا ضمنی است و آن در چیزی و مجلی باشد کہ اثر تجلی فیہ نامند و یا ضمنی آن بچیزی باشد کہ اثر تجلی بدو خوانند تقسیم دوم تجلی عینی یا اثر است و اثر حقیقی گوئیم و یا تاثیر و اثر تجلی فعلی نامیم تقسیم سوم تجلی یا بصورت و اثر مخصوص است یا نہ خاص است خواہ آن صورت شخصی بود خواہ نوعی و جنسی و یا آثار مختلفہ و آن عام نامند و تقسیم چہارم تجلی یا آفاقی است کہ خارج نفس باشد و یا انفسی کہ در نفس است مقدمہ اول ہر اسم و تجلی حقیقی عین آن اثر است کہ متجلی بدان مشہود و آن صورت حقیقت و مظہر اوست و در فعلی عین آن تاثیر دوم جملہ اسماء و صفات محضہ ہر یک نوع تجلی نیستند بلکہ در ہمین مراتب مظاہر متجلی اند باختلاف انواع تجلی سوم تجلی اکثر اسماء در نفس مخالف تجلی آن اسماء است در آفاق بحسب اثر و تاثیر خصوص عموم عند التحقیق چہارم تجلی اسم فعل من حیث الفعل در نفس ہم بفعل است فقط بدانکہ تجلی صفات سلبیہ در خارج نیست شدن ماسوا است از قید ہستی و در نفس کمال تنزہ از خلق و عرش و رفع وجود موہوم از میان چہ سالک ہر قدری کہ مجاہدہ کند بقدر ترقی صفتی ازین صفات بروی متجلی شود و مطابق آن ظہور آثار و تبدیل احوال گردد و این تجلی نوعی فنا است کہ بحسب تعدد سالک را دست دہد خواہ باعتبار صفات باشد خواہ بحسب ذات مثلاً اگر صفت قہر تجلی کند سالک را بوجہ رذایل کہ باعث عمدہ افعال فاسدہ و اعمال باطلہ بود فانی شود و اثر او کہ اخلاق حسنہ باشند دست دہد مخصوص و مستاثر عالم گردد و اگر صفت رحمت تجلی کند سالک را فنا از صور رذایل عالم کہ تحریر عبارت از و ست حاصل شود و آئینہ جمال ملک و ملکوت خود را گردد و این درجہ اوسط از درجات ولایت است و چون قدوس تجلی کند سالک از خود و از ہمہ عالم و عالمیان فانی شود و از ہستی ہیچ اثری در وی نماند و این مقام لاہوت است ہر کہ بدین مرتبہ رسد ہمگنان موجودات جبروتی و ملکوتی در خود مشاہدہ کند و ہیچ حجاب باقی نماند و حصر نکنی کہ این صفات در غیر انسان متجلی نشود نمی بینی کہ صفای آئینہ و نبات از دولت رنگ و نقل مثلاً حقیقت تجلی غنا و نزاہت است و لہذا مظہر مثال و مصدر کمال

حلاوت اند تأمل و چون حقایق این جمله صفات یک حقیقتی است و حقیقت و امتیاز بمراتب قوة و ضعف حقایق تجلیات انبیا نیز یک است و امتیاز باعتبار ارتفاع رذایل ضعیفه و قویه و ادنی این رذایل آنرا بدین غیریست بفعل یا بقول چنانچه سرقه و قتل النفس مقذف و امثال آن و آزار بدین خویش چنانکه زنا و شرب خمر و قمار و کذب و بد گفتن بجناب اقدس و تعالی و اعلی آن اثبات هستی ماسوا است پیش وی تعالی و تجلی اسماء الذات در ضمن تعین حقیقت محمدیه باشد و انرا عالم اجمال خوانند و چون این اسماء بر سالک تجلی کنند مرتبه جمع الجمع او را حاصل شود و آن بودن او دانستن و دریافتن و شناختن و اثبات کردن خویش است بعینیت ذاتیه بحسب تعین اولی بحیثیتی که غیر از علم سالک بر نخیزد و همه الوان بلون واحد نماید و تفصیل مراتب باجمال مبدل شود تا سالک عالم جبروت را در خود مشاهده نماید پس مشاهده جبروت که اقصی مرتبه علم است حقیقت تجلی اسم علی باشد و تبدیل تفصیل باجمال از تجلی اسم حی است و آن عروج است از منزل قیومیت بمنزل حیات و نمود وحدت الوان که رفع تعینات کثرتی است تجلی اسم مبدع و اثبات بعین ذات بحیثیت مذکور تجلی فرد است شناختن و دریافتن و دانستن و بودن از تجلی اسم اول و آن و هو واحد است پس کمال انکشاف وحدت بودن مخصوص است بی عروض جهات ناقصه فیما بعد لا تحمة سواء و لا فوقه سواء بقدر حال او شود و گمان نبری که تجلی این اسماء بغیر انسان حاصل نیست چه همین ذرات کائنات متجلی فیه اند بدین اسماء چنانچه گفتیم که وجود مطلق باجمله مراتب حاضر است در هر مظهر کلی و جزی پس هر مظهر آئینه کلی است بصورت نوعیه وی که بدان ممتاز است از ماسوا خویش و مثل او معدوم است و در اعتبار دارد اعتباری اجمالی و اعتباری تفصیلی و صاحب بصیرت بسبب آن صورت من جهة الاجمال همان وی صورت را بینند بحیثیتی که غیر او مندرج بود تحت او اجمالاً و من جهة التفصیل انتقال کند بجزئیات کائنات تفصیلاً چنانچه صاحب نظر صورت زید را بیند و دانسته که این زید است فقط و یا بملاحظه در این صورت انتقال نموده بسوی احوالی که عارض اند زید را در ازمنه ثلثه و ازان احوال بسوی هیات افلاک که موثر اند بدان احوال و از هیات بسوی آثار آخری و انتقال تفصیلی باتمام است که ملاحظه ادراک باشد و حاصل پیش او منحصر در کشف بصری است چنانکه در اولیا و انبیا که بیک نظر اسرار کثرتی معلوم میکنند و یا ناقص که برخلاف اوست و آن مخصوص است بعلم صورت که جزئیات از علم اشکال و هیئة و خواص نجوم است پس صورت هر چیزه

از ذرات کاینات با عتبار اجمال تجلی احد است و بعتبار اسماء الذات و باعتبار تفصیل تجلی اسم واحد است و ما بقی
اسماء الکل قتال تالا محیا و درین باب تائید واضح و سند لایح بیت شیخ سعدی است قدس سره فرد
برگ درختان سبز در نظر هوشیار ✤ هر ورقی دفتریست معرفت کردگار ✤ ای صاحب هوش هوشیار باش
تا هر شبی ترا رسل حضرت شود و بیک غیب بهر صورت ذالک الکتاب لا ریب فیه پیغامی دهد تا نه پنداری
که دانی و آنچه میشناسی شناسی تو که مدرس علم الانسان ما لم یعلم میخوانی بحث از خویش کن تا تحقیق معلم
بدلت نشیند استفاده نما که بکلام سوی تو بنیند بهمت عالی کوش باقی اختیار مختار است غرض اگر بتفصیل تام
نرسی ناقص را از دست مده و اگر بعین الیقین نرسی از پایه علم الیقین مگذر که العلم افضل الامور کلها گوینده وقتی از ایام
با حاضران محفل بمکان خود نشسته بودند که گرفتی از بالای دیوار آواز کرد که زود جم از چند روز محبوس است بقدر
خلاص آن باید گماشت ایشان بجانب وی متوجه شدند درین اثنای پارچه فروشی بسته تنها نهاده بدوش بسته داشت
ایشان باستکشاف آن امر کردند چون بسته را بگشادند دوست خود را تنها نه علیحده علیحده زیر و بالا کرده دیدند که
گرفتی ازان بدر آمده بجانب دیوار گریخت و باز چه ماده خود در پیوست فرمودند که از گشادن بسته ما همین بود
که بسته گشاده گردد فتنی حامی رفیع الدین خالصاحب در تذکره مینویسد شیخ عضد الدین بسیار امر و سادات بنا بزرگوار
شیخ محمدی است عالم بود بعلوم شریعت و دیگر فنون غریبه متصف بود بورع و تقوی و زهد و قناعت
و توکل و با وجود عیال و اطفال قدم از دایره توکل بیرون ننهاد و هر چند حکام وقت خواستند برای وی تکلیف
قرار دهند اصلا روا نداشت و مدت عمر بفقر و فاقه گذرانید و در تعبیر رؤیا بسیار مهارت داشت و حکایات
عجیبه وی درین باب بسیار است در سال یکهزار و یکصد و شصت و نه وارد هرو شد بخدمتش رفتم بتقریبی ذکری میرفت
با من گفت که بر بن جاده افغانان که درین ملک تسلط دارند و ما بیگانه لغت خواهد رسید گفتم که ایشان گفت
این را نمیدانم که بیگانه امسال یا بعد چند سال گفتم از دست که ایشان گفت از دست مرشیه گفتم مادران کسانرا
این بلاد یم از شر کفار بگونه ایمن ما نیم گفت آمدن مرشیه ناگزیر شدنی است و خداوند جل قادر است که شما را
محفوظ دارد اتفاقا بعد وفات شیخ در سال هشتاد و پنج که سنه هزار و دیگر سر و لوان مرشیه شاه عالم پادشاه
را اسیر گرفته بمقابله ضابطه خان آمد نیز در پیمان گذشته بود که ضابطه خان فرار نموده و در کمپوزا یکی

از قصور افغانان بدر رفت و حافظ حقیقی بموجب اخبار شیخ را مع توابع مامون داشت روزی بخدمتش التماس
تعلیم و تعبیر نمود مرمود این علم موقوف بتعلیم نیست زیرا که اقسام آن غیر محصور است و باحاطه تعلیم نمی آید بلکه موقوف
است بر کشف عالم مثال هرگاه کسی را آن عالم منکشف گردد تعبیر رؤیا بر وفق صاحبش توان کرد گفتم تعبیر رؤیای سید
بر چه نهج بود فرمود گاهی چنان می باشد که خوابرا بر معبر اظهار ننماید و آنزمان در خاطر وی آیتی و حدیثی گذرد
و بحسب مضمون آن تعبیر کند انتهی ولادت هفتم رجب سنه یکهزار و یکصد و هفتاد و دو وفات بیاض سال تاریخ

ذکر شیخ عبد الهادی صاحب ترجمه که مذکور میگردد شیخ

عبد الهادی قریشی امروهی مرید شاه عضد الدین است متصف بود بصفات صلاح و تقوی و مردم را باو
حسن عقیدت بود با من بسیار مهربان بود انتهی نسبت علی مرید ایشان در کتابی که نام تاریخی آن مفتاح الخزینه است
مسطور است از زبان والد ایشان شیخ محمد حافظ که از اعیان رؤساء اعظم الکابر محله قریشیان امروهه اند منقول است
که شیخ عبد الهادی از سنین چهار سالگی عمر داشتند که روزی حضرت شیخ محمدی بتقریب عیادت بخانه والد ایشان
تشریف برده بودند بعد انفراغ تناول طعام وقت نماز رسیده بود حضرت شیخ برخاستند و وضو نموده برای
ادای فریضه متوجه شدند و در اثنای عبادت ظاهری شیخ خللی عارض شده بود و بسبب استغراق تمام سمت قبله را از دست
داده بودند با وجود صغر سن دست آن یگانهای کعبه مقصود گرفته متوجه قبله ساختند همان وقت بزبان حضرت
شیخ گذشت که شیخ محمد حافظ خلف الصدق شما مقتدای عصر گردد و عالمی را در طریق حق دستگیری نماید از
برکات آن انفاس متبرک که در حق ایشان از زبان الهام ترجمان وی حضرت برآمد آثار رشد و تهذیب
اخلاق و علامات حسن توفیقات ازان زمان واضح و لایح گردید و از همان وقت همت بر ترک و تجرید و وحشت
از خلق و انس بحق نمود اگرچه اخر الامر بعد ایامی معدود والده بزرگوار ایشانرا در مکتب بتحصیل علوم صوری
که حصول علم معنوی را مقدمه ایست قوی پیش معلم فرستادند ایشانرا ارباب تعلیم و تلمذ تا مفرح القلوب
بود و باب گلستان اتفاق تحصیل افتاد روزی اتفاقا طفلان بخانه خود و معلم بحاجتی رفته بودند جز ایشان
در انجا احدی نبود ناگاه درویشی بطور سایلان پیدا آمده و هر چه بر دل ایشان پیدا شد آن درویش چیزی
از جنس خوردنی از دکان برآورده بایشان داد که این را بخور ایشان از روی خوف بی تامل بحلق فرو بردند

وان درویش از نظر غایب گردید بجزدی که آن از خلق فروسفت وحشتی و تفرقی تمام از مردم در ذات ایشان
پیدا آمد چنانکه بسوی افتاد و از آشنا و بیگانه تنفر نمودند و فارغ البال بعبادت و ریاضت مطلوب مشغول گشتند
تا آنکه وقت آن رسید که مرادات دلی و مقاصد مافی الضمیر اهل ظهور گراید روزی در حالت سیر صحرا بود رسیدند
بتیمم شاه نام مدلیاس دریوزه گران در لوای امروهه قیام داشت ملاقات شد چنانچه شاه تیمم از ایشان مفهوم
گردید مفهام شده که عبدالهادی را با خود ولی ایشان بهمراهی اوشان روانه شدند چون رجای وقت نماز دیگر رسید
ایشان در نماز اشتغال نمودند در حالت نماز انوار بر دل ایشان طاری شد و استغراق تا دیری واقع شد چنانچه
بخدمت شاه تیمم ماندند و فیض صحبت اوشان بذوق و شوق برداشتند و در رحبت وجوی محبوب خبر صحرا
نوردی کاری نداشتند چون ایشان از باده طلب سرشار بودند شاه تیمم اسم خود و اسمای پیران خود که تیمم شاه
وهومن شاه مسکین وهومن شاه غریب وهومن شاه مجنون هوائی وهومن شاه ذاکر سودائی وهومن شاه نظام الدین
بخی با ایشان بیاد داده فرمود که شجره مرشدان من باشجره شاه عضد الدین بعد ازین پنج اسم واحد است شما
از شاه عضد الدین بیعت کنید و استفاضه نمائید که مطلوب حضور رسید ایشان از بس بخودی از جسم جان
خود بیخبر داشتند چنانچه جامه همه پاره پاره شده و از کمالت بامرو هه رسیده بخدمت شاه عضد الدین باز شده و دست بیعت
دادند و مرید شدند شبی در اوایل حال قریب نصف شب بیاد مالی مشغول شده عرض کردند که جاذبه رحمت الهی
در رسید و مارا از من برنامند فرمودند که بابا بار علایق بر دوش داری و در فقر و ترک ماسته فقیر خود را از کار
رفتگان انگاری التماس نمودند که عنایت تمنای ولی بنده آنست که الله تعالی مرا مثل سگان کوی حضرت
گرداند نه انکه بر اهل حضرت دار و این کلمات در دل حضرت جاگرد از کمال عنایت بکلمات حقایق نوازش
و خلیفه برحق و نایب مطلق خود ساختند انتهی کمالات و خوارق عادات شاه عبدالهادی مد کتاب مذکور
مفصل مرقوم است این محقر گنجایش آن ندارد صاحب تصرفات باطنه و اهل همت و توجه قوی بودند خطر
عظیم بر قلب شریف ایشان کم گذشتی روزی خطره بر دل ایشان خطور کرده بکلم قادر برحق فی الفور
مطابق آن بظهور پیوست چنانچه مرشدنا مابار اقم میفرمودند که یکی را از مریدان خود در اس جامبوش برای
کار رنداعت خود داده بودند و جامبوشان کشتیهای مردمان را میخورند بعد چون قرار عان شکایت این حال

پیش شاه صاحب میروند بجواب آن فرمودند که فردا من همراه شان بچراگاه خواهم رفت روز دوم برگا
جا موشان در گشت زاری و راقامند شاه صاحب بسبب ضعف پیری نتوانستند بازداشت انگاه خیال
که اگر کسی شکایت خواهد نمود خواهم گفت که راسان دیگر نخورند بجز این خیال دور اس جا موش از عالم غیب پیدا شدند
و مطابق خطره آنجناب بظهور رسید واز کمال صفائی باطن هر ضمیر منیر وی خطرات مردم منکشف می شدند چنانچه بعضی
از ثقات بارا قم نقل میکرد که روزی زنان پای کوبی وی میکردند حضرت شاه مکمل که ذکر شد پیش عنقریب خانه آمد
همانجا حاضر بودند خطره در دل شاه مکمل گذشت که زنان نامحرم پای کوبی حضرت میکنند مجرد آن پشستند و
فرمودند که میان مکمل اگر آتش بر بدن من نهند اثر نخواهد کرد و من همان روز نگهبانی شما کرده بودم و ترا ازان واقعه
نجات دادم و هم آن ناقل زبانی شاه مکمل میگفت که میفرمودند که بعد بست سال آن واقعه حضرت شاه عبد الباری
بر من طعن زدند و هم آن ناقل میگفت که روزی بر شاه مکمل واقعه مانند واقعه حضرت یوسف علیه السلام
گذشته بود تاریخ وفات حضرت شیخ عبد الهادی روز جمعه چهارم رمضان المبارک سنه یکهزار و یکصد و نود

ذکر حضرت شیخ عبد الباری

ابن شیخ ظهور الله و نبیره شاه عبد الهادی چشتی صابری مردی آزاده سائے
شیوع صدیقی المروه بودند گویند که جد بزرگوارش و برادر کلان وی شاه دوست محمد را از پسر خورد شیخ ظهور الله طلب
و پرورش و تربیت خویش میداشتند واز دوست محمد مجاهده و ریاضت شاقه می گرفتند و لباس رنگین پوشانیده
و وی حضرت را بمجاهدات و ریاضات سهل تر از میفرمودند و لباس فاخر و زیب بدن وی مینمودند که طبیعت عبد الباری
بس نازک است متحمل ریاضات شاقه نمیگردد و وی هر دو حضرات از عمر ده و دوازده سالگی بخدمت جد امجد خود تا مدت
حیاتش حاضر بوده انتساب نسبت چشتیه بهشتیه کرده سلوک آن طریقه عالیه را تمام رسانیدند و بعد انتقال جد بزرگوار
خود شاه عبد الباری ظاهر خود را بلباس نوع بنوع آراسته میداشتند و باطن خود را از شهود بی رنگی و کثرت رنگ نیز
مشغول و سجاده نشین جد امجد خود گشتند و از همت و قوت نسبت عشقیه چشتیه سینه خلفای خود را پر شور و پر زور
ساختند حسن صورت و نیک سیرتش همانا نخانه بود در یازدهم شعبان سنه یکهزار و دو صد و بست و شش
واصل حق شدند یک پسر شاه رحمان بخش و دو دختر گذاشتند و خلفا وی حاجی سید شاه عبد الرحیم و سید حاتم علی شاه
و حاجی خیر الدین و حافظ کلن شاه راقم دیرا دیده بود مرد بزرگ و مجرد بود و شیخ محمد منیر و امین الله شاه و حافظ ظهیر الدین

بودند و هم مزار پر انوار وی در قرب جوار مزار جدش واقع است حافظ شاه علی حسین میگفتند که روزی در مجلسی
پیر مرشاه غلام حسین ابن اخوند فقیر میفرمودند که یک چوب شیانه مشکسته و پیچیده نیز همان وقت خبر انتقال حافظ
عبد الکریم مذکور رسید و شاه دوست محمد بعد انتقال جد خود در قریه براهی از اداره و مجرواه باستقامت ظاهر
و باطن قیام میداشت و جسم ظاهرش بلباس رنگارنگ و از شورش عشق سینه بکینه اش پر شور و رنگین بود و
صایم الدهر و قایم اللیل بودند و از صاحب سماع و اهل وجد بودند و در عین حال و رقص و ارادت ضد بدن بهر
طاری می شد حضرت شاه عبد الهادی در قریه مذکور اکثر تشریف میداشتند بنابران شاه دوست محمد
سکونت در انجا اختیار کردند و هر سال عرس وی حضرت در انجا میکردند و آزادان و درویشان را و صلحا و فقرا را
جمع نموده طعام میدادند و سماع عنایت میکردند و نیولا شاه غلام مصطفی بهر سم قدیم عرس شاه دوست محمد
در انجا میکنند و عرس حضرت شاه عبد الهادی بشهور دیگر الا در وش یا فروجه بر مزار وی میکنند شاه دوست محمد
پسری نداشتند در پنجم دهم ذیقعده سن یکهزار و دو صد و بست و هشت واصل حق گشتند و چهار خلیفه در عقب گذاشتند
سید امیر علی شاه و شیخ فتح محمد و حبیب شاه که این همه در قرب جوار مزارش در موضع براهی به فون اندر امام بخش و قصبه
گنور شاه رحمان بخش و عمر وه دوازده سالگی مرید پدر بزرگوار خود شاه عبد الباری شده بودند بعد انتقال پدر بزرگش
تعلیم طریقه و جاز از عم خود شاه دوست محمد و خلیفه بید خود سید حاتم علی شاه یافتند راقم بزیارتش مشرف
شده بود مرد بسیار بزرگ و خوش اوقات بودند و در آخر عمر سکر و سهو بروی غالب بود و هم در آن حال حیات
خود را در مشغولی نماز و اوراد بسر میبردند و بست و هشتم محرم بسن یکهزار و دو صد و هشتاد و هجرت حق پیوستند
و نیولا پسرش شاه غلام مصطفی بسجاده نشینی وی بستند و در عمل اعمال و در علم پیر کردن تعویذ نقشهای
نصیبی وافر میدارند و در طریقه پدری و جدی مردم را تعلیم و تلقین می نمایند و هر سال عرس آبا و اکرام و امروز
با جتماع مقرر میکنند سلسله انتقال ذکر حضرت حاجی عبد الرحیم از سادات رده یعنی افغانستان بودند اتفاقا
مستعد او جلی از وطن خود در هندوستان بطلب معالی تشریف آورده بودند اول انتساب بسبب باطن طریقه عالیه
قادریه از شاه رحم علی کرا از احفاد حضرت شاه قمیص سادهوری که کامل از کاملان هندوستان بودند میداشتند
راقم بزیارت مزار شاه رحم علی که در قصبه پنجلاسا است مشرف بوده بعده حاجی صاحب بمقتضای این بیت

دلارام در بر دلارام جوی ❊ لب از تشنگی خشک بر طرف جوی ❊ نسبت عشقیه چشتیه که خاص طریقه چشتیه است از حضرت شاه
عبدالباری و پیر شاه عبدالهادی صابری امروهی تحصیل نمودند و بعد انتقال ایشان مصداق این بیت بودند
چو دیده دیده دار گردد دلبر ❊ نگردد هیچ مشتاقی ازو جدا سیر ❊ بیعت جهاد با طریقت با جناب سید احمد صاحب
کردند حضرت حاجی مولوی محمد قاسم در مجلسی بارا قم نقل میفرمودند که چون هر دو ذات بابرکات بعد فراغ
مراقبه باهم می نشستند اثر همت قویه ایشان بر جناب سید احمد صاحب مثل قبضه که خاص اثر نسبت چشتیه است
ظاهر می شد و اثر توجه جناب سید بر ایشان غلبه سکر و میدا در رحمة الله علیهم و هم مولوی صاحب موصوف بارا قم و بادیگر
از اهل علم نقل میفرمودند که عبدالله خان رئیس پنجلاسا مرید عقیدت کیش شاه رحم علی قدس سره برای دردزه
قند سیاه دم میکردند و قبل از تولد مولود که پسر خواهد آمد یا دختر خبر میدادند چون کیفیت آن خبر از وی می پرسیدند
میگفتند که مرشد من مراحضرت دختر و پسر معاینه میکنانند راقم دیرا دیده بود مرد بزرگ و خوش اوقات بودند
ازینجا التعرف ارواح بزرگان در عالم مثال ثابت میشود که صورت مثالیه را معاینه میکنانند حاجی شاه عبدالرحیم
در بست هفتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و شش همراه جناب سید احمد و مولوی محمد اسمعیل مرحوم و مغفور و جهاد
سکهان شهید شدند رحمة الله علیهم ذکر حضرت میانجی نور محمد مولد و موطن و مدفن ایشان قصبه جهنجهانه است
و نسبت طریقت از حاجی عبدالرحیم شهید سید اشتند و از اولاد و احفاد حضرت شاه عبدالرزاق جهنجهانوی
بودند و از اهل تجرید و تفرید و بکمال تجرد خود را و نسبت با طن هر چهار طرق که از حاجی صاحب ایشان رسیده
بود اتقا میکردند و بر اتباع سنت آنحضرت صلی الله علیه وسلم حریص بودند چنانچه سنی سال تکبیر اولی قضا نکردند
و اهل نسبت و صاحب همت قویه بودند و قصبه گهاری به تعلیم اطفال اشتغال مینمودند بطوریکه کسی بالبرحال ایشان
اطلاعی نمی بود مگر بخواب حاجی امداد الله صاحب باعث اشتهار ایشان شد و آن اینست چونکه شوق طلب
در سینه حاجی امداد الله سلمه الله جوش زد و ارادت با در ولیشان مدار آوردند مشیی آنحضرت صلی الله علیه وسلم
اشاره ارادت آوردن با ایشان کردند و باز مشیی دیگر جد حاجی صاحب نیز اشاره با ایشان کردند حاجی صاحب
بدریافت مقاصد ایشان الیشان متردد و متحیر بود تا روزی در سیاحت مشیی سدارادت بر آستانه ایشان
نهادند بجد مشرف شدند بشمایل شریف ایشان در یافتند که آن اشاره سراج منیر بی تنظیر صلی الله علیه وسلم

بزرگان بود و سر نیاز بر زمین نهاد و دست خود در دست حق پرست پیر دستگیر داد و خود را چون
مرده بدست غسال سپرد و خط بندگی بر جبین خود نوشته پیشکش کرد و بدو اتباع امر ایشان خود
لازم و واجب دانست چون کمر همت بر طلب حق و پیر پرستی چست بسته شیخ ایشان را باستعداد
کامل طالب صادق یافت بعد تعلیم ظاهر و تلقین باطن باگاهی یاد و داشت آگاه کرد و بکلمه الحق
اشاره کردند و نائب مطلق خود نموده اجازت تلقین طالبان راه حق دادند رحمة الله تعالی علیه
و در چهارم رمضان سنه یکهزار و صد و پنجاه و نه در جوار حق پیوستند ذکر حضرت حاجی امداد الله
صاحب از روشناس شیوخ فاروقی قصبه تهانه بهون هستند مرید باخلاص و خلیفه خاص حضرت میانجی
نور محمد قدس سره اند حاجی مولوی محمد قاسم صاحب را راقم نقل فرمودند که شخصی گفت که جبه آنحضرت
صلی الله تعالی علیه وسلم که در کهاری و جلال آباد است حاجی امداد صاحب را پوشیده بخواب دیدم تعبیر آن چه
ظاهر است که ایشان بلباس شریعت و آداب طریقت آراسته و پیراسته اند و طالبان را باتباع سنت و
علوم شریعت و آداب طریقت تعلیم و تلقین میفرمایند و خدمت خود از عالم و رسانیدن ایشان از کسر نفسی خود و
تعظیم ظاهری از مریدان نمی پسندند و بتعظیم باطن امر فرمایند باید که دل خود را پیش پیر از خطرات نگاهدارد و
از خطره بدجانب پیر سینه خود را مصفی راقم گوید تا نسبت شیخ اندران راه کند و آمر شیخ بر خود لازم
و واجب داند عمل بر منقول که خدا صفا و ورع مکرر کند و در آداب طریقت آنکه شیخ هر چه فرماید صفا است
و اگر حرکات و سکنات شیخ در فهم مرید نگنجد و بر قصه حضرت موسی و خضر علیهما السلام قیاس کند شعر بی بجا و
رنگین کن گرت پیر مغان گوید که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها و شرط پیر در کتب قدما مسلم است
تا اینجا نظم مولوی صاحب موصوف بر عبارت و بیان افتاده است و باز هم مولوی صاحب از حاجی صاحب نقل
میفرمودند طالبی بازبزرگی عرض کرد و چندان ریاضتها کشیدم بمقصود نرسیدم آن بزرگ گفت ازین ندامتی
مرون طالب صادق بود و سنگ بر داشت خواهد که بر سر زند مطلوب بر نمود و آواز داد که گوید آن سر زن
که طالبان مارا هلاک میکند آن طالب از خود رابان بزرگ چنانکه بود بیان نمود آن بزرگ تبسم کرد
و گفت این شعر بدم گفتی و خود نیندیشیدی عفاک الله نگو گفتی جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را الهی

میدان ارادت آن طالب سبیل بود چنانکه شرح شیخ سعدی رحمة الله تعالی علیه است ۵ دست میدان ارادت
بیارد تا بزند مرد سخنگو گوی ۵ دلوله عشق و محبت حاجیصاحب و جوش سینه پرشور و سوز جگر سوزدار جانفزا
و گداز دل غمناک از رساله مذکور و غمناک ایشان متشرح میگردد و گاهی از سینه بیکینه ایشان بجوشید نیز جوش
میزد و موجزن میشد چنانچه میفرمایند ۵ سفر یار و عجب قصه هزار ۵ بیان کرتا هون جو مین غم کا مارا ۵ مرا اک

دل کیا ہی کیا دل	ہوا تیغ نگہ سے کی بس	انہا کر نالہ خ اپنا دکہایا	بلا مین عشق کی مجکو پہنسایا
جو مین ظاہر کردن سوز جگر کو	کردن شرمندہ درخشگی شرکو	لگی ایسی تگر سے مری تو	نہین الفت کی جسکو کہین بو
خدا کیو سہلو اب تو کرم کر	نہ مجہ عاجز پہ تو آنا ستم کر	مین مسرور سے مہدوغم دکہایا	دکہا پارہ سے تجکو رحم آیا
ہو تو نزدیک میر مجسی ہی یار	غضب ہی تپہ بہی نہا ہو شوار	ہی مجہین و تجہین ربط ایسا	روان ہو ہے بدنمین جون پہیا
ابہی کسکی ہی پہر یون انتظاری	بہر کیسی ہی ترپ اور بیقراری	قریب آنا ہوا اور پہر دور ایسا	نہین کہیلتا ہی یہہ دا کیسا
یہہ پیدا اور ٹک بند کر تو	مجہ اس بیدے آگاہ کر تو	حالا حاجیصاحب	

در رباط قیام میدارند سلمه الله تعالی ۵ ذکر حضرت حافظ محمد ضامن صاحب تهانوی رحمة الله تعالی علیه حضرت حاجی صاحب
خلیفه اول ایشان میانجیو نور محمد صاحب اند که ذکر شریفش بالا گذشته حافظ صاحب با وجود تاهل اوقات
شریف را مجرد انه میگذرانیدند و هیچ تعلق بدنیا و مافیها نداشتند و گاهی از حاجی امداد الله صاحب
جدائی روا نمیداشتند و هر دو صاحبان در مسجدی به تهانه بهون بر میجا عمر شریف گذرانیدند از کثرت
ذکر و مجاهده هر وقت عالم استغراق بر ایشان طاری بودی و کرامات و خرق عادات ازان
حضرت اکثر بظهور رسیده اند و بسا مردمان و مریضان از برکت دعای ایشان بمطلب
خود شان رسیده اند و مشهور بود که حضرت صاحب خدمت بودند چنانچه اکثر یاران
جناب چشم دید خود بیان میفرمایند که در ایام معرکه آرائی کابل وقت قیام لاهور معرکه کابل بچشم خود دیده اند و
سکنای لاهور شدند قریب مغرب حضرت را گرد آلود آمده میدیدند و چون بهوز وقت و تاریخ را مطابقت کردند معلوم شد که
روز یکه حضرت در لاهور تشریف میداشتند در ان روز در پشاور دریای دیگر جاها فوق دیده بود و در راه محرم شد
شربت شهادت کبری چشیدند ۵ ذکر خواجه نور محمد مرید و خلیفه سوا نا فخر الدین عارف بود در اهلیت و علم

شریعت و طریقت درنهای سلوک چشمه مهر جمع طلاب طریقه نظامیه فخر یوند در مناقب المحبوبین نام ایشان
سهل است مولانا نبور محمد ملقب مؤند نام پدر ایشان هلال است که از قوم کهرال بود قوم کهرال از قوم خواجه
بود و پنوار از اجداد ایشان بود تولد ایشان شب چهارم رمضان سنه یکصد سهل و دو در قریه چوتالا بوده
که از مهار بطرف شرق سه کروهست الد ایشان مهار استقامت ورزیده که از مضافات بهاولپور است و
ایشان بعمر پنج شش سالگی پیش حافظ محمد مسعود مهاری بخط قرآن کردند و چون سن تمیز رسید و در بلده لاهور
و غیره طلب علمی کردند بعد ازان در دهلی آمد بتحصیل علم ظاهر کردند از انجا شنیدند که شریف آدمی لانامد دهلی بخدمت
او شان رسیده چیزی از ظاهر خواندند و برای تحصیل علم باطن بر زبر عرس سلطان المشائخ دست بیعت بدست حق
پرست مولانا دادند اول کسیکه مولانا در دهلی پیر و دستگیر شدند ایشان بودند بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنیه بشرف خلافت
مشرف گردیده مولانا سی چهار سال تنها در دهلی بقید حیات قیام داشتند و ایشان شش ماه بوطن خود در بهاولپور
شش ماه در حضر و سفر بخدمت مولانا حاضر میبودند در اول سفر پاک پتن ایشان نیز همراه بودند مولانا کمال
نظر عنایت بر ایشان مبذول میداشتند چنانچه حافظ شرف الدین مرید ایشان کنانیده مؤند بیعت ایشان
بیعت نست روزی شخصی از ایشان پرسید که علما تعظیم کفار میکنند و اهل الله تعظیم هر من کار میکنند
و حالانکه در شریعت و حقیقت مخالفت نیست فرمودند که نظر علما بر کفر ایشان میفتد و نظر اهل الله بر مظهر حق
و حقیقت ایشان می افتد نه من حیث الکفر فرمودند بسیار کسان از خطرات تعلق زن و فرزند و زراعت و تجارت
مزاحم میشود باید که اسباب خطرات را ترک کند فرمودند باید که کم خورد و کم خفتن و کم گفتن و کم با خلق اختلاط
نمودن اختیار کند و فرمودند اگر سالکی خود را همیشه بخدمت پیر خود نوآموده می بیند و هر روز بر روز اول می ماند
کارش بسر انجام میرسد و اگر روز دوم را روز دوم دانست در تباهی افتاده و فرمودند ولی احوال گذشته و مستقبل بشرط
توجه معلوم میشود فرمودند که انسان کامل جان عالم است و فوت شدن او فنای تمام عالم روزی کرده مسئله
نفی وجود و بود فرمودند سلطان باهو در ابتدای حال پسر بیماری عاشق بود و فی خانه بر در سرای
او ساخته بود و در انجا میماند شبی وقت نیمشب شوق دیدن محبوب جوش زد شده داده در خانه خود خفته بود
و دروازه خانه محبوب او بسته بود آخر لاچار شده آن فی خانه خود را آتش داد همه کسان از خانها بیرون آمدند

آن پسر هم از خانه بیرون آمد تا ایشان آن محبوب را دیده دیدار او تمتع حاصل کردند و گاهی این بیت میخواندند

بیت گو که پیر شدی نرو ز عاشقیت نماند ✤ شراب کهنه تا مستی دگر مارد ✤ و گاهی میفرمودند

گر دمی بکشی بارغم عشق ✤ آری شتر مست کشد بار گران را ✤ مریدان ایشان را قبلهٔ عالم میخواندند عمر ایشان

بشصت و سه سال رسیده بود در سوم ذی الحجه سنه ۱۰۰۳ و صد و پنج وفات یافتند و در قریه کیرا از مهالات حضرت

کروه ستهدفون گشتند و سه فرزند در عقب گذاشتند اکبر نور الصمد ثانی نور احمد صغر نور حسن نور الصمد مرید مولانا

بود و نور احمد مرید پدر خود بود و نور حسن مرید قاضی عاقل محمد بود و هم صاحب کتاب کوریگو بد ثقات راوی اند

میان صابر بخش چشتی صابری فرمودند که وقت انتقال مولانا من مشائخ دهلی بخدمت مولانا رسیدیم و پرسیدیم

که کدام از خلفاء شما بجای شما باشد فرمود قبل ازین خواجه نور محمد را قائم مقام خود گردانیدم هم بر سبیم ظاهر

ایشان را بشناسید **ذکر خواجه سلیمان** مرید خلیفه خواجه نور محمد در زمان خود شیخ وقت و امام طریقه نظامیه فخریه

بودند و مرجع خلائق خاص و عام اکثر طلاب راه خدا بخدمت ایشان میرسیدند و تعلیم و ارادت طریقت میافتند

و در سیر و کمالات سلوک چشتیه بهشتیه پی میبردند از فیض صحبت ایشان مستفیض میگردیدند و بسکونت ایشان

ملک سنگر قریه توسه شریف و بزرگ گردید و بزبان خاص و عام شهور و معروف در مناقب المحبوبین است نام

پدر ایشان کریا خان بن عبد الوهاب خان بود مولد و موطن ایشان قریه گرگوچی در کوه گرگ که آن از

توسه شمالی کروه بطرف مغرب است و ایشان بعمر چهار سالگی یتیم گردیدند چون سعادت ازلی و تائید ابدی

همراه ایشان بود در عمر دوازده یا نزده سالگی بشوق طالب علمی در توسه آمدند و علم فارسی خوانده تحصیل

علم عربی تا بقطبی رسانیدند خواجه نور محمد تفحص آنکه شیخ ایشان را فرمود بودند که شاهبازی مرا دم توخواهد

افتاد در توسه غیره تشریف می آورند و مرا بسیار میکردند آخر کار بعد سی سال باسان شهر آچ در خانقاه

سعید جلال شاه سلیمان را دام بیت خود فاتحه کرده مسخر ساختند و برای خدمت شیخ فرستادند در آنوقت عمر

ایشان شانزده سال به بود بعد انتقال مولانا در دهلی رسیده و تا چهل و نه برمزار مولانا معتکف بوده پس از فاتحه

چهلم باز بخدمت پیر و پیشگیر خود مهار رسیدند شیخ ایشان را ریاضات و مجاهدات و ذکر جهر و مشغولی پاس

انفاس و وقوف قلبی تعلیم فرمودند و ایشان همه شب ذکر جهر آواز بلند میکردند و بعد نصف نهار

برای سبق کتب سلوک معانی و معارف مثل لواب الطالبین و فقرات و لوایح و عشره کامله و فصوص الحکم وغیره بخدمت
شیخ خود می رفتند شیخ ایشانرا باجازت آنحضرت صلی الله علیه وسلم خلافت دادند و ایشان باشاره جناب
رسالت مآب قبول نمودند و ایشان اهل سماع و صاحب شوق و ذوق بودند و هم صاحب کتابت کو در روایت میکنند
که گاهی در رقص و وجد مادر مشق و گداز جگر و سوز دل خون از چشم می بارید و گاهی در مشاهده دوست چشم
گشاده حیران می ماندند و تا دیری چشم بسوی آسمان واکرده افتاده می بودند شیخ ایشان را سکوت تمام
مرمودند و گفتند که راه کوه و رگ دشوار گذار است و دزدان آن دیار مسافرانرا غارت میکنند طالبان راه
خدا را در انجا رسیدن مشکل است پس حسب الحکم شیخ ساکن توشه شدند بسیار مردم ملک سنگر و قصبه توشه عقیدت
بایشان میداشتند و مرید می شدند و علمای آن دیار نیز حلقه گوش ایشان می گردیدند و تحصیل علوم باطنی میکردند
و ایشانرا اندر عرصه شش و چهار سال بجز مشغولی الی الله و بدایت خلق الله کاری نبود در هفتم صفر سنه نهصد
و دو صد و شصت و سه بخت سفر بستند و در توشه فون گشتند و تاریخ ع گفت او افتاب چشتیان بود
درین زمان نبیره ایشان میان الله بخش بر مسند ارشاد ایشان نشسته اند طالبان را ارشاد میکنند و از
آیندگان و روندگان انجا معلوم گردید که کریم النفس و خوش اخلاق اند

ذکر سید الدین پسر اقبال بخاری

در اخبار الاخیار است ارادت و خلافت از پدر خود سید کبیر داشت و از برادر خود مخدوم جهانیان سید جلال الدین
بخاری نیز دارد و بعد از وی بر سجاده خلافت نشست و مخدوم جهانیان بزبان مبارک میراند که حق سبحانه
تعالی مارا بخلق مشغول داشت و شیخ را بخود و خود بپیوسته در عالم استغراق بودی و با خلق انبساط
و اختلاط نکردی گذافی التاریخ المحمدی و بیشتر پیوند مردم بسلسله ارادت مخدوم بواسطه اوست و بعضی
بوساطت پسر او شیخ ناصر الدین محمود نیز میرسند بزرگ بود و صاحب تصرف فراوان و در اجاست وفات او در سنه

ذکر شیخ سارنگ

و در اوایل حال از امرای نامدار سلطان فیروز شاه بود و بلده سارنگپور که از بلاد
مشهور هندوستانست آباد ان کرده اوست و در آخر قدم سلوک بطریق که مخصوص اهل وصول است نهاد
و در اول بخدمت شیخ قوام الدین خلیفه مخدوم جهانیان که در تربیت مریدان مقام عالی داشت و مقبول او
و لکهنوست افتاد و مرید شد و طریقه شغل باطن و ذکر خفی از وی تلقی نمود و بعد ازان بزیارت حرمین مشرفین

مدتی در حلقه صحبت شیخ یوسف هر چی گواز شیوخ وقت بود و آمد و از وی استفاده علوم طریقت نموده و در آخر
شیخ را جو قتال فرقه والمانتهاء و گیرا که از پیران طریقت بدیشان رسیده بود و همه را بی سابقه طلب نجا بشیخ سانگ
فرستاد شیخ سانگ نزا باز گردانید هر ستاد تا او در اینجا چه نیت دست داده باشد بندگی شیخ بلعیکر پیش او
بفرستاد شیخ حسام الدین بزرگی بود که بسلسله سهروردیه تعلق داشت موکد ایحال شیخ سانگ را
بر قبول آن ترغیب نمود بعد ازان شیخ التزا قبول کرد و بآن سعادت تمامی غیبی مشرف شده وفات در سنه

ذکر شیخ میناوی صاحب للاب و ما للکهنوا است نام او شیخ محمد است از صغر سن در سایه عنایت شیخ
قوام الدین پرورش یافته بعد ازان مرید شیخ سانگ گشته و کار کرده ذکر ایشان در اخبار الاخیار مفصل مرقوم است
و حوالت دلرد این مختصر گنجائش آن ندارد و قبر ایشان در لکهنوا است زیارتگاه است **و قبر جد شیخ سعد الدین**

بدر بن خیرابادی مرید شیخ میناست بزرگ بود و حافظ حدود و شریعت و آداب طریقت همی عالی داشت
و صوف بود و تبرک و تجرید او را نیز بر طریقه پیر خود حضور بود و مولع بود بوجد و سماع عالم بود بعلوم شریعت
و طریقت در علم نحو و فقه و اصول تصنیفات دارد مثل شرح مصباح و کافیه و حسامی و نیز رودی و امثال آن
و رساله یکه شرح نوشته است مسمی بجمع السلوک هر عزیز خزانه جلالی که از ملفوظات محمود و جهانیان است
و بسی از ملفوظات و حالات شیخ میناد را در وی درج کرده و در وقتی که از وی نقل میکند میگوید قال شیخی
شیخ میناد ادام الله فیناد و هر جا که می گوید قال شیخ مشیخی مراد او از وی شیخ قوام الدین لکهنوی است و قبر معظم
شاگرد مولانا اعظم است که از فضلاء علماء عصر بود و پیرا و شیخ میناد نیز پیش مولانا کان عوارف المعارف خوانده
و تتمها بخدمت پیر عرض میکرد که معلوم بندگی مخدوم است که طبع بنده تصحیح الفاظ این کتاب کافی است و در ک
معانی خود خاصه احوال شریف ایشان است اکنون ملازمت درس معانی از برای چیست فرمودی که بابا
ولایت است که با وجود علم ترک تعلیم کنند و بعلم خود اکتفا نمایند و او را مریدان بسیار اند چنانچه شیخ صفی بزرگ بود
و صاحب ذوق و حالت و بر قدم پیر حضور و محو داشت و شیخ مبارک سنبلیه که با حکام شریعت و آداب طریقت
موصوف بود او مرید شیخ سعد خیرابادی بود و از شیخ سالار مرید شیخ بهاء الدین جونپوری نیز تربیت یافته بود
وفات او روز شنبه بیست و شیخ صفی مردی بود از ابدال و باوصاف درویشان موصوف و باحوال ایشان

محقق و در لباس خاصه مستور مرید شیخ مبارک بسندیا بوده از مریدان شیخ معز خیرآبادی شیخ الله و پدر خیرآبادی است که بغایت
مسن معمر بوده در سنگامی که ولی عهد دوم بار تشریف آورده بود بغایت تعظیم و تکریم مخصوص گشته و آثار عنایت کرامت
فرمود بطور رسیده و مهدین سال که نهضت دست استدعا عالم رفت رحمة الله علیه **ذکر میر عبد الواحد** بلگرامی ایشان
از احفاد سید گان مارهره اند در کتاب کاشف الاسرار شیخ حمزه که یکی از اولاد او دست مینویسد که در اوایل حال مرید شیخ
صفی الدین شاهی پوری بود و دعای او در توجه خاص و التفات خواند آورده چون شیخ صفی از این عالم جلت فرمود او
شش ده سال دیگر بعد از واقعه شیخ مخدمت مرید دی شیخ حسین سیالکوتی بسکنده که بدو منزل از دهلی است تربیتهای فراوان یافت
و تصنیفات و تالیفات بسیار داشت چنانکه رساله حل شبهات بطور سوال و جواب و رساله منظومه در بیان معانی مصطلحات
سلوک شرح نزهة الارواح و کتاب سبایل در سلوک و عقاید و شرح کافیه بطور حواشی و غیره است مصنف در کتاب مذکور اکثر عبارت
از تصانیف دی آورده است علم و فضل دی بران بر ظاهر است و نسبت دی بسی و هفت واسطه بسید زید شهید ابن امام زین العابدین
رضی الله عنهم میرسد و سما الیشان حضرت در کتابی که در مرقوم اند و همدران کتاب است جابی الحرمین شیخ علی آزاد رسول الله و مآثر
الکرام می نویسد وقتی در ماه رمضان سنه خمس و ثلثین و مایه و الف مولف اوراق در دهلی در خدمت شاه کلیم الله چشتی قدس سره
مزار زیارت کرد و ذکر میر عبد الواحد قدس سره در میان آمد شیخ مناقب و آثار میر بیان کرد و فرمود که شبی در مدینه منوره صلی
بر سر تربت آنحضرت و واقعه می بینم که در حضرت صلعم بر وجه معاد مجلس اقدس سالت پناه بار یافته ایم جمیع از اصحاب کرام و اولیاء
امت حاضر اند در پیش شخصی است که حضرت با او لطف تبسم شیرین کرده و فرمایند و التفات تمام دارند چون مجلس از
ازدحام صفحه الله استفسار کردم که این شخص کیست که حضرت با او التفات باین مرتبه دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی است
باعث مزید احترام او این است که رسایل تصنیف او در جناب رسالت صلی الله علیه وسلم مقبول افتاده انتهی و همدرین کتاب
است نماز بر چهار نوع است نماز عوام عادت است مصرع هزار سال بعادت کند نمازی نیست ۲
همین نشستن بر خاستنت بهست نماز ۲ دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چه سود ۲ لا صلوة الا بحضور القلب نماز عابد
عبادت بحکم صلوا کما رأیتمونی مسلمان و سالکان را نماز دائمی است که در خواب و بیداری مقتضا نیست بلکه لحظه و لحه
از کوی خرابات کسی را گذار نیست ۲ هشیاری و مستیش همه عین نماز است ۲ مصرع نماز عاشقان ترک وجود است ۲ و نماز کاملان زین است و زان سه قیام و قعده و تکبیر و نیت ۲ همه محو است

دین میست ۞ بلکه کامل ایمان بست باجماعات که شرح آن بایمانی توان کرد که بر مقام خمس که خطرات اطوار وجود است کامل
و بر جا ساجد و مسجود است این نماز محمدی است درینجا معنی صلوا احکم نمود ارشد که در پنج مقام مقامی دارد انتهی و محمد انست
و الکلمة لفظ ای ملفوظة علی السنتنا و محفوظة قلوبنا و مخطوطة بهبا ابو اطبتنا یعنی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانها
ملفوظ است و در مرتبه تصدیق بر دلهای ما محفوظ و در مرتبه احوال بالهامهای ما از و محفوظ مصنف رحمة الله علیه
الکتفا بذکر مرتبه اقرار کرد و معطوف محذوف فرو گذاشت بکلم انکه حکم کردن بر اسلام است و جریان تکالیف احکام منوط
و مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت مصنف است که میگوید وضع لمعنی مفرد بنا بر شده است
یعنی لازم گردانیده شده است قبول ان کلمه توحید بر رقاب و نواصی عباد بجهة تحصیل معنی فرد که مجرد است از کفر و نفاق
و معاصی پس لفظ مفرد قرینه حذف است زیرا که افراد سه مرتبه دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی فالافراد
من الکفر فی رتبة الاقرار و الافراد من النفاق فی رتبة التصدیق و الافراد من المعاصی فی رتبة الاحوال لان من یفی برتبة
تعالی موجبة ایبدل الله سیاتهم حسنات و هی اسم و ان کلمه توحید سه نوع است یکی اسم چه اقرار و تصدیق فقط از
توحید و صوت است و فعل دوم فعل توحید و عمل اوست و ان دریافت احوال است و حرف سوم حرف توحید است
و این توحید عقلی است که از استعداد انسانی بر طرف است از علامات ان هر توحید مذکور بی نشان و بی کیف است که علامات
الحروف خلوه من علامات الاسم و الفعل انتهی رحلت انجناب سوم رمضان سنه یکهزار و سیصد و هفده اتفاق افتاد رحمة الله علیه رحمة واسعة
پسر و عقب گذاشتند او یکی میر عبد الجلیل ثانی سیم فیروز ثالث سید یحیی رابع سید طیب ذکر میر عبد الجلیل
بن میر عبد الواحد از قبیله اول است تولد ایشان در بلگرام اول وقت ظهر روز پنجشنبه بستم ربیع الثانی سنه یکهزار و سیصد و سی
اتفاق افتاد انحضرت صاحب جذبه قویه بوده اند و کیفیات عالی داشته اند از ابتداء اوان صبا نشو و نما بخصوص والد
بزرگوار خود بتربیت یافت تا که در ایام شباب جاذبه الهی رو داد و دست از همه کشیده سفر بصحرا نها دو دوازده سال بر قدم
تجرید اقصای عالم را سیاحت کرد و از معلم نظیف فیضیار بوده اکثر اوقات در صحرا سیر میکرد و عریان میگردید و برگ درختان
میخورد و بعد انقضای چند سال در موسم عرس شاه مدار که مرقد منور شاه از بلگرام هر یک منزل است بسر کوچه که در انجا خانه ایشان
خانه داشت اتفاق افتاد و در حالت بیخودی اتفاقا محاذی خانه خواهر عزیز و خواهر آواز او شنافت و گفت این آواز عبد الجلیل است
و بی اختیار تا بلهیز خانه آمد و برادر را در آغوش گرفت هر چند خواست که کناره کند لیکن بر عایت صله رحم بخانه خواهر رفت و خبر

بازنجوا گرفت بعد دو سال گذر او بر تلی که بچهار گروه از مار بره است افتاد در انجام دی نورانی بنظر آمد که شیر و ببر و پلنگ منجر انه
میفرمایند که ولایت مار بره تبو حواله شده است در اینجا استقامت نمادر نفیس و بیرخان قانونگوی مار بره و در حوالی که صاحب
ولایت اینجا از نیطرف می آید با فضلا و فقرای مار بره باستقبال شتابید و آنحضرت از انجا قصد شهر نموده بود که در اثنای راه
بشرف قدمبوس مستفیض گشتند و هر دو زن مرید شدند و کان فلک فی سنه سبع و عشرو الف چنانچه چهل سال بعد اینجا
ملایق پیرداختند و آنحضرت را در رفع آسیب و غیره دست قدرت بسیار بوده سکونت داد و ایشان در شهر مار بره
از زمانه آنحضرت است و سال ایشان هشتم صفر سنه سبع و خمسین و الف اتفاق افتاد و مزار انور در مار بره است مفصل
این خلاصه در کتاب مذکور مرقوم است و ایشان سه پسر داشت **ذکر میر سید اویس** سید اویس پسر خورد و مهتر
مسمی بوده میر عبد الجلیل است و در صغر سن بادمولی موافق بود و براه مجذوبانکسار میرفت هیچ خودنمائی و خودپسندی
پیرامون دامن حال او نمیگشت هیچ سایر امم خود را سید میدید گویند که با ذیت هیچ موذی هم روادار نمیشد و این مرد بزرگ
صوفیان بتبدال است و کسی که بجور و جفا با و پیش می آمد بمقابله آن تلطف میفرمود اگر برای تعمیر فرود و معمار مطلوب
وقت شدت گرما و سرما انهارا از فرود و محنت موقوف میداشت و اجرت تمام و کمال حوالهینمود و امیری از امرای عالمگیر
شخصی بجاگیر خویش فرستاد و ان حاکم بر گاه کمنزل رسید دست تظلم دراز کرد و فقیری از فقرای میر سید اویس رحمة الله علیه
که شاه رهبر نام داشت با جماعه ایمه داران نزد آن ظالم رفت آن مست بر عونت بر تخت نشسته بود گفته نفیر هیچ
قبول نکرد و همچنین مخمور باده سفاهت ماند و ایمه داران را بیرون کرد و با فقیر تاسز اگفت شاه رهبر غضب رفته چوب دستی
که بدست داشت چیزی بر حرف انداشارت بتخت کرد که پایه او را زنم یا تخت را مکر این حرف گفته آن چوب را بر پایه
تخت زد و بیرون آمد آن ظالم حیران ماند بعد سه چهار روز خبر رسید که امیر صاحب جاگیر آن مکان فلان روز از دنیا
بیفتاد و بمرد و جاگیر در ضبط آمد و شرفا و غربا از دست آنحاکم خلاصی یافتند آنم گوید عمل آن چوب دستی در کتاب کاشف الاسرار
مرقوم است وصال آنحضرت در بلگرام در بستم رجب سنه سبع و تسعین و الف اتفاق افتاد مزار ایشان در بلگرام است
سر راه بیس مجرد انه خفته رحمة الله علیه **ذکر میر سید محمد الترمذی** الکالپوی قدس سره در کاشف الاسرار
است اصل ایشان از سادات مسمع المنسوب بترمذ است آبا کرام او در سقامه جالندهر سکونت داشته اند والد ماجد
انجناب میر ابو سعید از وطن برآمده کالپی طرح اقامت ریخته و تحصیل نجد بشیخ یونس نموده ثم کتب نجد بمولانا

عمر جاجوی و اکثر در حلقهٔ درس شیخ جمال اولیا گذرانیده و در فضیلت صوری رتبهٔ حاصل نموده و فاتحه فراغ از شیخ جمال اولیا گرفته و هم با شیخ موصوف مرید شیخ مخدوم جهانیان و وی مرید شیخ بهاء الدین و وی شیخ سالار بده و وی شیخ بهاء الدین جونپوری و وی شیخ محمد عیسی و وی شیخ فتح الله اودهی و وی شیخ صدر الدین حکیم و وی خلیفه شیخ نصیر الدین محمود رحمة الله علیه طریقهٔ چشتیه عالیه بیعت کرده و اجازت سلاسل ابلیه قادریه و چشتیه و سهروردیه یافته و از شیخ مذکور التماس نموده که از سلسلهٔ ربیعه قرار رسیده بود همه را تسلیم نموده و از انجا معاودت فرموده و در پی پای قافلت شتافته و بکمتبه سنبهل رسیده و در مسجد آمد چون باکبر آباد رسیدند امیر ابو البقاء هراتی قدس سره ملاقات کرده و باین مجلس اقدس نشستند و درین اثنا از حضرت امیر قهقهه سرزده بخاطر حضرت سید راه یافت که درویش و قهقهه چه آئین دارد امیر ابو البقاء از صدر مجلس جانب ایشان نگاهی کرده و فرمود که بر بچهٔ دل باش ها مانند مرغی پاسبان کز بچهٔ دل غافل نباید شد و شوق و قهقهه گفتند قهقهه ما از خیاشیم قریب بود که در بدن حضرت سید عشه افتد بزور تشرع خود را نگاه داشتند و متوجه جانب سرشد شدند و معاودت فرمودند در سنبهل امیر ابو البقاء را مینیکه پالکی سوار ایشان را جانب خود میکشند اگر زیر بعد رسیدن اکبر آباد التماس طریقه علیه نقشبندیه نمودند حضرت امیر با کمال التفات طریقه را تلقین نمودند حضرت سید بکالپی آمده سالها به آن مشغول بودند و بعد ده سال بار دیگر بخدمت امیر قدس سره رسیدند چهار ماه در صحبت قدسی فیض اندوز شدند و از جمله سفار و الاسفر اجمیر است که بکشش خواجه بزرگ قدس سره حضور افتاد و درین سفر خلف الصدق ایشان سید احمد در رکاب سعادت بود چون بمزار خواجه بزرگ مشرف گشتند اذکل بهشتی او را ستاد و حضرت خواجه بزرگ در آن زمان دو تا برگ تنبول عنایت فرمودند چون بافاقت آمدند آن دو تا برگ تنبول در دست داشت در انجا حافظ قرآن بود و منکر سماع اولیا بحضور حضرت پیر صاحب حاضر بود معنی آنشهر بدیدن آنحضرت آمد این ابیات مثنوی را ترنم کرد نظم گفت حق اندر سفر هر جا رود باید اول طالب مردی شود قصد گنجی کن کرا این سو روان ور تبع آید تو از فرع و از آن هر که کار و قصد گندم بایدش کاه خود اندر تبع می آیدش قصد کعبه کن چو وقت حج بود چون که رفتی مکه هم دیده شود قصد معراج دیدهٔ بسته بود در تبع عرش و ملائک هم بود بجز و برآمدن نقطه و ست از زبان آنمعنی نعره مستانه از دهان آنحضرت بر جست و بطریقیکه مهود ایشان بود که چون نعره میزدند و حاضران سرایت میکرد و هر کرا نردم بیهوشی غالب میشد و می افتادند

تا بحدیکه اگر کسی افتاد گاز او دستگیری میکرد او هم میافتاد هم دیگری افتاده دوم از شراب افتادگی مست میشد الغرض
بمجرد چسبیدن آن نعره مستانه اول همان حافظ بیهوش افتاد و بعد ازان دیگری بیهوش شد تا ده نفر نعره آنحضرت مشهور است
حتی که از نعره آنحضرت در چار پایان فیل و شتر و گاو و اثر میکرد و دوام بادل بریان و بدیگ بیان میماند در هر
مجلس یک دل ابود و مال از اشک جاری میشد و در اواخر عمر عیسوی الشهد بود و در مقام طبیعت کمیابی تمکن و عیسوی
الشهد بودن عبارت ازین است که چنانچه احیاء موتی از عیسی علیه السلام واقع میشد احیاء قلوب شیخ صفی واقع
شود از مصنفات شریف تفسیر سورهٔ فاتحه و رسائل بعبارت عربی و رساله تحقیق روح و اسرار توحید و ارشاد
السالکین و رساله آداب و عقائد صوفیه و رساله عمل معمول و رساله دار و اسم آنحضرت مذهب وحدت وجود
میباشد یک رو زجمعه گیسوی ریش مبارک جدا شده بر شانه آنحضرت افتاده بود شاه محمد افضل الهآبادی عرض
کردند اگر اجازت شود گیسوی بردارم فرمودند بهتر شاه افضل آن موی را بدست خود داشته حاضرین را صلا
دادند همه جمع آمدند و از موی مبارک آواز هم دوات شنیدند و بر حاضران حالتی طاری شد و ششم شعبان روز
دوشنبه سنه احد و سبعین و الف انتقال فرمودند و در کالپی مدفون گشتند میر غلام علی آزاد گفته
تاریخ غوث عالم یگانهٔ آفاق ✤ میر سید محمد دوجهان ✤ گفت تاریخ رحلتش آزاد ✤ رفت
قطب مان بسوی جنان ✤ شیخ محمد افضل الهآبادی که حلقهٔ خلفاء میر صاحب است نسبش بحضرت
عباس رضی الله تعالی عنه منتهی میشود فضائل صوری و معنوی میداشت و در عربست و پیمالگی بسعادت
ارادت میر صاحب سید محمد فائز گشت و باجازت و خلافت مستعد گردید طالبان بشمار از فروغش چراغ
دل افروختند صاحب تصانیف عربی و فارسی بود و پانزدهم ذی الحجه روز جمعه سنه اربع و عشرین و مائة
و الف وفات یافت و در الهآباد مدفون گشت ذکر سید احمد سید بن سید محمد الکالپوی قدس الله تعالی سرهما
ولایت محمدیه جامل ولایت احمدیه از عنفوان جوانی و نشو و نما فروغ رشد و نور ولایت از جبین همایون میتابید
فیاض تعالی شانه جمال صوری و کمال معنوی هر دو باهم ارزانی داشته جمیع صفات رضیه سمات مرضیه سیما
شیمهٔ بذل و ایثار و مروت و در عنصر لطیف و طینت گذشته بعد تحصیل علم صوری دست بیعت بوالد شریفه
داده و در عربست و چهار سالگی بر مسند حضرت والد خود قدس سره نشستند و مجلس ارشاد و تلقین گرمیافتند

حق تعالی حظی وافر از اعتبار و اشتهار ارزانی فرموده و سدهٔ سنیه را قبلهٔ حاجات جمیع و شریف ساخت باز
این دقیقه از دقایق فقر از انکسار فرو نمی گذاشتند و چون آفتاب عالمتاب پرتو التفات بر همه کس یکسان داشته
و با وصف احتراز حضرت والد ایشان در عین حیات پدر خود بسماع و سرود علانیه می پرداختند و توجه آنجناب را
بسیار اثر بود و هر کسی که نگاه توجه میکردند بیخود و مست می افتاد یکی از مخلصان جامهٔ دوخته بر سبیل نیاز آورد و
الحاح کرد که بلباس آن نوازش فرمایند وقت نماز جمعه پوشیده متوجه نماز شدند بعد نماز حضرت شاه علیم الله
نقشبندی بر طول آستین اعتراض فرمودند و حضرت شاه مذکور مقراض همراه میداشتند کسی که بروت کلان میداشت
درویشان همراهی ایشان از ان مقراض بروت او میگرفتند چنانچه در نجابر آستین قضیه نمودند آنجناب آستین خود را بدست
ایشان داد و آستین ایشان بدست خود گرفتند در آستین شاه علیم الله انقدر زیادت نمودار شد که باعث انفعال
ان گردید و آستین آنجناب تا بند دست بود در نوزدهم صفر سنه اربع و ثمانین و مائه و الف سفر آخرت نمودند و در
کالپی استراحت فرمودند و سه پسر و دختر گذاشتند شاه فضل الله و سلطان مقصود و سلطان مسعود
شاه فضل الله قدس سره فرزند و جانشین حضرت شیخ محمد جامع دانش صوری و معنوی و حامل سفر ظاهر
و باطنی ملکی بود بصورت بشر عنصر گرامی ولایت مجسم بود ذوق و شوق از هر موتر اوش میکرد و بذل و کرم
و سایر صفات رضیه بمرتبه اتم داشته اند وقتی چهار شخص رسیدند و عرض کردند که دلهای ما از قساوت حکم
سنگ سخت میدارد در عمر گاهی نم از چشم ما نمی مانه برآمده نام آنحضرت شنیده از مسافت بعید رسیده
ایم آنجناب در ان وقت خط بوطن خود جالنده هر می نوشتند و خط طولانی بود ازان خط دست گذاشته
چنان توجه فرمودند که هر چهار بسمل و از میطپیدند و عکس تجلی چهره مبارک بر ستونهای ایوان که از قلعی سنگ مرمر
همچو آینه بودند تافتن گرفت و آنها تا دو پاس در حالت بیخودی و شورش و بیکاماندند بعد افاقت بیعت بجا آوردند
آنجناب در چهاردهم ذی قعده سنه احدی عشر و مائه و الف وفات یافتند ذکر شیخ محمد یحیی المعروف
بشیخ خوب الله برادر زاده حقیقی و داماد و سجاده نشین شیخ محمد افضل الهابادی است قدس الله اسرارهما
بحر مواج علوم شریعت و طریقت بلکه جواهر سیراب در دامن دریوزه گران کوچه طلب میریخت او را قبول
عظیم پیدا گشت و خارق عادات بسیار ازو بوقوع آمد و کتب و رسایل کثیره تصنیف کرد خصوصا مکتوبات ایشان

در چهار مجلد برهانی است جلی بر علو فطرت و کمال فخر در یازدهم جمادی الاولی شب دوشنبه بسنه اربع واربعین وسبعمائة
والف در جوار رحمت آسود ذکر شیخ محمد فاخر بمصداق نفخر بنا شاکیک زیب سجاده ابوین و فرع اسمان
سابای اصلین طیبین است صاحب صفات رضیه و مناقب بسنیه تشرع مدرجه کمال داشت بسیار کشاده دست
و شگفته پیشانی بود فتوح و ذخیره نمی ساخت و بیگانه بیگانه را با حسان بی دریغ می نواخت جوهر فهم و ذکا
اولیس عالی افتاده بود و در مقدمات غامضه علمی بسرعت تمام ترقی رسید در یازدهم ذی الحجه روز یکشنبه بسنه
اربع وستین وسبعمائة والف رحلت نمود و در برهان پور آسود صاحب کاشف الاستار گوید در ریحانیه بحضور
حضرت ابوی قدس سره معه فرزند قطب الدین تشریف آورده بود و یعنی در مهاجره ذاتش قدسی صفات بود
راقم گوید طریقه ایشان از مریدایشان شیخ بدرالدین کمال واز مریدایشان بخاه غلام جیلانی واز مریدایشان شیخ اسمعیل
مهجی جاریست ذکر شاه برکت الله الملقب بصاحب البرکات حضرت اویس را سه پسر بودند
انجناب پسر اولین است شاه باز بیست اکثیانش بسدرة المنتهی و یکه تازانیست میدانش عرش اعلی صد مرسد
ارشاد و هدایت جامع نعوت معضایص و لانیت گرچه پدر ایشان بوقت رحلت خود لعمارت سجاده نشینی
و دیگر اعمال خانواده خویش تخصیص فرموده بودند و اما شاه بان اکتفا نکرده دست بعیت بسید مرتضی بن سید
عبدالنبی ابن سید طیب داده ریاضات شاقه کشید خلافت سلاسل قادریه و چشتیه و سهروردیه اخذ کرده
از سید غلام مصطفی بن سید فیروز بن سید عبدالواحد بلگرامی واز سید شاه لدنا بلگرامی خلافت یافت بدولت
کابا ولیدا و آنحضرت همه در خاندان چشتیه مرید بوده اند چون ایشانرا از طفولیت بسبب بشارت عشق الهی
خوشه پیدا شده بود لهذا در سلسله قادریه مرید شدند و از خدمت دیگر اولیا نیز اخذ فیض نموده در هر فریق سایر
و دایر گشته خود را در لقب ریاضات انداخته روز از شب و شب از روز ممتاز نداشتند و سال کامل بر متعلقان
لب دو فلوس بر نخ افطار میفرمودند با وجود این غذا بقوت روحی سر و پا برهنه بسفر حجاز میرفتند بهر حال انجناب
در وقت سلوک با مشایخ و متعلقان هر شهر و دیار تجسس مطلوب مینمودند و در طلب مقصود از هر کسی هر گز
عار و ناموس پیرزادگی بر خود روا نمیداشتند و از هر خرمنی خوشه اخذ میفرمودند درین زمان از جناب قادریه
حضرت غوث الاعظم قدس سره مدام فیض روحی ممد و معاون بوده است و بواسطه فیوضات باطنی

از انجناب حاصل میشد درین عرصه آوازه تربیت طالبان و رهنمائی گمرهان صاحبان کمالی قدس الله اسرارهم بگوش
حق نیوش میرسید عزم جزم آنجانب نموده بخدمت قبله آفاق هادی عشاق حضرت سید شاه فضل الله صاحب قدس الله
روحه رو نمودند آن قدوه زمان مقدم ایشان را گرامی داشته فرمود که ذات شما در همه امور صوری و معنوی
معتمد است و سلوک شما بانتها رسیده مرخص شوید و بخانه خود قیام دارید حاجت تعلیم و تعلم نیست یکدو
مقدمات سابقین سبیل کلی از معظمات این راه بودند عنایت فرموده اجازت سلاسل خمسه در یه و چشتیه و نقشبندیه
و سهروردیه و مداریه معتمد خلافت باد گیر اعمال نوازش فرموده زیاده از دو روز حکم استقامت نفرمودند
و از غایت عنایت بر زبان راندند که جای گرفتن ذات بابرکات شما استقامت داشته طالبان انجا را امدن
باین صوب حاجت نیست و لذا آنجانب مرخص شده در ماه ربیع الثانی سنه یکهزار و دو سی سال از مقام خود حرکت نفرمودند
الا بدعوت نامزد شاهزادگان پرداختند و همین سلسله صاحبان کمالی را جاری ساختند و با پسران و اقربا و مریدان
قدیم سلسله قدیم آبا و اجداد خود نیز مرحمت میشد احوال ذکر و شغل و حالات ریاضات و مشاهدات
و تاثیرات و عملیات و خرق عادات و تصرفات و ذکر اسرار و نکات از تصنیفات و حال طالبه باطنیه
آنجانب همه کتاب کاشف الاسرار مفصل مرقوم است تولد آنجناب در بست و ششم جمادی الثانی سنه سبعین الف
واقع شده بعد عمر هفتاد و یکسال و چند ماه در شب دهم محرم الحرام قریب صبح سنه اثنین و اربعین و مائة
و الف بفردوس اعلی شتافت و مزار شریف باگنبد عالی و دیگر عمارت سنگین اولاد آنجناب در ماهر سانخت
راقم بزیارت مزار آنجناب مشرف شده است **ذکر شاه آل محمد قدس سره** ابن شاه یکت الله
پدر بزرگوار صاحب کاشف الاسرار تولد ایشان در بلگرام در شهر دهم رمضان سنه یکهزار و یکصد و یازده ظهور
یافت چنانچه پدر ایشان بلفظ ظهور تاریخ تولد ایشان یافته اند و چنانچه سمع خاتم ایشان است **مصرع**
ظهور آل محمد زبرکت الله ۱۱۱۱ صاحب البرکات را ایشان عنایتی خاص و معتنی و افر بود و تمام عمر زیر سایه
فیض پایه والد بزرگوار فیضها بوده هیچگونه روادار جدائی ایشان نبود چنانچه گاهی اگر در نماز جماعت در مسجد
اتفاق میشد آنحضرت میفرمودند که امروز حلاوت نماز نیافتم آنجناب نیز بجدی معروف بودند که بالاتر
ازبیان است هژده سال بریاضات تن داده اند از انجمله سه سال کامل در اعتکاف خلوه گزین بوده

وانطار ربان چون مینمودند درین زمان اعمال اورادو وظایف واشغال واذکار ازیشان بهرطریقه جاری ماند وفیوضات
وانوار تجلیات لاتعدد ولاتحصی دست داد امتزاج بمجلس نفس پیدا کردند واین شغل را بدرجه کمال رسانیده اند وهمین
درین سخن تا سه ماه بقدر فلوس آب خورده اند ونان باجره خشک استعمال نموده اند وسلوک تمام ساخته اند
لیکن حرارت بمزاج چنان مشتعل شده که قریب بجنون رسیده از تدبیر حکیم عطاء الله فراج ومزاج باعتدال
گرائیده درین وقت صحت از تربیت سالکان غافل نبوده اند قول مصنف وحضرت جدی قدس سره
تمام خدمت طالبان وسالکان حواله فرمودند وایشان بالکلیه درین امر مستغرق بوده باآراستگی ظاهر
وباطن فقیران ومریدان پیرداختند قاعده حضرت جدی چنین بود که اگر طالبی می آمد واستدعا طریقه
میکرد چیزی ازشغل مشغول ساخته میفرمودند که اگر طلب میداری درصحرا برو واین کسب را سرانجام بده
درخانه خود جائی میداوند جناب ابوی سلوک وجذبه نیز طالبانرا ارشاد میکردند چنانچه حضرت جدی طالبی
راکه میرسید چیزی گفته میفرمودند که نزد سیدآل محمد برو ومیفرمودند که سیدآل محمد خیلی بارراز سرسلسله
گم دانیده وما را راحت بخشیده جناب اقدس باآراستگی ظاهر شریعت وتهذیب اخلاق ومراقب باطن
وقیام طالبان درحضور مجاریالی سالکان این شهر واطراف کوشیده سرانجام ان میداوند وشب وروز مصروف
تعلیم وتربیت بوده اند ومبتدی ناخوانده را الف باشروع کنانیده باسبق باطنی همراز می نمودند غلغله این
فیض عام درحوالی شهر ونواح واطراف منتشر گردیده فوج فوج سالکان ودنیا داران میرسیدند وبمقصد
خود می آرامیدند جناب اقدس ازسیمای سالک میدانست که این عزیز را خلان شغل کارگر خواهد بود وبخلاف
طریقه بمنزل مقصود خواهد رسید همان شغل اورا مشغول میساخت درکتاب مذکور ذکر خلفاء ایشان
ومریدان وکشف وکرامات وتعلیم طلاب وتعلیم ذکر وفکر وشغل واعمال مفصل مرقوم است در روز دوشنبه
آخر شب شانزدهم رمضان سنه یکهزار ویکصد وشصت وچهار انتقال فرمود ومتصل روضه پدر بزرگوار خود
بطرف شرقی آسوده **ذکر شاه حمزه** شاه حمزه فرزند احمد شاه آل محمد ومصنف کتاب کاشف الاسرار
بودند در آن کتاب مذکور مینویسند تولد این فقیر چهاردهم ربیع الثانی درسنه احد وثلثین ومائه والف است چون
عمر چهار دهسی رسیده جناب عالی ازین عالم رحلت فرمودازان وقت براین مکان نشسته است قریب

شمسی وچهار سال میشود که در نیخانه استقامت میدارد سال فقیر شصت وهفت کشیده منظر لطیفه غیبی میباشد
و اکثر این رباعی میخواند رباعی گر گوهر طاعتی نسفتم هرگز ❊ ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز ❊ نومید نیم
ز آستان کرمت ❊ زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز ❊ عمری بحسرت گذرانیده ام وجای بحیرت وباختا
ام نه فلوسی از دکان بقال گره نه پشیزی نه یک کف جو از خرمن رایگان حاصل نه تقیزی با وجود
این باطلاس جهانیان وقطب زمان میگویند وعالمیان غوث ارشاد مینحلتند من هم با این زمره عوام وخواص
در ساخته ام وماتم خود داشته ام ای دل تو کجا میروی وکدام راه می پوئی ❊ تو سرمایه دنیا و
دین دیگر چه میخواهی ❊ دو عالم گرو رو سازی همان حاصل کنی خود را ❊ نرو میدی شکایت میکنی چشم
از که میداری ❊ کریمی هم مقرر کن اگر سایل کنی خود را ❊ استغفر الله لاحول ولا قوة الا بالله این فقیر
سیم پسر علاو تحسین ملقب باچی صاحب مسمی بسید آل احمد دیگر معروف بستهری صاحب مسمی بسید آل برکات
سوم مشهور بسچی صاحب مسمی بآل حسین سلمهم الله تعالی حق تعالی در عمر ایشان برکت دهد وبه راز خویش آشنا
سازد. بحق محمد وآله وبدانکه میر سید محمد صغری که از اجداد سادات بلگرام وبانقراند در وقت بار اجه انبا
سری نام که کافر متعصب بود در بلگرام متوطن گردیدند در سنه اربع وعشر وستمائه بدستوری سلطان
شمس الدین التمش غازیان اسلام راجه را با اقارب وعیال وسپاه بقتل رسانیده تاریخ این فتح خداداد
است وبعد سی ویک سال سید موصوف در چهاردهم شعبان سنه خمس واربعین وستمائه بعالم قدس
خرامید آن مرجع البحرین وفضایل صوری ومعنوی مرید خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی بودند
حضرت شاه حمزه وصیت نامه هذا از ایام وصال پیش از ششماه نوشته در قلمدان مخفی داشته بودند
وآن اینست **وصیت نامه** بالا بلند عشوه گری سرو ناز من ❊ کوتاه کرد قصه عمر دراز من
معلوم بندگان خدا سلمهم الله باد که فقیر را سفر آخرت در پیش آمد آنچه حضرت جدی قدس سره آخر سال
چهار انواع ارقام فرموده اند آنچه عاجز را بسنده است حتی الوسع در آن ساعی باشند وبانامرادی نسازند
واز این جا بیان اجازت خلافت سلاسل خمسه مقرر داشتند واو یم وباسماء اربعین وبشمخ ودعاء یمانی
وسور قرآنی ودیگر ادعیه واذکار واشغال بمشافهه وغیر مشافهه مجاز ومأذون بوده اند وهستند

واقتنا بشان شریعت غرا انچه از دست اید لازم دانند و دست طمع باستین قناعت پیچند و بلابد اکتفا نمایند اگر
الضرورات تبیح المحظورات نیز گفته اند و بکتب سلف و حقایق و اوراد مشغول باشند و کمر سعی در طریقه انفیه این طایفه
از دل و جان استوار بربندند و شیمهٔ کریمهٔ اغماض عین در امورات دنیوی لازم شناسند ۵ از ان روید گل و خار
اندرین باغ ❊ که هم طاؤس در باغ است و هم زاغ ❊ اگر نبی بدو نیکی مرن دم ❊ که هم ابلیس می باید هم
آدم ❊ دنیا گذشتنی و گذاشتنی است لهذا ابرکس پرداختنی است و اگر کسی از اهل او تعالی بنظر او
آید دست شما و دامن او لیکن درین زمان اهلیت این امر مفقود و جنسیت موجود و بچرب زبانی و شیرین
لسانی کسی فریفته نشوند که این طایفه در هر وقت اغر من الکبریت الاحمر بوده اند و فاتحه سالیانه هرگز تبکلف
نکنند بلکه نه نمایند که حکم چنین است بعد بست سال روشن خواهد شد حالا مسئله اجل در حل و کاری ازین اهم درپیش
پس ازین دعاهای بیگانه و خویش فقط گویند بعد بست سال جاگیر ایشان در ضبط انگریزان آمد بعده از فضل
الهی واگذاشت گردید تتمه ۵ دیگر مکو نصیحت حافظ کرده نیافت ❊ گم گشته که بادهٔ تلخش بکام رفت

غزل وقت آن آمد که عزم لامکان برپا کنم ❊ این جهان و آنجهان را درهم و شید اکنم ❊ وقت آن آمد
که از یاران تن یکشم جدا ❊ عزم سوئی دوستان عالم بالا کنم ❊ نغمهٔ فرقدانی الدسیر آهنگی نمود ❊ با رفیقان حلا آهنگ
آن صحرا کنم ❊ نقطهٔ آخر باول می رسانم ای فلان ❊ دورهٔ قوسین را اقرب باو آدنی کنم ❊ بعد وهمی را
بقرب وسوسه سازم بهم ❊ این خیالات توهم را بجود رسوا کنم ❊ نفی و اثبات و اثباتت و نفی گردانیده
الاو الا را بهم آریم تالا الا کنم ❊ رخش خود از لا و الا برجهانم این زمان ❊ زان طرف پیدا و امکان خیمه
برپا کنم ❊ صورت تن از هیولائی قفس آرم برون ❊ طایر قدسی نشین را مادهٔ عنقا کنم ❊ بیخود آتا با خدائی
خویش گردم همعنان ❊ بیخود آشو از خدا تا با خدا یکتا کنم ❊ سازتن را شکنم و این پرهای جان درهم
بصداهای هویت طنطنه درنا کنم ❊ همزه قطعی بوصل جان کنم عینی نما ❊ دورهٔ ما مرکز الهه را بنما کنم ❊

انتهی در چهاردهم محرم سنه یکهزار و یکصد و نود و هشت هجرت حق پیوست **ذکر اچهی صاحب**
اسم شریف سید آل احمد مرید و سجاده نشین پدر بزرگوار خود حضرت شاه حمزه بودند و شیخ المشایخ وقت
خود مشایخ آن زمان آوازه بزرگی و مشیخت ایشان شنیده بخدمت ایشان می آمدند چنانچه

فقیر حقیر

حضرت شیخ غلام حسین صاحب زاده خواند فقیر صاحب قدس الله اسرارهما چون ملازمت ایشان رسیدند بعد دریافت عرض مدعا کمال تعظیم و تکریم ایشان بر خود لازم دانسته در فیض صحبت خود در آوردند و تعلیم اسماء اربعین و دعایمانی و دیگر اعمال و اشغال و ذکر و فکر نموده در سلسلهٔ طریقهٔ قادریه و چشتیه نظامیه و سهروردیه و مداریه انتظام بخشیدند و ابو العلائی که از مشایخ خود رسیده بود مجاز و ماذون ساختند فرمودند که صاحبزاده ایشان فرستاده حضرت غوث الثقلین اند و پسند خاطر ایشان را ملحوظ میدارند الغرض بر کمال بزرگی و اخلاق ایشان و تعظیم و تواضع فقراء و علماء و مسافران اتفاق است گویند پدر بزرگوار ایشان در حیات خود بریاضات و مجاهدات و بشب خیزی و بر خواندن نماز معکوس ایشان را کوشش بلیغ میفرمودند و هر روز در یافت آن می نمودند اگر در تعداد و شغل و ذکر و بیداری شب از پسر ثانی خود در ایشان زیادتی می یافتند همراه خود طعام میچشانیدند والا او شان را ازین شفقت معزز و ممتاز میفرمودند و میگویند ایشان تا دوازده سال خود را در جائی مخفی نماز معکوس خوانده بودند و در پایهٔ مبارک ایشان نشان رسن همواره بود

وصیت نامه ایشان

بندهای خدا اسلمهم الله تعالی آنچه حضرت ابوی رحمة الله در وصیت نامه رقم فرمودند همران مواظبت نمایند و طریقهٔ بیعت بجز خاندان خود چه از پدر و چه از برادر و چه از خلفاء خاندان خود از جائی دیگر نکنند چرا که سلک صحیح است ع باغ مرا چه حاجت سرو صنوبر است ❊ شمشاد خانه بر در ما از کمتر است ❊ فائده و استفاده را مضائقه نیست ع متاع نیک از هر دوکان که باشد ❊ و در آداب مسجد و خانقاه و درگاه بکوشند و از بایست ملحوظ دارند نا بایست محفوظ دارند که عمده کار شریعت است ع خلاف پیمبر کسی ره گزید ❊ که هرگز بمنزل نخواهد رسید ❊ و در خدمت صادر و وارد و در تعظیم و تکریم مشایخ و فقراء و علماء و فضلاء بکوشند و آنچه از دست ایشان آید در طب و یابس بجرمت تمام متواضع شوند اگر ازین معنی از ایشان کسی را راضی نخواهد شد مواخذه بر ایشان نیست و علم و عمل در پیش دارند کار نیست دیگر هیچ زیاده این دعا مابه بیگانه و خویش و کار ازین اهم در پیش و اسلام و فاتحه سالیانه بدون تکلف نکنند بر یک کاسهٔ شربت یا بر یک نان جوین بکنند و خدمت دارد صادر بصدق دل کنند من خدم خدم و بر مذهب حنفیه قایم باشند و رسم تعزیت از سه روز زیاده ننمایند و روشنی و چراغان بعمل نیاورند چرا که این

عامی بتکلف رواندارد و در تکلف در شرع روا نیست در هفتدهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و شصت و پنج
برحمت حق پیوستند و در قصبه مارهره قریب اب جد خود مدفون گشتند و هیچ پسر در عقب نگذاشتند
ذکر ستهر لصاحب اسم شریف سید آل برکات مرید و ماذون از پدر خود شاه حمزه و از برادر کلان
خود سید آل احمد بودند بعد انتقال برادر موصوف بر مسند ارشاد ایشان نشستند و بر تقوی طهارت و بر
طریقه آباو اجداد خود مشهور و معروف بودند و روپیه را از دست نمی گرفتند و مس نمی کردند و اگر ناگاه
اتفاق مس آن افتادی دست را میشوئیدند حافظ نصیر الدین با طلب خدا قصد قدم بوسی ایشان
کرد چون قریب مارهره رسید راه گم کرد پیر ضعیفی را دیده راه پرسید آن پیر این را تا بدروازه ایشان رسانید
گم شد چون بملازمت ایشان مشرف شد دید که آن پیر ره بر ایشان هستند و ایشان بودند بعد زمانی
باطن ایشان فرمودند بطرف گوالیار بروند و در انجا باش حافظ صاحب بدکور رسیم در انجا جا نداد و قدم
بیرون نهاد و ایشان حضرت در علم ظاهر و باطن نصیبی وافر و حظی کامل میداشتند و بسنه هفتم مضاف
سنه یکهزار و دو صد و پنجاه یک انتقال کردند و در احاطه روضه جد امجد خود مدفون گشتند سید آل رسول
و اولاد ایشان مرید عم بزرگوار خود سید آل احمد هستند تا حال بر مسند آباو اجداد خود نشسته اند و طریقه
اسلاف خود جاری میدارند عالم اند و مسند حدیث شریف از مولانا شاه عبد العزیز گرفته اند و در اخلاق
حمیده و صفات سنجیده نظیری ندارند وقتی بزیارات بزرگان مارهره رفته بودم چون در خانقاه
صاحب البرکات رسیدم شمعی را دیدم که آثار بزرگی و شیخوخت از سیمای ایشان هویدا است تسلیم نموده
نشستم بعد دریافت حال بنده در یک حجره آن خانقاه جای دادند و بکمال شفقت بزرگانه و کریمانه
سر فراز فرمودند سلمه الله تعالی سید صاحب عالم از اولاد صاحب البرکات که بخورد سرکار نامدار
شیخ کریم النفس و بابرکت و صاحب جود و کرم هستند چون در خانقاه تشریف آوردند بملازمت
خود بنده را مغتنم و ممتاز فرمودند بعد دریافت احوالم بسیار شفقت و مهربانی مبذول فرمودند
و حسب معمول خود نامم ایشان بنده در دفتر خود نوشتند سلمه الله تعالی بعد تحریر هذا در دوم محرم
سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و هشت بجوار رحمت حق پیوست **ذکر میر سید دست محمد**

ایشان از خلاصه مسترشدان و عمده خلفا حضرت امیر ابو العلا قدس الله اسرارهما بودند حضرت امیر را هر چه تمامتر
نذر و عانیت ائمه اطهار و خواجه معین الحق والدین چشتی قدس الله سره رسیده بود بالکل ایشان را عنایت فرموده
بار امانت ولایت و ارشاد تفویض نمودند نقلست وطن اصلی ایشان هرمان پور است تحصیل علوم ظاهر
در دهلی کردند بعد فراغ علم بطلب خدا در ملک بنگاله تشریف برده در خدمت مشایخ آن دیار حاضر می بودند
چونکه استعداد ایشان عالی بود بی مقصود دنیا فتند بعد تلاش بسیار از شخصی تشریف حضرت امیر شنیده
قصد اکبراباد کردند چون شهر کالپی درمیان راه آمد ناگاه یک کوزه مصری برای نذر حضرت امیر خرید
نمودند و در شهر اکبراباد رسیده بخدمت حضرت امیر حاضر شدند در آن وقت حضرت امیر از نماز ظهر
فراغت یافته در صحن مسجد با یاران نشسته بودند ایشان تسلیم بجا آورده آن کوزه مصری پیش
نظر گذرانیدند حضرت امیر نام ایشان پرسیده فرمودند نزد فقیر بچکار آمده اید ایشان عرض کردند
نام حاکسار دوست محمد است و شهره نیض و کرم حضرت شنیده از ملک بنگاله بطلب خدا حاضر
آمدیم حضرت امیر تبسم نموده و قدری مصری ازان خورده و باقی تقسیم کرده فرمودند که ایشان دهن ما
شیرین کردند لازم است که من هم دهن ایشان را شیرین کنم پس ایشان را توجه عینی دادند و از باده وحدت
مست و مدهوش کردند چون ایشان بهوش آمدند نماز عصر و مغرب قضا او اکردند و صبح آن بیعت کردند
حضرت امیر خرقه و خلافت و شجره طریقت عطا کرده فرمودند در شهر هرمان پور بروید و طلاب خدا را
تمایید ایشان عرض کردند حضرت از قدم بوسی خود جلد جدا نفرمایند چون اجازت اقامت یافتند در یک
سال بخدمت حضرت امیر از نعلین برداری و پایه کوبی و مگس رانی فیضها اندوخته و بطرف هرمان پور رخصت
گرفته در ملک دکهن فیض باطن جاری کردند و مشهور و معروف دران ملک گردیدند و پیم کهانی در فراق
مرشد خود گفتند در بست و ششم جمادی الثانی روز جمعه سنه یکهزار و نود بر حمت حق پیوستند عمر شریف بسال
چهار و نود رسیده بود و مزار شریف در اورنگ اباد در تکیه مسافر شاه یا محمود شاه واقع است این هر دو
از خلفاء ایشان بودند و مسند نشین ایشان ذکر شاه محمد فرمان و خلیفه سوم سید دوست محمد
قدس الله اسرارهما بودند مولد ایشان شهر دهلی است و والد ایشان یکی از امرائی بادشاهی و صوبه دار

سیر بان پور بودند گاهی گاهی معه فرزند محمد فرهاد بخدمت حضرت سید حاضر می بودند در آن زمان عمر حضرت شاه محمد دوازده یا سیزده سال بود چون رابطه محبت در دل ایشان جای گرفت سوائی همراهی پدر خود بخدمت حضرت سید حاضر آمده فیض صحبت می ربودند چون از حال پدر ایشان واقف گردید با حضرت سید عرض کردند که من بجز این فرزند دیگری ندارم و ایشان از آمدن اینجا از کار دنیا بیکار خواهد گردید حضرت سید فرمودند که شما هر دو ایشان را مانع آیم تا در اینجا نیاید چون منع کردند تیر عشق که در تودهٔ سینهٔ ایشان فرق شده بود بیرون نیامد چون پدر ایشان باز بار دیگر عرض مذکور را کردند حضرت سید فرمودند شما میخواهید که در حضور بادشاه دست بسته ایستاده گردد و خدا میخواهد که بادشاه بحضور ایشان ایستاده باشد اخر کار پدر ایشان را اجازت داد و منع نکرد بعد چندی ایشان در حلقهٔ ارادت حضرت سید در آمدند و بیعت کردند و خرقه و خلافت یافتند و تا حیات شیخ خود آستانه شیخ را نگذاشتند و شیخ وقت انتقال خود ایشان را وصیت فرمودند که بعد ما در شهر دهلی باش و طلاب خدا را تعلیم نمای چون ایشان بعد انتقال شیخ خود در دهلی تشریف آوردند انس و جن شهر و فیض عام ایشان شنیده دهیده آمدند و مرید شدند و فیض نسبت عالیه ابو العلائیه فراوانه بهره داشتند و ایشان در آخر عمر بکمال کثرت استغراق تبریه از تکلیفات عالم تشبیه بالکل بهر شدند و چنان محویت غلبه نموده بود که خود را بر سند می نشستند مریدان می پرسیدند حضرت چه می جویند میفرمودند فرهاد کجا رفت اکنون دریغا بود و چون حاجت بشریت فراموش میکردند مریدان یاد میدادند در اوقات از توجه نبی ایشان مردمان بخود می افتادند و از فیض صحبت و تربیت ایشان بمقام معرفت می رسیدند در بست پنجم جمادی الثانی سنه یکهزار و یکصد و سی و پنج وفات یافتند مزار شریف بشهر دهلی در محل پورکهنه واقع است و از اعاظم و عمده خلفای ایشان یکی مولانا برهان الدین خدانما بودند و دیگر میر سید اسد الله اعظم و اکمل خلیفهٔ ایشان حضرت شاه محمد منعم قدس الله سره بودند و خلیفهٔ اعظم و مرشد زادهٔ حضرت مولانا برهان الدین خدانما حضرت شاه رکن الدین عشق بودند و ایشان را از حضرت شاه منعم هم اجازت و خلافت بود و خلیفهٔ حضرت شاه رکن الدین عشق حضرت سید خواجه شاه ابو البرکات بودند و خلیفهٔ حضرت شاه محمد منعم حضرت شاه حسن علی بودند و خلیفهٔ حضرت شاه حسن علی حضرت حکیم شاه فرحت الله

حسن صورت کریم چکی بودند و حضرت شاه قمرالدین حسین عظیم ابادی خلیفه اعظم حضرت سید خواجه شاه ابوالبرکات
بودند و نیز از حضرت شاه فرحت الله خرقه و خلافت یافته بودند و مولد و موطن و مدفن ایشان عظیم ابادست ذکر

حاجی سید عطا حسین عظیم ابادی

ایشان مرید و خلیفه و خواهرزاده شاه قمرالدین حسین بودند صاحب
ذوق و شوق واهل وجد و حال بودند در غلبه شورش عشق و محبت حرمین شریفین بوکری انگه نیز ان ترکنوده
به برکات انمقام مشرف فایز گردیدند وقتی ببتدا در اخر عمر جوانی و اغاز پیری بجهت دوستی مشفقی طیقه
خوش خوئی اتفاق اقامت لکبر اباد افتاده بود دران زمان حاجی صاحب از حجاز در انجا تشریف شریف اورده
بودند شنیدم که درویشی ابوالعلائی از سفر حج وریس شهر رونق افروز گردیده اند و بر مکان مکارم اخلاق
مجمع حسنات منشی غلام غوث صاحب که حسبت و محبت باو قرب مقام و فضلا میدارند فروکش اند ارانکه باوات
فیض آیات حضرت امیر ابوالعلا قدس السره مجتبی دارم بملازمت ایشان رفتم چون رسم ملاقات میانه بین
گردید چنان اشتیاق و اخلاق مبذول فرمودند که هر روز بخدمت ایشان میرسیدم تا انکه الفتی و تعلقی فزید
بر مزید گردید روزی فرمودند که هر چه نزد تو از طریقه چشتیه صابریه خیری باشد ما را بدهی و انچه نزد ما اطریقه
ابوالعلائی موجود است بگیری گفتم جناب هر چه عنایت فرمایند و تعلیم نمایند مرا قبول است لیکن من لیاقت
تعلیم و تعلم آن ندارم العرض در هفتم جمادی الثانی سنه یکهزار و دو صد و شصت و سه از کمار و افکار و اشغال
و مراقبات طریقه عالیه ابوالعلائیه و اجازت دلائل الخیرات و ترکیب توجه دادن هر چهار طرق و شناخت کیفیت
نسبت هر چهار طرق و شناختن مادهٔ جذبی و سلوکی طالب معه شجره و اجازت نامه نوشته دادند و فهمانیدند
چنانچه مجموعه آن رساله است اجازت نامه خادم الفقرا عبد الرزاق المشتهر عطا حسین فانی ابن سید سلطان
احمد بن سید شاه غلام حسین ضوی ابوالعلائی المنعمی قدس الله سرهما مظهر البیان است اخی الطریقت ما الفت
فلان مراد ابادی زاده الله عرفانه ازین فقیر صحت اعراب الفاظ و عبارات و اسناد و مخرج دلائل الخیرات نموده
و خاکسار از شیخ السید محمد ابن سید عبد الرحمن شریف الحسنی الملقب صاحب دلائل الخیرات مغربی الفاسی مقیم
حال مدینة المنوره فی روضة رسول الله صلی الله علیه وسلم احمد آل مولف دلائل الخیرات ایشان از شیخ
السید محمد ابن احمد المدعی الشریف الحسنی ایشان از شیخ ابو البرکات العظمی ایشان از سید محمد ابن احمد

ابن الحاج ایشان از شیخ سید احمد المقری ایشان از سید عبد القادر الفاسی ایشان از سید احمد ابن ابی العباس
المصمی ایشان از سملالی ایشان از سید عبد العزیز تباعی ایشان از مؤلف سید محمد ابن سلیمان الجزولی الشریف
الحسنی مغربی صحیح نمودند و اجازت حصول کردند فقیر نیز فلان ممدوح را اجازت داد و ایضا برادر طریقت فلان
را داد بعد تعلیم ذکر و شغل و مراقبه از فقیر سلسله قطبی الچشتیه ابو العلائیه المنعمیه القمریه حاصل کردند الحال اذن
ماذون گردانیدند شد و آنچه از مرشدان رسیده است بدین مامور کردم هر کسیکه بارادت صادق برای
حصول این طریقه عالیه طالب ایدر بطور تعلیم این سلسله تعلیم نماینده شرط متقدان اهل السنة والجماعة و مشغول
باوراد الهی و دور از مناهی و تارک غذای ماهی باشند و در حین شب دو گانه صلوٰة العشق معمول دارند الخ
هر جاده مستقیم داشته عاقبت بخیر گردانند بعد ازان بوطن اصلی خود عظیم آباد تشریف بردند تا حال احوال حیات و
ممات ایشان معلوم نیست **ذکر آن سید السادات منبع حسنات حضرت میانصاحب**
شاه محمد حسین رحمة الله علیه اسم شریف شاه غلام حسین بود لیکن میانصاحب در شجره خود
را محمد حسین می نوشتند مرید و خلیفه حضرت شیخ عبد الکریم عرف اخوند فقیر و صاحب جیو بود و در عالم بزرگ
بعلم شریعت و طریقت و از اهل تقوی و ورع و صاحب صبر و توکل بود راقم ارادت بایشان میداشتند میان جعفر
طیور الحسن او هی فاروقی که یکی از بزرگان این شهر و مرید میانصاحب بودند شرکت خانصاحب علی محمد خان او هی
فاروقی که از رؤسای این شهر و مرید میانصاحب بودند رساله در احوال میانصاحب نوشته اند ازان مینویسد
که محمد اشرف علی صاحب والد سیدی و مرشدی از سادات صحیح النسب شهر ترمذ اند حضرت سیدی و مرشدی
میفرمودند والدین فقیر در اوایل حال مجذوب بودند از باعث بعضی وجوه وطن خود گذاشته در شاه جهان آباد
متوطن شدند و تولد فقیر هم دران شهر اتفاق افتاد هرگاه که قریب بچهارده سالگی رسیدم همراه والد خود روانه
شده بعد طی منازل در موضع پلول رسیدم شاه قطب الدین خلیف محمد زبیر بن محمد نقشبند که یکی از مقبولان
الهی ساکن آن خطه بودند بخدمت شان حاضر شدم والد این فقیر را ایشان بیعت کردند حسب اتفاق شاه موصوف
یکدفعه از راه کمال توجه شان بطرف من متوجه شده فرمودند که شما هم یکی از مقبولان درگاه الهی خواهید شد جهان
وقت این فقیر را نیز دریافت گردیده دعای شان در حق من باجابت انجامید در اوایل حال از والد خود علوم

ثمانیه در ریاضت و مجاهدات و اشتغال باطن حاصل نمودم بعد ازان عزیمت زیارت حضرت خواجه قطب الدین بختیار اوشی
مشرف گشته استقامت ورزیدم بعده همراه والده خود وارد اجمیر شریف شده در حجره که مقابل مزار متبرک
سلطان هند حضرت خواجه معین الحق والدین بود قریب شش سال اقامت گزیدم هم در انجا والد ماجد این فقیر از
عالم رخت سفر بربسته مدفون گشتند بعد فوت والد مرحوم بر خاطر این فقیر نهایت رنج و الم طاری
شد ازانجا عزیمت دهلی نمودم در سنه یک هزار و دو صد و پنجاه از طرف تونک روانه اجمیر شریف گشتم در میان راه با یکی از خادمان درگاه
خدمت علی نام ملاقی شدم از وطن خاکسار چه رسید گفتم مراد اباد گفت شاه غلام حسین امیدانی گفتم پسر آنحضرت
ام گفت من شاگرد ام بسیار دران شهر ملاقات شان مشرف شدم بخاطر تمام توجه آمدند چون باجمیر شریف رسیدم و بشرف
زیارت خواجه بزرگ قدس سره مشرف شدم پرسیدم از میان خدمت علی مذکور که در انجا حجره بود اقامت آنحضرت
گفت تا حال موجود است و بنده را همراه خود گرفته از زیارت حجره شریف مشرف گردانیدند دیدم که حجره بر دروازه
شرقی روضهٔ مسجد اکبری بجانب جنوب است و مقابل آن روضه شریف سلطان هند خواجه معین الحق والدین
که آستانه ایست سجدهگاه عشق واقع است پس ازان باولیای معبی که آن فقط چبوترهایست نشان داده و قبر
آن روضه شریف بجانب جنوب مایل بگوشه مغرب واقع است گفت که آنحضرت در انجا نمی نشستند باز آمدیم بسر مطلب

قوله که شبی بر وبت حضرت خواجه بزرگ مشرف شده بلاواسطه از جناب سعادت بعیت حصول یافتم
بعد بیداری عجایب تاثیر بر خود یافتم از آن روز بر حال این فقیر حضرت خواجه بزرگ نهایت نظر الطاف مبذول داشتند
چنانچه پسر متولی زیارت شریف مریض و قریب مرگ رسیده بود بدیدن مریض این فقیر را در مکان خود طلبیده
درخواست شفای پسر خود نمود این فقیر متوجه جناب خواجه صاحب شده بسبب مرض مریض کرده در حال شفا یافت
درین مقام باستقامت انجا اکثر طریق اشغال و اعمال و طلسمات از والد خود و دیگر درویشان اخذ نمود و بعد چند مدت بنابر
حضرت خواجه بزرگ بسمت این دیار رخت سفر بربستم وقتی که در شاهجهان پور آمدم بخانه شاه نور محمد نامی درویشی
که مرید حضرت شیخ عبد الکریم بودند فرود کش شدم در درویش موصوف کمالات حضرت شیخ بزبان خود آورده
باستماع آن نهایت رغبت ملازمت شیخ گردیدم بعد چند روز بشهر رامپور رسیده بحجرهٔ حافظ عبد الرحمن
که مرید حضرت شیخ بود در استقامت کردم روزی همراه حافظ صاحب مشرف شده روز ملازمت حضرت شیخ شنیدم

همانم از راه کمال نوازش بحافظ صاحب فرمودند که این درویش را در حجره خود جا دهید و این فقیر هر روز
در خدمت شیخ حاضر میشد روزی در وقت تنهائی کلمات چند بطریق تلقین ارشاد فرمود و در همان وقت
از توجه آنجناب ذکر کلمه لا اله الا الله از قلب من جاری شد و در صحبت اول مرتبه فنا فی الشیخ نقاب از چهره
خود بکشود و بعد چندی ارشاد شد که بعد نماز عصر در وقت مراقبه حاضر شده باشند پس بفرموده شیخ
در وقت مراقبه حاضر می آمدم متصل آنجناب می نشستم بعد از مدتی که وقت شب کتاب حدیث شریف
از زین فقیر مطالعه میکرده باشند چنانچه بموجب ارشاد بجا آوردم و در حضور آن جناب تاثیر بر خود
می یافتم شبی حضرت شیخ در وقت تنهائی متوجه بطرف این فقیر شده فرمودند که اکثر اشغال
های چشتیه و قادریه و نقشبندیه که از پیران ما بما رسیده اند در عرصه قلیل بشما خواهم آموخت
چنانچه در عرصه دو سال ایفائی وعده فرمودند روزی برای آموختن شغلی که از ان کشف امور
غیب حاصل میشد تعلیم فرمودند عرض کردم که من طالب خدا هستم از این شغلی کار ندارم
از استماع این کلام نهایت راضی شده بعد از مطالعه کتاب ارشاد الطالبین که در آن اشغال های
بسیار مندرج اند اجازت دادند روزی بحضور حضرت شیخ در مراقبه بودم که آنجناب
یکایک سر از مراقبه برداشته فرمودند اجازت دعائی سیفی امید هم و درین امر اشاره از جانب
پیران چشت می یابم عرض کردم که عوض دعا مذکور کسی شغل باطن ارشاد فرمایند از راه کمال
سر در مخاطب شده فرمودند که من فقیرے خود را بتو دادم و در حق من دعا فرمودند
بعد یک روز طریق یک شغل بیان نموده ارشاد کردند که بر حسین منصور حلاج در چهل
سال از استعمال این شغل حال غلبه کرد و بر شما در دوازده سال غلبه خواهد نمود مگر
درین امر اخفا ضرور است و در افشاء مفسده ها بسیار و نیز درین راه علم ظاهری
لازم هست روزی حضرت شیخ طریق نوشتن یک نقش تعلیم نمودند که حامل این نقش بر رویت
جناب رسالتمآب صلی الله علیه وسلم مشرف میشود و بعضی یاران خود را نوشته دادم آنها در حالت
تزع بر رویت مبارک مشرف شدند بعد امر کردند که سبق کسب به پسران من میداده باشند بموجب فرمود

بمحل می آوردم و آنحضرت از توجه باطن بمن استفاده میرسانیدند و اکثر اوقات بر زبان
مے آوردند که اراده من بطرف ولایت است شما هم همراه این فقیر خواهید رفت بعد چند
روز ازین دار فنا تشریف فرمائی دار البقا شدند آن زمان نمیدانستم که مراد ازین سفر خبر وهی
وفات خود بود و این فقیر بعد چندی در شهر امروهه رفته بزیارت شاه عبد العادی صاحب چهل روز
استقامت کرده پسته در شهر مراد آباد آمده در مقام بنیا فروکش گردیدم مؤلف رساله
حضرت مظهر الحسن رحمه الله مسمی سلسله کاتب الحروف در مقام بنیا بسعادت قدمبوسی مشرف گشت
چون نظر بر جمال باکمال آنحضرت افتاد عجب حالتی روے داد که در تحریر نیاید و اکثر
اوقات بخدمت حاضر میشدم روزی کلمات چند بطریق تلقین ارشاد فرمودند بعد چندی
استخاره بموجب فرموده آنحضرت کردم که چند صوفیان بطریق حلقه ذکر جهر میگویند و من
متصل آن ایستاده ام شخصی دست راست من گرفته در حلقه برد ناگاه دیدم که آنحضرت
در آن تشریف دارند و میفرمایند که دست گیرند شما حضرت شیخ عبد الکریم اند که شما را در زمره
خود جا دادند وقت صباح بخدمت آنحضرت حاضر شدم تبسم کردند پس از ان حالات شب عرض کردم
پس ایشان وقت محبت آنحضرت نمله کرد و بعد چند روز الفاظ تعلیم ارشاد فرمودند کلام اول همین بود
که اتباع شرع شریف در ظاهر و باطن بقدر استطاعت خود بجا آرند که هیچگاه ترک آن نشود و بر اگر
هر قسم کدورت در اتباع شریعت خلل راه خواهد یافت هما نقدر مرتبه طریقت و رخواهد یافت و بموجب
آیه کریمه قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ دوم سینه خود را از حسد و کینه و حب دنیا
و جاه پاک کنید و شب و روز از یاد خدا غافل نشوید سوم تقوی و دیانت و حلم و تواضع و اکرام بر عزیز
و دوستی مقبولان الهی بر خود لازم گیرید چهارم ذکر پاس انفاس پنجم ذکر نفی و اثبات ششم اصل
معنی کلمه هفتم تفصیل کلمه و معنی آن چنانچه بظاهر در شریعت نماز وغیره فرض است و در طریقت نزد
صوفیان خود را فانی کردن فرض عین است راقم گوید والد بزرگوار میفرمودند چنان خلق عظیم
با مرید آن خود میفرمودند که کسی را بکار می آید نفس خود تکلیف ندادند و میفرمودند همان این دو سه

است که نزد ما می آیند و هم والد میفرمودند اگر کاهی تخته تعلیم نه بردیم میفرمودند چه جرمانه بگیریم
فرموده آید که تخته تعلیم بیاورده آید و هم والد میفرمودند بسبب حسن خلق و کلام شیرین
ما را لائق صحبت کسی نگذاشتند والد بزرگوار وقت ذکر حضرت ایشان چشم پر آب میشدند
وفات وی حضرت هشتم ربیع الثانی در سنه هزار و دو صد و بست و هشت واقع شده و در محله
بنیا منملات مراد آباد مدفون گشت ذکر حضرت شاه عبد الله المشتهر بشاه غلام علی
رحمة الله علیه صاحبزاده مولوی عبد الغنی فرزند ثانی شاه ابو سعید رساله در ذکر
حضرت شاه غلام علی و پدر و برادر خود تالیف نموده اند رحمة الله علیهم و ران مینویسد که ارشاد
حضرت ایشان در حین حیات خود بمجدی شده که شاید در مشائخ ماسبق و در بعض افراد اگر شده
باشد بعید می نماید از قصای روم و شام تا بحد چین و از مشرق تا مغرب خلفای حضرت ایشان
در عین حیات منتشر شده اند آری مشک آنست که خود ببوید نه آنکه عطار گوید ولادت شریف
حضرت ایشان در سن هزار و یکصد و پنجاه و هشت در قصبه بتاله ضلع پنجاب بظهور آمد تاریخ ولادت
شریفش از مظهر جود برمی آید نسب شریف به حضرت مرتضی علی کرم الله وجهه میرسد والد شریف شاه
عبد اللطیف مردی مرتاض و مجاهد بوده اند کرامتها جوش داده میفرمودند و دو صحرا نقته ذکر جهر
می نمودند پیر ایشان شاه ناصر الدین قادری بودند مزار پیر ایشان و نیز مزار ایشان در جنب لوزه
عقب عیدگاه محمد شاهی در حضرت دهلی واقع است از نسبت چشتیه و عطاریه نیز خلفا داشتند
چهل روز کامل خواب نکردند و شب اندک میخوردند و نیت روزه هم برای رعونت نفس نمیکردند قبل
ولادت آنحضرت حضرت اسد الله الغالب را بخواب دیدند فرموده اند نام پسر خود را بنام من نهید بعد
تولد ایشان علی نام نهادند چون حضرت ایشان سن تمیز رسیدند تادیب ظاهر را غلام علی شهرت ساختند
والده شریف بزرگی را بخواب دیدند که فرمودند نامش عبد القادر نهید تولد رساله گوید شاید این
بزرگ حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمة الله علیه باشند عم آنحضرت که مرد بزرگ بودند در
یک ماه قرآن مجید حفظ نمودند بحکم رسول خدا صلی الله علیه وسلم عبد الله نام نهادند والد آنحضرت برای

اخذ بیعت از پیر خود که صحبت دا خضر علیه السلام بودند آنحضرت را از وطن طلبیده و از قضای الهی
آن بزرگ در شب سیم ایشان که یازدهم رجب بود انتقال فرمودند والد ماجد فرمودند ما برای بیعت
طلبیده بودیم تقدیر بنبود والحال هر جاکه بوئی بشام شما رسد اخذ طریقه کنید بزرگان که در دهلی در آن وقت
متعین بودند آنها را دریافتند حضرت ضیاء الملة والدین شاه عبد العدل هر دو خلیفه حضرت خواجه محمد زبیر و خواجه
میر درد فرزند خواجه ناصر و مولوی فخر الدین شاه نانو دشاه غلام ساعات چشتی و دیگر اعزا را
یافتند و در سنه هزار یکصد و هشتاد که عمر شریف بست و دو ساله بود در خانقاه شریف شهید رسیدند
قال حسبالحاله از برای سجده و عشق بستانی یافتم ۵ سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم ۵ غرض بیعت نمودند
فرمودند جائیکه ذوق و شوق باشد آنجا بیعت کنید اینجا سنگ بی نمک بسیدن بهست عرض نمودند مرا همین
منظور بهست فرمودند مبارک بهست پس بیعت ساختند حضرت ایشان در احوال خود نوشته اند بعد حصول
مناسبتی بعلم حدیث و تفسیر بیعت در خاندان قادریه بدست مبارک حضرت شهید نمودم تلقین و طریقه
نقشبندیه مجددیه فرمودند پانزده سال در حلقهٔ ذکر و مراقبه شرف سعادت یافتم بعده این کمینه
را باجازت مطلقه نوازش فرمودند و اول ارادت تردد داشتم که شغل و طریقه نقشبندیه بسکینم رضائی حضرت
غوث الاعظم باشد یا نه دیدم که حضرت غوث الثقلین در مکانی تشریف دارند و محاذی آن مکان
مکانی بهست که حضرت شاه نقشبند تشریف میدارند رحمة الله علیه میخواهم که نزد حضرت نقشبند
حاضر شوم فرمودند مقصود و خدا بهست بروید مضایقه نیست میفرمودند درین طریق چار چیز ضرور بهست
دست شکسته پا شکسته دینی درست یقینی درست و مرتبه تعشق بجناب سرور کائنات داشتند
بارگاه نام شریف میگرفتند بیتاب میشدند یکبار خادم قدم شریف بترک آب آورد و گفت سایه رسول
خدا صلی الله علیه وسلم بر ذات ایشان باشد از شنیدن این کلام بیتاب شدند و بوسه
بر دوی پیشانی آن خادم دادند فرمودند که من که باشم که سایه رسول خدا بر من باشد
و آن خادم را نواختند میفرمودند من صورت حضرت خواجه نقشبند و حضرت مجدد معائنه
بینم یکبار یک پهلو شل شد استمداد از روح مجدد نمودم همون وقت صورت شریف

ایشان را معلق در هوا دیدم کل آن بیماری سلب نمودند میفرمودند گزک اکابر چشتیه که سرپرستان
ذوق محبت اند سماع و سرود است که دل را ناگهانی شوق می آرد و پرده از چهره یار خرق میسازد و
گزک امتو سلان سلسله نقشبندیه که بادهٔ نوشان جام مودت ایم حدیث و در رود است که قلب را
گوناگون اذواق می بخشد میفرمودند که در کمالات وصل عریانی میشود و بدان مقام لعیب سالک
بسطر یاس و محرومی نیست هر چند وصول بسبب حصول نیست میفرمودند چنانکه طلب حلال فرض
است بر مومنان همچنین ترک حلال فرض است بر عارفان مؤلف گوید عمل صوفیان بر عزیمت است
میفرمودند صوفی دنیا و آخرت را پس پشت انداخته متوجه مولای گشته للمولوی ملت عاشق
زملتها جداست معاشقان را مذهب و ملت خداست میفرمودند زوال عین است که سالک
انا گفتن نتواند چنانکه خواجه احرار رضی الله عنه فرمودند انا الحق گفتن آسان است و انا را زائل
کردن مشکل است میفرمودند کفر طریقت است که امتیاز بر خیزد و بجز ذات حق هیچ در نظر نماند
منصور حلاج گوید کفرت بدین الله والکفر واجب لدی و عند المسلمین قبیح و بر روز شنبه
بست و دوم صفر بعد اشراق در سنه هزار و دو صد و چهل در استغراق مشاهده حق از این
دار پر ملال انتقال فرمود **ذکر حضرت حافظ کامگار خانصاحب رحمة الله علیه**
مرید و خلیفه حضرت شاه محمد حسین سرهندی بود حضرت محمد ظهور الحسن در رساله خود والد
میان صاحب را سید محمد اشرف نام ترمذی و تولد حضرت ایشان به شاهجهان آباد مینویسد
شاید والد میانصاحب یا آبا و اجداد وی حضرت از ترمذ آمده سکونت سرهند اختیار کرده
باشد و تولد وی حضرت در شاهجهان آباد باشد مگر در بودن آنحضرت از سادات ترمذ
هرگز شکی نیست مرا تحقیق این امر در ذکر وی حضرت بایستی لیکن بعد تحریر ذکر آن حضرت
شجرهٔ منظومه بعه تاریخ فوت حضرات چشتیه تصنیف خاص و بدستخط خاص آنحضرت نوشته
دیدم که دران هیئت لیسند تمام شد شجره طیبه پیران چشت اهل بهشت قدس الله اسرارهم رضی
الله تعالی عنهم اجمعین راستم افقر احقر گنه کار محمد حسین سرهندی قدوسی پیش از عصر

ابغر نالیش حافظ عبدالرحمن صاحب حافظ کامگار خان صاحب در قوم خود خانزاده اند در اصطلاح افغانان
خان بمعالف سردار قوم و قبیله را گویند وجد وی نامدار خان رئیس و سردار پنجتار بود و پدر وی نیز خان
در هندوستان آمده سکونت ملک کنتهیر ورزید حافظ صاحب موصوف به تقوی و طهارت بودند
و در اتباع شرع شریف رعایت کماحقه داشتند میانصاحب در مرض وفات حافظ صاحب را
طلبیده و اجازت دادند و فرمودند که از اشاره پیران اجازت داده ام نه فقط از جانب خود حافظ
صاحب را اکثر اوقات محویت و استغراق غالب بودی اتفاق است که در مجالس سماع نمی رفتند
در ایام عرس شیخ خود در مجالس سماع حاضر نشدند و در مسجد که قریب روضه پیر وی است نشسته
بودند قوالان میسرائیدند بر شعری ذوق و شوق افتاد وجد و رقص کنان از مجلس برآمدند بعد افاقه
فوراً باز بمسجد رفته نشستند روزی شیخ محمد حسین که یکی از مریدان راسخ الاعتقاد میانصاحب
بودند از راقم فرمودند که حافظ صاحب در مسجد محله خود نماز عصر گذاردند و من در گوشه صحن
مسجد این شعر بالحان خوش خواندم که ع وهی حور و تناهی و کهلائی مسجد اوردند و حافظ جی
در رقص آمدند بعد افاقه مرا گفتند که همچنین شعر در مسجد گفتن شما را نشاید که نامشروع اند تا دیگر
ندادم و قبول نمودم بست و چهارم صفر در سنه هزار و دو صد و بست و نه از این دار فانی بدیار
جاودانی رخت سفر بست زیر دیوار شرقی روضه پیر خود مدفون گشت ذکر آن عالم علوم
عقلی و نقلی و عارف اسرار خفی و جلی سید مولوی محمد امان علی
حسینی چشتی صابری دسوی رحمة الله علیه برید دار اجله خلفای حافظ محمد موسی
یا کلیوی رحمة الله علیه بودند و از ابتدای عنفوان جوانی از لهو و لعب محترز بودند و بتحصیل علوم
ظاهری و پیر گاری معروف اوراد آداب شریعت و طریقت از صحبت حضرت شاه غلام حسین و محمد حسین
خلیفه حضرت اخوند فقیر صاحب یافته بودند بعد وفات وی حضرت فیض صحبت حافظ کامگار خان
صاحب که خلیفه حضرت شاه غلام حسین بود برداشته بودند رحمة الله علیهم و از برکت صحبت این هر دو
بزرگوار کامل آگاهی خاص و محویت سکر و نموده بود و که بعد کمال از فوت پیر خود حافظ کامگار خان

صاحب سفر بستند بعد ازان حضرت مولانا بمقتضای استعداد جبلی و تحصیل علوم باطن کرمت بستند بهر جانب
و طرف که خود رویش میافتند میرفتند مگر از کسی حصول مدعا نگردید ناچار باصفهان آباد تشریف
برده بتحصیل علوم ظاهر مصروف شدند و اکثر اوقات در عین مطالعه کتاب بملاحظه مقصود مستغرق
می بودند که از پیرتوی صحبت آن هر دو بزرگ چشتیه حال استغراق غالب شده بود همین حال از علم ظاهر
فراغت یافته باز بطلب مطلوب اصلی متوجه گردیدند حافظ بانکی صاحب رحمه الله که یکی از دوستان
مولانا و مرید مجاز و ماذون حضرت حافظ موسی رحمه الله علیه بودند چون طلب فقیر در ایشان بکمال یافتند
همراه ایشان شده بخدمت حافظ صاحب رحمه الله در مانکپور رسیده مشرف گردیدند و ایشان را بحضور
حافظ صاحب حاضر کردند چون حافظ صاحب استعداد ایشان کامل دیدند و طریقه اخوه داخل کردند
و تعلیم فرمودند و مولانا در مرشدنا مجاهده و ریاضت در ذکر جهر بسیار کردند چنانچه زکوات یک سنه
چند بار داده و روزی از راقم میفرمودند چون نفس در ذکر معنون سستی کردی یا خواب آوردی
گوشت جسم خود را از دست خود می مالیدم تا خواب دفع گردد و بعد ازان حافظ صاحب رحمة الله علیه
خلافت داده و بر جمله مریدان و خلفا ممتاز ساختند چنانکه یک تخت در حجره شریف برابر چارپای
خود برای نشستن ایشان نهاده و همیشه بر آن می نشانیدند و میفرمودند که مولوی جیو از اولاد
شما تر و اینجانب را فخر است حضرت ایشان از برکت صحبت وی حضرت یافتند آنچه یافتند و
رسیدند بمقامی که رسیدند حضرت مولانا در مرشدنا در زمانه خود امام پیشینه و پیشوای اهل شریعت
و طریقت و حقیقت بودند اما لباس رسوم متصوفه نمیداشتند و با اهل رسوم مشابه بودند که مجاهدات و ریاضات
را عزیز میداشتند و از اهل تصوف بودند که معاملات ایشان درست و صدق و صفا بود و صاحب
مقام بودند که ایمان حقیقی و هر عبادتی که بر خود مقرر کردند تا لب گور از فوت نکردند و هم صاحب حال
بودند که از حق بدل پوشیده نمیداشتند از خود فانی بودند و التصوف کله آداب و اخلاق و حقیقة و اخلاص و عمل و
علم و اهل مشرب ایشان عشق و ترک ماسوی الله بود و در دقائق و معارف بیان شافی میفرمودند روزی پرسیدم
که حضرت باین شعر چه معنی دارد که ع علم حق در علم صوفی گم شود و این سخن کی باور مردم شود فرمودند من

میگویم فعل حق در فعل صوفی گم نشود و ویرا در تصوف اشارات نیز لطیف بود و روزی بطرف راقم متوجه شده فرمودند لا اشاره بود بر غیب و فنا خود و بر کل موجودات یعنی عدم است و عدم هیچ نیست روزی فرمودند که بین العدمین عدم اگر درین روزش یک نقطه باقی نماند وارغلیت خود از خود بخود نظر نداری و بحیرت انجامد که در آن جا حضور خود بخود است و در تعلیم نیز کلام مختصر میفرمودند تا طالب به تفرقه نیفتد روزی سوال کردم فرمودند نمی شنید یعنی به بینید و این اشاره بحضور کرد از انجهت همه عالمها در حضور اند و این حضور محض غلبت است و این ورزش سخت مشکل است و احوال این گنهگار در هوا نفس گرفتار بموجب این بیت ست

تهی دستان قسمت را چه سود از زهر کامل ۵ که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را و توجه مرشدانه در حق ایشان اثری قوی داشت روزی عباس خان مرحوم که یکی از روسای این شهر بود از راقم میگفتند چون مرید مولانا شدم پیش وی برای توجه گرفتن نشستم این خطره در دلم آمد که این چه حمق کردی که مرشدی دیوانه جنبشی در بدنم پیدا شد و بهم گمان بردم که از خود جنبش میکنم و بعده انجنبش غلبه کرد اکنون فهم کردم که این از خود نیست بلکه از کسی دیگر است بعد ازان هوشم رفت چون بهوش آمدم دیدم که بالینی پیش من نهاده اند شاید که سر من بسبب جنبش بسیار بر زمین مضطرب میخورد که حضرت مولانا بالین نهاده اند روزی حضرت ایشان از مدرسه راقم نشسته بودند کسی گفت که عباس خان بر در ایستاده اند حضرت بیرون تشریف آوردند دیدم که عباس خان سر خود را بر قدم مبارک حضرت نهاده مدهد میگریند و می گریستند غفر الله لهما چون مولانا از وطن مراجعت نموده بخدمت حافظ صاحب در ماکپور فائز میبودند و حد ملازمت میرسیدند حافظ صاحب میفرمودند که مولوی جی بعد مدت چند ماه آمده اید چون مدت ایام ماضی را بعرض میرسانیدند فرمودند که اکنون مولوی جی بعد چندین مدت غلبت شما امروز کلام عنایم ظاهر است چون حضرت ایشان را قابل فهم کلام خود میدانستند کلام میفرمودند حضرت مرشدنا بر طریقه سلف صالحین بودند و هرگز با تکلف آشنا نبودند انچه از فتوح آمدی بر مهمانان و طالبان که اکثر اوقات بالیشان داشتند خرچ میکردند و در مدرسه تهیدستان را دیگر سکینه نزاد پوشیده میدادند و جائداد آبائی را جمله بر فرزندان گذاشته بودند و اکثر اوقات بر فراز خود میگذاشتند چنانچه از وطن می آمدند برای دادا و نیز تشریف ارزانی میفرمودند غرضیکه بکترین را مشرف میساختند و فقرا و طالبان که همراه ایشان

بودی خرچ خورونوش آنها از نزد خود کردی کسی یا بزداودی تکلیف بکسی نمودانشتی اگر کسی یا جا رتمام بطور سنده دقت
کردی ازو قبول کردی طالب خدا و فقیر را دوست داشتی و بر درماندگان رحم خوردی و بر قدر طاقت خود دستگیری کردی
و در سی سفارش عاجمندان دریغ نداشتی و کمال شفقت بیمارداری بیماران کردی نمودی و مهمان از نزد خود یا از جای
دیگر بکوشش تمام بهر رسانیده دادی و در کار خیر خلق خدا و دگار رشدی و شرک و کافر را دوست نداشتی و در وقت کلام
متعین خود را متعین بلفظ ما من غیر مودی و کلام توحید و توحید را پسند کردی و گاهی در بیان سخن توحید
نسبت مستر شد اثر ابوجهد رقص در آوردی و طالبان را بقدر استعداد انها القا نسبت نمودی و اکثر یاران حال
از درد عشق شوق و ذوق حق پیدا شد کسی از چاشتی عشق و سعلی و محویت مستغرق بودی و در توجه ایشان
حضرت فنا بر طالب نیز طاری شدی هر که داند داند ایشان حضرت خلصان خود را از تعلیم امور مذکوره مثانی نگاشته
اند بدان بنور از تو گیرم چو نوشتی نیست مهچ حاصل نامکه از ما گر نوشتی نیست و نشرب وی حضرت وجودیه بود
و نماز پنج وقت با جماعت در مسجد با خشوع و حضور ادا نمودی و اشراق و چاشت و دیگر نوافل هم مکرر ادا
و نماز جماعت تا مرض موت فوت نکردند از احوالات مولانا مدرشد ناقلم از تحریر و زبان از تقریر عاجز است و از
عالم ناسوت بعالم ملکوت در سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و یکهجری در ماه ذیقعده تاریخ نوزدهم رخت سفر بستند
و در امروسه که مولد و موطن وی حضرت بود صد تومان گذاشتند و سه فرزند و عقب گذاشتند ذکر صاحبزاده مولوی محمد انوار الحق فرزند اکبر حضرت مولانا و سید نا محمد امانت علی رحمة الله علیه مرید
و سجاده نشین پدر بزرگوار خود هستند بعد حصول علم ضروری و تحصیل فن طبابت به تکمیل رسیده از روی خلق عظیم
و کرم عمیم بر خلق و خادمان پدر بزرگوار خود مبذول میدارند خلاق ازل ایشانرا بر خلق عظیم خلق کرده و از روز
ازل در نهاد ایشان نهاده و از برکت صحبت پدر بزرگوارش نیز از پیدایش در ذات ایشان متمکن شده روساهای اطراف و
قصبات و قریات معالجه خود بایشان آیند و رجوع نمایند و شفا می یابند و صحبت می رایند و دیدار بزرگوارش مینمایند
ایشانرا باشارهٔ توجه خاص انکدورات کبر و کینه و حسد و بغض صاف و پاک گردانیده بعبادت حق و ذکر و فکر تعلیم
ساخته بزور قوت نسبت خود مخمر صدق و عرفان در دلش انداخته از سر حکمت الهی در پیدایش انسان مراد بقوله
تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون و مراد بعبد و امن لیعبدون لیعرفون هست ایشان را

آگاهی داوند والیشان بطهارت لباس و بدن واندام احتیاط تمام مینمایند وبجهایت نفاست مزاج
ازالودگی جسم و باشاک فرش وکاشانرا پاک وصاف میدارند و پدر بزرگوارش نیز لطیف المزاج بودند
چنانچه گفته اند لؤلؤ در شتر لابنه و نماز نیز مثل پدر بزرگوار خود با بستگی و حضور میگذارند وقتی راقم
والیشان وقصبه گنگوه شریف بخدمت حضرت مولانا ومرشدنا حاضر بودیم من والیشان بر مزار حضرت قطب العالم
عبدالقدوس رحمه الله علیه مرتب همی بودیم بوری از من حضرت مرشدنا فرمودند که انوار قبور حضرت قطب العالم مرتب میبود عرض نمودم بلی حضرت سلامت
بلکه مزار اعلم الله تعالی نیز میشود از استماع اینمعنی خوش شدند و فرمودند در حلقه در ویشان نشیند و توجه بدیده تا دانرا دارات آنرا در والیشان
بسیار محظوظ بود و گاهی از راه شفقت پدری والیشانرا تقویت میفرمودند و میفرمودند تخم در سینه والیشان
نهاده ایم سرسبز خواهد شد مخلصان امیدوار باشند انشاء الله تعالی آن تخم شجر طوبی پرثمر خواهد گردید

صاحبزاده ثانی را نیز بارادتش مرید نمودند و سرنهانی از اسرار حق در سینه فرزند ارجمند خود حافظ
اسرار الحق نهان کردند اندران حال حال والیشان متغیر و متبدل شد **صاحبزاده ثالث** فرزند دلبند
اظهار الحق را از خردسالگی در سفر و حضر همراه خود میداشتند و تعلیم میکردند والیشان هم مرید پدر بزرگوار
خود اند والیشان همه حضرات مثل پیرزادگان دیگر زعم پیرزادگی ندارند و بر هیچ چیز مستر شدن
والد بزرگوار خود طمع ندارند و تکلیف ندهند و بندگان پدر بزرگوار خود را از اهل علم ظاهر و باطن و فقرا و غربا
تعظیم و تکریم میکنند و از کمال بنده نوازی خود را بر اینها فخر نه نهند و نیز تعظیم خود از اینها نخواهند **خلفاء**
مولانا و مرشدنا سید نجابت علی ساکن شاه آباد را در هر پنج وقت نماز از برکت صحبت والیشان
حضرت وجد و حال طاری میشدی حضرت مرشدنا میفرمودند آن وجد و حال والیشان از کثرت ورزش
شغل درود شریف پیدا شده بودی و در زمانه حیات حضرت مولانا سفر آخرت قبول کردند رحمة الله علیه

امام شاه سائل امروهه مولانا و مرشدنا میفرمودند هر شغلی که از تعلیم میکردم واردات آن شغل
بروی زود ظاهر میشدی او نیز در حیات حضرت مولانا فوت کردند رحمه الله تعالی

سید عنایت علی ساکن لکهنؤ مرد صالح و بزرگ و کامل الاعتقاد بودند حالات و واردات والیشان معلوم نیست رحمة الله علیه

سعادت الله شاه سائل امروهه بر اکثر احوال مولانا و قضیت دارند و از قدیمان خدام صادق الاعتقاد اند

وقوت توجه قوی دارند مولانا در بودن ذهن سلیم الشان میفرمودند هر کلام باریک و تعلیم دقیق در ذهن او
می آید سلمه الله تعالی بعد تحریر هذا در سنه هزار و دو صد هشتاد و هشت فوت کردند **عبد الرحیم خادم**
خدمتگار حضرت مولانا است وقتی مولانا در مانکپور شریف مریض شده بودند خادمان میدرزندگانی
الیشان منقطع کرده بودند دران حال عمامه و کرته و یرا دادند و حاجی عبد الصمد شاه را که خلیفه مخدومنا حافظ
صاحب اند و بر ورزش اشتغالها قادر و بر تعلیم انتهایا باطن واقف اند فرمودند اگر عبد الرحیم آینده را طالب تعلیم
باطن از شما نماید تعلیم نمایند و حضرت عبد الصمد شاه کلاه طلب کرده از دست خود بر سرش نهادند و فرمودند
که این کلاه کلاه خواجگان چشت است که شما را داده میشود و چشم پر آب شدند تاثیری بود که همه حاضران
میگریستند راقم نیز بالین مولای و مرشدی حیران استاده بود میان سعادت الله شاه ند کور عرض نمودند
فلان بر بالین حضرت ایستاده بست نام بنده گرفته فرمودند انچه فرمودند دوران مرض تا سه روز کلام کم کرده
بودند دار سردار صاحب حضرت بهادر علیشاه که برای عیادت حضرت تشریف آورده بودند میفرمودند
در قائم بودن کیفیت قلب شکر خدا است باز فرمودند تا سه روز از شخصی دراثبات توحید کلام و گفت و
گو در میان ماند آخر الامر فضل خدا شد یعنی بفضل الهی حضرت غالب آمدند و آن مغلوب شد **غلام حیدر خان**
در سفر و حضر از خرد سالگی بخدمت حضرت حاضر ماندند گاه گاه از الیشان مزاح میکردند کسی را تعلیم
نمیکنند بخیال ینست افغانست تجرد و تنهائی را دوست میدارد سلمه الله تعالی در سفر کشمیر عبد الرحیم
و غلام حیدر هر دو بخدمت حضرت حاضر بودند تاثیر بردن حضرت مرشدنا در کشمیر منظور نظر ملفوظات
حضرت شیخ احمد قدس سره بود میفرمودند حضرت شیخ احمد عالم باعمل بودند و متقی و صاحب ورع و معرض
از دنیا و اهل آن و نسبت بی علمی در صحبت وی حضرت پیدا میشد می **رسول شاه کشمیری**
اهل حال و صاحب جذب بودند شنیدیم که در کشمیر مریدان الیشان اند و حلقه گرفته ذکر جهر میکنند
حضرت مولانا میفرمودند رسول شاه ما را بخانه خود برده بود تا سه روز در انجا ماندیم خانه او نه کرده از
مکان حضرت شیخ احمد رحمه الله است و وی معتقد شیخ احمد نبود من او را معتقد شیخ گرد انیدم شنیدم
بعد مراجعت حضرت مولانا از کشمیر رسول شاه باز در مانکپور بخدمت حاضر شده بودند و بعد ازان فیض

صحبت برداشته و رخصت یافته بخانه خود رفتند اکنون میگویند که منقول و اخبر است یا فوت کرد و سید
حافظ سید عبدالغنی ساکن کشمیر هستند نسبتی بتحصیل علوم متداوله میدارند و بتکمیل سلوک نقشبندیه از اجداد خود
رسیده اشتغال دارند و ارشاد و تربیت شاگردان را میکنند از انجا که دولهٔ شوق و محبت الهی غالب و طلب کامل
بود در رتبه پیری و فقیری خود و جاه و زعم پیرزادگی از سر بدر کرده خاک بر سرش ریخته از در رسول شاه طریقه
چشتیه اخذ کردند چون حضرت مولانا بکشمیر رسیدند به مزار رسول شاه باز بر حضرت مولانا
بیعت کردند و بهر سلسله چشت اهل بهشت داخل شدند و از فیض صحبت شان مستفیض گشتند و وقتی که حضرت
مولانا از کشمیر فرزند سید احمد خود را بجذبتش همراه میکردند مولانا فرمودند که این خرد سالست بعد چند سال
باید فرستاد چنانچه فرزند مذکور در مرض موت حضرت مولانا سید حضرت فرزندان خود را فرمودند این
بزرگ زاده بهت خاطرش ملحوظ دارند در حیات حضرت مولانا اکثر خطوط پدرش باشتیاق ملاقات می آمدند
بعد فوت مولانا رحمة الله علیه باحسن عقیدت و ارادت تاریخ انتقالش منظوم نوشته است ؎

داد در دنیا شد زدنیا پیشوای اهل جود	و اصلان را مقصد جان عارفان را کعبه بود
سید صوری و معنی مولوی معنوی	رهبر اهل کمال و مهتر اهل شهود
مظهر انوار حق و موجب اظهار حق	مخزن اسرار حق و ماحی تغیر و جمود
چون امین گنج اسرار نبی بود و علی	زان مرتب هر دو اسم پاک زو نامش نمود
فیض بود راکن منور یا الله العالمین	وی سراه زمان او از کمال جود بود
گفت هاتف سال وصلش بشنو از روی کمال	قطب جمله کائنات و السیدات بود

محمد ولد مولوی محمد علی رحمه الله ساکن مراد آباد باحسن عقیدت بشیخ خود پای استقامت در کوچهٔ اعتماد بکمال تمام محکم نهاده اند
و در آخر شب ذکر جهر از ایشان شنیده اند تا حال فوت نکرده اند و سماع را دوست میدارند و وجد و رقص بسیار میکنند
مولانا احمد حسن ساکن مراد آباد پسر مولوی حسن امام بن مولوی شریعت الله رحمهما الله وطن اصلی ایشان کهر مختصر است شیخ صدیق الله
عالم معقول و منقول و محدث اند و در علم توحید مخصوص و مهذب الاخلاق و محب الفقرا هستند اکثر اوقات اهل علمان از ایشان مستفیض
میگردند و بعضی از برکت تدریسش تحصیل علوم و فراغت یافته و رسند چون ایشان میان فقر و درویشی میدارند سر ارادت

بر استانه حضرت مولانا مرشدنا هادند چونکه حضرت مولانا بر ایشان کمال شفقت و مهربانی مبذول میداشتند
بتعلیم ذکر و فکر بلند سر فراز ساختند و کلام محققان از ایشان بیان میفرمودند و از سخن محقق مستفیض میگردند
و سخن لطیف و نکات دقیق و قول تحقیق در حقایق و معارف در توحید اکثر از ایشان میفرمودند و در مرض انتقال
باجازت سلاسل خود ممتاز گردانیدند افسوس صد افسوس بعد تحریر این اوراق بمیجده هم ماه صفر سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و
هشت سفر آخرت کردند رحمة الله علیه **مولوی عبد العزیز ساکن امروهه** جوان صالح و خوش اخلاق و صاحب شوق
و ذوق اند بتحصیل علوم ظاهر از مولانا احمد حسن موصوف میدارند و فیض باطن از ملازمت مولانا و مرشدنا قدس
سره برداشته اند و مولانا چون غایت محبت و اطاعت و صلاحیت ظاهر و باطن در ایشان دیدند ایشانرا نیز اجازت
داده اند سلمه الله تعالی مولانا و مرشدنا بعد انتقال حافظ محمد موسی صاحب قدس سره اکثر برهانپور میرفتند
کردن و نام خدا تعلیم فرموده اند و اکثر از ایشان هر کلامی و بیانی مشکل که از زبان درفشان حافظ صاحب میشنیدند
و یا تعلیم می یافتند از مولانا و مرشدنا تحقیق آن می نمودند و می فهمیدند **ذکر سردار صاحب بهادر علیشاه**
مرید و خلیفه و جانشین حضرت نور علیشاه و مرید حضرت محمد عمر وی مرید حضرت خواجه عبد الله وی خلیفه حضرت سید
شاه بیگ قدس سره هستند و ایشان که دهی است بر ذاه گروه غربریه از تهانیسه بر مقام دائره شریف که مسکن
شاید همیشه بود و اقامت میدارند و بر مسند عالی او شان نشسته اند و بعض تبرکات آنحضرت در انجا میدارند
و با حسن اخلاق در ویشان کثیر المعمول سابق جمع میدارند و آمدنی ده مذکور با حسن تدبیر بر انجمله در ویشان و
مهمانان صرف مینمایند و بر ذات خود بجز ضروریات صرف بیجا نمیدارند و مهذب الاخلاق محب الفقرا
و مساکین و مهمان دوست هستند و اهل تمکین اند کم در امور متردده از حالی بحالی میگردند در بر حال خود مستقیم میمانند
مولانا میفرمودند قلب میان بهادر علیشاه در هموم و غموم بحال خود میماند چنین قلب لائق فقیر است و ایشان نیز
از فیض صحبت مولانا مستفیض گشته اند و تعلیم یافته اند و مشکوة شریف خوانده اند و اکثر امور بدرجات انجا
از فهمایش مولانا رفع کرده اند و صاحب شوق و ذوق و وجد اند راقم دو سه مرتبه بزیارت و قدمبوسی ایشان بهره اندوز
شده است الله تعالی ایشانرا بر سر خویشتنان این زمان بسیار مستدام با کرامت دارد **ذکر سید معین الدین**
مرید و خلیفه حضرت حافظ صاحب محمد موسی رحمة الله علیه از ساداتند بر بستند بلده است هر چهار منزل شهر حیدرآباد دکهن

حاشیه صفحه سابق

حاشیه صفحه سابق

به اقتضای استعداد و جبلت و غلبهٔ شوق و محبت الهی تحصیل علوم باطن غربت سفر اختیار کردند و طریقهٔ زهد و توکل و صبر و قناعت پیش گرفته در حجیر شریف رسیدند آنجا بخدمت حافظ صاحب جلال رسیدند چون حافظ صاحب آثار نقر از وی ظاهر و باهر و بر او منکشف به زهد و قناعت دیدند در کنف حفظ خود در آوردند و تعلیم ظاهر و باطن کردند و ایشان نفس سرکش را خود بفقر و فاقه و محنت شاقه شکست داده دگوشه گرفته بتعلیم شیخ خود را مشغول میباشند و مجاهدات در ریاضات فقر و فقرا را دوست و فقیری و درویشی از بشره ایشان ظاهر و لائح میگردد و کلام کم میگفتند و در حلقه در میان بوده ذکر جهر میکردند و بعد انتقال شیخ خود اقامت در امروهه میباشند و گاهی در مرادآباد و آمده بمسجد رتن پور که بر کناره دریا واقع است سکونت میکردند و اکثر در گوشه عزلت و تنهائی میبودند من هم بخدمتشان میرفتم تا بعد حصول مقصد زیارت حرمین شریفین از امروهه برآمد و بمنزل مقصود رسیدم از کلام دنیا خاموش شدند پس از انجام مراجعت بوطن اصلی خود کردند و وجیدرآباد رفتند و اقامت ورزیدند و بعد مدت دراز بزیارت شیخ خود فیض اندوز شدند و ایشان را در امروهه تشریف آوردند و همچنان برای تشریح و عشرت خانقاه شیخ خود و درویشان آنجا خریده وقف کرده باز بحیدرآباد تشریف بردند و از خط و آمد و شد ایشان بحیدرآباد شنیده میشود که تا حشر زنده هستند و فقیر تا آنجا بر مسکینان و بیکسان و زنان صرف مینمایند و مردمان امیر و غریب آنجا بر ایشان جمع می آیند و شاه خاموش میگویند و ایشان اشعار در حقائق و معارف میفرمایند الحمد لله تعالی سایه بلند پایه ایشان را بر مفارق طالبان و مسکینان مبسوط دارد و در امروهه بمکان مسکن ایشان میان بستی گنبد نشسته اند و طریقه اش جاری میدارند بعد تحریر هذا چهارم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و هفتاد و دو شب فوت کردند و در آباد مسجد نگور میان محمد شاه مرید میان امیر داد که از نینجا رفته در حیدرآباد وزیر قدم سر خود داود مدفون گشته اند و مرید کثیر میکنند ذکر حاجی غلام علیشاه مرید و مجاز حضرت حافظ محمد موسی رحمة الله بود در امروهه بمسجد چله میماندند و طالبانرا تعلیم ذکر جهر میکردند و اکثر جوانان امروهه ارادت بوی می اوردند و طالبان خوش رنگ کرده و حلقه در میانشان داخل بوده ذکر جهر میکردند در آنزمان از برکت صحبت ایشان از در و دیوار مسجد او ذکر الله الله می آمد و در هر کوچه و بازار امروهه ذکر لا اله الا الله شنیده میشد می سن وفاتش یکهزار و دو صد و پنجاه و دو سوم جمادی الاول مسجد مذکور در باغچه مدفن

مرید حضرت حافظ صاحب موصوف بستند مجاز و ماذون اند و ساکن ام در دهه شیخ عباسی آثر و حاجی اکبر من
شریفین هستند با وجود اهل و عیال آزاد و مجرد دبی تکلف زیست میکنند و اکثر اوقات بشغل او دست میدارند
و تحصیل علم ضروری هم میدارند سلمه الله تعالی **ذکر مولوی امام الدین** مرید و خلیفه حضرت
شاه غلام علی و سید السند از اولاد خواجه مودود چشتی و عالم بودند و متقی و متوکل و مولد و موطن
و مدفن ایشان امروهه است بعد نماز فجر از مراقبه و اشراق فراغت یافته از تفسیر حدیث و فقه و غیره
درس میکردند و یکروز جمعه وعظ میفرمودند و بعد ظهر باز طالبعلمان را اسبق میدادند و پس از عصر مشغول
بتسلیم علم باطن میفرمودند و توجه میدادند با وجود اهل و عیال بر فقر و فاقه میگذرانیدند و هرگز
اظهار حال نمی نمودند راقم از زیارتش مشرف شده بود وفاتش در سنه یکهزار و صد و پنجاه و شش
و ششم واقعید ۱۲۵۶ واقع شد مولوی کریم بخش فرزند ایشان مرد بزرگ و صالح اند و از تحصیل
علوم فراغت یافته اند شاه جی امین الله شاه مرید و مجاز و ماذون از مولوی امام الدین رحمه الله بودند
بعد تحصیل علم ضروری اشتغال بشغل و اشغال و مطالعه کتب تصوف مثل مکتوبات حضرت مجدد الف
ثانی و فصوص مشغول میشدند هرگه ویرا دیدی دانستی که مرد فقیر و بزرگ است از راقم کمال الفت میداشتند
رحمه الله علیه حافظ مهربانعلی مرید و مجاز و ماذون حضرت مولوی امام الدین و از سادات امروهه
اولاد حضرت شاه ولایت آنجا هستند و بر علوم دینی و کتب متداوله دیرگه اشتغال طریقه خود بکمال
تمام و بر مطالعه کتب سلوک صوفیه رحمة الله علیهم اقبال و اشتغال تام میدارند از سیمای نورانی ایشان
بزرگی و صالحیت ظاهر و باهر میشود سلمه الله **مولوی عبد الحی** رحمه الله مرید و خلیفه حضرت شاه غلام
علی بودند رحمة الله علیه دو امروهه مسجد میماندند روز و شب اوقات خود را بشغل و مراقبه و تلاوت کلام الله میگذرانیدند
و برای ملاقات کسی نمی رفتند و از دنیا و اهل آن میگریختند و هرگه بمسجد متش میرفتی و صحن مسجد یک و کلام فسرده
یکایک ایستاده سلام علیک گفته اندرون مسجد میرفتند روزی من چند قدم خرد سالگی بمسجد متش رفته بودم ایشان یک
دو کلام فرمودند که بگو ای خدا عبد الحی را ببخش من گفتم

ے خدا مولوی صاحب را بخشش فرمودند که بگوای خدا عبد الحی را بخشش من گفتم ای خدا مولوی صاحب را
بخشش باز فرمودند نه چنین بگوای خدا عبد الحی را بخشش من بدل گفتم تا آنکه فرموده ایشان نگوئی ترا
گذارند ناچار گفتم ای خدا عبد الحی را بخشش و ران صحن مسجد دخت امرود و بود مراچند دانه امرود ازان
چیده داد ند سن و فاتش معلوم نگردید در صحن حجره مسجد مدفون گشتند **ذکر حاجی عبد الله شاه**
ایشان از امایله خلفاء حضرت حافظ موسی قدس سره هستند حافظ صاحب آخر طالب را بی تعلیم تفویض ایشان
میفرمودند ایشان اریکه نشین تقریدتارک ماسوا مشغول مشاهده قوی البسته اند ثقات راوی اند که
روزی بحال انقباض که گاهی بر درویشان طاری میشود از بلندی مسجد که در خانقاه شیخ ایشان واقع است
خود را بصحن آن کنجشک است سرنگون اند اختند بعونه تعالی آسیبی نرسید شیر علی خانصاحب که اعظم رئیس
مراد اباد و از اولاد و احفاد حضرت شیخ ابراهیم ادهم لجی قدس الله سره هستند بتحصیل علم ظاهر هم میپرداز ند واز
مدت مدید تلاش درویشی که مانند گذشتگان مرشد کامل مکمل باشد بود ند بیاوری طالع سنه یکهزار
و وصد هشتاد و شش در تهانیسر رسید ند ایشانرا جامع اوصاف ظاهری و باطنی یافتند و مع شیخ نجیب الله
که آنهم بین تفحص بود سعادت اند وزبیعت گشتند چنانچه خانصاحب مبعوث در ذکر ایشان چنان نوشته اند که مینویسم
هو هذا اگه خاکسار تهانیسر رسیدم و بشکل مثالی ایشان مع لانا سید نا مولوی محمد اسمعیل قدس سره بصور مبارک
حضرت حاجی عبد الله شاه صاحب بصداق بحانی جبوبهم عن المفاخر مطبق افتاد و شیخ نجیب الله خواست که مشرف بیعت
شود و آرزوی او عرض نمودم آنوقت قبول نشد امر اخلاف اوبود بقیام گاه مراجعت نمودم و چه توقف خود و شیخ
نجیب الله گفتم که مرشد دی قوت باطنی و دی شان ظاهری میخواهم و ایشان مکین هستند و این نیز گفتم که بشرط
غلبه جذبه ایشان بر انفاس شاه امام علی رحمه الله بیعت خواهم کرد من بعد بخدمت ایشان برفتم ایه کریمه که در مدت دنیا
تا زلست خواندند و نه فهمیدم نزد ایشان فهمیده اوراق جوابات حضرت شاه مدار رحمه الله که بر طبق سوالات ملک العلما
قاضی شهاب الدین دولت آبادی رحمه الله تحریر فرموده بودند بنظر من خواندن برستم داد ند این حدیث که
اللهم احیینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین بنظرم در آمد آندم فهمیدم که بر حضرت
ایشان دلیل و قال ما منکشف گردید بعد از ابیات میفرمایند عصر آن روز که بخدمت رفتیم مرا و شیخ نجیب

بقاعده سده بر دست تسلیم در همین جلسه بر شاه امام علی رحمه الله و بعض دیگر که نقش کالحجر بود محو سلوک دیدم در کار
خود متحیر و هم سرور بودم که ایشان حضرت سر برداشته فرمودند وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا بجمله مشرف بیعت
شدم کشف و همت و الا را سر آیم که دم بیعت بشیخ نجیب الله اشاره بترک حقه فرمودند همانوقت نفرت تامه
حقه تقلب او پیدا گردید و دروی که بتاخیر حقه سر منبر و پس از ترک آن هنوز اثر درد در خود نمی یابند
روزی حضرت بهادر ملیشاه سلمه الله فرمودند که لب یار و لبش دیدم و دور و رسیدم چنان
باخدا و بخودی مرتاض قوی التسبیه ندیده ام طالبان خدا را چنین مرشد باید مگر بسبب کمی
طالبان صادق سلسله بیعت چنان کم کرده اند گویا منقطع ساخته اند زهی قسمت کسیکه بزمره خدا
داخل فرمایند بعد سعادت اندوزی تعلیم علم باطن بعرض خدمت متردد بودم که در خواب گلبانگ مولانا
موصوف قدس سره بگوشم رسید که کار شما تمام گردید من بحجره مصنف رجوع توجه بسوی شما میباشم
صباح که بخدمت حضرت ایشان رفتم بتبسم فرمودند اراده وطن است برو ید حضرت ایشان
سلمه الله و مولانا رحمه الله که از جناب حافظ صاحب قدس سره خلافت یافته اند بوجه غلبه محبت از
جانبین مغایرت برخاسته ازینجاست که حضرت ایشان بشجره نام حضرت مولانا رحمه الله نوشته
داده اند و حضرت مولانا توجه حضرت ایشان را منسوب بخود فرموده اند چه حضرت ایشان بهر اوقات
بیرون حجره میخواهند اکثر اوقات اندرون حجره متوجه و مشغول بحق میباشند هم بتقیقه قلوب مستفیضان توجه می فرمایند میگویند
که از بست سال عقب مبارک همشیره بستر شده چند فقره مبین حال این هاوی زمان مینویسم
اگر دام دل آگاه دیگاه جمال شاه عبد الله دیگاه حجاب تیرگی چو پیش آید ده نور رخ چراغ راه دیگاه
جان من ایمان من بحر توحید اهل تفرید غفلت گداز عرفان طراز مشرب ایمان بهار امکان جانفزا
شمع هدی چراغ یکی فروز حجاب دوئی سوز ظلمت کثرت رباد نور وحدت نما مفتی حکم شریعت
مرشد طور حقیقت مظهر شان جمالی حالم علم عالی مشرف خطرات جنان مزیل تعلقات
این و آن ذی عزم بلند خاکساری پسند پاکی همت بر افلاک چنین نیاز بر خاک ره نورد
میدان حیرت یکه تاز عرصه لاهوت مفید باد کرد مفیض آورده و بر خیل تا شناش بسفر

در وطن ایشان مجلوت و در بخشش نفیش فکر بلند طبع سلیم القلبش ابتدا و ج انتها تسلیم بالا لبکی است مصنف الی السیم بر و پیدا کی خلوتش راه
بیا اند مقلم ای اللہ انتہی بجد تحریر ہا البت ششم ذیقعدہ ۱۱۰۳ بجوارق پیوستند **ذکر شاہ ببر بخش**
صاحب آثار الصنادید میگوید زبدہ مقبولان بارگاہ الہی سید صابر علی معروف بسید ببر بخش چشتی غلام
سادات عظام و زبدہ اہل خاندان چشت بودند والد ایشان شاہ نصیر الدین چشتی ابن شاہ غلام سادات
چشتی ابن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خان برادر حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی
بودند ہر چند ایشان از صحبت اکثر مشائخ معاصر خود کسب فیوض باطن کردند لیکن کمال طریقت و حقیقت
از وسیلہ بیعت عبد امجد خود شاہ غلام سادات حاصل نمودہ سجادہ نشین او شان گردیدند و سلسلہ خاندان
طریقہ ایشان اینست کہ شاہ غلام سادات خلیفہ شاہ محمد نصیر روی خلیفہ شیخ محمد چشتی و وی خلیفہ شیخ
ابراہیم رامپوری کہ از مضافات سہارنپور ست و وی خلیفہ شیخ ابو سعید گنگوہی بودند والد ایشان
باستر ضائی پدر خود و بر سند خلافت متمکن شدہ بہدایت و ارشاد طریقہ باطن مصروف گشتند قضارا وی در حین
حیات پدر خود سفر آخرت اختیار کردند بعد انتقال وی جد ایشان ایشانرا بر سند خلافت فرزند خود
نشانیدند و ہم جانشین خود ساختند و صرف لنگر و انعقاد مجالس عرس و خدمت مساکین و خیر گیری صادر دارد
تفویض ایشان کردند و بیان سخاوت و طاعت عبادت ایشان از تحریر قلم بیرون ست انتہی ایشان
سکونت دہلی طریقہ چشتیہ مشرب وجودیہ مذہب حنفیہ و متابعت شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میداشتند
واز انست کہ عمر شریف بشصت رسیدہ بود در چہارم ربیع الاول سنہ یکہزار و دو صد و سی و نہ ہجری بجوار
حق پیوستند و در خانقاہ کہ خود برای درود مساکین تعمیر ساختہ بودند مدفون گشتند و آن خانقاہ
قریب شہر مذکور و در پرگنہ واقع ست **ذکر فرزندان اخوند فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہم**
پسر کلان صاحبزادہ نور الدین از شکم جاریہ بود تعلیم باطن از پدر بزرگوار خود یافتہ بودند
در کار و بار بازاری ہیوگان و محتاجان سرگرم بود اگر کسی بیوہ یا محتاج سودائی خریدہ
دیدہ کہ برائی او می آوردی پسند نکردی کرات و مرات واپس کردی و باز آوردی و ملال بر
خاطرش نپسندند اشتی و خود از تکلیف دادنش بنج نبردی و ذکر جہر از بسیار خوش آوازی

کردی در قسم درسن بی تمیزی از دیدارش مشرف شده بود رحمه الله علیه در ماه رجب سنه یکهزار
و دو صد و پنجاه و دو وفات یافت **صاحبزاده ثانی** غلام شاه و صاحبزاده ثالث غلام حسین
قدس سرهما از بی بی صاحبه بودند ازین جهت مردمان هر دو ایشانرا کلان و خرد میگویند صاحبزاده غلام شاه
ما پدر بزرگوار وی برای تعلیم ظاهر بحضرت شاه غلام حسین کن نمیلفه وی بود سپر که ذکر ایشان بالا گذشت
روزی صاحبزاده غلام شاه با شاره استاد موصوف از پدر بزرگوار خود طلب نام خدا عرض نمود پدرش
فرمود ترا کسی فهمایش کرده است خوب بیاد نشین نگشت شفقت بر قلب پسر پرش نهاد و اسم ذات تعلیم
کرد و صاحبزاده موصوف در زمان فوت پدر بزرگوار خود هشت یا نه ساله بود بعد انتقال پدر بزرگوار وی
همه مسترشدان ویرا مسند پدرش نشانیدند جانشین ساختند راقم از زیارت ایشان نیز مشرف شده
بود جوان خوشرو و ظاهر و باطن متشرع و در کمال و جمال بصورت مشائخ بودند و بمصداق حدیث
شریف که اهل الجنة بله در غایت سادگی حافظ محمد علی مرد بزرگ و صادق بود از راقم میگفتند روزی
در آخر شب سه کرات بخواب دیدم که رئیس رامپور فوت کرد و دیدم که اهل و عیال والی رامپور مضطرانه
و در صبح آن برای نماز فجر در مسجد در آمدم شنیدم که صاحبزاده غلام شاه انتقال کرد رحمه الله علیه وی
حضرت در زمانه نواب احمد علیخان غفر الله تعالی بهفتم جمادی الثانی سنه یکهزار و دو صد و چهل و چهار
وفات یافت **صاحبزاده ثالث** حضرت غلام حسین قدس سره جمال صورت و کمال معنی داشت
چون در مجالس مشائخین می نشستی همه عکس ویرا می دیدند و همه مشائخ و امیر و رئیس شهر رامپور ایشانرا
تعظیم و تکریم بلیغ میکردند ایشان بعد تحصیل علم ظاهر بصفوری انتساب بباطن طرائقه چشتیه
صابریه قدوسیه از خلفاء پدر بزرگوار خود حاصل نمود یعنی حافظ عبد الرحمن و صاحبزاده عبد القدوس
و حافظ محمد و ملا دریا خان و اخوند شاه زمان و بالبعض اجازت از حضرت شاه غلام حسین بعد
در سنه هزار و دو صد و بست و نه برای زیارت بزرگان در دهلی رفته بود در انجا از مولانا شاه
عبد العزیز اجازت تلاوت قرآن و دلائل خیرات حاصل نمود و از مولانا شاه عبد القادر برادر
مولانا شاه عبد العزیز قدس سرهما طریقه نقشبندیه اخذ کرد و میان صاحبزاده ایشانرا مثال طریقه

چشتیه و قادریه وغیره نوشته داده بعد ازان بقصبهٔ رهره رفتند و از سید الاحمد عرف اچهی میان
طریقهٔ قادریه و اجازت دعای سیفی و اعمال وغیره دریافتند پس ازان مثل پدر بزرگوار خود بمسند
ارشاد نشستند صاحب سماع بودند گاهی در رقص و وجد می آمدند و دران حال رنگ چهرهٔ مبارکشان متغیر شدی
و از دست خود سینهٔ خود را می مالیدی و پیراهن را چاک کردی در آنوقت بر حاضران مجالس تاثیری قوی
و صاحب خلق بود و سعی مخلصان خود از امیر و امرا و معتقدان خویش دریغ ندارشتی اگر او کار برآری آن
مسکین نکردی از و ناخوش شدی و در امارت او خیال نکردی و عدم منفعت خود را از و ملحوظ نه نمودی
رحمة الله علیه و مریدان وی حضرت ذوق و شوق مید اشتند و انکه زنده اند نیز میدارند بر تقدیر ایمانی
و شفقت نمودی از انجهت که پدر بزرگوار من از ایشان مجاز بود و اجازت دعای سیفی و اعمال و گیریانه
با وجودانکه بعد از انتقال شیخ خود صحبت از ایشان داشتند صاحبزاده موصوف اکثر تشریف بمراد آباد
آوردی و بعد یکسال در ایام عرس حضرت شاه غلام حسین رحمة الله می آمدند و قضا را کردند مشرب
ایشان چشیده بود روز دوم رمضان سنه یکهزار و صد و پنجاه و نه وفات یافت حکایتی شنیدم که
امیر خان مرید حضرت اخوند فقیر رحمة الله علیه بود پدر او که یکی از رؤسای رام پور بود در حاضر بودن حضرت
صاحب اوقات آمدی یا و باز ماندی آخر کارش قید نمود و پا بزنجیر کرد و بعد چندی قسم گرفته وی را
رهائی داد باز بخدمت اخوند صاحب حاضر آمد کرات و مرات چنین و چنان شد آخر او را گفت قسم میخوری
و باز می آئی جواب داد که مستم عاشق اعتباری ندارد رحمة الله صاحبزاده رابع اخوند صاحب غلام رسول
از بی بی صاحبه دیگر بودند خانه نشین و مجرد و آزاد میبودند رحمة الله علیه ذکر حضرت شاه درگاهی
رامپوری مرید خلیفه حضرت شاه حافظ جمال الله دی مرید خلیفه حضرت شاه قطب الدین که ذکر ایشان
بالا گذشت وی مرید و خلیفهٔ خواجه محمد زبیر بودند رحمة الله علیهم حضرت صاحبزاده مولوی عبد الغنی
در رساله مذکور مینویسد حضرت شاه درگاهی مستغرق بحری داشتند که وقت نماز مردمان آگاه میکردند
و مادر زاد ولی بودند و در تخت نهر آره ضلع پنجاب سنه یکهزار و صد شصت و دو هجری متولد شدند تاریخ ولادت
معلوم نیض حق است ابتدائی عمر در ایام طفولیت ایشان را جذبه رسید از خانه برآمدند و در صحرا میگشتند

بجون سن تمیز رسیدند قدری اوقات بهمرسیدند روز جز کلام الله شریف از کسی خواندند و نماز صبح
باز مغلوب شدند و بر برگ درختان قناعت می نمودند مگر وقت نماز افاقه میشد باز بیهوش میشدند
و اخذ طریقه و بیعت و طریقه قادریه از حافظ جمال الله نمودند ملاقات از اغنیا نمی فرمودند اگر کسی
بوقت خواب ایشان روپیه در بچهار ایشان میگذاشت بوی نگاه نمی کردند ایشان را می آمد و رفته در دریا می
انداخت بطریقی که دیگری نباید که کرامت یکی از مخلصان ایشان را شیر پیش آمد ایشان را یاد کرد و طمانچه بشیر را
زدند گریخت شخصی سافر موده خانه ات بسوزد و بسوخت تاریخ وفات ایشان مات قطب الوری عن امر الله
مزار ایشان در بلده مانپور واقع است ذکر شاه ابو سعید رحمه الله در رساله مذکور نوشته است که
حضرت شاه ابو سعید بن حضرت صفی القدر بن حضرت عزیز القدر بن حضرت عیسی بن حضرت سیف الدین
بن حضرت خواجه محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی رضی الله عنهم ولادت شریف در روز دوشنبه نوزدهم ذیقعده سنه ۹۹۲ الهجری
یکهزار و یکصد و نود و شش در بلده مصطفی آباد عرف رامپور ظهور یافته حال شریف ایشان از ابتدای
عمر بر صلاح مانوس گشته میفرمودند که در اوائل عمر در بلده لکهنو گذر واقع شد در وقتی بود که اکثر ستر برهنه
میداشت مگر بوقت آمد و شد من ستر عورت خود میکرد و کسی پرسید که تو چرا چنین میکنی چون ایشان را
می بینی ستر میکنی گفت وقتی باشد که ایشان را منصبی حاصل شود که مرجع اقارب خود کردند فرق کما
قال در عمر ده سالگی تقریباً قرآن شریف ختم فرمودند و بعد از آن بتجوید از قاری نسیم علیه الرحمه حاصل
نمودند میفرمودند بعض لغت قرآن من در محرم شنودند و تحسین فرمودند و بعض علوم عقلیه و نقلیه بعد حاصل نمودند از حضرت شاه عبد الرحیم
سند حدیث حاصل نمودند و بعضی اعمال و اوراد طلبی پیدا شدند الحمد لله حاصل شد و بعد صحبت الله و باجازت او شان نزد حضرت شاه
درگاهی رسیدند شاه بر حال ایشان عنایت فرمودند در چند روز اجازت و خلافت دادند
ایشان را شورش بدرجه کمال پیدا شد و مریدان بسیار جمع آمدند و در حلقه بیهوشی دو چار بسیار میرسید
و صیحه نعره های عظیم برپا میشد چونکه در نسبت مجددیه این امور مرتفع میشوند و بهر رزاقی در تقاضی نسبت
ندارند مثل صحابه کرام در کمال افسردگی و آسودگی عمر بسر میبردند و سلاح ایشان قرآن و حضور ایشان
نماز و شیوه ایشان امر بالمعروف و نهی عن المنکر میگردید و حالات صحابه شاهد علیه الرحمه بر این سوال

یافتند و نیز حضرت ایشان را در رامپور دیده بودند الغرض ایشان خود را بدهلی رسانیدند ایشان مکتوبی بقاضی
ثناءالله پانی پتی صاحب در مقدمه خدا طلبی فرستادند او شان جوابش بکمال تعظیم نوشتند و
مصلحت دانستند که حضرت شاه غلام علی بسفر مکه نیت پیش ایشان بعزیمت حضرت رسیدند و مقبول درگاه شدند هنوز حضرت شاه درگاهی
زنده بود و میفرمودند اگر مثل حضرت ایشان هر شدنی را بدوخت زمانه بر شدی میرسید لیکن حضرت ایشان چنین حمایت
میفرمودند که هرگز آسیب بمن نرسید و ایشان در محبت پیر اول خود راسخ بودند چنانچه شخصی غیبت
حضرت شاه درگاهی در مجلس حضرت ایشان نمود ایشان از غضب آمد و طمانچه او را زدند و نیز حضرت
ایشان بر شخص شخصی خشمناک شده فرمودند غیبت بزرگان طریقه نمیکنی میفرمودند لعل او شانرا من
گذر و رتی بود لیکن آخر بار که برامپور رفتم زائل شد پس از انچند کرامات ایشان همین صاحب رساله مذکور
مینویسد چون حضرت ایشان را مرض آخر لاحق گشت حضرت والد و لکهنو بودند خطوط مکرر و طلب
ایشان فرستادند مقصود همین بود که برجای بنشانند من جمله تها یک مکتوب مرقوم میشود
دین ولا این فقیر را مرض خارش و ضعف بمدی رسیده که طاقت نشستن نماند و بهیچ وقت آمدن
شما بسیار مناسب بلکه ترجوز را بر سانند می بینم که منصب آخر مقامات این جماندان بشما متعلق شد
و در بیماری سابق دیده بودیم که شما را بر چهارپائی نشسته باید و تعویذ بشما عطا کردند سوائے
شما قابل توجهات غریبه و عجیبه کسی نیست معلوم نمایند مقامات که در طریقه امام ربانی رضی الله عنه
مقرر است الحمد لله حضرت حافظ ابو سعید صاحب سلمه الله با نمقامات مناسبتی بهم رسانیده اند
پس میگویم دست ایشان که بهتر از دست من است دست من است بیعت بحضرت ایشان که اقوی
ذریعه بخداست بیعت من است الله تعالی مبارک فرماید الغرض بحکم حضرت ایشان انحضرت بجای حضرت
ایشان نشستند تا نه سال تقریباً بهدایت طالبان فرمودند و تلخی و سختی و فقر و فاقه بسیار چشیدند
در سال یکهزار و دو صد چهل و نه عزم حرمین شریفین نمودند دوم با سوم ذیحجه در بلد حرام داخل
شدند و نیز شروع مرض در شهر محرم رو داده و در یکسال بعد فراغت از زیارت حرمین شریفین
رجوع بجناب وطن فرمودند بیست و دوم رمضان به بلده ٹونک داخل شدند بین ظهر و عصر یوم

عید الفطر روز شنبه انتقال فرمودند تابوت شریفش را نقل مدهلی کردند بعد چهل و نهش مبارک از صندوق
برآوردند در لحد نهادند چنان معلوم میشد که همین وقت غسل داده اند و هیچ تغیر نبود پنبه که در زیر لب بود
نهایت خوش بود اشت مردم تبرک بردند قریب تربت حضرت ایشان مدفون شدند تاریخ وفات
مولوی خلیل احمد گفته اند امام و مرشد ما شاه ابوسعید سعید برفت عید چو شد واصل جناب خدا دل
شکسته و مغموم گفت تاریخش ستون محکم دین نبی فتاد ز پا ۱۲۵۰ میان محمد اصغر که قاسم طعام لنگر ایشان
بود و بار اقم میگفتند که وقتی مرا قبضی شده بود از حضرت مرشد عرض نمودم فرمودند که در بازار بروده
خواهی که کسی بخرد عرض کردم که این از من نخواهد شد بعده از توجه حضرت پیر انقبض مبسط مبدل گردید
به می سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها و آثار ایشان در
تونک بود بوقت شب از زیارت ایشان مشرف گشته بود و صاحبزاده ثانی ایشان مولوی عبد الغنی که همراه
ایشان بود بعد فوت پدر بزرگوار خود چند ماه در انجا ماندند راقم اثیم بخدمت وی حضرت حاضر شدی
و وی از جهت هم سنه گی با راقم الفت بحال داشتی ذکر شاه احمد سعید رحمة الله علیه
در رساله مذکور برادر وی است فرزند اکبر حضرت شاه ابوسعید هستند ولادت ایشان در سنه یکهزار
و دو صد و هفتده ۱۲۰۲ و او تاریخ ولادت مظهر یزدان بین تربیت والد ماجد خود حفظ کلام شریف فرمودند
و علوم عقلیه نمولوی فضل امام و مفتی شرف الدین و غیرهما خواندند و علمیت شریف از تلامیذ حضرت شاه
عبد العزیز رحمة الله مثل رشید الدین خان و غیره خواندند و سلوک طریقه مجددیه از حضرت ایشان یعنی حضرت شاه
غلام علی والد خود حاصل نموده باجازت و خلافت مشرف گشتند مردمانرا از علم ظاهر و باطن بهره رسانیدند
حضرت ایشان و احوال ایشان در رساله خود چنین نوشته اند احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید علم و عمل
و حفظ قرآن مجید و احوال النسبت شریفه قریب بست بوالد ماجد خود انتهی کلامه الشریف و نیز حضرت ایشان
در مکتوبی ارقام فرمودند الله تعالی شاهد است چهار کس را سلامت دارد که ارتباط مودت بهتر از قرابت
حضرت ابوسعید اسعد هم الله سبحانه احمد سعید جلیله الله تعالی محمود انور احمد رؤف احمد به بشارت الله جلیله
الله مبشر المقبله الله تعالی و عمر این چهار بزرگ برکت عطا نماید و موجب رواج طریقه فرماید و کثر امثالهم

امین انتهی الیشان بعد وفات والد قائم مقام خویش شده طالبان از هند و خراسان رو بایشان آورده
حسب حوصله خود فوائد برده خلفای ایشان در اصلاع قندهار و غزنین بشهره تمام دارند رحمة الله علیه
شیخ سیف الدین پسر پنجم خواجه محمد معصوم ابن حضرت مجدد جد پنجم ایشان الله راقم بزیارت کبار بلی
رفته بشرف پابوس ایشان مشرف شده بهت بعد در بیان احوالهم بعنایت کریمانه صرف همت فرمودند در کیفیت
نسبت ایشان مجنون بفیض و عزارت بس بلیغ یافته نمیشد حضرت ایشان را بیشتر محویت غالب بود و خلق الله
گرد باشغول هستند و در حقیقت باطن متصرف بودند در ربیع الاول روز شنبه سنه یکهزار و صد و هفتاد و هفت
در مدینه منوره بجوار حق پیوستند عمر شریف شصت سال بود و در مسند ارشاد بست سال جلوه نمود ذکر حضرت محمد ظهور الحسن رح
سید حضرت شاه غلام حسین ما دابادی مادر اصل شیخ فاروقی بودند بر قلیل جائداد خود قناعت نموده
خانه نشینی اختیار کردند بلی نکاح و آزاد و زیست میکردند کار ضروری خود از دست خود میکردند کسی را تعلق
هم نشین و تکلیف نمیدادند عمر شریف قریب نود رسیده بود کلمه نفی و اثبات با حبس دم تا وقت موت ورد کردند
بعد حافظ کالنگار خان رحمه الله اهتمام عرس شیخ خود ایشان میکردند و بنائی روضه و عمارات خانقاه شیخ خود
از طرف علیمحمد خان صاحب که مرید راسخ الاعتقاد حضرت شاه بودند ایشان از حسن تدبیر خود می ساخته اند خیر خواهی با
مخلصان و دوستان حاضر و غائب یکسان بودند احوال حضرت شاه غلام حسین قدس سره که بالاجمال نوشته ام
اکثر از رساله تصنیف ایشان است راقم اجازت دعای سیفی و اعمال و غیره از ایشان و از پدر بزرگوار خود یافته است
و ایشان از آباء و اجداد خود و از شیخ خود و او را باو اجداد ایشان بسلسله بعد سلسل اجازت اعمال و طریقه دعای
خوانی بوده تا زمان ایشان جاری ماند اکنون برزبانات ایشان ختم گردید تاریخ بست چهارم رجب در سنه یکهزار
و صد و هفتاد و هفت زیر دیوار شرقی احاطه روضه پیر خود مدفون گشتند ذکر حافظ محمد مسعود
مرید حضرت شاه غلام حسین بودند در ابتدای ایام جوانی بخدمت حضرت شاه رسیده بودند از ان ایام بر بندگی
خدمت شاه حاضر بودن بر خود لازم و واجب گردانیدند بعد انتقال شاه خود تا پنجاه سال تقریبا که بین الظهر و
العصر سر از اوت بر بستانه شاه می نهادند آن عادت مسعوده خود را قضا نکردند تا آنکه زیر دیوار غربی احاطه روضه
شاه بقش خود را نهادند روزی شاهجی عبد الله شاه از وی حضرت پرسیدند که حافظ صاحب بین ظهر و

حضرت ما بر فلک رفتند وی

حضرت ما بر فلک رفتند وی

اتفاقا بارادہ خود می آیند یا بہ اشارہ حضرت ایشان فرمودند کہ روزی حاضر نشدہ بودم در خواب فرمودند
کہ حافظ جی بیمار کار ہی پیش شدہ بشد کہ نیاندید شرمسار شدہ سرنگون شدم و گاہی اگر در مسئلہ متردد میشدم
در خواب فہمانیدن آن میفرمایند و وی حافظ صاحب ہمیشہ بریں استقامت میکشتند فتویہا در مسائل مشکل و
دیگر مسائل ضروریہ جمع مینمودند چنانچہ فرزند ارجمند ایشان معاوی محمد نور کہ فارغ التحصیل امتحان ہمہ یا فراہم
آوردہ جلدہا ساختہ نزد خود میدارند و حضرت حافظ جی بعد نماز فجر و عاصر ہ املائی و غیرہ میخواندند پس ازانرا
در نوشت و خواندن مسائل دیار در کار ضروریہ خانہ مشغول میبودند بعدہ از طعام فرصت یافتہ قیلولہ نمودہ
و نماز ظہر ادا ساختہ بر مزار حضرت شیخ خود میرفتند و نماز عصر دران مسجد کہ بر قرار پیر ایشانست و یا در مسجد
محلہ خود میخواندند و بعد از نماز مغرب قدری طعام میخوردند و پس از نماز عشا اوراد و شریف میخواندند
وی حضرت این سہ اعمال و حیات خود ہرگز ترک ننمودند و خواندن دعا و ورد و شریف در وقت بیماری
اگر بعد صحت و سی بیماری طاقت از مسجد داشتی بر مزار پیر خود مرور موفق تا آنکہ چلہ پنج چہار دہم شوال
بر روز جمعہ نماز ظہر ادا کردہ و بقبلہ نمودہ در سنہ یکہزار و دو صد و شصت و شش رخت سفر بستند و در زیر
دیوار غربی احاطہ روضہ شیخ خود مدفون گشتند رحمۃ اللہ علیہ **ذکر شاہ جی عبد الصمد شاہ** مرید و خادم
خاص با اخلاص حضرت شاہ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ بودند از عمر خود سالگی یا ایام طفلی و جوانی بخدمت حضرت
قدس سرہ بسر بردند بعد انتقال وی حضرت خاک استانہ وی بر روی خود می مالیدند و دست طلب از ہمہ شستہ
پای خود را از گریبان در پاشکستہ و در رباط خانقاہ شیخ خود را بہ استقامت تمام محکم گرفتہ بنشستند
و از برکت صحبت شیخ خود و اتباع شرع شریف بدل بسیار میرسیدند و علماء و فقرا شریعت طریقت را تعظیم
پیش می آمدند و طالبان را دستگیری میکردند و تعلیم ذکر و فکر میفرمودند و مدت عمر در تجرد گذرانیدند و
عجزہ و اکمل رسیدند و در مجلس سماع بہ وجد و شوق مغلوب می بودند و ہر روز در مدت عمر شغل ذکر و شغل
مشغول میشدند چون در آخر عمر بمرض موت و نخوت و درین مرض بجماعت از حجرہ در مسجد
شریف کہ در داخل خانقاہ شیخ وی ہست و آمدند اکثر نماز عشا را ادا کردہ و بہ تحت نمودہ بیدار می بودند
بعد ازان میفرمودند مرا بر آنماز عشا بیدار نساختند مریدان عرض مینمودند کہ نماز خفتن حضرت ادا کردہ اند

چون مریدان ایشان را بدین حال دیدند باهم گفتند حضرت ایشان را بدین حال مشغول بگذاریم تا خود
باشد چنانچه یکروز نماز عشا میگذارند چون ضعف بسیار ایشان را اگر دیدند مریدان بانجره آوردند
شبی در ذکر الهی مشغول بودکه روح پرواز نمود و تاریخ دوازدهم شعبان در سنه یکهزار و دو صد و هفتاد
و شش زیر خاک دهلی در دروازه خانقاه پیر خود سر نیاز نهاد و مدفون گشت ذکر شاه جی حسام الدین شاه
مرید حضرت شاه غلام حسین بود در اوائل عمر جوانی بخدمت حضرت شاه رسیده بودند از انروز از برکت
صحبت ایشان حضرت بر دل وی دنیا سرد شده بود و روز و شب جز صحرا اشتغال از ذکر جهر بسیار میداشت
و محب الفقرا و مساکین و مهمان بود چنانچه اکثر فقرا و صاحب مرتبه و اهل خدمت برای ملاقات بر خانه وی می آمدند
و وی بتعلق خاطر و عشق و محبت بشیخ خود کمال داشت و بعد از انتقال شیخ دیر انسبت باطن با شیخ خود بسیار
بود و شیخ نیز توجه خاطر بالفت وی بکمال تمام میداشت چنانچه اکثر امور دینی و دنیاوی در معامله باطن
و سیر از شیخ خود کشوف میبودند وقتی که والدم همراه مولانا و مرشدنا برای ملاقات وی تشریف می برده
بودند والد بعد مراجعت میفرمودند که چون بر خانه وی رسیدیم و ملاقات کردیم فرمود که امشب میان صاحب
یعنی پیر ایشان فرموده اند که شاه جی توشه موجود نیاورده اید که لائق خوردن توشه اندی آنها شد و حضرت
بر حال راقم بجهت والد شفقت بزرگانه میفرمودند روزی بخدمت وی نشسته بودم تذکره بزرگان
بمیان آمد فرمودند شبی در سلون رفته پرسیدم که سر کریم کجا رفته اند کسی گفت که جهاز مولوی غلام حیلانی
بلا سپور در گرداب مخالف افتاده است برای برآوردن آن رفته اند و باز فرمودند که جانوران انجا
پیر کریم پیر کریم میگویند من بمقتضای معرفتی و مفهمی خود بدل گفتم شاید شاه جی صاحب در زندگی آن بزرگ
برای ملاقات وی بسلون رفته باشند و در یک شب چگونه رفتند و آن بزرگ تنها چگونه جهاز را
برآورد و شاید مردمان کثیر را همراه خود برده باشند و سمندر ایجاد درست شاید مدت بعیده را بطریق قطع
کرده رفته باشند و شاه جی هم باین طور بسلون رفته باشند الحمد لله کلام کامل بلا دروغ گفته ایم
بعد از چند مدت شنیدم شخصی وارد امپور آمده گفت که جهاز مولوی غلام حیلانی غرق شد چون از
بسیط وی حضرت رسیده فرمودند این شخص گریخته آمده است بخوف مبلغان که تردد و تعب شاید

چشمه صابریه چشتیه وی

مبلغانی بقصد و فاقه در محنت تصرف فاقه ایشان در آیند و جهاز ایشان را پیران ایشان از طوفان هلاکت بر
اند قریب است که می آیند چون مولویصاحب بر مکان خود تشریف اورند ملا اخوند امام الدین رحمه الله بر ی ملاقات
رفتند و واقعه مذکور را آنچه شاه جی صاحب فرموده بودند پیش وی بیان نمودند مولویصاحب فرمودند راست و چنین است
که اشخص گی نخته بود و از توجه پیران نجات یافتم حکایت مکاشفات شاه جی بسیار اند تباریخ هشتم محرم
الحرام سنه ۱۲۵۰ در موضع بیت پوره مرحوم گشت که مولد و وطن بیست و از امپور برزده کروه دور
قصبه بامپور واقع است **ذکر ملا اخوند امام الدین** مرید اخوند فقیر صاحب بودند از اخوند
صاحب تعلیم ذکر و فکر ابتدا و انتها یافته بودند و در راحت رسانیدن بخلق خدا کوشش میکردند
سبق علم فقه طالبعلما تر امیدادند روزی مولانا و مرشدنا میفرموده ند در تعریف و ذکر ایشان که
روزی بیان یک فکر پیش ملا صاحب کردم فرمودند این فکر از اوناهی فکر است درمیان ایشان و مولانا
محبت و ارتباط کمال و تمام بود شاید که مولانا از ایشان کتابی در علم فقه خوانده باشند و بر ایشان بهمت
والد نظر رحمت می افتند بلکه از راه شفقت یک فکر نیز تعلیم فرمودند و شاه جی ایشان را بر مکان خود می
بردند و بزرگ خود میدانستند و تعظیم و تکریم میکردند و ایشان نیز غیریت یعنی داشتند مثل پسر خود
میدانستند و ایشان همیشه فخر اری خلق میکردند چنانچه تعلیم یکه نه از مردمان گرفته و وصیت کنانیدند
در موسم گرما مرهم پا بر منه را میدادند رحمة الله علیهم **ذکر خلیفه قادر بخش** مرید حضرت شاه غلام حسین
بود و در فن تیر اندازی کمال داشت لهذا بخدمت او خلیفه میگفتند در الله بلکه اسمه پیدا کرده بود تا آنکه
دیگران نیز مشابهت صورت شیخ خود می کنانیدند و در ظاهر صورت مشابه رسول شاهیان بود الفاظ و
کلمات از خود احتراز و منع ساخته مریدان را تعلیم میکرد و پیرا و نه اجازت مرید کردن داده بود و نه
آن الفاظ تعلیم کرده بود و الزام میگفتند که میانصاحب میفرمودند خلیفه را نام خدا تعلیم کرده ام چنان که
دیگر انرا و دیگر نه و خلیفه شیخ خود را بجد طواف میکرد و مریدان او هم میکردند و حضرت شیخ
او را احیانا فی زبر میکردند و مریدان او هم میکردند از حرکت خود باز نمی آمدند و وقتی خلیفه در راه با
آمده بودند والد مرا از رفتن پیش او منع کردند من پوشیده از والد پیش او رفتم و نشستم بزبانی

نزد او نشسته بودند گفتند که این پسر فلانست او مرا برادر زاده گفته پرسان احوال مزاج والا شد بعد ساعتی
برخاستم و رفتم روزی مرا الدبر اکاری فرستاده بود و مرا گذرم بران مکان افتاد که او در انجا فرو کش بود
دیدیم که تنها نشسته اند او را سلام نکردن مروت ندانستم لاجرم سلام کردم و نشستم بعد یک لحظه مرا گفت که ای
برادر زاده بعد هر نماز وقت نگذرده مرتبه در رود شریف خوانده باشید و بعد ازان ده بار این کلمات
بگویند آن اینست میم و مومم بضم اول مومم بفتح اول و بعده ایها را معکوس کنند مومم مومم میم و من
پیش او آنرا یاد کردم و بدل گفتم ای عم من این را نخواهم خواند و بعد ازین پس از چند سال فوت کرد
و در کرت پور که ملک اصلی او بود مدفون گشت و او را و مریدان او را در میان نوشته هو میگویند ازانکه مرید الف
این الفاظ بسیار میخوانند دلالت هو لوشته هو بر روح هو میم هو هو هو و مریدان او خلیفه شاهی میگویند و مریدان
او در اکثر شهر بطرف پوربکهن پراگنده اند و در مراد اباد نیستند و زیاده ازین احوال او بسیار است لائق
بیان نیست نعوذ بالله من شر الشیطان **ذکر شیخ عبد الرحیم شاه سلمه الله تعالی** مرید و جانشین شاه جی عبد الله شاه
اند و بلکه دیر اشاه جی قائم مقام و حیات خود کرده بودند و بعد فوت شاه جی میان محمد ظهور الحسن رحمهما الله دیر
بجای شاه جی نشاندند و پیکا بر سرش بستند جوان صالح و خوش اخلاق اند اوقات خود را در ذکر و دوره
میگذارند و در اهتمام عرس شاه جی و حضرت شاه غلام حسین قدس سرهما و در آرائش و شکست و بست خانقاه
و مسجد خود را مصروف میدارند چونکه میان محمد ظهور الحسن شاه جی و حیات خود این کار را او را سپرد کرده بودند
و مصول مبلغان خرج عرس بر دست وی نهاده بودند چون در عمر خود سالگی بخدمت شاه جی آمده بودند تا
حال بر در خانقاه شیخین خود سر نیاز نهاده مثل شیخ خود زیست بتوکل میکنند و در اهل و عیالی رو ندهند سلمه الله تعالی

ذکر غلام حسین خان معروف بفقیر شاه رحمه الله مرید و خلیفه صاحبزاده حضرت غلام حسین بودند
که ذکر شریفش بالا گذشت حضرت فقیر شاه از اخفا خواب دیدند یا خان پیچ بودند قوم پیچ در قوم دیگر افغان
معزز و محترم است از انکه او را دیگی از بزرگی ایشان بست قبای فاخر از تن دور انداخته خرقه فقر در بر
کشید چون صاحبزاده شیخ وی ایشانرا در کمال مجاهده و ریاضت دیدند بر و عرس انداختند فقیر پدر خود
در میان فقرا و اتباع و خلافت و کلاه خرقه خود مشرف ساخته ملقب بفقیر شاه گردانیدند راقم نیز همان روز

حاشیه صاحبزاده شیخ وی

حاشیه صاحبزاده شیخ وی

در انجا حاضر بود وی در عنفوان جوانی بخوبروی و خوبصورتی مشهور بودند و در ایام پیری و فقیری بآن و جمال درویشی همشیره صورت شیخ خویش بودند و رعین جوانی لباس فاخرهٔ خود را بخاک رنگ کرده بهم درویشانه بجا آورده پیوسته مریدان را نیز همان لباس درویشی باز نتوخود خریده میپوشانیدند بلکه بعضی مریدان را طعام نیز بر دسته خود مقرر میکردند و در حلقهٔ مریدان سر حلقه بوده ذکر جهر بآواز بلند بلحن خوش تعلیم میدادند و میکردند تا پانزده سیزدهم شوال سنه یکهزار و دوصد و هفتاد رخت سفر بست و در مراد آباد بجملهٔ کاغذیان که وی در انجا خانقاهی ساخته بود مدفون گشت **ذکر حافظ علی حسین شاه** مرید صاحبزاده حضرت غلام حسین و پسر اولی حضرت فقیر شاه و مجاز و ماذون از خلیفهٔ پیر خود محمود خان و جانشین پدر بزرگوار خود هستند حسله الله تعالی جوان صالح و خوش خلق اند و مریدان پدر بزرگوار وی بر ایشان جمع می آیند و تعلیم و تلقین ذکر و شغل و اوراد و وظیفه میبندد و ایشان خود نیز دستگیری طالبان میکنند و دعای حرز امانی و چهل اسماء و اوراد دیگر باهتمام تمام میخوانند و در ورش فکر و فکر طریقهٔ قادریه و چشتیه مینمایند و بر اعمال حب و جن و غیره و اقفیت میدارند و خلق را از ان فیض میرسانند و در خانقاه پدر بزرگوار خود مسجد و حجره و روضه پدر خود تعمیر کرده اند و عرس وی میکنند و آینده و روندگان عرس را طعام میخورانند و سماع راه دست میدارند و رقص و وجد میکنند و گاهی در قصبهٔ باره تشریف شریف می برند و مان و پیرزادگان آنجا تعظیم و تکریم ایشان میکنند سلمه الله تعالی

ذکر صاحبزاده مولانا عبد الغنی فرزند شانی شاه ابو سعید رحمه الله تعالی نسبت بطن از پدر بزرگوار خود دارند و در تقوی و طهارت مشهور و معروف هستند شمه از ان اینست از نوکر بصارمی هدیه ضیافت قبول نمیکردند و انکه که در بازار فروخت میشوند نمیخوردند که فروشندگان امر از مالکان باع به بیع فاسد خرید مینمایند و در آداب شریعت و طریقت و حفظ حقیقت مثل آباء کرام و پیران عظام خود موصوف اند و احوال شریعت و طریقت اهل تمکین اند و در حقیقت استقامت احوال خود بحق میدارند و بهمراهی پدر بزرگوار خود جهت سعادت حج بیت الله الحرام و سعادت زیارت سید انام علیه الصلوة و السلام حاصل نموده هنگام مراجعت بهایی که وطن اشان است همراه رکاب پدر بزرگوار خود که در ملکه بیمار شده بودند در بلدهٔ لوکنک رسیدند از انجا که پدر بزرگوار وی استعداد جبلی اشانرا در آراستگی ظاهر و باطن شان عظیم دیدند که ظهور این سلسله از ایشان

کامل الیشان خواهند نسبت بنقشبندیه مجدد یه و رنهاد الیشان نهاده در روز انتقال باجازت
سلسله خاص خود مشرف گردانیده فوت کردند چنانچه صاحبزاده موصوف در رساله خود مینویسد روز عید
سکرات موت شروع شدند وصیت دلپذیر باین نالائق باتباع سنت و اجتناب از اهل دنیا فرمودند و فرمودند
اگر بر در اهل دنیا خواهی رفت ذلیل خواهی شد والا الیشان چون بگمان بر دروازه تو خواهند غلطید و فرمودند که
مرا از اشتغال داوارد رسیده ترا اجازت دادیم بعد انتقال والد خود چند ماه در لوک اقامت داشتند در ایام
نیز دران مکان در لوک بود اکثر بملازمت الیشان میرسیدم و در هر پنج وقت نماز در جامع مسجد ملاقی شدیم و در ان موقعت
سبز عذار الیشان نو رسیده بود چون الیشان را نوشتن خط بنام برادر کلان خود منظور بود مرا برائے خط نوشتن
مرا میطلبیدند و بعد مدت دراز در دهلی رسیده بخدمتش رفتم بر سبیل ارشاد نشسته دیدم بعد ملاقات مرا
بشناختند و معانقه و مصافحه کردند و اخلاق نموده در خانقاه جا دادند و ضیافت کردند چند روز
در انجا ماندم اوقات الیشان را در شغل تعلیم علم ظاهر و باطن یافتم چنانچه بعد نماز فجر مراقبه میکردند و پس
از اشراق از توجه دادن مریدان فراغت یافته درس کتب حدیث شریف می نمودند و بعد از قیلوله
و نماز ظهر تدریس علم فقه وغیره میکردند و پس از ان نماز عصر ادا ساخته بازطالبان خدا را تعلیم باطن و
القائی نسبت میکردند و از کلام دنیا و اهل آن اجتناب شدید اشتمل یاد دارم مرا نصیحت کرده بودند که از
صحبت مشائخ این زمان بر مزار بزرگان رفتن و نشستن بهتر است در سن کمتر از دو صد و هفتاد و چهار
در وقت آشوب و هلی هجرت بحجر عین شریفین نمودند و در مدینه منوره بزیارت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
فیض اندوز شدند و پیش سیدنا و شفیعنا صلی الله علیه وسلم تعلیم ظاهر و باطن مینمایند و شریف روضه مطهر
حبیب الله صلی الله علیه وسلم در بر ابر مسجد مقدس حجره برائے اقامت الیشان داده اند سلمه الله تعالی احوال
مشتاقان الیشان معلوم نیست آمایکی از مریدان حسن مولوی محمد حسن حافظ قرآن واعظ خوش بیان عالم فرع
و اصول و دانندهٔ باریکی دلائل معقول و مدرس علم معانی و کلام و درس کننده بفصاحت و بلاغت تمام
و منتظم کلام الله و محدث حدیث رسول الله و جامع جمیع علوم مترجم احیاء العلوم و متصف باخلاق حسن
هستند که شیخ صدیق حسن مطبع صدیقی ساکن بهوپال حالا سکونت دارند بس بهیلی میدارند و بتحصیل علوم ظاهر

در شاه جهان آباد حاصل کرده بودند پس ازان چون جوش علم باطن در سینهٔ بیکینهٔ ایشان شورش آورد
متلاشی درویشی گردیدند سمند همت خود را در میدان خدمت دوستگان درویش تاختند آخر کار بخدمت شیخ
مولانا عبد الغنی موصوف رسیدند و مقصود خود را عرض داشتند اوشان فرمودند طالب باید که اعتقاد خود را
راسخ نموده بخدمت درویشی رسد تا فائدهٔ تمام حاصل آید والا بغیر این حاصلی نباشد بعد اظهار اخلاص ایشان
استخاره ارشاد ساختند و ایشان حسب الامر استخاره پرداختند بعد ازان ارادت راسخ خود را بخدمت
اوشان عرض کردند و دست ارادت باصدق عقیدت در دست حق پرست اوشان دادند و بسعادت طریقت
گردیدند و از برکت صحبت و القای ایشان بر علمی که علما سوا حجاب اعظم است علم یافتند و از تعلیم توجه خاص از اسم مسمی پی بردند
معبد تشریف بردن اوشان بحرمین شریفین ایشان درس یکبار ردد و صد و شتاد و سوم بر در استانهٔ بیت
الله السلام احرام بسته سجده کردند و پیشانی سودند و از شوق و ذوق طواف نموده و عمره آورده و از غلبهٔ شوق
لبیک گویان بلوای عرفات دویدند و حج ادا کردند پس ازان بمدینه منوره حاضر شده بر دهلیز باب السلام
سید خیر الانام علیه الصلوة و السلام بوسه دادند و به نیاز تمام آداب کورنش و سلام بجا آوردند و بمصداق
حدیث شریف مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی بزیارت سید کائنات علیه الصلوة و التحیات مشرف
اندوز گشتند و در مسجد مقدس نماز با جماعت ادا کردند و باز دران مقام شریف در صحبت شیخ خود از کیفیت
نسبت لطیف اثر بلیغ برداشتند و اجازت یافتند و ماذون گردیدند بعده از انمقام مراجعت نمودند
حالا بر مسکن خود رونق افروز هستند سلمه الله تعالی دیگر مرید با اعتقاد شیخ محمد حسین عرف شیخ و مخلص مولوی تمنا
درین شهر هستند تعلیم باطن شیخ را وسیلهٔ نجات خود دانسته در ورزش آن مشغول اند و آزاد و مجرد و گوشه
تنهائی زیست میکنند و اوقات مستعار خود را در تلاوت کلام الله و مطالعهٔ کتب فقه وغیره میگذارند
در فن شاعری بزبان فارسی دارد و نظیری ندارند و صاحب دیوان فارسی آردو هستند چنانچه چند بیت ازان
قصیده که در مدح شیخ خود نوشته اند درینجا نقل کرده میشود قصیده چرا باشد که گستاخ جان جان
جانانش ۰ که در آغوش پرورد بهمان جان جانانش ۰ بود جولانگه برق تجلی چون دل پاکش ۰ فروزنده
شعله طور است داغ پنهانش ۰ بود تا سینهٔ او مشرق انوار سبحانی ۰ هلال دفتر نماید تکمه در گریبانش

برغم اهل عالم بر حریم صفین عام او شب و روز است منع بازگشتن کار و بارش • عباد و جبهه آن شاه زنگ
گیسو • بصفا ترا ستین فشاندن آید بسکه دامانش • او نگذاشت کلکم را و گرنه پاک مینوشتی •
نماید مورد بهم برخوان احسانش • ملک صورت ملک سیرت ملک فرحت ملک عفت • مرا دارد مروت
میخوانم چو انسانش • بود چون سینه او قلزم عشق حقیقی را • سراو بتوان گفتن جناب عرفانش • باسمان
وجود حق شکر ریز شهود آمد • بباغستان عرفان نغمه سنج طوطی جانش • فروزد آتش عشق حقیقی باطنش
که باشد سینه اش تنور و جوش شوق طوفانش • بیاد حق بود از بسکه در شوق فراموشی • نگارستان
عالم یک طراز لوح نسیانش • سرم گر رتبه نعلین او میداشت می سودم • بپای حضرت عبد الغنی پاک دامانش
خدا را همتی یا شاه نفسی کافری دارم • که ننگ کافری دارد اگر خواهم مسلمانش • خدارا رحمتی بر ماندگان آی
قبلهٔ عالم تمنا بر درت نامد بدل خون گشت ارمغانش

ذکر مولوی عبد السمیع اکبر دفتر رشید حضرت شاه احمد سعید رحمة الله علیه و مرید و جانشین پدر بزرگوار خود هستند بعد خطم
الله و تحصیل علوم ظاهری و فراغ علم دینی پدر بزرگوار ایشان را بتحصیل تعلیم باطن و کرفت حمایت معهود داشتند
و اذکار و افکار و اشغال طریقهٔ خود و طرق دیگر تعلیم نمودند و طی لطائف ستهٔ و سیر مراتب سلوک و عبور
دوائر سبعهٔ عشر کتابیده که خلافت طریقهٔ نقشبندیه مجددیه مشروطه بآنست و در حیات خود چون از آشفتگی
و شایستگی ظاهر و باطن در ایشان ملاحظه کردند و یافتند در سلسلهٔ خاص خود و سلاسل دیگر که آشنا
انها از پیران عظام خود میداشتند ایشان را اجازت و خلافت دادند و نائب مطلق خود گردانیدند
و نصیحت بدوام ذکر الله و وصیت باتباع سنت و اجتناب اهل بدعت و دنیا فرمودند و قتی صاحبزاده موصوف
بخدمت عم بزرگوار قرائتی خود مولوی ارشاد حسین صاحب که ذکر شریفش عنقریب خواهد آمد در بلدهٔ مصطفی آباد
عرف رامپور که وطن اصلی جد بزرگوار ایشان است تشریف آورده بودند نواب حامی دین محمد
کلب علیخان بهادر رئیس بلدهٔ مذکور در عهد ولیعهدی بعد تحصیل علوم ظاهر خیالی بالبی داشتند که تحصیل
علم باطن که عرفان تمام و ایمان کامل بران موقوف است از دریشی افتد نمایند درین حال اوازهٔ تشریف آوری ایشان
بسمع ایشان رسید به نیاز تمام و کمال توسل مولانا موصوف سر ارادت بر آستانه فیض نشانه ایشان نهادند

صاحبزادهٔ موصوف از انجا که عزم آداب طریقت ارشاد طریقهٔ باطن پرامیر و غریب قوت نسبت ایشان
در سلک سلسلهٔ نقشبندیه منسلک کرده و رهنمای سالک طریقهٔ مجددیه نموده طرق تحصیل آن طریقه تعلیم فرمودند
عادت ایشان در روز دوم جمادی الاخری سنه یکهزار و صد و سی و هفت در بلدهٔ لکهنو واقع گردید و در این زمانه که در
دهلی تشریف میبرند اراده زیارت حرمین شریفین کردند وقت وداع ایشان پدر بزرگوار ایشان تا
دروازهٔ شهر برآمده اند و نیز خرقهٔ دعامهٔ حضرت شاه غلام علی رحمة الله علیه ایشان پوشانیدند و در مکاتیب نام
خود بجهت ایشان ارقام فرمودند که فرزندی اخوندی ارشادی بالفقر متعه گشته است هر نفس که شوق دیدن
بشد از ایشان دیده شود که دست من است بس صاحب ذوق و شوق درآید و نزاله وصال مورد جدا نشود
و دائم مشتاق سکونت مدینه شریفه بودند و دعا میفرمودند تا آنکه رفته دهلی در ماه صفر سنه یکهزار و صد
و هفتاد و چهار همراه پدر بزرگوار خود بتمنای خود فائز گردیدند در کوچهٔ مطلوب سکونت پیدا از شعر حسب
حال ایشان بیادم آمد این است ۵ کرا دماغ که از کوی یار برخیزد و نشسته ایم که از ما غبار برخیزد
مولوی محمد مظهر برادر ایشان در مقامات احمدیه مینویسد حضرت پدر بزرگوار در مرض خود حواله توجه بر ایشان
بایشان نموده اند و در حیات پدر بزرگوار در حرم شریف بجای وی توجهات صبح و شام می نمودند زیاده
ازین کدام فضیلت خواهد بود و در اسم در دهلی انوار بزرگی از جبین ایشان ظاهر و باهر دیده است نواب صاحب ممدوح
و موصوف بکمال حسن معتقدیت سعادت دارین خود دانسته نذرانه بخدمت ایشان هر سال ارسال میدارند
بعد تحریر هذا در سنه یکهزار و صد و هشتاد و هفت بر حمت حق پیوستند و در کهنه مدفون گشتند
شریف بنجاه و یک سنه بود مادهٔ تاریخ هفتد هم ذوالحجه ذکر مولوی ارشاد حسین ۱۲۰۰
حافظ آیات فرقانی و واقف اسرار ربانی مفسر کلام رب العالمین محدث حدیث سید المرسلین مدرس فقه و اصول
فهمنده دقائق معقول عالم اند متقی و متورع اکثر اوقات خود را بدرس و تدریس میگذارند فضل بر عزیمت دقایق
اتباع سنت میدارند طلاب بر کمال استعداد علمی ایشان متفق اند و اکثر طلبهٔ علم از مدرسیش مستفیض
میشوند و علم و فضل ایشان از کتابت انتقاد الحق که در رد کتاب معیار الحق تصنیف کرده اند برابر ظاهر است
و انتساب نسبت باطن از حضرت شاه احمد سعید رحمه الله میدارند و بان جناب نسبت ارادت

صوری نیز میدارند و بعضی همت آن جناب طایر روح ایشان پرداز بر مرج معانی که وادی غیر ذی زرع
است میدارد و ایشان از وی اقتباس انوار و برکات حاصل نموده بتصفیه باطن و تزکیه نفس و وجود جهول
مراتب سلوک تا حال اشتغال میدارند و قتی مولانا موصوف عازم حرم محترم شدند و از محال مخوفه سلامت
گزشته بشرف استانبوسی خانه کعبه فائز گردیدند و حج ادا نموده بملازمت خدام رسالت پناه صلعم
گشتند و احرام آن حریم اکرم خیر الانام بستند چون بآن مقام شریف رسیدند بسعادت خدمت
شیخ خود فیض یاب و از برکت صحبت او شان بر کات و انوار کیفیات آنمقام شریف حاصل
کردند چون قصد مراجعت از آن مقام کردند شیخ ایشان را خلافت و نیابت خود فرمودند تا طالبان از صحبت
گرامی ایشان بهره و باشند پس از آن مقام رخصت یافته ببرامپور که وطن ایشانست رسیدند حالا بمسند ارشاد
مثل اباؤ اجداد خود نشسته اند و مرجع طلاب علم شریعت و طریقت هستند و رئیس بلده مذکور تعظیم و تکریم
ایشان سعادت دارین خود میدانند مولوی محمد مظهر در رساله مذکور مینویسد مولوی محمد ارشاد صاحب سلمه الله تعالی
از اکابر اصحاب و اجله خلفاء حضرت ایشان اند یعنی شاه احمد سعید و نسب ایشان بواسطه شاه محمد یحیی
بمخدوم محمد دیسر و حضرت ایشان مرج خوش استعدادی ایشان مثل ظاهر بسیار میفرمودند بالطافها
بی نهایت و نظرهای مخصوصه که فقیر هم شک می برد سر بلندی می بخشیدند و ادراک هم خوب دارند
و قوی النسبة اند صاحب زبدة المقامات مذکور مینویسد شاه محمد یحیی طال الله عمره اصغر اولاد حضرت
مجدد است این مخدوم زاده را شاه از ان لقب شده که شاه سکندر قادری نظر عنایت در طفولیت شامل حال
این صاحبزاده برخوردار داشت و بشیوه القاب اجداد امجاد خود این قرة العین را شاه خوانده بود و وجه
تسمیه ایشان به یحیی آن بود که پیش از ولادت آن مخدوم زاده حضرت ایشان ملهم شدند که در خانه
تو پسر آید یحیی اسمش لیعنی نام ترا زنده دارد و چون متولد شد بآن نام مسمی گردید و همواره از مسقط
و علو استعداد آن قرة ناصره ولایت خبر میدادند تا آنکه این نونهال دیده بمین تربیت حضرت ایشان در
هشت و نه سالگی حفظ قرآن مجید نمود و در آن سن کودکی از و تتبع میل علم رغبتی و محبتی دیده می شد و
با ستادش رابطه شاهده میگشت که از هیچ طفل کس ندیده و نشنیده روزی فرمودند بخاطر آمد

که محمد یحیی نیز چون برادران خرد از این نسبت بهره وافر دارد اما چه باید کرد که او طفل و معامله اهل مالیس
تند و یک این نگفتند دارنبس شفقت آب در چشم مبارک جمع شد بعد از انتقال حضرت ایشان دو پسر از تمامی
حفظ قرآن به یمن ترتیب برادران بزرگوار تحصیل علوم به معقول و چه منقول تا آخر رسانیدند و حلیه ایشان از
قامت و رفتار و چشم و ابرو و بو الدبزرگوار خویش شباهت تمام دارد و از دلائل قبول آن محمد هم
زاده آنست که بنیره حضرت باقی بالله دختر خواجه کلان خواجه محمد عبید الله سلمه الله تعالی
واقعه و حبالهٔ نکاح آن گوهر صدف ولایت منسلک گردیده است انتهی و در رسالهٔ
مذکور است محمد اورنگ زیب بخدمت ایشان می رسید و استفاده مینمود بلکه بسیار دیهات
نیاز ایشان کرده و دو مرتبه مشرف زیارت حرمین شریفین در یافته اند ولادت شاه
محمد یحیی در سنه یکهزار و بست و چهار رو داد و وفات در سنه هزار و نود و شش واقع شد

ذکر لعل شاه

مرید و خلیفه شاه درگاهی که ذکر شریفش بالا گذشت
بودند رحمة الله علیهما و مولد و موطن و مدفن ایشان رام پور ست عالم بودند متقی و متوکل با وجود
کثرت اهل و عیال بر دروازهٔ اهل دنیا نمی رفتند و در تعلیم ظاهر و باطن خود را مشغول میداشتند
و اکثر نواب احمد علیخان رئیس بلدهٔ مذکور مشائخ و فقرا را عزت میکردند و ایشانرا هم سواری می
فرستادند و عرض تشریف آوری میداشتند ایشان گاهی و اسنجا تشریف نمی بردند و گاهی اسنجا
فقر و فاقه خود بر زبان نمی آوردند و در مرض موت بحال بیهوشی در وقت نماز بهوش می آمدند
و نماز ادا میکردند در یازدهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت وفات یافتند و پیش
دروازهٔ خود در صحن حجرهٔ مسجد مدفون شدند

ذکر معظم خان

معروف بوی فقیر جی مرید سید علم حسین
عرب بودند و وی خلیفه مرزا مظهر جانجانان و عمر دراز یافته بودند و ساکن رامپور و متادب باداب شریعت
و طریقت بودند و در وقت جوانی سوداگری اسپان میکردند و در عهد پیری و فقیری گیاه کنندیده و نشسته
و کار براری خلق الله میکردند چنانچه بیرون شهر رفته پشته بیزم و غیره مسکینان بر سر خود
نهاده تا بدروازهٔ شهر می رسانیدند و چون ضعف پیری بکمال رسید خانه نشین شدند

و در مرض فتق دسوزاک ملحق گردیدند روزی بالتبسم فرمودند که هر سنگ ریزه که از محل قاروره بیرون
می آید مرالذتی می فزاید و هیچ جاندار را امید ادند و نمیکشند آثار بزرگی و انوار طاعت در ناصیت
ازشبره گی و هویدا بود و هر شغل و ذکر که از شیخ خود تعلیم یافته بودند ورزش کمال و تمام میان میداشتند
و دوات و اشغال هم بر ایشان طاری میشدند وقتی بالتبسم فرمودند که مولوی سعید خان و محمد ش را نصیحتی کردم
شب در خواب آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که مسلم تو بهتر کسی اطلاع ما النصیحت میکنی وقتی مولانا
در شدنا در امپور تشریف میبردند برای ملاقات ایشان تشریف بردند و التبسم بخدمت شریف
حاضر بود بعد ملاقات صوری هر دو بزرگوار بمعنی مشغول شدند و ازظاهر بباطن توجه فرمودند و تا دیر
و راز سر بجیب مراقبه فرو برده ماندند چون هر دو بزرگوار سر بر داشتند ایشان با مولانا گفتند که پیش شما
با وجود ضعف و کبر سن و سینه من شورش و فغان پیدا میشود و میخواهم که لغزار نظم ایشان از مرحبت
مولانا کمال الطافت و قوت نسبت ایشان بالتبسم بیان فرمودند و فاتش در بست و پنج جمادی الاولی سنه
یکهزار و دو صد و شصت و هفت واقع شد و بیرون شهر مذکور مدفون گشت **مولوی جمال الدین** وطن
اصلی ایشان لاهور بود سعید بودند و علم العلوم عقلی و نقلی و کتب و حدیث با شتراک شاه عبدالعزیز از پدر و ی
مولانا شاه ولی الله محدث دهلی خواندند و انتساب بایشان از مولانا فخر الدین که ذکر شرفیش ناگذشت
میدارند و مرجع خلائق خاص و عام در وقت خود بودند شیخ ایشان را بطرف رامپور شیانرا رخصت کردند
و فرمودند که در انجا باش چون ایشان در آنجا آمدند و سکونت کردند اکثر امیر و غریب در گرد شهر مذکور
مرید و معتقد ایشان شدند و بر فضل و کمال ایشان همه متفق بودند و بکارم اخلاق متصف چنانچه
برای تعلیم هر کس و ناکس بمیخاستند و این امر ی بود که محض باتباع سنت شیخ خود اول مرتبه کرده اقم بعهد
حیات ایشان برامپور رفته بود از ناوقتیت مناداتی فخلت جوانی بمجرد ایشان مرسیده بود
در سنه ۱۲۶۱ و شصت و پنجم جمادی الاول سنه یکهزار و دو صد و چهل و دو وفات یافتند و قریب در دروازه بریلی
مذکور مدفون گشتند **مولوی میانا احمد** از اهالی دهلی و مولد شان سهرند بود بعمر
هفتده سالگی از علم ظاهر فراغ یافته بعمر نوزده سالگی مرید مولانا فخر الدین شدند و گویند تعلیم باطن از ایشان

خود یافته بحکم شیخ خود از دهلی تشریف آورده بگونت بریلی اختیار کردند و در طریقه قادریه از سید عبد الله
بغدادی که قبرش در رامپور ست بیعت کردند گویند اکثر اوقات محویت بر ایشان غالب بودی
کلام توحید بسیار میفرمودند که کسی کم درین زمان گفته است چنانچه اشعار ایشان این الکلام و درین باب
حاجت به بیان نیست گویند پنجاه سال با مریدان شب بشب نخفتند و مجاهدات و ریاضات بسیار کشیدند
و انچنان نقاره نقرزدند که آوازش از هندوستان و رگذشته در کابل و قندهار و هرات و بخارا و بدخشان
رسید مولانا و مرشدنا نقل فرمودند که یکی از اهل تشیعه مجلسی آراست و همه مشائخ بریلی را بدیدن فرض ایشان
بتقریبی مجبور ساخت قبل ازین همه مشائخ پیش ایشان آمدند و تکلیف رفتن مجلس او ندایشان انکار فرمودند گفتند
اگر شما تشریف نخواهید برد مایان نخواهیم رفت لاچار عرض آنها قبول فرموده و تیغ باطن خود را آب داده
داخل مجلس شد چون مجلس از نغمهای مخنیان گرم شد و صوفیان در جوش و خروش در آمدند و نالهای
پرسوز بر آسمان رسانیدند ایشان بر دوش هر کدام دست خود نهاده این شعر خواندند ۵ بگوش گل چه
سخن گفته که خندان است ۱۲ البته بجه فرموده که نالان است آنگاه برزمین قفت وی و غلطیدی شور و غوغا در
مجلس افتاد و مدعیان پشیمان شده برخاستند و گریختند گویند مریدان و خلفاء ایشان را رسانند که بالا
بودند و هستند و نیز بعضی در دیار پور بانوار اهل ذوق و شوق هستند چون بعمر هفتاد و هفت رسید
در ششم جمادی الثانی سنه ۱۲۵۰ هزار و دویست و پنجاه و فات فرمودند و مدفن ایشان محاذی خود مدفون گشتند حالا
فرزند اکبر ایشان بر جای ایشان شیخ نظام الدین نشسته اند و طریقه ایشان جاری میدارند و ذکر شاه محمد
وی از خلفای اخوند فقیر صاحب بود که ذکر شرح نفس بالا گذشت راقم درسن تمیز از دیدار وی مشرف بود
است قصر چشیته صابریه از شیخ وی هویدا میگردید گوئی مصداق این شعر بود ۵ میتوانم بهشت
نهان عشق زمردم لیکن ۱۲ زردی رنگ رخ و خشکی لب را چه علاج به سوی قوت باطنیه قوت ظاهری نیز میدانستند
که مکابات زور آوری وی درین دیار مشهور ست روزی راقم در جامع ایستاده بود میر عزیز علی پهلوان
که تمثال قوتش درین شهر مشهور ست ذکر لیاقت و قوت وی بیان مینمود که بار کشیر قوتش دست خود
پیشش بردم وی صاحب مرا در دوش انگشته سه بار دوسه گز فقد تا گاه فقت آن نتوانستم

گفتم میان صاحب گذارید دستم شکسته میشود انتهی گویم آری کمال قوت باطنی وی در پرده
طاقت ظاهری اظهار کرامت می نمود در یازدهم جمادی الاول عشر سنه خمس صد سیزدهم وفات یافتند و در
موضع پیلی که بطرف شمال از رامپور واقع است مدفون گشتند **ذکر بعضی از میان** نام وی کمال الدین است
و عرف رهبری میان مرید و خلیفه شاه درگاهی بود که ذکرش بالا گذشت و در محبت و عقیدت شیخ در وقت
خود نظیر نداشتند و تعمیر روضهٔ شیخ خود وی ساخته اند و هر سال عرس او شان میکردند و در
شغل و اشغال تا دم مرگ خود را مشغول داشتند و از نیرگان غلام جیلانی خان رساله دار بودند که یکی
از اعظم روسای رامپور بوده است وی ترک دنیا کرده فقر اختیار کردند در چهارم رمضان سنه یکهزار
و دو صد و شصتا و چهار وفات یافتند **ذکر اخوند محمد** از اولاد عباس بن عبد المطلب رضی الله عنه بودند و مرید
و خلیفه شاه درگاهی بودند و اهل وجد و سماع و وجد میکردند و معترض را جواب می دادند که من اجازت
سماع از شاه صاحب میدارم مولد و موطن وی نجاب بود در سوم رمضان و عشر ششم صد سیزدهم
وفات یافتند و در احاطهٔ مزار شیخ خود مدفون گشتند **ذکر حاجی سعادت علی**
از اصل نسل سادات لوگانوان بودند در خردسالگی پدر و مادرش ویرا همراه خود بمکه معظمه برده بودند
مراجعت بوطن در میان راه پدرش ویرا تنها گذاشته فوت کردند و مادر او قبل از رسیدن مکه
در راه فوت شده بود وی همراه دیگر کسان بموطن در قصبهٔ مذکور رسیدند اقربای وی از مذهب
شیعه بود چون سعادت ازلی مدد گار او بود وطن را گذاشته در مراد آباد تشریف آورده بمسجد محمد
سعید خان قیام نموده چیزی از علم صرف و نحو خواندند بعد دو سه سال در بلدهٔ رامپور رفته تحصیل
علم ظاهری ضروری کردند و هم در اثنا وقت ملا بعلی بخدمت میان فهیم شاه صاحب که ذکر شریف بالا
گذشت رسیدند و مرید شدند بعد روزی چند بتجرید و تفرید را دوست داشته در خلوت و جلوت
تحصیل علم باطن مینمودند و هم در ینحال تکلیفات و ریاضات و مجاهدات بسیار کشیدند اما دروازه
دامن شیخ را نگذاشتند و دوام مراقبات و مراقبات خود را مشغول میداشتند تا آنکه شیخ ویرا اجازت
و خلافت داده بعد انتقال شیخ چند کس را ارشاد کردند و بعضی را اجازت دادند و علم ادراک

نسبت زنده و مرقی خوب می فهمیدند و بر در اهل دنیا نمی گردیدند تا آنکه عمر خود را در حجره مسجد شیخ خود گذارند و بعد متاهل شدن چند سال در سنه تسع و ثلثین بعد الف رمضان سنه هزار و دو صد و هفتاد و هشت فوت کردند و زیر قدم شیخ خود مدفون گشتند و یک پسر و عقب گذاشتند و با اینهم بسیار مهربان بودند هرگاه ببرادر آباد آمدندی بمسجد مذکور قدم رنجه میشدندی و از مودت سابقه هم سنگی که با من بود دریغ نمیداشت را القدوم خود مشرف میساختندی ذکر محمد عبد الصمد المشتهر بمنت خان در ابتدای حال در فرقه سپاهیان نوکری میکردند و بظاهر لباس برطرز سپاهیگان بودند و در باطن سینه شور عشق حقیقی میداشتند و در پرده طلب مقصود اصلی ریاضات و مجاهدات میکشیدند و صحبت سالکان و مجذوبان می بردند لیکن در حسب وجوه درویش سالک کامل میبودند الغرض نام نامی نامدار خان رحمة الله علیه شنیده بخدمتش در پنجاب رسیدند که سلسله ایشان بواسطه بحافظ جمال الله رحمة الله علیه راه میرسد چونکه خالص جذبه صوف را حاجت ریاضات و مجاهدات نبود و شیخ در اول وهله بتصرف همت نسبت نقشبندیه مجددیه مودع داشتش متمکن ساخته باز او را مسترشدان اجازت و خلافت داده رخصت کردند و ایشان از انجا رخصت یافته در بلده کوئل و سادات آباد وغیره بود و اتر ولی که مسکن و مدفن ایشانست بتعلیم ظاهر و باطن مشغول گشتند و در باطن خود تاثیر داشتند که چند کس از شرک توبه کردند و ببرکت فیض صحبت ایشان موحد گردیدند و مشرف باسلام شدند و تا حال بر تعلیم ظاهر و باطن ایشان بدل و جان مشغول اند و ایشان حالی قوی داشتند و قوت توجه ایشان در مسترشدان اثری بلیغ داشت تا آنکه یکی از علمای فحول بود و شاگردان خود را برای آزمودن اثر توجه نزد ایشان فرستادند و ایشان بمجرد ملاقات مذکور هر دو را مرید کردند و توجه مادون چون ایشان ببرکت فیض تربیه ایشان آگاهی بعلم الیقین یافتند بنحوی که خلاص شده سراسر خلاص بدست ایشان نهادند و معتقد و مطیع ایشان شدند تا آنکه فیما بین استاد و شاگردان نوعی شکر رنجی افتاد استاد موصوف متقی و متورع بودند و حکم اطیعوا الله و اطیعوا الرسول بگوش دل شنیده بودند و هستی خود را بکمال خشوع عشق فنا کردند و متاع فانی خود را فروخته و موهوبه متاع باقی را خریدگردند رحمة الله علیه

دارمریدان خالصاحب یکی مولوی حسین شاه بخاری تخلص بشکن بودند کمالات ایشان از کتاب
خلعت الهنود که در رد کتاب اندرمن تالیف کرده اند بر ظاهر است حاجت بیان نیست درین سال سفر
یکبار رود و مشتاد و پنج وقت تحریر این اشنیده شد که ایشان در بلده بهوپال فوت شدند خان
صاحب موصوف با اینهم بسیار مهربانی و شفقت میفرمودند اول ملاقات من با ایشان در شهر اکبرابادو باز
هنگام رجعت اکبرابادو در بلده کول شده و بعده اوشان براداباد آمده غریبخانه را بقدوم خود مشرف
ساختند روزی ازمن فرمودند پیش ازین فقیری بودم یعنی قبل از پیری و مریدی در گوشهٔ آواره
که برخیز وقت نماز فجر است سید قربان علی و سید فضل حق برادر ساکن اترولی از خردسالگی
خادم خوش عقیدت ایشان هستند و باعث تزوج ایشان دکهنت قصبهٔ اترولی این هر دو برادر شدند
و خانصاحب در مرض موت سید قربانعلی را طلبیدند و پیش خود نشاندند مصروف همت گردیدند و خلافت
و خرقه داده قائم مقام خود ساختند و همدران مرض سنه یکهزار و صد و هشتاد و فوت گردیدند و در قصبه مذکور
مدفون شدند و دو فرزند ارجمند درعقب گذاشتند رباعی تاریخ تصنیف مولوی حسین شاه مذکور
که بر مزار شریفش کنده است این رباعی

این بنده محمد است هادی جاوید که از نور یقین یافته دین تابنده
سال سفرش چو پرسی از عقل بگو در خلد برین مسکن او باد آینده

و هم شریفش گویم بدست احدی جناب عبدالصمد است بنده دیگر از ان تاریخ تصنیف سید
فضل حق که انهم بر مزار شریفش کنده است سه بیت ازان نوشته می آید

روز یکشنبه تاریخ سیم وقت زوال ۰ در محرم شد ازین دار فنا سوی ارم ۰ در فراق صورت آن قدوه اهل وفا
بود طالب بر یکی در رنج و اندوه و الم ۰ بهر تاریخش بسر با لطف فرمودید گفت ۰ کعبه اهل طریقت قبله اهل کرم

بعد فوت ایشان اتفاقا در اکبرابادو رفته بودم و سید قربانعلی آنزمان در انجا بودند از جهت معرفت
سابقه بملاقاتش رفتم و ایشان را سینه بریان و دیده گریان دیدم و لغزها می آه پرورد او شنیدم
اهل من مزید باد سلمه الله تعالی

ذکر خلیل احمد خان صاحب

ساکن شاهجهانپور نسبت باطن تعلیم و تلقین شریف سلوه تبخیا از انحضرت صلی الله علیه وسلم میدهند طی سلوک خود از خواندن آن درود
[illegible] از اهل [illegible] تعلیم می فرمودند و بر محل اجابت [illegible] دوران

و بود و مقرر بست بلا لفظ معنی بالموجود الا الله شاه میفرمودند حضرت مولانا سید محمد حسن سلمان قصبه سهسوان
مرید و خلیفه ایشان فرمودند با آنکه امی بودند آنچنان کلام توحید بیان فرمودند که مستعمان حیران میشدند
و هم بار بستم نقل فرمودند که وقتی ایشان در امیهور بودند تشریف بردند مولوی غلام علی نامی یکی از علمای محل امیهور بودند
بلوازمت ایشان باو گفتند که چیزی بیان فرمائید می گویند هیچ بیان نمیتوانم کنم گو اکه علم و سلسله بست پس ایشان
بیان حدیث فرمودند بعده وی مریدایشان شدند و در بعضی اوقات از کمال غلبه توحید بهم میزدند الله الله میکرد
ایشان گفتن نتوانستند و در آنزمانه که جناب سید احمد از دهلی در شاهجهانپور تشریف بردند مولوی محمد
اسمعیل و جناب برای ملاقات ایشان آمدند در میان کلام گفتن نام ذات پاک ایشان از مرور افتاده نام حضرات چهارگانه
که پیر کبار ایشان بودند شمار فرمودند یعنی نام ذات پاک را مگویند مولوی محمد اسمعیل گفتند که رسالت پناه
اسم ذات میفرمودند شما گفتن نتوانستند مولوی احمد خان گفتند مولانا ولایت نبوت را برابر میکنید پس مولانا
ساکن شدند و هیچ نگفتند و مرزا امام الدین در شهر اکبرآباد با بنده تقل کردند که وقتی در شاهجهانپور نوکر بودم
روزی من بخدمت ایشان رفتم و طلب فیوض باطن نمودم ایشان عرض داشتم فرمودند فردا بیائید فردا
رفتم از من مصافحه کردند کیفیت آن به بیان نمی آید و هیچ دین و حال بی قصد خیال مولانا فخر الدین بخاطر من نگذشت
این خطره بخاطر نگذشته بود که خانصاحب موصوف مرا گذاشته فرمودند که شما و طریقه مولانا مرید نشوید
گفتم پدر من در طریقه ایشان مریدند فرمودند قریب بود که کار شما بانجام رسد اما صورت مولانا پیش من نیامد
آمد مرا از آن صورت شرم آمد در سیزدهم صفر برحمت حق پیوستند مولانا محمد حسن مصنف خلیفه ایشان از ایشان
و دو دق بودند و صحبت مولانا شاه عبد الغنی یافته و مظهر اخلاق حسن بودند در تدریس و تحقیق مثنوی مولانا
رومی و فقیهی وافر داشتند و اکثر اوقات اشعار آن بر زبان میخواندند و حظی از آن بر میداشتند و مستفاض از وجود
سوز و گداز می آمد خلق بسیار از برکت صحبت و مستفیض شده اند و اجازت و مدون کور یافته
وی در هفتم شعبان سنه یکهزار و دو صد و شصت و هفت وفات یافتند و در شهر اکبرآباد مدفون گشته
ماصر احمد خان مرید و خلیفه پدر خود و خلیل احمد خالد صاحب موصوف بود نزد راقم در شاهجهانپور بخدمت
ایشان رسیده دید که لباس درویشانه نداشتند و آثار بزرگی هم ماصبه وی هویدا پس از

ملازمت باسن سبحانه و تعالی نسبت کردند غیبت آن پیران از تحریر و تقریر است دو روز در کنجا ماندم هر روز
وقت صبح و شام از برکت صحبت خود مرا مستفیض میساختند و اخلاق میکردند چون دیرا جذبی و حالتی پیدا میشد
کلمات توحیدانه میفرمودند یکبار در اثنای سخن اسم ذات خواندن شروع کردند و دران تغیر حال بآواز بلند
فرمودند تا نفخه من نام که در تکبیر اولی میگویند با انکه امی بود لیکن بیان مطلب و مضمون اشعار مثنوی مولانا رومی
مینمودند و ترجمه ان شروع کردند و اشاره بان میکردند وقت رخصت مرا اجازت مع سلسله شریف مذکور دادند
و بر حسن اجابت آن ملاحظه و واسطه جناب رسالت پناه کما حقه تعلیم فرمود و رخصت کردند پس از دو سال ازان
در راجپوتانه تشریف اورده بودند در دوم جمادی الاول سنه یکهزار و دو صد و شصت و سه هم در انجا دفات یافتند
و قریب جامع مسجد نو زیر دیوار عظمت الله خان که خلیفه وی از اهل شوق و ذوق و برادر زنوجه وی بود
مدفون گشتند رحمة الله تعالی علیهم و هم دران زمان در شاهجهانپور بخدمت مولوی عبد الحق
خلیفه حضرت شاه غلام علی مجددی رحمة الله علیهما دهلوی رسیدم چون تسلیم ادا نمودم نشستم مستر شان
بیباک وی پیش از کلام از وی اشاره نمودند یعنی این فلان است که بخدمت ناصر احمد خان نامزد باد
آمده است دانستم که قبل ازین با ایشان خبر آمدن تو بخدمت خالصا حب شان نوشته اند و ازان جا
که در اهل شهود وجود یه و مشهود یه باهم اختلافیست وی حضرت چند کلمات به نسبت خالصا حب فرمودند
که چون گران آمد بعد از ساعتی وی حضرت بر لطیفه سر من صرف همت کردند و از سروری که داشت
فرمودند مرد بزرگ و صاحب نسبت نقشبندیه و اهل طریقت مجددیه بودند و هم درین ایام صحبتهای
بسیار یافته رحمة الله تعالی علیهما در هفتم محرم سنه هزار و دو صد و هشتاد و چهار
برحمت حق پیوستند و در بلده مذکور مدفون گشتند حیف صد حیف ۵ حریفان باده ما خورده
تهی خم خانها کردند و رفتند ذکر احمد صاحب خلف اکبر صاحب خلف اصغر صاحب خلف
شاه علم الله بدریافت انکه رسالت پناه در جهیز فاطمه زهرا رضی الله عنها سنگ سیاه زیرین داده بودند یا
بالا بدینه رفته بودند وقتی راقم در سهارنپور بخدمت مولائی و مرشدی حاضر بود حکیم سعید الدین ساکن شهر مذکور
که پای وی اعوج و خشک بود مرید و خلیفه سید حسین صاحب بود و مذدی مولانا الله هو فرمودند و من در ان مجلس وقت

همراه مولانا حاضر بودم حکیم صاحب زبانی سید صاحب نقل کردند که فرمودند جدم دعا می کرده باشند که الهی اولاد مرا چنین دهنا ندهی که ترا یاد ندارند و فرمودند که روزی من مراقب نشسته بودم همانا مرا طلب داشتند گمان بردم که شاید برای خرچ روزینه طلب میدارند و دل گفتم که دعای جد ایشان باجابت رسید که از افلاس دنیا ما را نوعی عبادت میسر می آید بخانه نرفتم و بر مزار احمد رفته مراقب شدم بعد که جسد م نصف از قبر بیرون برآمد و رو بقبله دست برداشته در حق من دعا فرمودند از انروز الله تعالی افلاس دنیا از من برداشت انتهی و راوی حال جناب سید احمد و غلبه شوق طالبعلمی از برای بر پای در دهلی تشریف آوردند و در مسجد اکبرآبادی آمده بخدمت شاه عبد الغنی حاضر شدند و چیزی از علم صرف و نحو خواندند اما علاقه شان بعلم باطن بیشتر بود پس بخدمت شاه عبد العزیز رحمه الله رسیدند و مرید شدند و وی مرید پدر خود شاه ولی الله و وی مرید پدر خود شاه عبد الرحیم و وی از اعاظم اهل زمان خود بود و کمال این هر سه بزرگوار از تصنیفات ایشان اظهر من الشمس است حاجت به بیان نیست و در قول سید الشاه ولی الله موصوف بشیخ الاجل شاه عبد الرحیم صحب شیخ الکبیر اجلهم ثلثة او اعلم خواجه خرد صحب الشیخ احمد السهرندی الشیخ الهداد و خواجه حسام الدین صحب خواجه محمد باقی و ثالثهم السید الله صحب الشیخ آدم البنوری صحب الشیخ احمد السهرندی صحب خواجه محمد باقی و ثالثهم الخلیفة الاول صحب ملا نور الدین محمد صحب الامیر ابا العلا بعد چند مدت ایشان بسفر کردند و از خدمت خدا شناسان مفیض باطن حاصل کردند پس از ان در لشکر نواب امیر خان بهادر رفتند بعده ترک دنیا کرده بمجاهدات و ریاضات بسیار نموده بتکمیل باطن گردیدند و باز در دهلی تشریف آوردند مولوی محمد اسمعیل و مولوی عبد الحی باتفاق بخدمت ایشان استمانا حاضر شدند که حضور قلب در نماز چگونه شود ایشان بر استحکام ایشان واقف شده تبسم نمودند و فرمودند که امشب در حجره دو رکعت نماز در پس من بگذارید پس ایشان نماز بگذاردند بعد ازان هر دو را دو رکعت نماز جدا جدا خواندن فرمودند چون ایشان بنیت نماز بستند از پرتو صحت و توجه باطن ایشان تمام شب در استغراق ماندند صبح آن مستغرق گشته هر دو مرید بخدا شدند بعد چند مدت ایشان قصد حج کردند و ایشان را همراه گرفتند چون در دهلی باز تشریف آوردند راقم خرد سال بود صورت و شمائل ایشان را بخاطر نماند پس از انجا از راه کلکته و بمبئی بمکه رسیدند بعد از ادای مراسم حج خانه کعبه قصد جهاد نموده بانه از راه مذکور در

هندوستان تشریف آوردند و مسلمانان پنجاب را بر تحریص جهاد تعلیم فرموده بفیر عام کردند و نیز نیچر
بصوبجات هندیه متعلقان نمودند و آنچنان همت بامر جهاد گماشتند که مسلمانان هندوستان را بلوله و آتش
و پدر را و پدر پسر و دختر را از زوج موجه را گذاشته همراه آنجناب شدند پس از آنجناب بحوق جوق از رهگذر
اطراف ملک افغانان درستاوله نیز و پنجتار رفتند و بر اعلاء کلمة الله و رسوله جان و مال خود را فی سبیل الله فدا کردند
و مسلمانان کشمیر را دعوت فرستادند چنانچه در ماه صفر سنه یکهزار و دو صد و چهل و شش هجری مسلمانان بلوله مراد آباد
مسلح سه هزار پیاده و سوار بهشت آنه بخدمت آنجناب ارسال داشتند و از جواب خط سیدی آنجناب
معلوم گردید که اطراف هندوستان مسلمانان مرا باد رسیده قصد تهور و دلیری غازیان جنگ با کفار سکهان در ولایت
خراسان هندوستان مشهور و معروف است طوالت را در اینجا مختصر گفتگوش آن نماند آخر کار سکهان با غازیان و کفار
فجار با خدای و پیغمبر یعنی افغانان بر عهد و پیمان و تبه کار دولی و نیان بسیار بگلی و سمه بر سر غازیان از
بالای کوه تاخت آوردند و غازیان بشجاعت شعار شهید یافتند و مولوی محمد اسمعیل داد شجاعت داده
کشته شهید شدند و مولوی عبد الحی قتیل از این معرکه در راه کاهل بعارضه بهت و لرزه موقوف شده بودند و احوال
شهید ان بازنماندن ایشان سید احمد در یافت هیچ کس نرسید لیکن از بعضی آمدگان آنجناب و شخصی
که پس پشت آنجناب همدران معرکه ایستاده بود معلوم گردید که از ضرب بندوق که بر رکبه ان جناب
آمد بر زمین جنگ رسیده بود و هر چند میدان جنگ شسته دیدند و الله اعلم و گویند شخصی افغان از قوم کدوزی
بر پشت خود سوار کرده برد و این معرکه در سبت هفتم ذیقعده سنه یکهزار و دو صد و چهل و
شش واقع شد و شکه او در خاتمه کتاب صراط المستقیم این عبارت مذکور است باید دانست که انوار سعادت
بر جبین ایشان یعنی سید احمد صاحب ظاهر و باهر بود تا آنکه حضرت ایشان را بمولانا الشیخ عبد الحی
و طریقه نقشبندیه بیعت میل شد و از ایشان حصول سعیت توجهات اویشان معاملات
بس شگرف رو نمود که بسبب آن کمالات طریق نبوت و مقامات طریق ولایت بر احسن وجوه
جلوه گر دید و اول و افضل آن معاملات آنست که حضرت ایشان جناب رسالت
مآب را بخواب دیدند و آن جناب سه خرما بدست مبارک خود حضرت ایشان را خورانیدند

بوصفی که یک یک خرما بدست مبارک خود گرفته در دهن حضرت ایشان می نهاد بعد ازانکه بیدار شد نفس خود را اثر ازان رویای صحه ظاهر یافتند و همین واقعه ابتدای سلوک طریق نبوت محصل شد بعد ازان روزی جمل مرتضی کرم الله وجهه فاطمه الزهرا رضی الله عنها را بخواب دیدند پس علی مرتضی حضرت ایشان را بدست خود غسل دادند و شست و شو کردند مثل شست و شو کردن اباء مظال خود را جناب سیده لبابی پس فرزند بدست خود ایشان را پوشانیدند پس بهمین واقعه کمالات نبوت نهایت جلوه گر گردید و عنایت ربانی و تربیت یزدانی بلا واسطه احدی متکفل حال ایشان شد تا انکه روزی حضرت جمل و علا دست راست ایشان را بدست قدرت خاص خود گرفته و چیزها از امور قدسیه پیش روی ایشان کرده فرمود که ترا اینچنین داده ام و چیزهای دیگر خواهم داد و حضرت ایشان را نسبت طرق ثلثه یعنی چشتیه و قادریه نقشبندیه حاصل شده انا بیت قادریه و نقشبندیه پس بیانش انکه بسبب بیعت یمن تبع جهات انجناب هدایت مآب روح مقدس جناب غوث الثقلین و جناب خواجه بهاؤ الدین نقشبند متوجه حال حضرت ایشان گردیده تا قریب یکماه فی الجمله تنازعی در مابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشان مانده زیرا که هر واحد ازین هر دو امام تقاضای جذب ایشان بتمامه بسوی خود مینمودند تا انکه بعد انقراض زمانه تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزی هر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوه گر شدند و تا قریب یکپاس هر دو امام بر نفس نفیس ایشان توجه قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا آنکه دمدمان یکپاس حصول نسبت هر دو طریقه نقشبندیه ایشان گردید و انا بیت چشتیه پس بیانش انکه روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت خواجه خواجگان خواجه قطب الدین بختیار کاکی قدس سره العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب نشستند درین اثنا بر دوح فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و انجناب بر حضرت ایشان توجهی بس قوی فرمودند که بسبب آن توجه ابتدای حصول نسبت چشتیه متحقق شد بعد مرور مدتی ازین واقعه روزی در مسجد اکبرابادی واقعه بلده دهلی در جماعت از مستفیدان خود نشسته بودند چنانچه کاتب الحروف هم در سلک جمعیت بوسان متحفل هدایت منزل منسلک بود همه حضار ان متحفل سر بجیب مراقبه فرو برده بودند حضرت ایشان بر همه مستفیدان توجه میفرمودند

بعد انقراض اجل ملائکه مانوس بکاتب الحروف متوجه شده فرمودند که امروز حق جل و علا بمحض عنایت خود
بلا واسطه احدی اقتدام نسبت چشتیه بمارزانی داشت من بعد آن در تلقین و تعلیم طریقه چشتیه بازوی
همت شد و منتهی و قطب الدین شاه ولی الله و کد شیخ ابوالفیض شاه عبدالرحیم فاروقی بودند و نسب ایشان از طرف
مادر بامام موسی کاظم میرسید گویند خواجه قطب الدین بختیار کاکی در معامله باطن بر ایشان فوق بوده ند تا سیری خواهد شد
و در قطب الدین نام کسی در سنه یکهزار و نصد و هشتاد و چهار وفات یافتند غلام حلیم نام تاریخی مولانا
شاه عبدالعزیز در سنه یکهزار و دو صد و نه یکشنبه هفتم وفات یافتند ذکر شاه بغدادی
اسم شریف سید عبدالله است و ایشان سجاده نشین بغداد بوده ند و انتساب نسبت باطن و نسب ظاهر ایشان
بیازده واسطه بسید حضرت عبدالعزیز بغدادی فرزند حضرت غوث الاعظم قدس الله سرهما میرسد
مزار سید عبدالعزیز در قصبه اگره است که از بغداد سه فرسنگ است گویند از قضای الهی ایشان انتقال
کرده بود از فراق آن فرزند ارجمند غربت سفر اختیار کرده از بغداد در هندوستان تشریف
آورده ند و اهل طریقه ایشان میگویند چون در شاهجهان آباد رسیده ند مولانا فخر الدین در مظهر جانجانان
و حضرت علی شاه و شاه آبادانی و میران نانوه و میر فتح علی محال تعظیم و تکریم نموده پالکی ایشان را بر
دوش نهاده و اهل طریقه اخوند فقیر صاحب میگویند که ایشان هم پالکی شاه بغدادی را بر دوش نهاده
و حضرت شاه بغدادی حلقه ذکر از مریدان ایشان شنیده فرمودند که اخوند با شما این طرز حلقه را
از اهل طریقه نشنیده گرفته اید قدس الله سرا بهم گویند تصرفی داشتند که در هر شهر و قریه که
می فتادند رئیس و غریب آن شهر پالکی ایشان را بر دوش نهاده نذرانه پیشتر می آوردند چون وارد
رامپور رسیدند نواب سعید خان غفر الله رئیس شهر مذکور سعادت دارین خود دانسته مکلف اقامت
شهر خود گردیدند و ده آغا پور ایشان را جاگیر داده نذر و ریاوه ازین هم ایشان را فتوحات غیبیه کثیره در
گشتی میرسید تا چرخ بر فقراء و مسائلین میگردند و لقمات اوی اند که بکمال توجه و مناسبت روح غوث
پاک اکثر امور دینی و دنیوی از آنحضرت بر ایشان منکشف میشده باشد که بر کشف و اظهار آن مجاز باشند
چنانچه نقل مشهور است که تنبیه سبحانی میکردند در الهام و مکاشفه و یا از حسد خود ایشان را

معلوم گردید که عمارت مسجد بزودی انجام یابد فرستاد و فرمود از خلوت خانه بیرون آمدند معماران را و مزدوران را فرمودند
آنها باکه بگفته کلام ایشان بود زود فرود آید چون همه معماران و مزدوران فرود آمدند همه عمارت آن مسجد در
حال بفعل آمد بعد ازان از سر نو آن مسجد تعمیر ساختند چنانچه در احاطه پنجه مقبره ایشان در شهر مذکور تا حال استاده
است تاریخ انتقال جناب سید قطب معظم چراغ دودمان حضرت اعظم جنابتر از روح پاکش او در وقت
پنجشنبه دو وچار از محرم سنه خلیفه داشتند اول خلیفه مولوی امجد علی که ذکر شریف خواهد آمد دوم
مولوی نیاز احمد بریلوی سوم شمس الضحی اکبرابادی **ذکر مولوی امجد علی** سید السند محب العقرا والغربا
شیخ المشائخ طریقه قادری مولوی امجد علی ابن مولوی سید احمد جعفری خلیفه الاعظم سید السید بغداد بود و نزد
اهل طریقه ایشان میگویند که بارشاد جناب محبوب سبحانی سید السید برای تعلیم ایشان از بغداد در هند
تشریف آورده و نسب ایشان بپنجاه و هفت پشت بسید اسحاق بن امام جعفر صادق علیه السلام میرسد شیخ
عبد الحق محدث دهلوی در رساله مذکور بالا مینویسد که نسل جعفر صادق رضی الله عنه از پنج تن آزاد
و بس باقی مانده انتهی از انجمله یکی سید اسحق بهم میرسد مولد و موطن مدفن ایشان اکبرابادست در دوم ربیع الاول سنه
یکهزار و دو صد و سی و فات یافتند و در مدرسه قدیم واقع اکبراباد مدفون گشتند و اکبر اعظم خلیفه ایشان
داماد ایشان سید حکیم نور الدین بودند و حالا دو نبیره ایشان اولی سید امیر علیشاه دیندار و امیر ثانی
سید مظفر علی شاه فقیر باعزاز و اکرام تمام در اکبراباد سکونت میدارند سلمها الله تعالی و سید مظفر علی شاه
طریقه قادریه جد خود و طریقه نظامیه از شیخ نظام الدین سلمه الله پسر حضرت مولوی نیاز احمد بریلوی رحمه الله
حاصل نموده و اجازت یافته طلاب را تعلیم و تلقین میفرمایند و نیز صرف همت بران میکنند راقم رقمت قامت اکبرابادی
گاه گاه در مجلس ایشان میرفت و از اخلاق ایشان مسرت اندوز میگشت **ذکر حکیم نور الدین** ایشان از اصل
سید بودند و مرجع خلائق خاص و عام و اکثر مردوزن معتقد ایشان بودند مولد و موطن و مدفن ایشان
اکبرابادست و در طریقه قادریه مرید و خلیفه خسر خود مولوی سید اعلی بودند وی مرید و خلیفه سید عبد الله
بلگرامی بود و ایشان گذشت تبرش در بلگرام است اخلاق حمیده و قوی خصال سعید بوده میدانستند اگر از کسی تقاضا
خطائی یا عمدی متصور میشد در حق ایشان سرزده تا مقام آن نمی پرداختند بلکه عوض آن بر حسب تمنا میدانش کوشش

تبلیغ می نمودند آری بمصداق این شعر شیخ سعدی رحمة الله علیه بودند ۵ شنیدم که مردان راه خدا دل دشمنان
هم نکردند تنگ ۰ راقم باین صفت ایشان را دیده است ورحمت نفس خود را تصدم برد اردوستان مخلصان
پسند نمی داشتند وبرای تعلیم هر شخص بر مخلصان ستند وعلماء وفقرا را دوست میداشتند وچون
یکی ازین فرقه را نزد خود آینده میدیدند تا از در دیوان خانه استقبالش مینمودند وبر بالای مسند خود
جا میدادند وبالش برای او میگذاشتند وبوقت رخصتش همراه او تا بدروازه میرفتند ودر آخر عمر مسند
وتکیه ترک کردند وبساط پنبه را در دیوان خانه خود فرش ساختند چون بار دیگر از مراد آباد بدهلی تشریف
بملازمت ایشان رسیدم مابمن فرمودند شرم دارم که من بر مسند تکیه زده نشینم وخلق خدا بر فرش نشینند
لهذا بساط مذکور را گسترانیدم اکثر مردوزن مریدان ایشان میشدند وخاص هر سال در ماه ربیع الثانی در سلسله
قادریه بسیار مردان وزنان می آمدند ومریدان ایشان میشدند وایشان در ضبط اوقات وصفای معاملات
نظیر خود نداشتند چنانچه بعد ادای نماز تهجد تا وقت تسبیح مشغول بحق می بودند وبعد ادای نماز فجر از ورد و
وظائف مثل حزب یمانی وغیره فراغت یافته ونماز اشراق خوانده بدوستان وهمنشینان همکلام میشدند
وبعد گذشتن کیاس روز طعام تناول میفرمودند وبعضی مخلصان نیز در همین وقت آمده وقت میداشتند باینها
نیز بشفقت می پرداختند وبعد زوال معاً نماز ظهر فراغت یافته استراحت میفرمودند پس از باقی ماندن
یکپاس روز از خواب بیدار بوده واز طهارت ووضو فراغت یافته می نشستند بعضی خاص که معمول نشست
برخاست آنان این وقت بود نماز عصر بجماعت بایشان ادا مینمودند ایشان نماز مغرب بجماعت مسجد ادا
ساخته باز بمکان خود مراجعت نموده بعد یکدو ساعت از ورزش وغیره فرصت یافته برای تناول طعام
اندرون مکان می رفتند من بعد بیرون تشریف آورده مریدان ومعتقدان را بتعلیم وتلقین علم باطن میکردند
روزی بمن فرمودند که وقت ندا برای اینها نگاه داشته ام بعد ازان نماز عشا بجماعت خوانده واز اوراد
فراغت یافته بخواب رفتند وتسبیح وداشتند هرگاه امیر وغریب از شهر ویگر در بلده اکبرآباد میرسید الا در مسجد
که در محله ایشان حاضر شود راقم قریب دو سال گاهی ترک آن اوقات ایشان ندیده میگویند که فرزند اکبر ایشان سید
شاه علی جوان خوشرو قابل ولائق واهل علم بود فوت کرد وایشان اندران روز انتعاش معمولات خود هرگز ترک

کردند و بمقتضای رضا بالهی صبر کردند جزع فزع را در خود راه ندادند بالجمله سوم صفر روز جمعه وقت
چاشت نهصد و هزار و دویست و هفت رحلت سفر آخرت بر بستند و یک فرزند سعید رشید علی در عقب
گذاشتند و همین فرزند دلبند ایشان سید علی هست که اخلاص فرقه فقرا و اخلاق با خلصان و محبان میدارند
و جانشین پدر بزرگوار خود هستند و در اجرای طریقه ایشان مشغول اند و بامرائی طریقه سادات قادریه
و صفات معاملات ظاهریه و باطنیه مثل پدر بزرگوار خود میدارند و با عزاز و اکرام تمام بر اوقات پدر بزرگوار
خود شب و روز رونق افزای مجالس میشوند و طریقه و سنت پدر بزرگوار را فرو نمیگذارند و پدر و پدر بزرگ در حیات خود
ایشان را بخلافت و اجازت داده اند و علاوه ازین اثار نسبت زهد از ایشان و مخمور هیچم شب خیزان
از چشم و روی ایشان پیدا و هویدا است و آیات شان و شوکت سیادت از شره و جبین ایشان ظاهر و
آشکارا بسلمه الله تعالی الی یوم القیامه مرد پیر ادیدیم که لباس مانند مردمان عام میپوشید و دلش منیر است و بهره از
علم ندارد و کار و کلام خلاف عقل و نقل میکند چند کس از مردم اشراف و خوانده و ثروت دنیا و عشرت
ظاهر پرست پیدا کرده مرید و معتقد ان مرد شده اند شنیدیم که او را قطب الاقطاب میگویند و میدانند و میخوانند که او قطبیت
میدهد چنانچه بعضی را ازان کسان قطبیت داده است و آنمرد صورت پیری ضعیف مردمان را مینماید و
مردگان را در قطبه نیز مینماید چنانچه شوهران بیوگان را نیز مینماید بالتحقیق است که انها را با انتهاء زده یکی نیز میکنانند
و میگوید باین مرشد میرسد و مرتبه بالا از غوث میدارد و ملائکه را تعلیم میکند و در شب برات حساب ازان
میگیرد و از کرامات کاتبین اعمال نامه مردم گرفته می بیند و در وغ بر گردن قابل که آن پیر را خلیفه مولانا فخرالدین
میگوید الغرض و بس ازدحام تمام بدیدن آن پیر معتقد آنمرد شده بودند و بعد دیدن آن پیر با
من بیان مینمودند شبی با همراهی بس در حجره آنمرد نشسته بودیم ناگاه آن مرد گفت که شاه جیو می
آیند بیرون روید بیرون رویدیم بعده چون در حجره رفتیم دیدیم پیر ضعیف را که بر هنه
ریش دراز گلیم کشیده علطیده است چون آن پیر سخن گفتن آغاز کرد بعض کلام او ما نمیفهمیدیم و بعض کلام او ان
مرد میفهمید جواب در زبان او می داد بعد پس آن پیر از حجره بیرون آمدیم و میرفتم ناگاه دیدیم که آن
پیر گلیم انداخته بر بنه غائب گردید و شخصی از ان خاندان مذکور که قطب قعقبه سکونت و وطن خود است

بذریعهٔ عرائض در روز نامچه خبر قصبهٔ ولایت خود آن مرد را میرساند که در پنج از ینقدر اطفال پیدا شدند و در ان
تا پنج از ینقدر مردند و در ان شب مذکور از گفتهٔ ان مرد نقشه قصبهٔ مذکور و ولایت خود پیش آن بیرخواند که درین
و لانی طفل حرامی پیدا شدند و هفت ده حمل ساقط گردیدند و این قبیل مشهور است که اشخص بذریعهٔ عرضی از قصبهٔ ولایت
خود بتبدیلی گرفته بشهر دیگر رفته بود چند ماه از انجا تبدیلی خواسته و قصبهٔ مذکور باز آمد احوال کارگذاری انجا معلوم
مینیست که چندان اطفال حرامی و حملهای ساقط از ایندو شنیدیم که ازین روزنامچها و نقشجات دفتری جمع نموده است و این
مقامات بسیار او کتب سلوک مینویسند که انکشاف علوم از تزکیهٔ نفس و صفائی قلب حاصل آید و این قطب را انکشاف
عالم از عرائض روزنامچهائی مریدی میگیرد و دو هم تقلب انتظام عالم از نقشجات آن مرید میکنند و گویند کسی را
گناه پنج ساله و کسی ده ساله آینده را معاف میکنند و مردم خاص و عام ازین امور استعجاب اند و زبان طعن دراز میکنند
و پیر ظاهر است که آن خلاف قول و فعل متقدمین و متاخرین است و الله اعلم نقل است بزرگی محقق بارا قاسم
همدان فرمودند که شخصی او مرجع مردم خاص و عام بعد مرگ او پسر شش چنان بیان مینمود که پدرم قریب مرگ عمل
معمولی خود مرا وصیت کرد و گفت که چون در پایهٔ خانه روی معمول خود داری که سورهٔ فاتحه را معکوس بخوانی
و بر گلوهایت دم کرده محل غایط خود را صاف کنی این رجوع مخلوقات که بر تست بر تو خواهد شد چون در پایهٔ
خانه سورهٔ مذکور را معکوس خواندم مردی را دیدم گفتم تو کیستی گفت غلام تو م المطلبی پس پنج خدا
عزوجل باران کلوخهائی دم کرده استنجا کردم نعوذ بالله منها اینچنین گمراه اکثر اند و خود را فقیر میگویانند
و مردم نادان آنها را کامل میدانند نقل است شنیدیم از والد بزرگوار خود علیم الدین شاه ساکن بنیره
با بزرگی و فقیری مشهور پیری سفر با بود و مردمان دوی علم و اشراف مرید و معتقد او بودند مرموند که مرسوم
و همین قدر فیضی است و دو حیات خود قبری کنده بود اندران می نشست معلوم نیست دران چه میکرد
مولانا محمد صاحب ساکن سهسوان باراقم نقل فرمودند که برادرم و شخصی از دوستان ما دو هر دو مرید و معتقد علیم الدین شاه
بودند روزی اشخص مذکور ما را گفت انچه که حضرت ذکر را تعلیم کرده اند در ورزش آن مشغول باشید مرا
هیچ مشغولی نمیگذارد و گفت تنها بیا با تو نکته خواهم گفت چون آن هر دو پیر و مرید تنها شدند پیر گفت آن
اسم را که ترا در شجره نوشته دادیم آن همه را قابل لعن باید دانست مرید گفت بجا است همین نکته باقی

ماندہ بود کہ مرا سیچ انکشاف نگردید چون آن شخص مرید او باز بسبهسوان آمدہ آنچہ کہ از پیر گوہ
خورد بجہ برادرم بیان نمود از استماع اینحال بعد چند روز سال اعتقاد برادرم ازان پیر بکلیت انتہی یکبار دیگر
پدر بزرگوارم حسب الطلبشان صاحب از اہل علم دیندار متقی بودند و در چاندپور سکونت میداشتند روزی بحضرت
مولانا و مرشدنا فرمودند کہ احسان علی شاہ نسبتی دارند الا آن از سینہ فقیر نیست قدس سرہ بجہت قدمبوسی حضرت
مرشدی مرا اتفاق سفر مانکپور شد نیز افتادہ بود در منزل چاندپور بخدمت ایشان رسیدم در آنزمان رشدی ہر دو
عین ایشان زائل گردیدہ بود تسلیم نمودہ گفتم این ظالم بس شقاوت بزرگانہ فرمودہ مرا مدعو نمودند ہر چند انکار
کردم قبول نکردند در خیال پرسیدم کہ حضرت از کدام بزرگ بیعت میدارند فرمودند کہ از اہل این سلسلہ
لیکن پس ازان ظاہر گردید کہ او رافضی بود بعدہ نزدیک یکدو فقیر رفتیم اما چیزی گل نگردید الحمد للہ آنچہ
نسبتہا طریقہ سہروردیہ کہ او مرا تعلیم کردہ بود میخوانیم و میکنیم در باب نسبت ایشان انچہ کہ حضرت مولائی فرمودہ
بودند ہمچنان بود و ان نسبت ایشان از برکت آن تسبیحات بود مولانا روحی فرمایند سالہا باید کہ سر
آدمی آشکارا گردد از بیش و کمی فکر پیری و پیر مولانا ہر دو را دیدیم خانہ نشین بودند و متوکل و بظاہر مرتب فقیر
و فخور نبودند و ہر دو متزوج بودند پیر اولاد داشت و مرید نداشت و صورت و لباس مانند مشائخ و علمای
داشتند و طعام تسلیل میخوردند و نفس بالفقر و فاقہ گوشمالی میدادند و بفکر و ملاحظہ تربیت مشغول میداشتند و ہر دو
تارک صلوٰۃ بودند و استعمال آب نمیکردند نہ اینکہ محل بول و غائط می شوئیدند یا نمی شوئیدند مرید چیزے
از علم ظاہر نیست لیکن بسیار مقرر بود قرآن مجید را بنجا رسینہ پیغمبر میگفت و نحرف و الفاظ و آیات قرآن بگوید
را کلام الہی نمیدانست و میگفت در شیشہ پارچہ چیزی زنان را کہ فتہ کاغذ میسازند و بر آن خود مینویسند و میگویند
این کلام اللہ است نعوذ باللہ منہا روزی پرسیدیم از وکہ جوگیان بر ریاضات و مجاہدات بطلب خود بر منزل قرب الہی
رسیدہ یا نہ گفت ہر کہ بر طریقہ دین خود طی سلوک کند بمقام وصول میرسد نعوذ باللہ قائل آن در ورطہ بعیت و طریقت
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گمراہ است باید دانست کہ مقصود ہر پیغمبر یکی است ما طریقہ حصول آن مقصود ہر نبی را جدا
جدا است چون پیغمبر ما خاتم انبیا اند لہذا طریقہ حصول آن مقصود پیغمبر ما ناسخ و خاتم طرق پیغمبر است پس اگر
کسی بغیر استعمال حصول آن مقصود در طریقہ دیگران داند کافر گردد **ذکر طریقہ چشتیہ** تو ابع و سلاسل تیرا شتہ

وته بند همی بندند وگلیم میپوشند وبعضی ازان سوای شراب قلیان وغیره میکشند
وتارک صوم وصلوة اند والفاظ اختراعی خلیفه را تعلیم بامن درحق خود میدهند وآن اینست
الله لک لا لک لی لک هو لی لت لا لک لولت هو میم هو میم هو میم هو بدوح هو پیر وقبور را
طواف وسجده میکنند وخود را خلیفه شاهی میگویانند ومردم آنها را نوشه شاهی میگویند خلیفه
را چیده وبزرگ زیاده ازین الفاظ دیگر مثل نوشه هو وغیره در ذکر خلیفه آورده ام لنعوذ بالله من شرور
الشیطان **ذکر طایفه رسوشاه** تابعان او موی ریش وبشره وابرو مستر اشند وپارچه
سفید مانند کاه از اوان برسر می بندند وته بندی میبندند وخاکستر تن وروی مالند
وسکرات شراب وغیره مینوشند وقال توحید وجودی بحال بیشتر میدارند وبعضی ازان قلت طعام
وترک منام نیز میکنند وتارک صلوة اند وهیچ اعمال ظاهر نمیکنند وقتی مرا همراه حاجی عطاحسین
صاحب ابوالعلائی برای زیارت کبار سفر دهلی افتاد چون بدهلی رسیدیم بر بالای خانه مکان
اشنا وحاجیصاحب تا سله چهار روز ماندیم ودرانمکان یک صفحه بقدر چهار انگشت ازجائی دیگر بلند
بود حاجیصاحب بران نشستند روزی ناگاه بقصد دردلم خطره گذشت که نشیمن خود تبراشم باحاجیصاحب
بیان نمودم گفتند بلی همچنین دردلم گذشته لبعد این خوابگاه من نشستگاه خلیفه رسول شاه است واین
همه مکان نشستن برعایت مریدان اوست وباآنکه در آنزمان او زنده نبود یکی از مریدان او هم درانجا
نبود ولنعوذ بالله منها ومن اثر الشیطان ذنائبه وتوابعه ☆

باب پنجم در ذکر پیشوایان شطاریه ذکر واحوال اکابر شطاریه درکتب مذکور بالا دیده نشده اما صاحب
اخبار الاخیار واقتباس الانوار حال شیخ عبدالله شطار چنان مینویسند اما کسی دین سلسله در ملک هندوستان
آمد شیخ عبدالله شطاریه بود ووی از اولاد شیخ شهاب الدین سهروردی است اورا رساله ایست مشهور در بیان طریق شطاریه
واذکار واشغال ومراقبات ودر اول رساله نسب خود تا شیخ شهاب الدین سهروردی نیز
ذکر میکنند وسلسله ارادت وی از پنج واسطه بشیخ نجم الدین کبری میرسد سلطوت شوکت ظاهر وباطن
داشت مرشد وقت خود بود ودر تلقین اذکار واشغال که مخصوص بسلسله شطاریه است متعین ومنفرد

پیروی رفت رخصت نمودن هندوستان وصیت کرده بود هر جا که میرسی کوس معرفت آشکارا گردانی
که کسی که طالب خدا باشد بیاید تا ارشاد نمایم و پیش هر مشایخ که میروی با وی خواهی گفت که
اگر شما چیزی دارید بمن ایثار نمائید والا آنچه ما داریم دریغ نیست پس وی با صوفیان بسیار از
خلق بشمار از ولایت روان گشت و در هر شهر و قصبه که میرسید مثل ملوک خیمها بر پا کرده فرود
می آمد و موافق وصیت و حکم پیر خود در هر شهر که میرسید نقاره میزد تا امید آنکه طالبی هست
که بیاید تا او را بخدا راه نمایم و با هر فرقه سلوک مینمود چون در مجالس می نشست هر سو نگاه میکرد
و میگفت که اینجا تخته سیاه که عبارت از طالب علماء پرشبهه بی اعتقاد باشد تا سخن نهد
گفته شود و چون رفته رفته منزل وی در باغ شهر مانکپور واقع شد شهرت گرفت حضرت مخدوم
حسام الدین مانکپوری در آن سید حامد شاه سیدوی هر سه بزرگ یکجا نشسته بودند مخدوم حسام الدین را از کمال بردباری فرمود که شیخ عبد الله مسافر است و من مقیم
مناسب آنست که من بدیدن شیخ روم پس در حال برخاست با هر دو یار مذکور روان گشت چون شیخ
عبد الله از آمدن ایشان آگاه شد از خیمه برآمد و گفت میترسم که مبادا از آتش فقر را در شیخ حسام الدین
خیمه بساط من بسوزد پس ملاقات کرده باهم گرد سایه درختی نشستند بعد از ساعتی شیخ عبد الله
موافق رسم خود اظهار نمود که توجه کرده چیزی مرا بفرمائید که طالبم والا آنچه من از پیران خود یافته
ام حاضر است مخدوم شیخ حسام الدین از کمال استغنا و فوقیت جواب کرد که من آن قسم چیزی ندارم
که بخدمت شما اظهار نمایم و آنچه از پیران خود یافته ام از مطالعه آن فارغ نشده ام که چیزی دیگر را بشما
بیاموزم شیخ عبد الله را از جواب پسندیده مخدوم حالی خوش شد و گفت الحمد لله در هندوستان
یک عارف کامل را دیدم که همای همتش از کونین برگذشته است بعد از آن شیخ عبد الله چون بمانکپور رفت
اکثر مردمان تربیت بعید آنجا بوی تربیت یافتند مردی بزرگ بود و نفسی با برکت داشت و تلقین
او را اثری کمال بود چنانچه در این ملک کفر سلسله والی الآن جاریست گویند که چون طالبی پیش
او می آمد برای امتحان عقل و هوش او نان جوارش برای او میفرستاد و کسی از بردی

برسیگماشت تا به بیند که دمی نان با ماهی خورش بسیار خورد یکی از آن ماهیان مگر برابر بیخ دندان او پیدا شد
فراست و هوشیاری او میباحث چیزی از طریق ذکر باطن مبغر مود و اگر میدید که یکی از دیگری
باقیماند این دلیل بر عدم ضبط احوال و بیخبری او میکرد و چیزی از جنس دعوات و اوراد و آنچه
بظاهر تعلق داشته باشد می آموخت و صاحب مراة الاسرار میگوید اول کسی که در سلسله
قیفوریان موسوم بلقب شطار گشت شیخ عبدالله بود و معنی لفظ شطار تیز رو است و در اصطلاح
صوفیه علم شطار شغل باطنی را گویند که از کسب آن فنا فی الله و بقا بالله حاصل میشود و چون شیخ
آن شغل علم شطار را کما حقه عمل مینمود بآن صفت موصوف گشت از آنزمان پیروی شیخ محمد عارف
او را مخاطب بلقب شیخ عبدالله شطار گردانید از آنوقت سلسله شطاریه انتشار یافت و مریدان
او نیز باین لقب مشهور شدند و شیخ محمد غوث گوالیاری از اکمل خلفای سلسله وی است و وفات
شیخ عبدالله شطار در سند و قبر او در آن قلعه مند وست رحمة الله علیه شیخ بدهن شطاری
از اولاد شیخ عبدالله شطاریست در زمان سلطان سکندر کوس شیخوخیت و ارشاد بر تربیت میزد
و بر طریقه شطاریان میگذرانید ذکر سلسله حسینیه بخاریه مینویسد که منشا و جمیع فرق صوفیه
حضرت علی کرم الله وجهه اند بتخصیص منشا سلسله سادات الناشاند سید المتاخرین کبار این
سلسله سادات بخاریه و منشا و نسبت مقامات حضرت سید جلال مخدوم جهانیان بخاری رضی
الله عنه خوارق عادات ازوی صادر شده که هیچ کس از این طایفه متاخران ظاهر نشده و بر اهلیت
و اجازت ارشاد چند شایخ اهل ارشاد رسیده بود ظاهر بیعت و ارشاد تمام از شیخ رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صدرالدین
بن شیخ بهاء الدین ذکریا سهروردی و از شیخ نصیر الدین محمود چشتی چراغ دهلی یافته و در
خاندان وی همین دو سلسله جاری اند رسیوم خانواده سادات اهل بیت نیز جاریست و نسبت
اهل بیت شستگی نفس و بیزاری لذت اوست و حقیقت هر نسبت کیفیتی است که حلول کننده است
در نفس ناطقه از قسم تشبیه بفرشتگان یا دیدن عالم جبروت ذکر اکابر سلسله نداورده کرت بکوره صدر
این کتاب بنظر نیامد اما صاحب اخبار الاخیار ذکر مخدوم جهانیان میکند سید جلال الدین بخاری

لقب او مخدوم جهانیان است جامع استعداد علم و ولایت و سیادت او مرید شیخ رکن الدین
ابو الفتح قریشی است و خلیفه شیخ نصیر الدین محمود بالنام عبد الله یافعی رحمة الله علیه در مکه معظمه
صحبت داشته و در خزانه جلالی که از ملفوظات اوست از وی بسیار نقل میکند سیاحت بسیار کرده
و از بسیاری اولیا نعمت و برکت یافته و مشهور است که وی هر کرا معانقه کردی نعمتی که آنکس داشت
بستدی یعنی چندان توجه و خدمت کردی که آنکس بی اختیار بیشید و در وادن هر نعمتی که داشت
و در تاریخ محمدی مینویسد که وی اول خرقه از عم خود شیخ صدر الدین بخاری پوشید و کلاه از او
و خرقه تبرک از شیخ الاسلام سید المحدثین شیخ عفیف الدین عبد الله المطری در حرم شریف
نبوی علیه السلام و التحیة پوشید و مدت دو سال در صحبت او ملازم بود و کتاب عوارف و دیگر
کتب سلوک پیش او تلمذ نمود و اخذ طریقت کرد و تلقین دریافت و شیخ عفیف الدین فرموده که مقراض
راندن شما موقوف است در گازرون چون سید بگازرون رسید شیخ امام الدین برادر شیخ الاسلام
امین الحق و الدین گفت که شیخ امین الدین در وقت رحلت مرا وصیت کرده است که سید جلال الدین
قصد ملاقات من کرده از اچه و ملتان می آمد شیطان در اثنای راه او را در وغ باز نمود
که امین الدین از سرای مستعار بدار القرار خرامید سید جلال بخاری طرف مکه مبارک رفته است و
مراجعت در گازرون خواهد بود سید او را سلام من برسانی و سجاده و مقراض من بدو دهی و
مجاز و خلیفه من گردانی شیخ امام الدین همچنین کرد و سید السادات ازان هر دو چیز اجازه انواع
استفاده کرد و باز گشت و از شیخ الاسلام رکن الحق و الدین خرقه تبرک پوشید و در عهد محمد تغلق
منصب شیخ الاسلامی و سند خانقاه محمدی و سوستانی با مضافات مخصوص گشت و بعد از
گاه ترک همه کرده سفر کعبه مبارک اختیار کرد و او خلیفه چهارده خانواده بود و در عهد سلطان
فیروز کرات از آنچه در حضرت ربی آمد و فیروز مراسم اعتقاد و اخلاص آنچه بایدکاری آورد
انتهی مخدوم جهانیان را با حضرت علیه قادریه صحبت است و وی صوابی سلسله مذکور سمرقندیه
بیگوید که من فلان را دیده ام و وی شیخ شهاب الدین سهروردی را و وی شیخ عبد القادر

جیلانی را نقل است که وی روزی نشسته بود آتش از جامهٔ برجاست مستی خاک برگرفت و نام
شیخ محی الدین عبد القادر را بآواز بلند برخواند و خاک بجانب آتش انداخت فی الحال آتش
بست شد و لادت مخدوم شب برات سنه سبع و سبعمائة و وفات او روز عید قربان سنه خمس و
ثمانین و سبعمائة و مدت عمر هفتاد و هشت گویند امیر سید علی همدانی باوی ملاقی شده اند
سلسلهٔ زاهدیه منشا این سلسله از خواجه بدر الدین زاهد است وی مرید و خلیفهٔ فخر الدین زاهد
است و وی خلیفهٔ خواجه شهاب الدین در اخبار الاخیار است شیخ شهاب الدین حق گوئی
پسر فخر الدین زاهد است او را حق گو از آن لقب است که سلطان محمد بن تغلق حکم کرد که مرا محمد
عادل گویند او را زنیمی بحضور او ابا کرد گفت ما ظالما ترا عادل نتوانیم گفت سلطان محمد
او را از قلعهٔ دهلی در زیر انداخت قبر او هم در زیر قلعه است و اصل این سلسله از شیخ ابو اسحاق
گازرونست و ذکر کبار این سلسله بنظر نیامده سلسلهٔ صفویه منشا این سلسله از شیخ صفی
الدین اسحاق است و اصل این سلسله از شیخ ابو نجیب سهروردی و جنید بغدادیست ذکر کبار
این سلسله سوائی ذکر شیخ ابو نجیب و جنید و رکنب مذکور نشده چنانچه گذشت لیکن صاحب اخبار
الاخیار ذکر جلال الدین تبریزی که پیر شیخ زاهد ابراهیم گیلانی است و وی پیر شیخ صفی الدین
اسحاق صفویست مینویسد شیخ جلال الدین تبریزی قدس سره از اکمل مشائخ است در فوائد
الفواد نقل از سلطان المشائخ میکنند که شیخ جلال الدین تبریزی مرید شیخ ابو سعید تبریزی بود
از وفات پیر در خدمت شیخ شهاب الدین سهروردی افتاد و خدمتهائی کرده که هیچ بنده در میری را
میسر نشود گویند که شیخ شهاب الدین هر سال بسفر حج رفتی چون پیر شده بود و ضعیف نوشته که
برائی او میساختند جنیدان بر مزاج او موافق نبود و هست شیخ جلال الدین تبریزی نوعی کرده بود
که دیگدانی دو دیگی بر سر کرده میبرد و آتشی در ان کرده چنانچه سر او نسوزد تا چون شیخ طعام میپزد
طعام گرم پیش بردی و وی با خواجه قطب الدین و شیخ بهاؤ الدین مودت داشت گویند شیخ
جلال الدین تبریزی و شیخ بهاؤ الدین زکریا با هم سیاحت بسیار کرده اند تا وقتیکه شیخ

که شیخ فریدالدین عطار در انجا بود رسیدند شیخ بهاءالدین را درش چنان بود که چون بمنزل
میرسید بعبادت مشغول میشد و شیخ جلال الدین بسیر شهر می‌رفت شیخ فریدالدین عطار در آن
که نشسته محو انوار کمالات او شد چون بخود آمد شیخ بهاءالدین را گفت که امروز
شاه بازی را دیدم که از خود رفتم شیخ بهاءالدین فرمود که جمال با کمال پیدا کردی گفت
که با وجود او از هیچ چیز یاد نیامد ازان تاریخ ماند میان شیخ جلال الدین و شیخ بهاءالدین
مفارقت افتاد و در فوائد الفواد نقل میکنند که شیخ جلال الدین تبریزی مکتوبی بجانب شیخ بهاءالدین
زکریا نوشته بود و در انجا نوشته بود مَنْ اَحَبَّ اَنْحَاذَ النِّسَاءِ لَمْ یُفْلِحْ اَبَدًا و نوشته بود که
هر که دل بصنعت بندد و گوئی صفار عبدالدنیا و نیز از جوامع الکلم که از ملفوظات سید محمد گیسو دراز
است مذکور است که شیخ فریدالدین گنجشکر کودک بود و شیخ جلال تبریزی بدیدن او آمد و انار می
بدست او داد او همه را بآخر بخلق قسمت کرد یکدانه افتاده ماند وقت افطار هم بدان دانه روزه
بگشاد و آخر روز فرمود ترقی بالاتر نهایت با خود گفت که اگر آن تمام آنار میخورد دوم چه فایده می بود
چون بخواجه قطب الدین پیوست انحکایت کرد خواجه فرمود با فرید هر چه بود همه ران یکدانه
بود که برای تو داشته بود و نیز سیر الاولیا مذکور است که در اثناء آنکه میان شیخ فرید گنجشکر و شیخ
جلال تبریزی مکالمه میرفت شیخ فرید بغایت جامه پاره داشت هر بار باد میزد و شیخ بدان من
پیراهن بحل از ما پاره میپوشید شیخ جلال دریافت فرمود که درویشی در بخارا بتعلیم شغول
بود مهت سال ازار درش پشت فوطه داشت خاطر جمعدارند تا چه شود سلطان المشایخ می
فرمود که شیخ جلال تبریزی ازین درویش مراد نفس خود داشت قبر شیخ جلال الدین تبریزی در
بنگاله است نزاد تبرک به رحمة الله علیه و علیهم **سلسلهٔ عیدروس** ذکر اکابر این سلسله
در کتب مذکور زیاده ازین نظر نیامده الملقب بعیدروس نام او سید عبدالله است از خانواده
سهروردیه نیز خرقه خلافت و سلسله نسب او بحضرت امام جعفر صادق رضی الله عنه منتهی
میشود و کلمات حقائق و خوارق عادات ازوی بظهور می آمد سلسله او در دیار عرب و عدن و

کجوات احمدآباد بسیار مشتهر است شیخ علم الله و شیخ بهاؤالدین محمد خراسانی درین سلسله بوده‌اند

سلسلهٔ قلندریه چند فرقه‌اند از هر سلسله که خود را منسوب بشرب قلندریه گردانیده‌اند چنانچه محمد قلی سفر مایدبیت مازو رپائیم و دریا هم زماست * این سخن داند کسی کو آشناست * دیگر شاه قلندر و شاه حسین ملتجی و شیخ شمس الدین تبریزی و مولانا روم و شیخ فخرالدین عراقی و حافظ شیرازی بسیار از شاه بازان هر سلسلهٔ قلندر مشرب بوده‌اند و ابدالان اکثر درین مشرب جلیس همند و همیشه در آراستگی باطن میکوشند و در لغات است که بخدمت مولوی روم جماعتی التماس اما کردند شیخ صدرالدین قونوی نیز در اجتماعت بود مولانا روم گفت ما مردم ابدال ایم هر جا که میشستی می نشینیم و نجوریم امامت را اهل تصوف و تمکین لائق اند اشارت بشیخ صدرالدین کرد تا امام شد اکثر خواجگان چشت ابدال بوده‌اند و سر حلقهٔ چشتیان خواجه احمد ابدال بوده و در اخبار الاخیار است شاه خضر مشرب قلندریه داشت اصل او روم است و کرامات و خوارق عادات بسیار ازوی بوجود می آمد هر چند که رسم انابت و بیعت ازوی بظهور نیامده بود چون بهندوستان تشریف آورد در آنزمان شیخ الاسلام خواجه قطب الدین بختیار اوشی بر صدر حیات بود توجه انابت بجذبه او آورد خواجه کلاه و خرقه را هم بمنزل او فرستاد و رخصت کرد بعد ازان او را بجانب حق غیور اتفاق سفر افتاد چون دسرسر پور سید شاه قطب مرید او شد شاه خضر بعد از عطای خلافت بشاه قطب متوجه روم شد والی الآن در هندوستان سلسلهٔ او برپاست سلسلهٔ او قلندریه است انتهی رحمة الله علیه صاحب اقتباس الانوار میگوید بعد خلافت خواجه وی تغیر لباس قلندریه نداد و در بعضی از رسائل سلسلهٔ قلندریه مینویسد که شاه خضر روی نسبت باطن از عبدالعزیز یکی علمدار رسالت پناه صلی الله علیه وسلم یافته روی را اسرار باطن از آنحضرت صلی الله علیه وسلم معروف و مشائخ این سلسله همین است والله اعلم شاه نجم الدین قلندر و شاه قطب ابدال از مریدان اوست شیخ محمود قلندر لکهنوی و شیخ عبدالرحمن لاهوری درین سلسله بوده‌اند و این سلسله را حقیقة قلندریه گویند شیخ علاؤالدین علی احمد صابر خلیفهٔ او شمس الدین ترک دهلوی محمد

گیسو دراز و میر سید جعفر مکی که از خلفاء نصیر الدین محمود چراغ دہلی اند و مسعود بک خلیفه شیخ
رکن الدین سمرقندی و قطب ابدال مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی همین مشرب عالیقدر
داشتند رحمة الله علیهم شاه نعمت الله ولی در رساله قلندریه آورده است که صوفی منتهی چون
رسد قلندر گردد و ذکر قلندر حق است کز دو عالم مستحق است و این قلندر انا که او بر همه عالم قرنها
و فنا قلندر تقریر کند بشارت میدهد بتوحید علم قلندر سهو و عمل قلندر محو و راه قلندر عشق العشق
هو الله و هم از لطائف قدسی که تصنیف شیخ رکن الدین ابن شیخ عبد القدوس گنگوهی است
وی از عوارف المعارف نقل مینماید که فرمود قلندر یه را که طیب قلوب سرور دل و حضور حق و
دوست پیش آمده است سکر حال و مستی باطن ایشانرا مالک شده است بنابر آن ایشان در ملت
اعمال ظاهری از نوافل و آداب و دوستانه دل لذات مباحات دنیاوی بر خصت شرع پاک نبی امی
در سیر و حضور باطن خود اکتفا کرده اند اما فرائض را ترک نمیسازند و هم در لطائف قدسی شیخ رکن الدین
ازید رحمه الله نقل مینماید که فرمود شیخ الشیوخ رحمایت کرده که حفظ فرائض در قلندریه فرموده اند
زاویده ایم که در ترک فرائض باک کشتند چنانچه راقم در مکتوب پنجاه و پنج حضرت ایشان دیده است که
میفرمایند این درویش از زبان شیخ حسین سبزواری مرید سید نجم الدین مرید شیخ سلطان المشائخ
نظام الدین اولیاء و خلیفه سید خضر کبیر دهاری قلندر خراسانی شنیده است که بعضی مردان
بودند و هستند و خواهند بود که سالها است که در طهارت مشغول اند چون از طهارت فارغ
در نماز در آیند الوضوء انفصال و الصلوة اتصال تر این سخن است و ایشان ظاهر نماز
نمی گذارند و در ترک صلوة بظاهر هیچ التفات نمی آورند روزی این درویش بحضرت
خود شیخ محمد فخر الدین جونپوری نبیره شیخ ما شیخ فرید گنجشکر عرضداشت کرد که شیخ حسین نماز نمیگذارند
شیخ فرمودند ما نگوییم که شیخ حسین نماز نمیگذارد شیخ حسین یک برگستانی در اخد ائتعالی
ایشان را قلندر دارند و ما راه تصوف انتهی و هم از لطائف قدسی مینویسد که میگویند عزیزی
ترک فرائض از قلندریه من حیث الظاهر است که حقتعالی ایشانرا مرتبه روحی عطا فرموده

وقدرت داده که تجدد ارواح در یک حال در یکوقت خود چند جا نمایند پس اگر چه در وقتی و مقامی ترک فرائض از
ایشان دیده میشود توانند بود که همرا آنوقت در مقامی دیگر فرائض بجا آورده باشند و یا آنست که عدم عقل ایشان
باسقاط تکلیف است خلل بدیانت ایشان راه نیافته است معتوه شده اند و بر معتوه تکلیف شرعیه نیست چنانچه بر مجنون نیست
پس ایشان هم بخصوصت شرع غیر مکلف شده اند اگر چه بر حسب الظاهر در بعضی امور بهوشیاری در ایشان دیده میشود
چون عقل بسقاط تکلیف بسبب ندارند غیر مکلف اند سلسله مداریه منشعب از این سلسله از حضرت بدیع الدین
مدار است عمر شریفش بصد و دو سال رسید ولادت در سنه هفتصد و شانزده و وفاتش بهفدهم جمادی الاول
بروز جمعه در سنه هشتصد و چهل واقع شد و اخبار بالاخیار است شاه بدیع الدین مدار غرایب احوال
و عجایب اطوار از وی نقل میکنند گویند که وی در مقام صمدیت که از مقامات سالکان است بود تا
دوازده سال طعام نخورده و لباسی که یکبار پوشیده بار دیگر احتیاج بتجدید غسل او نشده اکثر اوقات
بر برج بر روی کشیده بود وی گویند که هر که را نظر بر جمال او افتادی بی اختیار سجود کردی سلسله او بسبب
گیسو باجهتی دیگر به پنج و شش واسطه بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم می پیوندد و بعضی مداریان
بیواسطه او را بحضرت منتسب دارند قاضی شهاب الدین دولت آبادی در عهد او بود و بعضی چیزها نی دیگر
اصلی ندارد و اقتباس الانوار است که در رساله ایمان محمودی که تصنیف شیخ محمود مرید شاه مدار است
می آرد مدار ابن ابو اسحاق شامی در ملت موسی علیه السلام و از فرزندان هارون علیه السلام
و شاگرد حذیفه شامی بود و در تربیت و زبور و انجیل را درس میگفت و پیر او مدار از ان گویند که قطب مدار
وقت خود بود و پیر انجمیل مدار شاه از روح امیر المومنین علی کرم الله وجهه حاصل گشته و بعضی
نسبت ارادت و پیر انسوی طیفور شامی لاحق میکنند و این راست نمی آید چرا که در زمان بایزید
شامی و بدیع الدین مدار تفاوت بسیار است انتهی باید دانست که از ذکر بزرگان خانواده
چهارده و سیزده کتاب هذا پر است و ذکر آنها بر دو سلاسل مذکوره که از ین سیزده اند در کتب مذکور
بالا یافته نشد لهذا در آوردن آن در ین کتاب متعذر ماند و اسماء کبار آن سلاسل در بیان
خانواده گذشت ذکر آن بزرگان که در مراد آباد مدفون اند محمود ابن عالم که مرید شیخ ابراهیم

مراد آباد بیست و کشف الاسرار که مقولات ایشان جمع کرده است عنوان سید السادات منبع البرکات
شیخ المشائخ حضرت سید ابراهیم چشتی المعروف مرید و خلیفه شیخ محمد صادق گنگوهی است از وطن مولد
خود که سنبهل است بی اطلاع پدر خود برای تحصیل علم ظاهر هند و ستان تشریف آوردند
و در ضلع پشاور در چند روز سبق خوانی فرمودند مقوله حضرت شیخ میفرمودند حضرت ابوی
سید عبد الباری در پشاور بجای سکونت من تشریف آوردند و بر سعادت وطن بها بلغه فرمودند ۱۲
پدر روانه وطن شدیم بکمال و چند ماه در سنبهل بخدمت پدر حاضر بودیم و چیزی از علم ظاهر تحصیل
نمودیم بعد مدت مذکور والد ماجد این فقیر رحمت حق پیوستند و در همان ایام از قوم و برادران
پوشیده بارادهٔ تحصیل علم از خانه برآمدیم در راه بخارا اگر فتیم در راه شخصی گفت ای جوان
کجا میروی گفتم به بخارا و قصد تحصیل علم دارم گفت که راه بخارا از بر ف بسته شده است در
خاک هند و ستان رفته تحصیل علم نمائی از انجا رو بطرف پشاور آوردیم و علم صرف خواندیم پس از آن
در لاهور تعلیم علم گرفتیم بعد از مدت چند در سلطان پور از شیخ نور محمد نیز و رویزه چشتی علم نحو
و فقه میخواندم بعد روزی چند درویش با جامهای رنگین آمدند پرسیدم یا رجها چرا رنگین
کرده اند گفتند یا درویش ایم گفتم درویش کرا میگویند گفتند آنکه ترک عادت کند و بر عادت اداء
احکام دین مستقیم باشد و از نواهی احتراز نماید گفتم هر مسلمان بحسب طاقت بجای آرد پس امتیاز
میان درویش و غیر آن چیست گفتند بلکه درویش آنکه با وجود استقامت بر اعمال ظاهر شریعت
از پنجهان قدم فراتر نهاده در طلب مشاهدهٔ ذات پاک بذکر و فکر بوسطه مرشد کامل در آید تا شهود
باصدر وصول الی الصدر نماید که منتهای جمیع مقاصد است گفتم درین زمان کسی او ستاد این علم
هست گفتند عالم خدا از بزرگان معمور است از انجمله شیخ آدم که مرشد ماست و در تلقین این علم مستغنی
است بعد چندی در قصبه مئو رنجدمت شان حاضر شدم اول نصیحت آغاز کردند که در سلسلهٔ
ما خواجگان نقشبندیه ذکر جهر و حبس دم نمکنیند که یکایک بی اختیار از زبانم ذکر جهر برآمد و از استیلا
ذکر استیلا اندکور حاصل آید و فنا از خود و بقا بعد روی نمود و علم یقین بر هستی قرار گرفت و

تواجداً مد شخصی بمن گفت نصیحت شیخ را نشنیدی یکبیک ترا چه شد مگر وسوسهٔ شیطان بهم راه یافت
چون در آنحال از خود خبر نداشتم و علم حقیقت بر علم مجاز غلبه بلند و علم هستی ظاهر را از نظر مرتفع
بجز حق معلوم و مشهود نبود نگاه داشت آداب شرع نتوانستم فعره انا الله زدم شیخ آدم غفرالله له انگلمات
را شنیده انگشت از جرز فرمود که هرگز تو و دیگر کس متعرض حال او نشوی که مغلوب الحال است و از
خود خبر ندارد و مبادا او را زدریا نیندازند بعد ازان تمام شب در آنحال مستغرق بودم چون باز آمدم
شیخ غفرالله له مرا گفت انگلمه که از زبان او در آنحال جذبه بر آمده بود و در آنحال هیچ تغیری و تبدیلی
بر این هستی ظاهر شما ردی داده بود یا بر همین هستی ظاهر آنعلم قرار گرفته بود گفتم هیچ تغیری و تبدیلی را
داده بود بر همین هستی ظاهر آنعلم قرار گرفته لاغیر و بر بوده بود گفت بسیار خوب شد که تغیری بر این هستی راه
نیافت الاسد راه شما میشد چنانچه بایزید قدس الله سره در ین مرتبه تغیری بدین هستی ظاهر رو نمود
بود تا سی سال فسخ با به مرتبهٔ دیگر نشده بود بعد از سی سال مرتبه دیگر گشود و میفرمودند که وقتی همراه
شیخ آدم غفرالله له در مسجدی با یاران نشسته بودیم که یکبارگی مردی با جمال کمال مسور از هوا نمودار شد
تا آنکه بر در آن مسجد از هوا فرود آمد و توجه بمن فرمود از دیدن جمال آن مست و مدهوش شدم بعد ازان
در انخلا مخاطب ساخت که فلانی تو در اینجا چرا نشسته تو از آن مائی اینجا نی تو نیست بخیر و بیا
همراه ما شو گفتم شما کیستید فرمودند من هستی ام گفتم اسم شریف چیست فرمودند ناظر محمد و در ظاهر نام
آنحضرت محمد صادق بود و چون بهوش آمدم از شیخ آدم رخصت شده و طلب آنذات دویدم بعد چند روز
بر در خانقاه علیا رسیدم چون نظر بر آن جمال انداختم خود را قربان ساختم بهوش نیامدم و قریب
سه انقضی گردیدند مدت دوازده سال در آنخانقاه مسکن ورزیدم تا که بانتها عرفان رسیدم و شرف
جلیس ایشان مشرف شدم تفصیل اینجملا صه در رساله مذکور مرقوم است و چیزی ازین بیان در ذکر
پیرایشان بالا گذشت و میفرمودند چون آنحضرت پس پرده شدند مدت شش ماه در خانقاه قرار
گرفتم بعد مدت مذکور در دلم گذشت که بمکه و مدینه منوره بروم حکم شد که مرو هنوز کار کرد نیست
بعد ه مصلحت میدانم که بملاک خود بروم صاحبزاده شیخ داؤد فرمودند شما و میهندوستان اقامت گزینید

گفتم قبول داریم هرجا که فرمایند اقامت گیریم فرمودند شما از طرف حق حکم گیرید شبی دیدن ما بشما حاصل
کردم حکم شد که بمنید چون نظر کردم دیدم که شهریست نو آباد و کرخانهای او و قلعه از گل خام است بکنار
دریا باغی است و در آن باغ چاه است و من بکنارهٔ آنجا ایستاده ام جائی بلند است از آنجا تمامی مکان
شهر و کوچها بار از و مسجد بنظری آینه از دیدن آنجا دلم خوش میشود و آرام میگیرد چون صبح شد نجدمت
صاحبزاده التماس کردم که ما را جائی اقامت در واقعه نموده است تا نام و طرف او نمیدانم
پس از مخدوم زاده رخصت گرفتم سته کس از یاران همراه من دادند پس از آنجا راهی شدیم فرسخ فرسخ
در شهر امروهه آمده بدسیه بهوانی متصل که قریب مراد آباد است رسیدیم شب خوابیم در روز دوم کوچ
حالا نا آباد است دیدم خلفاء اربعه و پیر دستگیر اشاره بسوی مراد آباد کردند پس رخ بسوی
مراد آباد آوردیم چون داخل شهر شدیم روز جمعه بود در جامع مسجد رسیده نماز جمعه ادا نمودیم بعد
فراغ نماز در خاطر آمده که آن باغ و چاه و کوچهای شهر و قلعه باید دید که در گنگوه بمن نموده بودند
پس از جامع مسجد برآمدم و در باغ رسیده بر همان چاه استاده شدیم و گفتیم صدق الله و رسوله که راه
خوش شدیم و شیرینی طلبیده بروح پیران فاتحه خوانده بر همان چاه در لال باغ تا یکماه اقامت
گرفتیم شبی وقت سحر بر کنارهٔ دریا که متصل باغ است از مشربه بطهارت میکردیم جائی تلمند بود در آنجا
مولود از محل رستم خان مرحوم بگوشم افتاد که با لحان خوش میگفتند مصرعه از خار خار عشق تو در سینه
دارم خارها + از شنیدن این مصرعه جوش در سر و سوز در سینه ام افتاد دستم از مشربه بلغزید مصرعهٔ دیگر
گفتند اگر میگفتند از آنجائی بلند در دریا می افتادم بعد ساعتی آنجوش و سوز فرو شد در دل گفتم
که مکان پرخطر است روز دیگر از اینجا خواهم افتاد چونکه مولود اندرون محل رستم خان اکثر سر و میکردند
و از اینجا آواز شنیده میشد پس از آنجا برخاسته در باغ و دالانخان مرحوم آمدم در آنجا یک مکان بساخت
تا شش ماه گذرانیدیم روزی شخصی از مخلصان ما گفت منسوبت شما در شهر امروهه بخانه مرحوم
اشراف و سادات کرده ام مرا خوشی آمد گفتم چه کردی پس بحکم پروردگار گفتند شدم تفصیل این جمله
در رساله مذکور باید جست میگویند شاه برخورد اگر قبر شیخ و بلده را میبوسید از خلفاء ایشان بودند راقم گوید

که آنجاه که قرب محل رستم خان مرحوم است که شیخ موصوف بر آن قیام گرفتند تا تحریر هذا اندرون دریا
ایستاده است بعد یکسال ازان در موسم برسکال از سیل دریا منعدم گردید سن از جد بزرگوار خود شنیدم
که آنجاه لال باغ است و نیز چاه دیگر بطرف شمال آنجاه هم اندرون دریا ایستاده و هم جدم میفرمود که این چاه
باغ دیگر است زمین را ازین چاه محفوظ دیده بودیم وفات شیخ موصوف در سیم جمادی الثانی سنه یکهزار و شصت و
یک واقع شده تاریخ مرجع اولیاست ابراهیم بود بهست و دور روضه که بسمت جنوب اندرون شهر مذکور است
مدفون شده میگویند که آنرا در حیات ایشان مریدی تعمیر ساخته بود و حوالی آن اولاد ایشان سکونت پذیرفتند
ازینجهت محله پیرزادگان مشهور است ذکر شیخ علاؤ الدین میگویند که صاحب ولایت شهر مراد آباد است
قبل از آبادی شهر مذکور بیابانی بود که ایشان در آنجا سکونت میداشتند تا حال از برکت انفاس ایشان در آن بیابان
شهر مذکور آباد است و میگویند از خلفا خواجه معین الدین چشتی اند و عرس ایشان در شب شب برات میگردد و در
بطرف جنوب شهر مذکور قریب محله پیرزادگان بطرف غرب واقع است ذکر شاه محمد مکمل اسم با مسمی نام
والد ایشان محمد افضل متوطن ضلع امین آباد در عهد محمد شاه بادشاه بتلاش معاش در دهلی آمده بسرکار
نواب میر احمد خان صوبه کشمیر بمواجب سی روپیه ماهواری ملازم گردیده بکشمیر بود روزی درویش مجذوب
وارد گردید و طعام طلب نمود محمد افضل ماحضری که بود پیش آورد و روزه خود را ازان مجذوب سوال او لا
نمود مجذوب بعد تناول طعام گفت که کاغذی و قلم و دواتی بیار حاضر آورد تناول فرمود پنجاه روپیه بعد
یکصد روپیه پس بعد یکصد و پنجاه روپیه سه مدد تنخواه کرد و گفت چهار دختر و دو فرزند یکی ازان دنیا دار و
دیگری فقیر کامل صاحب سر از خواهد بود بعد چند مدتی سند صوبه داری مراد آباد بنام نواب مرقوم از
حضور سلطان غفران منزلت شد چون اتفاق مداخلت نواب مراد آباد افتاد محمد افضل را به نیابت خود مختار نمود
و سیصد و پنجاه و بقولی سیصد روپیه مشاهره اش مقرر نمود و بموجب فرموده آن مجذوب چهار دختر و
بقولی پنج هم در مراد آباد بخانه محمد افضل تولد شدند و دو پسر نیز همدرین شهر بمکانات قلعه رستم خان
بوجود آمدند کلان تر ازان محمد علی دنیا دار و خورد تر شاه محمد مکمل صاحب سر از غرض که شاه محمد مکمل
از بدو شعور با وجود وثوق ظاهری پدر مطلقاً بامور دنیوی متوجه نشده محتر زمیبود و همیشه بخدمت فقرا اتر مان

گرفتند شیخ علاؤ الدین

چشمه قدیم

خواه سالک خواه مجذوب مثل شاه عضد الدین و شاه عبد الهادی و شاه یتیم و شاه سادو
مجذوب شاه فیض احمد و منگن شاه و خورم شاه مست اعتقاد و آمد رفت داشته استفاضه تقریر نمود
چون شیخ محمد افضل بر حکومت امروهه مقرر شد بشرف بیعت شاه عضد الدین مشرف گردید شاه
محمد مکمل در آن ایام سن پانزده سالگی بود در روزی والدی با خود بخدمت شاه عضد الدین
برده عرض نمودند که این نیز سلسله آنجناب منسلک گردد محمد مکمل عرض نمود که سفارش من
بشاه عبد الهادی باید فرمود حضرت تبسم نموده فرمودند که من هم لائق شما هستم عرض کردند که
خود مرشد من و او شانند لیکن جاذبه خاطر من بدانطرف بسیار است وقتی آنحضرت درباره محمد مکمل
ارشاد کردند آنوقت بزبان شاه عبد الهادی گذشت کسی که در سلسله بیعت راسخ نیست در طریقت چگونه
ثابت خواهد بود بعد حضرت شاه عضد الدین فرمودند که این ابا بسبب سفارش منست بعد ازان
آنحضرت محمد مکمل را بیکصد رکعت نوافل تلقین بساختند بطوریکه در رکعت اول سوره علق بخواند و در سجده
تصور کند که سر بر پای حضرت احدیت نهاده و تلقات راوی اند با وجود یاس احکام شرع مذهب
ملامتیه ورزیدند و گفتند که زمان فاحشه را خرج معمولی او میدادند و میگفتند که امشب تو کسی نزد وی
و در حق فلان کسی مشغول بدعا باش و مبنی شرع و بدع و شر انگیز بودند چنانچه گوسپندی خود را برای
فروخت چند روز در بازار بردند و بامشتریان میگفتند که اگر میپسندید شیر خود را خورید و میدوشند کسی آنرا
نخریدی آخر مخلصی خریده برد و در فانوس در مقعم چوب سه یکهزار و دو صد و بست و اقع است
و در احاطه پخته قبر میر احمد خان مذکور که عقب مسجد عبد گاه مراد آباد واقع است مدفون گشتند از
پدر خود در گوشه جنوبی و غربی احاطه مذکور تاریخ انکه بیاد خدا محو سراپایش سوز + و شب زمان
دلش ذکر خفی و جلی + سالک راه خدا صابر رنج و بلا + واقف راز نبی کاشف سر علی +
بر سر میدان رزم نفس زبردست را + داد بسی جان ال از ره زور ریا + هر که شدی مشی او با دل پر آرزو +
در نفسی میشود مشکل او منجلی + سال وفاتش رقم چونکه بجیب سر نوشت + گفت که جنت شود شاه مکمل ولی +
بسر تربت حضرت غلام نبی نیز در حیاتش شش ماه در حالت جذب و شش ماه در حالت سلوک میماندند در حال

جذب مطلق برنمیبودند بعروج مقامی بودند که در آن فرصتی نباشد و نیز هیچ چیز نبود که جامهٔ ستر
پوشی بر نیاورده بدرش شاه موج مجذوب ابن شاه عضد الدین فرموده بودند باید روی که فرزندی
در خانه تو متولد بود شش ماه برای تو و شش ماه برای مابود و در حال سلوک مقید بلباس و صوم
و صلوة میبودند و کشف و کرامات نیز از وی ظاهر میبود راقم در خورد سالگی و برادر بزرگ او حال دیده
بود میگویند در حالت جذب از خانه خود و شهر مذکور گم گشتند هنوز از احوال وی هیچ خبر نرسیده
ذکر شاه قطب میگویند در سلسلهٔ قادریه و نسب سید بودند و در عهد افغانان در شهر مراد آباد تشریف
آورده چنانچه قریب مزار ایشان مسجد و چاه بتعمیر نواب دوندیا خان مرحوم است و فانش در چهارم جمادی
الاولی واقع شد زیاده ازین معلوم نشد قبر ایشان در احاطهٔ خانه بطرف گوشهٔ غربی و جنوبی شهر
مراد آباد در هم فرسنگ از آبادی واقع است ذکر شاه جمال حاجی رفیع الدین خانصاحب ذکر
مینویسند جمال الله مرید هم خود است فتح الله و او شاه قطب عم و پیرش مریدان پدروی اند محمد عاشق
و سلسلهٔ ارادت ایشان بشاه عبد الرزاق جغتائی قادری سیر سدا از اول عمر مجرد بود و از علم ظاهر بقدر
ضرور نصیبی داشت و بقناعت و توکل و تشرع و تورع متصف بود ابتدا تا آخر که عمرش هفتاد رسیده بود
از مسکن خود کم برآمده و خبر بمسجد جامعی و دیگر رفته و زیاده مرتبه بروی غالب بود که در تمام عمر کم وقت بود
خود پخته میخورد و از الوان طعام احتراز تمام داشت بلکه بر یک لون تا مدتها بسر میبرد و تا آنکه حکام
وقت بارها رجوع داشتند لیکن از کسی چیزی نگرفته مگر از مریدان خود و عم خود که اکثر آنها محترفه اند بقدر
که بر آنها دشوار نباشد قبول میکرد و بهمان قناعت داشت آخر عمر از چند سال که مادهٔ فالج بر زبانش
ریخته فهم کلامش متعذر بل متعذر بود ششم رمضان سال نود و چهارم از مائهٔ ثانی عشر وفات یافت
راقم گوید مصنف رسالهٔ خیر البیان مینویسد اما بعد جمال محمد مرکی بن عبد الرزاق العلوی الرزاقی
بجبهانوی مینماید که بعضی تصرفات که از حضرت شاه العالمین ابو عبد الله شاه عبد الرزاق
بجبهانوی بوقوع می آمد از مبادی ایام ثمانی ربیع الثانی که مازدهم یوم الاربعاء و سال بست و چهار
و مائتین از هجری شروع کردم و تا ده سال در ین رساله که نامش خیر البیان است جمع ساختم و در سنه

مشتمل صدو هفتاد و شش شاه العالمین ابو عبد الله شاه عبد الرزاق بر صفحه هستی جلوه گری فرمود حضرت شاه
اعظم ابو حامد خیالی محمد حسن ابن حسن طاهر بدانچه ملهم و ماذون الهی بود و آنچه در سیر سلوک از جمیع و
مشائخ نعمت سنیده بود همه را بحضرت شاه العالمین بیکام و زبان تلقین فرمود بعده کلاه با شجره
قادریه مرحمت فرمودند و هم از سلسله سهروردیه و شطاریه و اویسیه چشتیه مجاز ساختند و بعد
ازان شیخ امیر محمد مودود لاری خرقه خلافت قادریه مرحمت فرمود بعد ازایشان میر سید
اسمعیل خرقه قادریه عطا فرمود و همدران اوان حضرت راجی سید نور مانکپوری ظرف سلسله
جامه عطا فرمود و حضرت غوث الثقلین حضرت شاه العالمین را بخطاب فرزند مخاطب ساختند
و فرمودند که بسلسله دیگر مشائخ متوجه شوند ازینجهت شاه العالمین در نسخه صحائف المعرفت
همین شجره قادریه داخل ساختند و بسلسله های دیگر هرگز التفات نکرده اند چون پسر کلان خود را که
جمال العارفین ابو البرکات بندگی شاه محمد نام داشتند صاحب مقام خود ساختند و در مثال او جاز
از اجازت مشائخ قادریه از چند جائی که بحضرت شاه العالمین رسیده بود و از طرف مشائخ اویسیه
چشتیه کمال الحق شیخ حسین طاهر کمال صیرسند نیز نوشته اند چنانچه جمال العالمین بندگی شاه محمد
پسر بودند آنجناب همان مثال را بفرزند اعظم خود ابو الفتح شیخ مکرم از اجازت خود نوشته
مرحمت فرموده بودند و شیخ مکرم ابو الفتح را غیر از اولاد دختر می همان نماند آنجناب همان مثال را
از جانب خود نوشته با اجازت از خاندان قادریه و دیگر خانواده های اویسیه چشتیه و سهروردیه
و طبقاتیه برادر حقیقی ولی النعمی ام قطب الزمان ابو الکرم شیخ مزکی محمد سلمه الله تعالی که
امروز زیر سایه ذات شریف سمت عنایت کرده و قائم مقام خود ساختند اشعار شجره و
براه معرفت از خفت طالبان ✤ که شاه العالمین عبد الرزاق است ✤ محمد نوشده فرزند نامی ✤
ابو البرکات کمینت گرامی ✤ کسی کو بود بی همتا درین سطح ✤ ز اهل الله شد مکرم ابو الفتح ✤
بر آن سجاده اکنون مستقیم است ✤ مزکی شیخ کان شاه کریم است ✤ ابو الکرم آمده آن قطب دوران
گلی بشگفته از گلزار جیلان ✤ خدایا چون ضعیف و ناتوانست ✤ جمال الله یکی از بندگانست

در اخبار الاخیار است شاه عبد الرزاق مرید و خلیفه شیخ محمد حسن است وی از مشائخ قادریه است و از وی خوارق و کرامات بسیار نقل میکنند بسیار صاحب کمال بود و حال طائح داشت و در اوائل تحصیل علم کرده بعد ازان مشرب عشق و محبت بروی غالب آمد و از مجاهده بمرتبه مشاهده رسید گویند او را با حضرت علیه قادریه نسبتی بکمال بود و بیواسطه ماذون و مشار الیه بود او را در صغر سن شاد و تحمل بلا قدمی راسخ بود وفات شاه عبد الرزاق در سنه تسع و اربعین و سبعمائة بوده است و محمد حسن پسر بن ظاهر است از جانب پدر خویشی است لیکن ارتباط او بسلسله قادریه بر همه غالب است و گاهی شعر میگفت چون از خلوت بر آمدی هندوان دیده تعجب کردی و تکبیر بر آوردی و مسلمانان هم و مریدان او را شاه خیالی میگویند در هفتم رجب سنه نهصد و چهل و چهار وفات یافت ذکر شاه بولاقی خلیفه حفیظ الله مرید مولینا رستم علیه صاحب را میرکه بیک واسطه مرید حضرت شیخ صفا بودند و ربیت المعرف مینویسد نام نامی شاه بولاقی لقب گرامی بولن کنیت سامی بولا خلف اشرف خواجه احمد بن نامر علی متوطن قصبه شیر کوت قوم باجلیم و ایشان با سالار مسعود غازی نسبت یک جدی دارند مگر ایشان بباجلیم را و شان سالار مشهور اند گویند در اجداد ایشان دو برادر بودند با و شاه آنوقت یکی را باجلیم و دیگری را سالار خطاب بخشید در اولاد هر دو همین خطاب جاری ماند چنانچه مشهور است هفتاد و سالار و هفتاد و دو باجلیم بوده اند هر دو قوم از اولاد حضرت جعفر طیار اند

نقل است که روزی در مجلس شریف ذکر سماع بمیان آمد فرمود که مذهب فقیر لاد و لا که است و ایشان مرید سید محمد باقر اند که سلسله اش از نسبت واسطه باسید عبد الرزاق میرسد که فرزند محی الدین غوث الثقلین اند و لادتش در سنه پانصد و بست و هشت است و تاریخ وفاتش ماتم عالم پس محمد باقر بحکم سرور عالم صلی الله علیه وسلم و بموجب امر مبرم حضرت غوث الاعظم صرف برائی تلقین حضرت شاه بولاقی بزنبغداد در سنه یازده رونق افزا گردیدند دولت ظاهر و باطن موافق هر دو امر بحضرت شاه بولاقی بخشید باز بصوب مرغوب بغداد تشریف بردند حاجی رفیع الدین خانصاحب در تذکره مینویسد شاه بولاقی از کاملان وقت خویش بوده در ابتدا سیاحت بسیار کرده بود شاه لال نام درویشی در جنگل

واسکن که مامون بسکه داشت همه ساعت خندش میرسید و انچه از نفس ناطق بغیب بوی
بود و خندش حاصل نمیشد بعد برادر او آمد و توطن گزید و هم در مراد آباد وفات یافت رحمه الله علیه
و قبرش معروف است زیارتگاه و تبرک به گویند از بسکه تواضع و کسر نفس و تخریب ظاهر بروی غالب بود
با هر که بنزدیک شهر رفتی و هر اراذلی که بشناسه هم پیاله یا یاری دیگری آمدی آن بار را بر گردن خود
نهادی و تا خانه انگس رسانیدی یکبار مردی سپاهی او را به بیگار گرفت و بار خود بر گردن او نهاد
و تا منزل همراه برد و او را کسیل کرد و هرگز از حال خود اظهار نکرد روز دیگر وقت کوچ خود پیش آن
سپاهی رفت و بار او برداشت و بمنزل رسانید و همچنین هر روز بیگاه می آمد و بار را بمنزل میرسانید تا
آنکه بلاهور رسید و دی برای سواری دراز گوش نگاهداشتی و بر همان سوار شدی و هر گز تکلف را
بخود راه ندادی و آنهائکه او را دیده اند خوارق عادات از وی نقل میکنند پسر کلان اورنگ زیب پادشاه
را فقیر دیده بود مردی بود با ذوق و شوق و حسن اخلاق ایضاً و بیت المعرفت است ولادت
شریف در یکهزار و چهل و سه هجری عمر شریف نود و شش سال و فات شریف بعد نماز صبح
دوشنبه بست و هفتم صفر در سال یکهزار و یکصد و سی و نه هجری در عهد محمد شاه پادشاه ماضی خواسته
سال تاریخ او گفتا خود مرشد است نقل است که چون مردمان در تلاش مقام مقبره بهتر
متردد شدند شیخ شهباز گفت که روزی من همراه حضرت بودم تا انگه از مراد آباد بطرف مغرب
نفاصله یک کروه از ابادی تشریف بردند در انجا بر کنار دریای رام گنگ تکیه فقیری بود چون
حضرت را دید آن فقیر بستر خود را برو دش نهاده روان شد پرسیدم گفت امانت بزرگی است تا این
امین دم یکین آمد مکان گذاشتم و حضرت در حین حیات اکثر در انجا میرفتند و تعریف وسعت و اهل
و دلکشائی آن مکان بیان میفرمودند ذکر کرامات و کمالات ایشان در کتاب مذکور مفصل مرقوم اند این مختصر
گنجائش آن ندارد آنمکان مذکور بطرف گوشه غربی و شمالی شهر مراد آباد واقع است مزار پر انوار
در انجا در احاطه پخته اظهر من الشمس است شیخ شهباز مرید شاه ثبولاقی بود قبری بطرف شمالی
شهر مراد آباد و بر کنار دریا و شهر واقع است حضرت حافظ محمد امین مرید با اخلاص و خلیفه خاص

حضرت شاه بولاقی بوده اند و با وجود تعلق اولاد مرواز اد و اهل ارشاد بوده اند و مولدش قصبه کاندله
بوده و مسکن و مدفن وی قصبه مذکور است و در بچگی و بزرگی وی اتفاق چنانچه در تذکره مذکور است که
حافظ محمد امین مرید شاه بولاقی است و در ابتدا حاکری میکرده و در لباس سپاه گری نوکر
خداوند تعالی مشغول میبوده تا آخر از غلبه حال ترک تعلق کرده و تمامی بر وی مجانه اقبال منوط الیوم
طالبان حق برای استفاده و استفاضه با وی رجوع دارند و تمامی همت وی از ابتدا بر افاده
و نفع رسانیدن بخلق الله مصروف است هر کسی را که حاجتی از وی شود کتبی و حاکمی پیش آمده و بوی
رجوع نمود اگرچه آن با وی آشنا نباشد البته مجانه اوقات و شفاعت صاحب حاجت کرده
تا ممکن در انصاف مرام و انجاح مراد وی سعی فرموده و میگیرد شخصی او را از مشهور که مسکن و
تا آله آباد زیاده از پانزده روز راه است برده و وی نه با این شخص آشنا بوده نه با آنکس که واله اباد
بوده لیکن چون همتش مقصود بر رضای حق سبحانه تعالی بوده بی مضایقه تا آله اباد رفته و در
قضای حاجت محتاج سعی نموده و درین ایام که سن وی از نود تجاوز کرده و ضعف بر بدن مستولی
و زمستور بیاد حق مشغول میباشد و از چند سال برادر آباد هم که سابق هر سال بزیارت پیر خود
می آمدنمی آید مگر درین ایام تحریر این اوراق آمده بود و خانه فقیر را هم بقدوم خود مشرف ساخته
انتهی و در نهم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و یک بر حمت حق پیوست و تاریخ سال انتقال وی
رضی الله عنه است **ذکر حضرت شاه غلام احمد صاحب** پسر ثالث و مرید و جانشین
حافظ محمد امین ممدوح بوده اند بعد انتقال حافظ صاحب بستر شد انش خرقه وی بوی پوشانیدند
سلوک باطن از پدر خود حاصل نموده بوده اند و همت و نسبت و توجه مویدشان بوده و تصرفات از وی بظهور
می آمد اگرچه لباس صوفیانه نداشتند از مروانقه شنیدم که چندان تحصیل علم ظاهر نموده بودند از
کلام وی علم و بسی مفهوم میشد چنانچه عبارت و معناء فصوص از وی گیری شنیده مطلبش بیان
میفرمودند و هم آثار بزرگی و فقیری از ناصیه وی هویدا بود و بطریقه پدر بزرگوار خود تقرب
عرس حضرت شاه بولاقی برادآباد تشریف می آوردند و بر مزار شاه ممدوح فروکش میبودند راقم

وخورد سالگی بزیارتش مشرف شده بود و سلسله پدر بزرگوار خود جاری میساختند درست بنظر محترم
یکهزار و دو صد و سی و شش فوت گشتند و در نهلو رفدکور مدفون شدند تاریخ سال خوش نطقیان جهان است
ذکر حضرت شاه غلام بولن ابن شاه کریم الله ابن شاه رحمت الله ابن حضرت شاه
بولاقی بودند سلسله و طریقه جد امجد خود از خال خویش شاه غلام احمد اخذ نمودند و هم ازان
ماذون و مجاز بودند صاحب اتقات و خوش اخلاق و قرآن خوان بودند و طریقه رشد و ارشاد جاری
ساخته اند و بسیار کس از وی فیض میبرند و در خانقاه خود واردین را طعام میدادند گویا
که لنگر خانه وی حضرت سفره عام بود چه از دشمن چه از دوست و ریع نمیداشتند چنانچه در
ایام غدر هندی در لنگر خانه وی حضرت دوست و دشمن می آمدند و طعام میخوردند و فقیر
وی حضرت با کسی حاجتی و کاری نداشتند و مولد و مسکن و موطنش قصبه سواره بود و هر سال
در ایام عرس جد امجد خود در مراد آباد تشریف می آوردند راقم بزیارت وی حضرت مشرف شد
در دوم ربیع الاول سنه یکهزار و دو صد و هفتاد و شش رحمت حق پیوستند و در جزیره اندمن
مدفون گشتند در ایام غدر هندی بجرم آنکه دشمنان حاکم را اذیت میکردند و طعام میدادند متعصب
خبر خواه باعث گرفتاری و رسانیدن وی حضرت در جزیره مذکور شده بود که قصه آن مشهور و معروف
است و وی حضرت اندران قید مطلق از قیودات تعلقات و مقید در رضا و قضا مولی بودند
گویا که این هر دو شعر بر آن حال وی حضرت مصدق بودند بیت خون نکرده ایم کسی را نکشته ایم
جرمم همین که عاشق رسوا گشته ایم ✽ بیت بجرم عشق توام میکشند و غوغا نیست ✽ تو نیز بر سر بام آ که تماشا نیست
✽ تاریخ زین دار فنا چو رخت بربست ✽ شد خلد برین مقام و مسکن ✽ تاریخ وصال او فرمود
ماوای جهان غلام بولن ✽ رحمة الله علیهم فرزند دلبند وی حضرت محمد عاشق جوان صالح
و خلیق و صاحب همت مثل پدر بزرگوار خود امروز الیوم در امپور سکونت میدارند و طریق آباء
و جد خود سلوک میکنند و رعایت سلسله و خویشان و شان محفوظ میدارند و تعلیم اندران میکنند
سلمه الله تعالی شاه محمد حسین از برادران ایشان بطرف شمالی واندرون شهر مراد آباد

که ذکر شریف بالا گذشت واقع هست **ذکر شاه حبیب** مجرد وار همه آزاد بودند تجرید و تفرید را
دوست میداشتند و حافظ قرآن مجید بودند شخصی از پدر خود که شاگرد برادر وی حافظ نور محمد بود
وی را هم دیده بود با راقم میگفت که قوم وی شیخ و اصلش لاهور بود و پدر وی ثروت دنیاوی بسیار داشت
و پسری نداشت درویشی با پدر وی گفت در خانه تو چهار پسر متولد شوند لیکن باید پسر اول مارا دهی
و نامش غلام رسول خواهی نهاد پدر وی قبول و وعده کرد همچنان شد که آن درویش گفته بود چون وی
که پسر اول بودند بسن تمیز رسیدند با پدر خود گفتند درویش بموجب وعدهٔ شما مرا میطلبد پدرش با پسر دیگر
حافظ نور محمد وی را رخصت کرد چون وی در مرادآباد رسیدند بخدمت درویشی که بمحله کاغذیان
میماند آمدند آن درویش گفت نام تو غلام شاه نهاده اند و من ترا غلام رسول خواهم گفت بعد چندروز
آن درویش گفت نزد ما چیزی نیست اما کلاه و خرقه بتو دادم باید که بعد من آنرا خواهی پوشید چون
پس از وفاتش آن کلاه بر سر و خرقه در بر کردند خاموش شدند و از آن بعد کلام الهی بر یاد میخواندند
و از کسی کلام نمیکردند لیکن با برادر بزرگ خود کلام ضروری میگفتند آنها که وی را دیده بودند بر بزرگی
و فقیری او متفق بودند و راقم از جد و پدر خود هم تعریف او شنیده بود قبرش پائین قبر پیر وی
بطرف شرقی شهر مرادآباد بر کنارهٔ دریا در محله کاغذیان قریب مقبرهٔ میان فقیر شاه که ذکرش بالا گذشت
واقع است و هر کس بر آن واقفیت ندارد و چند کس از آن واقف اند **ذکر شاه لطف الله** حاجی
رفیع الدین خان صاحب در تذکره مینویسند شاه لطف الله از خلفاء پیر محمد لکهنوی است که او در علوم ظاهر
شاگرد مولوی عبد القادر بود و در طریقت مرید عبد الله سیاح است در تجرید و ورع و توکل و قناعت
قدمی راسخ داشت منازل اربعه تصنیف اوست وفات او بعد هزار و یکصد آخر عهد اورنگ زیب است
و شاه لطف الله در اصل از فرزندان شاه عبد المجید است که قبر او در امروهه است برائی طلب علم به لکهنو
رفت و در خدمت شاه پیر محمد تحصیل علوم نمود و مرید شد و کار کرد و خلافت یافت مولانا عبد القادر
قریب وقت رحلت خود بشاه پیر محمد گفت اگر همراه شما جوانی تائب و تارک دنیا آمده باشد بطلبید شاه
مذکور وی را حاضر کرد و بعلاقه محبتی که شاه پیر محمد را با فرزندان مولانا عبد القادر بود شاه لطف الله

بحرکت غفران پناه ملا عصمت الله براد آباد آمده سکونت ورزید و حریجا او را فرزندان بوجود
آمدند و هم در مراد آباد برحمت حق پیوست چنین شنیده شد که در ایامی که ملا عصمت الله در لشکر جهانگیر
بادشاه در دکهن بود نواب عظمت الله خان بحکومت مراد آباد مامور بود و در زمان شاه لطف الله
بملاقات نواب و برادر کلان وی مولوی محمد شاکر آمد و در اثنای سخن گفتن دست برداشت
و گفت فاتحه خوانید که مولوی عصمت الله از دنیا رحلت کرد همین زمان روح ایشان
از پیش من گذشت و گفت من از نجهان در گذشتم حاضران مجلس از این سخن بهراسیمه شدند لیکن
چون عقیدت بروی کمالی داشتند از هشابعت چاره ندیدند فاتحه خواندند و چون بعد روز
بسیار خبر آمد دانستند که شاه لطف الله گفته دویم رجب سال هزار و یکصد سیزده بود چون مقابله
نموده مطابق یافتند وی در اول که بمراد آباد آمد چندی بتوکل بسر برد و وظیفه معین نداشت
آخر الامر ملا عصمت الله در ایام حکومت خود مبالغه کرده چند صد جریب زمین برای مصرف
وی مقرر کرد و وی بمقتضای لاابالی قبول نمود و بگرفتن سند آن مقید نشد بعد ازان
چون محمد امین خان بحکومت اینجا منصوب شد املاک سکنه این بلاد را قرق نمود هر یکی بقصد
استخلاص آن جد و جهد میکرد و سود نداشت و شاه لطف الله اصلا در استخلاص زمین خود سعی
نکرد و حرف شکایت بزبان نراند بعض معتقدان وی عرض باب وی گفتند گفت عامل
سابق با ما آشنا بود از طرف خود آن زمین را بما داد الحال که دیگری بجای وی آمد و با ما تعارف
ندارد اگر وقت نماید کدام ظلم ازو بما رفته که جای شکایت باشد آخر کار رضا و تسلیم وی کار
کرد محمد امین خان بعد دریافت حال خود بخانه وی آمد و عذر خواست و تمامه غله حاصل آن زمین
را جزء ابا سر کار خود بار کرده بخانه اش فرستاد و بعد وی چند سال بسر وی شاه عزیز الله
که عالم و صالح و متورع بود جانشین وی ماند و شاه محمد الله که شعر میگفت و طلب تخلص میکرد
راقم گوید این سعادت بدست والد بزرگوار نوشته دیدم شعر نامه اعمال ما چون لائقی همراه نیست
گر بسیم بنده بنویسند چیستانیم ۴ انتهی پسر کلان شاه لطف الله بود الحال خاندان شاه بهر محمد کهنوی

متعرض شد و کسی نماند که بر طریقهٔ اسلام خود باشد و وفات شاه پیر محمد بعد هزار و یکصد آخر
عهد او بنگ ریب است راقم گوید وفات شاه لطف الله در سنهٔ هفتم جمادی الاول واقع شد
فرش اندرون شهر مراد آباد بطرف جنوبی قریب مقبرهٔ اصالت خان واقع است و اولاد آن
قریب قبر وی سکونت دارند **ذکر سلطان قطب الدین** میگویند که از امیران ملک مصر
بود و میگویند قبل از آبادی شهر مراد آباد با کفار رستم کین و بیات اینجا غزا کرده شهید گشت و شهدای
اصحاب وی در این شهر چند جا مدفون اند و بر اسلطان پیر غریب هم میخوانند از اینجهت محله پیر غریب شهرت
است عرس وی در چهاردهم رجب بوقت نصف شب میشود و قبرش در محلهٔ مذکور اندرون شهر واقع است
ذکر احوال پنجه تمیر است **ذکر شاه منیر** مجذوب بودند میگویند خوش خوراک و خوش پوشاک و لطیف
مزاج و متوطن شاهجهان آباد بودند و در شهر مراد آباد سکونت میداشتند و کشف ایشان اکثر صحیح
افتادی چنانچه همه بزرگوارم میفرمودند که وقتی تقریب دعوت تکلف ایشان بودم چون در مکان
تشریف آوردند فرمودند مکان پخته خواهد شد چون بعد مدت دراز همه بزرگوارم آن مکان را پخته
تعمیر ساختند فرمودند که بعد شصت سال فرمودهٔ حضرت شاه منیر ظهور آمد ظاهر است که ابتدای
راه تعلق کشف میگردد و در ظهور آن تعداد ماه و سال منکشف میگردد و در وفات ایشان در سنهٔ
الف و ثانی واقع شده و قبر ایشان قریب مکان قاضی شهر مراد آباد است **ذکر خلیفه نظر محمد** تیرانداز
یگانه تازبود و ساکن شهر مراد آباد در گورستان تاریکی قبری دیده بود از ان بعد ترک تعلقات کرده در
شاه عضد الدین مذکور گردید با وجود اهل و عیال قدم قناعت و توکل راسخ داشت کسی را بفقر و فاقه
وی مطلع نگردیدی صاحب ذوق و شوق بود و در مجلس سماع نعره ها می برد و بسیار رقص می
میزان بودی و در یاد حق چنان مشغول بود که مشغولی از بشره او ظاهر و هویدا میگردید آنها که در آنجا
به بزرگی و فقرا می پیوست آخر عمر که ماده فالج بر دست و پا و زبانش رسیده زبان از کلام متعذر ماند
قبل موت از نصف شب زبانش بذکر کلمهٔ لا الله الا الله مداوم جاری گردید و همدران حال فوت کرد اکثر
شبها بخوابم بزیارتش مشرف میشدم و بوقت غسل موت هم دیرا دیده بودم زعفرانی چهرهٔ اش

بود در دویم ماه شعبان سنه نامعلوم وفات یافت و در محله اندرون لال باغ مراد آباد مدفون گشت **ذکر خواجه مصطفی** حاجی رفیع الدین خانصاحب فرزند ذکرش میشنوید خواجه مصطفی از اولاد خواجه بزرگ بهاء الدین نقشبند است از دولتمند زاده گان لاهور بود بهم در جوانی بهمرسید که دل از دنیا سرد شد و در خدمت شیخ کلیم الله که در آن ایام در لاهور بود رسید شد و با جازت وی از شاهجهان آباد بمراد آباد آمد سکونت ورزید نقیر در صغرسن وی را دیده است بسی صورت نورانی داشت گویند شیخ کلیم الله قریب ایام فوت خود از شاهجهان آباد این بیت بوی نوشت

بیت اگر بسیر چمن میروی قدم برو دار ۔ که همچو رنگ حنا میرود بهار از دست ۔ وی از این بیت بر قرب اجل وی پی برده همان زمان از مراد آباد روانه شده و شیخ را زنده یافت و چند روز در خدمت وی ماند و بدستوری وی بمراد آباد باز آمد و پس از آنکه عمر دراز یافته بود در سال هزار و یکصد و پنجاه و شش وفات یافت و در همین مسجد که خود بنا کرده مدفون شد **شیخ عبد الرحیم** مرید و خلیفه وی پس از وی جانشین وی شد و زیاده بر چهل سال بخانه خود نشست و بزهد و قناعت بر رضاء تسلیم گذرانید و با وجود عیال کثیر التجا بکسی نبرد و وظیفه وا در از قبول نکرد و با مثنوی مولانا روم و کلام مشائخ اشتغال داشت در ماه ربیع الثانی سال سیوم از صد سیزدهم وفات یافت انتهی قبر خواجه مصطفی در مسجد وی اندرون شهر مراد آباد در محله منغل پور مشهور و معروف است و قبر شاه عبد الرحیم هم برابر قبر وی است **ذکر سید غلام قلندر** سید بودند و مرید و خلیفه طریقه قلندریه و سلسله وی بچند واسطه ببعد الله علدار میرسد فرخ سیر او را برای لنگر و مصرف فقراء وی پنج دیهات جاگیر مقرر کرده بود چنانچه تا حال آن جاگیر بر اولاد وی جاریست و عمر در آنجا در عهد نواب دوندیا خان زنده بود در ماه جمادی الثانی وفات یافت قبرش در مراد آباد محله قاضیان گویان واقع است رحمة الله علیهم اجمعین **ذکر سماع شیخ** محدث در باب العیدین شرح مشکوة مینویسند و عن عائشة رضی الله عنها قالت ان ابا بکر دخل علیها و عندها جاریتان فی ایام منی تغنیان عائشه که ابو بکر در آمد بر وی و نزد وی دو دختر بود ندا دختران انصار در روزهای منا

که روز عید اضحی و ایام تشریق اند مدفقان و تقرران یعنی سرود میگروند و دف میزنند و تقران
گویا تاکید مدفقان است و بعض گفته اند که تقران بمعنی ترقصان است یعنی رقص میکروند از عرا
ارض بمعنی پی سپر کردن آن و دف بضم دال و فتح نیز آمده دو وزن دوی سه قول است
بعضی مباح دانند و بعض حرام علی الاطلاق و صحیح آنست که در عرائس و لائم و آنچه در حکم آنست
مباح است و فی روایة تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث و در روایتی آمده است
که سرود میگروند دو جاریه باشعاری که گفتگو کرده بودند میان یکدیگر تفاخر میکردند بدان از
اشعار حرب و شجاعت انصار چنانکه عادت شجاعت بعاث نام موضعی است یا قلعه پس ایشان
زنان آن اشعار میخواندند و آن در وصف حرب و شجاعت بود نه ذکر فواحش و منکرات که حرام
ذکر آنها و در روایتی از صحیح بخاری بعد از تغنیان گفتند ولیستا بمغنیتین یعنی غنا میکردند
و ذات آنها مغنی نبود که غنا حرفت آنها باشد و غنا را خوب نواندن گفت و مشهور و معروف بدان
باشد ملکه و خو کردن بود و نداز اهل خانه چنانکه در خانها چیزی میگویند و النبی صلی الله علیه وسلم
مستغرق بود به آنحضرت صلی الله علیه وسلم بوشید و بخسبید بود خود را بجامه خود و قهر هما ابوبکر
پس منع کرد و زجر نمود آن دو جاریه را ابوبکر و در صحیح بخاری آمده که گفت ابوبکر یا مزامیر شیطان
میزنید نزد پیغمبر و مزامیر آلتی که میزنند آنرا اهل غنا مثل نی و رباب و دف و مانند آن و اضافت
شیطان بجهت آن کرد که وی مشغول میگرداند دلها را بلهو و لعب باز میدارد آنرا از حضور الله
النبی صلی الله علیه وسلم عن مجهة فقال دعهما یا ابابکر فانها ایام عید یعنی گفت بگذار ایشان را ای ابوبکر
زیرا که این ایام عید است اکل و شرب را یام ضیافت و فرح و سرور در آن اگرچه عید نیست و نفی باشد مباح است
و روایتی چنین از مسلم آمده است یا ابابکر ان لکل قوم عیدا و هذا عیدنا متفق علیه بدانکه انچه
است که متمسک میکنند بدان اهل سماع در اباحت غنا و شنیدن آن و انچه از نحو حدیث
بنظر انصاف منظور بعین اعتساف مشاهده میکرده و آنست که ابوبکر صدیق انکار کرد
تغنی دو دختر را و منع و زجر کرد و از ان بجهت آنچه مقرر بود نزد وی از حرمت و کراهت آن

وگمان برد که منع ناکردن آنحضرت صلی الله علیه وسلم ازان از جهت عدم علم بود بدان آنست
نوم یا غفلت یا بنحوی است که مانع نبود فرصت آن نشده و ندانست که آنحضرت آنرا تقریر نموده و رد
نه نموده است درین روز چیزی ازان را و لهذا فرمود فانها ایام عید و ابو بکر را باین فرق و تفصیل علم
نبود پس دلالت کرد حدیث بر اباحت مقداری ازان در روز عید و غیر آن از مواضعی که مباح است
در وی فرح و سرور و شک نیست که این در ماده مخصوص بروجه مخصوص است و ازینجا اباحت علی
الاطلاق لازم نیاید مگر بقیاس بر آن و ان جائز است مگر بر تقدیر عدم نص و منع و آن محل نزاع است
و انصاف آنست که نصی قطعی بر حرمت آن علی الاطلاق چنانچه بر حرمت زنا و شرب خمر آمده ثابت
نشده است و بتحقیق تصریح کرده اند بعضی از متاخرین محدثین که حدیثی در حرمت غنا صحیح نشده است
و بعضی علما گفته اند که ثابت نشده است دلیلی قطعی بر حرمت آن و نه بر اباحت آن و اصل در اشیا
اباحت است و با وجود آن شک نیست که دوام اعتیاد بدان و استمامت آن بر خلاف طریقه اتباع
و فقها را درین باب تشدید و تعصب بسیار است مگر مقصود ایشان حسم مادہ و سد ذرائع است و صحیح
آنست که قول امام علم بکراهت آنست و الله اعلم و هم شیخ محدث در شرح مشکوة مینویسند عن عائشة
رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلنوا هذا النکاح و اجعلوه فی المساجد و اضربوا علیه بالدفوف
یعنی نکاح را اظهار کنید و در مسجد ها بگردانید آنرا و بر آن دف بزنید و بر آن دفها را ترمذی و قال هذا حدیث غریب و عن عائشة رضی الله عنها قالت
زفت امراة الی رجل من الانصار فرستاده شد زنی که نامزد بود بسوی مردی از انصار
و زفاف عروس را بشوهر فرستادن بقال بی آید پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ما کان
معکم لهو فان الانصار یعجبهم اللهو یعنی همراه شما لهو نبود زیرا که بدرستی که انصار خوش می آید
ایشان را لهو مراد بلهو سرود است و لهو اصل بمعنی بازیست ازانجا نیز اباحت سرود در عروسی
و زفاف معلوم میشود و زیاده برین آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم خوش شدن عائشه را از انصار
ثابت و مقرر داشت و از ظاهر عبارت مفهوم میشود که خوش داشتن ایشان را دائمی بود و حاصل

بود و فاهم رواه البخاری و عن عائشة رضی الله عنها قالت کان عندی جاریة من الانصار زففتها
بود نزد من و خبر نمی از انصار گفت ترویج کردم و بزنی دادم او را فقال رسول الله پس گفت پیغمبر خدا
یا عائشة الا تلهین ای عائشة آیا سرود نمیکنی یعنی نمیفرمائی که سرود کنند فان الانصار
یعجبهم اللهو زیرا که این قبیله از انصار دوست میدارند سرود را رواه ابن حبان فی صحیحه روایت کرد ابن حبان
بخائی مهمله و تشدید موحده که از ائمه حدیث است در صحیح خود و هم شیخ محدث در شرح مشکوة
مینویسد عن ابی امامة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ما امرنی ربی عز وجل یمحق المعازف و امر کرد مرا
پروردگار من عز وجل بباطل کردن و پاک گردانیدن و کاستن معازف بعین مهمله
و زائی و فا جمع معزف بعین مهمله و زائی و فا آلت سرود یعنی چغانه زننده و در قاموس گفته
معازف ملاهی مانند عود و طنبور جمع عزف یا معزف بروزن منبر غربیف رباح آواز زنائی آن
و در مختصر نهایه گفته عزف لغت بمعازف و آن دفوف و غیر آن از آنچه زده میشود و بعضی گفته
اند که هر لغت عزف است و المزامیر جمع مزمار آلت غنا و زمر و تزمیر کردن بتعصب و تعصیب آنکه بند
غنا کنند زمارة و زمار گویند و تصحیح کرده است نووی حرمت آنرا و غزالی میل بجواز آن کرده
و این حدیث دلالت بر حرمت آن دارد چه اینها در قدیم الزمان از رسوم و عادت اهل فسق
و بطالت بودند و فقها گفته که غنا با آلات مطربه حرام است و بمجرد صوت مکروه است و از
زمان اجنبیه سخت تر است کراهت آن و تحقیق و تفصیل این مسئله در موضع خود است انتهی
و نغمه و عشاق است واضح باد که اجناس سماز از بهار قسم بیرون نیست یکی آنکه نباشد با
مثل نی و طنبور و رباب و قانون و امثال آن و دوم آنکه باشد و مجلجل بود از چرم مثل
طبل و نقاره و مرونگ و دائره و دف و دف جلاجل دار و امثال آن سیوم آنکه باشد و بچوب
نواخته شود و مساز را بهم زنند و بنوازند مثل صنج و چغانه و گیونگرو و دارغنون چهارم آنکه
کشش دهند بدهان نوازند مثل نی و شبانه و سرنا و قرنا و نفیری و امثال آن و در تفسیر معازف
و مزامیر و دنا راز قدیم اهل علم و لغت مختلف بوده اند اتفاق آنها بر امور واحد ثابت نشده

است که آن قطعاً حرام باشد و در حرمت مطلق با جنس خاص مرامیر نص قطعی وارد نشده
لهذا وقوع اختلاف در حل و حرمت استماع مرامیر ثابت است شیخ عبد الحق محدث دهلوی در شرح
سفر السعادت مینویسند متن در باب ذم سماع حدیثی صحیح وارد نشده شرح مراد خصوص سماع
غنا است یا عام تر از غنا و مرامیر است و در ذم هر یکی از ان احادیث وارد شده خطیب از
امیر المومنین علی رضی الله عنه آورده نهی عن ضرب الدف و لعب الصنج و ضرب الزمارة و
از ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقلة و از دیلمی و مسند از انس
این لفظ آورده الغناء و اللهو ینبتان النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب الخ و سخاوی
در مقاصد حسنه گفته و لا یصح بهذین و در کتاب مذکور احادیث مسطور اند و زیر بعض حدیث ضعیف
و زیر بعض موضوع مرقوم است قوله این احادیث است که در ذم دف و مرامیر و ملاهی وارد شده
و امثال آن احادیث دیگر نیز آمده و شاید که تو بکوئی شک نیست که در ین میان احادیث
که محدثین حکم بر ضعف آن کرده اند در تصریح بصحت آن نمونه و بعضی ازان قبیل است که بعدم صحت آن
حکم کرده اند چنانچه در ضمن بیان اشارتی بدان کرده شد مدعائی مصنف آنست که حدیثی صحیح
در ینباب نیامده اگر آنرا داری بیار تا حقیقت حال معلوم شود بدانکه بعد از قطع نظر از انکه حدیث
ضعیف بتعدد طرق بمرتبه حسن رسد و حسن بمرتبه صحیح در ینباب حدیث چار تین است که بعضی
مردم آنرا در اثبات اباحت نیز بیارند و انصاف آنست که مدلول وی ذم است مگر در بعضی
ایام مثل ایام عید و مانند آن و الفاظ آن چنانکه در صحیح بخاری و مسلم آمده اینست که عائشه
میگوید رضی الله عنها که در آمد بر من رسول الله صلی الله علیه وسلم و نزد من دو جاریه
بودند که تغنی میکردند بغناء بعاث پس بهلو انتاد آنحضرت بر جامه خواب و بگردانید روی
مبارک خود را پس در آمد ابو بکر رضی الله عنه پس منع کرد مرا و گفت مزمار شیطان نزد
پیغمبر خدا و امیداری پس آنحضرت روی مبارک ما ابو بکر آورد و گفت بگذار این دختر کان را
پس ابو بکر غافل شد و در روایت دیگر آنکه گفت ابو بکر بر عائشه زنهار دومی دو جاریه بود که غنا میکردند در ایام

منی در وقت منیر و غیر آن و آنحضرت فرمود تا بگذارند ایشان را ابا بکر که ایام عید است و آن ایام منا بود و انها
همه روایات بخاری و مسلم اند اکنون باید دید که چون ابو بکر صدیق غنا را مزمار شیطان گفت و آنحضرت
صلی الله علیه وسلم او را در این تغییر کرد و گفت که اینچنین مگو این مزمار شیطان نیست و حرام نیست
بلکه چه گفت منع مکن یا ابا بکر ایشان را ازین که امروز عید است یعنی این حکم را که حرمت یعنی و تذفیف است مطلق
مدان و عام خیال مکن و در روز عید از لهو و سرور را بقدر جائز باشد خصوصا دختران خورد
سالان را اگر تغنی کنند و شعار که در آن فحش و ذکر فساد و امثال آن نباشد بخوانند و این تخصیص
ابو بکر صدیق چون تقریر بنقیاده بود و سابقه بیان از جانب شارع نیافته نمیدانیست اکنون بتقریب
وقوع این قضیه معلوم کرد و نیز آنحضرت خود بشنیدن آن مقید نشد و ابو بکر را نیز بر آن ترغیب نمود
بلکه تغافل نمود و بخصتی در نیاب اشارتی فرمود پس نهایت آن چه باین حدیث ثابت شود
اباحت و رخصت آن در بعضی احیان مثل ایام عید و مانند آن یا بودن او حرام و مزمار شیطان
و غیر این اوقات و اینمعنی نزد انصاف ظاهر است از حدیث کما لا یخفی و حدیث صوتان
ملعونان فی الدنیا و الآخرة مزمار عند نعمة و رنة عند مصیبة که گذشت نیز بقول سیوطی
صحیح است دیگر حدیث معازف که در صحیح بخاری آمده که آنحضرت فرمود صلی الله علیه وسلم
که در امت من اقوام پیدا آیند که استحلال کنند حر و الکسر حا مهملة یعنی فرج که مراد از ان
اینجا زناست و حریر را و معازف را یعنی آلات ملاهی را که مزامیر است پس اگر استماع معازف
و آلات ملاهی حرام نباشد اطلاق استحلال بر آن و ذکر او با حر و حریر چه معنی دارد و در
اتصال اسناد این حدیث ابن خرم ظاهری را که از علما و متاخرین محدثین است بجهت تعصبی
که در این باب دارد سخن است و شرح تحقیق این مقام تفصیلی طلبد و موقوف بود بر بیان
منتهی هم بعد تشریح و تحقیق این حدیث شارح گوید پس این حدیث صحیح باشد از جهت ثبوت
اتصال و تمامه علماء محدثین بر این اند الا ابن خرم که ایشان گفته که اتصال این حدیث معلوم
نیست زیرا که بخاری قال هشام گفت نه حدثنا و از قال هشام سماع این حدیث از وی بیگانه

معلوم نگردد انتهی وهم بعد تصحیح این حدیث شارح گوید اکنون شاید که تو گوئی که پس ترا چه اقتضاء
است بدانکه از کسی که براه انصاف و احتیاط رود و از کدر تعصب مکابره صاف بود
و مسئله که در وی نزاع و خلاف راه دارد باشد باقطع نظر از راجح مرجوح خرسکوت و توقف صحت
نبندد و درین مسئله هم میان فقها و مشائخ نزاع است و هم میان مشائخ طریقت بیکدیگر اختلافست
رهر که متتبع احادیث و اقوال فقها و سلف کند بداند که متعارف و مشهور میان ایشان حرمت
و کراهت آن بود و غایت توجیه و تطبیق آنست که آنرا مقید و معلل بطریق لهو و لعب دارند نظر
آنکه این فعل در آن زمان متعارف و شعار اهل فسق و فجور بود و چون بعد ازان جماعه از ارباب
دیانت و ذوق و وجدان دو امر بجهت تغیرات ناخیری که سماع غنا در نفوس و قلوب و در
و آثارت مکامن و بواطن مواجید و احوال کند در آن اعتقاد کردند و لهو و لعب گرد سر ایرده افعال
و احوال ایشان بحال نماند از ان خارج بوده باشد و بالجمله آنچه در اینجا منقح میگردد اینست که در حرمت
سماع علی الاطلاق دلیلی قطعی از ضروریات دین ثابت نشده و عمل و اعتیاد و اختلاف طریقه
اتباع و هر که آن را بطریق علم و بحث در احادیث و آثار و اقوال اثبات کند محل گفتگوست و از هر یک
بطریق سکر و غلبه شوق و بسطوت حال صادر شود معذور و هر چه از مردم اهل ذوق بی ملاحظه و مبالات آید منکر و الله اعلم و در مدارج النبوت بدانکه در مسئله اختلاف بسیار آمده است
وحدیثاً و قولاً و فعلاً بعضی باباحت متوقف و متردد مانده و گفته که نه اینکار کنیم و نه انکار کنیم و بدانکه
سماعی که مشار الیه است بقول حق سبحانه الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ و
بقول وی تعالی وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ و در عوارف میگوید که این سماع است که متفق علیه است حقانیت او و مخالف نیست
در وی و هر کس از اهل ایمان و این سماع متجلب رحمت است از پروردگار کریم و اختلاف در سماع اشعار
و قصائد است بالحان مطربه موسیقیه و در نجاست کثرت اقوال و تباین احوال بعضی آنرا منکر
باشند و بفسق و فجور ملحق دارند و بعضی بدان سماع و آنرا احق و اصح شمارند و هر دو طائفه در

طریق تعصب پیمودند و آنرا ایضاً بالجمله در جماعه طریقه بهت یکی مذهب فقهاست و ایشان انکار میکنند
اشعار و انکار و سلوک میکنند در تعصب و عناد و الحاق میکنند فعل آنرا بذنوب و کبائر و اعتقاد آنرا بکفر
و زندقه و الحاد و این افراط است و خروج است از طریقه اعتدال و انصاف و نمی باید بر آن جماعه
که در حضور صادر موضع خلاف در هم طریقه محدثین است و ایشان میگویند که ثابت نشده است در تحریم
آن حدیث صحیح و نص صریح بلکه هر چه وارد شده است در باب از احادیث یا موضوع است
یا مطعون و همچنین آیات قرآنی اگرچه تفسیر کرده اند آنرا بعضی مفسرین بچیزی که دلالت میکند
بر حرمت غنا اما آنرا تاویلات و محامل دیگر هم هست که ذکر کرده اند غیر ایشان از علماء و چون
ثابت نگردد حرمت ثابت نشود حل و اباحت بدلالت قول وی سبحانه و احل لکم الطیبات و بعضی
گویند ثابت نشده است نه بر حرمت و نه اباحت آن و لیل قطعی شرعی پس مسئله مبنی گردد بر اصل
و اشیاء که خطر است یا اباحت سیوم ساده صوفیه و مذهب ایشان در باب مختلف و متفاوت
متجذب آمده و بعضی اجتناب کرده و بعضی مباشرت نموده و باید که انکار ایشان بر اجتناب
و اجتناب و تشدید اقوی باشد زیرا که مذهب ایشان اخذ بعزیمت است و احتیاط در افعال و اقوال است
و جمیع اوقات و احوال و لیکن بر بعضی از ایشان غالب آمده ولع و شوق و سکر و محبت و صفح حال
و وجد و هیجان و حکم ایشان حکم واله و سکران است و میگویند که اصح و اشهر از امام مالک و
و شافعی و ابو حنیفه و احمد رحمهما الله قول بکراهیت است و اطلاق حرام نیز آمده و گفته اند قائلان
باباحت که روایت کرده شده است غنا و سماع آن از جماعه کثیر از اکابر صحابه که در ایشان
چندی از عشره مبشره اند جم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علماء
دین که از ارباب زهد و تقوی و علم و عبادت بوده اند نقل کرده شده است و در باب از ایشان
روایات و حکایات که کفایت است در آن و این شک معلوم گردد که ائمه دین و اکابر اهل یقین
مختلف بوده اند در آن اما عبد الله بن جعفر رضی الله عنهما سماع غنا از مغنیان مشهور است
نقل کرده است آنرا هر که امعان کرده است در این مسئله از فقها و حفاظ و ارباب تتبع و این

عبد البر در استیعاب گفته نسیبه وی غنا باسبی بود امیر المومنین در آن زمان عم وی علی
ابن ابیطالب و میرفت وی رضی الله عنه در خانه جمیکه از مغنیات بود و سوگند خورده
بود که تغنی نکند برای هیچ کسی مگر در خانه خود پس تغنی کرد و برای وی و بخواست که بیاید در خانه
وی رضی الله عنه و بشنواند او را و کفارت و بداد از یمین خود پس منع کرد وی رضی الله عنه
او را ازان و گفته اند که بودند مر عبد الله بن جعفر را جواری که تغنی میکردند و عود میزدند
برای وی و آورده اند که سعید بن المسیب کیا فضل تابعین بیست و زده میشد بوی مثل دروغ
می شنید غنا را و مستلذ و میشد بسماع آن و همچنین سالم بن عبد الله بن عمر و قاضی شریح می شنید
غنا از کنیزکان با جلالت قدر کبر سن وی و سعید بن جبیر که از اعاظم تابعین بست می شنید از
جاریه که تغنی میکرد و دف میزد و همچنین عبد الملک بن جریج که از علما و حفاظ و فقها عباد که
اجماع است بر عدالت و جلالت وی که می شنید غنا را و میدانست الحان را و ابراهیم بن
مروی بود امام عصر خود در فقه و روایت و نمی شنوانید طلبه را حدیث تا نمی شنوانید انیشان را
غنا و فتوی داد و مجلس رشید تحلیل غنا و حکایت کرد از صاحب تذکره که پرسیده شد امام ابو حنیفه
و سفیان ثوری از غنا پس گفتند هر دو نیست غنا از کبائر و نه از اسوء و صغائر و نقل کرده اند
که امام ابو حنیفه را همسایه بود که هر شب سماع میخاست و تغنی میکرد و امام گوش میداشت به تغنی او
الی آخره چون گوش داشت امام بغنای او و نهی نکرد او را دلالت کرد بر اباحت نزد او و استماع وی هر شب
بآن ورع و تقوی که داشت محمل نتوان کرد و مگر بر اباحت و گرفته نشده است تحریم مگر از مقتضای فعل وی
نص قول وی حکایت کرده شده است از امام ابو یوسف که حاضر شد مجلس رشید را و بود در وی غنا پس می شنید و میگریست
از سماع پس گفت دریا نمونه اهل علم را و بلا خود که منکر نیستند آنرا و نمی شنید ازان و گفت منکر
نیست و آنرا مگر عامی یا جاهل یا عراقی غلیظ الطبع و پرسیدند از ابراهیم بن سعد بن ابی وقاص حوال مالک پس گفت
خبر داد مرا که دعوتی بود در مدینه بموضع ربا ثوم وف بود و دعوت کرده بود او را که تغنی میکردند و لعب مینمودند
بدان و بود با مالک وف مرتکب میزد و تغنی مینمود و الله اعلم و آنچه نقل کرده شده است از مالک

رحمة الله که گفت نمیشنوند آنرا مگر فاسقان محمول است بر غنائی که مقرن است بوی منکر چنانچه
القول الفصل و امام شافعی رحمه الله گفته است غزالی که تحریم غنا مذهب ما نیست و تتبع کردم چندین
از مصنفات و بر اندیدم از انصی تحریم وی و نه از استاد ابو منصور بغدادی گفته که مذهب وی اباحت
سماع است و روایت کرده است ابو منصور بغدادی از یونس بن عبد الاعلی که شافعی استصحاب کرد
مرا بسوی مجلس که در وی قینه بود که تغنی میکرد و چون فارغ شد قینه گفت ایا خوش گردانی تو
این را گفتم نه گفت اگر راست نیکوئی نیست تراحس صحیح یعنی خوش داشتن غنا علامت سلامت
طبع و حس است یا خوش داشتن آن نشان اعوجاج طبیعت و نقصان حس و ازینجا معلوم میشود که دلیل
شرعی بر حرمت و کراهت آن نیست اگر آن نبودی خوش داشتن طبع آنرا بعد نادره کردی در تاثیر نغمه
هیچکس انسی نیست و بالجمله تحقیق صحیح شده است از قول و فعل شافعی چیزیکه صریح است در اباحت و
نیست نص در تحریم پس تحریم از جهت عارض باشد نه از جهت معنی که در ذات غنا است اما امام احمد
بن حنبل صحیح شده است روایت که وی شنیده است غنا را نزد پسر خود ش که نام وی صالح
است روایت است از ابو العباس نرغانی که میگفت شنیدم صالح بن احمد بن حنبل را که میگفت بودم
من که دوست میداشتم سماع را و بود پدر من که ناخوش میداشت آنرا پس وعده کردم ابن جنباده را
که باشد که نزد من بنشیند پس باشد نزد من تا بشنوم که خواب کرد پدر من پس شروع کرد ابن جنباده در تغنی
پیش شنیدیم آواز پای را بر بام پس بر آمدم بالای بام و دیدم پدر خود را بالای بام که می شنود غنا
و دامن در زیر بغل او است و وی سیخ امد بالای بام گویا که رقص میکنند و مثل این قصه از عبد الله بن
احمد بن حنبل نیز منقول است و این دلالت دارد بر اباحت سماع نزد وی رحمه الله و آنچه منقول است از وی
مخالف این محمول است بر غنائی مذموم مقرن بفحش و منکر حکایت کرده اند از داؤد طائی که وی حاضر
میشد سماع را و در سماع بعد از انکه منحنی شده بود از کبر سن و بود وی رحمه الله عالم
فقیه حنفی تلمیذ امام اعظم ابو حنیفه کوفی و رساله است درین باب تصنیف کرده ابن طاهر و نقل کرده اجماع
صحابه و تابعین بر آن و تفوق کرده باسانیدی که دارد و در روایت کرده است یونس بن عبد الاعلی

کر پرسیدم از شافعی از اباحت سماع را پس گفت نمیدانم هیچ کس را از علماء حجاز که مکروه
دارد سماع را مگر آنچه در او صفات است و گفت یحیی بن معین که از اعاظم علماء حدیث
است که می آمدیم با یوسف باجشون را پس تحدیث میکرد ما را در خانه و جواری او مغنی
میزدند او در خانه و دیگر ایشان علماء ثقات از اهل حدیث اند که مخرج اند در صحاح و گفته اند
عبد العزیز بن سلمة باجشون که مفتی اهل مدینه بود و روایت می کنند ایمه از وی و
تخریج کرده اند از وی در صحیحین بر حضت می کردی و رغود و بعضی حنفیه گفته اند باس
در اعیاد و سائر اوقات سرور مباحه را اختیار کرده است آنرا از علماء متقین شیخ الاسلام
ابو محمد بن عبد السلام و صاحب وی شیخ محمد بن دقیق العید و گفته است صاحب
اقناع که بتحقیق بودند صوفیه جماعه از اهل فقه و حدیث و معرفت بانواع علوم شرعیه
مثل اوستاد ابو القاسم قشیری و شیخ ابو طالب مکی و شیخ شهاب الدین سهروردی ذکر
کرده اند ایشان در رسائل و تصانیف از آنچه دلالت میکند بر اباحت سماع قولا و فعلا
و بود جنید رضی الله عنه فقیه که فتوی میداد بر مذهب ابو ثور و حکایت کرده است از
قشیری و سهروردی و غیر ایشان که وی گفت نزول میکند رحمت بر سه طائفه در سه موضع
نزد اکل زیرا که نمی خورند مگر نزد فاقه و نزد محاورت و مکالمت زیرا که تکلم می کنند در مقامات
صدیقین و انبیا و مرسلین و نزد سماع زیرا که ایشان مشاهده بوجد و شهود حق و حکایت کرده
از علماء جماعه صحابه و در این باب حکایات که اکثر اینها مذکور اند در کتب قوم مانند آنکه صاحب
اقناع ذکر کرده است در سماع سه قول را حرمت و کراهت و اباحت و مذکر کرده است دلایل
هر مذهب را و ترجیح کرده مذهب اباحت را چنانکه مدعای اوست و جواب داده از استدلال
و شکات و حرمت و کراهت و اطناب کرده در اثبات مذهب اباحت و اثبات کرده آنرا
بکتاب و سنت و اجماع و قیاس و وجه قیاس آنکه چون ثابت شد در سنت صحیحه جواز تغنی بقرآن
پس و شعر نیز جایز باشد بجامع آنکه تغنی در قرآن اثارت میکند حزن و شوق را استجلاب

مینماید خشوع وخضوع را واین در شعاری که مشوش اند بطاعات ومناجات وزهد در دنیا
ورغبت در آخرت ومثمر مزید محبت الٰهی تعالی وتقدس ومتابعت حضرت رسالت پناهی
صلی الله علیه وسلم نیز جائز باشد وصاحب استماع در آلات ومزامیر سخن کرده وگفته
که معروف مذهب ایمه اربعه حرمت مزامیر است وباوجود آن از بعضی علماء مذهب شافعی
واصحاب ظواهر وغزالی وامثال وی خلافها نقل کرده وانواع آلات ومزامیر ذکر کرده
اما وی مختلف فیه است بعضی مطلق مباح گفته وبعضی مطلق حرام داشته وبعضی فرق کرده
در جلاجل دار وغیر آن وصواب اباحت اوست در نکاح وبعضی اعلان آن بدف مستحب داشته
ودر شبانه که بعضی فی است نیز اختلافها ذکر کرده دیگر از مزامیر عود است که انرا بربط نیز گویند
وتارها دارد که آنها را زیر وبم گویند ودر وی نیز اختلاف نادر کرده وگفته که معروف در
مذهب اربعه آنست که زدن آن وشنیدن آن حرام است ورفته اند طائفه از علماء بجواز آن و
حکایت کرده شده است که در آمد عبد الله بن عمر بر عبد الله بن جعفر پس یافت نزد وی
جاریه را که میزد عود پس گفت عبد الله بن جعفر مر عبد الله بن عمر را ایامی یعنی دیرین باسی گفت
لا بأس لهذا ونقل کرده اند سماع آنرا از عبد الله بن زبیر ومعویه بن ابو سفیان وعمرو بن
العاص وحسان بن ثابت واز غیر صحابه عبد الرحمن بن حسان وخارجه بن زید که از فقهاء
سبعه مدینه است ونقل کرده است اوستاد ابو منصور از زهری وسعید بن المسیب وعطا
بن ابی رباح وشعبی وعبد الله بن ابی عتیق واکثر فقهای مدینه مطهره وحکایت کرده است
جمیلی از عبد العزیز بن ماجشون که وی رخصت میکرد در عود وابراهیم بن سعد فتوی داد
باباحت سماع وعود وصاحب امتاع همین عود را اصل ساخته ومزامیر دیگر را بر آن قیاس
کرده وبا همه وی درین باب از وسعت وخلاعت خالی نیست واجتماع آلات ومزامیر را
نقل کرده وگفته اختلافست در میان قائلین بتحریم که آن کبیره است یا صغیره ومتاخرین
از شافعی بر انند که صغیره است این جمله کلمه از کتاب مذکور نقل کرده شده والعهدة علیه

وحقیقت حال و منشاء اختلاف آن مینماید که سرود شنیدن و آلات مزامیر زدن در زمان
قدیم کار و بار جبّاران و لاابالیان و فاسقان و شراب خواران بود لهذا در حدیث صحیح
آمده که آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود فرستاده شده ام من و امر کرده شده ام من که
محو کنم معازف را که نام آلات و مزامیر لاهی است و نهی کنم از شرب خمر و زنا و در اصل
نام غنا لهو است و ذکر وی در باب ملاهی میکنند و بعد از محو و محق آثار این امور و رفع آله
این منکرات چون آن رسم و عادت نماند مسلمانان و صالحان و پارسایان نیز در آن افتادند
و از ان محظوظ گشتند بی ملابست بفسق و منکرات و مخالطت با اهل فسق و مجرد جماعه دیگر
چون دیدند که این عادت فساقان است و مشابهتی بحال ایشان دارد و خوف آنکه مبادا سری
بآنجانب کشد اجتناب نمودند و آنکه محدثان گویند که نهی از شارع به ثبوت نه پیوسته و بهیچ
حدیثی درین باب بصحت نرسیده بعد تقریر آنکه دائره صحت باصطلاح این طائفه تنگ است
مراد آن خواهد بود که نهی آن علی الاطلاق و تحریم آن لذاته ثابت نشده چنانکه از خمر و زنا و امثال
آن و آنکه بعضی از اهل ظواهر گفته اند که بهیچ حدیثی وارد نشده این سخن خالی از مکابره نیست
و مثال این حال تقضیه ظروف و اوانی است که آنها را ختم و مزفّت و نقیر و دُبّا نام است که
در وقت اباحت خمر استعمال آن میکردند و شراب در آن می خوردند و چون شراب حرام شد
و استعمال این اوانی و خوردن شربات دیگر در آن چندگاه حرام ساختند از برای محو وقمع
آثار آن و چون حرمت خمر ثابت و مقرر شد و اجتناب بقمع و قلع آثار و علامات آن نماند
فضله
منع و نهی از ان اوانی نیز نماند باوجود آن علماء و ائمه دین دو فرقه شدند جمعی منع بر
از استعمال آن اوانی و قومی چنانچه بزعم ما ذکر نمی موضعه رود ما نحن فیه نیز ما نند این دو فرقه اند
قومی بنظر عادت شریفه قدیمه که این صورت نشان اهل فسق است منع و رسم احتیاط را
گرفته ایستاده و جمعی نظر بر معنی و حقیقت حال انداخته اند که اگر بملابست فسق و منکر
حرام و اگر نه چنین است مباح والله اعلم وعلمه احکم بعد ازان تعصبی و تشددی درمیان

آمد هم بانعان افراط کردند و منکران آنرا مطلقا منسوب بفسق و کفر و زندقه داشتند و هم میان
بر رغم آنها از اطاعت صرف و عبادت محض گفتند و تمامه اوقات را مشغول آن و مشغول
آن بدان ساختند و مجمعها و معرکها گرفتند و هر دو طائفه فرق میان اهل و نااهل نکردند
و نشسته انصاف که معنی آن نصف الی و نصف لک ست از دست داوند و طریقهٔ
ادب که حقیقت آن نگاهداشت حد هر چیزی ست نگاه ندا شتند و منشا اختلاف نیست
که جمعی از نظر بر تاثیر و تصرف نغمه در بواطن افتاده و از جا رفتند و قومی را جواز و عدم جواز
فقهی در نظر آمد بر جای خود ایستاده و شیخ ابن عربی میگوید که نشان تاثیر قرآن در دل من
آنست که بغناء و بغیر غنا یکسان باشد و آنکه بنغمه تاثیر کند تاثیر قرآن نیست این تاثیر نغمه است
این سخن خالی از تکلف نیست نغمه علیه و زیور قرآنست چنانچه در حدیث آمده ست که زینوا القرآن
باصواتکم و یکسان بودن صوت و حال خارج از دائرهٔ امکان ست مگر کسی که مشهود و مکشوف
مجرد ذات و صفت آلهی باشد فائده صاحب استماع گفت که چون نباکردن ابن زبیر کعبه را
نباسیکردند آنرا فرس رومی و تغنی میکردند بالحان خود و شنیدند آنرا مغنیان عرب و
نقل کردند آنرا البربلی و نخست کسی که ابتدا کرد طویس بود و گویند که مثل از نقل این غناء
موسیقی و عرب انواع حسن صوت بود مثل نصب و نشید اعراب و حدا و رکبانی و این اقسام
همه مباح اند خلاف نیست هیچ یکی را در آن و بر این اقسام حمل میکنند نه بر غناء موسیقی
آنها که قائل اند بحرمت آنچه منقولست از صحابه و تابعین و غیرهم از اسلاف چنانکه از
سیاق اخبار و آثار ظاهر میگردد و نهم از بعضی صحابه مثل عبدالله بن جعفر و غیره سماع
غناء موسیقی نیز از جواری مرویست و میگویند که وی رضی الله عنه از مغنیات نیز
می شنیده و مراد بغنی اقسام غناء همه کی ست و راجع بصوت حسن ست و تفاوتی نیست
نغم و قرارات قرآن تفاوت میکنند که در غناء موسیقی تخلیط و تغییر بسیار ست این همه
گفته شد و لیکن در تغنی و استماع آن از حیثیت اتباع سید رسل صلی الله علیه و سلم

واقتضای اصحاب و اتباع آنحضرت که بطریق تقرب و تعبد بر آن اجماع میکرده اند
خلجان باقی است جواب همانست که محل و مقام آنحضرت متعالی است و دیگران انبا او اضاع
و مشارب مختلف افتاده بر بعضی جانب تورع و اتقا غالب آمده و احتیاط دامنگیر
وقت شده و ذوق و جمعیت در عبادت و طاعات دست داده و بر بعضی سکر
و مستی غلبه کرده و ذوق و شوق ایشان در سماع افتاده مدعا آنست امر دین
مختلف فیه و در امری مختلف فیه عیب یکدیگر نباید کرد هر یکی را بحال خود باید گذاشت
قولکم اظلم ممن منع مساجد الله الآیه والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب صلی
الله وسلم علی سید الخلق محمد و آله و اصحابه و اتباعه اجمعین هداة طریق الحق و محیی علوم
الدین و در کشف المحجوب است یکی از اصحاب ابو سعید الخدری رضی الله عنه روایت
کرده که گفت رضی الله عنه کنت فی عصابة فیها ضعفاء المهاجرین و ان بعضهم لیستتر
ببعض من العری و قارئ یقرأ علینا و نحن نستمع لقراءته قال فجاء رسول الله علیه
السلام حتی قام علینا فلما رآه القاری سکت قال سلم قال ما ذاکنتم تصنعون قلنا یا رسول
الله کان قاری یقرأ علینا و نحن نستمع لقراءته فقال النبی علیه السلام الحمد لله الذی جعل
فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معهم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال هیئة کذا
فتحلق القوم فلم یعرف رسول الله علیه السلام منهم احدا قال و کانوا ضعفاء المهاجرین فقال
صلی الله علیه وسلم ابشروا معشر المهاجرین بالنور التام یوم القیامة تدخلون الجنة
قبل اغنیائکم بنصف یوم کان مقداره خمس مائة عام من باگر وهی بودیم از فقراء مهاجرین
که ایشان بعضی از اندام خود پوشیده بودند بعضی دیگر از برهنگی و قاری بر ما میخواند و ما
استماع میکردیم قرات و پیغمبر علیه السلام بباید در بر ما ایستاد چون قاری را دید خاموش گشت
پیغمبر علیه السلام بر ما سلام کرد و گفت شما اندر چه کار بودید گفتیم یا رسول الله قاری
میخواند و ما سماع میکردیم قرآن خواندن او را آنگاه گفت پیغمبر علیه السلام الحمد لله که اندر امت

من گردهی آنرید که مرا نفرمود تا اندر صحبت ایشان صبر کنم آنگاه اندر میان بنشست چون یکی از ما خو
را بیابر کرد پس حلقه کردند این گروه و کس اندر میان آن حلقه پیغمبر را علیه السلام از ایشان باز نمی
شناخت آنگاه مرا نشانها گفت بشارت مر شما را باد ای درویشان مهاجر بفیروزی تمام اندر
روز قیامت که اندر آیند بهشت پیش از توانگران بپانصد سال باشد و این خبر را بسیند روایت
مختلف بیارند اما اختلاف اندر عبارت است معنی همه درست و یکی است انتهی و قال الشیخ العارف
ابو حامد شیخ شهاب الدین السهروردی فی العوارف اخبرنا ابو زرعة طاهر عن والده ابی الفضل
الحافظ المقدسی قال اخبرنا ابو منصور محمد بن عبد الملک المظفری السمرقندی قال ابنانا ابو علی الفضل
بن منصور بن نصر الکاغذی السمرقندی اجازة قال حدثنا الهیثم بن کلیب قال حدثنا ابو بکر عامر
بن اسحاق قال حدثنا سعید بن عامر عن عبد العزیز بن صهیب عن انس رضی الله عنه قال کنا
عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ نزل علیه جبرئیل فقال یا رسول الله ان بفقرا امتک
یدخلون الجنة قبل الاغنیا بنصف یوم بخمسمائة عام ففرح بها رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال افیکم من یشتهی شیئا فقال بدوی نعم یا رسول الله فقال ما تشتهی فانشا البدوی شعرا
قد وسعت حبة الهوی کبدی + الخ ترجمه از مارعنت گزیده دارم جگری + گر رانکند هیچ فسونی اثری
چه دوست که شیفته عشق دیم + افسون و علاج من چه داند گری + فتوا جد رسول الله
صلی الله علیه وسلم پس و جد کرد و پیغمبر خدا او رقص کرد اصحاب وی همراه وی تا که افتاد چادر
از دوش مبارک وی پس وقتی که فارغ شدند گفتند هر کسی طرف خانه خود گفت معاویه این
ابو سفیان چه نیکو است لعب تو یا رسول الله پس گفت پیغمبر خدا معاویه یعنی چنین کلام کن یا
معاویه نیست بزرگ آنکس که نخندد وقت شنیدن ذکر دوست ثم ثم ر ر ا رسول الله
صلی الله علیه وسلم تبسم کردند رواه مبارکا کسانیکه حاضر بودند بانها صد پاره اشرفی انشا الله تعالی این حدیث
بتمام و کمال از کتاب مرقی القلوب عنقریب خواهد آمد و در جواب سوال منشی مرزا جان مولانا
شاه عبد العزیز دهلوی مدظله سماع غنا مجرد از مزامیر و ملاهی در مذهب حنفی رحمة الله

علیه روایات مختلف است اصح آنست که جائز است و دف هم جائز است و احادیث کثیره
مؤید این روایات است انتهی و احادیث صحیحه مثبته سماع آنحضرت صلی الله علیه وسلم و سماع
صحابه کرام بحضور علیه السلام در کتب صحاح دوازده یا نزده اند و مختلفه بسیار اند الاول
عن انس بن مالک ان النبی صلی الله علیه وسلم مر ببعض ازقة المدینة که پیغمبر خدا گذشت
بسوی بعضی کوچهای مدینه فاذا هو بجواری یضربن بدفهن پس ناگاه رسید بدختران که
میزدند دف را و میخواندند و میسرودند و میگفتند شعر نحن جواری من بنی النجار یا حبذا
محمد من جار ای خوشا حال محمد را صلی الله علیه وسلم از جهت همسایه فقال النبی صلی
الله علیه وسلم انی لاحبکن پس فرمود پیغمبر خدا که من دوست میدارم شمارا اخرجه ابن ماجه
فرد دینی که از ثقات محدثین بست الثانی عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی
صلی الله علیه وسلم فدخل حین بنی علی مرد است ربیع دختر معوذ پسر عفراء که از انصار بود
گفت آمد پیغمبر خدا پس در آمد وقتی که بنا بر من واقع شد یعنی بعد از شب زفاف فجلس علی
فراشی کمجلسک منی پس نشست بر بستر من مانند نشستن تو بقرب من جعلت جویریات
لنا یضربن بالدف پس دختران کنار ما بودند دف زدن شروع کردند و ینددن من قتل من
آبائی یوم بدر ندبه میکردند کسانرا که کشته شده بودند از پدران ما روز بدر و در آن ندبه
اشعار اخیر بود که بدان تصحیح میکردند بر قتال و قالت احدیهن چون گفت یکی از ایشان
وفینا نبی یعلم ما فی غد و در میان ما پیغمبر ست که میداند چیزی را که فردا باشد فقال علیه السلام
دعی هذا و قولی الذی کنت تقولین بگذار این سخن را و بگو آنچه میگفتی قبل یعنی بسماع که بدان
می پرداختی مشغول باش اخرجه البخاری فی کتاب النکاح و این حدیث نیز صریحا دلالت
غنا میکند الثالث عن عائشة رضی الله عنها قالت زفت امراة الی رجل من الانصار الخ
تشریح این حدیث از شرح مشکوة گذشت و از لفظ لهو که درین حدیث ست معلوم میشود
که اطلاق لهو بر غناء حلال صحیح ست الرابع عن ابن عباس قال انکحت عائشة ذریبة لها

من الانصار فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اهديتم الفتاة قالوا نعم فنكح كرده او
زنى را عائشه از اهل قرابت خود كه از انصار بود پس آمد پيغمبر صلى الله عليه وسلم پس فرمود
فرستاديد آن دوشيزه را يعنى بخانه زوج مردمان گفتند آرى قال ارسلتم معها من
يغنى قالت لا فرمود فرستاديد با او كسى را كه تغنى كند عائشه گفت كه نه قال رسول
صلى الله عليه وسلم ان الانصار قوم فيهم غزل فلو بعثتم معها من يقول اتيناكم اتيناكم
فحيانا وحياكم فرمود پيغمبر صلى الله عليه وسلم مدحتى كه انصار قومى اند كه در ايشان غزل
بسيار است يعنى غزلهاى عشقيه و مطربه بسيار ميدارند پس كاش ميفرستاديد صحب آن عروس
شخصى را كه ميگفت و اداميكرد اين مضمون را كه بطريق تهنيت و مبارك بادى گفته ميشد
آمديم شما آمديم پس زنده دارد ما را خداى تعالى و زنده دارد شما را اخرجه ابن ماجه فى
كتاب النكاح الخامس عن عائشة رضى الله عنها ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ما بغلت
فلانة بنيتها كانت عندنا مرويست از عائشه صديقه رضى الله عنها بدرستى كه پيغمبر خدا صلى
الله عليه وسلم فرمود چه حال فلان زن را شد كه ميمند بود نزد عائشه پرورش مياوفت تقالت
انه ينبغى ان زوجها عائشه گفت كه عروس ساخته فرستاده ام او را بصرف زوج او قال فهلا
بعثتم معها جارية تضرب بالدف وتغنى فرمود پس چرا نفرستاديد صحب آن دختر را كه ميزد
دف را و مى سرود عائشه گفت ما و ما نقول قال اتيناكم اتيناكم الحديث عائشه رضى الله عنها
گفت كه چه ميگفت يعنى آن سرود را فرمود كه ميگفت اتيناكم اتيناكم يعنى آن كلمات كه بالا گذشت
اخرجه الحافظ تقى الدين محمد بن شيخ العالم مجد الدين على بن وهب القشيرى فى كتاب اقتباس
الاسوة الخ بسنده و اين حديث متقارب الالفاظ والمعنى باحاديث سابقه هست كما مر السادس
يا عائشة اتنزفين ام انقلت لا يا نبى الله قال هذا اتيته بنى فلان تجهزين ان تنتكث فقلت اى عائشه
ايا مى شناسى اين زن را پس گفت عائشه نه اى پيغمبر خدا فرمود اين مغنيه فلان قوم است
دوست ميدارى كه بسرايد براى تو گفت چه ميسرايد براى او قال النبى صلى الله عليه وسلم

تفخ الشیطان و منخرہا پس فرمود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ دم کردن شیطان
در سوراخہای بینی او صاحب نفحہ اعشاق گوید مراد از نفخ شیطان و منخرہا پیش کنایہ از تکبر
و اعجاب نفس وی است کہ آن زن بوقت سر بریدن خود در حالت کمال طرب و غلبہ و سرور
را تکبر و اعجاب نفس کہ از عمل شیطان است سلوک نمود و ظاہر است کہ این حالت اگر بسبب
قرآن خواندن و ذکر و تسبیح کردن عارض شود ممنوع است و در حدیث آمدہ است اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم من نفخہ و نفثہ و ہمزہ و تفسیر نفخ تکبر آمدہ است از امیر المومنین فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ کذا فی البخاری و اگر این جملہ اخیر دلالت بر حرمت غنا کند منافی صدر حدیث
خواہد شد کہ مفید حلیت است فتنبہ و لا تکن من الغافلین رواہ النسائی السابع عن بریدہ بن الحصیب
الاسلمی رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف
جاءت جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان رد کک اللہ سالما ان اضرب بین
یدیک بالدف و اتغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی و الا فلا
از بریدہ بن الحصیب الاسلمی کہ از مشاہیر صحابہ است گفت بیرون
آمد آنحضرت در بعضی غزوات خود پس آن ہنگامی کہ برگشت آنحضرت از غزا آمد آنحضرت را
زنی سیاہ حبشہ بود یا رنگش سیاہ بود پس گفت آن زن بدرستی کہ نذر کردہ ام اگر
باز گرداند ترا خدا تعالی از سفر بسلامت کہ بزنم پیش تو دف را و سرود گویم بجہت
شادمانی کردن بقدوم تو و سلامت تو نذر بہمین سخن است فقال رسول اللہ پس
گفت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی و اگر ہستی تو نذر کردہ پس بزن
دف را و الا فلا و اگر نذر نہ کردہ پس مزن و بدانکہ علما را در دف زدن اختلاف است بعضی
مباح داشتہ اند مطلقا و بعضی مکروہ گفتہ مطلقا و بعضی مباح داشتہ اند در عرائس و اعیانی
و مانند آن از سرور ہائی مشروع و مذہب صحیح و مختار ہمین است و بعضی آنچہ جلاجل
دارد و ندارد فرقی نہادہ اند کہ اول مکروہ است باتفاق و این حدیث دلیل اباحت
ضرب دف است زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کرد بوفای نذر و وفا واجب است

و تقریر شده است که نذر نمی شود مگر بچیزی که از جنس طاعت و قربت است و این مذهب
جمهور است و نزد حنفیه کافی است بودن آن مباح و نذر بامر مباح جائز است و بامر معصیت
جائز نیست باتفاق پس دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دف بلکه بر بودن او مستحب و در
ما نحن فیه هم همچنین است زیرا که سرور بمقدم شریف رسول خدا صلی الله علیه وسلم
و سلامت وی قربت و عبادت است گردد بر آنکه سماع اصوات لسا
بنا مباح است اگر خالی باشد از فتنه کذا قالوا و آنحضرت صلی الله علیه وسلم تعرض نکرد
بذکر تغنی و همین فرمود که اگر نذر کرده بزدن دف بزن بابجهت آنکه تغنی و ذکر تابع دف
بود چون حکم دف ذکر کردند حکم وی نیز معلوم شد یا بجهت آنکه تغنی مباح است شبهه
که هست در دف هست فرمود اگر او را نیز نذر کرده بکن فانهم فجعلت تضرب پس گشت
آن زن که میزد دف را فدخل ابوبکر و هی تضرب پس در آمد ابوبکر رضی الله عنه در حال آنکه
آن زن دف میزد ثم دخل علی و هی تضرب بعد ازان در آمد علی رضی الله عنه و آن زن
دف میزد ثم دخل عثمان و هی تضرب بستر در آمد عثمان رضی الله عنه و وی میزد دف ثم
دخل عمر بعد ازان در آمد عمر رضی الله عنه فالقت الدف تحت استها پس انداخت آن
زن دف را زیر در جود ثم قعدت علیها بنشست بر دف و پنهان کرد فقال
رسول الله پس گفت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر
بدرستی که شیطان هر آینه میترسد از تو ای عمر انی کنت جالسا و هی تضرب بدرستی
من نشسته بودم و وی میزد دف فدخل ابوبکر و هی تضرب ثم دخل علی و هی تضرب ثم دخل
عثمان و هی تضرب فلما دخلت انت یا عمر القت الدف پس چنانکه در آمدی تو انداخت
وی دف را رواه الترمذی و قال هذا حدیث حسن صحیح غریب اشکال در ین حدیث آنست
که چگونه تقریر کرد آنحضرت فعل آن زن را نخست بلکه امر کرد او را بدان و همچنین بار دوم
ابوبکر و علی و عثمان را تا آنکه در آخر شیطان جواب میگوید که چون اعتقاد کردند آن

آن گشتن رسول خدا صلی الله علیه وسلم بسلامت یعنی از خندق بموجب شکر گذاری و سرور و شادمانی و در واقع همچنین است امر کردن او را بوفای بندری و بیرون آمدن از صف بصفت حقانیت و از کراهت باستحباب لیکن حاصل میشد بادنی واقل آن از چون زیاده از حد تجاوز کرد و بحد مکروه کشید و موافق اقوال درست آمدن عزیمت آنحضرت آنچه گفت و اثبات کردن بنی زیاوت و استکثار ازان و کردن آن بی ضرورت و صریحا منع کرد تا بحد تحریم نکشد و ترک کردن آنحضرت دو جاریه را که در ایام منی پیش عائشه رضی الله عنها دف میزدند و نهی میکرد و عدم تحدید آن بیک حدی و آن ظاهر و مستمر است از جهت بودن ایام عید پس حالات متفاوته بنی اقتضای استمرار میکنند و بعضی میکنند زیاده ذکر کرد این کلام را تورپشتی و نقل کرده است ازوی طیبی و الله اعلم **الثامن** قالت عائشة رضی الله عنها دخل علی ابوبکر رضی الله عنه و عندی جاریتان من جواری و شرح این حدیث از مدارج النبوت بالا گذشت و هم در مشکوة مذکور است **التاسع** عن محمد ابن حاطب الجمحی مرویست از محمد ابن حاطب که صحابی است از قوم جمح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت فی النکاح رواه الترمذی وابن ماجه والنسائی فرق است در میان حلال که نکاح است و حرام که زنا است دف زدن آواز خوش در وقت نکاح یعنی بحرمان **العاشر** عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف اشکار کنید این عقد شرعی را که نکاح است و بگردانید آنرا در مسجد و بزنید بر آن دفها رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب و هم از شرح مشکوة بالا گذشت **الحادی عشر** عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب و ابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جواری یغنین فقلت ای صاحبی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اهل بدر یفعل هذا عندکم قالا اجلس ان شئت فاسمع معنا و ان شئت فاذهب فانه قد رخص لنا فی اللهو عند العرس رواه النسائی وکذا فی المشکوة صاحب مدارج النبوت مینویسد و در مشکوة آورده است که ابو مسعود انصاری رضی الله عنه که او را بدری

نیز میگویند یا بسبب آنکه در غزوه بدر حاضر بود یا بجهت آنکه مسکن وی بدر بود و صحابی دیگر از
اعیان صحابه باهم نشسته بودند و سماع غنا میکردند مردی دیگر که حاضر بود و شنیدن ایشان
غنا را بر وی گران آمد و انکار نمود وی صاحبی رسول الله است ای دو یا صحبت رسول الله صلی
علیه وسلم شما مزمور می شنوید ایشان گفتند اگر میخواهی که تو نیز بشنوی با ما بنشین بشنود اگر نه
برود اذن داده است ما را پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم که بشنویم این را یعنی مزمور می بود که تغنی
آن با تفاق ساخت بالاتر از عبد الله بن جعفر که با یکبار مولع و مشغوف بود و معاویه نیز او را
شریک و موافق بود و او تو دوست میمنود زن معاویه انها انکار کرد بر عبد الله و عیب گرفت
بروی و گفت معاویه حال او آنست تو چه معتقدی بوی روزی دیگر عبد الله بخانه معاویه
آمده نماز بسیار گذارد و تعبد بسیار کرد معاویه بازنش گفت این را اگر چه میکند پس ان انکار
باز آمد انتهی و از اینجا معلوم شد که بعد زمانه آنحضرت صلی الله علیه وسلم صحابه سماع غنا میکردند و گفتند
که اذن داده است ما را پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم و بین لهو و رشادی و معلوم شد اطلاق لهو
بر مثل سماع هم می آید و هم معلوم شد که هر لهو حرام نیست الثانی عشر در نغمه عشاق است
روی الحافظ محمد ابن طاهر فی کتاب صفوة التصوف بسنده الی عبد الله بن ابی ملیکه ان
عائشة رضی الله عنها حدثته انه کانت عند النبی صلی الله علیه وسلم امرأة تغنیها فاستاذن عمر بن
الخطاب رضی الله عنه فالقت الدف وقامت فدخل عمر والنبی صلی الله علیه وسلم یتضاحک فقال
بابی انت وامی ما اضحاک یا رسول الله فذکر له الخبر فقال لا ابرح حتی اسمع مما کان یسمع رسول الله
صلی الله علیه وسلم فسمیع واحتج ابن طاهر به علی الجواز وقال لولا سن روایة بکار ابن عبد الله
لحکمت بصحته والحقته بمافی الصحیحین لکن بکار متکلم فیه انتهی کلامه وقال الشیخ الامام العالم العامل
المحقق کمال الدین ابو الفضل جعفر ابن ثعلب الادفوی الشافعی رحمة الله علیه فی الاسماع
بعد ذکر الحدیث المذکور والکلام فی بکار غیر قدح فیه وقد ذکره ابن حبان فی کتاب الثقات و
قال ابن الجوزی لا نعلم قدحا فیه ورواه الخطیب من روایة عبد الرزاق عن بکار وهو ضعیف

نیب براد آخر بس فی طریق ابن طاہر و رواہ الحافظ العالم الثقۃ محمد بن اسحق الغابی
فی تاریخ مکۃ من غیر طریق الخطیب و فی طریق ابن طاہر فقال حدثنا ابو یحیی عن ابی سبرۃ
حدثنا محمد ابن حجر حدثنا عبد الجبار ابن الورد سمعت ابن ابی ملیکۃ یقول قالت عائشۃ الی آخر
الحدیث ففی ہذا الطریق عبد الجبار ابن الورد و ہل بکار ثقۃ انتہی ترجمہ حدیث نیست کہ ذکر شد
حافظ محمد ابن طاہر در کتاب خود کہ صفوۃ التصوف است باسناد خود کہ مسلسل ست تا
عبد اللہ ابن ابی ملیکہ گفت عبد اللہ کہ پدر منی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث کردہ است او را
کہ بتحقیق او روزی نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ تنہی میکرد پس طلب اذن کرد عمر ابن
خطاب رضی اللہ عنہ پس انداخت مغنیہ مذکور دف را و برخاست پس داخل شد عمر ابن
خطاب رضی اللہ عنہ در آن حال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحک میکرد پس گفت عمر ابن
خطاب قربانت شود پدر و مادر من یا رسول اللہ چہ چیز بخندہ آورد ترا پس گفت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم صورت حال را پس گفت عمر رضی اللہ عنہ نخواہم رفت تا کہ نشنوم ایشان را
کہ شنیدہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس شنید ہمچنان فقط احتجاج کردہ است ابن طاہر
باین حدیث بر جواز غنا با دف و گفتہ کہ اگر در روایات بکار ابن عبد اللہ نبودی ہر آئینہ
حکم کردم بر صحت حدیث مذکور و لاحق میکردم آنرا باحادیثی کہ در صحیح بخاری و صحیح مسلم
اند لیکن کلام کردہ شدہ است در بکار یعنی در بودن او موافق شرائط معتبرہ صحیحین گفتگو است لیکن
صاحب امتاع منظنہ کلام مذکور رفع نمودہ میگوید کہ کلام در بکار غیر قدح است و در وی بسہ
وجہ یکی آنکہ ابن حبان او را در کتاب خود مجمد ثقات ذکر کردہ و دوم آنکہ ابن جوزی نیز گفتہ کہ
نمیدانم قدحی در بکار سیوم آنکہ خطیب ہمین حدیث را بہ روایت عبد الرزاق از بکار نقل
کردہ و ضعف او در حدیث بجہت راوی دیگر گفتہ کہ او نیست در طریق ابن طاہر پس بکار
نزد خطیب ہم از ثقات ثابت شد و قطع نظر از ثقاہت بکار زمانکہ در تاریخ مکہ بسناد صحیح
ہمین حدیث را از عبد الجبار ابن الورد و بکار روایت کردہ و عبد الجبار ثقہ است بالاتفاق پس

[illegible] شبهاتی باقی نماند مخفی مباد که احادیث برهان قاطع است
مر اوهام منکرین را و بطلان است حیله های متعصبین را که مخصوص میگردانند اباحت سماع غنا را
بایام اعیاد و تقریبات سرور مباحه بدانکه از جمله احادیث مذکور در اباحت غنا از قسم صحاح
اند یا از قسم حسان و احتجاج بهر دو قسم نزد جمهور محدثین و فقها صحیح است انتهی مولانا شاه
عبد العزیز دهلوی در کتاب صد و پنجم تحفه اثنا عشریه مینویسند که غنا مقرون بآلات لهو
نمامیه باجماع فقهاء حرام است و مشایخ عظام و کبرا صوفیه غنا محرم را نشنیده و بان رغبت
نکرده بلکه سید الطائفه جنید بغدادی گوید انه بطالة و شیخ بزرگوار فاسی گوید
سماع حرام کالمیتة یعنی سماع عند الاضطرار و آنچه بزرگان اهل سنت
شنیده اند آواز خوب قوال با مضمون موافق اگر کسی خوف فتنه در آن نباشد بوده است
نه از امرد خوش شکل و نه زن اجنبی که دیدنش باعث شهوت شود و اکثر سماع
ایشان از جنس ذکر جنت و نار و تشویق بطاعات یا ذکر هجر و وصل که قریب
بانطباق است بر حالات مجبین در غلوای محبت بود و این قسم غنا را حرام گفتن
مخالف شرع بلکه مخالف مذهب خود ایشان نیز هست شیخ مقتول در کتاب العوارف
ذکر کرده است که یجوز الغناء بشرط فی العرس و عجائب هست که از شروط سماع نزد
امامیه چیزیست که سراسر مایه فساد و خمیر فسق است و هو ان یکون المستمع امراة و لا یکون
رجلا و لا یکون الشعر فی الهجاء و لا یکون کذا کذا فی شرح القواعد ترجمه انکه سماع
کننده زن باشد نه مرد و شعر در هجو نباشد فائده در اینجا تامل باید کرد که سماع از زن
چه قدر و چه زیادت دارد بر سماع از مرد انتهی و در نفحات الانس است شیخ الاسلام
گفت عباس فقیر مرا گفت که شیخ ابو بکر الطرسوسی الحرمی گفت که بمکه مهمان
کسی بودم نیز مان کنیزکی دشت که چیزی میتوانست خواند کنیزک بخواند شعر
لامتی فیک معشرا فاقلوا و اکثروا ✦ ترجمه یعنی مرا در عشق تو ملامت کردند قبیله

وکم دیگر گفتند و گفت ملامت نکرد و در مصر تو گر تو این حرف نمی‌زدی ملامت نکرد و در مصر تو گر تو این حرف
درویشی بر پای خاسته بانگی چند بزد و گفت که ملامت نکرد و در مصر تو گر تو این حرف
بگفت و بیفتاد و بمرفت از دنیا شیخ الاسلام گفت که ابو عبد الله ما گوگفت که ایوب سختیار
و خاقزوینی بمکه در سماع بود گوید چیزی بخواند بیارسی وی برخاست با پشت راست
آنگاه گفت نفیر از تو و بیفتاد و بیهوش شد و برفت همانا که آنجائی بوده در
پشت وی که بحرارت وجد به برفته رمیتوان مقصود مجرد راست ایستادن باشد شیخ
الاسلام گفت که ابو القاسم سائح باتومی در مهمانی بود گویند برخواند شعر کُلُّ بیتٍ أنتَ
ساکِنُهُ + غیرُ محتاجٍ إلی السُّراجِ + وجهُکَ المیمونُ حُجَّتُنا + یومَ باقی الناسُ بالحُجَجِ + لا أتاحَ
اللهُ لی فرجاً یوماً ادعو منکَ بالفرجِ + ابو القاسم سائح دست رهت برداشت و بانگ
زد و بیفتاد و بمرد پسندیده برفته بود ترجمه یعنی در هر خانه که تو ساکن وی باشی محتاج
بچراغ نیست وجهک المیمون یعنی روی مبارک تو حجت ماست در آن روز که مردم حجتها
آرند از طاعت و عبادت لا أتاحَ اللهُ یعنی ندهد مرا خدای تعالی خلاصی در روزی که از تو
خلاص خواهم شیخ الاسلام گفته که یکی از طائفه گفت در بیشابور حادثه بود که مردم از هم
بیرون فتو بودند من در مسجد بودم در کنج المسجد درویشی دیگر بود گوینده در آمد و بانگی و نعره
گفته چیزی بگوری خواند شعر اَلْفَیْتُ بَیْنِی وبَیْنَ الحُبِّ معرفةً + لا یَنْقَضی أبداً أو یَنْقَضِی الأبدُ
لأخرجَنَّ من الدنیا وحبکم + بینَ الجوانحِ لم یَشْعُرْ بهِ أحدٌ + آن درویش بیفتاد و بمرد چون نماز
آنگاه بیارمید چون بنگریستم رفته بود ترجمه یعنی یافتم میان خود و محبت تو آشنائی مستد
که بسر نیاید آن آشنائی تا وقتی که ابد بسر آید و این وجود نگیرد زیرا که ابد زمانی است غیر
متناهی از جانب آینده چنانکه ازل زمانی است غیر متناهی از جانب گذشته و غیر متناهی
را تناهی قبول نقضاء محبت متعلق بود بمحال یعنی بیرون خواهم رفت از دنیا و حالی که دوستی
شما در میان پهلوها تردیک سینه قرار گرفته و هیچکس را آن شعور نیست شیخ الاسلام

گفت که ذوالنون مصری و شبلی و خراز و ابوالحسین نوری و ابوالحسین وراج همه در
سماع برفته اند رحمهم الله تعالی سه تن ازایشان سه روز برستیدند و غیر ازایشان بوده اند
نیز از مشائخ در میان که در سماع رفته اند چه در سماع قرآن و چه در سماع غیر آن شیخ الاسلام گفت
که در سماع که دیدار آنرا مدد بود مرد را گوش باز بود و دیده باز بود چه جای طاقت و مونس بود
ایضاً ابوبکر مصری گوید که نام وی محمد بن ابراهیم است با جنید بودم و ابوالحسین نوری
و جماعتی از مشائخ صوفیان و قوال چیزی میخواند نوری برخاست و رقص میکرد و جنید
نشسته بود نوری فرا سر جنید آمد و گفت برخیز و این آیت بخواند اِنَّمَا یَسْتَجِیبُ الَّذِینَ
یَسْمَعُونَ جنید گفت وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ
ابوبکر مصری این آیت بخواند بطریق تعریض یعنی اجابت میکنند و متاثر میگردند از
سماع آنانی که سمع قبول دارند جنید گفت یعنی جماعت که متمکن و ثابت قدم اند چون جبال
می بینی ایشانرا ساکن و غیر متحرک چنین نیست بلکه ایشان در حرکت معنوی سریع اند چون
حرکت ابر یعنی صاحب تمکین دگرباره و صاحب تلوین دیگرگونه و هم در نفحات است مولانا رومی
روزی سفر مودند که آواز رباب آواز صریر باب بهشت است که ما میشنویم منکری گفت که نیز همان
آواز میشنوم چونست که چنان گرم میشویم که مولانا خدمت مولانا فرمود کلا وحاشا
آنچه ما میشنویم آواز باز شدن درست و آنچه وی میشنود آواز فراز شدن است انتهی چه
خوش گفته اند شعر صریر باب بهشت از رباب میشنوم * نویسن در و من فتح باب میشنوم
و هم مولانا در مثنوی میفرمایند مثنوی لیک بد مقصود شش از بانگ رباب *
همچو مشتاقان خیال آن خطاب * ناله سر نا و تهدید دهل * چیزکی ماندبدان نا قول کل * پس
غذای عاشقان آمد سماع * کاندرو باشد خیال اجتماع * قوتی گیرد خیالات ضمیر * بلکه
صورت گردد از بانگ صفیر * آتش عشق از نواها گشت تیز * آنچنانکه آتش آن جوز ریز * ایضاً
عارفان کین نفمه ها را شنوند * جز و بگذارند و سوی کل روند * در شرح مثنوی مولانا روم

مولانا عبد العلی بحر العلوم مینویسند غرض ازین تقریر بیان علاقه استعاره است و بیان انسان کامل و معنی حقیقی فی ظاهر است بوجه دیگر زیرا که مولوی قدس سره از ابتدا سماع بودند و سماع آوازی میفرمودند و حضرت ایشان را در وقت سماع فی حالات عظیمه وارد میشدند و معارف مکشوف میشدند و در لفحات مذکور است که مولوی قدس سره فرمودند که آواز رباب آواز صریر بابهشت است ما میشنویم آواز باز شدن در بهشت چنانکه از استماع کلام انسان کامل اهل فهم را حالات عظیمه پیدا میشوند و معارف جسیمه حاصل آیند و مشهود میشوند پس استعاره کردند لفظ فی را برای انسان کامل و این مناسب شیر مولوی و دیگر ارباب سماع است قدس اسرارهم انتهی و در رقاصة العارفین است و شیرازیان گویند حرکت افلاک مثل رقصی است که اهل حال بواسطه بوارق قدسیه و شوارق انسیه میکنند و مبدأ و منشأ اشراق انوار بر هر فلک رب النوع اوست و فلک بواسطه هر اشراقی مستعد میشود مناسب آن اشراق و بواسطه حرکت مستعد اشراقی دگر است چنانچه صوفیه را در سماع فتوح عظیم میشود و در اخبار الاخیار است شیخ عثمان سیاح مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح است صفا ذوق و سماع بود بارها در مجلس شیخ نصیر الدین محمود حاضر شدی و سماع کردی ایضا نقل است از شیخ نظام الدین که فرمود از شیخ ضیاء الدین رومی شنیده ام که مرا یاری بود او را در سماع حالی و ذوقی بود بعد نقل او را در خواب دیدم که در بهشت مقام رفیع یافته است فاما مغموم نشسته است تعجب آنمقام کردم و پرسیدم چرا مغموم نشسته گفت اینهمه یافتم فاما الی وحالی که در سماع بودمی یابم ایضا شیخ برهان الدین محمود ابی الخیر سعد الباخی رحمة الله علیه از اکابر علماء وقت سلطان غیاث الدین بلبن بود و موصوف بود بوفور علم و دانش و وجد و سماع جامع بود میان علوم شریعت و طریقت و وی بشارق حدیث را پس مصنف سنه کرده بود نقل است که او را بارها گفتی خدای عز و جل مرا از هیچ کبیره نخواهد پرسید مگر از یک کبیره از پرسیدند آن کبیره کدام است گفت سماع چنگ است که چنگ را بسیار شنیده ام و این عادت

اگر باشد بهم شنوم قبراو در وبلی جانب مشرقی خوض شمسی است که انرا تخته نور گویند بزیارت
خاک قبراو باطفال سنجوراند تا سبب مزید علم گردد و در اقتباس الانوار است حضرت شیخ روزبهان
قدس سره در جواب ملا عبد القوی بعد از دلائل قویه فرمودند آری سرود یکه مقترن بفحش
و فسق باشد نزد یک همه حرام است و سرود یکه عشق و محبت مولی بیفزاید باتفاق مباح و نیک
و بعد روایت صاحب استماع که بر اباحت مزامیر است فرمودند اگرچه بیان عالیشان ما
مزامیر نشنیده اند بلکه تصفیق هم روا نداشته انتهی یعنی آنکه حرمت او از نص قطعی باشد
اما در حرمت مطلق باجتهاد خاص مزامیر نص قطعی وارد نشده باید دانست که آواز دف
در گوش مبارک آنحضرت صلی الله علیه وسلم رسیده است و بر حکم رخصت شنیدن عود و چنگ
بربط در رباب قصص و حکایات از بزرگان ثابت است و اختلاف حل و حرمت هم در اباحت
طبل غازیان بر محل خود و اباحت طبل مخنثان ثابت نیست و مفصل این اجمال از شرح
مشکات و مدارج النبوت و کیمیای سعادت و مقامات مظهری درین کتاب مسطور است راقم
بر آنست که در اختلاف حلت و حرمت عمل بر غنیت و اولی اولی است و خاص درین زمان و مولوی
محمد اسمعیل شهید در خاتمه کتاب صراط المستقیم مینویسند باید دانست که سماع و غنا و مزامیر و
کثرت اختلاط آمرد بدون شهوت اگرچه ممنوعات شرعیه نیست لیکن امثال این امور را
در حق سالکین حق خصوصا در حق طالبین راه نبوت خالی از خلل هم نباید فهمید بیانش آنکه
امثال این امور در حق مبتدیان مضرست و هم در حق منتهیان اما در حق مبتدیان تعلق قلب
باستماع غنا منجر بارتکاب استماع مزامیر میشود و اختلاط امرد در خلوت بحدوث شهوت میکشد
اما در حق منتهیان بموجب چیزی در سویدای قلب بمنزلت لیشان سم قاتل است و تعلق قلب
بامور دنیویه قلیل میشود و اما عدم تصریح آنجناب بتحریم امثال امور بنا بر حکمت غامضه است بیانش
آنکه امور بیهیچ مفسده از مفاسد شرعیه بالفعل مشتمل نیست پس اگر نهی صریح از امثال این
امور در شرع وارد میشد قطع نظر از ظهور مفاسد و مضرت آن ارتکاب معصیتی شرعیه بمجرد اقدام

براین امور لازم می آمد بنا علیه بر شعاری بکراهیت امثال این اکتفا کرده شد
پس طالب حق را باید که التفات صمیم قلب بسوی آن ننماید آری اگر بطریق امور
اتفاقیه امثال این امور پیش آیند مجاهرت بانکار آن امور ضروریست و تعرض
بحال فاعلان آن جایز نه تا تشدد فی الدین و تحریم حلال لازم نیاید انتهی درکیمیای
سعادت است انکه با سرود و رباب و چنگ و بربط و چغری از رود ها یا نای عراقی بود
که از رود ها نهی آمده است انکه خوش تر باشد یا ناخوش بسبب آنکه این عادت شراب خوارگان
و هرچه با ایشان مخصوص است حرام کرده اند به تبعیت شراب بآن سبب که شراب را یاد
دهد و آرزوی آن بجنباند اما طبل و شاهین دوف اگرچه در آن جلاجل بود حرام نیست
که در خبری نیامده است و این چنین رود ها نیست که این نه شعار شراب خوارگانست اما
و طبل مخنثان حرام بود که شعار ایشانست و آن طبل دراز بود میان باریک و هر دو
سر پهن اما شاهین اگر بسر فرو بود اگر نباشد حرام نیست که شبانه را عادت بوده است
که زده اند و شافعی میگوید دلیل بر آنکه شاهین حلال است که آواز در گوش رسول صلی
الله علیه وسلم آمد انگشت در گوش کرد و ابن عمر را رضی الله عنهما گفت گوش دار چون
نیست بدارد مرا خبر ده پس خصت داد ابن عمر را تا گوش دارد دلیل آن باشد که مباح
است اما انگشت در گوش کردن رسول الله صلی الله علیه وسلم دلیل نیست که او را در
وقت حالی بوده باشد شریف و بزرگوار دانسته باشد که آن آواز او را مشغول کند که
سماع اثری دارد در جنبانیدن شوق حق سبحانه تعالی تا نزدیک نرساند کسی را که در عین
آن کار بنا شد و این بزرگ بود با ضافت با حال ضعفا که ایشان را خود آنچنان نبود
اما کسی که عین کار بوده باشد که سماع او را شاغل بود و در حق او نقصان بود دلیل ناکردن
سماع دلیل حرام نبود که بسیار مباح بود که کسان از آن دست بدارند اما بدستوری دادن
دلیل جایز بود قطعا که آنرا هیچ وجه دیگر نبود انتهی حضرت شاه غلام علی در رساله مقامات

مظهری مینویسند که مرزا صاحب میفرمودند عمل بعزیمت نمودن و تقوی کردن در هر وقت سخت
مشعذر است که معاملات تباه شده و عمل موافق شرع گویا موقوف گردیده اگر بر طبق رواجت
فقه و اظهار تقوی عمل نموده آید و از محدثات امور بدعت اجتناب کرده شود بسیار غنیمت است
و میفرمودند السماع یورث الرقة و الرقة تجلب الرحمة ترجمه غنا پیدا میکند رقت قلب را و رقت
قلب میکشد رحمت را پس آنچه موجب رحمت الهی باشد چرا حرام بود و در حرمت مزامیر اختلافی است
مکروف در اعراس مباح گفته اند دفی را کرده روز نی رسول خدا صلی الله علیه وسلم
در راهی میرفتند آوازی بسمع مبارک رسید گوش خود بند فرمودند و عبد الله ابن عمر همراه
بود او را بعدم استماع امر کردند پس معلوم شد که کمال تقوی در احتراز از چنین آواز است
بزرگان نقشبندیه که عمل بعزیمت معمول دارند و از رخصت اجتناب از سماع پرهیز نمایند که در
جواز غنا علما را اختلاف است و ترک مختلف فیه اولی همچنین از کمال تقوی ذکر خفی
اختیار نموده ذکر جهر موقوف داشته اند انتهی و در مکتوب ۲۸۵ حضرت مجدد است سماع
و وجد جماعه را مانع است که تقلب احوال و تبدل اوقات متصف اند و تنی حاضر اند و تقلی
گاهی واجد اند و گاهی فاقد ایشانند ارباب قلوب که در مقام تجلیات صفاتیه از ضغی بعضی
و از سهمی باسمی منتقل و متحول اند تلون احوال نقد وقت ایشان است و تشتت آمال حاصل
مقام ایشان دوام حال در حق ایشان محال است و استمرار وقت در شان ایشان ممتنع را
و قبض اند زمانی و بسط نهم ابناء الوقت و مغلوبوه ارباب تجلیات ذاتیه که تمام از مقام
قلب بر آمده بمقام قلب پیوسته و بکلیت از رقیت احوال متحول احوال محو گشته اند
محتاج بسماع و وجد نیستند چه وقت ایشان دائمی است و حال شان سرمدی
لا یزال لا وقت لهم و لا حال و نهم ابناء الوقت و ارباب التمکین و هم الواصلون الذین
لا رجوع لهم اصلا و لا فقد لهم قطعا فمن لا فقد له لا وجد له اگر سوال کنند که حضرت رسول
علیه الصلوة و السلام فرموده لی مع الله وقت ازین حدیث مفهوم میشود که وقت

دائمی نمیشود جواب گوییم بر تقدیر صحت این حدیث بعضی از مشائخ از بعضی اوقات و
خواسته انما هی لی مع الله وقت مستمر فلا اشکال جواب دیگر گوییم که در وقت مستمر کیفیت
خاصه احیانا دست میدهد نه تواند بود که از وقت وقت نادر مراد باشد و آن کیفیت نادر
خواهند این زمان نیز اشکال مرتفع میشود طائفه از منتهیان اند که بعد از وصول به رتبه
کمال و حصول مشاهده جمال لایزال ایشان را بر دوت تربیت سیر و تسلیه تمام حاصل
میشود که از عروج بمنازل وصول باز میدارد چه منازل وصول هنوز در پیش دارند سیل
عروج دارند و آرزوی کمال قرب در پیش سماع ایشان را سوز و مستی و حرارت بخشد
هر زمان بمدد سماع ایشان را عروجی بمنازل قرب میسر میشود و مبتدیان را سماع وجد نصرت
و منافی عروج چند شرائط واقع شده و اعنی بالمبتدی من لا یکون من ارباب القلوب
و ارباب القلوب متوسطون بین المبتدیین و المنتهیین و المنتهی هو الفانی فی الله و
الباقی بالله و هو الواصل الکامل و الانتهاء رجاء بعضها فوق بعض و للوصول مراتب
لا یمکن قطعها ابد الآبدین انتفاع سماع مشروط بشرائط است از جمله آن عدم اعتقاد است
بکمال خویش و اگر تمامی خویش معتقد است محبوس است آری سماع او را نیز بسوی عروج می
اما بعد از تمکین از المقام فرود می آید و شرائط در کتب اکابر مستقیم الاحوال که عوالم
المعارف و نحوه مبین شده و اکثر آنها در ابنا این وقت مفقود است بلکه این مستمع سماع
در قحط که در این وقت شائع شده و این نوع اجتماع که درین آوان متعارف گشته
شک نیست که مضر محض است انتهی راقم گوید از دیده انصاف باید دید بر وجد و سماع
مردمان فی زماننا و نسمات القدس است خواجه عبد العزیز جامی او نیز از اصحاب
صاحب اذواق مولانا سعد الدین بود و از اخفاد شیخ الاسلام جام قدس سرهما
و تربت او نیز در یک جدا دست جنازه مولانا عبد الرحمن جامی را او امامت کرده بسفر حجاز
نیز رفته بود و در آن سفر اکابر و افاضل بسیار با وی همراهی کردند و آن سفر از دو سه

است وصاحب دولت برنگاشته که در آن سفر چون گذر خواجه به تبریز افتاد روزی از
مطربی این بیت سر بگوش هوش او نهاد ؎ پیر ما هیچ نیستم انگشت نما + یوسف من چه کنم پیرهن
خواجه مقدار دو من زر بدو داد بالاجست چون فرود آمد بدو زانوی ادب بر زمین نشست غالبًا
خواجه در آخر اشتغال اوائل نوافل بسیار بود راقم گوید ای در ریش مقلد شریعت متین بود
و بعض مقامی مقلد طریقت کافر گردد باید که بر گفتار ایشان عمل کند و بر کار ایشان انکار نکند
حضرت شیخ ما شیخ عبد القدوس در مکتوب صد و چهل و نهم در خصوص سماع مر اهل را میفرماید
بدانچه شوق سبحانی و ذوق ربانی در وقت سماع که ذوق عارفان درست و شوق
عاشقان برست دست مید هند غنیمت دانند و سعادت ابدی خوانند حضور مجلس سماع عارفان را
برای سعادت این دولت است هر که را هست مبارک باد و ذوق در سماع مطلوب مردان است
که شوق ایشان و طلب است چون آن شوق بفضل الله دست دهد آن شوق در کار شود
باید که طالب این ذوق و این شوق در کار شود و در تواجد آید و متحرک گردد و در طلب آن
ذوق مشوق شود و اگر خود را از ان ذوق و شوق باز دارد و از ذوق و شوق حق خود
را باز داشته باشد نشاید که آن وقت خود را بخود گرد آرد و خود را از ان باز دارد که آن حرمان
عظیم است طالبان سالها خون خورده اند بعده بدین دولت و باین شربت رسیده اند تا وقت
باید ساخت تا وقت چه ذوق دهد و شوق کجا برد باشد که از مکان در لامکان کشد و حضرت سبحانی
دهد الصوفی ابن الوقت اینجا گفته اند که صوفی در پی وقت خود میرود و مطلوب خود حاصل
میکند دمادم دست یگانه میشود لی مع الله وقت در شرع این وقت است ذوق
این وقت سبحان الله کدام دولت از ذوق و شوق ربانی بلند تر است که خود را از ان
باز دارند و از دست بخود باز آرند اجتماع دوستان خدا تعالی حضور انسان در مجلس
سماع از جهت طمع این دولت است تا از برکت مجلس سماع و دلهای مردان چاره مفلس را
ذوقی روی نماید و شوق دست دهد باید که مخلص و صادق بود و متکلف نباشد

حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم در شوق ربانی و ذوق سبحانی در عشق و دوست شعر شنید
و سماع در داد و با چهار صد یاران در تواجد آمد چندان تواجد کرد که ردا از کتف مبارک بزمین
افتاد و عشق را بنیاد و بنها د و گفت لیس بکریم من لم یتهزز بذکر الحبیب شعر این بود لقد
حیتنی الهوی کبدی + فلا طبیب لها ولا راقی + الی آخره خواجه قطب الدین قدس سره
برین بیت جان داد و ندا کشتگان خنجر تسلیم را + هر زمان از غیب جان دیگر است +
کدام مرد هند که جان خود در ذوق و شوق بازند مشرب این بیچاره و یاران این بیچاره
این مشرب است دمغ دلک ایشان ابوالوقت نیز اندا تا در صحبت رفت خود اقامت شرع
کرده اند و نماز با وقت گذارده اند و جمعه و جماعت ترک نکرده اند که هر جه یافتند از دولت
اقامت شرع یافتند و هر دولت که داشتند از دولت اقامت شرع داشتند چندان
نباید افتاد که از وقت یافتند و فساوت روی آرد و که شیطان را دخل بود بعضی مبتدیان را
این واقعه پیش آید والعیاذ بالله من ذلک پس خوض هوا از تصنع و تکلف دور دارند و در شوق
ربانی و سبحانی در کار آیند هر چند تنزه است حرمان رد است تنزه از هوا است نه از خطوظ
بدوق و شوق سبحان در خطوظ باش که مطلوب جانست و از هوا و رعونت که آن باد حرمانست
ای برادر پیران مریدان صادق را دست گرفته در سماع در آورده اند و اجازت داده اند تا ایشان
در سماع آمده اند بعضی شیخ متحرک گشته اند و ادب آنست که لا ینبغی للمرید ان یتحرک بین یدی الشیخ
و چون او ان شیخ باشد ما ذون گردد و در حضور غیب سماع شود و متحرک گردد و در تواجد
آید و تا انقراض عالم این مشرب خواهی بود چندین مشایخ کبار که اهل سماع بودند تواجد
کرده اند با ذن شیخ کرده اند ای برادر غیر چه خواهی کرد و با غیر چه خواهی بود خدا بین باش
غیر بین مباش و هر چه خواهی باش و محمد معین الدین نقشبند بن خواجه خاوند محمود بن
سید شریف که از اولاد خواجه علاء الدین عطار ختن خواجه بهاء الدین نقشبند است
رحمة الله علیهم در کتاب مرتع القلوب می آرد عن انس رضی الله عنه قال کنا عند رسول

الله صلى الله عليه وسلم اذا نزل عليه جبريل فقال يا رسول الله ان فقراء امتك يدخلون الجنة قبل الاغنياء بنصف يوم وهو خمسمائة عام ففرح بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال افيكم من ينشد شيئا فقال بدوي نعم يا رسول الله فقال هات فانشأ البدوي

شعر لقد لسعت حية الهوى كبدي + فلا طبيب لها ولا راقي + الا الحبيب الذي شغفت به فعنده رقيتي وترياقي + فتواجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وتواجد اصحابه معه حتى سقط رداؤه عن منكبيه فلما رجعوا الى كل واحد الى مكانه قال معاوية بن ابو سفيان ما احسن نغمتكم يا رسول الله فقال له يا معاوية ليس بكريم من لم يهتز عند سماع ذكر الحبيب ثم اقسم برداء رسول الله صلى الله عليه وسلم من حاضرهم باربع مائة قطعة فهذا الحديث اوردناه مسندا كما عندناه وجدناه وقد تكلم في صحة اصحاب الحديث وما وجدناه شيئا نقل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيشاكل وجد اهل الزمان وسماعهم واجتماعهم وهيئتهم الا بادوا ما احسنه من حجج الصوفية واهل الزمان في سماعهم ومرقصهم الخرق وقسمتها لوضح انتهى وهمين تحقيق از مكتوبات حضرت عيسى سيرى خواهد آمد واز نجاست كه صاحب عوارف فرموده اند كه چون پارچه صوفى در حالت وجد بزمين بيفتد باز گرفتن آنرا بر وحرام است وصوفى بزرگ ان پارچه را قسمت كند يا سالم كسى اميدهد ورفعاتست شيخ ابو عبد الرحمن سلمى گويد كه ابو سهل صعلوكى را از سماع پرسيدند گفت مستحب است اهل الحقائق ومباح اهل العلم ومكروه اهل الفسق والفجور **شرح** يعنى اهل حقيقت را سماع مستحب است منابر انكه باسماع يا جذب حالتى نيكو كنند ويا دفع حالتى ردى وعلماء را مباح است زيرا كه گرچه مستجد بسماع نشود بحالت نيكو اما بوى حالتى ردى كسب نكند وفساق وفجار را مكروه است زيرا كه بسماع جذب حالتى ردى كنند كه خيال فاسده ايشان قوت گيرد انتهى ونام وى محمد بن سليمان الصعلوكى الفقيه كان امام ومفتى فى علوم الشريعة وهم در نفحات

خواجه ابوالحسن خرقانی گفته اگر کسی سرود گوید باآن حق را خواهد بهتر ازان بود که
قرآن خواند و بآن حق را نخواهد شرح زیرا که بر سرود دی فائده مرتب گردد
و بر قرآن خواندن هیچ فائده مرتب نگردد و در تذکرة الاولیا است که خواجه شیخ
ابوالحسن خرقانی هرگز سماع نکردی شیخ ابوسعید بزیارت او آمد بعد طعام خوردن
شیخ را گفت دستوری هست که چیزی گویم شیخ گفت ما را بروای سماع نیست لیکن بر
موافقت تو این بخوانیم پس قوالان بدست بنشستند شیخ در بعد عمر پیش ازین یک
نوبت سماع نکرده بود پس شیخ ابوسعید گفت ای شیخ وقت است که بر خیزی شیخ
برخاست و ساعتی بیستادند بجنبانید و هفت بار قدم بر زمین بزد و بوار خانقاه بر موافقت
و در جنبش آمدند شیخ ابوسعید گفت بس کن که بنا خراب شود پس گفت مغفرت
خدائی که آسمان و زمین بر موافقت تو در رقص آیند شیخ گفت سماع کسی را است که بلا
بوی عرش کشاده بیند از زیر عرش تا تحت الثری پس اصحاب را گفت اگر شما را گویند که
این رقص چرا می کنید بگوئید بر موافقت قومی که برخاسته اند و ایشان چنین باشند
در مکتوب لود و سیوم حضرت یحیی منیری است بداند که چون دلها و سرها خزائن اسرار
و معادن جواهر معانی است و مثال نهان بودن آن اسرار در جواهر در دلها چون
نهان بودن آتش است در آهن و سنگ و سماع پدید آرنده آن اسرار است
از دلها پس ظاهر نشود از دل بسماع مگر آنچه در وی بود از نیجا بدان هر که را لیاقت
بود بر وی خداوند عزوجل مشتاق بود بلقای وی و سماع در حق وی محرک است
مر شوق دیرا و موکد است مر محبت و عشق دیرا و بیرون آرنده است آتش سینه دیرا
از نهان گاه و ظاهر کننده است مر احوال شریفه را از مکامن شفات و علامات
که در حصر نیاید بداند هر که را ازین نعمت حظی است و آن احوال شریفه را بزبان صوفیان
وجد خوانند اینجا سماع حلال بود بلکه مستحب بلکه گفته اند لازم که این قدمی بشد

که هرچه در عالم هست نزل بود چون بسمع خداوند این قدم رسید جد گردد و چه او از نهاد خود گشته
عصر چه بدو رسد بگردد و در سماع بیت و در رستی حالت احادیث آمده است یکی از صحیح
برای دلیل اینجا یاد کنیم و آن آنست که روایت کرده شده است از انس رضی الله عنه
که گفت نزدیک رسول بودیم علیه السلام که مهتر جبرئیل صلوات الله علیه در رسید پس گفت یا
رسول الله بشارت مر ترا که در دنیا امت تو در آیند و بهشت پیش از اغنیا بپانصد
سال و آن نیم روز بود پس حضرت رسالت بدین بشارت خوش گشت گفت در میان شما
کسی هست که شعری بخواند پس بدوی گفت هست یا رسول الله گفت بیار بیار آنگاه بدوی
این بیت خواند شعر قد لسعت حیة الهوی کبدی * فلا طبیب لها ولا راقی الا الحبیب
الذی شغفت به * فعنده رقیتی و تریاقی * پس رسول علیه السلام تواجد کرد جمله صحابه با او
تواجد کردند ردای مبارک از دوش مبارک بیفتاد پس چون فارغ شدند هر کسی
بجای خویش قرار گرفتند پس معاویه بن ابی سفیان گفت چه نیکو بازی شماست یا رسول
الله فرمود مه یا معاویة لیس بکریم من لم یهتز عند سماع ذکر الحبیب گفت دو رباش ای
معاویه کریم نبود هر که نجنبد از ذکر دوست در جنبش نیاید پس ردای مبارک او را
قسمت کردند بر حاضران همچنان رصه پر کاله را قم گوید و نیز همین تحقیق در مکتوبی از
مکتوبات حضرت شیخ عبد القدوس گنگوهی مرقوم است ایضاً و باشد که سماع بمجرد
آواز بود نه بر معنی بیت آخر شنیده حکایات شتران عرب که بمجرد آواز چنان مست
میگردند که بار گران چندان بر دوند انکار این انکار مشاهده است محروم بی نصیب
از لذت سماع تعجب کند مثل تعجب کردن عنین از لذت مباشرت و تعجب کردن
جاهل از معرفت خداوند این چنین شخص از شعار او میان خارج است و دست
بر دست زدن اصل آنست که روایت کرده اند از عتبة الغلام رضی الله عنه
آنست که پس کف دست بر دست دیگر میزد حبتا کار کشتان او فطرات خون

جکیده از خواجه ابو سعید الخیر نقل است که گفت درویشی چون در سماع دست بر هم زند
شهوتی که بر دست باشد از وی بیرون شود و چون پای بر زمین زند شهوتی که
بر پای بود بریزد و چون نعره زند شهوتی که اندرون باشد بیرون رود اما آنکه
نعره زند در سماع رو ابود وقتی که غلبه وجد در باطن پدید آید چنانکه خویش را نگاه نتواند داشت
شیخ عبد الرحمن سلمی این جمله را جمع کرده است اندر کتاب السماع و در تفسیر فتح العزیز است
که چون مال حضرت ابو بکر صدیق در راه حبیب خدا اشغالی بالکلیه تمام شد و نصر بر دشمنان یافت روزی گلیمی را بجائی کوزه در گلو انداخته او را با هم مربوط ساخته در مجلس
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاضر شده بودند حضرت جبریل نازل شدند و پرسیدند
که یا محمد ابو بکر را با وجود این مالداری چه حال شد که باین لباس نشسته است آنحضرت
صلی الله علیه وسلم فرمودند که همه مال خود را بر من و در راه من خرج کرده مفلس شد
حضرت جبریل گفت که خدا تعالی ابو بکر را سلام فرموده است و می پرسد که بگو
در بین فقر از من راضی هستی یا که دولتی داری حضرت ابو بکر را شنیدن این حالتی
رو داد که بر مثال ارباب وجد مست شده میگفت که من چه نعم که دولت با پروردگار
خود دارم و بار بار آواز بلند همین نغمه را می سرایند که انا عن ربی راض انا عن
ربی راض انتهی و در کیمیای سعادت است عن علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال یا علی انت منی و انا منک فتجمل بنعمة جدا با علی گفت تو از منی و من از تو علی
از شادی این رقص کرد و چند بار پای بر زمین زد چنانکه عادت عرب باشد
که در شادی و نشاط کنند و قال لجعفر شبهت خلقی و خلقی فتجمل و همدرین است
و با جعفر رضی الله عنه گفت تو بمن مانی بخلق و خلق از نیز از شادی رقص کرد و قال
صلی الله علیه وسلم لزید بن حارثة انت اخونا و مولانا فتجمل و همدرین است و زید بن
حارثه رضی الله عنه را گفت تو برادر و مولای ما بی از شادی رقص کرد چنانکه

که نگوید که این حرام است خطا می کند بلکه غایت این است که بازی باشد و بازی نیز
حرام نیست و کسی که باو عیب کند که آن حال کودکان او پیدا می آید قوی تر شود و خود محمود
است انتهی و کان ہذہ القصۃ فی عمرۃ القضاء لما دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مکۃ فتبعتہ عمارۃ بنت حمزۃ تنادی یا عم یا عم فتناولہا علی فاختصم فیہا علی و زید و جعفر
فاعطاہا للجعفر انتہی قال ابن ماجۃ حدثنا ہشام بن عمار و محمد بن الصباح قالا حدثنا
عبد العزیز بن ابی حازم حدثنی ابی عن عبد اللہ بن مسلم عن عبد اللہ بن عمر انہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو علی المنبر یقول یا معشر الجبارین ابن الجبارون ابن
الجبارون قال و قیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمینہ و عن یسارہ حتی
نظرت انی لانظر رکبتی من الاسفل حتی انی اقول ساقط ہو برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و ہشام بن عمار من رجال الستۃ غیر مسلم صدوق و محمد بن الصباح بن سفیان
ابو جعفر التاجر صدوق و ابن ابی حازم سلمۃ ابن دینار صدوق فقیہ من رجال الستۃ
و ابنہ فقیہ عابد من رجال الستۃ عبد اللہ بن مسلم نسبۃ شہرتہ من رجال الستۃ غیر البزدی
انتہی و کتبہ قطب عالم است بشیخ جلال الدین بادبرادم شیخ عبد الرحمن امدہ بسیار
گو بندگان چیزی می گفتند خواست اخویرا شوق ربانی و ذوق سبحانی در اہتزاز
آورد و در اضطراب کشید و در تواجد انداخت الحمد للہ درین فرح این فقیر چنان مستفرق
گشت که در حد نیاید و در کون نگنجد که حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید لیس
بکریم من لم یہتز عند کریم الجمیب چون آن دوست خدا در شوق در آید و در وجد بجنبد لوز شوق
وی بشرق و غرب گیرد و مزید باد و ہمیشہ در حیات و ممات بر آن سماع مستغرق باشند
و این نعمت در خانواده ہیران چشت نہاده اند و اعراس ہیران بر عنت ہیران بسماع
و صفای جاری و ایدانتہی راقم گوید سخن مردان مردان باشد دیگری چہ داند قدر
آنچہ گوید دیده گوید حضرت عبد الخالق غجدوانی فرمودند سماع بسیار کن که سماع بسیار

نفاق پدید آرد در وقت بسیاری سماع دل را بیم اند و بر سماع انکار مکن سماع
را اصحاب سماع بسیار اند چنانچه در ذکر ایشان گذشت و در کشف المحجوب مذکور است
را اند طبایع حکم های مختلف است همچنانکه ارادت اند در دلها مختلف است و سماع ها
که می آنرا حکم قطع کنند و در جمله مستمعان سه گروه اند یکی آنکه بمعنی شنوند و دیگر
آنکه بصوت شنوند و اندرین هر دو اصل فایده و آفات است زانچه شنیدن اصوات
خوش غلیان آن معنی باشد که اندر مردم مرکب بود اگر حق بود حق و اگر باطل بود
باطل کسی را که مایهٔ در طبع فساد بود آنچه شنود همه فساد باشد و جملگی اینمعنی اندر حکایات
داؤد علیه السلام بیاید آنانکه صوت داؤد شنیدند دو گروه شدند یعنی آنکه از اهل شقاوت
بودند بنزدیک ابلیس مائل شدند و آنکه اهل سعادت بودند بصوت داؤد ماندند و بعضی آنانکه
اهل معنی بودند صوت داؤد و غیره اندر پیش ایشان نبود از انچه همه حق را میدیدند اگر مزمار
و بوشنیدندی اندران همه فتنه از حق دیدندی و اگر صوت داؤد شنیدندی اندران همه
از حق دانستندی تا از کل باز ماندندی ندیدی نضر بن الحارث کلام خدا شنید و گفت ایذا
اساطیر الاولین و عبد الله بن سعد بن ابی سرح که کاتب وحی بود گفت فتبارک الله احسن
الخالقین و ذوالنون بصری گوید سماع وارد حق است که دلها را بدو برانگیزد و بر طلب حریص کند
هر که آنرا بحق شنود بحق راه یابد و هر که بنفس شنود اندر زندقه افتد و مراد آن نه آنست که سماع
علت وصل حق است بلکه مراد آنست که مستمع باید تا معنی شنود در صوت مجرد و دل وی محل وارد
حق باشد حضرت حاجی شریف زندنی فرمودند که در اثنای سماع صفائی و ضیائی بغایت
حاصل میگردد که هیچ چیز بوشیده نماند از عالم اسرار و روشن دل منبسط و آلائش حسد و کینه و غل
و غش بکلی زوال می پذیرد و بسوی عرش و کرسی میل نکند و اگر کند اهل سماع ازدی احتراز
واورا اهل سماع نخوانند زیرا که با غیر برد بحضرت حضرت علو مشاذ دینوری میفرماید سرود
بهوای نفس شنیدن درست نیست و سماع حرمت از اسرار الهی در دل عاشق فرود

آید که بسبب آن از همه بیگانه شود و دیوانه در سماع و تواجد می آید در کشف المحجوب
میان محققان در سماع اختلاف است گروهی گفته اند سماع آلت غیب است که اندر شاهد
سماع محال باشد پس سماع آلت مبتدیان باشد تا از پراگندگی های غفلت مجتمع باشند
و باز گروهی گفته اند که سماع آلت حضور است چنانکه دل را وصل محبت است و سر را
مشاهده و روح را وصلت و تن را خدمت باید تا گوش را نیز نصیبی بود چنانکه چشم را
از رویت و گویند سماع آلت حضور است که غایب خود غایب است و غائب منکر بود و
منکر آن اهل آن نباشد اصل سماع چون آفتاب باشد که بر همه چیزها تابد اما بر هر ظهر بر اندازه
مرتبه وی ازان ذوق و شرب یابد یکی رای فرود زد و یکی را مینوازد و یکی را می گدازد و تن
جمله برسته مرتبت اند یکی از مبتدیان و دیگر متوسطان و سه دیگر کاملان بدانکه سماع را
حق است مبتدیان مائل حدیث حق نباشند مگر آنرا اثری باشد بحرقت و قهر چنانکه
گروهی اندر سماع بیهوش شوند و گروهی هلاک شوند و هیچ کس نباشد الا که طبعش از حد اعتدال
بیرون شود و اضطراب مبتدیان اندر حلول وارد حق تعالی بود ازان بباشد که جنبشهای
ایشان مر از انحالف است چون آن متواتر شود مبتدی اندران ساکن شود و بیابد آنرا
وجد و وجود مصدر اند یکی بمعنی اندوه و دیگر بمعنی یافتن و فاعل هر دو یکی خرمصدر
فرق نتوان کرد و مراد این طائفه از وجد و وجود اثبات دو حال باشد اندر سماع
که یکی مقرون اندوه باشد و دیگر موصول یافت مراد و حقیقت اندوه فقد محبوب
و منع مراد باشد و حقیقت یافت حصول مراد پس وجد سرست میان طالب و مطلوب
و وجود فضلی است از محبوب بمحب و نزدیک این وجد اصابة الم باشد مردل را
یا از تعب یا از طرب و وجود ازالت عمی بود از دل و مصادفه مراد آن باشد و صفت
واجد اما حرکت بود در غلیان شوق و در حال حجاب و اما سکون در حال مشاهده و
در حال کشف گروهی گویند که وجود صفت مریدان است و وجد نعت عارفان و گروهی

گویند که وجد حرقت مریدان شبلی و وجود تحفهٔ عجبان و درجهٔ محبان بلندتر از مریدان باید آرام با تحفهٔ
تمام تر باشد از حرقت اندر طلب و نمیتی کشف نگردد بجز در حکایت و آن آنست که روزی شبلی جنیدرا
اندوه بگذیر یافت گفت ایها الشیخ چه بوده است گفت من طلب وجد شبلی گفت لا بل من وجد طلب شایخ
اندرین سخن گفته اند از انچو آن یکی نشان از وجد داد و دیگری اشارت بوجود کرد و نز دیک من معتبر قول
بنید است از انچه چون بنده بشناخت که معبود از جمله نیست اندوه او دراز گردد و درین سخن گفته اند
و در هفتم کیمیاء سعادت بدانکه ایزد تعالی را سر است در دل آدمی چنانکه آتش در آهن و سنگ و همچنان که
در خم آهن در سنگ آن آتش آشکارا گردد همچنین آتش سماع آواز خوش موزون گوهر دل را بجنباند و
چیزی پیدا آورد و بی آنکه آدمی را در ان اختیاری بود اما میگویم که حکم سماع از دل باید گرفت چه سماع
هیچ چیز در دل پیدا ورد که نباشد بلکه از انکه در دل باشد بجنباند و هر کرا در دل چیزی بود در آن سماع محبوب
است و قوت آن مطلوبست چون سماع آنرا زیادت کند او را ثواب باشد و هر کرا در دل باطلی بود که در
شرع مذموم باشد او را بسماع عقاب بود هر کرا دل از هر دو خالی است لیکن بسبیل بازی شنود و بحکم طبع
بان لذت یابد سماع او را مباح است اهل انست که کسی را که دوستی حق تعالی غالب شده باشد بمجد
عشق رسیده سماع او را مهم بود بدانکه در سماع مقام هست اول فهم و آنگاه وجد و آنگاه حرکت
انتهی در نفحات القدس است خواجهٔ کلان و مهدی که نام ایشان محمد است ابن مولانا خواجگی احمد
انکسار و افتقار و شت و بوجد و سماع رغبت فراوان چنانکه اگر بجای سوار شدی خوش آوازان
و نی نوازان در رکاب او بنواد احسان بودندی و بعض مردمان در رقص سماع انتهی **مؤلف**
کتاب هذا ساکن شهریست که گردش از مزارهای پر انوار بزرگان محصور است و سمت
غربیش از قصر دلکوشکهای نگرنیزان آباد و سمت شرقیش از آب روان زیاد از کشت زارهای
شاداب تر و تازه و سمت جنوبیش از شجرهای بار دار پر ثمر و صحراهای سیراب سبز و اندرونش
از برکت کرامت قبور بزرگان معمور و از ابتدا الی الان هر حاکمی که می آید از هوای آن تاب
جدائی نیارد و الغرض آن خطهٔ سرور و مطلع ارباب ذوق و شور و عشق خیز شور انگیز حسن آباد مرد آباد

الحمد لله اولاً و آخراً که بفضله و کرمه کتاب هذا در آخر عشر شهر ذیقعده سنه ۱۲۱۱ یکهزار و دویست و هشتاد و شش هجری بپایهٔ اختتام و خاتمه تمامی در پذیرفت + فقط

خاتمة الطبع

الحمد لله که کتاب مستطاب **انوار العارفین** تالیف زبدهٔ اهل ایقان خلاصهٔ ارباب عرفان مقبول بارگاه کونین حافظ **محمد حسین** صاحب چشتی صابری قدوسی ساکن مراد آباد که تمامی عمر خود را در حصول مذاق معرفت گذرانیده و شجرهٔ توحید و تجرید آنچنان در مزرعهٔ دل دمانیده که بمصداق عمایم که باغیر خدا جفت نگردیم + در عالم تجرد بسر برده اند در ماه جمادی الآخره سنه ۱۲۹۰ هجری علی صاحبها الف الف تحیه و سلام از زیور طبع آراسته گردید مؤلف سلمه الله تعالی از احوال خود و صفت در دیباچه بنام آکتفا فرموده مرد سراپا اشفاق و مجمع محاسن اخلاق و یگانهٔ آفاق اند با علماء فقراء و خصاص سے باز نمود و ائما قانون رقت قلبی را بمضراب سوز سینه می نوازند اللهم احفظه و بارک فی عمره و نیز و اضعاد که مؤلف از تحریر کتاب تا سال هشتاد و شش دست کشیده بود چون طبعش بفور اتمام دست نداد بعض وقائع بعد اتمام کتاب نیز ضمیمهٔ کتاب ساخت و از همین ست که ناظرین در کتاب بعض جا خواهند یافت که وفات فلان کس بعد تحریر هذا در سال هشتاد و هشت رو داد فقط و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله و اصحابه اجمعین +

قطعهٔ تاریخ طبع از سید قاسم علی خواهان مرحوم

کیون نه مرغوب هو زمانے کو	مخزن ذکر اصفیا ہے یہہ
سر بسر ارسی نمای خواهان	لکھہ کہ تاریخ اولیا ہے یہہ

۲۹۷۶۷

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۳۸۱۰

کتب خانہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

۱۔ اراکین مجلس کی تعداد مجلس منتظمہ کی
منظوری سے بڑھائی جا سکتی ہے۔

۲۔ سالانہ جلسہ کی تاریخ مقرر کرنا اور
اراکین کو اطلاع دینا۔

۳۔ حساب کی جانچ کے لئے ایک
کمیٹی کا تقرر کرنا۔

۴۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کا انتخاب
کرنا۔

۵۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
غیر حاضری کی صورت میں
ان کی جگہ پر کرنا۔

۶۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو بڑھانا۔

۷۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو گھٹانا۔

۸۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو برقرار رکھنا۔

۹۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو تبدیل کرنا۔

۱۰۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو مقرر کرنا۔

۱۱۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو معلوم کرنا۔

۱۲۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ظاہر کرنا۔

۱۳۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۴۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۵۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۶۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۷۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۸۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۱۹۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔

۲۰۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کی
تعداد کو ثابت کرنا۔